UNIVERSAL
LIBRARY
OU_222830
UNIVERSAL
LIBRARY

222830

۱۸۲۱۵
۱۸۲۱۵
۱۸۸۹ء
حسن
حسن
جلد ۲ سنہ
۸۹۱/۵۴۳۰۵

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. حسن / ۸۹۱۵۴۳۰۵ Accession No. ۱۸۲۱۵

Author حسن

Title ۱۸۸۹ء سنہ جلد ۲

18215

This book should be returned on or before the date last marked below.

التماس

جن حضرات نے ازراہ عنایت و قدردانی زرچندہ حسن سے اعانت فرمائی ہے انکا
تہہ دل سے شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

جن عنایت گستروں نے ہنوز شکر گذار نہیں فرمایا امید ہے کہ ایام گذشتہ و سال آیندہ
کے زرچندہ سے مرہون منت فرمائینگے۔

رسالہ ہذا کو زیادہ مجبوب و قابل قدر بنانیکے لئے اندرون ریاست و بیرونجات کے
اہل قلم پردازاور مشہور ذی فہم حضرات سے اعانت کا وعدہ فرمایا ہے جنکی کلام سے
ہمکو و رسالہ کو نسر خروی اور ناظرین کو مسرت ہوگی۔

ناظرین پرتمکین اپنے تبادلہ مقامات سے دفتر کو سرفراز فرماتے رہیں۔ با
اطلاع عدم وقفیت سے رسالہ دبرین پہونچتا ہے یا واپس آتا ہے اور ہم ناکردہ
گناہ وشکایت دوستانہ ہوتے ہیں۔

مینجر رسالہ حسن

شہار باغستان

ہمارے باغ مین ایشیا اور یورپ کے مشہور مشہور اور دور دراز مقامات سے آئے ہوے میوؤن کے پودے موجود ہین۔ جنکی نظیر شاید تمام ہندوستان مین بہت کم ہوگی۔ ہمارے چیدہ پودہون کے نام معہ تعداد اقسام لکھے جاتے ہین جو صاحب شوق خواہش کرین طلب فرمالین۔

(۱) قلمی (پیوندی) آم	۴۴ اقسام فی	۸ر	
(۲) سیب	۳۳ اقسام فی	۴ر	
(۳) شفتالو	۱۴ " "	۸ر	
(۴) آلو بخارا	۹ اقسام "	۴ر	
(۵) انار	۵ " "	۴ر	
(۶) شہتوت	۲ " "	۴ر	
(۷) بیر	۶ " "	۴ر	
(۸) زردآلو	۵ " "	۴ر	
(۹) جام (امرود)	۷ " "	۴ر	
(۱۰) سنترا	۱۲ " "	۸ر	
(۱۱) چکوترا	۵ " "	۴ر	
(۱۲) انجیر	۵ " "	۴ر	
(۱۳) انگور	۵۲ " "	۸ر	
(۱۴) وامبی (چین کا میوہ)	۲ " "	۱ر	
(۱۵) لکاٹ	۵ " "	۴ر	

جو درخت فی الحال تیار نہون تاریخ درخواست سے ایک مہینے کی مہلت مین بھیجدئے جائینگے۔

المشتہر

محمد عبدالصمد خان منیجر رسالہ حسن

دنیا کی ممکن الوقوع آیندہ حالت

اس امر کا قطعی فیصلہ کرنا کہ آیندہ کل جہان و ما فیہا کی کیا کیفیت ہوگی آسان نہیں ہے مگر اس صدی مین کئی جھوٹے دعوی کرنے والے پیشین گوؤن نے دنیا و ما فیہا کی حالت آیندہ کے مشکل عقدہ کو حل کرنے کی جرأت کی چنانچہ چند برس گذرے کہ گوشر گذار ہوا کہ دنیا کا خاتمہ ۱۸۸۱ء مین ہو جائیگا۔ بہت سے جاہل مسلمانون نے یقین کیا کہ ۱۳۰۰ ہجری مین بڑے زبردست واقعات برروکار آئینگے۔ اور حضرت امام مہدی کا ظہور ہوگا اندنون بھی اکثر مسموع ہوتا ہی کہ یہہ آخری زمانہ کلجگ کا ہی اور دور نہین ہے کہ اسی دور آخر مین دنیا کا خاتمہ ہو جائے۔ گذشتہ صدی کے وسط مین علی العموم لوگونکا خیال تھا کہ آفتاب کیجانب زیادہ کھچ جانے سے یہہ سیارون کا نظم بالآخر ضایع ہو جائیگا۔ ایسا خیال لاگرانج فیلسوف کی تحقیقات کا نتیجہ تھا جسنے ظاہر کیا کہ دائرہ سیارگان کے قطر کا طول ایک حالپر مقرر نہین یعنی گھٹتا بڑہتا ہی اور سیارے بعد مرور ایام کافی یعنی بقدر احتیاج غیر محدود اور بے انتہا فاصلونپر پہونچ جائینگے اور بے شمار زمانہ کے بعد یہہ سیارے آفتاب مین جذب ہو جائینگے بعد اسکے ایک دوسرے ریاضی دان مسمی لیپلیس نے ثابت کیا کہ نظام سیارگونکے قطر لاگرانج کے مقولہ کے بموجب گھٹتے بڑہتے نہین اور انکی پائداری کو کسی قسم کا صدمہ نہین پہونچ سکتا۔ یہہ لیپلیس ہی تھا جسنے سب سے پہلے نظام سیارگانکی صحیح حقیقت دریافت کی اسنے یہہ خیال ظاہر کیا کہ غالبًا ہوا سے شمسی ایکدفعہ کل نظم شمسی مین بھر گئی تھی اور نظم شمسی کی بیرونی گیاس نما اجزا اپنے اپنے مرکز

کشش کیطرف کھینچ گئے اور گویا جکڑ بڑے اور چھوٹے مدور سیارے رفتہ رفتہ بن گئے۔
سر ولیم ہرشل نے جو کہکشان کا مشاہدہ کیا اُس سے اس مسئلہ کی عام طور پر تصدیق ہوتی ہے (یعنے اس مشاہدہ سے نہ صرف نظم شمسی کی ترکیب معلوم ہوتی ہے بلکہ نظم ستارگان کی بناوٹ بھی ظاہر ہوتی ہے) اس مسئلہ کی رو سے کل کائنات کبھی ایک روشن گیاس نما مادہ سے بھری ہوئی تھی جو رفتہ رفتہ منجمد ہوتا گیا اور اب بھی مرکز کشش کیجانب کسیقدر کم وبیش فاصلہ پر منجمد ہو رہا ہے۔ وہ گیاس نما مادہ اب بھی انجماد کی مختلف حالتوں میں پایا جاتا ہے جسکی حد ستارے کی پوری ساخت سے لیکر گیاس نما مادہ کے نہایت رقیق حالت تک ہے۔ سر ولیم ہرشل نے کہکشان[1] چھ درجوں میں تقسیم کیا ہے۔

(۱) ستارون کی وہ گچھے جنمیں ستارے صاف صاف نظر آتے ہیں جیسا کہ خاص کہکشان میں چھوٹے ستارے یکجا ہوتے رہتے اور دوسرے ستارون سے قابل امتیاز فرق رکھتے ہیں۔

(۲) قابل تفریق کہکشان یعنے وہ ستارے جو دیکھنے سے بالکل ملے ہوئے نہیں معلوم ہوتے جسکی تفریق اور تشریح کرنے کیلئے نالہ ستارون میں بھی امتیاز بڑی زیادہ قوی دوربین کی ضرورت ہوتی ہے۔ لارڈ راس نے بذریعہ اپنے چھ فٹی آفتابی دوربین کے دریافت کیا بہت سے کہکشان جو پہلے ناقابل

نوٹ (۱) کہکشان کی چھ قسم میں اُن میں ایک وہ ہے جو عام طور سے صاف صاف دکھلائی دیتی ہے اور یہی سب لوگ کہکشان کہتے ہیں بقیہ محض آنکھ سے بہت صاف نہیں معلوم ہوتی۔

تفریق سمجھے جاتے تھے فی الحقیقت ستارون کے مجموعہ ہین - اور اس سے اسنے یہہ نتیجہ نکالا کہ کل کہکشان بجز اسکے کہ خوشہ انجم ہون اور کچھہ نہین ہین جنمین وہ کسی طاقتور (دوربین) کے ذریعہ سے تفریق کئے جاسکتے ہین مگر اس خیال کی بطالت اسپکٹراسکوپ کے دیکھنے سے ثابت ہوگئی کہ واقعہ مین کہکشان ضرور ہین جو نہ منجمد ہین اور نہ رقیق اور جسمین روشن گیاس بظاہر نائٹروجن اور ہیڈروجن کے ہین -

(۳) کہکشان جواز روے صحیح تعریف کے اس نام کے مستحق ہین یعنے وہ جنکے حدود غیر مقرر ہین اور ستارون مین تفریق نہین کئے جاسکتے -

(۴) سیارون کا کہکشان یعنے وہ کہکشان جو ہمارے ستارون کے مشابہ ہین اور بہت دھندلی روشنی کے ساتھہ چمکتے ہین -

(۵) چھوٹے ستارون کا کہکشان یعنے وہ کہکشان جو ستارون سے بنے ہین اور باہم اسقدر فاصلہ پر ہین کہ نہایت چھوٹے چھوٹے چمکیلے نقطے معلوم ہوتے ہین

(۶) کہکشان کے ستارے یعنے وہ ستارے جنکے گرد کہکشان کا مادہ یا ہوا جمع ہے مثلاً اٹھوین درجہ کی روشنی کا ستارہ جو پرسس کے مجموعہ کے بائین پیر پر ہے اوسکے گرد کہکشان کی ہوا جمع ہے یہہ اجرام مکمل بنے ہوئے ستارے اور اصلی یعنے گیاس نما کہکشان کی درمیانی حالت رکھتے ہین ان کہکشانون کی روشنی نہایت دھندلی ہوتی ہے اور کہین کہین ایک دوسرے سے زیادہ روشن دکھلائی دیتی ہے کیونکہ انجماد کی مختلف حالتون مین رہتے ہین -

کہکشان کے مسائل سے صرف ستارون اور سیارون کی بناوٹ ہی نہین معلوم
ہوتی بلکہ علم ہیئت کے بہت سے مسائل حل ہوتے ہین جنکی ابتک تشریح نہین ہوئی
مثلاً سیارون کی آفتاب کے گرد ایک ہی جانب گردش - اور اسی جانب اونکے
اقمار کا دورہ از روئے علم طبیعات کل کائنات نظام شمسی ستارے اور کہکشان
سے بنی ہی جو ایک بڑی کل کے مشابہ ہے اور جو قدرتی قوت کے قانون پر
چلتی ہے اور کیمیائی طور سے تسلیم کیا جاتا ہے کہ یہہ دنیا نہایت چھوٹے چھوٹے
ناقابل تقسیم ذرون سے بنی ہے اور اُن مین باہمی کیقدر تفاوت بھی رہتا ہے
یہہ ذرے مثل بڑے اجرام کے قانون کشش و قوت کیمیائی وغیرہ کے تابع
ہین ایک اور قوت ہے جسکو کوہیژن کہتے ہین جو ایک ہی قسم کے ذرون کے
باہمی کشش سے ہوتی ہے ذرہ اُن مادون مین سب سے چھوٹی چیز ہے جو کیمیائی
ترکیب مین کام دیتا ہے اور ایک ایک ایسے ذرون مین کئی کئی اور چھوٹے
ذرے ہوتے ہین - گو کتنی ہی قوت دار خوردبین ہو دونون قسم کے ذرون
مین کسی کا دیکھنا ممکن نہین - مگر اس کا وجود ضرور ہے چنانچہ سر ولیم ٹامسن جو
منجملہ نہایت مشہور عالم طبیعات مین سے ہین اُنکی تحریر سے معلوم ہوتا ہی کہ اگر
ایک قطرہ آب کو بذریعہ تصور کے زمین کی جسامت کے برابر بڑہائین اور جسقدر
اوس مین ذرے ہین اوسی مناسبت سے جسیم کرین اوسوقت ہر ذرہ
قطرہ آب بندوق کی گولی سے بڑا معلوم ہوگا اگرچہ کرکٹ کے گیند کے برابر
نہو یا یون سمجھنا چاہئے کہ ایک قطرہ پانی مین ۵ لاکھ مہاسنکہ ذرے سے کم نہین ہوتے

ایک خاص خاصیت ان تمام مادونمین ہی جسمین کل چھوٹے بڑے اجرام داخل ہین گو وہ سیارے ہون یا ستارے یا آفتاب یا کہکشان یعنے کہ وہ مدامی گردش مین رہتی ہین کبھی سکون نہین جتنے طبعی تغیرات ہین وہ حرکت کے اظہارات یا اثبات ہین مثلاً جب کسی جرم مین حرارت بڑہائی جاتی ہی تو اُس ترقی سی اُس جرم کے کل ذرونمین علیحدگی اور اُنکی حرکت مین زیادہ تیزی ہوجاتی ہے جب خاص درجہ تک ذرونمین حرکت کی تیزی ہوتی ہی تب روشنی پیدا ہوتی ہی یہہ حرکتین گرد کے جوہر رقیق تک پہونچتی ہین جس سے گرمی اور روشنی باہر پھیلجاتی ہی یہی حرکت جو اس لچیلی اور ناقابل وزن رقیق جوہر مین پہونچتی ہی جو تمام باہر پھیلتی ہی الکٹرومیگنیٹک (قوت برقی مقناطیسی) کا باعث ہوتی ہی جیساکہ ہرٹز نے ثابت کیا ہی۔ جسطرح جوہر رقیق مین حرکت ہونے سی گرمی وروشنی اور قوت برقی ومقناطیسی پیدا ہوتی ہے اوسیطرح ہوا مین حرکت دینے سے آواز پیدا ہوتی ہی۔ پس جسقدر طبعی تغیرات ہین سب ایک ہی سبب سے واقع ہوتی یعنی حرکت اور کل طبعی قوتین (گرمی روشنی آواز وغیرہ) حرکت مین تبدیل ہوجاتی ہین لیکن مقدار قوت جو دنیا مین ساری ہی ہمیشہ ایک ہی حالپر رہتی ہی نہ کمی ہوتی ہی اور نہ بیشی اور نہ از سرنو پیدا ہوتی ہی اور نہ موجودہ غائب ہوجاتی ہی۔ کبھی کسی شکل مین ظاہر ہوتی ہی اور کبھی کسی مین مگر مجموعی مقدار جسقدر ہی اُسمین فرق نہین پڑتا۔ مثلاً اگر کسی کانچہ کے چھڑکو ایک خاص مقدار قوت سے ریشم سی رگڑین تو گرمی آواز اور برقی قوت پیدا ہو اگر ان سبکو حرکت مین تبدیل کرین تو جس قوت سی ریشم نے چھڑکو رگڑا تھا وہی قوت پیدا ہو۔ دوسرا طریقہ یہہ ہی کہ اگر پانی کو ایک خاص مقدار تک گرم کرین اور اُسکی حالت بدل کر پانی سی بخار لائین جس سے انجن چلایا جاسکتا ہے تو اُس حالتمین گرمی کی قوت کو حرکت کی قوت مین تبدیل کرتے ہین اور اگر حرکت کو گرمی مین

تو پہلے کیطرح اُسمین اوسیقدر گرمی پائی جائیگی اس تجربہ سے ظاہر ہی کہ ایک قسم کی قوت دوسری قسم کی قوت مین تبدیل ہو جاسکتی ہے لیکن یہہ بھی ہی کہ مجموعی مقدار قوت مین کبھی فرق نہین آتا۔ ڈاکٹر جول اور سر ولیم تامسن و دیگر عالم طبیعات کی تحقیقات سے یہہ امر پایہ صداقت کو اچھی طرح پہونچگیا ہی کہ قوت مین کبھی گھٹا و بڑہا و نہین ہوتا اور اس کا کلیہ ہو گیا ہے سائینس پر ڈاکٹر جول کا بڑا احسان ہی اور جس سے اس اصول کی صداقت مضبوط بنیاد پر قایم ہو گئی جنی حرارت اور حرکت کی باہمی نسبت کو مقرر کر دیا سر ولیم تامسن نے اپنی تحقیقات متعلق تبدیل قوت سے نہایت عمدہ عمدہ نتیجے نکالے ہین۔ اُنہون نے قطعی طور سے ثبوت کر دیا ہے کہ اگرچہ کسی جسم کی آشکارا حرکت کی پوری قوت گرمی کی قوت مین متبدل ہو جاے اور کوئی نقصان قوتین نہ آئے تاہم کوئی طریقہ ابتک ایسا دریافت نہین ہوا جس سے ہم کل گرمی کی قوت کو بحال سابق آشکارا حرکت کی پوری قوتین پھیر لادین مثلاً کل گرمی جو پانی کو بخار مین تبدیل کرنیکو استعمال کیجائے وہ سب کی سب حرکتین تبدیل نہین ہو سکتی بلکہ کچھ نکل بھاگتی ہے پس کوئی طریقہ ابتک معلوم نہین جس سے یہہ خفیف حرارت باہر پھیلی رہتی ہی حرکت مین پھر بدل ہو جاے کسی جسم کو گرمی اوسیوقت ایسی حرکت مین تبدیل ہو سکتی ہی جبکہ وہ اجسام گرد اگرد سے زیادہ گرم ہو اور جبتک حرارت حرکت مین تبدیل ہوتی ہی اسوقت بہت سا جزو حرارت گرم اجسام سرد اجسام مین گذرتے ہین اور حرکت یا کسی قسم کی تبدیلی نہین پیدا ہوتی یہہ مصدقہ امر صرف حرارت کے متعلق نہین ہے بلکہ اوسطرح دوسری قوتون کے نسبت ہے جو سب سے اعلی ہی ادنی سطح کیجانب رجوع کرتے ہین اور حرکت کیلئے کم مفید ہوتی ہین۔ اگر کوئی قوت ادنی سطح مین کبھی حرکت مین تبدیل ہو سکتی ہے تو یہہ سمجھنا چاہئے کہ چند دوسری قوتین جو اعلی سطح پر ہین نیچی سطح پر آگئی ہے پس اگرچہ قوت کی مقدار ہمیشہ یکسان قایم رہتی ہے لیکن کام کی قوت

رفتہ رفتہ زائل ہوتی جاتی ہے۔ قوت کے زوال کو بربادئ قوت نام رکھا ہے۔
پس جس آسانی سے فعل کو حرارت مین تبدیل کر سکتے ہین اگر اُسی آسانی سے حرارت
کو فعل مین کرتے تو ہمارے لئے یہہ امر کوئی مشکل نہوتا کہ کوئی کل ایسی بناتے جو ہمیشہ
برابر چلا کرتی۔ کیونکہ اگر ایسا کرنا چاہین تو ہمکو لازم ہوگا کہ اپنے گرداگرد کی تمام خفیف
حرارتون کو جمع کر کے قوت فعلیہ مین تبدیل کرین یہہ قوت پھر حرارت مین
تبدیل ہوسکتی ہے اور اگر ممکن ہو کہ پھر اوسکو پلٹ کر قوت فعلیہ مین منتقل کر سکین
مگر چونکہ یہہ دور ممکن نہین اسلئے کوئی کل بھی دوامی نہین چل سکتی۔ قدیم فلسفیون نے
بہت کوششین کین کہ کوئی کل ایسی تیار ہو جو ہمیشہ چلتی رہے۔ اگر ایک پیمانہ نہایت
صاف و ٹھری پر ایسے ظرف کے اندر رکھی جائے جسمین سے ہوا بالکل نکال لیگئی ہو
اور پھر ہوا نہ جانے پائے تو بغیر اسکے کہ کوئی دوسرا اوزار اوسکے آیندہ حرکت
دہی کا لگایا جائے وہ ہمیشہ ایک حالت پر گھومتی رہیگی۔ لیکن دقت یہی ہے کہ
نہ حسب خواہش ہموار و ٹھری ہوسکتی ہے اور نہ بالکل ہوا سے خالی ظرف ہوسکتا ہے
جب تک کوئی ایسی تدبیر نہ نکلے جس سے موجودہ رگڑ اور رکاوٹ جاتی رہے اوقت
تک کوئی کل دائمی چلنے والی نہین ملسکتی۔ چنانچہ زمین اور دوسرے سیارے کے
نسبت بھی یہی خیال ہوتا ہے کہ انکا دور دائمی نہین ہے کیونکہ انکی رفتار مین
بھی وہی رگڑ اور رکاوٹ مائل ہے۔ دائمی کل سے یہہ مراد ہے جو پوری قوت کے
ساتھہ غیر منتہی اوقات تک برابر چلتی رہے اور کوئی شئے قوت لگانیکی ضرورت
نہ پڑے۔ ایسے کلون مین قوت فعلیہ بلا مدافعت جاری رہیگی جو حرکت کے

تیسرے قانون کے برعکس ہے۔ سر ولیم ہامسن کے قانون متعلقہ بربادی قوت کی رو سے ایسی دائمی کلون کا ہونا ناممکن ہی نہیں ہے بلکہ اوس سے یہہ نتیجہ نکلا ہے کہ رفتہ رفتہ اس دنیا کی حالت ایسی ہوجائیگی جسمین کوئی ذیروح مثل موجودہ ساخت کے بسر نہین کرسکیگا کیونکہ اوسکی کل قوت دوسری شکل مین تبدیل ہوکر تمام دنیا مین گرمی پھیلائیگی۔ ہمارے سیارے (زمین) پر کے تقریباً کل امور فعلیہ شعاع آفتاب کے نتایج ہین۔ پروفیسر ٹیٹ نے مفصلہ ذیل قوتون کو ساکت لکھا ہے (۱) قوت ایندہن۔ (۲) قوت غذا۔ (۳) قوت ذخیرہ آب۔ (۴) قوت امواج (۵) قوت کیمیاوی جو اصلی گندھک اور لوہے زمین کے اندر علیحدہ علیحدہ رہنے سے ہوتی ہے جو قوت ایسی اشیا مین جیسے ایندہن مین بھری رہتی ہین وہ کلہم اجمعین آفتاب کی شعاع سے پہونچتی ہین۔ جو پودہون کی مادہ سبزی سے ہوا کے کاربونک ایسڈ گیاس کی غذا کو جدا کرسکتا ہے۔ کاربن اور اکسیجن کے علیحدہ اجزا کی کیمیاوی قوت لکڑی اور کوئلہ کی ساکت قوت ہے جو جلاتے وقت حرارت مین تبدیل ہوجاتی ہے۔ شعاع آفتاب کاربونک ایسڈ گیاس کو جدا کردینے مین اسقدر طاقت خرچ کردیتی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی پودے کی پتی کا فوٹو لینا چاہے تو اس مین کافی قوت باقی نہین رہجاتی۔ اس سے ثابت ہوا کہ جو کچھ ایندہن مین قوت ہے وہ آفتاب کی کرن کا نتیجہ ہے۔ علی ہذا غذا کی قوت کا بھی وہی مبدا ہے۔ اور یہہ تو ظاہر ہے کہ پودہون کی قوت آفتاب پر منحصر ہے جو جانورون کی غذا ہے اور اگرچہ ان چھوٹے جانورون کو اونسے بڑے جانور

کہا جائین لیکن بالاخر جانورون کی قوت کی ابتدا وہی شعاع آفتاب ہے حیوانات کے گوشت جنکو ہمیشہ خوراک دیجاتی ہے اوسکے خارج شدہ کاربن ہوا کے اکسیجن کے ساتھ کیمیاوی امتزاج پاتے ہین۔ یہہ تبدل و امتزاج اجرام کو حرارت مین تبدیل نہین پیدا کرنے دیتی اور قوت کی ایک بنیاد سمجھی جاسکتی ہے جس سے کام نکال سکتے ہین جب کوئی جانور ساکت رہتا ہے تو جو گرمی کاربن۔ ہیڈراجن۔ اور اکسیجن کی کیمیاوی امتزاج سے پیدا ہوتی ہے وہ اوس حرارت کی مساوی المقدار ہوتی ہے جو اُس کے جسم سے نکل گئی ہے اور جب کوئی جانور مصروف کار ہوتا ہے تو بلحاظ کمی بیشی افعال اوسکی مقدار حرارت نکلجاتی ہے۔ بادی النظر مین یہہ امر بعید القیاس معلوم ہوتا ہے کہ کوئی جانور کام کیحالت مین بہ نسبت سکوت کے زیادہ محرور ہوجاتا ہے۔ لیکن واقعات سے یہہ امر ثابت ہوجاتا ہے کہ ایسی حالت مین کاربن اور ہیڈروجن کی زیادہ مقدار خارج ہوجاتی ہے یا یون سمجھو کہ غذا کی یہہ قوت حیوانی حرارت و حرکت کی قوت مین تبدیل ہوجاتی ہے۔ پانی کی قوت بھی شعاع آفتاب سے حاصل ہوتی ہے۔ شعاع آفتاب کی حرارت سے جو ہمیشہ سطح آب سے بخار اُٹھتا ہے اور اس طرح سے بخارات کچھ کیجا جمع ہوکر گاڑھے ہوجاتے ہین اون سے ابر بنتا ہے اور جب یہہ ابر اور بھی منجمد ہوتے ہین تو مینہہ برستا ہے اور یہہ مینہہ کا پانی ہے جو مرتفع مقامون مین جمع کیا جاتا ہے اور جس ذریعہ سے پنچکیان چلتی ہین۔ لہر و نسل مین جو قوت ہوتی ہے بخلاف اُس قوت کے جسکا اوپر بیان ہوا ہے زمین کی گردش اور ماہتاب۔ زمین اور آفتاب کی باہمی کشش پر منحصر ہے ماہتاب

جو بہ نسبت دوسرے ملکی اجرام کے زمین سے زیادہ قریب ہے پانی پر زیادہ موثر ہے زمین اپنی معمولی حرکت کے ساتھ پانی کو جو ہمیشہ چاند کیجانب کھینچتا رہتا ہے کسیقدر روکتی ہے اس رکاوٹ سے جو پانی اور زمین کے درمیان ہے زمین کی گردشی قوت مین نقص آجاتا ہے - علاوہ برین زمین کی گردش اوسکے مقناطیسی قطبون کے روزانہ گردش سے تھوڑی سی رکجاتی ہے - اور یہہ بات دوسرے امور متعلقہ ہئیت سے ثابت ہوگئی ہے - جسقدر زمانہ گذشتہ مین گرہن پڑے ہین اگر انکا اندازہ زمین کی موجودہ اور مقرری دورہ سے لگایا جائے تو جسقدر حقیقت مین گرہن گذشتہ زمانہ مین ہوئے ہین - انکی تطبیق پوری طور سے نہین ہوتی ناموافقت کا باعث یہہ ہے کہ زمین کی قوت گردشی مین رفتہ رفتہ تنزل ہوتا گیا - اسی سے یہہ بھی ظاہر ہے کہ زمین کی یومیہ گردش مین قوت کم ہوتی جسسے زمانہ گردش یومیہ طول ہوجائیگا یہانتک کہ جسقدر زمانہ مین زمین کے گرد ماہتاب دورہ کرتا ہے اوسیقدر عرصہ مین زمین اپنے گرد دورہ کریگی جس سے ایکدن ایکماہ کے برابر ہوجائیگا -

جب یہہ نوبت پہونچ جائیگی اس وقت زمین اور پانی مین مثل حال کے کوئی مزاحمت باقی نہ رہیجائیگی اور اسلئے کسی قسم کی گردشی قوت کو زوال نہوگا - ہلوگوں کو معلوم ہے کہ چاند کا چہرہ ہمیشہ زمین ہی کیطرف رہتا ہے اور اس کا سبب بدرجہ غالب یہی ہے کہ چاند کے رقیق حصہ پر زمین کی قوت کشش عرصہ دراز سے پوری پوری ہے —

عطارد اور زہرہ و دیگر سیارون کے اقمار بھی اپنے اپنے مقدم سیارون کیجانب ہمیشہ نمایان رہتے ہین یعنے جو حال ہمارے چاند کا ہے وہی ان اقمار کا - اس سے ظاہر ہے کہ ہماری زمین کا آخر کو یہی حال ہوگا کہ اُسکا چہرہ ہمیشہ چاند کی جانب ہے ہم اوپر بیان کر چکے ہین کہ لہرین جو اکثر پنچکیون کے چلانے مین کام آتی ہین زمین کی گردش اور چاند کی کشش پر منحصر ہین منجملہ اقسام قوت کے اب سب سے آخری قوت سکون کا ذکر باقی ہے جو ہماری سیارہ یعنے زمین پر کے مختلف عنصرون کے کیمیاوی علیحدہ اجزا مین پائی جاتی ہے - مگر اس سے کبھی کام کی قوت نہین پیدا ہوتی - ابتدا مین زمین کے اجسام اکثر مرکب نہین تھے رفتہ رفتہ انکی کیمیائی اتصال سے حرارت پیدا ہوئی - لیکن یہان پر اس قوت کا ذکر کوئی فائدہ بخش نہوگا - قوت محرکہ کی خاص کارآمد اقسام یہہ ہین - ہوا - اور پانی جبکہ دونون حرکت مین ہون - ہوا - جو اکثر ہوا چکیون کو چلاتی ہے اور جہازون کو سمندر مین بہاتی ہے اوسکی قوت آفتاب کے شعاع اور زمین کی حرکت پر منحصر ہے - خط استوا پر کی ہوا بوجہ حرارت کے پھیلجاتی ہے اور گرد کی ہوا سے ہلکی ہونے سے بہت بلند ہوکر قطبین کیجانب بہتی ہے - اوسیطرح قطبین کی ہوا بہت نیچی ہوکر خط استوا کیجانب اس خالی جگہ کو پُر کرنے کیلئے آتی ہے جو قطبین مین جانے سے ہوئی ہے - اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قوت ہوا محرکہ بہت کچھ شعاع آفتاب پر منحصر ہے اور اوپر بیان ہو چکا ہے کہ آب محرکہ کی قوت کا بھی وہی ماخذ ہے - ہوا سے زیادہ پانی کی قوت کا

استعمال فائدہ کے ساتھ ہوتا ہے۔ پس موجوان اور گندک و لوہا و دیگر فلزات کے علیحدہ علیحدہ اجزا کی کیمیاوی قوتین بمقابلہ دیگر قسم کی قوتوں کے بہت خفیف ہین۔ پس اس سے بآسانی یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ زمین پر کی تقریباً کل کارآمد قوتین آفتاب سے متعلق ہین۔ آفتاب زمین سے دس لاکھ مرتبہ سے بھی زاید بڑا ہے اوسی لحاظ سے یہہ روشنی اور حرارت کا بہت بڑا مخزن ہے۔ آفتاب کی کل حرارت مین سے زمین پر صرف ۲ ارب دس کروڑ ان حصہ پہونچتی ہے۔ جو حرارت آفتاب سے نکلتی ہے اوسکے نسبت بہت عقلین لڑائی گئی ہین ایک بیان یہہ ہے کہ آفتاب ابتدا سرد گرم پیدا کیا گیا اور اب وہ رفتہ رفتہ سرد ہوا جاتا ہے۔ اس قیاس کے لحاظ سے صرف پروفیسر مالفورڈ اسٹیورٹ کی تحریر کا اقتباس یہان پر کافی ہوگا۔ وہ کہتے ہین کہ علوم و فنون کے جاننے والے اس قیاس پر متوجہ نہین ہوتے۔ دوسرا قیاس یہہ ہے کہ آفتاب کی حرارت بوجہ کسی مادہ کی جلنے سے ہوتی ہے۔ لیکن مدامی حرارت کے قایم رکھنے کیلئے صرف کیمیاوی افعال کافی نہین ہوسکتے۔ تیسرا مسئلہ یہہ ہے کہ حرارت آفتابی برقی قوت کے بکثرت موجود رہنے سے قایم ہے۔ اس اصول سے بھی کافی اطمینان نہین ہوتا کیونکہ اس قوت کی ابتدا کا پتہ بالکل نہین لگتا۔ بہرحال سب سے زیادہ قابل اعتماد جو رائے حرارت آفتابی کیلئے ہے وہ کہکشان کے قیاسات پر مبنی ہے اور اس اصول کے موافق آفتاب کی حرارت اوسکے مادون کے انجماد (دبانے) کیوجہ سے ہے اور اسکی تصدیق ہیلمہولٹز اور ٹامسن کے تحریرون سے ہوتی ہے۔

آفتاب مین مادہ منجمد کی قلت جو بمقابلہ زمین کے مادون کے چہارم حصہ ہی اوسکی وسعت کیوجہ سے ہے مرکز آفتاب کیجانب اوسکے اجزا رفتہ رفتہ کھینچے جاتے ہین اور اوسکی گرمی کو بدستور قایم رکھتے ہین - نیوٹن اور بفن نے قیاس کیا کہ مدار ستارے آفتاب کی خوراک ہوسکتی ہین اور عموماً یہہ خیال کیا جاتا ہے کہ شہاب ثاقب یا اُس مادہ کی چیزین جو آفتاب کے گرد گھوما کرتی ہین ہمیشہ آفتاب مین پڑکر ایندہن کا کام دیتی ہین - لیکن جسقدر کثرت سے حرارت آفتاب سے پیدا ہوتی ہے اوس لحاظ سے یہہ خوراک نہایت خفیف معلوم ہوتی ہین اسلئے صاف معلوم ہوتا ہے کہ زیادہ تر حرارت منحصر ہے آفتاب کے انجمادی مادون پر یہہ رفتار انجماد غیر محدود طریقہ سے نہین جاری ہوسکتی اور یہہ ظاہر ہے کہ جب آفتاب کے اجزا کی کل قوت کشش جو مرکز کیجانب رجوع ہے حرارت مین تبدیل ہوکر نکلجائیگی تو آفتاب مین تمازت رہیگی اور نہ روشنی اُسوقت زمین پر کوئی ذیروح زندہ نہ رہیگا کیونکہ ثابت کیا گیا ہے کہ ہوا اور پانی کی زندگی کا ماخذ و مبدا بتوسط یا بلا توسط آفتاب ہی ہے - اور زمین کا رفتہ رفتہ سرد ہوجانا تو علم طبقات الارض سے ثابت ہوگیا اور علم تہجرات الارض سے یہہ بھی پایہ صداقت کو پہونچگیا کہ زمین کے طبقہ محرقہ کے رفتہ رفتہ سرد ہونے سے وہان طبقہ معتدل کے اشجار اگنے لگے اور طبقہ معتدل مین طبقہ باردہ کے - اور اس امر کا پوری طور سے یقین ہوگیا اور یقین ہونے کے کل دلائل بہم پہونچگئے ہین کہ جو باتین - زمین - آفتاب اور دوسرے نظام شمسی کے متعلق صحیح ہین وہ غالباً کل کائنات کیلئے بھی صحیح ہونگی جنمین ستارے اور کہکشان داخل ہین کیونکہ قانون قدرت تمام اور بلا تفریق حکومت کرتا ہے -

اور وہی اصول جو کہکشان کے متعلق قایم کئے گئے ہین وہی اصول کل کائنات کی بناوٹ کے مانے جاتے ہین - اسلئے خواہ مخواہ یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ آخر کو کل اجسام کی حرارت و برودت ایک ہی درجہ پر آجائیگی اور قوت حرارت کا قوت فعلیہ مین متشکل ہونا ناممکن ہوجائیگا کیونکہ افعال کا سرزد ہونا امزجہ کے ناموافقت سے ممکن ہے - کل کائنات کی قوت روز بروز خراب ہوتی جاتی ہے کیونکہ قدرتی میلان امزجہ کی ناموافقت کو برابر کردینے کیجانب رجوع ہے جسکا نتیجہ آخر مین یہہ ہوگا کہ اگرچہ بمقدار قوت بحال سابق قایم رہیگی مگر کوئی ذی روح زندہ نہ رہیگا - حیوانات یا نباتات مین تخلیق قوت کی طاقت نہین ہے وہ صرف رہنمائی کرتے یعنی قوت کا استعمال کرتے ہین مگر قوت کی پیدایش اونکے اختیار مین نہین ہے - نباتات صرف کاربونک ایسڈ گیاس کو جو حیوانات سے نکلتا ہے آفتاب کے شعاع سے کاربن اور آکسیجن بناتا ہے - اور یہہ قوت کیمیاوی اجزا کے علیحدگی کی اسوجہہ سے ہے کہ حرارت آفتاب انمین تبدیل ہوجاتی ہے - آفتاب مین بھی کوئی قوت طاقت پیدا کرنیکی نہین ہے کیونکہ قوت حرارت آفتاب اوسکی اتحاد کیوجہہ سے حاصل ہوتی ہے - لیکن اس امر کا جواب کہ آفتاب اور ستارون اور کہکشان مین ابتدا سے قوت کشش کہان سے آئی کسی سائنٹفک آدمی کے پاس نہین ہے - علی ہذا یہہ بھی وہ نہین بتلا سکتے کہ جب کل قوتون کی تبدیلی یکسان حرارت مین ہوجائیگی تو اس کا کیا نتیجہ ہوگا اگرچہ یہہ امر بدرجہ یقین معلوم ہے کہ دنیا کے قوتون کی مقدار مین کوئی فرق نہ آئیگا - ذیروح اور غیر ذیروح خلقت مین جیسی مادہ کی مقدار یکحال پر

رہتی ہے ویسی قوت کی مقدار بھی ایک ہی حال پر رہتی ہے۔ یعنے گھٹاؤ بڑہاؤ نہین ہوتا اگر غیر ذیروح خلقت مین کچھ قوتون کا گھٹاؤ ہوتا ہے تو اوسیقدر ذیروح خلقت مین بڑہاؤ ہوتا ہے اور اوسیطرحسے اسکا عکس سمجھہ لینا چاہئے۔ بعض عالمون نے جو لکھا ہے کہ زندگی کی ترقی کا کوئی واقعی سدراہ نہین ہے صاف صاف اصول قوت و مادہ قیامی کی مخالفت کی ہے اور جو اصول تجربہ دونون سے غلط ثابت ہوگیا ہے۔ اگرچہ یہہ صحیح ہے کہ ذیروح کے تغیرات مثلاً پیداوار۔ ترقی شادابی۔ اور موروثی اثر غیر ذیروح (معدنی) خلقت مین بمقابلہ ذیروح (نباتی وحیوانی) خلقت کے نہین پائے جاتے لیکن اس سے یہہ لازم نہین آتا کہ کیمیاوی قانون جو غیر ذیروح خلقت پر حاوی ہے ذیروح اجسام کیلئے بالکل بیکار ہے۔

ہمکو گون کو خوب معلوم ہے کہ بہت سی حالتون مین ایک ہی قانون کیمیاوی مرکبات بنانیکے لئے دونون غیر ذیروح اور ذیروح خلقت مین مستعمل ہوتا ہے۔ اگرچہ زندگی کی اصلیت ہنوز سمجھہ مین نہین آئی لیکن اسقدر تو قطعی طور سے تسلیم کیا گیا ہے کہ بالآخر اوسکا دارمدار آفتاب پر ہے۔ کیونکہ اوسکی آیندہ ترقی و کثرت کیلئے اوسکو خوراک ملنا ضرور ہے۔ زندگی کے قیام کیلئے حرارت اور روشنی کی ضرورت ہے۔ کسی ذیروح کی زندگی خاصکر اعضا کے کامل درستگی پر منحصر ہے اور جب اسمین انحطاط ہوتا ہے تو زندگی کا اکثر خاتمہ ہوجاتا ہے پس زندگی کی قوت بجز اسکے اور کچھہ نہین کہ حرارت آفتابی ایک دوسری قوت مین تبدیل ہوجاتی ہے۔ اور یہہ قوت کیمیاوی نسبت رکھتی ہے پس زندگی ایک نازک اور ناپائدار کیمیاوی قوت والی کل (بدن) کے ساتھہ چل رہی ہے

اور قوت زندگی کو ئی نئی روح یعنے قوت نہین ہے بلکہ ایک حالت تبدیل شدہ اس قوت کی ہے جسکا ابھی ذکر ہوا۔ چونکہ دنیا کی مقدار قوت محدود اور ناقابل تغیر ہے اسلئے زندگی کی بھی حد ہے اس تحریر مین ہمنے بطور احسن ظاہر کردیا ہے کہ قوت کس کس طرحسے ظاہر ہوا کبھی کسی حالت مین اور کبھی کسی مین اگرچہ مقدار قوت ہمیشہ ایک حال پر قایم رہتی ہے۔ اور یہہ بھی ظاہر کردیا گیا کہ تقریباً زمین کی کل قوتین آفتاب سے مستخرج ہوتی ہین۔ اوپر بیان ہوا یہہ قوت گھٹتی جاتی ہے۔ یعنے اعلیٰ سطح سے ادنیٰ سطح کیجانب اخراج ہورہا ہے اور رفتہ رفتہ بیکار ہورہا ہے۔ آفتاب سے بہت بڑی مقدار حرارت کل کائنات مین یکسان طور سے پھیل رہی ہے اور اگرچہ آفتاب کی حرارت اسکے مادون کے انجماد سے اعتدال پر رہتی ہے لیکن طبعی رجحان ایسا پایا جاتا ہے کہ کل مادی اجسام کی حرارت رفتہ رفتہ ایک حالت پر ہوجائیگی اور اسوقت پورا یقین ہے کہ دنیا کی ایسی حالت ہوجائیگی جسمین کوئی ذی روح کا زندہ رہنا محال ہوجائیگا۔ اور یہہ اُپر ثابت کیا گیا ہے کہ چاند اور دیگر اقمار سیارگان اپنے مقدم سیارون کیجانب ایک ہی رخ رکھتے ہین کیونکہ اقمار مین جو جھے رقیق اور منجمد مادون کے ہوتے ہین اُنمین بوجہہ رقیق مادون کے سیارون کے جانب کشش ہونے سے رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔ اسیوجہہ سے زمین بالآخر اپنا رُخ چاند کیجانب کریگی۔ کیونکہ بدلائل قوی ثابت ہوگیا ہے کہ زمین کی قوت گردش مین رفتہ رفتہ گھٹ رہی ہے۔ اسکی کافی شہادتین ملگئی ہین کہ زمین ابتدا مین رقیق تھی اور اصول کہکشان کے موافق اس حالت کے پہلے زمین بھاپ کی شکل مین رہی ہوگی آفتاب کے مادی رفتہ رفتہ

جمتے جاتے ہین جس سے حرارت نکلتی ہے اور انسانون و دیگر ذیروح کے بقا کا باعث ہوتی ہے جیسی کہ ابھی دنیا مین موجود ہین زمین کی تہہ کی نہایت قدیم اینیٹے متحجر کیمبرین چٹانون مین پائی جاتی ہین جو پلیازوائک طبقہ کا اول حصہ ہے۔ مگر اس زمانہ مین اونکی قدامت معلوم کرنیکا کوئی ذریعہ نہین بلکہ کسی واقعات طبقات الارض کے صحیح ایام نہین جان سکتے۔ کہ کب سے کبتک قیام رہیگا آدمی کی پیدائش یورپ اور ہندوستان مین پلیس ٹوسین کے زمانہ مین ہوئی اور اگرچہ یہہ زمانہ بہ نسبت اور زمانون کے بہت دور کا نہین ہے بلکہ نہایت قریب کا ہے تاہم کوئی تاریخ یا وقت انسان کی پیدائش کا مقرر نہین ہوسکا جبکہ پہلے آدمی کی پیدائش کو پلیس ٹوسین زمانہ مین ہوئے ہزارون برس گذرے تو ہم نہین کہہ سکتے کہ کتنی کروڑون برس پہلے ذیروح کو کیمبرین ایج مین پیدا ہوئے گذرینگے اوسیطرح کہ اس دنیا پر ذی روح کتنے برس تک رہینگے ہم نہین کہہ سکتے بلحاظ کثرت مقدار حرارت جو آفتاب سے نکلتی ہے اور تقریبا اوسی مقدار کی حرارت جو مادون کے انجماد سے بھرتی ہے پروفیسر ہلمہولٹز ذیل کا بیان کرتے ہین۔

اگر قطر آفتاب سالانہ ۲۵۰ فٹ یا تقریبًا بیس برس مین ایک میل منجمد ہو تو اس حساب سے ۴۵۰ میل منجمد ہونے کیلئے ۹۰۰۰ برس کی ضرورت ہوگی۔ اور یہہ ایسی مقدار ہے جو فاصلہ آفتاب کے لحاظ سے نہایت خفیف ہے اور کسیطرح گو کتنی ہی بڑی قوی دوربین ہو ناقابل دریافت ہے اور اس سے پر ظاہر ہے کہ جو حرارت آفتاب سے ہر سال نکلکر تمام دنیا مین ساری ہوتی ہے وہ بھی بحال سابق پوری ہوجایا کرتی ہے یہہ صحیح ہے کہ نظام شمسی بمعہ ابدکل کائنات کے نہایت ہی

خفیف ہین لیکن جو کچھ ہین وہ ایک چھوٹی حیثیت مین دنیا کے بہت بڑے قدرتی کامون کے نمونہ ہین - سر ولیم ہرشل کے قیاسات کے موافق بعض کہکشان جسکو انہون نے سیارون کا کہکشان نام رکھا ہے ہمارے سیارون (عطارد - زہرہ - زمین) سے مماثل ہین - اور جیون جیون ہماری علم ہیئت کو ترقی ہوگی ہمکو معلوم ہوگا کہ ستارون کا سلسلہ نظام شمسی کے سلسلہ سے ملتا ہے

بائی مٹلزم

ہندوستان مین بہت کم مہاجن اور اہل دول ہین جو طلائی اور نقرئی سکون کے موجودہ اور آیندہ حالت پر غور کرتے ہون یا اوسکی ماہیت سے کماحقہ واقفیت رکھتے ہون۔۔۔

ذیل مین ہم بائی مٹلزم کی کچھ کیفیت درج کرتے ہین جسکے ملاحظہ سے واضح ہوگا کہ دول یورپ مین اس مسئلہ کے حل کرنے کے جانب ارباب دانش نے کسقدر اپنی توجہ مبذول کی ہے۔

یہہ مسئلہ عموماً ہندوستان کے واسطے نہایت ضروری ہے اور کچھہ تعجب نہین کہ بہت جلد اہل ہند کو بھی اس جانب توجہ کرنی پڑے۔

الغرض اسبارہ مین ہم اپنی رائے تو بالفعل نہین لکھتے ہین بلکہ اس مسئلہ اہم کو اہل الرائے کی رائے پر چھوڑ دیتے ہین۔

اور ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ ہندوستان مین وہ کتنے لوگ ہین جو ایسے ایسے امور معظم مین عمدہ رائے دین۔

اگر اس بارہ مین کوئی صاحب کچھہ تحریر فرمائین تو ہم بخوشی تمام اس مخزن مین درج کرینگے بشرطیکہ مضمون قابل اندراج ہو

بائی مٹلزم کسکو کہتے ہین

۱۸۶۵ء مین فرانس[1] بلجیم[2] اٹلی[3] اور سوئٹزرلینڈ[4] نے آپسمین ایک عہد کیا جسکی رو سے یہ قرار پایا کہ دارالضرب مین طلا اور نقرہ دونون قسم کی سکون کا مسکوک ہونا بلا روک ٹوک جاری رہے۔ اور اگر کسی شخص نے طلائی سکون مین کوئی رقم قرض لی ہو وہ اسکو نقرئی سکون مین ادا کر سکے۔ اس عہدنامہ سے غرض یہہ تھی کہ چاندی یا سونے کی قیمت گرنے نہ پائے کیونکہ جس صورت مین دارالضرب کے لئے سونے ہی کی خواہش ہوتی تھی اس صورت مین سونے کا بہاؤ اکثر زیادہ ہوتا جاتا تھا۔ اس عہدنامہ کی رو سے یہہ بات قانوناً قرار پائی کہ ایک اونس سونے کی قیمت ۱۵½ اونس چاندی کی قیمت کے برابر ہے۔ وبالعکس۔ اس عہدنامہ کا نام لیٹن یونین ہے۔

جنگ فرانس وجرمنی کے بعد اس عہدنامہ مین کسیقدر فتور ہوا۔ کیونکہ جرمنی والون نے فرانس سے جنگ کا ہرجانہ طلائی سکون مین طلب کیا۔ اس ہرجانہ کی مقدار دو سو میلین پونڈ یعنے ۲۴ ارب سکہ کمپنی یا ۳۰ ارب روپیہ تھی۔ اس ہرجانہ کی رقم ملجانے جرمنی نے انگلستان کی طرح مونو مٹلزم کا طریقہ جاری کیا یعنے صرف سونے کو اسٹانڈرد سکہ قرار دیا۔ جرمنی کی اس کارروائی سے دو نتیجے پیدا ہوئے۔ اول یہہ کہ سونے کی (مانگ) خواہش زیادہ ہوئی اور دوم یہہ کہ وہ چاندی جو نقرئی سکہ جات کیلئے ہر سال جرمنی مین خریدی جاتی تھی وہ بیکار یونہین پڑی رہی اور اس سبب سے چاندی روز بروز ارزان ہوتی گئی۔ چاندی کے بیٹھتے ہوجانے سے دول اربعہ کو سخت دقت پیش آئی کیونکہ انہون نے

چاندی اور سونے مین ۱۵½ : ۱ کی نسبت قرار دی تھی حالانکہ اب وہ نسبت دونون سکون مین باقی نرہی۔ اس دقت کے رفع کرنیکے واسطے لیٹن یونین والون نے یعنے دول اربعہ مذکورہ بالا نے آپسمیں یہہ قرار کیا کہ آیندہ سے نقرئی سکّے مسکوک ہونا ملتوی کیا جائے اور صرف بوقت اشد ضرورت نہایت تھوڑی مقدار کے چاندی کے سکّے مسکوک ہوا کرین۔ مگر اُنہون نے عہدنامہ کی پہلی شرط کو بحال رکھا یعنے یہہ کہ قرضدار اپنے قرضہ کو مختلف جنس کے سکون سے ادا کر سکتا ہے۔

امریکہ والون نے جنگ کے دنون مین سکہ جات کی کمیابی کیوجہہ سے تھوڑی تھوڑی مقدار کے نوٹ اپنے ملک مین جاری کئے تھے۔ ان نوٹون کو گرین بیک کہتے تھے۔ ۱۸۷۳ء سے امریکہ والون نے اعلان کر دیا کہ جسکے پاس وہ نوٹ موجود ہون وہ اُنکو سرکار مین داخل کرے اور اُن کاغذون کی رقوم کے عوض مین نقد طلائی سکّے سرکار سے لیجاوے۔ چنانچہ ۱۸۷۳ء سے ۱۸۹۳ء تک امریکہ والون نے ۳۰ ارب روپیہ سکہ حالی کے طلائی سکے اُن نوٹون کے معاوضہ مین لوگون کو دے۔ اسی سے بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے کہ سونا روز بروز کسقدر کمیاب ہوتا جاتا ہے۔ علاوہ مسکوک ہونیکے اب سونے کا زیور اور دستکاریان بھی بکثرت بنائی جاتی ہین۔ چنانچہ قیاس کیا گیا ہے کہ تمام روئے زمین پر ڈیڑھ کرور پونڈ اسٹرلنگ کا سونا یعنے ۲۲½ کرور روپیہ سکہ حالی کا سونا ہر سال زیور وغیرہ مین کام لایا جاتا ہے۔

علاوہ ان اسباب کے سونے کے گران ہونیکا ایک سبب یہہ ہے کہ ۱۸۵۱ء سے اسطرف سونا کم مقدارون مین معادن سے دستیاب ہوتا ہے اور اُسکے برخلاف چاندی معدنیات سے روز بروز بکثرت ملتی چلی جاتی ہے۔ ۱۸۸۴ء مین ایک کرور ۸۰ لاکھ پونڈ کا سونا یعنے ۲۷ کرور روپیہ حالی کا طلا دستیاب ہوا اور گذشتہ سال ۳۲ کرور روپیہ حالی

کی چاندی دستیاب ہوئی اور لطف یہہ ہی کہ دنیا بھر مین اب چاندی کے ظروف اور زیور بنانے کی رسم کم ہوتی جاتی ہے امور مذکورہ بالا سے بخوبی معلوم ہوجائیگا کہ چاندی کے ارزانی اور سونے کے گرانی کیلئے کیا کیا اسباب فراہم ہوئے ہین۔ جو سونا زیورات کیلئے خریدا جاتا ہے وہ بہت کم مسکوک ہوکے عیلئے دارالضرب بھیجا جاتا ہے کیونکہ زیور بنانے مین لچھہ صدی قیمت اوسکی بڑہ جاتی ہے۔ یہانپر یہہ بات بھی قابل غور ہے کہ دارالضرب کو ہر تین سو اشرفیون مین ایک اشرفی سالانہ نقصان ہوا کرتی ہے۔ یعنی سکون کے گھس جانے فی تین سو ایک کا نقصان ہوتا ہے۔

بیان مذکورہ بالا سے صاف ظاہر ہی کہ لیٹن یونین کی رو سے سونے اور چاندی مین جو ایک اور ۱۵ کی نسبت قرار پائی تھی اوسے باقی رکھنا محال تھا ان اگر دونون خلزات مین ایک اور ۱۷ کی نسبت قایم کیجائے تو قرین قیاس ہوسکتا ہے۔

محققان بائی مٹلزم کا مدعا یہہ ہے کہ دنیا مین اقوام اور دول کے باہمی اتفاق سے سونے اور چاندی مین ایک نسبت قرار پاجاوے اور دونون قسم کے سکے دنیا مین رائج ہون۔ اگر ایسا نہو تو ہندوستان مین جہان چاندی رائج ہی تمام اشیا کی قیمت ارزان ہوجائیگی اور آخر کو کچھ تعجب نہین کہ ایک ہنگامہ ہوجائے۔ مانو مٹلزم والے۔ (یعنی وہ لوگ جو چاہتے ہین کہ فقط سکہ طلا رائج کیا جائے) یہہ کہتے ہین کہ شاید آیندہ سونا بکثرت پیدا ہو اور یہہ بھی کہتے ہین کہ چونکہ چاندی کا استعمال زیورات وغیرہ کیلئے روز بروز گھٹتا جاتا ہے اسلئے اب چاندی کو سکہ جات کے طور سے استعمال کرنا خلاف مصلحت ہی۔ مضمون نویس کا قول ہی کہ جب روئے زمین کی تمام دولتین باتفاق

باہمی سونے اور چاندی مین ایک نسبت قرار دیلیون تو خود بخود چاندی کی قیمت گران ہوتی جائیگی۔ اور یہہ بات بھی بہت آسان ہے کہ چند سال تک مختلف اقوام دونون فلزات کیلئے ایک نرخ ٹھرالین اور اگر اس مابین مین قیمت مین کچھہ فرق آجاوے تو میعاد کے ختم ہونے کے بعد دوسرا نرخ ٹھہرالینا آسان ہوگا۔

جرمنی خود اپنے کئے ہوئے پر افسوس کرتی ہے اور فقط طلائی سکہ کو جاری کر دینے پر کف حسرت ملتی ہے اور تمام دول اس بات کو بخوبی مانتے ہین کہ بائی مٹلزم کا تمام دنیا مین جاری ہونا ضروریات سے ہے۔ مگر سب انگلستان کا انتظار کر رہے ہین انگلستان مین محققین کی دو رائے ہین بعض ہان تو مٹلزم چاہتے ہین اور بعض بائی مٹلزم کو مفید خیال کرتے ہین مگر عوام کو اس مسئلہ پر بالکل توجہ نہین ہے فقط

نوٹ چند روز گذرے کہ انگلستان مین جو کچھہ غیر مکمل تصفیہ ہوا وہ بائی مٹلزم کے حق مین ہے لیکن ہنوز یہہ مفید ہند مسئلہ قطعی طور سے فیصل نہین کیا گیا۔

امریکہ

ریاستہائے متحدہ جمہوریہ

تمہید

رسالہ حسن مین جہان اور تاریخی و تمدنی مضامین عالی فہم حضرات کے قلم سے نکلے ہوے درج ہوتے ہین وہان ایک صیغہ ایسا بھی رکھا گیا ہے جو عموماً ہر دماغ کیلئے دلچسپ ہے یعنے مشہور ممالک ایشیا و یورپ کی موجودہ پولیٹکل حالت - دینی و دنیوی تعلیم - بری و بحری قوت - حکمران عناصر کی کیفیت وغیرہ جو معمولی جغرافیون یا سفرناموں مین بالتشریح نہین پائی جاتین - قبل اسکے سلطنت اسٹریا اور روم و ایران کا مفصل حال درج ہوچکا ہے ان واقعات کے ملاحظہ سے واضح ہوا ہوگا کہ تغیرات عالم کیسے کیسے ہوے - قوتون مین کہانتک تنزلی یا ترقی ہوئی - اسباب عزت و شوکت کیسے کیسے پیدا ہوے باقاعدہ اور باضابطہ حکومت اور بالعکس طریقہ والی مین کیا فرق ہے اور اسکے کیا نتائج ہین - ایک ملک کو دیگر ممالک سے کہانتک مفید یا مضر واسطہ رکھنا ہوتا ہے - انٹرنیشنل لا کو کسقدر وسعت ہی متذکرہ بالا ممالک کی موجودہ کیفیت لکھنے کے بعد اس دنیا کے دو مشہور اور قدیم براعظم سے منہہ موڑ کر آج نئی دنیا مین قدم رکھتے ہین اور اولوالعزم ناظرین کے روبرو ایک ایسا آئینہ پیش کرتے ہین جو آج دنیا بھر مین باعظمت تصور کیا جاتا ہے اوسکی قدیم اور موجودہ حالت کا جو موازنہ کریگا خدا جانے اوسکی انکھون کے روبرو کیسے کیسے جلوہ گذر جائینگے اور کیسے کیسے حوصلہ مند امنگین سینون مین بھر جائینگی اس سے زیادہ ہمکو کچھہ لکھنے کی ضرورت نہین ہے -

ضابطہ و طرز حکومت

ضابطہ حکومت کی بنیاد ۱۷ ستمبر ۱۷۸۷ء کے مجموعی قوانین پر ہے جسمین ۱۵ دسمبر ۱۷۹۱ء کو دس ترمیمین

اور شامل کیگئین اسکے بعد پھر حسب تقاضائے وقت اور بھی ترمیمین ہوا کین چنانچہ گیارہوین ترمیم ۸ جنوری ۱۸۷۸ء کو بارہوین ۲۵ ستمبر ۱۸۷۹ء کو تیرہوین ۱۸ دسمبر ۱۸۷۰ء کو چودہوین ۲۸ جولائی ۱۸۶۸ء کو اور پندرہوین ۳۰ مارچ ۱۸۷۰ء کو ہوئی

امریکہ کے مذکورہ بالا ضابطہ کی رو سے حکومت تین صیغون مین منقسم ہوگئی ہی جو ڈیشیل (دیوانی) اکزکیٹو (عاملی) لیجسلیٹو (واضع قانون و قوانین) - امریکہ مین انتظامی صیغہ میر مجلس سے تعلق ہے جو چار برس تک اس عہدہ جلیلہ پر ممتاز رہتا ہے اور بعد انقضائے ایام مقررہ پھر میر مجلس معہ نائب میر مجلس کا مفصلہ ذیل طور سے منتخب ہوتا ہے

اس بیان مین جہان لفظ امریکہ کا آگیا ہے وہان امریکہ کی جمہوریہ ریاست ہائے متحدہ سے مراد ہے جسکو انگریزی مین یونائٹڈ اسٹیٹس آف امریکہ کہتے ہین چونکہ یہہ سلطنت بہت سے چھوٹے بڑے صوبون پر جنکو ریاست کہتے ہین منقسم ہی اسلئے ہر صوبہ کو ازروے انصاف میر مجلس کے ووٹ مین حق دیا جاتا ہے - پس وہان کے قاعدون کے موافق کانگرس کیلئے ہر ریاست کے لحاظ اوسکی

نوٹ چونکہ قانون ملک کے لوگون اور انکی ضرورتون کے موافق تیار ہوتا ہے اور ضرورتون مین حسب اقتضائے زمانہ تبدیلیان بھی ہوتی رہتی ہین اسلئے عمدہ گورنمنٹ کا اصول ہمیشہ سے یہی رہا ہے کہ بلحاظ ضروریات رعایا قانون مین تبدیلیان کرتی رہین لہذا امریکہ کی مذکورہ بالا قانونی ترمیمین جو محض عام اہل ملک امریکہ کیلئے کیگئین عمدہ خیال کے نتائج کہی جا سکتی ہین - بعض لوگون کا خیال ہے کہ مسلمانون کی شریعت مین تبدیلی یا کچھ ترمیم ممکن نہین لیکن یہہ خیال واقف کارون کا نہین ہی بلکہ جہان تک شریعت کا رخ عام معاملات دنیوی سے ہے اوس مین حسب ضروریات وقتہ قیاسات کو ضرور دخل دیا گیا ہی اور یہی مذہب زیادہ تر مسلمانون کا ہے -

رقبہ اور آبادی کے منتخب کنندوں کی ایک جماعت جو واضعان قانون اور وکلائے ریاستہائے مختلفہ کے مجموعہ کے مساوی ہوں مقرر کئے جاتے ہیں۔ لیکن کوئی شخص جو اس سلطنت کی ماتحتی میں اعتباری یا سود مند عہدہ دار ہو یا واضع آئین و قوانین یا وکیل ریاست ہو وہ منتخب کنندہ نہیں تسلیم کیا جائیگا۔ الکٹر کا صحیح مفہوم اردو منتخب کنندہ ٹھیک طور سے نہیں ہے۔ کیونکہ رعایا سے انتخاب کرنے کا طریقہ ان ممالک میں کبھی نہ تھا جسکے لئے کوئی لفظ وضع ہوتا۔ گورنمنٹ امریکہ کا بھی ضابطہ ہے کہ کانگرس کے اختیار میں منتخب کنندوں کا انتخاب کیا جانا اور پھر انکا ووٹ رکھنا ہی ووٹ کا دن تمام ملک میں ایک ہی ہوتا ہے۔ ضابطہ حکومت میں یہہ بھی ذکر ہے کہ کوئی شخص بجز اوسکے جو وہاں پیدا ہوا ہو یا اس ضابطہ کی اشاعت کے وقت نہ ہو میر مجلس نہیں ہو سکتا اور نیز اوسکے لئے بھی ناممکن ہے جو ۳۵ برس کی عمر سے کم ہو یا ۱۴ برس سے کم اوس حصہ امریکہ میں رہا ہو۔

میر مجلس افواج بری و بحری اور نیز فوج ملیشیا کا جو مصروف خدمت یونین رہتی ہے کمانڈر انچیف ہوتا ہے۔ اوسکو اختیار ہے کہ کل قوانین نافذ شدہ۔ کانگرس کو منسوخ کر دے لیکن باوجود اوسکے امتناع کے ہر بل قانون ہو سکتا ہے بشرطیکہ بعد امتناع کے کانگرس کے دونوں ہوسوں نے ⅔ رایوں سے منظور کر لیا ہو۔ نائب میر مجلس بلحاظ اپنے سلسلہ عہدہ کے مجلس واضعان قوانین کا سرگروہ یعنے میر مجلس ہوتا ہے اور اگر میر مجلس قبل از وقت انتقال کر جائے یا استعفا پیش کرے تو نائب بقیہ ایام کیلئے میر مجلس ہو جاتا ہے اور مجلس واضعان قوانین اپنے یہاں کے صدر نشینی کیلئے اوسی اوقات کے واسطے نائب میر مجلس مقرر کر لیتی ہے۔

میر مجلس اور نائب میر مجلس کا انتخاب ہر چوتھے سال بروز سشنبہ جو نومبر کے پہلے دوشنبہ کے بعد

اتا ہے ہوا کرتا ہے چوتھی مارچ کو منتخب شدہ جدید میر مجلس باگ انتظام اپنے ماتحتون مین
بعد معمولی ادائے مراسم کے لیتا ہی سب سے اول میر مجلس اس رفیع الشان سلطنت کا جارج
واشنگٹن ہی جسنے انگلستان کی حکومت سے اس حصہ امریکہ کو متواتر جنگونکے بعد خاصی دلائی اور وہی
پر سدنٹ ہوا۔ میر مجلس کے انتخاب کا وقت مقررہ گذر گیا اور حسب دستور انتخاب بھی ہو گیا
اسی گذشتہ ماہ نومبر مین مسٹر جیمس بکانن دہندوم دمایت سے بمقابلہ ماسبق میر مجلس کلیولینڈ کے
پر سدنٹ ریاست ہذا و امریکہ سب غلبہ آرائے منتخبین بنا گیا۔ واقف کارون کو معلوم ہو گا
کہ گورنمنٹ برطانیہ کے سفیر باتوقیر لارڈ سیکول متعینہ دارالحکومت نیویارک نے بذریعہ
تحریر کے کلیولینڈ ہی کے انتخاب کے نسبت اپنی خواہش ظاہر کی تھی حالانکہ از روے قانون کسی
سلطنت کے سفیر کو اجازت نہین ہے کہ وہ انتخاب میر مجلس سلطنت مین اپنی مرضی کا اظہار کرے
اور یہی وجہ ہے کہ مدبران سلطنت متحدہ کو نہایت ناگوار گذرا اور سفیر انگلشیہ کو پروانہ راہداری
کا دیکر کہدیا کہ اب آپکا سفارتی تعلق سلطنت متحدہ سے نہین ہے۔

جارج واشنگٹن اول پر سدنٹ (میر مجلس) ۱۷۳۲ء مین پیدا ہوا اور ۱۷۹۹ء مین مر گیا
میر مجلسی ۱۷۸۹ء سے ۱۷۹۷ء تک کی اوسوقت سے لیکر گذشتہ نومبر ۱۸۵۶ء تک بائیس ۲۲ میر مجلس ہو چکے
جسمین اولی بھی داخل ہے۔ ان میر مجلسیون مین چھ ایسے ہین جو درجہ نیابت سے اس عہدہ
جلیلہ تک اپنی خوشقسمتی لیاقت اور ہر دلعزیزی سے پہونچی۔

اگر قبل انقضاے ایام نائب میر مجلس بقضاے الہی مر گیا تو سکریٹری آف اسٹیٹ کو وہ جگہ ملتی ہے
اور اوسکے بعد اوسی سلسلہ سے کیبنٹ کے دوسرے کمنون کو قایم مقامی (منصرمی) دیجاتی ہے
انتظامی امور کی نگہداشت کیبنٹ سے ہوتی ہی جسمین سات ممبر ہوتے ہین اور ہر ممبر

ایک خاص صیغہ کا افسر اعلیٰ ہوتا ہے۔ ان ممبروں کا انتخاب پریسیڈنٹ وقت کے اختیار میں ہوتا ہے لیکن یہ بھی ضرور ہے کہ مجلس واضعان آئین کی منظوری ہو جائے۔ ہر افسر کا محکمہ جدا رہتا ہے اور بجز میر مجلس کے اور کسی کی ماتحتی نہیں ہوتی صیغہ جات مذکورہ بالا حسب تصریح ذیل ہیں

۱۔ سکرٹری آف اسٹیٹ۔ بے ارڈ (معتمد سلطنت) ۲۔ سکرٹری آف ٹریژری۔ فیرچائلڈ (معتمد خزانہ)

۳۔ سکرٹری آف وار۔ انڈی کاٹ (معتمد جنگ) ۴۔ سکرٹری آف دی نیوی:۔ وٹنی (معتمد بحری)

۵۔ سکرٹری آف دی انٹیریر:۔ لیمر (معتمد داخلیہ) ۶۔ پوسٹ ماسٹر جنرل:۔ وَیکس (مہتمم صدر ڈاکخانہ)

۷۔ اٹرنی جنرل:۔ گارلینڈ (وکیل سرکار)

میر مجلس کی سالانہ تنخواہ پچاس ہزار ڈالر یا دس ہزار پونڈ اور نائب میر مجلس کی سالانہ ماہوار آٹھ ہزار ڈالر یا سولہ سو پونڈ ہوتی ہے اور یہی ماہوار یعنے آٹھ ہزار ڈالر اُن سات وزیروں کو ملتی ہے جو اپنے اپنے صیغوں کے افسر اعلیٰ ہیں۔

آج کل کے نرخ کی رو سے اگر ایک شلنگ ۶ پنس کا روپیہ مان لیا جائے تو میر مجلس سلطنت متحدہ کو ماہوار ۱۲ ہزار روپیہ سے کسیقدر زاید ملتا ہے۔ جو ۳۵ لاکھ میل مربع پر حکومت کرتا ہے اور کل افواج بحری و بری کا کمانڈر انچیف ہے حالانکہ ہمارے گورنر جنرل کی ماہانہ تنخواہ قریب ۲۸ ہزار روپیہ کے ہے۔ جو دیسی ریاستوں کو

بھی ملاکر پونے سولہ لاکھ میل مربع کا حاکم ہے اور جسکا کمانڈر انچیف ۱۵ اور ڈیڑھ لاکھ روپیہ سے زاید سالانہ بہتہ پاتا ہے۔ یا یون سمجھو کہ امریکہ کا چار سالہ بادشاہ دس ہزار پوند سالانہ پاتا ہے بمقابلہ ہندوستان کے عارضی بادشاہ کے جو ۳۷ ہزار پوند سالانہ معہ بہتہ کے لیتا ہے اگر بڑون کی بڑی بات چھوڑ کر چھوٹے عہدہ دارون کا موازنہ کرین تو معلوم ہوتا ہے کہ سلطنت متحدہ کا کوئی ایک وزیر جسکی تنخواہ انگریزی روپیون مین پونے تیرہ سو ماہوار ہے ہندوستان کے کسی اعلی عہدہ دار کا پاسنگ بھی نہین ٹھہرتا جبکہ ہائکورٹ کے ججون کو پونے چار ہزار روپیہ کے قریب تنخواہ ملتی ہے شاید وہان اعلی عہدون پر تقرر لایق امراؤن کا ہوتا ہے ــــ

ممالک متحدہ امریکہ کی آئین سازی ایک کانگرس سے متعلق ہے جسمین سنٹ یعنے مدبران ملک اور وکلائے ریاستہائے مختلفہ شامل ہین سنٹ مین ہر ریاست سے دو دو ممبر ہوتے ہین جو چھ برس کے لئے شاہی مجلس قانونی کیطرف سے چنے جاتے ہین شرکائے مجلس قانونی کی عمر تیس برس سے کم نہونی چاہئے اور ممالک متحدہ کے وہ کم از کم نو برس کے باشندے ہون۔ اور جس صوبہ سے منتخب ہون وہین کے باشندے بھی ہون۔

علاوہ اس اختیار قانون سازی کے اس جماعت سنٹ کو بھی اختیار کلی ہے کہ میز مجلس کے مقرر کردہ عہدون کو قایم رکھے یا منسوخ کردے۔ علاوہ برین اس مجلس کے اراکین کسی عہدہ دار سرکاری کی بدانتظامی یا ظلم وستم و بدچلنی کی تحقیقات کرتے اور اس پر آخری اور قطعی حکم لگا سکتے ہین اور وکلاؤن کو صرف بدچلن عہدہ دارون کے جرمون کی تحقیقات کرنے کا منصب ہے۔

پس سنیٹر اور وکلاون مین وہی فرق ہے جو انگلستان کے ہوس آف لارڈز اور ہوس آف کامنز مین وکلاون کے طبقہ مین جو سنیٹرون سے ادنی اور انگلستان کے ہوس آف کامنز کے برابر ہے وہ اراکین جمع ہوتے ہین جنکو کسی ایک ریاست کے ۲۱ برس کے اوپر کے مرد منتخب کرین جو ازروے قانون متعلقہ ریاست قابل سمجھے گئے اور درج رجسٹر ہوے ہون - ضابطہ حکومت کی پندرہوین ترمیم سے استحقاق ہمشہری اختلاف قومیت اور رنگ سے زایل نہین ہوسکتا - مگر ہر مقام مین استحقاق رعایا بجنسہ ایک نہین ہے - کم سے کم ایک برس کا باشندہ بہت سی ریاستون مین قابل رائے دہی کے سمجھا جاتا ہی - دو ریاستون مین صرف تین ہی ماہ کافی ہے - اور بعض ریاستون مین ٹیکس کی ادائی اور بعضون مین صرف رجسٹر مین مندرج ہونا مکتفی سمجھا جاتا ہی - غرض ہر صوبہ کے موافق قانونی سہولتین دیگئی ہین - جو اندین قابل ادائے محصول نہین ہین وہ حق ہمشہریسے خارج ہین بہت سی ریاستون مین مجرم - بعضون مین جنگجو اور بعضون مین فریبی ووٹ نہین دینے پاتے - جزیرہ روڈ مین وہ شخص خارج از ووٹ سمجھا جاتا ہی جو ۱۳۴ ڈالر کی ملکیت نہ رکھتا ہو اور ریاست کنکٹیکٹ مین جو پڑھ نہین سکتا اوسسے رائے نہین پوچھی جاتی - ظاہر ہے کہ ایسے قواعد سے رعایاے سلطنت کو کسقدر آسانیان ہوگئین اور عزت حاصل کرنے کیلئے کیسے کیسے ضروری سامان کے بہم رسانی کی فکر ہوئی - ہر دسوین سال صوبون کی جنسے ہمارا مطلب یا ہی مردم شماری ہوتی ہے اور اوسی لحاظ سے رائے دینے والون کی تعداد مقرر کیجاتی ہے -

اس قانون کے بموجب جب ۱۸۷۰ء مین مردم شماری کیگئی تو حساب سے معلوم ہوا کہ اس طبقہ وکلا مین ۲۹۳ اراکین کا مجموعہ ہونا چاہیئے لیکن جب ۱۸۷۱ء مین مردم شماری ہوئی تو اوسط کے حساب سے ۳۲۵ وکلا لئے گئے -

اخری مردم شماری کی رو سے ۱۵۴۰۰۰۰ باشندون مین سے ایک شخص نیابتاً کانگرس مین بدرجہ اوسط بھیجا گیا۔ سنہ ۱۸۸۴ء مین جب میر مجلس کے لئے ووٹ لیا گیا تو ایک کرور پانچ لاکھ آدمیون نے ووٹ دیا یعنے کل آبادی مین پانچوان حصہ۔ سنہ ۱۸۸۰ مین ۲۱ برس سے زائد مردون کی تعداد ۱۲۸۳۰۲۴۹ تھی۔

شرایط ضوابط حکومت کے موافق نائبون کی عمر ۲۵ برس سے کم نہونی چاہیئے۔ اور سات برس سے ممالک متحدہ مین رہتے ہون۔ اور جس صوبہ سے چنے گئے ہون وہین کے باشندے ہون۔ علاوہ ان نائبون (ری پریزنٹیٹو) کے ہر ریاست سے ایک ایک کیل (ڈلیگیٹ) اور لیا جاتا ہے تاکہ جو معاملہ اوسکی ریاست کے متعلق ہو یا کسی مباحثہ مین اوس کا فائدہ یا ضرر سمجھا جاتا ہو وہ گفتگو کرے مگر ایسے وکیل کو ووٹ دینے کا استحقاق نہین ہوتا۔ وکیلون اور نائبون کا انتخاب ایک ہی ہوتا ہے صرف فرق یہہ ہے کہ دو ریاستون مین عورتون کو بھی ووٹ دینے کا استحقاق ہے۔

ہر بل قبل اسکے کہ قانون کی حیثیت مین لایا جاے بعد اعلی اور ادنی طبقون سے گذرنیکی ضرور ہے کہ میر مجلس سلطنت متحدہ کی نظر سے گذارا جاے اگر اوسنے نامنظور کیا تو مع اپنے وجہہ نامنظوری کے اوسی طبقہ مین بھیجدیگا جہان اوسکی بنیاد ہوئی تھی۔ بعد اُس بل پر اس طبقہ مین پھر بچکر دوبارہ غور ہوتا ہے اور پھر معہ اعتراضات کے دوسرے طبقہ مین اسیطرح بھیجا جاتا ہے جہان دوبارہ غور ہوتا ہے اور اگر دو تہائی ممبرون نے منظور کر لیا تو قانون بنجاتا ہے لیکن ایسے کل معاملون مین دونون طبقون کے راایون کا اندازہ بذریعہ ہان اور نہین کے کیا جاتا ہے اور دونون طبقون کے لوگون کے نام جو ہان یا نہین مین شریک رہتے ہین

مندرج رجسٹر ہوتے ہین اگر کسی ممبر سے کوئی ایسی بات ہو جسے شرکت کے قابل نہ سمجھا جائے تو جس طبقہ کا وہ ممبر ہوگا وہان کے دو تہائی رائے سے وہ شخص نکال دیا جا سکتا ہے۔

ازروئے دفعہ پنجم ضابطہ حکومت کی ترمیم کا اختیار کانگرس کو ہے۔ دفعہ مذکور کا بیان ہے کہ جب ضرورت ہوگی تو دونون طبقون کی دو تہائی رائے سے ضابطہ مین ترمیم ممکن ہے یا کل ریاست کے دو تہائی ممبران مجلس واضع آئین و قوانین کی استدعا تر میم ضابطہ پائی جاے

کانگرس کی ایک ایکٹ کے موافق جو ۲۰ جنوری ۱۸۷۴ء کو منظور ہوا سینٹر ری پریزنٹیٹو اور ڈلیگیٹ کی تنخواہ سالانہ پانچ پانچ ہزار ڈالر یعنے ایکہزار پونڈ معہ اخراجات سفر مقرر ہے۔ خرچ سفر وہی مجرا دیا جاتا ہے جو جایز طور سے مجرا دیا گیا ہو یعنے معمولی طور سے اپنے مقام سے سیدھے آنا اور سال بھر مین ایک مرتبہ واپس جانا۔ زیادہ اخراجات بذمہ مسافر۔ اوسی ایکٹ کے رو سے ہوس آف ری پریزنٹیٹو یعنے طبقہ ادنی کے اسپیکر کو آٹھ ہزار ڈالر یعنے سولہ سو پونڈ دئے جاتے ہین۔ (اسپیکر کسی مجلس مذاکرہ ملکی کے صدر نشین کو کہتے ہین جو اتنا گفتگو مین ترتیب و تہذیب کلام کرتا ہے اور لوگون کی سنتا ہے)۔

سینٹرون اور نایبون کے انتخاب کے لئے اوقات و مقامات و طریقہ ازروے ضابطہ سلطنت مقرر ہین کہ اپنے اپنے صوبون کے قواعد کے موافق چن لئے جایا کریں مگر باستثنای مقامات انتخاب اور دوسری کارروائیون کو تبدیل کر دینے کا کانگرس کو پورا اختیار ہے۔ اور اس وجہ سے ایک قانون نافذ ہوا ہے جسمین طریق انتخاب کی ہدایت کی گئی ہے۔ جس زمانہ تک کسیلئے کسی شریک کانگرس کا اعلی خواہ ادنی طبقہ مین تعلق ہے اوس عرصہ تک وہ شخص ممالک متحدہ مین کوئی سول ملازمت نہین کر سکتا گو اوسکی سابق کی تنخواہ مین کچھ اضافہ ہوا ہو

یا نئے سرے سے کوئی ملازمت اوسکے واسطے تجویز ہوئی ہو۔ علی ہذا کوئی شخص جو سرکاری ملازمت سے متعلق ہو وقتیکہ اوسکی علیحدگی نہو جائے شرکت کانگرس کا استحقاق نہین رکھتا۔ اور ممالک متحدہ مین سرکاری ملازمت کی لیاقت یا کسی اعتبار کے ثبوت کیلئے کوئی مذہبی شہادت نہین لیجاتی یعنے ہر مذہب یا ہر فریق مذہب کو بلا رعایت عہدے تقسیم کئے جاتے ہین۔

کانگرس کا قیام صرف دو ہی برس رہتا ہے یعنے اگر ایک کانگرس کا وجود ۴ مارچ ۱۸۷۹ء کو بوقت دوپہر ہوا تو اس کا قیام ۴ مارچ ۱۸۸۱ء کے دوپہر تک رہیگا۔ اوسوقت طبقہ ادنی (ری پریزنٹیٹیو) کی کارروائی کا خاتمہ ہوجائیگا اور وہ اوسوقت انچاسوین کانگرس کو ختم کرکے دوسرے دو سالہ کو شروع کریگا۔ کانگرس کی ابتدا اور انتہا اُن سالون مین ہوتی ہے جو تعداد مین طاق ہوتے ہین جن قوانین کا تعلق براہ راست گورنمنٹ سے ہوتا ہے مثلاً شہروں کے قوانین وہ منجملہ محفوظ حقوق سلطنت کے سمجھے جاتے ہین۔ اور صرف شاہی مجلس آئین و قوانین مرتب کرتی ہے۔

صوبجات کے قوانین سب باہم متفق ہین گو فروعات مین کچھ اختلاف ہو علی ہذا انتظامی امور بھی سب جگہ ایک ہی ان مین طرز حکومت اور سبھون کی بنیاد سب جگہ ایک ہے۔ عاملی اختیارات ہر صوبہ کے گورنر کے ہاتھون مین رہتے ہین جو مناسبت صوبون کو پوری سلطنت متحدہ سے وہی گورنرون کے احکامات کو میر مجلس سلطنت سے۔ چند صوبون مین گورنر اپنی جانب سے لوگون کو منتخب کرتے ہین اور بصلاح مجلس واضع آئین اعلی عہدون پر مقرر کرتے ہین۔ مگر زیادہ تر صوبون مین گورنرون کے ذریعہ سے اعلی عہدون پر تقرری غیر مقتدر خیال کیجاتی ہے۔ چنانچہ نیویارک مین قریب قریب کل عہدہ دار اور جج عام رعایا کے ووٹ سے چُنے جاتے ہین۔ میر مجلس کی طرح گورنران صوبہ جات مجلس واضع آئین مین سفارش

کرسکتے ہین اور اس امر کے جویان رہتے ہین کہ آیا پوری طور سے قانون کے موافق کارروائی ہوئی یا نہین۔ اور ممبر مجلسون کیطرح انکی سرزنش بھی ہوسکتی ہے عہدون سے خارج بھی کیے جاسکتے ہین اگر انہون نے کوئی ملکی سازش کی ہو یا رشوت لی ہو یا اور کوئی جرم کیا ہو۔

جو ترمیم ۱۸ دسمبر ۱۸۶۵ء کو پیش ہوکر منظور ہوئی اوسکے بموجب تمام ممالک متحدہ سے غلامی کا رواج اُٹھ گیا۔ جو ملکی اور تمدنی بڑی تبدیلیان اس قانون سے ہوئین اوسکی تکمیل چودھوین اور پندرھوین ترمیمون سے جو ۱۸۶۸ء و ۱۸۷۰ء مین منظور کیگئین جس سے سابق کے غلامون کو ہمشہری کے حقوق عطا ہوئے۔

نظم سلطنت کیلئے جو ضوابط و طرائق سلطنت متحدہ امریکہ کے ہین وہ بیشک محمود ہین جس سے ملک کی سرسبزی اور عام صیغون مین ترقی کی امید ہے۔ رعایا کے خواہشات اور حقوق کا لحاظ رکھنا اور انکی مالی و ملکی بہبودیون کی علی کوشش کرنا رعایا کو امور مملکت مین جس سے انکو ہر وقت تعلق ہے شریک کرنا عہدہ اور لبرل گورنمنٹ ہونیکا ثبوت ہے۔ مگر اقتضای عقل و ہوش یہہ بھی ہے کہ کسی ملک کی تقلید ملکی دوسرے ملک مین بمنہ نہین ہوسکتی کیونکہ اقسام رعایا مین اختلاف فوائد اور اضرار لابدی ہے۔ جب کل ملکی و مذہبی تعلقات رعایا یکسان ہون اور کسی فریق کی دلشکنی اور حق تلفی متصور نہو تو رعایا کو آزادی رائے و شرکت امور سلطنت کی عزت مذہنا افسوس ناک ہے۔ باوجودیکہ ہندوستان مین مختلف الاقوام رعایا ہے جسکی وضع و قطع مذہب و زبان و طرز تمدن وغیرہ باہم متفاوت ہین تاہم جہان تک حسب اقتضائے زمانہ مناسب سمجھا گیا گورنمنٹ برطانیہ نے رعایا کے منتخب لوگون کو ملکی انتظامات مین دخیل کیا ہے اور یقیناً آیندہ اس اعزاز کو ترقی ہوتی رہیگی۔

غلامون کی آزادی (اگر آزادی کہی جائے) قابل تعریف ہی خاصکر جبکہ انکو حقوق ہمشہری عطا ہوی یہہ بھی ملحوظ رہے کہ مسلمانون نے اپنے غلامون کی اس سے بھی زیادہ قدرشناسی کی حتی کہ غلامی کو ذلیل حالت سے نکالکر رتبہ اعلیٰ شاہی تک پہونچادیا جیساکہ گذشتہ نمبرمین واکر لٹنر صاحب نے ارزے واقعہ ثابت کیا اگرچہ موجودہ افریقی بردہ فروشی اور تکلیف غلامان اس مصیبتناک غلامون کی حالت سے بدرجہاکم ہے جو پرتگالی و دیگر عیسائی بادشاہون کے ہاتھون (قبل تنسیخ بردہ فروشی) پہونچاکرتی تھی لیکن تاہم ارزے شریعت اسلامی موجودہ طریقہ بردہ فروشی بالکل ناجائز ہے پس جو شخص مذہب اسلام سے اسکا تعلق ظاہر کری وہ اپنی جہالت کا ثبوت دیتاہی۔

مذہب اور تعلیم

ممالک متحدہ امریکہ کے ضوابط تمام مذاہب کو پوری پوری آزادی دیتے ہین۔ قریباً تمام یورپ کے مذاہب اور فرقے اس ریاست مین پوری آزادی کے ساتھہ بسر کرتے ہین ۱۸۸۰ء کی مردم شماری مین ۸۶۱۳۳ پروٹسٹنٹ اور ۵۹۷۵ رومن کیتھولک کے گرجے تھے۔ ۷۰۸۶۴ پروٹسٹنٹ اور ۶۳۶۶ رومن کیتھولک پادری تھے۔ ۱۳ کروڑ پروٹسٹنٹ اور ۱۸۸۰ء مین رومن کیتھولک ۶۸۲۲۹۵۴ تھے ۱۸۸۰ء مین ۴۵ مذہبی مجالس کا وجود اس ملک مین جدا جدا تھا۔ چنانچہ پروٹسٹنٹ مین سب سے زیادہ متعاد فرقہ تھا جسکے تابعین ۱۸۸۰ء مین ۳۷۱۶۰۰۰ تھے اسیطرح درجہ بدرجہ بیپٹسٹ لوتھرین۔ پریسبیٹیرین۔ کنگریگیشنلسٹ۔ ڈسائپل آف کرایسٹ۔ ایپس کوپل۔ یونائٹڈ برادرن۔ رفارمڈ چرچ۔ مارمنس۔ اور فرینڈز۔ فرقے ہین۔ آخری فرقہ کی تعداد ۱۸۸۰ء مین ایک لاکھہ تھی۔

ممالک متحدہ امریکہ مین تعلیم عام طور سے مروج ہی اور کوئی دقیقہ اوسکی ترقی کا اٹھا نہین

رکھا گیا۔ لیکن باوجود اس کوشش کے گروہ کے گروہ ہنوز ایسے ہین جو حروف تہجی سے بھی ناآشنا ہین اوسکی وجہ صرف یہی ہے کہ غلامون کا وجود بہت دنون تک رہا انکا پہلا اثر ابتک باقی ہے علاوہ برین کثیر التعداد جاہل علاوطن دوسرے ممالک یورپ و ایشیا سے برابر چلے آتے ہین۔

۱۸۸۰ء کی مردم شماری سے تمام ملک مین منجملہ کل ۷،۶۱۶،۶۰۷ لڑکون کے جنکی عمر دس برس سے زیادہ تھی ۴،۹۲۳،۴۳۱ پڑہنے کے قابل اور ۳،۲۹۹،۵۸۸ لکہنے کے قابل نہ تھے۔ اول الذکر فیصدی ۱۳،۴ اور موخر الذکر فیصدی ۱۷ ہوتے ہین ۱۸۷۰ء مین یہہ نسبت ۱۶ اور ۲۰ کی تھی اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ابتدائی تعلیم مین بہت کچھہ ترقی ہوئی۔ یورپین لڑکون مین جو دس برس سے زاید ہین اور جو وائٹ یعنی سفید چمڑے والے کہلاتے ہین فیصدی نہ لکہہ سکنے والے ۴،۹ تھی اور نیٹو وائٹ لڑکے یعنے وہ جو یورپین باپ اور دیسی ماں سے ہون اونکا اوسط فیصدی ۸،۷ تھا۔ اور بیرونی یورپین (یعنے جنلوگون نے تو ملن نہین اختیار کیا) لڑکون کا اوسط فیصدی ۱۲ تھا۔ ملک مین زیادہ تر بیعلمی خاصکر جنوب کے کالے لوگون مین ہے جہان ناآشنایان تحریر کی تعداد اوسطاً کل دس برس سے اونچی لڑکون مین فیصدی ۷۰ ہے۔

چونکہ مشرقی صوبون مین بہ نسبت شمال کے درمیانی صوبون کی صنعت و حرفت کا بازار زیادہ گرم رہتا ہے اسلئے وہان علم کی جانب کم متوجہ ہوتی ہین اور اسٹریلینڈ۔ فرانس اور اور کناڈا کے لوگون نے وہین تو طن اختیار کرلیا۔ صرف جرمنی اور اسکینڈی نیویا کے لوگ شمالی درمیانی صوبون مین چلے گئے۔ صوبہ کیرولینا کے جنوب مین سب سے زیادہ بیعلمی ہے جہان دس برس سے اونچی لڑکون مین قریب نصف کے حرف شناسی سے بالکل بے بہرہ ہین۔

۱۹۰۸-۹ء مین طالب علمون کی تعداد جو چار برس سے لیکر ۲۱ برس تک عمر کے ہین ۷۸۱۷۰۰۰ تھی
اُن مین سے ۱۱۴۳۵۲۹۷ مندرج رجسٹر مدارس تھے اور ۲۷۹۶۱۶ ایسے تھے جو روزانہ
عام مدرسون مین زیر تعلیم تھے۔

گورنمنٹ ممالک متحدہ کا دستور نہین ہی کہ شاہی خزانہ سے براہ راست تعلیم مین روپیہ خرچ کرے
بلکہ ہر صوبہ کے تعلیمی اخراجات کیلئے اوس مقام کی عام ملکیت سے ایک جزو وقف کر دیتی ہے۔
جسکی آمدنی حسب ضابطہ صوبہ متعلقہ دوامی قیام مدارس کیلئے کافی ہو جاتی ہے۔ اور جو کچھ ہر صوبہ
سے "محصول بلا توسط" لیا جاتا ہے اوسمین سے تعلیمی وقفی آمدنی کو مضبوطی ہوتی ہے۔ اسی سال
یعنے ۱۹۰۸-۹ء مین کل اخراجات جو عام مدارس کے متعلق ہوے ۲۲۹۰۲۴۸ پونڈ تھے خانگی۔

مڈل کلاس مدرسے جنکو اس سلطنت مین "سیمنری اور کاڈمی" کہتے ہین بہت اچھی طرح
بیان کئے گئے ہین چنانچہ اس سنہ زیر بحث مین انکی تعداد ۱۶۳۷ تھی جنمین ۷۲۰۸۱ طالب علم
مندرج رجسٹر ۹ ہزار معلمون کی ماتحتی مین تھے۔

درس گاہون کی تعداد جنکو یونیورسٹی اور کالج مین تقسیم کیا ہے ۳۴۵ ہین جنمین
۴۷۲۰ معلمین اور ۶۷۶۴۲ متعلمین تھے۔ اور جنمین اراضیات سے ۵۶۳۰۸۴ پونڈ اور مدرسونکی
فیس سے ۳۲۲۷۲۳ پونڈ آمدنی تھی۔ مگر تعلیمی کورس (نصاب) مجاریہ مدارس ایسا نہین ہے،
جو بڑے بڑے نام یونیورسٹی اور کالج کیلئے موزون ہو۔

ان علمی مدارس کے علاوہ بہت سے زراعتی۔ قانونی۔ دینی۔ طبی۔ علم صنعت و حرفت۔ علم
جراحت الاسنان۔ علم الادویہ کے مدارس بھی ہین۔

۱۹۰۸-۹ء کے رپورٹ تعلیمی مین جو ۱۹۱۰ء مین مطبوع ہوئی ۱۹۰۸-۹ء کے جمع کئے ہوے کیفیتین

عام کتب خانون کی ہین - یہہ وہ کتب خانے ہین جو خانگی نہین ہین کل کتب خانے ۳۸۳۵ ہین جنمین مجموعی تعداد کتابون کی ۲۰۶۲۲۰۷۶ ہی کتب خانون کی کسیقدر تفصیل حسب ذیل ہی -

۲۳۵۷ کتب خانون مین سے ہر ایک مین ایکہزار جلد کتابون سے کچھ کم ہین -

۲۱۳۹ کتب خانون مین سے ہر ایک مین ایکہزار سے پانچ ہزار تک کتابین ہین

۴۴۰ کتب خانون مین سے ہر ایک مین پانچ ہزار سے دس ہزار تک کتابین ہین

۳۵۰ کتب خانون مین سے ہر ایک مین دس ہزار سے پچاس ہزار تک کتابین ہین

۴۷ کتب خانون مین سے ہر ایک مین پچاس ہزار کتابون سے زیادہ ہین (۱)

آمد و خرچ

سلطنت متحدہ امریکہ کی آمدنی خاصکر دو بنیاد پر ہے یعنے محصول کروگیری - (جو مال کہ دوسرے ملکون سے وہان پہونچتا ہے) اور اندرونی محصولات یعنے مقطر شراب - معطر قیات تمباکو بنک - اور مہاجنون سے جو محصول ملتا ہی - ملکی اخراجات بھی خاصکر بوجہہ جنگ انتظامات بحری - پنشن - ادائی سود اور سول سروس کے ہوتا ہی - سود بوجہہ اس قرض کے ہے جو سول وار (خانہ جنگی) ۱۸۶۱ء کیلئے لیا گیا تھا - اخراجات متعلقہ پنشن سب مدون سے زیادہ ہین - بعد اس کے عام انتظامات ہین جسمین اخراجات عالی اور وضع آئینی جو دیوانے

نوٹ (۱) واضح ہو کہ تمام سلطنت متحدہ مین پچاس صوبہ بھی نہین ہین اور صوبہ کی آبادی زیادہ سے زیادہ پچاس لاکھ بیاسی ہزار ہے جو نیویارک کی ہے - لیکن امریکہ والون کے شوق علم کو دیکھنا چاہئے کہ باوجود اسقدر بیعلمی پہلے کے پانچہزار سے زیادہ کتب خانے ہین جس حساب سے ایک صوبہ مین سو کتب خانے سے زیادہ ہوتے ہین -

خرچون مین داخل ہی۔ چند سال کے آمد و خرچ کی کیفیت لکھی جاتی ہے جس سے معلوم ہوگا کہ آمد ہمیشہ خرچ سے زاید رہی اس آمد و خرچ کی رقم سے رقوم قرض و ادائی خارج ہے ہان قسط یا سود جو دیا گیا وہ البتہ اخراجات مین شامل ہے۔

سال	آمد	خرچ
۱۸۷۸ء	۲۵۷۷۶۳۸۷۸	۲۳۶۹۶۴۳۲۷
۱۸۸۲ء	۴۰۳۵۲۵۲۵۰	۲۵۷۹۸۱۴۴۰
۱۸۸۵ء	۳۲۲۶۹۰۷۰۶	۲۶۰۲۲۶۹۳۵
۱۸۸۷ء	۳۷۱۴۰۳۲۷۷	۲۶۷۹۳۲۱۸۰

۱۸۸۸ء کیلئے تخمینہ کیا گیا تھا کہ آمد ۳۸ کرور ۳۰ لاکھ اور خرچ ۳۱۶۸۱۷۷۸۵ ڈالر ہوگا۔ اس آمدنی مین ۶۶۱۸۲۲۱۵ ڈالر کی اور امید کیگئی تھی۔ اور ۱۸۸۸-۸۹ کے لئے بھی جو تخمینہ تیار کیا گیا اوسمین رقم آمد تو یہی دی گئی مگر اخراجات کی مد ۳۲۶۵۳۰۷۹۳ ہے جسقدر زاید خرچ ہوتا ہی وہ سب عام قرضہ کی ادائی مین جاتا ہے چنانچہ ۱۸۸۸ء مین (۳۰ جون کو سال حسابی ختم ہوا کرتا ہی) ۱۲۷۹۲۶۸۱۲ ڈالر قرض مین دیا گیا۔

سلطنت متحدہ نے جو قومی قرض مختلف اوقات مین لیا اوسکی مختصر کیفیت نقشہ ذیل سے واضح ہوگی

سال	رقم قرضہ	سال	رقم قرضہ
۱۸۶۰ء	۶۴۸۲۲۸۷ ڈالر	۱۸۸۷ء	۱۶۷۵۸۱۶۶۶۰ ڈالر
۱۸۶۶ء	۲۷۷۳۲۳۶۱۷۳		
۱۸۸۰ء	۲۱۲۰۴۱۵۳۷۰		
۱۸۸۴ء	۱۸۸۴۱۷۱۷۲۸		

یکم دسمبر ۱۸۸۵ء کو اصل قرض بعد منہائی رقوم موجودہ خزانہ کے ۱۲۴۰۱۸۳۰۵۲ ڈالر تھا منجملہ کل کے ۱۹۰۷۴۴۴۶۱۹ ڈالر پر کچھ سود نہیں ہے۔

ان رقموں کے سوا ممالک متحدہ کے متعلق ۶۴۶۲۲۳۵۱۲ ڈالر کی ۶ فیصدی تمسک پر پیشگی ریلوے کیلئے جاری ہوئی ذمہ داری ہے جو ۶ فیصدی خالص آمدنی سے ادا کرتی رہتی ہے شروع شروع میں زیادہ تر قرضہ ۶ اور ۵ فیصدی سود پر لیا لیکن سودی قرضوں میں نصف سے زیادہ ۴ فیصدی پر ہیں اور بقیہ رقوم قرضہ ۴½ فیصدی پر اس نقشہ میں یہ نہیں دکھلایا گیا کہ مختلف حالتوں میں قرضہ لیتے وقت اس سلطنت کا مہاجنوں کی نظروں میں کیا اعتبار تھا۔ اور یہ کہ نرخ تمسک فیصدی کیا تھا بہرحال نرخ سود ہی ظاہر ہوتا ہے کہ اس عظیم الشان سلطنت کا اعتبار کسی طرح اور کسی وقت زوال میں نہ تھا بلکہ سود میں فیصدی کمی ترقی اعتبار کی کافی دلیل ہے۔

علاوہ رقوم قرضہ مذکورہ بالا کے ہر صوبہ جو از نام ریاست موسوم ہے علیحدہ قرضدار تھا چنانچہ ۱۸۸۵ء میں مجموعی تعداد ۲۳۰۲۴۷۰۰۰ ڈالر کی تھی۔ اگر اس میں وہ قرضے ملائے جائیں جو ضلعوں، شہروں اور قصبوں وغیرہ نے لئے تو کل قرضہ کی مجموعی تعداد ۲۲ کروڑ پونڈ ہوتی ہے جسقدر ممالک منتخب امریکہ نے قومی قرضہ لیا ہے اوسکی تعداد اوسطاً فی شخص ۵ پونڈ پڑتی ہے اور سالانہ سود کی رقم تقریباً ۳ شلنگ ۶ پنس ہے اگرچہ کئی صوبوں میں ذاتی اور اصلی ملکیت پر محصول لگایا جاتا ہے مگر قومی کام کیلئے کوئی محصول بلاتوسط نہیں ہے۔ (محصول بلاتوسط سے مراد محصول مکانات اور آمدنی وغیرہ سے ہے جسمیں محصول اسباب تجارتی جنگی یا آبکاری داخل نہیں ہے)۔

۱۸۶۶ء مین جسقدر مال باہر گیا اوسکی مجموعی قیمت کل اصل قرضہ کے نصف کے برابر ہے۔

ممالک متحدہ کی اصلی (۱) جائداد کی تخمینی قیمت ۱۸۶۶ء مین ۲۰۷۶۲۵۳۳۸۵ پونڈ تھی اور شخص جائداد ۳۲۳۲۴۵۷۷۳ کی پونڈ یعنے کل قیمت شخص اصلی جائداد کی ۲۳۸۰۵۹۸۷۰۸ پونڈ تھی اُن مین سے قابل محصول جائداد کی قیمت ۱۸۶۶ء مین ۴۲۷۷۴۸۷۵۶۷ پونڈ تھی

افواج بری و بحری

۱۔ بری

سابقہ سلطنت ممالک متحدہ کے پہلی دفعہ کے اٹھوین ضمن سے کانگرس کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ فوج قایم کرسکے اوسکے قیام کا بندوبست کرے اور دوسری دفعہ کے دوسرے ضمن سے میر مجلس افواج بری و بحری کا کمانڈر انچیف ہو اور جب فوج ملیشیا خدمت سلطنت کیلئے مصروف کیجائے تو اوسکی سرداری بھی میر مجلس کرے۔ ۷ اگست ۱۷۸۹ء کو کانگرس نے محکمہ جنگ قایم کیا تاکہ اوسکے وسیلہ سے میر مجلس کے احکام متعلقہ جنگ نافذ ہوا کرین۔ کانگرس کے اُن ایکٹونسے جو ۲۰ جولای ۱۸۶۲ء تا ۳ مارچ ۱۸۶۳ء اور ۱۷ جولای ۱۸۶۲ء کو منظور ہوئے یہہ تجویز بھی ہوئی کہ مستعد بکار فوج بری کی جہانتک ممکن ہو تخفیف کردیجائے اور بعدہ یہہ تجویز ہوئی کہ ۱۸۷۵ء سے ۲۵ ہزار سپاہ سے زیادہ نہ رکھی جائین جسمین وہ فوج داخل نہین ہے جو سگنل کارپس کے نام سے مشہور ہے اور جسمین ۷۰۴ سپاہ ۱۲۵ افسر اور ۴۵ پیامبر عام کا معین کیے ہین۔

نوٹ (۱) اصلی جائداد سے مراد جائداد غیر منقولہ اور شخص سے مطلب جائداد منقولہ ہے۔

پس اصلی تعداد مندرج رجسٹر ۳۰ جون ۱۸۸۸ء کو حسب ذیل تھی

	افسر	سپاہ
۱۰ رجمنٹ سواران	۴۳۲	۷۹۷۰
۵ توپخانہ	۲۸۰	۲۶۵۰
۲۵ رجمنٹ پیدل	۸۷۷	۱۲۶۲۰

اسکے سوا جنرل - عہدہ داران ہمراہی -

بغیر کمیشن یافتہ - انجینیر گولنداز - وغیرہ وغیرہ	۵۸۷	۲۳۹۵
میزان	۲۱۷۶	۲۵۶۴۰

منجملہ باقاعدہ فوج کے افسرون کے ۲۰ جنرل افسر ۶۸ کرنل ۸۹ لفٹنٹ کرنل ۲۳۳ میجر اور ۶۱۴ کپتان ہین -

سوارون مین ۹ اور ۱۰ رجمنٹ اور پیادون مین ۲۴ اور ۲۵ رجمنٹ جنگی سپاہ کی زیر تحت یورپین افسرون کے ہے -

باقاعدہ فوج کے سوا ہر صوبہ مین ملیشیا (۱) بھی ہے جسمین ہر شخص ۱۸ سے ۴۵ برس عمر کا جو ہتھیار اٹھانے کے قابل ہے تربیت پاتا ہے لیکن کئی صوبون مین یہہ طریقہ غیر مکمل ہے - فوج ملیشیا مین ۹۳۹ ۷۸ افسر اور ۷۲۶۷ سپاہین - اہل شہر جو بوقت ضرورت خدمت جنگی کئے جا سکتے ہین - انکی تعداد ساڑہے ساٹھ لاکھ سے زاید ہے ۱۸۸۱ء مین جملہ طبقہ کے مردونکی تعداد ۱۸ - اور ۴۴ سال عمر کے درمیان والے ۹۳۹ ۲۳۱ ۲۰۱ - انمین سے ۷۰ لاکھ

لوٹ (۱) فوج ملیشیا وہ ہے جسکی تربیت فوجی خدمات کیلئے کیگئی ہو مگر جب ضرورت سوا سوقت جنگ کیلئے یا حفاظت شہر کیلئے کارآمد ہوتی ہے بخلاف فوج باقاعدہ جو ہمیشہ جنگ و جدال کیلئے تیار رہتی ہے -

یورپین مین پیدا ہوئے اور ۱۲۴۲۳۵۴ - دو غلے تھے - ممالک متحدہ کی تقسیم فوجی آٹھ حصو نمین ہوئی ہے اور یہہ آٹھ حصے پھر تین حصون مین تقسیم ہوگئے - ایک مین ایک - دوسرے مین تین اور تیسرے مین چار ہین - ممالک متحدہ مین ایک فوجی پریت کا دارالعلوم بمقام ویسٹ پوائنٹ قایم ہے

۲ - افواج بحری

ممالک متحدہ مین جہازون کی وقعت وزن کے لحاظ سے ہوتی ہے چنانچہ درجہ اول کے وہ ہین جنکے وزن ۴۰۰۰ ٹن سے زیادہ ہون درجہ دوم کے ۲۰۰۰ لیکر ۴۰۰۰ تک درجہ سیوم ۱۰۰۰ سے لیکر ۲۰۰۰ تک اور درجہ چہارم مین ۱۰۰۰ ٹن سے کم والے -

۱۸۸۵ء مین ۷ جہاز ناقابل سمجھکر فروخت کردیگئے - پس اس سال کے آخر مین علاوہ ۱۲ بادی اور ۱۲ کھینچنے والے جہازون کے ۶۶ وخالی جہاز کارآمد تھے - اُن مین سے بجز دو کے سبھون کے ساز و سامان محافظت وغیرہ اُتار لئے گئے چار پورا لے فرسٹ کے فیرگیٹ ہین جو بحری خدمتون کیلئے نہین ہین بلکہ اسباب وغیرہ اُتارنے چڑھانے کیلئے جو دوسرے جہازون سے پہونچے -

منجملہ اُن ۶۶ کارآمد جہازون کے دس کئی خانگی گودیون مین تیار ہورہے ہین - ۱۴ اول درجہ کے کروزر دوم درجہ - ۳ سیوم درجہ اور دو چہارم درجہ کے کروزر ہین - اخیری دو کروزرون مین ایک ڈنامٹ توپ کا کروزر ہے - اس فہرست مین ۵ جنوبی دوہری حیامت کے جہاز جو ہنوز زیر تعمیر ہین شامل ہین - بقیہ جہازات جن سبکو ملاکر اس سلطنت کی بحری قوت معلوم ہوئی ایک درجہ اول کا جو کسیقدر محفوظ، ۱۱ کروزر ۱ دوم درجہ کے جنمین دو کسیقدر محفوظ، ۱۲ مانی ٹر ایک ہی آہنی ہے

۲۲ کروزر تیسرے درجہ کے اور پانچ چوتھے درجہ کے گنبوٹ ان مین سے ایک تارپیڈو کی کل سے مسلح ہے۔

دس نئے فولادی جہازین رہے ہین۔ ان دو ہری دبنیر پرت کے محفوظ کروزر ۱۰۰۰۰ ٹن کے ہین کل پانچ جہاز ۱۸۸۶ء مین تیار ہوے منجملہ بقیہ ۵ جہازون کے جو تیار ہوے ہین چار جہازون کا وزن ۲۸۱۵ ٹن ہے اور ایک کا ۶۰۰۰ ٹن۔ ان سب آہن پوش جہازون پر توپین لگی رہینگی جنکی تعداد اور مقدار مختلف ہے آہنی دبازت بھی انتہائے درجہ ساڑھے بارہ انچہ ہے۔

ان کے سوا دو مسلح اہن پوش جنگی جہازون کے تیار ہونیکا کانگرس سے مارچ ۱۸۸۶ء مین حکم ہوا ہے ایک کی دبازت آہنی بارہ انچہ دوسرے کی ۱۷ انچہ۔ پہلے کا وزن ۱۲۳۰۰ ٹن اور دوسرے کا ۶۶۰۰ ٹن جولائی ۱۸۸۶ء مین ممالک متحدہ کی افواج بحری مین مفصلہ ذیل

نوٹ ۱ ٹن سے مطلب وزن بار برداری جہاز ایک ٹن ۲۲۴۰ پونڈ کا ہوتا ہی۔ ۲ فریگیٹ جنگی چھوٹا جہاز جو کاروٹ سے بڑا ہوتا ہی جسمین عموماً ۲ تختون پر دو جانب توپین لگی رہتی ہین۔ ۲۰ توپون سے لیکر ۴۲ توپون تک ایسے جہازون پر وسعت ہوتی ہی۔ ۳ کروزر۔ مسلح جہاز جو اوہراوہر سمندرین پھرا کرتے ہین ۴ دنامٹ ایک قسم کی نہایت قوی بارود ہوتی ہی۔ ۵ محفوظ سے مراد وہ تختہ جہاز ہی جسپر پورا پورا فولاد کا پتر چڑھا ہوا ہو اور جسکی دبازت ایک انچہ سے زیادہ یعنے ۲½ انچہ سے لیکر ۱۴ انچہ تک ہوتی ہی اور کسیقدر محفوظ سے یہہ مطلب ہے کہ فولادی پتر کسیقدر جہاز کی لمبائی مین انجن بچانے کیلئے رہتا ہے۔ ۶ مانیٹر چھوٹا جنگی جہاز۔ ۷ گنبوٹ چھوٹا جنگی جسپر کم سے کم ایک توپ لگی ہو۔ ۸ تارپیڈو کل جہاز شکن۔

عہدہ دار تھے۔ ایک امیر البحر۔ ایک مقدم امیر البحر ۶۔ موخر امیر البحر۔ ۱۰ کموڈر۔ ۴۵ کپتان۔ ۸۵ کمانڈر۔ ۴۰ نائب کمانڈر اسکے سوا کمیشن یافتہ کا گروہ حسب تعداد ذیل تھا۔ ۲۵۰ لفٹننٹ ۷۵۰ ادنی لفٹننٹ۔ ۱۰۱۳ علم بردار۔ ۲۴۳۳ کڈیٹ۔ ارزے بحری قانون شدہ کے ۷۵۰۰ مرد مند رج رجسٹر اور ۷۵۰ لڑکے تھے علاوہ بحری فوج تعدادی ۲۰۸۰ عہدہ دار اور سپاہیوں کے۔

رقبہ اور آبادی۔ تجارت۔ صنعت و حرفت وغیرہ کی دلچسپ کیفیت بار دیگر نذر شائقین ہوگی فقط

پاکھال کا تالاب

یہہ ایک نہایت قدیم تاریخی تالاب ورنگل سے جانب شرق فاصلہ (۳۰) میل پر واقع ہے اور یہہ تالاب سولہ سو برس پہلے راجہ خلد یا کا بنایا ہوا ہے حسن اتفاق سے ہفتہ کے روز ۲۹ محرم ۱۳۳۶ ہجری کو مین نے اس تالاب کو دیکھا۔

تاریخ دکن مولفہ مولوی سید حسین صاحب مین اس تالاب یا جھیل کا دور (۱۳) میل مربع لکھا ہوا ہے۔ (مگر اس تالاب کو جھیل نہین کہہ سکتے کیونکہ جھیل غیر مصنوعی ہوتی ہے اور یہہ تالاب مصنوعی ہے۔) اس تالاب کے درمیان ایک بڑا پہاڑ (چلکا گٹو نامی) واقع ہے اسکی معنی (طوطی کا پہاڑ) ہے اس تالاب کے چہار توم (مخرج) ہین۔ مولا توم۔ سنگم توم۔ کنڈک توم۔ نکل توم۔ اور نیز اس تالاب کے ہر چہار توم سے چار نہرین نکلتی ہین جو ہر ایک نہر مین آگے چلکر کئی کئی نالہ اور انکٹ ہوگئے ہین۔

اس تالاب کے کٹا یعنے بند کا عرض پچاس گز ہے اور نہایت مستحکم ہے۔

اس تالاب کی چادر سے جسمین توموں کا پانی بھی سیقدر شریک ہوجاتا ہے ایک ندی نکلتی ہے جو کہم سے گذر کر موضع ابراہیم پٹن علاقہ سرکار انگریزی کے محاذی دریائے کشنا مین شریک ہوجاتی ہے اور آگے چل کے اس ندی کا نام منیار ہوجاتا ہے۔ مگر حال ہی مین مینے دیکھا کہ زمانہ سابق مین اسی ندی سے ایک نالا جسکا نام کٹ کالوا ہی کہم مین نکالا گیا ہے جسکے نیچے بہت کچھ زراعت ہوتی ہے۔

پاکھال کے تالاب مین تین ندیان (چلکا واگو۔ وونڈرلا واگو اور ایک نامعلوم الاسم)

لگتی ہین اُنہی ندیون کے پانی کی آمدنی کے سبب سے اور صرف پندرہ انچہ برسات کے ہونے سے یہہ تالاب لبریز ہوجاتا ہے۔

اُسوقت تمام ضلع مین خشک سالی کا واویلا مچا ہوا تھا اور غیر ہنگامی کی رپورٹین جاتی تھین مال سے برابر دیجارہی تھین اور اطراف کے چھوٹے چھوٹے تالابون مین کہین ربع سے زیادہ پانی نظر ہی نہین آتا تھا مگر یہہ تالاب پانی سے نہ صرف لبریز تھا بلکہ برابر اس تالاب کی چادر اسوقت چل رہی تھی۔

تالاب کے کٹے پر بہت بڑے بڑے درخت ہین جہان سے تالاب کی بدنظر مین بہت کچھ تفرقہ واقع ہوتا ہے اور اس کٹہ پر ننگا گھاس کا یہہ عالم ہے کہ سوار اور گھوڑے تک بمشکل نظر آتا ہے۔ الغرض ہم رفتہ رفتہ اس کٹے پر آگے بڑھنے لگے راستہ مین ایک پتھر پڑا ہوا نظر آیا جو دو گز لانبا اور ایک فیٹ چوڑا تھا اور اُسپر تلنگی کتبہ تھا جو زمانہ حال کے اس ملک کے تلنگی خوان اسکے پڑھنے سے عاجز ہین۔ غالبًا اس کتبہ مین تالاب کے بانی و مبانی کا ذکر ہوگا مین بالضرور اس کتبہ کی نقل حاصل کرنے کے واسطے دوبارہ کوشش کرونگا اس سے آگے بڑھکر جو دیکھا گیا تو ایک سو گز تک کٹہ قدیم شکستہ اور ترمیم شدہ نظر آیا جو دوبارہ استحکام کے ساتھ مرمت کردیا گیا ہے یہہ شتاب خان کی گنڈی مشہور ہے گنڈی اوس موقع کو کہتے ہین جو تالاب کے کٹے کے شکستہ ہونے کے بعد دوبارہ بنائی جاتی ہے یہہ گنڈی نہایت مضبوط پتھرون سے بنائی گئی جو بمقابلہ اصل کٹے کے مستحکم ہے اس گنڈی کے نسبت ایک عجیب حکایت یہان مشہور ہے کہتے ہین کہ شتاب خان کو معلوم ہوا تھا کہ اس تالاب کی گنڈی مین خزانہ یا کوئی سونے کی دیول مدفون ہے۔

چنانچہ اس دفینہ کے حاصل کرنے کے غرض سے اس کنوئے کو کھودوا دیا مگر کوئی شئے نظر نہیں آئی جسوقت شتاب خان اپنے اس فعل سے نادم ہوا تو۔ راجہ پرتاب رودر کو خواب میں دیکھا راجہ نے اس سے کہا کہ کوئی شئے اس تالاب کے کنوئے کے نیچے مدفون نہیں ہے بلکہ کسی اور مقام کا پتہ بتلایا اور کہا کہ جو خزانہ وہاں مدفون ہے اسکو نکال کر اس ٹوٹی ہوئی گنڈی کی دوبارہ مرمت کردے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ خزانہ وہاں سے برآمد کیا گیا اور اس گنڈی کی مرمت میں صرف ہوا اور طرفہ ماجرا یہ ہے کہ خزانہ صرف اسقدر برآمد ہوا کہ جسقدر مرمت گنڈی کے واسطے مطلوب تھا۔

الغرض ہم یہاں سے آگے بڑھ کر پادشاہی چبوترہ پر پہونچے کنوئے کے اس سمت پر یہہ نہایت بلند مقام ہے مگر سمجھ میں نہیں آیا کہ یہہ بادشاہی چبوترہ کیوں مشہور ہے اس چبوترہ کو شتاب خان کا چبوترا بھی کہتے ہیں۔

مگر یہاں سے تمام تالاب اور اسکی سیر اچھی طرح ہوتی ہے اس موقع سے دوربین لگا کر دیکھا جائے تو نہایت خوشنما منظر نظر آتا ہے یہہ تالاب سوائے مغرب کے اور تینوں سمت سے چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں کے سلسلہ سے گھیرا ہوا ہے، اور مغربی حصے کیطرف تالاب کا ایک بڑا مضبوط بند بندھا ہوا ہے سال کے چھہ مہینے اس تالاب کے قرب وجوار میں بہت کم لوگ بود و باش رکھ سکتے ہیں کیونکہ جاڑے اور برسات کے موسم میں یہاں کی آب و ہوا نہایت مضر ہوتی ہے اور اندھی مکھی کثرت سے ہوتی ہے جسکے کاٹنے سے جانور اور آدمیوں کو بہت تکلیف ہوتی ہے اسی لئے یہاں فصل آبی میں بہت کم زراعت کی جاتی ہے اور تالاب کے اطراف و اکناف جہاں تک نظر جاتی رہے

وہان تک سبزہ زار جنگل و بیابان نظر آتا ہے اور اس تالاب کا گھیرا یعنے بند (۲۰۰۰) گز لنبا ہے اور تالاب کے پانی کی گہرائی (۳۰ سے ۴۰) فیٹ تک ہے مسٹر ویٹ کہتے تھے کہ جب وہ کپتان کلارک کے ساتھ گئے تھے تو اس تالاب کے پانی کی پیمایش ہوئی تھی جو سات باہم ہوا تھا وہ موسم گرمی کا تھا جبکہ اکثر ایک باہم پانی رہتا ہے۔ اور تاریخ فوق الذکر میں اس پانی کے نسبت لکھا ہے کہ پانی کا مزا ذرا ملا ہے اور غیر صحت بخش مگر میری رائے میں خاص تالاب کا پانی نہایت شیرین اور صحت بخش ہے مصنف موصوف چشم دید حالات نہیں لکھتے ہیں اور میں نے آنکھوں سے دیکھا اور پانی کو چکھا ہے اور میری اس رائے کی تائید مسٹر ویٹ کے بیان سے بھی ہوئی ہے جو مجھ سے بمقام ہنگنڈہ بیان کئے ہیں۔ اور انکے اجارہ کے دیہات خود اس تالاب کے نیچے واقع ہیں۔ البتہ اسکے قرب و جوار کا پانی صحت بخش نہیں جسکو تالاب سے کسی قسم کا تعلق نہیں۔

اس تالاب کے بنانے کی حکایت جو ہنود کی کتابوں میں درج ہے اسکا بیان بھی خالی از لطف نہیں۔ کہتے ہیں کہ راجہ پرتاب رودر نے کسی ہوشیار منجم سے تالاب بنانیکی ساعت دریافت کی منجم نے کہا کہ پا کمال میں ایک نہایت عظیم الشان تالاب تیار ہوگا۔ بشرطیکہ میرے کہنے کے بموجب عمل کریں راجہ نے وعدہ کیا کہ جو کچھ تم کہو بخوبی کیجے اسپر عمل کریگا منجم نے کہا کہ فلان شب اور فلان ساعت کو میں آتا ہوں اسوقت ایک ایسا آدمی میرے ساتھ کر دیں کہ نہ شیر سے نہ راکس سے نہ کسی مصیبت سے ڈرے بلکہ اپنی جان کی بھی پروا نکرے اور اس آدمی سے کہدیا جائے کہ جو کچھ میں کہوں اسپر عمل کرے راجہ نے اسبات کو قبول کیا مگر راجہ اس سوچ و فکر میں رہا کہ

ایسا آدمی کون ہوگا جو اس قسم کے آفات اور مصائب مین ثابت قدم رہے جب وہ ساعت قریب آئی اور کوئی آدمی اس ہمت اور جرأت کا نظر نہ آیا تو راجہ نے خود آپ سات چلنے کا قصد کر لیا اور تبدیل لباس کر کے اس موقع پر جا کے حاضر ہو گیا جو موقع نجومی نے پہلے ہی سے بتا رکھا تھا ٹھیک وقت پر نجومی آیا اور کچھ نہ سمجھا کہ یہہ راجہ ہی یا کوئی اور شخص ہے جسکو راجہ نے اپنے ساتھہ کر دینے کا اقرار کیا تھا۔ غرض شب کی تاریکی اور تمام کار کے خیال اور پریشانی مین فی الفور راجہ کے ہاتھہ مین کدالی دی اور آپ ایک ٹوکرا اوٹھا کر بولا کہ ای شخص چل آگے کھودتا ہوا اور نشان کرتا ہوا برابر چلا جا چاہے آسمان ٹوٹ پڑے مگر تو منہہ پھیر کر پیچھے مت دیکھنا چنانچہ بموجب اسکے کہنے کے اس شب دیجور اور صحرائے لق و دق مین راجہ اپنی کدالی سے نشان کرتا ہوا چلا اور نجومی ٹوکرے سے اسپر مٹی ڈال رہا تھا مگر وہ نیک ساعت ایسی تھی کہ تمام پہاڑ اس تالاب کے کٹے پر آ کے قایم ہو جانیکی غرض سے برابر راجہ کے ساتھہ ساتھہ چل رہے تھے اور ان پہاڑونکی چلنے کی آواز سے اسقدر شور بپا تھا کہ عین قیامت کا سا منا نظر آ رہا تھا بڑی دور کا فاصلہ طے کر لینکے بعد آخر کار اس شور و غل کی جسکی آواز سے آسمان و زمین مین زلزلہ ہو رہا تھا راجہ نے پریشان ہو کے پیچھے پلٹ کر دیکھا راجہ کا پیچھے پلٹنا تھا کہ تمام پہاڑ جو ساتھہ ساتھہ چل رہے تھے ٹھہر گئے۔ چنانچہ جو پہاڑ تالاب کے درمیان مین واقع ہے وہ بھی چلتے چلتے عین تالاب کے بیچ مین ٹھہر گیا اُسوقت نجومی کو بہت غصہ آیا اور کہا کہ ای شخص میرے کہنے کے خلاف تو کیون پلٹا مین تو بہت کچھہ فاصلہ دور دور تک اس تالاب کو پہونچانا چاہتا تھا مگر تیری کم ہمتی سے یہہ تالاب بس یہین تک محدود ہو گیا

اب مین راجہ سے جاکر عرض کرونگا اور تجھکو سزا دلاونگا - اوس شخص نے جواب دیا کہ اے نجومی مین تو خود راجہ پر تاب رو در ہون بھلا تو خود غور تو کر کہ ایسی مصیبت اور آفت عظیم مین کوئی دوسرا آدمی ایسا ہوتا جو اپنی جان کی پروانہ کرکے تیرا ساتھ دیتا - دیکھ تو مین ہی تھا کہ اسقدر صبر اور برداشت کرکے تیرا ساتھ دیا اوسوقت نجومی راجہ کے قدمون پر گر پڑا اور راجہ کو گھر لاکے پونچایا اور تالاب اسیقدر تیار ہوا جسقدر راجہ نے کھودا تھا اور وہی اسوقت موجود ہے - مگر افسوس ہے کہ ایسا کوئی راجہ اور نجومی اس زمانہ مین موجود نہین ہے ورنہ ابپاشی کے کامون مین مسٹر ڈلاب کو اُن سے بہت بڑی مدد ملتی —

اور نیز اس تالاب کے بہت سے روایات مشہور ہین لوگ کہتے ہین کہ اس تالاب مین جل مانس رہا کرتے ہین اور اوس پہاڑ پر جو عین تالاب مین واقع ہے سریا گائی اور بن مانس ہے خیر جو کچھ ہو یہہ تالاب ہر طرح عمدہ اور کارآمد ہے اگر سیر و شکار کی نظر سے دیکھا جائے تو ایسا پر فضا اور روح افزا تالاب اور پہاڑ اور جنگل کہین نظر نہین آتا ہے اگر محاصل کے لحاظ سے غور کیا جائے تو بلاشبہ دولت پیدا کرنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے حال مین یہہ مقام حضرت بادشاہ دکن خلداللہ ملکہ کا شکارگاہ قرار پایا تھا چنانچہ بہت سے محافظان شکار نواب افسر جنگ بہادر کے حکم سے یہان معین تھے اور عوام کو شکار کھیلنے کی قطعی ممانعت تھی مگر ماہ صفر مین میری والپسی کے بعد حاکمان مال کی متواتر رپورٹون پر محافظان شکار برخواست کردئے گئے اور عوام کو درندو چرند کے شکار کرنے کی اور ایک سال تک اجازت ملگئی

اور مزارعین کو شیر اور سور وغیرہ کی اذیت سے فی الجملہ نجات ملی۔

اگر اس تالاب میں چھوٹے چھوٹے دو مرکب دخانی (اسٹیمر) رکھے جاویں اور چلگا گٹو پہاڑ کی چوٹی پر ایک بنگلہ تعمیر کیا جاوے اور بادشاہی چبوترے پر ایک نشست گاہ بنا دی جاوے تو بلاشبہ یہہ مقام گرمی کے موسم میں نہایت دلکشا و فرحت افزا ہو جائیگا۔

اور جو شخص یہاں ایک دفعہ شکار کرے تو پھر اُسے شکار کرنے کی تمنا باقی نہیں رہیگی اس بیابان میں شیر و ببر بچہ اور ریچھ اور ہاتی اور سور اور رانا بھینسہ اور ہر قسم کے درند و چرند و پرند کثرت سے ہیں۔

سولہ سال سے پہلے جب میں یہاں آیا ہوا تھا تو مشہور تھا کہ بارہ جنگلی ہاتی اس صحرا میں رہتے ہیں مگر اب دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ کسی سنار نے زہر دیکر ۱۰ ہاتیوں کو مار ڈالا (جو بمشکل قابل پیدائی ہے) اور ایک زمیندار نے دو ہاتی مارے اور ایک ہاتی خود جنگل میں مر گیا اسوقت صرف دو ہاتی باقی ہیں اور ان ہاتیوں کے مختلف روایات مشہور ہیں کوئی کہتا ہے کہ یہہ بھاگے ہوئے ہاتی اس جنگل میں اپنا بسیرا کئے ہوئے ہیں۔ کسیکا بیان ہے کہ خاص یہہ ہاتی اس جنگل کے باشندے ہیں اور کسیکا مقولہ ہے کہ زمانہ سابق میں جب ہاتی بوڑھا اور نکمہ ہو جاتا تھا تو جنگل میں چھوڑ دیا جاتا تھا کسیکا خیال ہے کہ ایکمرتبہ جب کسی جنگل سے ہاتی پکڑ آئے تھے تو قبل اسکے کہ انکی وحشت دور ہو ایک جوڑا اس جنگل میں بھاگ کر آگیا تھا انکے نسل سے یہہ ہاتی ہیں۔ غرض کچھ ہو یہہ جنگل تو ہاتیوں کے بسیرے کے قابل ہے اگر سرکاری بوڑھے اور ناکارہ ہاتی بھی اس جنگل میں چھوڑ دئے جائیں تو بہتر ہے اور اس تجویز کے ساتھہ ساتھہ ایک مشکل بھی ہے کہ اکثر

ہاتیون سے زراعت کا نقصان ہوتا ہے اور قرب وجوار کے قریونکو نہایت اسیب وگزند پہونچاتے
اس تالاب مین مچھلی کثرت سے ہے اور یہان کی مچھلی جو میرے استعمال مین آچکی ہے بڑی
مزیدار ہوتی ہے - اگر مچھلی کا شکار اس تالاب مین کیا جائے تو مچھلی نہایت کثرت سے
ملیگی میری راے یہہ ہے کہ اگر شایستہ طریقہ سے مچھلی کا شکار ہو اور انکی تجارت کیجائے تو
غالباً قرب وجوار کے رعایا متمول ہوجائینگی اس تالاب مین من سوامن کی مچھلی کثرت سے
ملسکتی ہے اور چنتل پلی اسٹیشن یہان سے ۱۸ میل کے فاصلہ پر واقع ہے پس ممکن ہے کہ
کہ اس اسٹیشن سے تر وخشک بڑی بڑی مچھلیان حیدرآباد کے بازارون تک
پونچے اور تجارت ماہی وغیرہ قایم ہوجائے اس تالاب مین مگرا اور اودبلاؤ جسکو کلب الامایا
(پانی کا کتا) یا سگ آبی بھی کہتے ہین کثرت سے ہین جو اکثر پانی پر نظر آجاتے ہین - فقط

حسن

معاہدہ برلن پر پرنس بسمارک کی شرح

ان دنون کی جنگی تخویف کے چند باہمی مشورون سے روس کو اضطراب مین ڈالنا ہے۔ اُن ارادون کی تشریح کوئی امر مشکل نہین ہے بلغاریہ (بلگیریہ) مین روس کو زک ملی جسکو اوسنے ۱۸۷۸ء کے جنگ مین سلطان روم سے آزاد کرایا تھا بشرطیکہ اس آزادی کا کچھ مفہوم ہو۔ بلغاریہ کی یہہ مخالفت الیسی بردست ہوئی جس سے روسی پیش قدمی جانب قسطنطنیہ مین بڑی روک ہوئی یہہ نمایان مزاحمت جس سے ترکی کے ایک صوبے نے نہایت دلیری اور بہادری سے دوسرے نہین گذرے کہ اپنا خود مختار وجود بمقابلہ ایک حملہ آور کے قایم رکھا زیادہ قوی سلطنتون کیلئے بدشگون ہے۔ لیکن ہمکو اسوقت روسی پالسی پر غور کرنا نہین ہے بلکہ حال مین جو اسپیچ پرنس بسمارک نے برلن مین دی اور جس سے روس مین اطمینان اور جرمنی مین جوش خروش پیدا ہوا ہے اوسکے اصلی مقاصد کو غور سے دیکھنا ہے۔

اسمین کوئی شک نہین کہ بلغاریہ کے معاملہ مین روس اور آسٹریا کے مابین اتفاق نہین اور سلطنت آسٹریا کا جزو اعظم یعنے ہنگری روس کا دشمن ہے جسکی وجہ ظاہر ہے۔ روس اپنی فوج کو سرحد جرمنی اور آسٹریا پر جمع کر رہا ہے۔ اسلئے ان دونون سلطنتون نے بھی اپنی اپنی فوجین وہان بھیجدین۔ جرمنی نے ایک کرور چالیس لاکھ پونڈ زاید اخراجات فوجی کیلئے سالانہ منظور کیا اور ۲ لاکھ زاید سپاہ کا بھی حکم ہوگیا۔ اسیطرح حسب ہدایت جرمنی آسٹریا بھی تیاری کر رہی ہے پرنس بسمارک روس کے صلح آمیز ارادون پر اپنی تسلی ظاہر کیے جاتے ہین۔ مگر معلوم نہین کہ پہر اسقدر فوج اور روپیہ کی

بہرسائی کا کیا مقصد ہے۔

بہرحال جو کچھ منصوبہ پرنس بسمارک کا دیگر اقوام قریبہ کے نسبت ہو مگر اسمین تو جائے شک نہین کہ اہل جرمنی بمقابلہ فرانسیسیون۔ روسیون یا قطبیون کے لوگون کے زیادہ تر اہل آسٹریا سے میل جول کرنے پر مائل ہونگے۔ اسلئے یہہ امر کوئی تعجب انگیز نہین اگر پرنس بسمارک آسٹریا کے ساتھہ یہہ پیام کرکے ملجائین۔

آسٹریا مین شمال انگلستان کے حقوق چاہنے والے بہت ہین جو اپنے ملک کی حفاظت اسمین پاتے ہین کہ روسی سازش مخالفت ٹرکی مین وہ شرکت سے برابر انکار کرتے رہینگے اور مملکت ٹرکی کی لوٹ کھسوٹ مین کسی بزدل مدبر کا ساتھہ ندین۔

۱۸۷۸ء مین روس کی یہہ پالیسی قرار پائی اور اسوقت سے برابر قایم رہی کہ سلطنت روم کی تقسیم مین آسٹریا اور انگلستان شریک کئے جائین بغیر اسکے نہ کوئی معاہدہ ہوگا اور نہ کاربرآری ہوگی۔ اُسنے امید کیا کہ اس رائے کی موافقت عملی آسٹریا مٹیرنیچہ اور بیکنسفیلڈ اور انگلستان مین مسٹر گلیڈسٹون سے ہوگی۔ لیکن ۱۸۷۸ء مگ اوسکی یہہ امید پوری نہ ہوسکی جبکہ لارڈ بیکنسفیلڈ انگلستان سے اور کونٹ اینڈریسی آسٹریا سے روسی تجاویز قدیمہ کے معاون ہوئے۔ اسمین شک نہین کہ صوبہ ہرزی گوینا کی تاک مین مدتون سے آسٹریا تھا لیکن یہہ بات چند ہی روز پہلے معلوم ہوئی کہ تقدس مآب پرنس بسمارک صوبہ بوسنیا بھی آسٹریا کو حوالہ کرنا چاہتے ہین جسکا انہون نے خفیہ بندوبست کیا ہے۔ پس قبل اسکے کہ برلن مین کانگرس (معاہدہ صلح روم روس) منعقد ہو بسمارک نے آسٹریا کیلئے ایک معقول حصہ سلطنت مہیا کرلیا اور روس کے اُن تجاویز کو عمل مین لایا جو برسون سے

معرض خیال مین تھین - پس ہمکو پرنس بسمارک کے خیالات پر جو انہون نے اپنی ہی کارروائی کے نسبت ظاہر کئے دیکھنا چاہئے ۲ فروری کو پرنس مذکور نے بیان کیا کہ مینے تقریباً کل کام ایسے کئے گویا کہ روس کا چوتھا سفیر تھا - ان کا بیان یہہ ہے :-

"مجھکو صرف چوتھا سفیر روس نہین سمجھنا چاہئے بلکہ تیسرا کیونکہ روسی پالسی کا وکیل مین پرنس گورچکاف کو نہین قرار دیسکتا جیسا کہ اوسوقت واقعی طور سے کونٹ شوالاف تھا - کانگرس کے ایام مین کوئی روسی خواہش ایسی نہ تھی جسکے لئے مین نہ لڑا ہون اور پورا نکیا ہو صرف اسلئے کہ لارڈ بکنیسفیلڈ جنکا اب انتقال ہوگیا ہے - مجھپر پورا بھروسہ کئے ہوئے تھے ایک وقت کانگرس پر نہایت سخت اور زیادتی کا تھا اوسوقت مین بکنیسفیلڈ کے پاس جبکہ وہ آرام کر رہے تھے آدھی رات کو گیا - کانگرس کا یہہ حال تھا کہ برخواست کر دینیکی دھمکی دیجاتی تھی - مین گیا اور اپنے منصوبون کی لئے منظوری کرالی -

فی الحقیقت میری کارگذاریان کانگرس مین ایسی تھین کہ جب وہ بند ہونیکو قریب ہوئی تو مینے اپنے دلمین خیال کیا کہ انمین بہت بڑی روسی عنایت کا مستحق ہوا اور اگر نہین تو اب ہوا چاہتا ہون - غرض مجھکو پوری امید تھی کہ مین نے ایک بیرونی سلطنت کے ساتھہ وہ کام کئے ہین جو کسی دوسری سلطنت کے وزیر کے ہاتھون شاذ و نادر ہوتا ہے - لیکن حیف - مجھکو سخت تعجب اور غایت درجہ

نا امیدی ہوئی جبکہ مین نے دیکھا کہ دار السلطنت روس مین رفتہ
رفتہ اخبارون نے جرمن پالیسی پر حرف زنی شروع کر دی اور بسمارک
ذاتی حملہ کرنے لگے۔ ان حملون کی انتہا دوسرے سال یعنے ۱۸۷۹ء مین ہوگئی
جبکہ اخبارات روسی نے اس بات پر زور دیا کہ گورنمنٹ جرمنی آسٹریا
کو ان معاملون مین دبائے جنمین انکنک وسکے استحقاق کے نسبت زبان تک
نہین ہلائی گئی۔ مینے اس رائے سے اختلاف کیا کیونکہ اگر آسٹریا سے
ہم علیحدگی اختیار کرینگے تو لامحالہ ہمکو پوری طور سے اسوقت تک
روس پر بھروسا کرنا پڑیگا جبتک کہ یورپ مین سب سے علیحدہ رہنے
کی کوشش نکرین لیکن کیا ایسا بھروسہ عرصہ تک قایم رہسکتا ہے
پہلے تو مینے بطور خود یہہ خیال کیا کہ بیشک رہیگا کیونکہ جرمنی اور
روسی حقوق متضاد نہین ہین اور کوئی وجہ نہین ہے کہ روس
ہماری دوستی سے دست بردار ہو۔ لیکن کانگرس کے واقعہ سے
میری آنکھین کھل گئین اور معلوم ہوگیا کہ اگرچہ جرمنی کی پولیس
فوج ایک خاص ایام تک روسی خدمت پر مصروف رہی تاہم
بخلاف اپنے مرضی اور کوشش کی روس کی مخالفت سے
ہم محفوظ نہ رہسکی۔

اس مخالفت سے جسکی ہدایت ہماری جانب سے سفیرون کو
حو جنوبی یورپ کے معاملات کو سلجھاتے تھے ہوئی یا نہین ہوئی

لیکن اسقدر نتیجہ ضرور ہوا کہ ایک نہایت مضبوط سلطنت جنگ کا
خوف دلانے لگی - (یہہ فقرہ نہایت مبہم ہے) اور یہی وجہہ معاہدہ
اسٹریا کی ہے - ان خطرات جنگ سے مجبوراً ہمکو وہ کارروائی کرنی
پڑی جسکے کرنے سے عرصہ دراز سے پرہیز کر رہے تھے اور جو ابتک
دوست تھی ان میں سے ہمنے نئے ساتھی منتخب کر لیا - اوسوقت مین نے
گاشچین اور وائنا مین کارروائی کی جسکا نتیجہ یہی معاہدہ ہے
جو مطبوع ہوا اور جو ابتک ہمکو کون مین پوری طور سے نافذ ہے"

اس بیان سے مطلب معاہدہ آسٹریا ۱۸۷۹ء ہے - اس معاہدہ کا اثر کہانتک ہوا بعد کو معلوم
ہوگا - لیکن دو دوستون مین انتخاب کرنا کیا معنی رکھتا ہے - جرمنی کی اسٹریا کے ساتھہ
دوستی کا یہہ نتیجہ تو ہوا نہین کہ وہ اپنی محافظت کیلئے بمقابلہ روس کے دست بشمشیر ہوگیا ہو
اور نہ اپنی قوت سے جرمنی معاہدہ سے نکلجانیکی اوسکو خواہش ہوئی - پس جب روس کے
ساتھہ ایک جانب ارتباط رکھا ہو اور اپنی خلاف مرضی آسٹریا سے بھی معاہدہ کیا ہو تو اب
سوال یہہ ہوتا ہے کہ پرنس بسمارک روس اور آسٹریا کے متنازعہ فیہ مسئلہ مین کہ روس کو
قسطنطنیہ پر چڑہائی کا موقع دیا جاے کسکا ساتھہ دینگے اس معاہدہ کے نسبت پرنس بسمارک فرماتے ہین

"جب (وسعت ملک) کیلئے ہم فرانس یا روس سے اپنے تئین جھگڑا نکرینگے
ہمنے اپنی قدیم ارتباط کو از سر نو قایم کرنیکی کوشش کی ہے مگر آمیز
کسیکی پیروی منظور نہین - اس سے جو کچھہ روس سے معاہدہ ہوا ہے
اوسمین تفرقہ نہین لازم آتا بلکہ یک گونہ مدد ملتی ہے - مان اگر

"سین سٹفنو کے معاہدہ سے جدید ریاست بلغاریہ روسی ماتحتی مین
نہین آگئی۔ جو چند روزہ حکومتی انتظام روس نے اپنے ذمہ لیا ہے
وہ اس خیال سے کہین دور ہی جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کہ بلغاریہ
آیندہ روس کے ملکی سلسلہ مین مسلسل ہو جائیگی۔"

ناظرین نے پرنس بسمارک کی تقریر مین شروع مین پڑھا ہوگا کہ انہون نے پرنس گورچکاف کو سچا اور اصلی روسی وکیل قرار دینا نہین چاہا۔ پس ہمارا سوال ہے کہ کیا پرنس بسمارک نے اونکو روسی پالیسی کا سرگرم وکیل صرف اس غرض سے قرار نہین دیا کہ انہون نے مذکورہ بالا جواب ایسا دیا جس سے روسی مداختیار سے بلغاریہ نکلی جاتی ہے یا یہہ کوئی معمولی حکمت عملی ہے۔

پرنس بسمارک کی یہہ رائے کہ کانگرس مین یہہ بحث تھی اگرچہ معاہدہ مین نہین درج ہوئی کہ بلغاریہ روس کو دیدیجائے ثابت کرتی ہے کہ کانگرس فی الحقیقت خواعد منضبط کرنیکی آڑ مین ٹرکی کو پارہ پارہ کردینے کی سازش کرتی تھی۔

اور جنگ سے جو مشرقی یورپ مین خلل واقع ہوا تھا اُس سے قیام امن یورپ نظر تھا بیشک پرنس بسمارک اس معاملہ مین ہمسے زیادہ واقف کار ہین اور اسلئے ہمارا سوال بھی انہین سے ہے اور التماس کرتے ہین کہ آیا اول کے دو اور تیسرے روسی سفیرون مین واقعی کوئی فرق ہے یا نہین اور کیا انگریزی یا آسٹریا کے سفیر ثانی فریق مین تھے جسکا انہون نے ایما کیا ہے۔ بہرحال جو کچھہ ہو پرنس بسمارک کا جہانتک تعلق ہے اپنی تقریر کے وہی ذمہ دار ہین۔

ان کا بیان ہے کہ وہ روس کی اعانت مین سلطان روم کو ترغیب دینگے کہ معاملات بلغاریہ مین مداخلت کرین جسکا ماحصل یہہ ہے کہ سلطانی مداخلت سے اہل بلغاریہ ناراض ہوکر روس کی حمایت مین چلے جائین اور اسکی حمایت اور سرپرستی مین قسطنطنیہ کیجانب دہاوا ہو کیونکہ انکو خوب معلوم ہے کہ اگر ترک اور اہل بلغاریہ ایک جان دو قالب ہوجائینگے تو روس کا قسطنطنیہ لینا محال ہوجائیگا۔

لیکن روس کی مخالفت مین جو اسنے معاہدے کئے ہین اوسکی اطلاع ہمکو گون کو ملکی ہر نیز ہر اعظم یورپ سے بھی برابر خبر چلی آتی ہے کہ لارڈ سالسبری اور پرنس بسمارک نے روسی مخالفت مین معاہدہ کئے ہین۔ لیکن ہمکو اسکا پورا یقین ہے کہ جب روس کے مقابلہ مین معاہدہ کیا جائیگا تو اوسمین زیادہ تر دور رس معنی کے الفاظ کا خرچ ہوگا بہر حال ہمکو دیکھنا چاہئے کہ روس کے مقابلہ مین آسٹرین۔ اور اٹالین اور انگریزی شرائط عہدنامجات کیا ہین

معاہدہ آسٹریا

شرط اول۔ اگر بادشاہ روس آسٹریا یا جرمنی سلطنت پر حملہ آور ہو تو ایک دوسرے کی اعانت پوری فوجی قوت سے کرنی چاہئے اور باہمی رضامندی سے صلح ہونی چاہئے۔ شرط دوم۔ اگر روس کی سوا کوئی دوسری سلطنت آسٹریا یا جرمنی پر حملہ آور ہو تو ان مین سے کوئی کسی جانب اعانت نکریگا۔ اگر حملہ آور کا روس معاون ہو تو شرط اول کے موافق عمل کیا جائے۔

شرط سیوم مخصوص حالتون مین مضامین معاہدہ سے بطور خفیہ روس کو اطلاع دیجائیگی

لیکن بلحاظ مضامین معاہدہ سب سے اہم معاملہ ذیل کا مضمون ہے جو معاہدہ کی تمہید میں درج ہے دونون سلطنتون کا باہمی اقرار و معاہدہ ہے کہ خالص ملکی حفاظت کیحالت مین کسی جانب کوئی مداخلت نکرے لیکن کیونکر مداخلت نہین ہوسکتی - فرض کرو کہ روس نے اپنے حقوق معاہدہ کے قیام و برقرار رکھنے کیلئے بلغاریہ مین فوج بھیجدی چونکہ روسی مداخلت فوجی اسٹریا کو ناگوار اور اوسکے لئے مضر ہے اسلئے وہ اپنی فوج روس کے مقابلہ مین ضرور بھیجیگی - معاوضے مین روس کو لازم ہوگا کہ آسٹریا پر وہ چڑھائی کرے پس ایسی حالت مین جرمنی مجبور ہوگا کہ آسٹریا کی محافظت کیلئے چارہ جوئی کرے لو کیا ایسی حالت مین خالص محافظت مین مداخلت نہوئی -

معاہدہ ۱۸۷۹ء کیلئے آسٹریا کی جانب سے مجاز دستخط کنٹ انڈریسی تھا - انڈریسی لونٹ ترکی کے مخالفت مین پہلے سے جاری تھا جسکا اختتام جنگ ۱۸۷۸ء مین ہوگیا -

معاہدہ اٹلی

اگرچہ یہہ معاہدہ شایع نہین ہوا تاہم جو کچھ غالب درجہ یقین کے ساتھ معلوم ہوا وہ حسب ذیل ہے -

بدرجہ غالب ان معاہدون سے بطور اجمال یہہ معلوم ہوا ہے کہ اگر فرانس تن تنہا جرمنی یا اٹلی پر حملہ آور ہو تو دونون ملکر حملہ کرینگے اور اگر اسیطرح روس - جرمنی یا اسٹریا پر حملہ آور ہو تو یہہ دونون سلطنتین بقوت مجموعی مقابل ہونگی اور اگر روس و فرانس ملکر ان تینون سلطنتون مین سے کسی پر حملہ کرین تو ہر سہ بقوت مجموعی میدان کارزار مین معرکہ آرا ہونگی امید کیجاتی ہے کہ اس زبردست محافظت اور معاہدات سے عرصہ دراز تک کوئی وقوعہ جنگ نہوگا -

اسمین شک نہین کہ اگر ان معاہدون پر پوری طور سے پابندی ہوئی تو ایک زبردست حصہ یورپ اس جنگ کے فنا و انگیز شر سے محفوظ رہیگا لیکن اگر روس نے بلغاریہ پر حملہ کیا جس سے آسٹریا کی حقوق کی پامالی متصور ہے تو جرمنی کیلئے یہہ حملہ باعث جنگ متصور نہوگا۔ اخبار ٹائمس لنڈن مطبوعہ دسوین فروری مین حسب ذیل تار ہی۔

رومیہ ۹ فروری۔ لندن کے ایک اخبار نے لکھا ہے کہ اگر بلغاریہ مین آسٹریا کو فوج بھیجنی پڑی تو اٹلی کی اوس مین اعانت ہوگی کیونکہ فی الحال آسٹریا۔ جرمنی اور اٹلی مین باہمی اعانت کا معاہدہ ہوا ہے اس بیان کی یہان (رومیہ دارالسلطنت اٹلی) بالکل تردید کیگئی ہے۔

معاہدہ انگریزی

جزیرہ سیپرس (قبرس) کا معاہدہ اوسوقت شایع ہوا جب اوپر دستخطین ہوگئین یعنے ۴ جون ۱۸۷۸ء کو شرط اول۔ انگلستان اس شرط سے مجبور ہے کہ اگر روس سلطانی مقبوضات ایشیا پر آیندہ حملہ آور ہو تو بذریعہ فوج کے سلطان کا ساتھہ دے شرط ششم جو معاہدہ یکم جولائی ۱۸۷۸ء مین مذکور ہے کہ اگر روس مقام قرص و دیگر مفتوحہ مقامات آرمینیا کو جو گذشتہ جنگ مین روسیون نے لئے سلطان کو واپس کردے انگلستان جزیرہ سایپرس کو خالی کردیگا اور ۴ جون کا معاہدہ متعلقہ جزیرہ مذکور منسوخ ہو جائیگا۔

ان ہر سہ معاہدون مین ایک عجیب پر فریب بات ہے کہ جو باتین روس نہین کرنا چاہتا اوسیکی روک تھام بھی کیگئی ہے یہہ کہین نہین ہے کہ اگر روس یورپی روم پر حملہ کرے تو اوسکے مزاحمت کے اسباب بہم پہونچائے جائینگے۔

معاہدون کی قوت اسی سے ظاہر ہے کہ ایکمرتبہ بالعالی بارہوین شرط معاہدہ برلن کے روسے کا ظم بے کو بطور کمشنر کے صوفیہ بھیجا چاہتی تھی روس نے دھمکایا کہ اگر ایسا کیا گیا تو سفارتی تعلق مسدود ہوجائیگا لہذا ٹرکی نے ماننہ اٹھایا۔ روس چاہتا ہے کہ روم کی اعانت سے بلغاریہ کو دبائے یعنے ٹرکی اپنا نقصان اپنے ہی ہاتھون کرے۔ اس معاملہ میں پرنس بسمارک روس کی پشتی بانی کرتا ہے جسکی تائید معاہدہ برلن کے ناپید لفظ معنی سے چاہتے ہین جو مشہور مثل زبردست کا ٹھینگا سر پر سے سوا اور کچھ نہین

بلغاریہ کے نسبت جو پرنس بسمارک نے معاہدہ برلن کی معنی لگائے ہین اور اور جسکے نسبت یہہ بیان ہے کہ ان کے ہمصفیر تمام ارباب کانگرس بلا استثنا نحو یہہ ہمصفیری بجنسہ ایسی ہے جیسا کہ چند چور آپسمین ایک دوسرے کے ہمصفیر اور ہمراہی ہوا کرتے ہین اور بیشک قزاقی اور رہزنی کے کامون کیلئے ایسی ہی اتفاق اور مجمع کی ضرورت ہے۔ لیکن کیا واقعی برلن مین کوئی شخص پرنس بسمارک کی ہمراہی سے علیحدہ نہ تھا۔ کیا لارڈ سالسبری کو لوگ بھول جائینگے فقط

شہادات نسبت اسلام

مذہب اسلام کے نسبت غیر متعصب فہمیدہ اشخاص نے بہت کچھ مدح سرائی کی ہے دنیا مین کوئی ایسا مذہب نہین ہے جو اپنے سے زیادہ دوسرے مذہب کو افضل سمجھتا ہو خاصکر جب دو مشہور مذہبون مین زمانہ دراز سے تاریخی مذہبی جنگ وجدال رہی ہو جو بیشمار کشش اور ملال خاطر کا بڑا سبب ہوتا ہے اُسوقت اگر کسی فریق سے دوسرے کے نسبت الفاظ مدح کے نکلین تو اوسکی وقعت بہ نسبت اہل مذہب کے مجلدات ضخیم کے زیادہ سمجھی جاتی ہے۔ نیز واقف کارون کی تھوڑی سی تعریف ناواقفون کی بہت طومار سے بدرجہا افضل مانی گئی۔ اس موقع پر منجملہ ہزارون نامی گرامی علمائے عیسویہ کے چند واقف کارون کا کلام جو بطور شہادت کے ہے پیش کیا جاتا ہے۔ (الفاظ تعظیمی ہمارے جانب سے بڑہائے گئے ہین)۔

از کتاب ہیرو ورشپ مطبوعہ ۱۸۴۰ء

(مصنفہ ٹامس کارلائل)

محمدؐ : اسلام

ہملوگ برابر کہتے چلے آتے ہین کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مصنوعی پیغمبر

اور جھوٹے اوتار ہین اونکا مذہب لاف گزاف اور حماقت کا مخزن ہے لیکن یہہ بیان اب واقعی اس قابل بھی نہین رہا کہ کوئی شخص ذرا بھی تسلیم کرے۔ وہ غلط بیانیان جو آنحضرت کے نسبت بڑے زور شور سے کی گئی ہین فی الحقیقت اس سے ہماری ہی ذلت متصور ہے۔ ایکمرتبہ پوکوک نے گروٹیس سے پوچھا کہ اس قصہ کا کوئی ثبوت ہے کہ ایک کبوتر ایسا پالا اور سکھلایا گیا تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے کان سے دانہ نکال لیا کرتا تھا اور وہی مثل ایک فرشتہ کے تھا جو انکو تعلیم دیا کرتا تھا گروٹیس نے جواب دیا کہ اسکا کوئی ثبوت نہین۔ حقیقت یہہ ہے کہ اس زمانہ مین ایسی باتون کا ترک کرنا لازم ہے (جس سے اپنی ہی حماقت و جہل ثابت ہوتی ہے) جو الفاظ آنحضرت کے زبان سے نکلے آج باوجود بارہ سو برس گذرنے کے اٹھارہ کرور آدمیون کے رہنمائے زندگی ہین۔ ان اٹھارہ کرور آدمیون کو مثل ہمارے خدا ہی نے بنایا ہے۔ خدا کی خلقت اسقدر زیادہ تر آنحضرت ہی کا کلمہ پڑہتی ہے دوسرے کسی کی پیروی اسقدر کثرت سے نہین ہوتی۔ پس کیا ہملوگون کا یہہ فرض کر لینا کہ وہ کلام روحانی شعبدہ بازی کا ایک ذلیل حصہ تھا صحیح ہو سکتا ہے۔ جس سے اسقدر مخلوق خدا وابستہ رہی اور مر مر گئی۔ میرا ذاتی عقیدہ تو یہہ ہے کہ مین اونکے کلام کو کبھی ایسا قیاس نہین کر سکتا۔ مین تو بہ نسبت کلام آنحضرت کے اور انکی دوسری بہت سے باتون پر بہت جلد ایمان لاؤنگا۔ اگر لاف گزاف ہی کہا جائے تو ایک شخص جب یہہ سوچیگا کہ لاف گزاف نے اسقدر ترقی پائی اور یہان (یورپ) پہیلگیا تو تمام دنیا کے تصور مین وہ بالکل

محو خیال ہو جائیگا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دستور تھا کہ رمضان کے مہینے میں ہر سال ایک سنسان اور خاموش جگہہ چلے جایا کرتے تھے۔ یہہ عرب کا دستور قابل تعریف ہے جسکو قطع نظر اور باتوں کے مفید اور مرغوب کہہ سکتے ہیں۔ بیشک اس دستور کے دلچسپی میں کیا شک ہے جہاں وہ جاتے تھے خود خاموش کوہ و صحرا خاموش۔ اپنے دلمیں آپ ہی بولتے تھے اور کان اُن باتوں کو جو کلام میں نہیں آتی تھیں سنتے تھے۔ محمد (صلعم) اپنے چالیسویں برس میں مکہ شریف کے پاس غار حرا تشریف لیگئے تاکہ ماہ رمضان وہیں کاٹیں اور اہم مسائل کے حل کرنے میں بدیدہ تصور عرق خیال ہوں ایکروز انہوں نے اپنی بیوی حضرت خدیجہؓ سے جو اس سال وہ اپنے گھر بار کے موجود تھیں فرمایا کہ خدا کے بے انتہا اور ناقابل بیان عنایت سے میرے غور طلب مسائل حل ہو گئے اور اب کوئی شبہہ یا کسی قسم کا پردہ باقی نہیں رہا۔ چشم روشن سے سب کچھہ دیکھہ لیا۔ اور معلوم ہو گیا کہ یہہ بت اور علامات اعتقاد بالکل فضول ہیں۔ لکڑی کے ذلیل ٹکڑے ہیں۔ صرف ایک خدا ہے جو سب سے بڑا اور سب جگہہ ہے ہمکو ان بتوں سے کنارہ کشی کر کے صرف خدا ہی سے لو لگانا چاہئے۔ خدا بڑا ہے اور اسکے سوا کوئی دوسری شئے بڑی نہیں۔ وہی صداقت اور اصلیت ہے۔ چوبی دیوتا کوئی چیز نہیں۔ اُسنے ہمکو پہلے مخلوق کیا اور اب تک قایم رکھا۔ ہم اور کل مخلوق اوسکے ہر تو ہیں صرف چند روزہ جامہ ہستی (بدن) غیر فانی چمک و دمک (روح) کو ڈھانپے ہے۔ خدا اور دین اسلام برحق ہے۔ ہم سب کو خدا کی عبادت کرنی چاہئے ہماری کل طاقت اوسکے تابع ہے جو چاہے سو کرے۔ اس دنیا میں یا عقبیٰ میں۔ جو کام ہمارے لئے ہوتے ہیں چاہے وہ موت ہو یا موت سے بھی بدتر لیکن وہ سب بہتر

اور بہت بہتر ہوتے ہیں ہمکو پوری طور سے اپنی تئیں اوسیکو سپرد کر دینا چاہئے۔
گوئٹھے کہتا ہے کہ اگر اسلام اسیکو کہتے ہیں تو کیا ہم سب لوگ اسلام پر نہیں چلتے۔ بیشک
ہم میں سے سب لوگ جنمیں کچھ دینی عنصر ہے۔ اسیطرح رہتے ہیں۔
انہوں نے اپنی نیک بیوی حضرت خدیجہؓ کو کبھی فراموش نہیں کیا۔ بہت زمانہ کے
بعد حضرت عائشہؓ انکی نوجوان بیوی جو مسلمانوں میں جملہ اوصاف سے متصف ہونے
سے بہت مشہور ہیں ایک روز آپ سے پوچھا کہ کیا میں حضرت خدیجہؓ سے
اچھی نہیں ہوں۔ وہ بیوہ۔ سن رسیدہ تھیں اور حسن بھی زائل ہوگیا تھا۔ کیا آپ مجھپر
بہ نسبت انکے زیادہ مہربان نہیں ہیں۔ آنحضرت نے جواب دیا نہیں واللہ نہیں۔
حضرت خدیجہ نے مجھپر اوسوقت ایمان لائیں جب کوئی بھی ایماندار نہ تھا۔ تمام دنیا میں
میری محبوبہ سب سے بڑھکر صرف وہی ایک تھیں۔

. . . . . .

مذہب عیسوی کی بھی یہی تعلیم ہے کہ خدا پر اپنے تئیں چھوڑ دو۔ ہمکو آدمیوں کی صلاح
و مشورہ پر نہیں چلنا چاہئے۔ کسی مصنوعی شاندار عیب جوئی۔ خواہشات یا خصوصی
پر خیال رجوع نکرنا چاہئے۔ ایسا جاننا چاہئے کہ گویا کچھ نہیں چاہئے جو باتیں سب سے بری
یا مضر بظاہر معلوم ہوں وہ اصل میں ایسے نہیں ہیں۔ ہماری واسطے وہی مناسب
ہے جو ہمکو خدا سے ملا یا ملے اور کہنا چاہئے کہ یہی اچھا اور مفید ہے۔ کیونکہ خدا
بڑا ہے۔ اگر وہ مجھکو قتل بھی کر ڈالے تاہم مجھکو اوسی پر بھروسہ کرنا چاہئے
اسلام بذات خود خدائی فیصلہ اور خود کو متابعت اور تصورات الٰہی میں معدوم

سمجھنے والا ہے - یہہ سب سے بڑی دانائی ہے جو اب تک دنیا مین ظاہر ہوئی ہے -
ملت محمدی کو ایک قسم کی ملت عیسوی کہنا چاہئے - فی الحقیقت اگر ہم غور سے دیکھین تو کس عجلت اور کثرت سے اس مذہب کی اشاعت ہوئی اور لوگون کے دلونپر اسکا اثر پڑا تو ہم ضرور کہینگے کہ یہہ ملت مذہب عیسوی کے ادنی قسم مین نہین بلکہ اعلی قسم مین ہے اور شام کے فرقہ عیسویہ سے بدرجہا افضل ہے جو مہمل جھگڑے کیا کرتے تھے اور جنکے دماغ بیہودہ شور و شغب سے لبریز اور دل خالی و مردہ تھے -
محمد صلعم کے نسبت جو کچھ کہا جائے لیکن کسیصورت سے شہوت پرست کہنا جائز نہین - اگر ہم انکو عیاش کہین یا کسی کمینہ صفت سے منسوب کرین بلکہ کسی قسم کی خواہش کا اطلاق اُنپر کرین تو ہماری سخت غلطی متصور ہوگی - انکا خانگی سامان نہایت ہی مختصر اور خوراک مین جو کی روٹی اور پانی تھا - بعض اوقات مہینون چولہا گرم نہوتا - نہایت صحیح فخر کے ساتھہ مسلمان لکھتے ہین کہ آنحضرت اپنے ہاتھون سے جوتے اور پوشاک درست کرلیا کرتے تھے - آنحضرت جانفشان تھے - مختصر سامان رکھتے اور غریبانہ گذر کرتے تھے - مال جمع کرینگی جو عام لوگون کے محنت کا صلہ ہوتا ہے بالکل فکر نہ تھی مین تو انکو کبھی خراب آدمی نہ کہونگا - انمین بجائے کسی قسم کی خواہش کے دوسری صفتین نہایت اچھی تھین - ورنہ یہہ جنگلی عرب جو انکے زیر نظر ۲۳ برس تک لڑتے جھگڑتے رہے اور انکے ساتھہ رہے ایسی عزت کبھی نکرتے - وہ جنگلی تھے جو گاہ گاہ جھگڑے کیا کرتے اور راستی و صداقت کیلئے وحشیانہ حرکت کرتے تھے - پس ایسے لوگون کی رہنمائی بغیر واجب التسلیم لیاقت اور بہادری رکھنے کے کوئی شخص نہین کرسکتا - انکو نبی کہتے تھے وہ ان لوگون کے

ساتھ ساتھ رہتے۔ کبھی خفیہ ہو کر نہیں بلکہ بالکل آشکارا طور سے۔ سب لوگوں کے روبرو اپنے لباس میں پیوند لگاتے تھے۔ اپنی جوتے ٹانکتے تھے لڑتے۔ مشورہ دیتے اور اپنے لوگوں کو حکم احکام کرتے تھے۔ ان لوگوں کو خوب معلوم تھا کہ کس قسم کے آدمی آنحضرت تھے پس جو تمہارا جی چاہے وہ انہیں کہو۔ کوئی شہنشاہ جسکے سر پر تاج زرین ہو ایسا مقبول حاکم نہیں ہوا جیسا محمد اپنے گدڑیوں میں۔ ۲۳ برس تک سخت آزمائش کرتے رہے ایسے سخت کام انجام دینے کیلئے میری رائے میں ایسے ہی سچے بہادر (نبی) کی ضرورت ہوتی ہے۔ آنحضرت کے آخری کلمات دعا ہیں وہ دعا کیا ہے ایک مشوش دل سے شکستہ دعا ہے تقریر جو لرزتی ہوئی امید کے ساتھ خالق کے خیال میں نکلتی ہے۔

متعلقہ ہسپانیہ مسلمانان

کیسا ہسپانیہ سیکڑوں برس تک عربوں کی زیر حکومت سرسبز و شاداب رہا کیسی کیسی حیرت انگیز باتیں رہیں اور خلق و مروت کا ڈنکا بجتا رہا۔ بہادری اور اولوالعزمی کا شہرہ ایک جانب اور منظومات کا دور دورہ دوسری طرف۔ علوم مختلفہ کی بہار کس پایہ تک پہونچی اور فنون کا ملہ کا رتبہ کہاں تک پہونچا کیسے کیسے عمارات اسپین اور جزائر میں تعمیر کرائے گئے اور کیسے کیسے عظیم الشان پل بندھوائے۔ چشمے اور فوارے جاری ہوئے آبپاشی کس اوج کو پہونچی۔ اور اب آنکر عبرت کی آنکھوں سے دیکھو کہ کیا تھا اور کیا ہو گیا۔

والٹر سیوج لینڈر (امیجنری کنورسیشن ۱۸۲۴-۲۹)

W. S. Landor's "Imaginary Conversation" 1824-29

متعلقہ ہسپانیہ مسلمانان

ملک اسپین کی تاریخ عجیب افسوسناک و حسرت آمیز تغیرات کا مخزن ہے - بارہ سو برس گذرے کہ طارق نے اسپین کو فہرست ممالک مقبوضہ عرب مین داخل کیا آٹھ سو برس تک مسلمان حکمرانون کی تحت مین اسپین مہذب اور شایستہ سلطنت تمام یورپ مین تھی - وہان کی آبادانی حکمران کی جانفشانی اور اعلی فن انجنیری کی ماہیت سے صد چند بڑھگئی - وادی الکبیر اور گوادیانا مین سیکڑون شہر آباد ہوے جو اب صرف پچھلے عزتون کے یادگار ہین - علم و فن و صنعت کی ایسی گرم بازاری ہوی کہ تمام یورپ مین بیمثل تھی ان شہرون مین جو چشمہای علوم مسلمانون نے جاری کیے تھے اوس سے مستفید ہونیکی لیے تشنگان ملک جرمنی فرانس و انگلستان جوق جوق پہونچتے تھے - جراح و حکیم اندلوسیہ گویا علمی فوج کے ہراول تھی - عورتون مین اعلی تعلیم کا چرچا تھا - لیڈی ڈاکٹر قرطبہ مین موجود تھین علوم ریاضی ہیئت - نباتات - تاریخ - فلسفہ - فقہ اسپین اور صرف اسپین ہی مین بکثرت شایع تھے کاشتکاری - آب پاشی - قلعہ بندی - جہازسازی - پارچہ بافی کی اعلی ہنرمندی حکاکی - بخاری - ظروف سازی - معماری - کا علمی و عملی کمال صرف مسلمانان اسپین نے کر دکھلایا - جسطرح علوم و فنون جنگ مین یہہ لوگ کامل تھے اوسطرح روزمرہ کے علوم و فنون مایحتاج مین بھی طاق تھے - اور عرصہ دراز تک ہمعصرون مین گوی سبقت لیگئے تھے - بحیرہ روم مین اونکے بیڑہ جہازات شاہان بنی فاطمہ کے ہمسر تھے اور افواج بری ممالک عیسویہ مین خاک سیہ کر رہی تھین - خود سنڈ

جو قومی بہادر تھا مدتوں تک عربوں کے طرف سے مصروف جنگ رہا اور باستثنائے تعلیم وہ آدھا عرب تھا۔ غرض جو کچھ کسی سلطنت کیلئے سامان عزت و عظمت ہو سکتے ہیں۔ اور جو مصالح تہذیب و شائستگی کے کئے جا سکتے ہیں وہ سب اسپین کے مسلمانوں میں موجود تھے۔

۱۴۹۲ء میں فرڈی نینڈ و ائیزابلا کے مجموعی حملہ کے روبرو عربوں نے شکست پائی اور غرناطہ کے ساتھ اسپین کی ساری عزت پامال تو سن حوادث ہوئی۔ تھوڑے دنوں تک عربوں کی گذشتہ چمک دمک پھیکی روشنی میں اس سرزمین پر قایم رہی جہاں آفتاب علوم و فنون سے دنیا کی آنکھوں میں خیرگی ہوتی تھی۔ بعد ائیزابلا چارلس پنجم اور فلپ ثانی وغیرہ کے عہد سلطنت تک کچھ دھندلی چمک رہی پھر تو پامالی اور بربادی کی نفرت انگیز حالت اور تعصب آمیز غیر مذہب کی جگر خراش تحقیقات کا دور دورہ اور اس جہالت تاریکی کی حکومت ہوئی جسمیں اسپین گر کر آجتک سنبھلا۔ جس سرزمین میں صداقت اور راستی سب سے افضل سمجھی جاتی تھی وہاں حکمائے اسپین جہالت اور بدلیاقتی کے تمغہ سے سرفراز کئے گئے اور نیوٹن اور ہاروی کی علمی تحقیقاتیں خلاف مذہب سمجھکر مردود کی گئیں جہاں ایکدن ستر عام کتب خانے دماغی قوت طلبا کیلئے بے بہا نعمت تھی اور صرف قرطبہ میں پانچ لاکھ کتابیں جمع تھیں جس سے ایک دنیا کا عام فائدہ ہوتا تھا اسکے بعد کچھ بیعلمی کی ایسی ہوا چلی اور اسقدر علمی کوشش اور شوق میں بہ نسبت سابق کے فرق بین کیا گیا کہ جدید دارالسلطنت مڈرد میں ایک عام کتب خانہ بھی اس اٹھارویں

صدی مین نہین ہے اگرچہ کتابین نہایت ارزان اور سب علوم کی کثرت سے مطبوعہ ملتی ہین اور مسلمانون کے زمانہ مین جبکہ صرف ایک شہر قرطبہ مین پانچ لاکھ کتابین مختلف علوم وفنون کی جمع تھین سب قلمی تھین) حیرت تو یہہ ہے کہ اسکو ریل جو خود اسپین مین رہنے والا تھا اوسکی قلمی تصانیف کا آج انکار کیا جاتا ہے مقام سیول مین سولہ ہزار پارچہ باقی کے کارخانے تھے اب اوسکے پانچوین حصے مین بھی شک ہے۔ صنعت وحرفت جو مقامات۔ ٹولیڈو۔ اور المیریا۔ مین تھی آج نہایت ہی حقیر حالت مین پائی جاتی ہے۔ عام حمام منجملہ دوسری عام عمارتون کے جو نہایت خوبصورت اور کارآمد تھین اسلئے برباد کردیگئے کہ صفائی بہت کچھ غیر مذہب (مسلمانون) کا پتہ دیتی ہے۔ جب عربون کی ہنرمندی وجانفشانی متعلقہ آبپاشی سے چشم پوشی کیگئی تو اراضی رفتہ رفتہ بیکار و بنجر ہوگئی۔ نہایت ہی سرسبز وشاداب وادیون مین آج گھاس پھوس کے سوا کچھ نہین ہے۔ جن متعدد گنجان شہرون سے اندلوسیہ کی رونق تھی وہ ویران پڑے ہوے ہین۔ اور جہان طلاب۔ تجار۔ اور جنگجو بہادرون کے آج گدا گر۔ فقیر اور رہزنون کا مخزن ہے۔ پس جب سے عربون کا اسپین سے اخراج ہوا اس ملک کی یہہ ذلیل حالت ہوگئی ہے اور یہہ عبرتناک تاریخی واقعہ صرف اسپین ہی مین پایا گیا

اسٹینلی لین پول (مورس ان اسپین ۱۸۸۶ء)

"The Moors in Spain" by

اشتہار

دوارکا ناتھ اینڈ کمپنی لاہور

یہہ آپکی دیسی کمپنی عرض پرداز ہے کہ ہمارے پاس عمدہ عمدہ جیبی گھڑیاں آئی ہین جنکی بابت صرف اتنا ہی کہنا کافی ہوگا کہ اگر عمدگی کے طرف خیال کیا جاوے تو ان داموں نہایت ہی ارزان ہین اور ہم اقرار کرتے ہین کہ اگر ناپسند ہون تو بلا جیب مین ڈالنے کے ایک ہفتہ کے اندر واپس کردین۔ محصول ڈاک معاف۔

گارانٹی ۴ سال نکل کیس	گارانٹی ۵ سال خالص چاندی
(۱) اوپن فیس بلا چابی پن والی ... ۱۰	(۷) نقش دار لیور ڈبل کیس چابی دار ... ۱۸
(۲) " قسم اعلی ... ۱۴	(۸) " ہاف ہنٹنگ ... ۱۹
(۳) " لیور ریلوے ۱۲	(۹) خالص چاندی ڈبل کیس آٹھ روز کی چابی والی ۴۰
(۴) " کلان لیور فوجی ۱۳	(۱۰) " جسمین تاریخ اور دن بھی ۴۵
(۵) ہاف ہنٹنگ بلا چابی موصوف بصفت بالا ۱۶	(۱۱) " جسمین تاریخ دن و رچاند بھی ۴۸
(۶) اسکول کے لڑکون کی واسطے بلا چابی گھڑی ۸	(۱۲) خالص چاندی اوپن فیس کو کبھی چابی کی ضرورت نہیں ۵۰

سوائے اسکے کلاک ٹائم پیس زنجیر نکل و خالص چاندی کے موجود ہین اور عمدہ اہتمام سے گھڑیان مرمت بھی کیجاتی ہین ۔

المشتہر

دوارکا ناتھ اینڈ کمپنی سوداگران واچ و کلاک انارکلی لاہور۔

تدبیر نوجوانی یعنی

پیر کو کرتا ہے یہہ روغن جوان

یہہ روغن قوۃ باہ حکم اکسیر اعظم کا رکھتا ہی جس سے پیران ہفتاد سالہ تک کو یکسان نفع ہوتا ہے اسکے استعمال مین نہ کسی قسم کے پرہیز کی ضرورت ہی نہ ابلہ وغیرہ کا کچھ خطرگ و پٹہ کو حیرت بخش استحکام بخشتا ہی اور ہر قسم

ایک حیرت انگیز مشاہدہ

رسالہ بلٹین جو کالیفورنیا کے اسٹیٹ مائننگ بیورو سے شائع ہوتا ہے اوسمین مسٹر ولسن ایڈورڈ سن ۔ یم ۔ ڈی ۔ نے نہ لاشوں کی نسبت ذکر کیا ہے جو بغیر کسی کیمیائی ترکیب کے قدرتی طور پر صحیح وسالم برآمد ہوئی تھیں ۔ یہہ لاشیں جنکا ذکر کیا گیا سیرا ماڈری کے پہاڑ سے نکالی گئیں تھیں اور اب بیوریا میں موجود ہیں ۔ رسالہ بلٹین نمبر ۱ میں اُن لاشوں کا فوٹو بھی دیا گیا ہے ۔

مسٹر جے ۔ رو ۔ ڈیوس پریسیڈنٹ بورڈ آف ٹرسٹیز آف دی اسٹیٹ مائننگ بیوریا کی خاص توجہ اور فیاضانہ گرمجوشی سے اس انسٹیٹیوشن میں آرچیالاجیکل کے متعلق بہت سے انسانی ڈھانچے جمع کئے گئے ہیں ۔

میکسکو کے آرچیالوجسٹ (ماہر علم قدامت) سگنور ۔ لس ۔ مارگیری ۔ میکسکو کے پہاڑوں میں جو سیرا ماڈرے کے نام سے مشہور ہیں اپنی آزمایش میں مصروف تھے ڈیمنگ کے دکھن قریب دو سو میل کے فاصلہ پر کورآلٹوز ۔ کاسس گرینڈ بز کے درمیان سات ہزار فیٹ کی بلندی پر ایک تاریک غار چٹانی سے بالکل بند پایا گیا ۔ جب وہ حجرہ کھولا گیا تو معلوم ہوا کہ اوسکی زمین بالکل مسطح اور نرم ہے ۔ دونوں پہلو ناہموار اور سخت تھے ۔ چھت برف کے قلموں سے جو لٹک رہی تھیں بالکل چھپی تھی ۔ یہہ حجرہ طول وعرض میں قریب قریب برابر تھا ۔ دوسرے سرے پر آدمی کی چار لاشیں بغیر اس کے کہ امتداد زمانہ کا اُن پر کچھ اثر پڑے معمولی طریق پر موجود تھیں ۔

اُس ملک کے قدیم دستور کے مطابق مشہور مُردوں کی لاشیں اکثر آبیطی سے دریا کے کنارے یا پہاڑ کی اونچی چوٹیوں پر جہاں مشکل سے انسان کا گذر ہو سکتا ہے دفن کیجاتی تھیں۔ اس سے گویا اُن کی تکریم اور حفاظت مقصود ہوتی تھی۔ اِن لاشوں کی نشست کی کچھ عجیب قطع تھی۔ دونوں ہاتھ سینے پر آڑے دھرے تھے۔ گھٹنے ٹھوڑی سے ملے تھے اور سر سامنے کو جھکے ہوئے تھے۔ اُن لوگوں کی تکفین بہت خوش اسلوبی سے عمل میں آئی تھی۔ اور سبھوں کا رُخ آفتاب کی جانب تھا۔

ایک مرد اور ایک عورت (شاید میاں بی بی رہے ہونگے) زانو بھر اکے بیٹھائے ہوئے تھے بڑا لڑکا باپ کے دائیں طرف اور چھوٹی لڑکی ماں کے بائیں طرف تھی۔ کفن کے علاوہ لڑکی پر کسی جانور کا چمڑا لپٹا ہوا تھا جیسا کہ جزیرہ فیوریٹو نیچو والی تکفین کا طریقہ تھا۔ بہرحال وسکی حفاظت کے لئے بہت کچھ احتیاط کیگئی تھی۔ اُس مقبرہ کی زمین اور لاشیں بہت باریک اور نرم ریوں سے اٹ گئی تھیں۔ وہ گرد اسقدر باریک تھی کہ چھونے سے مطلق تمیز نہیں ہوتی تھی۔ اور شاید مدت دراز کیوجہ سے وہاں رفتہ رفتہ جمع ہو گئی تھی۔ باوجودیکہ اسوقت سے پہلے وہاں کسی آدمی یا جانور کا گذر نہ ہوا تھا مگر ایک طرف ایک آدمی کے پاؤں کا نشان موجود تھا۔ یہ یقین کیا جاتا ہے کہ شاید وہ غار کا منہ بند کرنے آیا ہو۔ اُس مقبرہ کی چوڑائی اس ہوشیاری اور صنعت سے کی گئی تھی کہ بہت غور سے دیکھنے پر تمیز ہوتی تھی۔ باوجودیکہ اوپر دھوپ سے خشک کی ہوئی اینٹ اور چٹان اور گارے کے سوا کوئی اور چیز نہ تھی۔

پروفیسر مارگیری اور اُن کے ہمراہیوں نے لاشوں کو فرانسکو میں لیجانے کا ارادہ کیا

یہہ کام انکو کمال احتیاط اور چالاکی سے کرنا پڑا اسلئے کہ اگر وہان والون کو یہہ خبر ہوجاتی کہ اُن کے بزرگون کی متبرک لاشین مدفن سے نکالی گئی ہین اور اب منظر عام مین رکھنے کیلئے جائینگی تو پروفیسر اور اُن کے ساتھیون کی حالت بہت خطرناک ہوجاتی۔ وہاکے باشندے اپنے مُردہ بزرگوارون کی غایت درجہ مبالغہ سے تعظیم کرتے ہین۔ اُن کی پرستش کرتے ہین۔ اور عقیدہ کے طور پر یہہ یقین کرتے ہین کہ مُردونکی روح ہمیشہ لاش پر اوڑا کرتی ہے اور اپنے پس ماندون کو ناگہانی آفتون سے محفوظ رکھتی ہے۔ اگر لاشین اوٹھالی جائین تو گویا وہ اپنے روحانی محافظون سے محروم ہوجائینگے۔ اُن مین کے بعض فرقے والے اس امر کو اپنی خاندانی افتخار کا باعث سمجھتے ہین کہ ہم اون مقدس بزرگون کی نسل سے ہین جنکی روحین پہاڑون اور غارون مین بسری ہوئی ہین۔ یہہ خیال اور بے اصل قصے اُن کے مذہبی عقاید مین داخل ہین۔

غرضکہ وہ لوگ لاشون کو بہت احتیاط سے کپڑون مین جو اُنہین مل سکے لپیٹ کر خچرون پر لادکر ایک ریلوے اسٹیشن پر جو سب سے قریب اور دو سو میل فاصلے پر تھا لائے۔ وہان سے صندوقون مین بند کرکے سان فرانسسکو مین لیگئے۔

مسٹر جے۔ زڈ۔ ڈیوس نے اس خبر کے سنتے ہی کمال اشتیاق سے اُن چارون لاشون کو خریدلیا اور اسٹیٹ مائننگ بیورو یا کی نذر کیا جہان اب وہ بہت سے مشہور اور عجیب و غریب اشیا کے ساتھہ رکھی ہین۔ اس دریائے ساحل پر پہلے پہل یہہ لاشین نمودار کی گئی ہین جو قدرتی طور پر بلا کسی اور وجہہ کے

صحیح و سالم موجود ہیں۔ یہ لاشیں اور مصالحہ دار لاشوں سے ایک خاص طرح کا فرق رکھتی ہیں عوام اور واقف کار اشخاص نے اس امر کو تسلیم کر لیا ہے کہ یہ کسی مصالحہ کیوجہ سے نہیں قایم ہیں۔ جہاں تک غور کیا گیا ابتک کوئی ایسا طریقہ دریافت نہیں ہوا ہے کہ اتنی مدت تک لاشیں قایم رہ سکیں۔

وہ لاشیں قدرتی اجزا کی خاص ترکیب سے جو انسانی فہم سے باہر ہے خشک ہو گئی تھیں گرم اور خشک ہوا نے اُن کی رطوبت جذب کر لیا تھا۔ اس طور پر جیسے کہ ملوک روز مرہ کے کھانے کا گوشت آیندہ موسم کیلئے خشک کر لیتے ہیں۔ یا قوم برزن افریقہ کے جنگلی مارسنین کا گوشت سکھاتے ہیں۔

معترسر دل۔ پھیپھڑہ۔ پیٹ کے متعلق جوارح اور آنتیں خشک اور ٹھوس تھیں مرد کی لاش اور سبھوں سے بڑی تھی۔ ڈھانچہ بھی مضبوط تھا۔ اونچائی میں ۶ فٹ۔ جسم کی ساخت باقاعدہ ہے۔ ہڈیاں مضبوط اور لمبی ہیں۔ تخمیناً اُس کا وزن ۱۸۰ اور ۲۰۰ پونڈ کے درمیان رہا ہوگا مگر اب کل ۱۴ پونڈ ہے۔ جلد کے اوپر کا حصہ بے داغ ہے۔ اُس کی حالت خشک چمڑہ یا چرمی کاغذ کی سی ہو گئی ہے۔ رنگت کسیقدر سیاہی مائل خاکی ہے۔ جلد اور ہڈیوں کے درمیان خشک گوشت۔ اعصاب۔ رگیں۔ اور ہڈیوں کے جوڑ میں اون کا مجمع۔ اور پتلی جھلی جو گوشت کے اوپر ہوا کرتی ہے بدستور موجود ہیں۔ شانوں کے بعد ایک سرے سے دوسرے تک ۱۵½ انچ (یعنے ۳۹۰ میلیمیٹرز) کا فصل ہے۔ ہاتھ چھوٹے اور انگلیاں گاؤدم ہیں۔ پیر بھی چھوٹے ہیں ۲۴۰ میلیمیٹرز (یعنے ۹½ انچ کا پیمانہ ہے۔)

انگلیون کی ہڈیان بدستور ہین۔ تعداد معمولی ہے۔ رگین جنکی وجہہ سے انگلیون کا سلسلہ اور قطار ہوتی ہے موجود ہین۔ بائین طرف اوربعون پر پھوٹ نکلنے کے نشان ہین۔ یہہ شاید خشک ہوتے وقت ہوا ہے۔ حوالی دماغ کی رطوبت اوس ہڈی مین سے ہوکر جو مشبک ہے اور جس مین سے شامہ کی حس کرنیوالی رگین ناک مین آئی ہین جو کھوپڑی کے اگلے حصہ مین واقع ہو اور جسمین ایک سوراخ ناک کے نیچے طرف کو ہے۔ اُن مین سے رطوبت جاری ہوکر بائین طرف کے گال سے بہہ نکلی ہین۔ چونکہ سر بائین جانب کو جھکا ہوا تھا اسلئے اوسیطرف کو رطوبت رجوع ہوگئی جسکے بہہ نکلنے کا نشان موجود ہے۔

سر کے بال چھوٹے اور کرخت ہین۔ ابرو اور پلکین ویسی ہی ہین۔ مونچھین کم کم ہین مگر ڈاڑھی قریب قریب صاف ہوگئی ہے۔ دونون کان سر مین چپک گئے ہین۔ کرمی کے نشان باقی ہین۔ آنکھین بھری ہوئی ہین۔ ناک چونکہ پہلے ہی سے چپٹی تھی ہڈی کے پیٹھہ جانے سے اور دب گئی ہے۔ لب سخت اور ٹھوس ہین۔ زبان سکڑ کر بوتل کے کارک کیطرح ہوگئی ہے۔ دانتون کی تعداد بتیس ۳۲ ہے۔ جڑین کسیقدر گھسی ہوئی ہین۔ اُنثین اور عضو تناسل بدستور ہین۔ معلوم ہوا کہ سر پر بال ہین چہرے پر کم۔ اور مقامات پر کچھہ بھی نہین۔

کھوپڑی کی جھلی اور چمڑہ خشک ہوجانے سے سر کی ٹھیک ٹھیک پیمایش مین دقت ہوئی اور اس کا کوئی صحیح اندازہ نہین کیا جا سکا۔ پیمبر بھی بہت کوشش سے جہان تک دریافت کرنا ممکن ہوا وہ درج ذیل ہے۔

سر کا دور ۵۳۰ - لمبائی کا پچھلا اور اگلا حصہ ۸۷ (۱) - چوڑائی ۱۴۰ - اگلی حصے کی چوڑائی ۱۰۸
اونچائی ۱۲۵ - زاویہ چہرہ ۷۱ میلیمیٹر ہے۔

کھوپڑی کے جوڑ وغیرہ کی نسبت جنکے لئے بہت زیادہ ڈاکٹری تجربہ کی ضرورت ہے کوئی رائے قایم نہین کیجا سکی۔ رخسارون کی ہڈیان ابھری ہوئی ہین۔ نیچے کے جبڑے کی ہڈیان بلکہ قریب قریب چہرہ کی تمام ہڈیان موجود ہین۔ دماغ کے طبقات اور اعضاء رئیسہ کا ملاحظہ کرنے سے یہہ دریافت ہوا کہ یہہ آدمی اوسط درجہ سے زیادہ سمجھ بوجھ والا رہا ہوگا۔ آلات حس مشترک اچھی طرح ظاہر ہین۔

دوسری لاش مین وہ سب باتین موجود پائی گئین جو ایک عورت یا مان مین ہونی چاہئین۔ بہ نسبت پہلی لاش کے یہہ بیقدر زیادہ محفوظ ہے۔ ہڈیون کے ناپ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ۵ فٹ ۵ انچ رہی ہوگی۔ اور وزن مین ۱۵۰ سے ۱۷۰ پونڈ تک اسوقت صرف ۱۲ پونڈ کی ہے۔ صورت پردہ جسم اور اوسکی ساخت اور ترکیب بدستور ہے۔ داہنی پہلو کی جانب پردہ نہونے سے اندرونی اعضاء کے معاینہ کا عمدہ موقع ملا۔ پھیپھڑہ ایک خشک اسفنج کی صورت مین ہے۔ دل خشک گوشت کے ٹکڑے کیطرح خون کی بڑی رگین اور آلتین وغیرہ اور پٹھون کے طبقات بہ استثناء اون کے جو چربی سمٹ گئی ہین بخوبی دیکھی جاسکتی ہین۔ رحم اور آلات جنین بہت درست ہین۔ ہاتھ پاؤن چھوٹے اور عمدہ ساخت کے ہین۔ پیر صرف ۲۱۵ میلیمیٹر ہین۔ جنکا ۸½ انچ ہوتا ہے سر پر بہت گھنے بال ہین۔ زمانہ نے ابھی تک اون پر اپنا اثر نہین ڈالا ہے۔ بالون کا

نوٹ (۱) - میلیمیٹر - ایک انچ کا ۲۵۴ حصہ ہوتا ہے۔

رنگ بھورا ہے۔ لیکن اس زمانہ کے آدمی کے بالون سے ایک خاص طرح کا فرق رکھتا ہے
کان چھوٹے اور باقاعدہ ہین۔ اور اون مین بالس کے قسم سے کسی چیز کا ٹکڑا پہنایا ہوا ہے
جسکی درازی ۴۰ ملیمیٹر اور دور ۱۰ ملیمیٹر ہے۔ شاید اس عورت کے زمانہ مین یہی
زیور سمجھا جاتا تھا۔ آجکل کی عورتین اور مرد کان کے حاشیہ مین سوراخ کرکے مختلف
قسمون کے زیورات لٹکاتے ہین مگر اس عورت کی کان کی لو مین صرف ایک سوراخ
ہے جس سے یہہ پتہ چلتا ہے۔ کہ اوس زمانہ مین بھی تہذیب پھیلی ہوئی تھی۔ اس
زمانہ کے شایستہ ملکون مین بھی یہی رواج ہے۔ آنکھین باوجودیکہ بیکار ہین
مگر عجیب طور پر نگران ہین۔ اور اوپر کو ترچھی ہین۔ ناک موجود ہے مگر بجائے پتلی اور
لوکدار ہونے کے چپٹی ہے۔ رخسارون کی ہڈیان بہت اوبھری ہین۔ لب پتلے اور
سخت زبان خشک اور ٹھوس ہے۔ آگے کے دو چار دانت نہین ہین۔ کھوپڑی
کا صحیح ناپ اسلئے نہین ہوسکا کہ پہلی لاش کے مشکلات کے علاوہ بالون کا جھنڈ بھی ہوجود ہے۔
سر کا دور ۵۰۳۔ اگلے اور پچھلے حصون کا طول ۱۶۲۔ چوڑائی ۱۲۷۔ اگلے حصہ کی چوڑائی
۱۰۳۔ اونچائی ۱۳۲ ملیمیٹر ہے۔ زاویہ چہرہ ۶۹ ڈگری۔ اس کشادہ پیشانی سر سے
کمال عقلمندی کا ثبوت ہے اس عورت مین اعلی مادری محبت اور نیک نیتی بھی
رہی ہوگی۔ آجکل کی عورتون مین تو اس قسم کا سر شاید ہی ہوتا ہو۔

اس مرد کے داہنی طرف جو لڑکا ہے وہ بھی اوندھا لاشون کیطرح کفنایا ہوا ہے۔
اوسکے ہاتھ بھی سینے پر آڑے دہرے ہوئے ہین۔ دونون گھٹنے چھاتی پر لگے ہوئے ہین
اور سر سامنے کو جھکا ہوا ہے۔ اس کا جسم ۳ فٹ اونچا ہے اور وزن مین ۳ پونڈ ہے

چمڑا۔ جلی۔ رگین۔ ہڈیان۔ ویسی ہی جیسا کہ اور لاشون کی نسبت بیان کیا گیا ہے۔
سر صحیح حالت مین ہے جیسا کہ اس سن کے لڑکون کا ہونا چاہئے۔ پیشانی پر کے
بال اوڑ گئے ہین۔ کان صرف جسقدر کرتی کے قسم سے ہوتا ہے اوتنا ہی باقی ہے۔ چہرہ
بدستور ہی ناک چپٹی۔ رخسار کی ہڈیان اونچی۔ آنکھین ترچھی جیسا پہلی لاشون مین ہے
ویسا ہی اس مین بھی۔ آگے کے دو ایک دانت نیچے اوپر کے نہین ہین۔ جبڑون مین
نئے نکلے ہوئے نظر آتے ہین۔ ۲ ڈاڑھ اوپر کی ہڈی کی سوراخ سے نکلی ہوئی نظر آتے ہین۔ برس کا سن قیاس کیا
گیا سر کا دور ۴۰ ۴ ملیمیٹرز۔ طول اگلے اور پچھلے حصہ کا ۱۲۶ ملیمیٹرز۔ چوڑائی ۱۲۰۔ اگلے
حصے کی چوڑائی ۶۰۔ اونچائی ۱۱۴ ملیمیٹرز ہے۔ زاویہ چہرہ ۷۱ ڈگری۔
کفن کا کپڑا ابھی تک بہت کچھ باقی ہے۔ زیادہ تر سوت ہے۔ جسم پر چست پہنایا ہوا ہے
بال کی ایک رسی سے کچھ بندھا ہوا بھی ہے۔

چھوٹی لڑکی مین جو عورت کے بائین طرف ہی سب باتین جیسا کہ ہونا چاہئے
موجود ہے اوس کا سن ۱۴-۱۸ مہینے تک کا ہوگا۔ وزن ۱½ پونڈ ہے
یہہ لڑکی کسی جانور کے کھال مین لپٹی ہوئی ہے۔ اوس نرم اور ناقابل برداشت
جسم کو اس طریقہ سے بہت اچھی طرح محفوظ کیا گیا تھا۔ اوس کے دونون پاؤن
نہین ہین۔ ساق کی نلیان چمڑے سے نکلی ہوئی ہین۔ اوپر اور نیچے کے چار چار
دانت نکل رہے تھے جس سے یہہ قرار دیا گیا ہے کہ اوسکی دنیاوی عمر اٹھارہ مہینے
سے زیادہ کی نہین ہوگی۔
یہہ پتہ چلتا ہے کہ دونون لاشین ایک ہی خاندان کی ہین۔ اور ان کی تجہیز تکفین

کو مراسم اون کے دوستون اور باقی ماندہ آعزہ کی ہاتھون سے ادا ہوئی ہونگی خیال کیا جاتا ہے
کہ یہہ اوس زمانہ کے ہونگی جب اسپینن نے یہان چڑہائی کی تھی - یا اُس زمانہ سے بھی
پیشتر جب آزٹک لوگ جمع ہوکر ٹالٹک قوم پر حملہ کرتے تھے اور اون کے درمیان جنگ
اور خونریزی ہوا کرتی تھی -

لاشون کے چہرہ کا نقشہ آجکل کے لوگون سے بہت کم مشابہت رکھتا ہی - کھوپڑی
کی ترکیب اور طبعی ساخت آزٹک کی نسل سے ملتی جلتی ہے - گہری بھورے رنگ کے بال
آجکل کے باشندون مین نہین پائے جاتے - چھوٹے چھوٹے ہاتھہ پاؤن ہندوستانیون کے
ایسے ہین اس سے یہہ مقصود نہین ہے کہ قیاساً کوئی قوم قرار دیجائے - بلکہ اس
پیمانے سے یہہ مراد ہے کہ خاص خاص قومون مین کون کون خاص باتین ہوتی
ہین جنسے ایک دوسرے مین تمیز ہو سکے - البتہ ہم اس بات پر توجہہ دلاتے ہین
کہ یہہ لاشین ایشیاٹک قطع کی ہین - اس سے ہم اون مین کوئی رشتہ نہیں ٹھہراتے
مگر اوپر کے بیان کئے ہوئے وجوہ کے اعتبار پر یقیناً ہمارا یہہ خیال ہے کہ یہہ لاشین
ٹالٹک یا آزٹک لوگون کی ہین - جو کپڑہ ان لاشون پر بطور کفن کے پایا جاتا ہے
وہ سوت - بال - چمڑہ - گھاس - اور ویونا می درخت کی چھال سے بنا ہوا ہے - ہر ایک
سوت کا قطر جس سے اوس کپڑے کی بناوٹ ہے ½ میلیمیٹر تک کا ہے
کنارے پر چمڑے کی پٹی پر ویو کی چھال لپیٹ کر گوٹ کے طور پر لگایا ہوا ہے
باوجودیکہ ان کپڑون کی بناوٹ بہت سادی سمجھی گئی ہے یعنی بانے کی سوت
تانے کے اوپر سے جو گئی ہین اُن جالی کے ایسے خانے پڑ گئے ہین پھر بھی

بلا لکٹ چنائی - اور آرائش کے کپڑوں سے بہت بڑی صفت اور دستکاری ظاہر ہوتی ہے جن پر رنگین سوت سے بیل بوٹے بنائے گئے ہیں - گھاس وغیرہ کی چٹائیاں بہت پائیدار ہیں - جانوروں کے چمڑے بھی کپڑوں کیطرح کام میں لائے گئے ہیں -

انسان کی اصل ہمیشہ سے ایک عجیب راز کے طور پر مخفی رہی ہے - بدو فطرت سے ابتک انسانی آفرینش کی نسبت علما نے اپنا خیال ظاہر کیا ہے مگر مشکل یہہ ہے کہ وہ اپنے بیان میں ایک دوسرے سے اکثر مخالف ہیں - اسلئے ایک ایسے شخص کو جو قضا و قدر کے معاملات میں دلچسپی رکھتا ہے بہت دقت ہوتی ہے کہ وہ اپنی رائے میں صحت اور یکسوئی پیدا کر سکے - کیمپبر اور بلومن باچ کے وقت سے ابتک تین طرح کا خیال ہم ذیل میں درج کرتے ہیں جو ہر ایک نے بہت اعلیٰ قابلیت سے ظاہر کیا ہے اُن کی وجہ ثبوت میں دفتر کے دفتر موجود ہیں -

آدمی کی پیدائش

مولو جنٹس - بیان کرتے ہیں کہ آدم اور حوا - ایشیا کے درون میں جہاں پانی کے سیلاب وغیرہ سے کنارے پر کی زمین - کنکر - پتھر اور معدنی چیزیں بہتی جاتی ہیں - اس مقام پر پیدا کئے گئے - اور اسقدر بیان کو انہوں نے آسمانی کتب سے مطابق کر لیا ہے - قدیم ماہران بیان انسان اس اندازہ خیال کو صحیح بتلاتے ہیں - اناٹومی (تشریح الاعضاء) کی رو سے کاکیشین (کوہ قاف کے باشندے) اور اتھیوپی آپیا یا کاکیشین اور ہندوستان کے باشندوں میں کوئی فرق نہیں ہے - بلحاظ کھوپڑی اور بشرہ کے - بہرکیف اناٹومی کے رو سے دونوں میں سب باتیں یکسان ہیں -

یہہ معلوم ہوا کہ بال اور چہرہ کی رنگت آب وہوا اور طرز معاشرت پر موقوف ہے۔ صرف رنگت پر قومیت منحصر نہین ہے۔ اگر انگور کی بیل اندھارے مین لگائی جائے تو اوسکین کوئی رنگ نہ ہوگا۔ اسی طرح بھالو (ریچھ) شمالی ملکون مین سفید ہوتا ہے۔ معتدل اطراف مین بھورا۔ اور خط استوا کے قریب سیاہ۔ باوجودیکہ اناٹومی کی رو سے سب یکسان ہین۔

بہرحال مونوجنسٹس کا یہہ خیال ہے کہ انسان برعکس جانور کے خدا کی خاص اولاد ہے۔

پولی جنسٹس۔ یہہ کہتے ہین کہ انسان کی پیدائش کے خاص خاص اقسام ہین۔ آب وہوا اور انسان کی نسل کے اختلاف کو اوس سے کوئی واسطہ نہین ہے۔ انسانی بیان کے متعلق اور رائین پولی جنسٹس خیال کی وکالت کرتے ہین۔ اس سے گویا موسیٰ کے بیان کی تائید ہوتی ہے۔ یہہ رائین باوجودیکہ ایک دوسرے سے باہم متفق نہین ہین تاہم اُن کو عزت کے ساتھہ مان لینا چاہیئے اسلئے کہ زیادہ تر اس بارہ مین ان لوگون نے عبرانی کلام الہی سے مطابقت کرنے مین کوشش کی ہے۔

ایولیوشن۔ یہہ گویا بالکل انوکھا خیال ہے۔ اس سے اُن دنون کو مطلق دلچسپی نہوگی جو علوم سے بے بہرہ ہین۔ مگر یہہ ایک سچا علم ہے جس سے انسانی تاریخ مرتب ہوسکتی ہے ہمکو کم وبیش زندگی اور تبادلہ صورت سے واقف ہوچکے ہین جیساکہ پانی مین حشرات الارض مائکرس کوپ سے دکھلائی دیتے ہین وہ کئی صورتون مین تبدیل ہوتے ہین۔ اسیطرح اگر گوشت کا ٹکڑا رکھدیا جائے تو وہ بہ اعتبار سردی۔ اور حرارت کے تھوڑے عرصہ مین ایک نئی زندگی سے معمور ہوگا۔

یہہ مراد نہین ہے کہ ایولیوشن خیال کی زیادہ تر تائید کی گئی ہے۔ کیونکہ کارخانہ قدرت مین صورت قبول کرنا۔ آفرینش۔ ساخت۔ جان۔ کی پیدائش غیر خلقی اشیاء سے بالکل ناممکن ہے۔ ایسے انڈے سے جس کا نطفہ نر سے نہ نکلا ہو بچہ پیدا ہونا غیر ممکن ہے۔ اسیطور پر غیر طبعی ذرات کی ترکیب سے جان نہین پیدا ہو سکتی ہے۔

امتداد زمانہ۔ مدامی ترقی۔ اور مختلف قدرتی وجوہ سے انسان حالت موجودہ کو پہونچا ہے۔ انسانی حالت طبعی کمال یا درستی کے آخری درجہ کو پہونچی ہے۔ انسان کی غیر مکمل صورت پر موجودہ ہیئت اوس وقت قایم ہوئی ہے جو اب خود انسان کو بھی نہین معلوم ہے۔ ماہران علم خواص الاشیا اس امر کو پیش کرتے ہین کہ انسان کی غیر مکمل حالت اور بھیڑیے یا گھوڑے مین کوئی فرق نہین ہے جو کہ میکرس کوپ یا بہت باریک تفریق کے ذریعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ نطفہ کی شکل مندرجہ ذیل طور پر یکسان ہوا کرتی ہے۔ کچھوا۔ ۴ ہفتہ۔ مرغ۔ ۴ روز۔ کتا۔ ۴ ہفتہ۔ انسان ۴ ہفتہ علم موجودات اور کیمیا سے اون کی تشخیص اور شناخت ہوتی ہے۔ درحقیقت اس زمانہ کے حکما اس امر کو بہت دعوی سے کہتے ہین کہ انسان دو پایہ نہین ہے بلکہ اوس کی قدرتی رفتار کی قوت کا طریقہ بجائے دو کے چار عضو پر ہے۔

فورامن میگنم کے رو سے یہہ دریافت ہوا کہ انسان کا سر پہلے ریڑہ کی ہڈی سے ہموار تھا یعنے جانورون کے موافق تھا پشت کے نیچے کے حصہ والی مثلث ہڈی اور جانورون کی دمچی مین بہت زیادہ مطابقت ہے۔

انتھنالوجی جس سے انسانی نسل کے درجے قایم ہوتے ہین مونو جنس۔

پولی جنٹس ایولیوشنسٹس - ان تینون کے اصول کو ایک کرنے کی کوشش کرتا ہے۔
اس سے اون سبھون کی قوت تقسیم اور درجہ کی ترتیب ہوتی ہے۔ مندرجہ ذیل فلاسفرون
نے انسانی اقسام اسطرح پر لکھا ہے ڈایری - ۲ - کیور - ۳ - لنایس - ۴ بلومن باخ - ۵ -
بفن - ۶ - پاسکیل - ۷ - اگاسیس - ۸ - یکرنگ - ۱۱ - فریڈرک ملیر - ۱۲ - بوری ڈی سینٹ
ونسینٹ - ۱۵ - انتھروپولی جسٹ مسٹر مارٹن - ۲۲ - کرافورڈ - ۶۰ - برک - ۶۳ - اسیطرح ہر ایک
نے انسان کی مختلف اقسام بتلائی ہین جیسا کہ اوپر اُن کے نام کے مقابل اون کی مجوزہ
انسانی تعداد اقسام لکھی گئی ہین - ان لوگون کا بیان اس امر کی بہت اعلی درجہ کی سند ہے
جسپر دنیا فخر کرتی ہے - یہہ وہ لوگ ہین جنکی شبانہ روز کی جانگاہ محنت اور اعلی قوت
دماغی اس پیچیدہ مسئلہ کے حل کرنے کیلئے مخصوص تھی - ممکن ہے کہ وہ سب اپنے
اصول مین متفق ہو جائین اگر مقابلہ اور مثال کا ایک ہی طریقہ اختیار کرتے مگر مشکل
یہہ ہے کہ ایک شخص جغرافیہ کی رو سے کسی نسل کو ٹھہراتا ہے دوسرا طرز معاشرت
دماغی حالت کے اعتبار پر تیسرا - قد - کھوپری - بشرہ - سے - چوتھا - رنگت کے اعتبار
پر - یہان تک کہ اُن لوگون نے بال کی گوندھاوٹ ہی پر قومیت اور نسل کا امتیاز منحصر
کر دیا ہے - باوجودیکہ بہت غور سے اُن لوگون نے جو اسکی پیچیدگی رفع کرنا چاہی
ہین اپنے اپنے فرق - علامات جمع کئے ہین تاہم انسان کی مختلف اقسام کی تعداد
سے ۶۰ تک بتلاتے ہین -

اگر کوئی تخمینہ کیا ہوا درجہ مان لیا جائے تو بڑے سے بڑے

ایپ (بندر) (۱) اور چھوٹے سے چھوٹے جنگلی آدمی مین کوئی فرق نہین ہے۔ جیسا کہ بڑے سے بڑے اور چھوٹے سے چھوٹے انسان کی موجودہ نسل جو دنیا کے مختلف حصون مین پھیلی ہوئی ہے اون مین کوئی فرق نہین ہے۔ اگرچہ ذلیل جنگلی انسان جانورون سے زیادہ مرجح نہین ہین تاہم وہ انسے فایق تر بھی نہین ہین۔ مثل ایک فیوض (باشندہ ٹیرا ڈیل فیگو) کے جو غار کے اندر ایک جانور کیطرح تر زمین پر پڑا رہتا ہے اور جب بھوک معلوم ہوتی ہے تب باہر آتا ہے۔ سیپ کے اندر کے کیڑے اور پھلون پر اپنی زندگی بسر کرتا ہے۔ بعض اوقات وہ اپنی غذا بدلتے ہین۔ اپنی بوڑھی عورتون کو کھا جاتے ہین۔ اُنکی زبان بالکل مہمل ہے۔

نیو جنیا کے حبشی درختون پر رہتے ہین اور بندرون کیطرح شاخ شاخ پر کودتے پھرتے ہین۔ ہنستے ہین۔ اور چلاتے ہین۔ اور پھل پھول پر ایپ کیطرح زندگی کے دن کاٹتے ہین۔

آلفورز۔ باشندہ سیرام۔ بھی درختون پر پرندون کیطرح رہتے ہین ہر ایک خاندان خواہ وہ حیوانی ہو یا انسانی آپسمین عداوت رکھتے ہین۔ ملاکا۔ کے جنگلی باشندے ایک ایسی قسم کی آواز سے گفتگو کرتے ہین جو چڑیون سے مشابہ ہے۔

ڈیکس۔ (جو ایک جنگلی باشندے ہین) بورنیو کے جنگلی آدمیون کو بندر سمجھ کر مار ڈالتے ہین۔ فیان۔ جو خط استوا کے قریب رہتے ہین۔ مردون کی لاشون کو گاڑ دیتے ہین اور انکو

نوٹ (۱) ایپ دراصل بندر نہین ہے۔ مگر بالکل مشابہ ہے۔ اس کی دم نہین ہوتی۔ دانت آدمی کیطرح ہوتے ہین۔ بندر کیطرح گلپٹر نہین ہوتے۔ اور انسان کی ہر حرکتون کی نقل کرتا ہے۔

کئی روز بعد کھاتے ہیں۔

چین کے شہروں میں چوہے میز پر چننے کیلئے فی درجن پچاس سینٹ(۱) کو فروخت ہوتے ہیں۔

برازیل میں زندہ چیونٹیاں دال اور چاشنی کے ساتھ مصالحہ دار بنا کے کھاتے ہیں۔

اور افریقہ میں چیونٹیوں کو چربی میں شوربہ دار (اسٹو) بناتے ہیں۔

ایسٹ انڈین چیونٹیوں کو مٹی میں بھرکے دھوتے ہیں اور نوش جان فرماتے ہیں۔

سینڈوچ کے لوگ زندہ چھینگا کھاتے ہیں۔ بلکہ شہد کی مکھیاں بھی سیام میں

چیونٹیوں کے انڈوں کا سالن بہت قیمتی دسترخوان سمجھا جاتا ہے۔

ویسٹ انڈین کے حبشی ابلے ہوئے سانپ اور چربی میں تلی ہوئی کیڑے کھاتے ہیں۔

باشندگان بحرالکاہل (یعنے بحرالکاہل کے کنارے کے باشندے) چھپکلی اور اس کے

انڈوں کو خوشگوار سمجھتے ہیں۔

نیو کالیڈونیا۔ ابلے ہوئے مکڑیوں کو تغذیہ طبع کے طور پر کھاتے ہیں۔

اوبی شینیا جو ایک بہت پست قد قوم ہے اور ڈوکوز کہلاتی ہے اپنے ناخن

کرگس کے چنگال کیطرح بڑھاتے ہیں۔ اوس سے وہ چیونٹیاں کھود کر نکالتے ہیں۔

اور سانپ کا گوشت پارچہ پارچہ کرتے ہیں۔ اور مزا یہ ہے کہ یہ دونوں خداداد

نعمتیں کچی کھاتے ہیں۔

بوسجیس میں۔ قریب قریب کوئی قوم اس خونخوار اور وحشتناک قوم کی

نوٹ (۱) سینٹ ایک قسم کا سکہ ہوتا ہے جو صرف تانبہ یا تانبہ اور چاندی سے مرکب

ہوتا ہے اور اس کی قیمت بحساب ایک سینٹ برابر ایک ڈالر۔

برابری نہین کرسکتی ہے۔ جو اپنی اعلی درجہ کی لذیذ غذا۔ کیڑے۔ گوبڑوریچیونٹی کو سمجھتے ہین۔ اُن کو ہرگز تسکین نہین ہوتی جبتک وحشی جانورون کے ساتھہ ہرن یا بھینس کے بھڑے ہوئے گوشت کو نہ کھائین۔

یا سپاریکو۔ قوم کی زبان انتہا درجہ کو مہمل اور بے ترتیب ہوتی ہے۔ جڑ و نپ۔ جھنگر اور کھٹملون پر اپنی زندگی بسر کرتا ہے۔ ۱۵۔ وکٹوریہ۔ کے اصلی باشندے درختون کی جڑ۔ قند۔ قدرتی۔ اور سینڈ کون پر۔ اپنی زندگی بسر کرتے ہین۔ یہہ لوگ کبھی کبھی تھوار بھی کرتے ہین۔ جسمین وہ پہلا بچہ پیدا ہوتا ہے اوسے ہلاک کرکے بھونتے ہین۔ والدین اور احباب جمع ہوکر بہت خوشی سے کھاتے ہین۔ ۱۸۷۵ء مین مڈیون کی دیا بحرالکاہل کے ساحل پر ہوئی تھی۔ عبادت کے ساتھہ شکر گذاری کا موقع ڈگر انڈیاڈ قوم کو ملا۔ جنہون نے بڑے بڑے گڑھے کھودی اور اُن مڈیون سے اُن کو بھرا۔ جب وہ مرگئین تو ناون دستہ سے اُن کو سفوف کرکے آیندہ موسم کیلئے غذا کا ذخیرہ جمع کیا۔ جو اُن کی کئی برس تک کام آیا۔

رشین (یعنے روسی) گوبھی کا عرق خمیر دیکر بجائے شربت کے استعمال کرتے ہین۔ اوس کو۔ کواس کہتے ہین۔ اُس کا ذایقہ اوس مکسچر کیطرح ہوتا ہے جو مچھلی اور صابن کے دھونے سے پیدا ہوتا ہے۔

بیر شراب سے دوم درجہ کا ہوتا ہے۔ وہان کے زیادہ مہذب لوگ اس عرق کو بہ نسبت اور شرابون کے زیادہ استعمال کرتے ہین۔

چین کے لوگ ریشمی کیڑے کے گھر کو کھاتے ہین۔

مکسکو مین طوطے کھائے جاتے ہین۔

آجنٹائن - جہان پبلک گورنمنٹ ہی اسکنک (۱) نامی جانور بیز کیلئے بہت تلاش کئے جاتے ہین -

افریقہ کے جھاڑیون مین رہنے والے - مکڑیون کو بہت شوق سے کھاتے ہین -

آنڈیمر - نہایت ہولناک یا مُردار زیورات جو انسانون مین بہ اعتبار تہذیب کے اعلی درجہ کے سامان آرایش سمجھے جاتے ہین - اِن سے بڑہ کر اور کسی مین نہ پکے گئے ہونگے - یہہ لوگ کھوپڑیون کے ہار گلے مین پہنتے ہین - یہہ انسانی نسل ہے جو ننگی گردن کو اپنے بھائیون کی سرون سے زیب و زینت دیتے ہین -

باناکس - فربہہ گوشت کے مچھے بہت زیادہ صنعت سے ناک مین لٹکاتے ہین -

درحقیقت ہم اپنے اباو اجداد پر بہت ذلت کے ساتھہ نظر ڈالتے ہین جو خونخوار اور آدم خور تھے - پنجرل قوتون کے علاوہ حقیر طور پر جانفشانی کا طریقہ قایم رکھتے تھے - برہنہ بدنون سے جنگلی جانورون کا مقابلہ کرتے تھے -

ہاٹن ٹاٹ (۲) - یہہ قوم بھی قابل توجہہ ہے جنکے بدن پر بال کے جھنڈ ہوا کرتے ہین اور بیچ مین جگہہ خالی رہتی ہے - یہہ لوگ بھوکہہ کے پُتلے ہین - نور ینو کے جنگلی آرینگا کے ینگرو - سوتنار کے بٹیاز - جیسو کے وحشی - وہائٹ نایل کے ہایکنس

نوٹ (۱) یہہ جانور اون جانورون سے مشابہہ ہی جو ویزل کے نام سے مشہور ہین اس جانور کے پاخانہ کے مقام پر دو غدود ہوتے ہین جنمین بدبودار شراب ہوتی ہے -

نوٹ (۲) باشندہ جنوبی افریقہ کی زبان پر ہاٹ اور ٹاٹ کے الفاظ بہت آتے ہین اوس مقام کا نام وہان کی زبان مین کوا سے -

ایسٹ انڈیا کے قدیم باشندے۔ فرانس اور سپین کے کیگیئس۔ یہہ لوگ باوجود نئے ہیٹ اور دہشت آمیز کی مدت مدید تک زندہ رہتے ہین۔ اور غالباً کاکیشین سے بھی زیادہ ان کی عمر ہوتی ہے ڈارون کا بیان ہے کہ وہ آرام اور خوشی کا پورا حصہ حاصل کرتے ہین (خواہ وہ کسی قسم کا ہو) جن پر زندگی کا دارومدار ہے۔

دنیا کے مختلف حصون پر انسان کی بہت سی قسمین ہین۔ وہ اپنی بنیاد یا اصلیت کی نسبت یا تو توجہہ نہین کرتے یا اون کو اس کا علم صحیح نہین ہے۔

ساموز۔ یہہ یقین کرتے ہین کہ شیر ببر کی وجہہ سے انسانی خلقت قایم ہے۔

ٹیگالیز۔ یہہ یقین کرتے ہین کہ چاند و سورج کی وجہہ سے دنیا کا وجود ہوا ہے۔ بحرالکاہل کے ساحل پر باشندے یہہ یقین کرتے ہین کہ ایپ نامی جانور جس کا پہلے ذکر ہوا ان کی پہلی پشت ہے۔

میانسٹی (پیدنی) اس بات کو ایک زمانہ دراز سے تسلیم کرتے آئے ہین۔ وہ چین جو اپنی پیدایش کی تاریخ پر فخر کرتا ہے اور وہ تاریخ بہ نسبت ہمارے کئی ہزار برس پیشتر سے ہے۔

اہل تبت۔ اور افریقہ کے لوگ بھی ایپ کو اپنی اصل بنیاد قرار دیتے ہین۔ اب ہم پھر ایولیوشن کے تسلیم کرنے پر مجبور ہین اس درجہ تک جہان بیان کیا گیا ہے کہ انسان زمانہ دراز کے گذرنے کی وجہہ سے رفتہ رفتہ صورت موجودہ تک ترقی کر گیا ہے۔ پروفیسر لی کونٹ کہتے ہین کہ مین یقین کرتا ہون کہ آدمی کی روح حیوانون کی عمدہ روح سے پیدا ہوئی ہے اور زندگی کی قوتون سے ملکر کمترین صورتون مین ظاہر ہوئی ہے۔ پھر فطرت کی کیمیائی اور طبعی خاصیتون سے بتدریج اس صورت میں

آئی ہے۔ یعنے اب روح نے انسان کے ساتھ حیات ابدی کی حالت قبول کیا ہے جو ہر ایک کی شخصی تاریخ مین کسی عمر کی قابلیت پیدا کرتی ہے۔ مندرجہ ذیل ایک عجیب مثال ہے۔

سالامنڈر (۱) کا بچہ انڈے سے نکال کر پانی مین رکھا جائے جو نہ بہت سرد ہو نہ بہت گرم۔ اوس مین اکسیجن پوری طور پر پہونچائی جائے اور غذا چھوٹے چھوٹے پانی کے جانورون کیطرح بہم پہونچائی جائے۔ تو اوسکی ذاتی حالت اور اعضا مین ایک عظیم تبدیلی پیدا ہوگی۔ وہ بچہ اوس آکسیجن کو جو پانی مین بند ہوجاتی ہے سانس کے ساتھ کھینچیگا۔ چونکہ وہ اپنے ماں باپ کیطرح پھیپھڑے سے سانس کھینچ سکتا۔ اسلئے اوس بچہ کے نامکمل پھیپھڑے ہنوز کوئی تبدیلی اختیار نہین کرتے۔ مگر اون کے سر کے دونون پہلو مین چھوٹے چھوٹے گلپھڑے پیدا ہوجاتے ہین۔ اور یہہ سانس لینے کی وجہ سے روز بروز بڑھتے جاتے ہین اسلئے اوسکو تیرنیکی ضرورت واقع ہوتی ہے برعکس اپنے ماں باپ کے جو خشکی مین رینگتے پھرتے ہین۔ اوسکے پاؤن کے چارون سرے ویسی ہی رہ جاتے ہین جیسا اون کا آغاز ہوتا ہے پھر اوس کو ایک مضبوط سکان کی ضرورت پیش ہوتی ہے۔ یہہ تیرنے کا بنیادی

نوٹ (۱) سائنٹفک امریکن مین اس جانور کے نسبت ایک آرٹکل ہو تصویر کے چھپا تھا یہہ جانور چھپکلی کے مشابہ مگر اوس سے بڑا ہوتا ہے۔ اسکے نسبت یہہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس کو آگ سے بہت رغبت ہوتی ہے اور آگ مین کود پڑتا ہے جب اسکے اعضا جلنے لگتے ہین اور آگ سے الگ کر دیا جائے تو چند روز مین اوسکے اعضا پھر پیدا ہوجاتے ہین۔

ایک اور ضرورت پیدا کرتا ہے۔ غرضکہ اسیطرح اس جانور میں پورے طور پر نئے نئے اعضا پیدا ہو جاتے ہیں۔ جو اوس کے ماں باپ میں نہیں ہوتے۔

یہہ ایک آسان آزمایش ہے جسکو ہر شخص تھوڑی سی تکلیف اوٹھاکر کر سکتا ہے۔ اس سے یہہ کہنا چاہیئے کہ فی الحقیقت ایک نیا جانور پیدا ہوا۔ یہہ امر اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک نیا جاندار غیر معمولی اعضا کا پیدا کیا جا سکتا ہے۔ اس کا خلاصہ دوسرے لفظوں میں یوں کہنا چاہیئے کہ اپولیوشن (تبادلہ صورت) بہت صاف اور آسان ہے۔

سیچرائن (یا) شکر کا قایمقام

اجکل خانگی کامون مین بجائے شکر کے سیچرائن کا استعمال آزمایش کے طور پر کیا جاتا ہے یہہ شئے گرم پانی مین بھی نہین گلتی ہے۔ ایسے نسخہ جات سے بھی مدد لیگئی جو اور چیزون کو گلا دیتی ہین مگر مشکل پایا گیا۔ یہی وقت ان سبھونکو پیش ہوئی جنھون نے اس کے استعمال کی کوشش کی تھی۔ اس چیز مین مطلق بو نہین ہے۔ اور یہہ وجوہ شکر کے طور پر مٹھاس موجود ہے یہہ مناسب سمجھا گیا کہ اوس کا شربت اس مقدار مین بنایا جائے کہ ایک چمچہ شربت ایک پیالی کو کافی ہو۔ یہہ چیز کل نباتات مین اور چند جانورون مین جوہر کے طور پر سفید دانے دار ہوتی ہے اوس مین گوند بھی مرکب ہی اس کا کئی طرحپر استعمال کیا گیا۔ لیمونیڈ اور مختلف طرح کی مٹھائیون مین اسکی آزمایش کی گئی۔ سب حالتون مین مٹھاس موجود تھی۔ مگر تجربہ سے یہہ بھی معلوم ہوا کہ صرف ترشی پر یہہ زیادہ موثر ہوئی۔

اب اس امر کی اور زیادہ تصدیق ہوئی کہ شکر مین صرف مٹھاس ہی نہین ہے بلکہ اوسمین ایسی قوت بھی ہے کہ جس چیز کو وہ میٹھا کرتی ہے اوس کی خوشبو کو بھی پھیلاتی ہے برعکس اس کے سیچرائن جس چیز مین شامل کیجاتی ہے اوس کی بو باس نیست و نابود ہوجاتی ہے۔ جو غذا کیلئے بہت مضر ہے۔ اس باب پر بھی توجہہ دلائی گئی کہ شکر مین غذائیت ہی اور اوس مین نہین۔ سیچرائن انسان کے جسم سے بغیر ہضم ہوئے کسی تبدیلی کے بخصہ خارج ہوجاتی ہے۔ اس سے بدن کی پرورش نہین ہوسکتی کتنی ہی ازراہ کیون نہو گو بجاے شکر کے غذا مین اس کا استعمال نامناسب ہے البتہ یہہ شئے

ان لوگون کیلئے کارآمد ہوسکتی ہے جو امراض بول مین مبتلا ہین یا جنکے مثانہ اور گردہ مین کوئی نقص ہوا اور اطبا نے شکر سے ممانعت کی ہو۔ وہ بھی کم مقدار مین۔ بالخصوص اون کیلئے نعمت ہی جنکے دانت کھٹے ہوتے ہین۔ کثرت استعمال بالکل نامناسب ہی۔ اُس کی اندرونی خاصیت سے ابھی تک بہت زیادہ واقفیت نہین ہے۔ تجربہ سے یہہ بھی معلوم ہوا کہ اُس سے آنتون مین تشنج پیدا ہوتا ہے۔ ابھی تک جوش خون نہین دیکھا گیا ہے مگر ہم دیکھتے ہین کہ کثرت استعمال سے یہہ بھی ممکن ہے۔

میٹھی غذا صرف ذائقہ کیلئے اختیار کیگئی ہے۔ معمولی جانچ سے یہہ بھی معلوم ہوا کہ زبان میٹھاس کے علاوہ اور طرح کے ذایقون کی بہت جلد عادی ہوجاتی ہے۔ ہم سیچرائن کو بہت کم مقدار مین استعمال کی اجازت دینگے بالخصوص جب کسی چیز کی ترشی کم کرنا ہو۔

ہم یقین کرتے ہین کہ وہ دن بہت قریب ہے سیچرائن بہت کم قیمت پر فروخت کیا جائیگا اور عوام سے دغابازی کرکے دوکان دار شکر مین ایسے شامل کرینگے جو صحت کیلئے بہت زیادہ مضر ہے۔ شکر سے تفریق کرنے کا نتیجہ بھی دریافت ہوگیا ہے

ستارونکی ترتیب ماہ دسمبر سنہ ۱۸۸۸ عیسوی

وینس (زہرہ)

یہہ ایک شام کا ستارہ ہی جب یہہ مشرق کو چلتا رہتا ہے تو اس کی روشنی اور جسم مین افزایش ہوتی رہتی ہے۔ اس طور پر کہ اگر یکدفعہ اوسے دیکھو اور تھوڑی دیر کے بعد پھر دیکھو تو بہ نسبت پہلے مرتبہ کے روشنی اور جسامت مین بڑا پاؤگے جیساکہ وہ اپنے نام سے موسوم ہے۔ بہ نسبت اور ستارون کے اوسمین زیادہ چمک دمک ہوتی ہے۔ ۱ تاریخ کو یہہ شام کیوقت ماہتاب سے قریب تھا۔ نئے چاند اور ستارہ سے جنوب و مغرب کا گوشہ ایک دلچسپ آسمانی مربع تھا۔ آخر ماہ مین یہہ ستارہ بہ نسبت آفتاب کے ۳ گھنٹہ سے زیادہ غروب رہا۔ زہرہ پہلی تاریخ کی شام کو ۷ بجکے ۴۶ منٹ پر۔ اور ۳۱ تاریخ کی ۷ بجے ۵۵ منٹ پر غروب ہوا۔ پہلی تاریخ کو اس کا قطر ۱۰ انچ ۱۲ ڈسمل تھا۔ مقام برج قوس ہے۔

سیٹرن (زحل)

یہہ صبح کا ستارہ ہے۔ ماہواری تواریخ مین اس کا درجہ دوسرا ہی۔ اسلیے کہ آخر ماہ مین وینس کے مغرب مین غروب ہونے کے ۲ گھنٹہ پیشتر پورب مین اگتا ہے یعنے طلوع ہوتا ہی پہلی تاریخ کو یہہ ستارہ ریگولس سے شمال و مغرب کے گوشہ پر ۷ ڈگری کے فصل پر ہوتا ہی ریگولس کے قربت سے اس کی شناخت ہوتی ہے۔ پہلی تاریخ شام کو ۹ بجے ۴۴ منٹ پر طلوع ہوتا ہے اور پھر ۳۱ تاریخ شام کو ۷ بجے ۱۴ منٹ پر طلوع ہوتا ہے۔

پہلی تاریخ کو اس کا قطر ۱۸ انچ ۸ ڈسمل تھا۔ مقام برج اسد ہے

مارس (مریخ)

یہہ شام کا ستارہ وینس اور اس کے درمیان کا فصل کم ہوتا جاتا ہے۔ مہینے میں اس کی ترقی کی بہت دلچسپ علامت ہے۔ ان دونوں میں پہلی تاریخ ۱۵ ڈگری کا بعد تھا۔ اور ۳۱ کو صرف ایک ڈگری۔ اس کی روشنی سرخ اور تاریک ہوتی ہے۔ وینس سے شمال و مغرب کیجانب ہوتا ہے ۲ تاریخ کی شام کو چاند سے بہت قریب تھا۔ پہلی تاریخ کی شام کو ۷ بجے ۵۹ منٹ پر غروب ہوتا ہے اور ۳۱ تاریخ کی شام کو ۸ بجے ایک منٹ پر غروب ہوتا ہے۔ پہلی تاریخ کو اس کا قطر ۵ انچ ۲ ڈسمل تھا۔ مقام برج جدی ہے۔

نیپچون (ماہتاب)

یہہ شام کا ستارہ ہے اور ایسے موقع پر ہے کہ دوربین سے بخوبی نظر آتا ہے ثریا کے جنوب و مغرب کے گوشہ پر پایا جاتا ہے۔ یہہ ستارہ پہلی تاریخ کی صبح کو ۴ بجکر ۱۲ منٹ پر غروب ہوتا ہے اور ۳۱ کو ۴ بجے ۱۵ منٹ پر غروب ہوتا ہے۔ اس کا قطر پہلی تاریخ کو ۲ انچ ۶ ڈسمل تھا مقام برج ثور میں ہے۔

یورانس (آفتاب)

یہہ ایک صبح کا تارہ ہے۔ دوربین کے ذریعہ سے اسپکا کے اوتر ۳ ڈگری کے فاصلے پر پایا جاتا ہے پہلی کی صبح کو ۲ بجے ۴۵ منٹ پر طلوع ہوتا ہے۔ اور ۳۱ کو ایک بجے ۲ منٹ پر طلوع ہوتا ہے پہلی کو اس کا قطر ۳ انچ ۴ ڈسمل تھا۔ مقام برج سنبلہ میں ہے۔

مرکیوری (عطارد)

یہہ ایک صبح کا ستارہ ہے۔ ۲۸ تاریخ کے بعد آفتاب کے قریب تھا۔ اور اپنا درجہ شام کے

ستارون مین قایم کرتا ہے۔ پہلی تاریخ صبح کو ۵ بجے ۵۰ منٹ پر طلوع ہوا تھا۔ ۳۱ کی شام کو ۶ بجے ۳۱ منٹ پر غروب ہوا تھا۔ پہلی کو اس کا قطر ۱ انچ ۲ ڈسمل تھا مقام برج میزان ہے۔

جوپیٹر (مشتری)

۸ تاریخ تک شام کا ستارہ ہے اوس کے بعد صبح مین حصہ لیتا ہے۔ ۸ تاریخ کو آفتاب سے اسقدر قریب ہو جاتا ہے اور اس کی شعاع مین اسقدر چھپ جاتا ہے کہ اوس کی نسبت کوئی حساب نہین لگایا جا سکتا۔ پہلی کی شام کو ۶ بجے ۴۸ منٹ پر غروب ہوتا ہے اور ۳۱ کی صبح کو ۶ بجے ۸ منٹ پر طلوع ہوتا ہے۔ پہلی کو اس کا قطر ۳۰-۱ انچ ہے۔ مقام برج عقرب تھا۔

آخر ماہ مین عطارد۔ زہرہ۔ مریخ۔ ماہتاب۔ شام کے سیارے تھے۔ مشتری آفتاب اور زحل۔ صبح کے ستارے تھے۔

بار تھیلیمی تھیمانیر

موجد سیونگ میشن

یہہ عجیب بات ہے کہ آج کل جو لوگ سینے والی کل استعمال کرتے ہین اون سے اس سوال کے ٹھیک جواب ملنے کی امید نہین کیجا سکتی۔ کہ وہ کسکی ایجاد ہے۔ البتہ وہ یہہ ناکافی جواب دیسکتے ہین کہ امریکہ کے باشندی اس کے موجد ہین اسلئے کہ ان لوگون کو ایک طور پر الیاز ناو کی تصویر اور ٹرائیس (۲) جو سینگر سیونگ مشن کمپنی کا نشان ہے دیکھنے سے یہہ یقین کرنے کی وجہہ ہے کہ امریکہ والون نے ایسی ایجاد کیا ہے۔

لیکن دراصل یہہ جواب صحیح نہین ہے۔ بیشک امریکہ کے لوگون نے ۳۰ برس سے اس آلہ مین بہت کچھہ ترقی کی ہے۔ اور اب آپ جو اوسے یہہ وجوہ مکمل دیکھتے ہین یہہ اونہین کیوجہہ سے ہے۔ مگر وہ اس کے موجد نہین ہین۔

ابھی تھوڑا زمانہ گذرا ہے ۱۸۳۰ء مین ایک آدمی جو معمولی درزی تھا اور جس نے اس آلہ کو ایجاد کیا پایا گیا۔ جسنے اپنے پیشہ کا کام مسلسل دھاگے سے شروع کیا جس سے سوئی کپڑے کے آر پار بھی نہین ہوتی تھی۔

یہہ شخص نہ امریکن تھا نہ انگلش مین بلکہ فرنچ تھا جس کا نام زیب عنوان ہے اس مین شک نہین کہ انگلستان اور امریکہ کے باشندون نے ہزارون ایجادین کی ہین جنکی تسلیم کرتے ہین بمقابلہ اس سادہ فرنچ موجد کے ہمکو کوئی تامل نہین ہے جسنے اپنی کو زندگی بھر اسی مین مصروف رکھا اس آلہ کے ایجاد کی مسرت

اور اُس کی تیاری۔ اور اُس کی غایت یعنے روزمرہ کے کام مین تسہیل بہت سے کارخانہ والون مثلاً ایسا زہاو۔ سینگر۔ وہیلر ولسن کے فائدہ کثیر کا باعث ہوا۔

یہہ شخص لیبانس کے ایک رنگ ساز کا لڑکا تھا اور ۱۸۱۹ء مین آربریزل (پرون) مین پیدا ہوا تھا۔ اُسنے کچھہ دنون سینٹ جین کے مدرسہ مین تعلیم پائی اُس کے بعد اپنے ذاتی کاروبار مین مشغول ہوا۔ اس نے اپنی پیشی کا کام اپنی پانچ برس شروع کیا جہان اوس نے پرورش بھی پائی تھی۔ اُس کو عورتون کا موزون پر چکن سازی کرتے ہوئے دیکھنے کا اکثر اتفاق ہوتا تھا جو تراری کے سوداگرون کے لئے طیار کئے جاتے تھے۔

اس طور پر اس شخص کا خیال اس طرف رجوع ہوا کہ ایسا آلہ بنایا جاے جس سے سلائی اور چکن دوزی کے کام مین آسانی پیدا ہو۔

۱۸۲۹ء مین یہہ شخص سینٹ اٹین کو چلا گیا اور کچھہ دنون تک اپنے پیشہ کو جو وہان جو اوس کی معاش کا ذریعہ تھا اور جس سے اوس کے بال بچون کی پرورش ہوتی تھی اس عرصہ مین وہ ایک خاموش کوٹھری مین بیٹھا رہا اور مختلف علوم و فنون کی آزمایش جاری رکھی جسپر اوس کے دوست جو اُس کی اصلی غرض سے ناواقف تھے اوسے بیوقوف اور مخبوط سمجھتے تھے۔

آخر کار ۱۸۳۱ء مین چار برس کی سخت اور متواتر جانفشانی کے بعد اوس نے اپنا آزمایشی کام تمام کیا۔

اُسنے اپنا قصد مصمم کیا اور ۱۸۳۲ء مین ایک درخواست بغرض حصول اجازت

جاری کرنے زنجیرے دار تا نکے والی مشن کے گدزانی۔

اس کو مسٹر بیونیر جو کان کے سپروائزر تھے اپنے ہمراہ پیرس لیگئے جس کو اس بیش قیمت ایجاد سے خاص طرح کی دلچسپی تھی۔

۱۸۳۱ء مین جرمن پٹینٹ کمپنی نے اسے اپنا شریک کرکے کارخانے کا منیجر مقرر کیا۔ اسنے پیرس کی سیورس اسٹریٹ پر ایک دوکان کھولی جسمین مشن سے کام ہوتا تھا۔ اور فوجی کپڑے سئے جاتے تھے۔ اس کے ماتحت کاریگر اس غیر مانوس طریقہ کار روائی اور اس انوکھی مشن کے گویا دشمن تھے۔ کبھی کبھی دیدہ ودانستہ مشن کو توڑ ڈالتے تھے جسطرح سون ندی پر خلاصیون نے مارکویس ڈی جفرائز کی اسٹیم بوٹ کو توڑ ڈالا تھا۔ اسی طرح ہمارے تیماکنیر کی مشن بھی اور نئی مشنون کیطرح خرابی مین پڑگئی۔ اسلئے اس کو وہان سے بھاگنا پڑا۔ تھوڑے ہی دنون کے بعد مسٹر بیونیر کے انتقال کیوجہ سے جو اس کے سرپرست تھے جرمن پٹینٹ کمپنی سے بھی اس کی شراکت ختم ہوگئی۔

۱۸۳۴ء مین یہہ شخص اپیلی پالیس کو واپس آیا۔

۱۸۳۴ء مین پھر پیرس گیا اور معمولی مسافرون کیطرح اپنی مشن کو بھی اپنے ساتھ رکھتا تھا اور کچھ نہ کچھ اس مین ترقی کی کوشش کرتا رہتا تھا۔

۱۸۳۶ء مین یہہ شخص تنگدستی اور افلاس سے بہت مجبور ہوا اور ایک مرتبہ پھر اپیلی پالس جانا چاہا۔ یہہ سفر مجبوری سے اوسے بیدل طے کرنا پڑا۔ اوسپر مصیبت کہ مشن بھی پیٹھ پر لادے رہنا پڑتا تھا۔ زاد سفر گویا اس مشن کی تمام

بہم پہونچتا تھا۔ اس نے اسپلی پالس مین کئی ایک مشن طیار کئے جو بہت مشکل سے اوس طرف فروخت ہوسکین

۱۸۴۵ء مین اس شخص کی مشن ایک منٹ مین دو سو ٹانکے نکالتی تھی۔ بعدازان اوس نے مسٹر میگنن سے شراکت کی اور والتھم مین کئی مشن طیار کئے جسکو تمسخرانہ نرخ سے فی مشن بحساب ۱۵۰ فرینک فروخت کیا۔ ۱۵ اگست ۱۸۴۶ء کو مسٹر میگنن کے ہمراہ کچھ اور ترقی کے ساتھ اجازت (پٹینٹ) کی درخواست دی۔ اور مشن کا نام کو سو بہ دو پیر رکھا۔ انگریزی اجازت (پٹینٹ) کی درخواست ۹ فروری ۱۸۴۶ء کو گذری تھی۔

اس مشن کو اوس نے بجائے لکڑی کے دھات کا بنایا۔ ۱۸۴۸ء مین سلطنت کے انقلاب نے تیمانیر کے کاروبار کو بند کر دیا۔ وہ انگلینڈ کو روانہ ہوا اور اپنا حق ایجاد سیلیجر کی ایک کمپنی کے ہاتھ بیچ ڈالا۔

۱۸۵۱ء کے لندن اگزیبیشن (نمایش) مین بدقسمتی سے تیمانیر کی مشن کمشنروں کے ملاحظہ کو طیار نہ تھی۔ امریکن لوگون نے اپنی ترقی دی ہوئی اور الیاس ہاؤ کی دوٹانکی مشن پیش کی پیشتر سے ۱۸۳۲ء مین تیمانیر نے اس قسم کی مشن بنائی تھی جو امریکن لوگون نے نمایش مین پیش کی تھی۔ ۱۸۵۶ء تک وہ برابر اوس مین کچھ نہ کچھ ترقی ہی کرتا رہا۔

۳۰ برس کے سخت افلاس اور محنت کی تکلیف سے وہ بدنصیب موجد ۱۵ اگست ۱۸۵۶ء مین مرگیا۔ اور اپنی مفلسی کا مرثیہ پڑھنے کو ایک بیوہ اور کئی بچے چھوڑ گیا۔

۱۸۲۶ء و ۱۸۳۶ء مین فرنچ گورنمنٹ نے انڈسٹریل سائنس سوسیٹی کی سفارش پر اس غریب بیوہ کی بقیہ زندگی کے لئے روپیہ سے مدد کی۔ ۹ اگست ۱۸۶۲ء مین

مین قصہ کر گئی۔

۱۸۵۵ء مین جو پیرس مین نمایش ہوئی اوس کے بورڈ آف کمشنرون نے تیمانیر کی مشن کے نسبت یہہ لکھا۔

تیمانیر کی مشن صریحاً پہلے بنی ہے اور حال کی کل مشن اوسے دیکھکر بنائی گئی ہین چونکہ آخر وقت مین تیمانیر میگنن کا شریک تھا اسلیے وہ پینٹنٹ دونون کے نام رہا۔ بورڈ آف کمشنرنے تیمانیر میگنن کے کو سو برڈیر کو اول درجہ کا تمغہ عطا کیا جیساکہ یہہ مشن اس انعام کا مستحق تھا۔ اسلیے کہ ۱۸۵۵ء والی مشن (کو سو برو ڈیر) ۱۸۳۳ء والی مشن سے زیادہ ترقی پر پہونچی تھی۔ جو لکڑی کی بنی ہوئی تھی۔ اور ایک رسی کے ذریعہ سے چلائی جاتی تھی۔ اور جس کی ایک گردش مین ایک ٹانکا نکلتا تھا۔

ایشیائے کوچک

(متعلقہ مذہب حکومت اور اخلاق از لندن ٹیمز)

جہان کہین حکومت استنبول کو براہ راست تعلق ہے وہان کے نسبت یہہ کہنا کہ رشوت۔ فریب اور ہر ایک برے کام کا وجود ہے مشکل سے مبالغہ کہا جائیگا اور اناطولیہ کی عمدہ طرز حکومت بادی النظر مین ناقابل فہم ہوگی۔

تاہم واقعات ظاہر طور سے بیان کر رہے ہین کہ اس وسیع ملک مین جہان مختلف الاقوام کثیر آبادی ہے جان اور مال محفوظ ہین۔ جرایم برائے نام کبھی کبھی۔ کاشتکارون پر زیادہ محصول ہے اور نہ کسی طرح مظلوم کہے جاسکتے ہین۔ بلکہ بظاہر سب کے سب نہایت خوش ہین۔ اور بادشاہ پر جان مال فدا کرنے کو تیار۔ اگرچہ انہون نے کبھی اپنے پادشاہ کو آنکھ سے بھی نہین دیکھا جسکے لئے بلا اجرت یکمشت جنگ کرتے اور خون کی ندیان بہاتے رہے۔ پولیس مستعد اور کارگذار ہے اور مذہبی معیتین خواب مین بھی نہین نظر آتین۔ اندرونی انتظام ہر ایک مسلم اور قوم کا مکمل ہے۔ عدالتی انصاف بھی ایسا گران قیمت نہین ہے جس طرح بہت سے مغربی ملکون مین۔ کل گورنمنٹ عثمانیہ جسطرح استنبول کی بدعنوانیون کی جواب دہ ہے اسیطرح اناطولیہ کی خوشحال اسلوبی و خوش انتظامی کی تعریف کی مستحق ہے۔ کل باتون کا انحصار پاشا پر ہے اور اگر پاشا خراب ہے جیسا کہ اکثر

فرض کیا جاتا ہے حالانکہ اتفاقیہ کوئی ایسا ہوتا ہے تب بھی بجز فائدہ کے
مروجہ طریقہ حکومت سے کچھ نقصان نہیں ہوتا۔ کاشتکارون پر محصول کی
زیادتی نہیں ہوتی صوبون کی شکایتون کی استنبول مین سماعت ہوتی ہے
پاشا کے پاس کوئی مسلح دستہ فوج وغیرہ کا نہیں رہتا صرف چند ضابطیہ
رہتے ہین وہ خوب جانتے ہین کہ اگر کسی قسم کا فساد یا کوئی امر مخل امن
واقع ہوا تو جو حقوق اور بالائی آمدنی سرکاری مجھکو ملتی ہے وہ جاتی رہیگی
اور دوسرون کو بہت فائدہ ہوگا چنانچہ بجز قسطنطنیہ اور سمرنا کے ترکی سپاہی
مشکل سے نظر آتے ہین پاشاہ کا ذاتی خرچ بھی بہت کم ہوتا ہے چنانچہ صرف قہوہ سگارٹ اور خرچ حرم کی ضرورت
ہوتی ہے۔ یہہ خفیف محصول جو پاشا اور سنٹرل گورنمنٹ اور چند اور متعلقین
کیلئے کافی ہوتا ہے صرف اسلئے ہے کہ گورنمنٹ ٹرکی شاہی مالی ذمہ داریون
کو پوری نہین کرتی اور قرض نہین ادا کرتی اگر وہ کفالت خرچ متوسطین سے
دست بردار ہو تو کل کام پورے طور سے ہون۔ اگر خود پاشا منصف مزاج
اور روشن خیال آدمی ہے جیسطرح سعید متعینہ صوبہ کونیہ یا سخت پابند ضابطہ
مثل متصرف صوبہ ادالیا کے جو باشندہ کوہ قاف ہے تو کوئی شخص رومی ہاتھی
سے زیادہ خوشس دوسری جگہ نہین رہ سکتا۔ گورنر کی نظر چارون طرف
رہتی ہے وہ اپنے ملازمون پر پورا اختیار رکھتا ہے۔ متصرف۔ قایمقام۔ مدیر
اور کل رؤسا ادنی عہدہ دار اپنے افسرون کے ارشادات و ہدایت کے موافق
چلتے ہین اور ساتھی ہی ذرا سی دیر مین وہ لوگون کو سخت سزا دیجاتی ہے۔ جو فائدہ

سلطنت ہے بالکل خود مختاری سمرو کی زمانے مین انہین کاشتکارون کے آبا و اجداد پر ہوتی تھی آج بھی اوسی طریقہ سے جاری ہے۔ قدیم رومیون اور ترکیون کے طریقہ مین توحد بہت ہے چنانچہ ہم دیکھتے ہین کہ ایک ہی قسم کی خود مختاری۔ ایک ہی قسم کا مرکزی روک تمام اونی عہدہ دارون پر۔ اندرونی انتظامات اضلاع مین ایک ہی طرح فوجی سپاہیون کی عدم موجودگی۔ جزئیات زندگی پر ایک ہی طرح والدین کی رہنمائی اور قیصر (یعنے بادشاہ) سے ایک ہی طریقہ پر مرافعہ (اپیل) لیکن ترک بخلاف اپنے پیشرونکے صوبہ سے قرض ادا نہین کرتے اور جسطرح اضلاع کی آمدنی اہل اطالیہ اپنی دارالسلطنت مین خرچ کرتے ہین اس طرح ترک بیرونی محاصلات کو قسطنطنیہ مین خرچ کرنیکی بہت خواہش نہین کرتے۔ اگر سعید کو قدیم بادشاہ رومیہ مارکس سمرو سے مشابہت دین تو کوہ قافی والی اوالیا کو کونٹس سے مناسبت ہے۔ جسکے بیرو رعایت انصاف سے اوس کا مدبر بھائی مجبور ہوا تھا کہ نرم الفاظ مین اوس کو ملامت کرے۔

اس جوانمرد اور پہلوان کے نسبت بہت سے قصے بیان کیے گئے ہین جو رہزنون کو اپنے ماتحت اضلاع سے قلع قمع کرتا ہے۔ مجرمون کو اپنے ہاتھ سے سزا دیتا ہے ایک قصہ اوس کے نسبت نہایت پر لطف ہے جسکو مین مختصراً بیان کرتا ہون۔ قفقاز سے ایک بڑی جنگ کے

تھوڑے دنون بعد ایکروز ادالیا کے قریب گھوڑے پر سوار جا رہا تھا۔
کہ تین دیہاتی عورتین ایک چشمہ پر ملین جو شہر کو جا رہی تھین اوسنے اپنی
عادت کے موافق اُنسے گفتگو کرنی شروع کردی۔ اور اپنے وسیع معلومات
سے جانگیا کہ وہ عورتین اُن دو مقید قزاقون کی رشتہ دار ہین جو اسکے پاس
گرفتار ہین۔ یہہ بھی معلوم ہوا کہ ادالیا کے کسی معزز شخص نے وعدہ کیا تھا کہ اگر
اس قدر رقم ہم پہونچ جائیگی تو گورنر کو دیکر اُن گرفتار شدہ قزاقون کی رہائی
ہوجائیگی چنانچہ ایک ہفتہ گذرا کہ یہہ عورتین رقم مطلوبہ لیکر پہونچی تھین مگر
وہی حضرت نے فرمایا کہ گورنر اسقدر رقم مین راضی نہین ہوتا اور مانگتا
ہے۔ چنانچہ اب وہ زاید بقیہ رقمین لیکر آئی ہین تاکہ اپنے عزیز قزاقون کو
رہائی دلائین گورنر نے کچھ نہ کہا بلکہ عورتون سے رخصت ہوکر گھوڑے پر
سوار ہوا اور ان پیدل چلنے والی عورتون سے بہت پہلے شہر مین داخل
ہوا اور آتے ہی ایک تاکیدی خط اُن معزز اشخاص زیر بحث کو لکھکر
بلوایا چنانچہ بہت عجلت سے آئے اور بخوبی خاطر و مدارات و تواضع
تکریم ہوئی۔ لیکن یہہ حالت دوستانہ بہت قلیل عرصہ تک رہی
گورنر کے ضابطے یعنے اہلکاران دفتر ان عورتون کو ملے اور
انھین ہمراہ لائے تھے آگے آگے چلکر کمرہ کے اندر خوف زدہ
معززین کے سامنے اکیلن اور کوئز کو بلیجان کرانہون نے
اپنا قصہ پھر دوہرانا چاہا۔ اس وقت گورنر نہایت درجہ خشمگین

ہوکر ان معززین سے جو مثل بید کے لرزان تھے خطاب کیا کہ رہزنی و قزاقی
تم لوگون نے اپنی ہی تک محدود نکیا اور ضرورت ہوئی کہ مجھکو بھی اسی
فہرست مین داخل کرو۔ بعدہ اُس نے اپنے ہی ہاتھون سے یہی
جسمانی سزا اُن معززین اہل شہر کو دی جسکو انہون نے جلد فراموش
نکیا ہوگا۔ اور اُن رئیسون کو نکلوا کر عورتون کیجانب مخاطب ہوا کہ تم
اپنا روپیہ واپس لو مگر تمہارے عزیز جو رہزن اور قزاق ہین قید ہی
مین رہینگے۔

جبکہ یہہ علی العموم سب لوگون نے تسلیم کرلیا ہے کہ اناطولیہ کے کاشتکار
دنیا بھر سے زیادہ پابند قانون ہین تو یہہ وصف اکثر برعکس معنی مین
ظاہر کیا جاتا ہے کہ وہ لوگ سخت خوف زدہ رہتے ہین۔ مدتون سے
ظلم و ستم اوٹھا رہے ہین اور مشرقی خاصیت (فساد انگیزی ہنگامہ
پردازی وغیرہ) مین خوب رنگے ہوئے ہین۔ مین نے اس امر کا
اظہار کردیا ہے کہ ظلم کا وجود مشکل سے کہین ہے اور یہہ اتہام
کہ ایشیائی کو چک کے مزارعین نہایت کمزور اور غریب ہین سراپا غلط
ہے بوڑھے جنکی لمبی اور سیدہی ڈاڑھی مین ایک بال سیاہ نہین
ہین گھوڑون کے آگے آگے میلون دوڑتے ہوئے چلتے ہین۔
پہاڑون مین بھیڑیون سے لڑتے ہین اور اگر اُن کا کوئی لائق رہنما ہو تو
مثل آخری جنگ کے جو چند روز گذری کہ ہوئی اپنے مقابل دشمنون کو

ہیت کا میابی سے نقصان پہونچاتے ہین - اگر بہت ہی خراب طور سے
ان کا انتظام کیا جائے اور نہایت ادنی طریقہ سے انکو نسبت دیجائے
تب بھی وہ اہل شام کیطرح دنیا کے نہایت بہادر فوجون مین ان کا نام
ہوسکتا ہے اگرچہ وہ اپنے تین عثمانلی بتلاتے اور یقین کرتے ہین مگر فی الحقیقت
وہ عثمانلی نہین ہین بلکہ غالبًا وہ فرقہ قزلباش - کیا دوسین اور اسیطرح
کے اور فرقون کی اولاد ہین جو قدیم رومیون کے وقت مین تھے اور اب
اپنے حملہ آورون کے مذہب اور زبان مین داخل ہوگئے ہین - مسلمان
ہوجانے سے ان کے اخلاق وغیرہ مین عجیب تغیر ہوگیا ہے - کہ گورنمنٹ
ٹرکی کو وسط اناطولیہ مین سپاہیون کی تعداد کی بالکل ضرورت نہین
بہت کم ایسے لوگ ہین جنکو مذہب اسلام کی خاصیت اور تاثیر ایسے موقعونپر
معلوم کرنے کا اتفاق ہوا جہان مغربی اثرون سے محافظت رہی اور
تعصب سے خرابی نہ پڑی ہو جیسا کہ ان دور دراز دیہاتون مین -
جس شخص نے صرف بڑے بڑے شہرون کو دیکھا ہے یعنے قاہرہ
قسطنطنیہ - سمرنا وغیرہ - جہان کے نصف اعلی درجہ کے حضرات اسلام
کی مسائل کو اپنے دلون مین جگہ ہی نہین دیتے - اور بقیہ نصف
حسب خواہش عمل کرتے ہین - جہان کے رسمی کامون مین صرف
قرآن کی رہنمائی رہ گئی ہے اور جہان دولت کے ہونے سے اور زیادہ
قابل اعتراض امور کا شیوع ہوگیا ہے وہ نہین جان سکتا کہ اناطولیہ

ہین اسلام کیونکر اون کا جزو زندگی ہوگیا ہے اور ان کے ہر کام کی ہدایت کیونکر کرتا ہے۔ اسلام کے اثر سے وہان کا ہر شخص نہایت سچی نفس کشی کرتا ہے جبکہ وہ رمضان مین چودہ گھنٹہ تک ہر روز روزہ رکھتا ہے اور تب بھی اس اثنا مین کل کام کرتا ہے حالانکہ ترکی سوداگر تے ہین یا چھپ کر کچھ کھالیا کرتے ہین۔ وہ اپنے گھر مین نہایت خوشی سے مسافرون کی دعوت کرتا ہے اگرچہ وہ مسافر کسی قوم اور مذہب کا ہو اور گو وہ کتنا ہی مفلس ہو مگر اوسکی خدمت کیلئے مفلسی کو کبھی معقول عذر نہین سمجھتا۔ نماز سچی ایمانداری سے ادا کرتا ہے تمام عمر اشیاے ممنوعی کا استعمال نہین کرتا اور اگر وہ اپنی اہلخانہ سے کوئی کام لیتا ہے جو مشرق مین بلا کہے ہوئے کرنے کا دستور ہے تو اون کی نہایت توقیر کرتا ہے اور اپنی اہلخانہ کو بہ نسبت زیادہ متمولین اہل شہر کی بہت کم سختگی سے پردہ مین رکھتا ہے۔ اور عام امن قایم رکھنے کیلئے یہہ دستور کسقدر مفید ہے کہ ہر گانون مین خواجہ اور دیگر بزرگون کی نہایت ادب و تعظیم ہوتی ہے گویا ہر گانون بجاے ایک ریاست کے ہے اگرچہ وہ اس قدر وسیع نہو جسمین مدیر کی تعمیل کی ضرورت ہو۔ خاندان کا ایک اعلی رکن اپنی ممبران خاندان پر پوری علی حکومت رکھتا ہے گھاس کے لئے باضابطہ کارروائی نہین کیجاتی۔ ہر شخص جانتا ہے کہ کسکی کیا فرایض ہین مسافرون کی خاطر و مدارات تواضع و تکریم کسکو کرنا چاہئے۔ تصفیہ معاملات کا حق کسکو ہے۔ ہدایت نشست برخاست کسکے متعلق ہے کسکو کسپر سبقت دینی چاہیے اور اسیطرح بہت سی

باتین جو طرز معاشرت سے وابستہ ہین اس مین کوئی شک نہین کہ تمدنی طریقہ کی ہدایت
ان کو قرآن سے ہوتی ہے۔ صرف سچ بولنے کی عادت البتہ چھوٹ گئی ہے یہانتک
کہ اگر کوئی سبب بھی جھوٹ بولنے کا نہوتا ہم ایک مسافر کو سچ سننے کی توقع نکرنا
چاہئے۔ ان کی اس اخلاقی خرابی کیوجہہ وہ مروجہ جھوٹے کہانیان ہین جنکا کوئی
ثبوت نہین ہے جسنے ان سادہ لوح مزارعین کو احقاق حق و ابطال باطل مین تمیز
باقی نہنگئی بہرحال اسلام جنگلی اور بالکل جاہل اور انپڑھ لوگون کو وہی اعلی تعلیم
دیسکتا ہے جو دنیا مین کوئی دوسرا مذہب بھی دیسکتا ہے۔ فقط

حسن

سچ کو فتح ہے

اسلام کی راستبازی پہلے پہل "ڈاہل" یقین اہل یورپ کو ایک ایسے شخص کے ذریعہ معلوم ہوی جو خود "اسپورٹ آف دی ایسٹ" یعنے مشرق (ایشیا) کی روح کہلاتا تھا اور جو راستی اوس کے بعد پھر رفتہ رفتہ بڑھتی ہی رہی اسلام کی راستبازی کا علم اب اس طرح سے علی الاعلان ہوا ہے جس سے ظاہر ہے کہ آیندہ اسلام کے نسبت بہتان و غلط بیانی نہیں چلسکتی۔ ہمارا مطلب کینن ایزک ٹیلر کے اسپیچ سے ہے جو کچھ ارکمرٹ نے اپنی کتاب "اسپرٹ آف دی ایسٹ" میں لکھا ہے اوس کو بہتوں نے صحیح مان لیا ہے چنانچہ پالگریو۔ ویمبری۔ رالٹسن۔ لیبارڈ۔ رولینڈ۔ اسٹینلی آف آلڈری۔ ڈی کاسلی وغیرہ وغیرہ نے اس کی باتوں کو تسلیم کیا اور کامل طور سے تصدیق کیا۔ ہر مسافر جسکو مسلمانوں کے ساتھ ساتھ رہنے کا اتفاق ہوا ہے ضرور انکی اچھائی بیان کریگا۔

تاہم انگلستان کے اکثر لوگ ناواقف ہیں اسلام کی راستبازی عام طور سے انگلستان میں اسلئے اشاعت نہیں پائی کہ ملک کے باشندے عیسوی مذہب ہونے سے میراثی مذہبی تعصب میں ایسا غرق رہتے ہیں جو جز و مذہب معلوم ہوتا ہے مگر اب چونکہ انگلستان کے ایک مشہور مذہبی عہدہ دار شخص نے علی الاعلان بیان کیا اسلئے لاکھوں آدمی جنہوں نے سیاحوں اور عقلاؤں کی باتیں نہیں سنی تھیں اب اچھی طرح سینگے۔

واقعات کا انکار محال ہے۔ صرف دقت یہی تھی کہ کیوں کر لوگوں کو ان واقعات

کیطرف متوجہ کرین مگر اب چونکہ ایک معزز اور بلند نام پادری نے پردہ اوٹھا دیا ہے اسلئے اوس کے بدیہی نتایج بھی جلد پیدا ہونگے۔ جیساکہ ڈیونڈار کمرث نے بیان کیا ہے اسلام مین صرف دوسرے مذہبون کی مراعت ہی نہین ہے بلکہ وہ غیر مذہب کی عزت بھی کرتا ہے۔ اور اجلدت کے ہمارا یہہ دعوی پورا ہونیکا یقین ہے۔

یہہ خیال ہرگز نہ کرنا چاہئے کہ ہمارا اسلامی دعوی عیسوی دعاوی کے برخلاف ہے یعنے اسلام کی خوبیان بیان کرکے عیسوی اچھائیون کو برباد نہین کرنا چاہتے۔ بلکہ اس قسم کا گمان بھی نہین ہے۔ جو کچھ ہمارا مدعا ہے وہ یہہ ہی کہ کل مذہبون کا نتیجہ چال چلن درست کرنا ہے۔ انسان کی چال چلن سے اوس کے مذہبی تقایص و اوصاف کا پتہ لگتا ہے۔ چنانچہ مشہور ہے کہ درخت کا حال پھلون سے معلوم ہوتا ہے۔ اس مصداقہ مثل کی رو سے آج اس زمانہ مین ہم یہہ برملا کہہ سکتے ہین کہ عیسائی کسیصورت سے مسلمانون پر ترجیح نہین دیئے جاسکتے اور ہمارا یہہ بیان کامل طور سے واقعات پر مبنی ہے اور ہم اپنے اہل مذہب یعنے عیسائیون سے تاکید کرتے ہین کہ وہ مسلمانون کے حالات از روئے واقعات کے بیان کرین۔ اگر وہ لوگ میرے بیانات کو از روئے واقعہ غلط ثابت کرین اسکی کچھہ پروا نہین لیکن اگر ایسا نہین کرسکتے تو ان کو لازم ہے کہ اپنے چال چلن کو اپنے ہی بیانات کے موافق سدھارین۔ انکو چاہئے کہ اسلام کے نسبت انصاف سے کام لین جو انسان کے ایک بڑے

قابل قدر اور روز افزون گروہ کا رہنما ہے۔

اہل انگلستان کیلئے یہہ سب سے ضروری بات ہے کہ وہ اپنے آپ کو تعصب سے دور کریں کیونکہ تعصب ان کے لئے صرف بے اعتباری کا سبب نہیں ہے بلکہ خطرناک ہے۔ ملکہ وکٹوریہ کے ماتحتی میں کروروں مسلمان ہیں اور انگلستان روس اور روم کے درمیان میں ہے پس جو کچھ نتیجہ ان دونوں سلطنتوں کی جنگ وجدال کا ہو جو کسی وقت ملتوی نہیں ہے اوس سے انگلستان کا جدا رہنا ناممکن ہوگا۔ روس ہمیشہ جنگ پر تلا تو رہتا نہیں لیکن یہہ بھی ضرور ہے کہ وہ معاہدہ کا پابند رہنا بھی پسند نہیں کرتا اوس کے جاسوس برابر کام کیا کرتے ہیں اور کوئی لمحہ ایسا نہیں گذرتا کہ روسی مخالفت میں روم ہر وقت ہوشیار نہ رہتا ہو اور کوئی موقع اتحاد سلاطین کا ایسا نہیں ہوتا جسمیں انگلستان کیلئے یہہ سوال ہر وقت پیش نظر نہ رہتا ہو کہ ہمکو روس کی مخالفت کرنا چاہئے یا نہیں۔

سلطنت انگلشیہ کے قیام اور بہبودی کیلئے جس پہلو سے دیکھا جاتا ہے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ ہمکو اوس سلطنت سے ارتباط پیدا کرنا لازم ہے جسنے ہمارا کبھی نقصان نکیا ہو اپنے بندرگاہوں کو ہماری تجارت کیلئے کھولدیا ہو اور اپنے ملک میں سوداگری کی اجازت دی ہو۔ لیکن صرف اس شورش ہنگام سے کہ روس عیسائی بادشاہ اور روم مسلمان بادشاہ سے ابتک جو کون میں کافی بداثر موجود ہے اور ہماری دماغی قوتوں اور

ملکی مصلحتوں کو بیکار کئے ہوئے ہے۔

اگر یہہ بھی تسلیم کرلیا جائے کہ صرف شخص واحد نہیں بلکہ قومیں اور حکومتیں اپنے افعال سے اچھی یا بری مانی جائینگی نہ کہ از روے مذہب اور عیسائی سلطنت روس اور اسلامی سلطنت روم میں مقابلہ کیا جائے تو ایسے اصلا تک نہیں کہ سلطنت عثمانیہ سے دوستی کا عمدہ نتیجہ تمام صحیح الخیال لوگوں پر اچھی طرح کھلجائیگا۔

اور جب ہماری زبان سے سلطنت عثمانیہ کے اتحاد کا ذکر ہو تو اوسکو ڈپلومیٹک چال نہ سمجھنی چاہئے جس اتحاد کی ہملوگ برسوں سے ترقی چاہتے ہیں وہ ایسی ہے جسمیں جانبین سے مساوات کا لحاظ رہے اور ایک دوسرے کا اعزار برابر قایم رکھے۔ اس کی تکمیل ناممکن سمجھی گئی تھی لیکن اسوقت صرف ممکن ہی نہیں معلوم ہوتا بلکہ غالب یقین ہے کہ جلد ایسا ہو۔ لیکن ٹیلسر نے جو بحث چھیڑی ہے اس سے کل مسئلہ حل ہوگیا لوگوں کو دلجمعی ہوی اور یہی کافی سمجھا گیا ہے۔ یہہ تبدیلی عرصہ دراز سے ہونے والی تھی۔ آخر کار ہو ہی گئی۔

جارج کرمشے

دُمدار سیارے

اگرچہ رات کے وقت جبکہ پردۂ ابر اس قصرِ نیلگون کا حجاب نہو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کسقدر بیشمار ثوابت و سیارون کی قندیلین فضائے آسمان کو روشن کرتی ہین اور تقدیر بین السماء والدنیا بمصابیح کی تصدیق ہوتی ہی لیکن بوجہ اسکے کہ انسانی نظر ایسے مستقل منظرون کی عادی ہوگئی ہے ہمین کوئی زیادہ تعجب انگیز بات نہین معلوم ہوتی ہماری دنیا نظام شمسی کی ایک ادنی رکن ہی اور بعض حکما کا قیاس ہی کہ لاکھون اور کرورون ثوابت جو آسمان پر نظر آتے ہین اُن مین سے ہر ایک اپنے اپنے عالم کا آفتاب ہے جسکی متعلق بہت سے سیارے اور اقمار ہین جو بوجہ بے انتہا بُعد کے دوربین سے بھی نظر نہین آسکتے - اُنمین سے بعض ثوابت کا جو بمقابلہ اورون کے اس دنیا سے زیادہ قریب ہین علم ہیئت کے قواعد سے بُعد دریافت بھی ہوگیا ہے مگر اورون کا بُعد دریافت کرنیکے واسطے علم ریاضی کے قواعد سے بھی کام نہین چلتا - انکی دوری کا اندازہ کسقدر اس امر سے ہو سکتا ہی کہ اگر زمین کے مدار (جو آفتاب کے گرد ایک بیضوی شکل کا ہی) سب سے لمبی قطر کے انتہاؤن سے کسی ایسے ستارہ کو دیکھا جائے تو یہہ دونون خطوط جو بہ نظر سے پیدا ہینگے آپسمین متوازی ہونگے یعنی ستارہ کی سمت مین کوئی اختلاف نہین معلوم ہوگا - غرض کہ علم ہیئت بھی منجملہ اُن علوم کے ہی جس سے اس کائنات کے خالق کی عظمت و شان کا کسیقدر اندازہ انسان ضعیف البنیان کو ہو سکتا ہی اور ما عرفناک حق معرفتک کے معنی مل ہوتے ہین -

اس مضمون کے عنوان سے معلوم ہوگا کہ ان معمولی ثوابت و سیارون سے بالفعل ہمکو بحث نہین ہی بلکہ ایسے اجرام فلکی کے کچھ حالات لکھنا چاہتے ہین جنکو دُمدار سیارے کہتے ہین اور جو اپنی شکل سے ایک دوسرے نوع کے افراد معلوم ہوتے ہین اور کبھی کبھی بطور سیاحون کے اس فضائے آسمانی پر اون کا گذر ہوتا ہی اور اسیوجہہ سے انمین لوگون کو ہمیشہ زیادہ دلچسپی رہتی ہے اگر ڈارون صاحب کے قیاسات کو کسی قدر مبالغہ کے ساتھہ بیان کیا جائے تو کہہ سکتے ہین کہ شاید یہہ نوع کسی زمانہ شائستگی کیطرف ترقی کرکے دُم کے بار سے بھی سبکدوش ہوجائے اور دیگر سیارون مین جا ملے۔ ابتک علم ہیئت نے اسقدر ترقی نہین کی ہے کہ ان اجرام فلکی کی پوری ماہیت دریافت ہو۔ شاید کسی آیندہ زمانہ مین اُن سوالات کا جواب شافی دیا جاسکے کہ دُمدار سیارے کہان سے آتے ہین اونکی ترکیب کس مادّہ سے ہی اور کون سے عام قوانین کے مطابق انکی گردش ہوتی ہین دنیا مین ہمیشہ اور ہر قوم مین اُن سیارون کی نسبت یہہ خیال رہا ہے کہ معاملات انسانی پر ان کا اثر پڑتا ہے گو اس تعلق کا سبب نہین دریافت ہوا ہی یہہ خیال ہی کہ آیندہ واقعات عظیم کی یہہ خبر دیتے ہین۔ جس زمانہ مین کہ یونانیون نے شہر طرابی کا محاصرہ کیا تھا اوسوقت ایک دُمدار سیارہ نمودار ہوا تھا جو پیر سنہ ۱۶۸۰ع مین ظاہر ہوا۔ ارسطو نے ایک نہایت روشن سیارہ کا ذکر کیا ہی جو ۴۷۱ سال قبل حضرت عیسٰی کے نمودار ہوا تھا۔ حکیم سینکا کا خیال ہے کہ اس سیارہ کے اثر سے ایک عظیم زلزلہ واقع ہوا جس سے یونان کے صوبہ اکائیہ مین دو شہر تباہ ہوگئے۔ ایک اور سیارہ کے نمودار ہونے سے ملمولیون حاکم کارتھیج نے یہہ شگون لیا کہ اسکو صقالیہ

مہم مین کامیابی ہوگی۔ بادشاہ مطراولیطین کی ولادت اور تخت نشینی اور قیصر جولیس کے قتل کی خبر اُس زمانہ کے لوگون کے خیال مین دُمدار سیارون نے پہلے سے دیدی تھی۔ پلنیاکر کا قول ہے کہ "دُمدار سیارہ ایک نہایت خوفناک چیز ہے اور وہ ایک بڑی خونریزی کی خبر دیتا ہے"۔ ورجل شاعر نے بھی لکھا ہے کہ یہہ عقیدہ عام ہے کہ دنیوی مصائب کی خبر علامات آسمانی سے ہوجاتی ہے۔ رومہ کے ظالم بادشاہ نیرو فی ایک دُمدار سیارہ کے ظاہر ہونیکو صدہا بیگناہ امرا و شرفا کی خونریزی کا حیلہ قرار دیا تھا تاکہ اس بہینٹ سے دیوتاون کا غصہ فرو ہو۔ ۱۰۹۹ء مین بیت المقدس کی تباہی۔ سلاطین عظام مثل وسپاسین و قسطنطین کی وفات ۱۴۵۳ء مین شہر قسطنطنیہ کی مصیبت۔ اقوام وحشی کے ہاتھ سے سلطنت رومیہ کی بربادی۔ ان سب واقعات کے نسبت یہہ خیال تھا کہ آثار فلکی سے انکی خبر ہوگئی تھی ازمنہ متوسطہ مین دُمدار سیارون کے آثار بدشگونی ہونیکا عقیدہ یوروپ مین عالمگیر تھا یعنی یہہ کہ جنگہاے عظیم و بلا اور نامور سلاطین کی وفات کے واقعات کا ظہور پہلے سے آسمان پر ہوجاتا ہے۔ قدیمی کتبون سے جو بعض مقامات پر نکلے ہین ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ لوگون کے اس وہم نے یہان تک ترقی کی تھی کہ ان اجرام فلکی مین انکو بعض خوفناک چیزون کی صورتین نظر آتی تھین۔ سب سے زیادہ مشہور دُمدار سیارہ وہ ہے جو ہیلی صاحب کے نام سے منسوب ہے۔ سب سے پہلے جو اوس کا ظہور تاریخ سے پایا جاتا ہے وہ حضرت عیسیٰ کی ولادت سے بارہ سال پیشتر تھا۔ اُسوقت سے اب تک وہ چوبیس مرتبہ ظاہر ہوچکا ہے۔ جس زمانہ مین کہ سلطان محمد شہر بلغراد کا محاصرہ کر رہا تھا تو اسی سیارہ کے ظہور نے محاصرین و محصورین دونون کو خوف مین مبتلا کیا تھا۔ رومن کیتھولک عیسائیون نے اس

جسقدر آفتاب کے قریب پہونچتا جاتا ہی اوسکی دُم زیادہ مرتب اور روشن ہوتی جاتی ہی۔ یہہ دُمین کسی بے انتہا ہلکی اور باریک مادّہ سے بنی ہوتی ہین کیونکہ گو اونکی موٹائی بعض اوقات پچاس ہزار میل کی ہوتی ہے مگر اور کواکب جو اونکے حجاب مین آجاتے برابر نظر آتے رہتے ہین۔ بعض ذوذنب بہت زیادہ روشن ہوتے ہین ۱۸۴۳ء کا سیارہ اسقدر روشن تھا کہ دن کو نظر آتا تھا اور ۱۸۴۳ء کا سیارہ چمک دمک مین اعلیٰ درجہ کے ستارون سے گوئی سبقت لیگیا تھا۔ یہہ سیارے جسقدر دور آفتاب سے ہوتے جاتے ہین اونکا قطر اسی مناسبت سے بڑہتا جاتا ہی۔ ذوذنب کا سر کسی ثقیل مادّہ سے بنا ہوا نہین معلوم ہوتا ہی۔ اسکی دلیل یہہ ہی کہ اُسمین کوئی استعداد کشش کی یعنی دوسرے جسم کو اپنے طرف کھینچنے کی مثل دیگر اجرام فلکی کے نہین معلوم ہوتی۔

۱۷۷۹ء مین ایک ذوذنب مشتری کے اقمار کے نظام کی وسط مین ہوکر گذرا مگر اون اجرام مین سے کسی پر اوس کا ذرا بھی اثر نہین معلوم ہوا۔ ذوذنب کی ضخامت کی کمی بیشی آفتاب کے بُعد اور حرارت کی کمی بیشی سے ہوتی ہی قطع نظر اس سے کہ اوس کے جسم کی ترکیب بخارات یا گیاس یا کسی منتشر اجزائے مادّی سے ہو کبھی کبھی سیارون کے سر سے روشن بخارات اوٹھتے ہوئے معلوم ہوتے ہین وہ بخارات پھر اوسی سر مین جذب ہوجاتے ہین یا دُم کیطرف منتشر ہوجاتے ہین اسیطرح بیلا کی ذوذنب ۱۸۴۶ء مین دو حصے ہوگئے اور دونون ساتھ ساتھ دورہ کرتے رہے۔ یوفورس ایک یونانی مورخ نے بھی ۴۳ء مین قبل حضرت مسیح کے ایک ذوذنب کا دو حصون مین منقسم ہوجانا بیان کیا ہی

کیلپر کو بھی ۱۶۱۸ء مین اسی قسم کے ایک مشاہدہ کا گمان ہوا تھا ۱۶۱۸ء کے قوام ذوذنب موسوم بہ اولنڈا مین ایک تیسرے قطعہ کا ظاہر ہونا اور پھر غائب ہوجانا مشہور ہے۔ ایڈورڈ راک کی رائے برخلاف دیگر منجمین کے یہہ ہے کہ دمدار سیارون کے اجسام ثقیل مادہ سے بنے ہین اور انمین کشش کی قوت ہی۔ اسی بنا پر اوس نے قیاس کیا ہی کہ ذوذنابی کے ذوذنب کا ثقل ایک ایسے کرہ آبی کے ثقل کے مساوی ہی جسکا قطر پانسو میل کا ہو یہہ تو قدما کا بھی خیال تھا کہ سیارون کی دمین ایسی ہوتی ہین جنکے پار نظر یا روشنی جا سکتی ہے۔ مگر اون کے جرم کی نسبت ابھی کوئی ایسی بات ثابت نہین ہوئی ہے بعض قرائن سے یہہ بھی ثابت ہوا ہی کہ ان سیارون کی روشنی کلّاً یا جزاً مثل دیگر سیارون کے سورج کے انعکاس کی سبب سے ہی۔ ذوذنب کی ماہیت کا بیان کرنا آسان نہین ہے۔ کارٹون کا خیال تھا کہ ان سیارون کی دمین شعاعون کی انحراف سے پیدا ہوجاتی ہین۔ کیلپر کا یہہ عقیدہ تھا کہ ذوذنب کے سر پر شعاع آفتاب کا انعکاس اس کا باعث ہوتا ہے۔ نیوٹن نے یہہ توجیہ کی کہ حرارت اور کشش کے اثر سے دمین پیدا ہوجاتی ہین۔ بعض ہیئت دانون نے مثل برجان ہرشل کے قوت برقی کو اون کا سبب خیال کیا ہی۔ پروفیسر ٹندال نے دمدار سیارون کی خواص کو عمل کیمیائی کیطرف منسوب کیا ہی۔ ان مختلف قیاسات سے یہہ تو یقینا ثابت ہوتا ہے کہ ان سیارون کا علم ابھی ابتدائی حالت مین ہے۔ اب یہ سوال عارض ہوتا ہے کہ آیا کبھی ہماری اس دنیا سے بھی کسی ذوذنب سے ٹکر ہوگی یا نہین؟ عوام کا خیال یہہ معلوم ہوتا ہے کہ کبھی نہ کبھی ایسا حادثہ ضرور

ہونیوالا ہی جس سے دنیا کا ناتمہ ہوگا۔ صدی گذشتہ مین اس امر کا ایک بڑا تہلکہ پڑگیا تھا کہ ایک ذوذنب زمین کے اسقدر قریب آگیا ہی کہ دونون کے لڑجانیکا اندیشہ ہی۔ اگر ذوذنب کا جرم مثل اس کرہ زمین کے ایک ثقیل مادہ سے بنا ہوا فرض کیا جائے تو ایسے اندیشہ کی گنجایش ہے۔ ۱۷۹۶ء مین وسمن صاحب نے ایک رسالہ چھاپا جسمین انہون نے اون واقعات متعلق جیالوجی کی تاویل جو توریت کی کتاب پیدایش مین بیان ہوئی ہین بذریعہ ایک ذوذنب کے کی ہی لیکن ظن غالب یہہ ہی کہ ۱۸۶۱ء مین ہماری زمین ایک ذوذنب کی دُم کے اندر درحقیقت داخل ہوگئی مگر اوسکے باشندونکو اس امر کی خبر تک بھی نہین ہوئی۔ آسمان پر جو کبھی کبھی ستارے چھوٹتے نظر آتے ہین اون کی نسبت یہہ خیال ہے کہ تباہ شدہ دمدار سیارون کی منتشر اجزا ہین جو ہماری کرہ ہوائی مین زمین کی کشش سے پہلے آتے ہین۔ کسی ذوذنب کے دُم مین کسی دوسرے سیارہ کا داخل ہوکر صحیح سالم نکل آنا اور بات ہی اور اوسکے جرم سے ٹکر کھانا اور بات ہے۔ بعض اوقات کسی ذوذنب کے اجزا کے ہمارے کرہ ہوائی مین داخل ہونیکا کچھہ اثر بھی پایا گیا ہے۔ ۱۸۳۲ء کے ذوذنب کی نسبت یہہ خیال ہی کہ اوس سے اوس سال انگور کی فصل زیادہ ہوئی۔ مگر دمدار سیارونکا اثر موسم یا فصل پر کچھہ ثابت نہین ہوا ہے۔ امریکہ کے شاعر ایڈگر پو نے ایک فرضی حال زمین کی تباہی کا ایک ذوذنب کی تصادم سے لکھا ہے۔ مگر علوم جدیدہ کے واقعات سے ان تخیلات کی کچھہ تائید نہین ہوتی۔ باعتبار ہمارے موجودہ علم کے یہہ بات قیاس مین نہین آتی کہ دمدار سیارون مین بھی

مثل اُس دنیا کے انسانون کی آبادی ہو۔ اگرچہ فی اس امر کی نسبت ایک خیال باندھا ہی کہ اگر کوئی بڑا سیارہ ہماری زمین کو اپنی کشش سے کھینچ لے اور مثل اپنے اقمار کے اوسکو بھی اپنے جلو مین لے پھرے تو اس کرۂ ارض کا کیا حال ہوگا۔ اس مین کوئی شبہہ نہین ہوسکتا کہ نسل انسانی مع دیگر حیوانات و نباتات کے اُس سیارہ کے ایک ہی دورہ کے اندر نیست و نابود ہوجائے۔ مگر ایسے حادثہ کا اس قدر کم احتمال ہے کہ ایسے تخیلات کو دماغ مین جگہ دینا بھی فضول ہے۔ جس خلاق مطلق نے اتنا بڑا کارخانہ بنایا ہے اوس سے توقع نہین ہوسکتی کہ اُس کو اسطرح تباہ ہونے دے کیونکہ کل کائنات کا مالک وہی ہے اور ہر سیارہ کی زمام اوسیکے قبضہ مین ہے۔ فلسفیانہ نظر سے تو اس کارخانہ کی نہ کوئی ابتدا معلوم ہوتی ہے نہ انتہا

العیب عند اللہ

آنکہ بر نقش زد این دائرۂ مینائی
کس ندانست کہ در گردشِ پرکار چہ کرد

اسلام افریقہ مین

(چٹھی بنام اڈیٹر لنڈن ٹیمز)

جناب من کینن ٹیلر نے جس زبردست اور قابل تعریف جرأت سے افریقہ مین مذہبی اشاعت کے نسبت بیان کیا ہی اوسکے پڑہنے سے میرے دلمین اسقدر جوش اور ولولہ پیدا ہوا ہی جسکے اظہار کی مین اجازت چاہکر مفصلہ ذیل تحریر سے انکی تائید کرنے پر مجبور ہون

تجربہ سے یہہ بات معلوم ہی کہ کسی زندہ مذہب کی (باستثنائی مذہب محمدی جس کے) اشاعت کے بیان کرنا یا ذریعون کے طریق ہدایت و اشاعت مذہب پر جرح کرنا کسقدر خطرناک ہی کوئی شک نہین کہ معترض کے وجوہات و دلائل الفاظ غیر مین لپیٹے جائینگے اور کل واقعات پیش کرنے سے انکار کیا جائیگا۔ اور فوراً معلوم ہوجائیگا کہ مذہب اور اوسکے موید یعنے پادری صحیح اظہار خیالات کے شایق نہین ہین کہ آئینہ کیطرح کوئی بیان کردے بلکہ چاہتے ہین کہ اگر اظہار کی ضرورت شدید ہو تو اسپر سیاہ رنگ چڑہا دیا جائے یعنی بالکل کچھہ کا کچھہ بیان ہو۔

چونکہ مجھکو مدتون سے مشرقی۔ مغربی۔ اور وسط افریقہ مین تجربہ حاصل ہی جہان مجھکو عیسوی اور اسلام دونون دیکھنے اور پرکھنے کا اتفاق ہوا ہی اسلئے انصافاً میرے خیالات قابل سماعت ضرور ہین۔ آپکے بعض نامہ نگار بیان کرتے ہین کہ مشرقی افریقہ اور جوار دریائے نیل مین اسلام اپنی حالت اور پوری حیثیت مین پایا جائیگا کہ غلامی کا دور دورہ ہی۔ ظلم و ستم جاری ہی اور سب قسم کی ذلیل حالتین پیدا ہین۔ اسسے زیادہ بے بنیاد حملہ کسی کے گمان مین بھی نہ آئیگا۔ چونکہ مجھکو مشرقی وسط افریقہ مین بہ نسبت آپکی کسی نامہ نگار کے بدرجہا زیادہ تجربہ ہے اسلئے مین بلا پس و پیش

بیان کرسکتا ہون کہ اگر بربردہ فروشی عرب پر ہی تو صرف اسلئے ہی کہ وہان مذہب اسلام کا وعظ نہین ہوتا یہین سیطرح تک نہین ہی کہ اگر وہان اسلام کی اشاعت ہو تو بربردہ فروشی کا استیصال کلی ہوجائے۔ اسلام کا وعظ وہان کیون نہین ہونے پاتا اسکی وجہہ صرف یہی ہے کہ مسقط کے عرب اس مقام کو تجارت غلامان کیلئے محفوظ رکھنا چاہتے ہین۔ اگر وعظ اسلامی کیا جائے تو جہان سے انکو غلام بنانیکے لئے ملتے ہین وہ جگہہ سب مسلمانون سے بھر جائیگی اور کل وہان کے باشندے ایک سلسلہ مذہب مین آکر دینی برادر ہوجائینگے۔ آپ یقین فرمائین اسیطرح ہمارے عیسائی تاجر اپنی تجارت گاہون مین پادریون کو نہین آنے دیتے بشرطیکہ انکو معلوم ہوجائے کہ عیسائی مذہب کے اشاعت سے شراب موسومہ جن کے کثیر المقدار خرچ مین مخالفت ہوگی گاہگاہ یہہ امر باموقع سمجھا جاتا ہے کہ کسی قوم کو اسکے مذہب کی رو سے بدنام کرین لیکن یہہ اسیوقت تک ممکن ہے کہ جبتک اوس کا اثر اپنے اوپر نہ پڑتا ہو۔

ہمارے مذہبی (عیسوی) نامہ نگار دنیا مین بڑی خوشی اور نشان فتحمندی سے کہا کرتے ہین کہ دین محمدی مشرقی ممالک افریقہ مین نہین پھیلتا۔ اس بیان مین مطلق غلطی نہین ہے۔ اس کا معقول اور زبردست سبب اوپر بیان کردیا گیا ہے اب دوسرا باعث بھی لکھا جاتا ہے جو مثل پہلے کے مسکت ہی۔ اسلام کی اشاعت مثل عیسوی کے ان دیسی فرقون مین اجنبی لوگون سے ہوتی ہے یہہ وہ اجنبی لوگ نہین جو ہر حیثیت مین دیسیون سے بدرجہا افضل ہین اور جو وشیر زی کے نام سے مشہور ہین جس کا ترجمہ جنگلی آدمی ہے۔ مگر دیسی حبشیون سے مسقط کے عرب

ایک وسیع خلیج بیچ مین پڑجانے سے بہت دور ہوجاتے ہین۔ وہ لوگ اسکے عبور کی جرأت نہین کرتے۔ جب نگرو کا اس طرح مستقل عربون سے قطع تعلق ہوجاتا ہے تو وہ لوگ کسیطرح عربون کی چال چلن اور مذہب جاننے کی فکر نہین کرتے لیکن جب مین یہہ امر ہلاپس و پیش بیان کر رہا ہون کہ مشرقی وسط افریقہ مین بردہ فروشی اچھی طرح جاری ہے کیونکہ وہان اسلام کی اشاعت نہین ہی صرف مسلمان ہین اسوقت یہہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ اسی بدنام مذہب (اسلام) کیوجہ سے ایک بہت بڑی مدت پوری ہوئی ہے یعنی شراب کی تجارت کلیتاً مسدود ہوگئی۔ خاص زنجبار مین سلطان اپنی ضعف کیوجہ سے اسپر قابو نہ پاسکے کیونکہ عیسائی قومون نے "تجارت" کے کسی مزاحمت کو پسند نہین کیا اور اعتراض کیا۔ مگر یہہ بات خوشی کی ہے کہ اندرون ملک انہون نے اپنے مذہب کی پابندی کی یعنے ابتک از روے شرع اسلام تجارت اشیائی منشی سے انہون نے باز رکھا ہے اور اس طرح سے انہون نے بہت بڑی خدمت ادا کی کہ ایک بڑے فرقے کو شراب نوشی سے بچالیا جو بہت آسانی سے حبشیون مین پھیلجاتی ہے اب چونکہ جرمنی کی "تہذیب آموز" فوج نازل ہورہی ہے پس دیکھا چاہئے کہ کبتک اس پالیسی کی حکومت قایم رہتی ہے۔ اب مین مغربی افریقہ اور وسط سوڈان کیجانب متوجہ ہوتا ہون جہان کے تجربہ بھی مجھکو حاصل ہین مین نے وہان بالکل مختلف کیفیت معاینہ کی۔ یہان اسلام زندہ اور پوری قوت کے ساتھہ ہے اوسمین وہی آتشی مادہ پایا جاتا ہے جو اس مذہب کے زمانہ اوائل مین تھا مسلمان ہمارے اس اعجاز نما طریقہ سے کرتے ہین جس سے اسلام کا پھیلا

زمانہ یاد پڑہ جاتا ہے۔ یہان جسطرح سیرالیان کے گلی کوچون مین وعظ ہوتا ہے
اسیطرح دریائے نیگر کے آدم خور ذلیل اقوام مین۔ جو کامیابی اسلام کو مغربی وسط
افریقہ مین حاصل ہی اوسکو دیکھکر حامیان مذہب عیسوی واقعات پر خاک ڈال رہی ہین
اور نہایت چالاکی اور مکاری سے واقعات کو الٹ پھیر کرکے اپنی پوری قوت کے
ساتھہ مذہب اسلام کو بربادہ فروشی کے اتہام سے ملزم قرار دیتے ہین۔ جو دلیل عجز
ہے۔ بجز مذہب عیسوی کے اور کسیکی اچھائی نہ اقبال کرسکنے کیوجہ سے اسلام کی ترقی
کو ایک خوفناک بلا اور خالص مصیبت افزا قومون کیلئے بیان کرنیکی کوشش کرتے ہین
جسطرح اون کو لڑکپن سے عادت ہے اور تعلیم دیگئی ہے وہ بیان کرتے ہین کہ اسلام
کی اشاعت صرف تلوار اور آگ سے ہوسکتی ہے۔ ان کو اس قسم کی تصویر کھینچنے مین
بڑی خوشی ہوتی ہے کہ غریب خوف زدہ حبشی کو گھٹنون کے بل کھڑا کیا اوسکے
جھونپڑے مین جو پیچھے ہے آگ لگا دیگئی ہے اوسکی جورو بچے نہایت سختی کے
ساتھہ لونڈی غلام بنانیکیلئے باندہے گئے ہین سبھون کے گلی مین رسی پڑی ہوئی
ہے اور ایک دیو نما مسلمان اوسکے قریب تلوار کھینچے ہوئے کھڑا ہے اور کہہ رہا
ہے کہ تلوار یا قرآن قبول کر۔ (جو بے بنیاد خیال ہے)۔

یہی نقش کا الجھر خیال نسبت اشاعت اسلام عیسائیون کے دلون مین ہے اور یہہ
وہ خیال ہے جو میرے دانست مین نسل بعد نسل چلا آتا ہے۔ یہہ امر خوشی کا ہی
کہ مجھکو اپنے آنکھون سے کئی بار کئی طرح سے دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ مغربی سوڈان
اور وسط افریقہ مین اسلام کی سب سے بڑی فتحمندی خاموش اور نہایت سادہ

آرمنیون سے ہوئی ہے یعنے گذشتہ ایام مین غلامی گوارے اور زمانہ حال مین الوالعزم اور عالی حوصلہ ہونا یا نوپی تاجر سے۔ تقریباً بارہوین صدی عیسوی سے وہ گوارے اپنے مذہب کی اشاعت مین مقام چینک جمیل سے بحر اٹلانٹک تک کوشش کرتے رہے جسکا یہہ نتیجہ ہوا کہ گذشتہ صدی تک تمام ملک کے آدمی مسلمان ہوگئے ان کو صرف ایک رہنما کی ضرورت تھی جسکی ہدایت سے وہ بت پرستی چھوڑکر خدائے واحد کے ماننے والے ہون چنانچہ اس صدی کے شروع مین نودیو نامی ایک شخص رہنما پیدا ہوا۔ اور تعجب انگیز قلیل وقت مین مذہب اسلام براعظم کے کثیر حصہ مین حکومتی مذہب ہوگیا۔ اور جنگلی اقوام کو وہ اثر ہوا جس کا نتیجہ نہایت ہی تعجب انگیز ہوا ان آخری ایام مین اسلام کی اشاعت جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے ہوسا یا نوپی تاجرون سے ہوئی ہے چونکہ اپنے کام مین وہ بہت محتاط اور منضبط تھے اسلئے سیکڑون ہزارون میل کے فاصلہ پر ان حبشی سوداگرون کا دوسرے قومون مین جانے سے کچھ باک نہین تھا یہہ لوگ جنگلی اقوام مین اس طرح ملجل جاتے ہین گویا کہ یہہ بھی اوسی قوم سے ہون اسی مکان مین سونا اور انہین کے ہمراہ کھانا کھانا۔ جہان وہ جاتے ہین مذہبی جوش ہمراہ لئے جاتے ہین جسکی ناقابل بحث اور آسان اصول اوسکے عمدگی کے شاہد ہین۔ وہ بت پرستون کو اسیقدر آسانی سے تعلیم دیتے ہین جسقدر ان مین سمجھنے کی قوت ہے۔ سوداگر اس طرح ایک ماہ خواہ چھہ ماہ یا سال بھر تک مقیم رہتے ہین جب کہ موقع سمجھا جاتا ہے جب تک وہ مقیم رہتے ہے لوگ اوسکے عمدہ اور خوش وضع لباس

کی تعریف کیا کرتے ہین اور گرد کے لوگ اونکی نقل اوتارتے ہین - انکے نظرون مین کوئی ایسی شی نہین ہوتی جسکے جانب ان کا رجحان نہوتا ہو - اور مذہب مین کوئی بات ایسی نہین جو عام طور سے سمجھ مین نہ آتی ہو - پس اس طرح سے تہذیب اور اسلام کا بیج اس وسیع قطع اور کثیر التعداد اقوام مین بویا گیا یہان تک کہ تمام ملک مین مختلف مختون کے نتایج پیدا ہین - اور صبح و شام اور دنکو اسلامی آواز (اذان) کی جھنکار گونجتی ہے اور جو زانو کہ پہلے لکڑی اور پتھر کے بتون کے روبرو جھکتے تھے اب خدائے واحد کی سا جھکتے ہین اور جو زبان ہمجنس بھائی کے کھانے اور مزہ چکھنے مین کام آتی تھی اب خدا کی عظمت اور عنایت کے بیان مین مصروف ہے -

اب مین اپنی ذاتی رائے اور موقع بیان کرتا ہون - بیان بالا سے واضح ہوا ہوگا کہ اہل افریقہ کیلئے اسلام بہ نسبت عیسوی کے زیادہ موزون ہی - مگر میرا یہہ خیال نہین ہے بلکہ مین اس بیان کیلئے بھی تیار ہون کہ اہل افریقہ کیلئے اسلام بہ نسبت عیسوی مذہب کے جیسا کہ اوسکی تعلیم ہوتی ہے زیادہ مناسب ہے مثل مشہور ہے کہ پھل سے درخت کا حال معلوم ہوتا ہی اگر یہہ مصداق حالات افریقہ سے منطبق کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ افریقہ مین اسلام بے انتہا مرتبہ افضل ہے - دیکھنا چاہئے کہ مغربی سواحل افریقہ پر تین سو برس سے زائد کی عیسوی کوشش اور نصرانی مذہب کی اشاعتون کا کیسا خفیف نتیجہ ہے اور بدنام مذہب اسلام کے بے انتہا مہذب کام کے تمرے وسط اور مغربی سودان مین کیا عزیز

صرف اسی موازنہ و مقابلہ سے ہمارے عیسوی پادری سردرگریبان ہونگے پہلے لوگ بہت ہی کم مصلحتون پر نظر رکھتے ہین اور بہت ہی کم ضروریات وقتیہ کا لحاظ کرتے ہین مشنریون کی ناکامی کی وجہہ نہایت آسانی سے معلوم ہوسکتی ہے ان لوگون نے کبھی اس امر کی کوشش نہین کی کہ اپنی تعلیمات مین عام خیالات اہل ملک کو داخل کرین عجیب اندہاپن اور ہٹ دھرمی سے غیر دلچسپ اور ناقابل عمل طریقون کے چلانیکا اصرار کرتے ہین جو باتین مذہب عیسوی مین نہایت نازک اور بعید الخیال ہین اوسکو ایسے نا تربیت یافتہ ادنی خیال لوگون کو سمجھایا جاتا ہے جو انکی سمجھہ مین آنے کا نہین لیکن وہ اپنے اصرار سے اپنی ہانکے جاتے ہین اور امید کرتے ہین کہ جو بیج اس بنجر زمین مین بوئے جاتے ہین اوسکی آبیاری علیحدہ سیح کیطرف سے ہوگی اور وہ ترقی کریگا رفتہ رفتہ پادری صاحب کو معلوم ہوتا ہے کہ ان کو مذہبی تعلیم اپنی حیثیت سے نہین دینی چاہیئے بلکہ سامعین کی حیثیت سے وہ ممبر کبھی نہ بنائینگے بلکہ ایک تختہ ہی کافی سمجھینگے۔ مین پادریون کی ہجو نہین کرتا بلکہ ان کا مداح ہون انہون نے اس تاریک براعظم مین میرے ساتھہ برادرانہ سلوک کیا لیکن جو کچھہ اعتراض ہے وہ انکے طریقہ تعلیم پر ہے مجھے امید ہے کہ ہمارے

پادری صرف مسلمانون کی کامیابی ہی کا مقابلہ

نکرینگے بلکہ اُنسے بڑھ جائینگے

جوزف ٹامسن

مدرسۂ دار الفنون اسلامیہ عمومیہ

یہہ امر مسلم الثبوت ہے کہ دولت کی وجہہ زیادہ تر حرفت و صنعت ہی سرسبزی اور قوت ادسی ملک کو ہوتی ہے جہان علمی تحقیقاتون کے ساتھہ علمی تجربات ہون اور فنون مختلفہ کی عام طور سے اشاعت ہو جو شخص ان مقبول ذریعون سے دولت اکھٹا کرتا ہی قابل ہزار تعریف ہی اور جمع کی ہوئی دولت کو ایسے ہی کامون مین لگانا صرف بہادری ہی نہین ہے بلکہ اعلی درجہ کی خوش نیتی دور نیتی اور خدا پرستی ہی۔ یورپ کی مختلف سلطنتین جو آبادی اور وسعت مین بدرجہا ایشیائی ممالک سے کم ہین لیکن صنعت و حرفت کی عام اشاعت سے دولت و قوت مین بے انتہا زیادہ ہین۔ پس مبارک ہی وہ حکومت جہان علوم و فنون کی اشاعت آفتاب نصف النہار ہو اور وہ مرد میدان جسکو ایسے امور خیر مین پیش قدمی کا شوق ہو۔

دنیا مین رائے دینے والے اور لفظون مین کسی فعل کو سراہنے والے تو ہزارون ملتے ہین مگر اجرا کے کارمین مالی اعانت دینیوالے محب قوم اور واقعی شایق علوم و فنون کا کام ہوتا ہے۔ اور سب سے زیادہ وہی عندالناس و عنداللہ ماجور ہو سکتا ہی عرب کی جو آج حالت ہی وہ کیا بلحاظ علوم و کیا بلحاظ فنون ہزار افسوس کے قابل ہے جنکے آبا و اجداد نے ایشیا، و یورپ کے دور دراز ملکون مین علم و فن کا چرچا پھیلایا آج انہین کی اولاد جہالت کی تاریک گڑہی مین پڑی ہے۔ اگرچہ دنیا کا بہت بڑا حصہ فنون جدیدہ سے بے بہرہ پڑا ہے لیکن جو بری کیفیت خاص عرب کی ہی

اور جیسی عبرت انگیز وہان کی حالت ہے شاید دنیا مین کوئی ایسا طبقہ نہوگا۔ اس حالت مین جو مرد میدان گرہمت کمکر زرسے قوت سے بدنام طبقہ عرب کو دنیا کے کارآمد علوم وفنون سکھلائیگا اور انکی پچھلی گم گشتہ علمی وعملی عزتون کی ازسرنو بنیاد قایم کریگا اور انکے اخلاق جو بہت کچھ برعکس حالت مین آج پائے جاتے ہین درست کریگا تمام دنیا کے نظرون مین گوئی سبقت لیجائیگا۔

الحمدللہ کہ اس قسم کی تحریک فی الحال زیادہ زور کے ساتھ پیدا ہوگئی ہے اور ہم نہایت خوشی سے مدرسہ دارالفنون اسلامیہ عمومیہ کی تجویز کا اعلان کرتے ہین۔ روئے زمین کے باشندے جنکو عربون کی پچھلی حالات سے بخوبی اطلاع ہے اس قسم کے تجویزون سے صرف ہمدردی ہی نہ ظاہر کرینگے بلکہ ازراہ حب انسانی ایسے طبقہ کو جو آج کس مپرسی اور معطلی مین پڑا ہے بڑہانیمین مؤید ہونگے اور جنکو قابلیت وعزت حاصل کرنا بقول لارڈ لینسڈون موجودہ گورنر جنرل کے حق موروثی ہے۔

ملک شام کے ایک نامی گرامی غیرتمند تاجر نے مصمم قصد کیا ہی۔ کہ اس نام کا ایک عالی شان دارالعلوم شہر بیروت مین بنایا جائے۔ اس قابل رشک غیرت مند تاجر کا قصد محض لفظون مین محدود نہین ہے بلکہ ساٹھ ہزار لیرے عثمانیہ جو انگریزی روپیون کے حساب سے ساڑہے پانچ لاکھ کے قریب ہوتے ہین آغاز کار مین اپنے مدتون کی کمائی سے بطور سرمایہ دیتا ہے

انتظام کارروائی کیلئے ایک انجمن ترتیب دیجائیگی جسکی دو شاخین ہونگی۔ شاخ اول مین زمانہ موجودہ کی ضرورتون کے لحاظ سے عام اسلام مین علوم وفنون کا رواج دیا جائیگا شاخ دوم مین ممالک خلما وسودان وافریقہ وغیرہ مین مذہب اسلام پھیلائیگی

تعلیم ہوگی۔ نہایت عمدہ اصول جو اس مدرسہ کے مقرر کئے گئے ہین وہ یہہ ہی۔ (۱) کہ تمام ممالک اسلام کے اس مدرسہ مین بحیثیت طالب علم مسلمان قبول کئے جائینگے اور بعد تحصیل علوم کے وہ اپنے اپنے وطن کو مراجعت کرکے وہان کے لوگون مین اشاعت علوم کی کوشش کرینگے۔ (۲) اس مدرسہ کی شاخین دور دراز ممالک اسلامیہ یا مسکونہ مسلمانان مین مقرر ہونگی مثلاً کاشغر۔ مصر۔ ہندوستان۔ وغیرہ تاکہ اخلاق کی تہذیب اور دین کی توسیع ہو (۳) ممالک یورپ کے اہل اسلام کو علوم اسلامی اور تعلیم مذہبی کی ترقی دیجائیگی جسکی وہان زیادہ ضرورت ہی۔ (۴) اس کار خیر کیلئے تمام مسلمانان دنیا سے زر چندہ کی خواہش کیجائیگی (۵) چونکہ خاص کر اہل عرب سے اس کا تعلق ہوگا جس ملک اور جس آبادی سے تمام دنیائے مسلمان ایک خاص محبت اور دلچسپی رکھتے ہین۔ اسلئے مناسب سمجھا گیا ہی کہ حاجیون سے جو صاحب اقتدار ہون نصف لیرہ عثمانی یعنے للبہ سکہ قیصری فی فرد افراد عطیہ لین۔ امید کیجاتی ہی کہ بشرط معقول فراہمی چندہ کم سے کم حضرت سلطان المعظم حبیب خاص سے پچاس ہزار لیرہ جو سا رہی چار لاکھ روپیہ ہوتا ہے عنایت فرمائین۔ بادی النظر مین مقاصد انجمن بہت وسیع اور خواہشین اہم معلوم ہوتی ہین اور مسلمانون کو دیکھتے ہوے اور انکی رغبت تحصیل علوم و فنون کیجانب معدوم پاتے ہوئے مشکل سے قابل العمل پاتے ہین مگر استقلال اور پامردی سے اکثر دشوار گذار راستے سبک روی سے طی ہوئے ہین۔ ہماری یہان ایک زندہ مثال موجود ہی جو آنریبل سرسید احمد خان بہادر نجم الہند نے مدرسۃ العلوم علیگڈھ کیلئے مفلس ہندوستان کے مفلوک الحال مسلمانون سے نو دس لاکھ روپیہ بہت تھوڑی عرصہ مین جمع کرلئے۔ اگرچہ ایک جانب مخالفت کا دریا جوش زن تھا دوسری جانب نہ زیادہ ذاتی اقتدار تھا اور نہ مالدار تھی۔ مگر اسلامی غیرت مندی اور مستقل مزاجی نے ایک ایسا نمونہ قایم کردیا جس سے یہہ امر ناممکن نہین سمجھا جاتا کہ تالیف کا مدرسہ فنون

باوجود صاحب حکومت اہل دول اور بلا اختلاف کوششوں کے (اگر کیجائین) یون ہی رہجائے۔
اگرچہ ابھی تک ہماری پاس صرف تجویز قیام مدرسہ پہونچی ہی لیکن تاہم ایسی تجویزون کو ہم دلسے
مبارکباد دیتے ہین اور امید کرتے ہین کہ ایکدن بلکہ بہت جلد حسب اعلان عملی کارروائی
شروع ہوگی۔ تحریک تعمیل کی پیش خیمہ ہوتی ہے۔ اسلیے ہمکو وثوق کے ساتھ امید کرنی
چاہئے اور سب لوگون کو امداد کیلئے تیار رہنا چاہئے کہ یہ خیال ذہن سے نکلکر
فعل تک پہونچیگا۔

اس موقع پر اس بات کا ذکر کرنا شاید بیمحل نہوگا کہ بلغاریہ کی ایک چھوٹی سی ریاست
جو ۱۸۷۸ء مین سلطنت روم سے جدا ہوگئی جسکی ۲۰۰،۹۱۹ کی آبادی اور ۲۴۳۲۰ میل
مربع رقبہ ہے اسمین ۱۸۸۸ء مین تقریبًا دو ہزار مدرسہ ابتدائی موجود تھے اور ہر ایک
مدرسہ کا خرچ ایک ہزار فرانک (ایک فرانک ۱۰ کا ہوتا ہی) مقرر تھا۔ ایک دارالفنون بنانے
کیلئے اسی علاقہ مین حکمران حال پرنس فرڈی ننڈ نے بیس لاکھ فرانک عطا فرمایا ہے۔
کیا مسلمان جنکی آج سرسری تعداد بیس کروڑ سے کم نہین جنکا ایک خدا ایک رسول
ایک قرآن ایک قبلہ ہے متفقہ کوشش سے بھی ایک دارالفنون ایسی جگہ جو تمام مسلمانونکا
مرکز ہی بنانے مین کامیاب نہونگے۔ اَلسَّعْیُ مِنِّیْ وَالْاِتْمَامُ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی

(حسن)

سلطان روم اور مہدی سوڈانی کے باہمی تعلقات

بعض انگریز اکثر اُن کارروائیون کے سوچ بچار مین اپنا دماغ خراب کرتے ہین جو چار سمندرون کے پار اونکے نام سے ہوتی ہین ان لوگون کے دلون مین ایسا کچھ خیال جمتا جاتا ہے کہ گورنمنٹ انگریزی سوا کم پر قبضہ رکھنے کی وجہہ سے چاہے اوسکو کیسی ہی فوجی کامیابی ہو کسی نہ کسی روز مصیبت مین پڑ ہی گی۔

وہ یہہ سمجھتے چلے آتے ہین کہ چونکہ ۱۸۱۸ء مین ممالک دریائے نیل خرطوم کے اوپر کے حصہ سے لیکر اسکندریہ تک مصری سلطنت کے قبضہ مین تھا اور ۱۸۸۲ء سے ابتک مصری سلطنت حسب ہدایت گورنمنٹ انگلستان کارروائی کرتی ہے اور گورنمنٹ مذکور کی حکومت دریائے نیل پر صرف وادی حلفہ تک اور بحر غزلم مین صرف سوا کم تک باقی رہگئی ہے لیکن یہہ قبضہ اوس گورنمنٹ کے شایان نہین ہے جسکی غلمرو مین آفتاب نہین ڈوبتا اس موقع پر چند سوالات حسب ذیل کرنے شاید بے موقع نہونگے۔

(۱) انگریزی گورنمنٹ نے جو یہہ قبضہ کر رکھا ہے اس سے کیا مراد ہے۔

(۲) انگریزون نے اس قبضہ کے جایز ہونیکی کیا وجہہ سمجھہ رکھی ہے۔

(۳) کیا یہہ قبضہ اخلاق کے خلاف ہے اور اگر اخلاق کے خلاف ہو تو خطرناک ہے۔

(۴) اگر خطرناک ہے تو ہم کس طرح اس معاملہ سے باہر نکل سکتے ہین۔

یکم دسمبر کو ہوس آف کامنز مین ایک بحث ہوئی سر جیمس فرگسن نے اثنائے اسپیچ مین بیان کیا کہ ہمارے وزیر اعظم نے اس چھوٹی سی جنگ کی نسبت یون

ارشاد فرمایا ہی کہ ہماری موجہ تہذیب کے مقابلہ مین یہہ جنگ ایک چھوٹی سی لہر ہے۔ فی الحقیقت اُن کا یہہ کہنا نہایت عمدہ ہے۔ صرف مصر ہی ایسا ملک نہین ہے جسکی سرحد پر اس قدر شورش اور بے امنی ہو اور وہان کے تصدیع رسان باشندون سے خبرداری کرنی پڑتی ہو بلکہ ملک روس کے سرحدات اور وہان کے باشندے بھی ایسے ہی ہین اور یہی حال انڈیا کا ہے جہان ہم کو بعض وقت معمولی حفاظت سے زیادہ کچھہ بندوبست کرنا پڑتا ہے سر جیمس فرگسن نے قبضہ سوا کم کی نسبت حسب ذیل بیان کیا۔ سوا کم کی نسبت دو پالسیان ہین ان مین سے کوئی ایک اختیار کر لی جائے۔

(۱) یا تو مصر محض اپنی حفاظت کے واسطے لڑے۔

(۲) یا آگے بڑھکر ایسی جنگ کرے کہ دشمن کو بہت دور فاصلہ پر بھگا دیا جائے اور اسکو ایسا تباہ کرے کہ پھر کبھی اُس مین لڑنیکی قابلیت ہی باقی نرہے۔

لیکن آخر الذکر پالسی کے سب لوگ مخالف ہین۔ پس یہہ امر قرار پا چکا کہ آیندہ فقط اپنی حفاظت کے واسطے ہی جنگ کیا جائے۔ اور اب ہم اپنے ارادہ سے پلٹنے کا قصد نہین کرتے ہین۔ اسوقت اگر کوئی فوجی پالسی مصر کے نسبت اختیار کرنی ہے تو وہ صرف یہی ہے کہ وہان بیٹھی ہوئی اپنی حفاظت کئے جائین لیکن اس طرح کی پالسی اختیار کرنی گویا خود ہمکو شکست کا اقبال کرنا ہے اُن انگریزون کی جو مصر مین ہین اب یہہ نوبت پہونچی ہے کہ ان کو لات مار کر سودان سے تو نکالڈالا ہے اگر یہہ اُن کا نکالنا غیر واجبی

تو کیون ہم نے اس کو تسلیم کر لیا اور اگر واجبی ہے تو پھر کیون فوجی کارروائی کو ترک کر دیا
صلح کی پالسی اختیار نہین کر لیتے ہین اور ہمنے اپنی اس پالسی کو کس وجہ سے جائز
سمجھہ رکھا ہے۔

۱۴ دسمبر کو مسٹر اسٹین ہوپ وزیر جنگ نے وزیر خزانہ کے شنبہ گذشتہ والی
تقریر کو دوہرایا اور کہا یہہ پالسی جو اختیار کیگئی ہے بذات گورنمنٹ کی پالسی
نہین ہے بلکہ ایک ایسا امر طے شدہ اسوقت ہماری پابندی کے قابل ہے جو گورنمنٹ
سابق سے اخذ کیا گیا تھا اور نیز معاہدہ ٹرکی مین صریح طور پر مندرج ہوا تھا جسکو
ہمنے ابتک ترک نہین کیا ہی اور وہ شرط یہہ تھی کہ جب ہم اپنے فرائض مصر
مین پورے کر لینگے اُس وقت ملک مصر کو چھوڑ دینگے۔

مسٹر موصوف نے لارڈ گرینول کے دو اشتہارون کو پڑھکر سنایا اُن مین آخر
اشتہار جو ۱۴ جنوری ۱۸۴۱ء مین دیا گیا تھا وہ حسب مندرجہ ذیل ہے "گورنمنٹ
برطانیہ خاص ملک مصر مین بندوبست رکھنے کے واسطے تیار ہے اور نیز بحر قلزم
کی بندرگاہون کو محفوظ رکھی گی"۔ لیکن ۱۴ مئی ۱۸۴۱ء مین لارڈ موصوف نے
سلطان روم کو یہہ لکھہ بھیجا کہ گورنمنٹ انگلیزی آیندہ معاہدہ ٹرکی کی پابندی کرنا
نہین چاہتی ہے اور لارڈ ڈفرن سے کہا کہ سلطان سے یہہ درخواست پیش کرو
کہ سلطان روم بحیثیت سلطان مصر مصری ساحل اور بحر قلزم کے بندرگاہون
کی حکومت بلا مداخلت غیر اختیار کر لین اور اپنا فوجی قبضہ وہان رکھین۔
پھر لارڈ گرینول نے اس معاہدہ کی ایسی قدر کی کہ اٹالیہ والون کو بلکہ مصنوعی

اور نکے حوالہ کر دیا اور سلطان سے کھلا بھیجا کہ چونکہ میری نصیحت کو اپنی نہین سنا اسلئے جو کچھ اس معاملہ مین ہو جائے مین اس کا ذمہ دار نہین ہون۔ سچ تو یہہ ہے کہ مسٹر سمتھ اور اسٹن ہوپ کا خیال تھا کہ اُن کو سوا کم کی حفاظت رکھتی ہی مگر پوری طور سے خود اونکو یہہ معلوم نہ تھا کہ کیون حفاظت رکھتی ہی اگر وہ معاہدہ کے دلائل کو دیکھتے تو انکو پٹر بہت خوش ہوتے اور اُس کی پابندی اُنپر لازم آتی۔ وہ یہہ بات بھول گئے کہ اونکے متقدمین نے معاہدہ مذکور کو پھاڑ کر کاغذات ردی مین ڈالدیا تھا اور اوس کے شرایط کا اونکے دلون پر کچھہ بھی اثر باقی نہ رہا تھا۔ جب سے لارڈ مذکور نے اس معاہدہ کو فسخ کر دیا اُس وقت سے افریقہ کے کنارہ پر بہت کچھہ کارروائیان ہوئی ہین۔ مصوع کی بابتہ اٹلی اور ابی سینیہ والون مین لڑائی ہوئی۔ جرمن کو ہمنے اپنی حکمت عملی سے مدد دیکر زنجبار کے کنارہ پر حملہ کروادیا مگر اُس کا نتیجہ کیا ہوا کہ عربون نے قریب کل جرمن کو وہان سے نکالدیا۔ لارڈ سالسبری نے جو ڈسمبر ۱۸۹۱ء کو پارلیمنٹ مین کھڑے ہوکر باواز بلند کہا کہ افریقہ مین تہذیب کی سو جین تلاطم مین ہین۔ وہ تلاطم امواج تہذیب اب کہان ہے افریقہ کی زمین پر۔ تو اس وقت کوئی تہذیب کی ترقی نظر نہین آتی ہے ہان مہدی جو لسرکردگی اپنی قوم کے آزادی کیوجہہ سے حق پر جد وجہد کر رہا ہے وہ تو آگے بڑہ تا ہوا نظر آتا ہے اور مہدی کی طاقت صرف اُسوقت تک رہیگی جبتک کہ سودانی مصری حکومت کو نظر حقارت سے دیکھتے ہین سودانیون کو یقین ہوگیا ہی کہ انگریز اس بات کو طے کر چکے ہین کہ مصری گورنمنٹ کا جو اپر اونکی گردنون پر

رکھا جائیگا - انگریزون سے اُن کو اسلئے نفرت ہوگئی ہے کہ وہ خیال کرتے ہین کہ یہی لوگ مصری گورنمنٹ کو ورغلان کر سودانیون پر ظلم کرواتے ہین - کیونکہ اگرچہ ستّر سال قبل محمد علی نے نوبیہ کو فتح کیا لیکن بڑے انقلابات اسوقت تک نہین ہوئے جبتک کہ خدیو اسمعیل نے سر سموئل بیکر کو خرطوم کے اس طرف جاکر دریائے نیل کی زمین کی فتح اور اس پر حکمرانی کرنے کا حکم نہ دیا تھا آخر کار اس فتح کے بعد ظلم و تعدی ملک مین پھیل گئی اور رعایا کے دلون مین بڑے خیالات حاکم کیطرح سے پیدا ہونے لگے نتیجہ اس کا یہہ ہوا کہ سودان مین مہدی اوٹھ کھڑا ہوا -

اب چونکہ سلطان مصر کا مالک ہے مصری گورنمنٹ کے خلاف مین جو بلوہ ہوا مہدیون نے کیا وہ گویا سلطان روم کے خلاف مین ہوا جیسے مسلمانون کا خلیفہ ہوکر انگریزون کے مجبور کرنے سے اپنی رعایا کو ایسی تباہی اور مظلومیت کی حالت مین ڈال رکھا ہے - انگریز اسبات کا اقبال (مصری گورنمنٹ کیطرف سے) کرتے ہین کہ سودان چھوڑ دیا گیا - مگر حقیقت مین اونہون نے سودان کو نہین چھوڑا بلکہ سودانیون نے اُن کو سودان سے نکالدیا ہے - باوجود اسکے طرفہ یہہ ہے کہ انگریز لوگ مہدی سے صلح کرنیکی کوشش نہین کرتے - یہہ حالت واقعی نازک ہے - انگلستان بحر قلزم کی بندرگاہون کے مستحکم کرنے کا اسطرح بندوبست کر رہا ہے کہ فرانس بندر اوبوک - پرائلی - بندر بیلول سے مصوع اور راس قصیر تک اور انگلستان راس قصیر سے سواکم اور سوئیز تک اپنا اپنا پورا استحکام کرلین جدہ پر کارروائی کرنے کی تجویز تو اول ہی ہو چکی تھی مگر سر جیمس فرگسن نے

یکم دسمبر کی تقریر مین اس تجویز پر اعتراض کیا اور اس ارادے سے باز رکھا۔ بحر قلزم کے مغربی کے سمندرون مین جہان نہر سویز کی راہ سے جہاز جا سکتے ہین پادشاہان یورپ کے جنگی جہاز تیار رہینگے تاکہ بروقت موقع سلطان کی قلمرو پر بربردہ فروشی کے دفع کرنیکے حیلے سے حملہ آور ہون۔ ان باتون کا نتیجہ یہہ ہوگا کہ مہدی اور صحرا نشینون سے دریائے نیل کیطرف سے اور سلاطین یورپ کے ہاتھون سے ساحل کیطرف سے وسط سودان کی غریب قومین حیران اور پریشان رہینگی کیا خوب یہہ تھوڑا سا قطعہ ارضی جو امواج تہذیب کے تلاطم سے ابتک بچا ہوا تھا اور ہمکو نظر آرہا تھا اب تہذیب کے موجین اسے بھی لوٹ لینگی اور یہہ کوئی دم مین ہماری آنکھون سے غائب ہوجائیگا۔

ہم سوال کرتے ہین کہ اگر ہم مصر اور سودان کو چھوڑ دین اور سلطان روم جو مسلمانون کے خلیفہ ہین انکو اپنی رعایا کی پوری پوری نگرانی کرنے دین تو ممکن ہے کہ یہہ ابتری اور خونریزی کا زمانہ ٹل جائے اگر انگریزی گورنمنٹ مصر کو صرف سلطان کے بھروسہ پر چھوڑ دیتی تو اون کو ایک نہایت عمدہ موقع دنیا کی نظرون مین سبکدوشی کا میابی کا حاصل ہونا ہم بخوبی جانتے ہین کہ اس ملک مین انسی بھی رسوخ لوگ ہین جو یہہ سمجھتے ہین کہ اگر سلطان کو اونکی چھپی ہوئی اختیارات کے بحال کرنے سے دنیا کو امن ملے وہ امن بڑا ہی قابل قدر ہوگا۔ جسوقت سلطان روم اور مہدی کی آپسمین صلاح ہوجائیگی تو یقیناً اسوقت یہہ جنگ ملتوی ہوجائیگی مگر یہان اتنا تو ضرور ہوگا کہ افریقہ مین عیسائیون کی بادشاہت باقی نہ رہیگی۔ ان صاحبون کے دلسے جو ہماری اس تجویز کو بدل پر جنگ ہمنے اس امر کی بھی اجازت حاصل کرلی ہے کہ ڈاکٹر لائٹنر کے اس رسالے کو جسمین پانچ سال قبل سلطان روم خلیفہ مسلمانون کے اقتدار اور اصل حالت مہدی کو نشیر بیان کیا گیا تھا پھر اپنے ناظرین کیواسطے شائع کردین فقط

(ڈاکٹر لیٹنر کا آرٹیکل متعلقہ مہدی اور خلیفہ پرچہ آئندہ مین مطبوع ہوگا)

ضمیمہ سن

اشتہار

دوارکا ناتھ اینڈ کمپنی لاہور

یہہ آپکی دیسی کمپنی عرض پیرا ہو کہ ہمارے پاس عمدہ عمدہ جیبی گھڑیان آئی ہین۔ جنکی بابت صرف اتنا ہی کہنا کافی ہوگا کہ اگر عمدگی کے طرف خیال کیا جائے تو ان دامون نہایت ہی ارزان ہین اور ہم اقرار کرتے ہین کہ اگر ناپسند ہون بلا جیب مین ڈالنے کے ایک ہفتہ کے اندر واپس کر دین۔ محصولڈاک معاف۔

گارانٹی ۴ سال نکل کیس	گارانٹی ۵ سال خالص چاندی
(۱) اوپن فیس بلا چابی پن والی ۱۰	(۷) نقش دار لیور ڈبل کیس چابی دار ۱۸
(۲) " قسم اعلی ۱۲	(۸) " ہاف ہنٹنگ ... ۱۹
(۳) " " لیور ریکے ۱۲	(۹) خالص چاندی ڈبل کیس آٹھ روز کی چابی والی ۲۰
(۴) " " کلان لیور ۱۳	(۱۰) " جیبین تاریخ اور دن بھی ہے ۲۰
(۵) ہاف ہنٹنگ بلا چابی موصوف بصفت بالا ۱۶	(۱۱) " جیبین تاریخ دن اور چاند بھی کلتا ہے ۲۵
(۶) اسکول کے لڑکون کے واسطے بلا چابی گھڑی ... ۱۰	(۱۲) خالص چاندی اوپن فیس جسکو کبھی چابی کی ضرورت نہیں ۲۵

سوائے انکی کلاک ٹائم پیس زنجیر نکل و خالص چاندی کے موجود ہین اور عمدہ اہتمام سے گھڑیان مرمت بھی کیجاتی ہین

المشتہر

دوارکا ناتھ اینڈ کمپنی سوداگران ساعت و کلاک نکل لاہور۔

تدبیر نوجوانی یعنی

پیر کو کرتا ہے یہہ روغن جوان

یہہ روغن قوۃ باہ کا حکم اکسیر اعظم کا رکھتا ہی جس سے پیران ہفتاد سالہ تک کو یکسان نفع ہوتا ہے اسکے استعمال مین نہ کسی قسم کے پرہیز کی ضرورت ہی نہ آبلہ وغیرہ کا کچھ خطر رگ و پٹہ کو حیرت بخش استحکام بخشتا ہی اور ہر قسم کے امراض نامردی کو خواہ وہ کسی سبب سے عارض ہون بحر خلقی مادرزاد نامردی کے اپنی معجزنما تاثیر سے رفع دفع کرتا ہی اور صرف ایک ہفتہ کے استعمال سے فائدہ کامل ہوتا ہی ترکیب کا کاغذ ہمراہ تیل کے ملتا ہی قیمت فی شیشی پانچ روپیہ محصول ۴ اور ہر ایک شیشی مین ایک تولہ روغن رہتا ہی

دوا عجیب یعنی معجون زمرد

زمرد کا کشتہ جو باجزائے مناسب تیار کیا گیا ہی چہارحصہ چاول کے برابر خوراک ہوتی ہی قیمت فی خوراک ایکر روپیہ پانچ روز یا گیارہ روز کی خوراک مین بفضلہ فائدہ کلی ہوتا ہی خواص آن برائے قوۃ باہ اور تمام امراض متعلقہ اوسکے خواہ وہ کسی قسم کے ہون اور سوزاک کہنہ ہو خواہ جدید۔ دافع جریان مقوی دماغ و اعصاب رئیسہ دار واح وضیق النفس و سرفہ کہنہ خواہ جدید خشک ہو یا تر اور لاغری بدن اور دفع وبائے ہیضہ مین تو حکم اکسیر اعظم کا رکھتا ہی یعنے کیسی ہی مریض کی حالت زوی ہوکر خراب ہوگئی ہو بفضلہ صحت ہوگی۔ (اکسیر حیات) یعنی عرق نجاہ۔ امراض ضعف جگر و دماغ و صفاوی خون و انواع درد و اقسام تپ جڑکا چوتھیا تپ دق استسقا ملحال۔ آتشک۔ سوزاک۔ جریان سفید داغ۔ ناسور۔ بواسیر خونی و بادی اور شراب خواری اور چانڈو نوشی سے جو خشکی لاغری اور ضعف جگر وغیرہ لاحق ہوتے ہین سبکو بغیر پرہیز رفع کرتا ہے ایک بوتل یک ماہ کو کافی ہوگی قیمت فی بوتل پانچ روپیہ محصول ایکر روپیہ۔ (عجیب چیز) تحلیل بواسیر خونی و بادی و تحلیل درد و سوجہ کیلئے عجیب چیز ہی پہلے ہی روز ایک دوبار کے استعمال سے درد و جریان خون دفع ہوتا ہی اور تین ہفتہ مین بفضلہ ورد و سوجہ بالکل دفع ہوجاتے ہین اور

پھر کبھی عود نہین کرتے وزن عرق ۲ ماشہ قیمت پانچ روپیہ محصول ۴ جہان نما اس عرق کے لگانے سے آنکھون کی روشنی تیز ہوتی ہی پھولی دہند۔ درد دسر مزمن چشم جملہ بیمارہونکو دفع کرتا ہی قیمت پانچ روپیہ محصول ۴ وزن عرق ۲ ماشہ۔

خضاب نایاب

ایسا مثل رنگ ڈہنک ہے نادر خضاب ہے
گویا کہ آمد آمد فصل شباب ہے

جیسی کہ عوام مین خضاب سے دقتین واقع ہوتی ہین ہر شخص پر ظاہر ہین یعنی چوتھی آٹھوین روز مہندی لگا کر باندہنا اور بعد دو تین گھنٹہ کے پھر وسمہ لگا کر باندہنا آہین قریب ۲ گھنٹہ کے وقت ضائع ہوتا ہے اور بالون کے سیاہ ہونیکے سوا اور کوئی فائدہ نہین اور نقصان بہت۔ ظاہر ہو کہ مہندی اور وسمہ کا پانی جب دماغ مین جذب ہوگا تو اُس سے سوا نقصان اور کوئی فائدہ نہین جیسا کہ ایام سرما مین مثل سردی وغیرہ کے جسقدر کہنی بجا ہی انہین فتنون کے سبب سے یہہ خضاب نایاب تیار کیا گیا جسقدر تعریف کیجائے بجا ہی ناظرین سے امید ہو کہ قیمت بھیجکر طلب کرین۔ اسمین کوئی مبالغہ نہین۔ تھوڑی تعریف اسکے اجزا کی ظاہر کرتا ہون دافع بالجملہ خارشت سر ضعف دماغ علاوہ برین خوشبو مین بیمثل کیوڑہ باعث دراز ی موے دماغ ہی بالونمین سختی نہین آنے دیتا بلکہ ملایم رکھتا ہی سیاہی مین بالونکو مقابل اصلی بالونکی کرتا ہی دوسرے روز بطور روغن چنبیلی لگانا ہوتا ہی کسی چیز سے باندہنے کی ضرورت نہین۔ دوسرے تیسرے روز لگائی تو بال مثل اصلی بالونکی سیاہ ہونگی کوئی تمیز نہ کر سکیگا کہ یہہ خضاب ہے۔ ایک بوتل مین ۳۰ روپیہ بھر یعنے ڈیڑہ پاؤ ہوتا ہی قیمت فی بوتل عیلاوہ۔ علاوہ محصول نصف شیشی عیلاوہ چہار شیشی عیلاوہ۔ اس سے کم نہین بھیجتے ہین۔ میرے شفاخانہ مین علاوہ اسکے ہر قسم کا علاج ہوتا ہے۔

اطلاع ضروری۔ واضح ہو کہ بہت سے سندی خطوط یعنے سرٹیفکٹ جو صاحبان پورپین بہادرون نے میرے عمدہ علاج کے ثبوت مین عطا فرمائے ہین اور نیز ہندوستانی خطوط صحت قریب ہزار بارہ سو موجود ہین جو شاید اور کارخانون مین نہ ہونگے چاہیئے کہ طلب فرما کر ملاحظہ ہون میری ادویہ سے ہزارون نے صحت پائی ہی اور بغیر سفارش بہت ملکون کے سرٹیفکٹ موجود ہین آدہ آنہ ٹکٹ بھیجکر

طلب کریں کیونکہ بعض حکیموں نے اپنے شہر کے رئیسوں سے خوشامد کر کے سرٹیفکٹ بنا لئے ہیں پس میری سرٹیفکٹ اور ان حکیموں کے سرٹیفکٹوں میں بڑا فرق ہے لازم ہے کہ پہلے سرٹیفکٹ منگا کر ملاحظہ فرمائیں تاکہ دھوکا نہ ہو۔ ایک طویل فہرست بہت سے ادویہ کی جو اخبار میں گنجایش طبع نہیں رکھتی اور جس سے کلف زندگی تا دم مرگ انسان قایم رہتا ہے قابل ملاحظہ ہے جو صاحب چاہیں کارخانہ سے طلب کریں مفصل کیفیت ادویہ کی فہرست سے ظاہر ہوگی۔ **المشتہر**

حکیم ابوالحسن شفاخانہ حکیم صفدر حسین صاحب شہر بنارس محلہ الہ ندی

مجرب آزمودہ شرطیہ دوائیں

امراض ذیل کی ادویہ شفاخانہ زبدۃ الحکماء ڈاکٹر غلام نبی ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور میں جو ۱۸۷۲ء سے جاری ہے ملتی ہیں مفصل فہرست و سرٹیفکٹ ٹکٹ آنہ سے ملسکتی ہیں۔

(طلاء) مورد استعمال بچہ ہیں کے نقص رگون کی رطوبت و بگاڑ دور کرتا ہے فی تولہ ۱۱ (سرب) دافع نامردی رقت منی جریان سرعت انزال احتلام دائمی قبض ضعف اعضاء رئیسہ معدہ تاریکی چشم درد سر وغیرہ جو کثرت مسکرات و اقسام فواحش سے کمی اشتہا ضعف جگر و سستی لاحق ہو دور کرتا ہے۔ فی بوتل للہ ۱۱۔ (سورا ک و قرحہ) نیا ہو یا پرانا علی العموم ۴۸ گھنٹہ میں اپنا اثر سڑن ریم وغیرہ کو زائل کرتا ہے۔ فی تولہ ۱۱ ہیر ائیل خوشبودار بالوں کو سیاہ رکھتا ہے نزلہ زکام ریزش درد سر ضعف دماغ و بصر کو مٹاتا ہے فی شیشی ۱۱۔

(حب آشک) بلا منہ قی دوست دور کرتا ہے پیر پھوٹتا نہیں دو ہفتہ للہ ۱۱ (کحل الجواہر) سرمہ مقوی بصر حافظہ بینائی دافع نزول دو ہند جالا خارش پانی جانا ۱۲ ماشہ ۱۱۔

(عجیب الاثر سنون) دانت کا ہلنا کیڑا لگنا بدبو سیل خون جانا مسوڑوں کی خرابیاں ۱۱ تولہ ۱۱

(حب بواسیر) بادی خونی مسوڑوں کی ٹیسیں قبض کو مفید ہو ہفتہ عمل۔

(حب ذیابیطس) بار بار آنا پیشاب کا دیباس کمزوری دلاغری کو دافع ہے۔ فی تولہ ۱۱

(حب قایم مقام) افیون و چانڈو بلا ضرر و جیج نشہ چھوٹ جائے۔ فی تولہ ۱۱

(عرق ماء اللحم انگوری) مفرح۔ مولد خون۔ مصفی مقوی دماغ ضعف جگر دل دماغ و معدہ۔ درد سر تاپ نکلی وجع مفاصل۔ لاغری ضیق النفس سرفہ کہنہ بیقاعدگی ایام حیض لقوہ فالج رعشہ فی بوتل عمدہ ۳ بوتل سے کم (روغن اعجاز) ناسور۔ بھگندر۔ تالو کا سوراخ خنازیر۔ بذکیر مرض رخموں کے کالی کمالنسی۔ قی ایام حمل خسرہ چیچک کو جلد دفع کرتا ہے۔ ۲ بولہ عمدہ رسالہ دافع آتشک وسوزاک۔ رسالہ ہیضہ۔ رسالہ بواسیر۔ سفرات سکرات۔ رسالہ حافظ صحت سالانہ عمدہ ۱۲ر ۱۰ر ۹ر ۹ر

ASHU'S POWDER

سفوف آشش

اسکے استعمال سے شراب خواری کی عادت اور اس سے جو بیماریاں لاحق ہوتی ہیں اُس کو بالکل دفع کر دیتا ہے۔ سوئے ہضمی اور قصور ماضمہ کو بھی بہت مفید ہے قیمت فی شیشہ ۲ ہے درخواست بنام۔ ائی۔ ٹی۔ کرجی مقام بارنا گور کلکتہ آنا چاہئے۔

The Great Oriental Medica-mentum

بڑی مجرب و آزمودہ مشرقی دوا

ڈاکٹر۔ جی۔ بی۔ شاہ کا سمارٹین ڈپاس

اس دوا کے استعمال سے اعضائین قوت پیدا ہوتی ہے اور حسب ذیل بیماریوں کو بہت مفید ہے

امراض تلکم۔ شانہ گردہ۔ پھیپڑا اور دل کو۔

اور بہت لوگوں نے اسکو کھایا اور تعریف کیا ہے اور بہت ساری سرٹیفکیٹ موجود ہیں۔

درحسب ذیل امراض کیلئے بہت مفید اور مجرب ہے۔

دما۔ کھانسی۔ استسقا۔ کرم شکم۔ سنگ ثانہ۔ تپ کہنہ۔ مرض دل۔ اختلاج القلب جگر۔
عصبی درد سر۔ ناسورات اندرونی۔ سوزاک کہنہ۔ آتشک سوزش۔ کہنہ ثانہ۔ زکام وغیرہ
اور اسکے جسم پر لگانے سے سوزش زخم دات۔ فالج برص وجع مفاصل۔ نقرس قرحہ آتشک
امراض ہر قسم جسم کو فائدہ بخشتا ہے۔ اور ترکیب استعمال کی ہمراہ دوا ملتی ہے۔
یہہ مختلف قسم کی قیمت پر بکتا ہے۔ عدد۔ عدد ۲ے۔ ۴ے۔ اور ایکمشت دس شیشیون کی
قیمت دس ۱۰ روپیہ۔ محصول ڈاک ۴ر

المشتہر

ای۔ ٹی۔ مکہ جی۔ بارنا گور کلکتہ

التماس

جن حضرات نے ازراہ عنایت و قدردانی زرچندہ حسن سے اعانت فرمائی ہے اُن کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

جن عنایت گستروں نے ہنوز شکر گذار نہیں فرمایا امید ہے کہ ایام گذشتہ و سال حال کے زرچندہ سے مرہون منت فرمائینگے۔

رسالہ ہذا کو زیادہ محبوب و قابل قدر بنانیکیلئے اندرون ریاست و بیرونجات کے اعلیٰ الشان پردازاور مشہور ذی فہم حضرات نے اعانت کا وعدہ فرمایا ہے جنکے کلام سے ہمکو عزت رسالہ کو سرخروئی اور ناظرین کو مسرت ہوگی۔

ناظرین پر تمکین اپنے تبادلہ مقامات سے دفتر کو سرفراز فرماتے رہیں۔ بسا اوقات عدم وقفیت رسالہ دیر میں پہونچتا ہے یا واپس آتا ہے اور ہم ناکردہ گناہ معورد شکایت دوستانہ ہوتے ہیں۔

منیجر رسالۂ حسن

اشتہار باغستان

ہمارے باغ مین ایشیا اور یورپ کے مشہور مشہور اور دور دراز مقامات سے آئے ہوئے مختلف قسم کے میوؤن کے پودے موجود ہین جسکی نظیر شاید تمام ہندوستان مین بہت کم ہوگی۔ یہان پر چند پودون کے نام معہ تعداد اقسام لکھے جاتے ہین۔ جو صاحب شوق خواہش کرین طلب فرمائین۔

(۱) قلمی (پیوندی)	۴۴	اقسام فی	۸ر	(۲) سیب	۳۳	اقسام فی	عصہ
(۳) شفتالو	۱۷	″	″ ۸ر	(۴) آلو بخارا	۹	″	″ ۸ر
(۵) انار	۵	″	″ ۴ر	(۶) شہتوت	۲	″	″ ۴ر
(۷) بیر	۶	″	″ عصہ	(۸) زرد آلو	۵	″	″ عصہ
(۹) جام (امرود)	۷	″	″ ۴ر	(۱۰) سنترا	۱۲	″	″ عصہ
(۱۱) چکوترا	۵	″	″ عصہ	(۱۲) انجیر	۵	″	″ ۴ر
(۱۳) انگور	۵۲	″	″ ۸ر	(۱۴) واسی (پیین کا میوہ)	۲	″	″ عصہ
(۱۵) لکاٹ	۵	″	″ عصہ				

جو درخت فی الحال تیار ہون تاریخ درخواست سے ایک مہینے کی مہلت مین بھیجدئے جاینگے۔

المشتہر

حاجی عبدالصمد خان مینیجر رسالہ حسن

رسید زر چندہ رسالہ حسن

(۱) عالیجناب نواب سر سالار جنگ مختار الملک
عماد السلطنتہ بہادر کے۔ سی۔ آئی۔ ای۔ دام اقبالہ ۱۰۰

(۲) عالیجناب شجاع الدولہ منیر الملک بہادر معین المہام
سرکار عالی علاقہ مال دام اقبالہ ۱۰۰

(۳) عالیجناب نواب آصف نواز جنگ بہادر معتمد صدر محاسبی ۱۰۰

(۴) عالیجناب نواب عماد جنگ بہادر معتمد عدالت کوتوالی ۱۰۰

(۵) عالیجناب نواب مقتدر جنگ بہادر صوبہ دار صاحب
صوبہ عزیز ۱۰۰

(۶) عالیجناب مولوی سید احمد حسین صاحب
اول تعلقدار لنگسگور ۱۰۰

(۷) عالیجناب خان بہادر محمد سلام اللہ خانصاحب جاگیردار
و آنریری مجسٹریٹ و پولیس گھاٹ صوبہ برار ۱۰۰

(۸) عالیجناب مولوی سید علیصاحب بلگرامی۔ بی۔ اے
منصرم ہوم سکرٹری سرکار عالی ۱۰۰

(۹) عالیجناب نواب مقرب جنگ بہادر صدر محاسب
سرکار عالی ۱۰۰

(۱۰) عالیجناب مولوی غلام علیصاحب قریشی
معہ سہ مددگار مال صوبہ شمالی ۷۵

(۱۱) عالیجناب نواب رفعت یار جنگ بہادر کمشنر انعام ۵۰

(۱۲) عالیجناب نواب نظام یار جنگ حسام الملک
خانخانان بہادر معین المہام متفرقات ۵۰

(۱۳) عالیجناب نواب بہرام الدولہ بہادر ۵۰

(۱۴) عالیجناب مولوی سید حسن الدین صاحب
سیوم تعلقدار ناندیر۔ ۵۰

(۱۵) عالیجناب ڈاکٹر محمد حفیظ الدین صاحب
مددگار رکن دارالشفا۔ ۵۰

(۱۶) عالیجناب جیرا دجیو صاحب۔ ۵۰

(۱۷) عالیجناب سید اسد اللہ صاحب
اول تعلقدار میدک ۵۰

(۱۸) عالیجناب مولوی احمد عبد العزیز صاحب
مددگار محاسب صاحب سرکار عالی ۵۰

(۱۹) عالیجناب میرزا کاظم علیصاحب ۵۰

(۲۰) عالیجناب محمد رستم علیخان صاحب
مددگار ناظم کوتوالی اضلاع۔ ۵۰

(۲۱) عالیجناب میرزا فیاض علیصاحب ۵۰

(۲۲) عالیجناب مولوی میر امیر علیصاحب۔ اول تعلقدار اندور ۵۰

(۲۳) عالیجناب رائے الفنا پرشاد صاحب
اول تعلقدار گلبرگہ ۵۰

(۲۴) عالیجناب مولوی سید شجاعت علیصاحب
صدر مددگار مال صوبہ جنوبی ۔ صہ

(۲۶) عالیجناب بہرام جی مانک جی اول تعلقدار ۔ صہ

(۲۸) عالیجناب مولوی عضنفر (نانديد) علیصاحب ۔ صہ

(۲۹) عالیجناب مولوی محمد ابراہیم خانصاحب
وکیل درجہ اول ۔ صہ

(۳۱) عالیجناب کی رام چندر راؤ جیو صاحب ۔ للہ

(۳۲) عالیجناب مولوی بشیر الدین احمد صاحب
مددگار فوج بیقاعدہ ۔ سے

(۳۴) عالیجناب میرزا مہدی خانصاحب
جیالوجسٹ ۔ سے

(۳۵) عالیجناب مولوی سید علی حسن صاحب
منصرم معتمد مالگزاری ۔ صہ

(۳۷) عالیجناب ڈاکٹر محمد عباس صاحب
۔جی۔ایچ۔ایم۔ایس۔ اسسٹنٹ سرجن
دواخانہ افضل گنج ۔ صہ

(۳۰) عالیجناب مولوی حکیم سید علیصاحب
سررشتہ دار محکمہ رجسٹراری ۔ للہ

(۳۳) عالیجناب میر کاظم علیصاحب
مددگار صفائی بلدہ ۔ سے

جلد دوم　　حسن　　نمبر ۳

مارچ ۱۸۹۹ عیسوی

مضامین

صفحہ

آئین قیصری از شمس العلما خان بہادر مولوی محمد ذکاء اللہ صاحب سابق پروفیسر میور کالج الہ آباد (اس مضمون کے صلہ میں ایک اشرفی نذر دیگئی) ۱

جزیہ۔ از مولوی محمد شبلی صاحب نعمانی پروفیسر مدرسۃ العلوم مسلمانان علیگڈھ ۲۹

اسلام کی اشاعت یورپ میں از نواب عماد نواز جنگ بہادر ۳۵

یورپ اور ہندوستان کی تلوار ایضاً ۴۰

برٹش بلوچستان ۴۳

انسداد غلامی ۴۷

قلعہ گوالیار ۶۳

حیدرآباد دکن

مطبع حسن میں چھپا

حسن

آئین قیصری

حیدرآباد دکن مین جناب نواب عماد نواز جنگ بہادر حسن بن عبد اللہ نے ایک رسالہ حسن ماہوار جاری کیا ہی۔ اسکے واسطے مجھ خاکسار سے بھی مضمون نگاری کی فرمائش کی اسلئے مین اس سوچ بچار مین تھا کہ کونسے مضامین لکھنے اس رسالہ کے واسطے موزون و مناسب ہونگے۔ سو میرے خیال مین آیا کہ آجکل کے زمانہ مین برٹش گورنمنٹ کے افعال و اعمال معرض بحث مین آرہے ہین۔ اور انپر تحریرون کے طومار کے طومار بندہ رہے ہین بہتر ہوگا کہ مین ویسے مضامین لکھون کہ جنسے میرے ہموطنون کے ذہن نشین ہوجاے کہ اس دانشمند فراخ حوصلہ آزاد منش برگزیدہ کردار سلطنت کی بدولت سیکڑون منفعتین۔ برکتین نعمتین ہم کو ایسی حاصل ہوئی ہین کہ دل سے انکی سپاس گزاری ہمپر لازم ہے۔ جو طعن و طنز اسپر ہوتی ہین وہ محض تہمتین و بہتان ہین۔ فورین گورنمنٹ (یعنے غیر قوم کی سلطنت) اس سے بہتر کبھی دنیا مین نہین ہوئی جیسی کہ اس زمانہ مین ہمپر ہی۔ دنیا کی تاریخ مین اسکی نظیر بمشکل سے نظر آئیگی۔ یہہ سب مضامین ملکر ایک مبسوط کتاب ہوگی۔ ہر یک باب اس کا ماہوار رسالہ حسن مین شایع ہوگا جس مین گورنمنٹ ہند کے ایک صیغہ کا بیان مختصر ہوگا۔ اس کتاب کا نام آئین قیصری ہوگا۔

کوئی اس نام آئین قیصری سے یہہ نہ سمجھے کہ مین نے آئین اکبری کا منہہ چڑایا ہے اور اس کا ہم قافیہ بنایا ہے بھلا کہان مین کہان ابو الفضل جو اپنے

وقت مین پرنس بسمارک اور وزیر گلیڈسٹون کا سا عالی دماغ تھا جیسا میرا علم و فضل ابوالفضل کی علم و فضل کے مقابلہ مین کچھ حقیقت نہین رکھتا ایسی ہی سلطنت قیصری کے آگے سلطنت اکبری کی کچھ حقیقت نہین۔ اکبر صرف ہندوستان کا شہنشاہ تھا قیصر ہند دنیا کے ساتوین حصہ پر فرمانروا ہین جس مین تیس کروڑ آدمی رہتے ہین۔ ہان یہہ سچ ہے کچھ مین اپنی کسرنفسی سے نہین کہتا کہ مجھ مین ایسی کتاب لکھنے کی لیاقت و قابلیت نہین ہے مگر مین نے تو اپنا حال اس مفلس کا سا بنا رکھا ہے کہ جس کے پاس دو چار سو گز زمین ہو۔ اس مین وہ اپنا کچا پکا مکان دو کوٹھری ایک دالان کا بنائے۔ آگے سائبان ڈالے۔ تنگ صحن مین ایک چھوٹی کیاری لگائے پھر اس کے دماغ مین یہہ ہوس سمائے کہ جس باغ مین جو پھول خوشبودار خوشنما نظر آئے۔ اس کو اپنی کیاری مین لگاتا چلا جائے۔ اسکے سرسبز و شاداب کرنے مین اپنی ساری کمائی اور اوقات بسر کرے۔ اور کچھ یہہ فکر نہ کرے کہ یہہ مختلف طرح کے پھول کیسی ایک تھگلی برابر زمین مین نشو نما پا سکتے ہین۔ بہت سے سوکھ کر کملا جائینگے بدنما معلوم ہونگے۔ فقط اس دھن مین اپنی مست ہو کہ اگر ایک پھول ہی کھل جائیگا تو میرا دل باغ باغ ہو جائیگا۔ پس مین نے بھی مختلف علمون مین بائیس تیئیس ہزار صفحے لکھ ڈالے اور چھاپے کے پتھرون کے سفید منہہ کالے کر دئے اور اب بھی لکھے جاتا ہون۔ قلم کے بوستان و ہنر کے گلستان مین جو پھول مجھ کو خوش نظر آتا ہے۔ اسکو اپنی زبان کے خیابان مین لگا دیتا ہون۔ کچھ نہین سوچتا کہ اس کی باغبانی اور آبیاری کی قابلیت

مجھ مین ہے یا نہین - اپنے اس خیال کا دیوانہ ہون کہ اگر ان مین سے ایک پھول ہی اپنی بہار دکھلائیگا تو میری ساری ریاضت کا پھل ملجائیگا —

اصل وجہ اس نام رکھنے کی یہہ ہے کہ مین جنوری ۱۸۹۹ء مین پٹیالہ گیا تھا - وہان کے ایک مشہور خاندان خلفا کا دو روز مہمان رہا - خدا تعالےٰ نے اس خاندان کو علم و عقل و حسن سیرت و صورت و دولت سب عطا فرمائی ہے جب ان سے مین نے اس کتاب کے مضامین کا ذکر کیا تو جناب مشیر الدولہ خلیفہ سید محمد حسین خانصاحب بہادر نے فرمایا کہ اس کتاب کا نام آئین قیصری رکھین کہ جس سے کتاب باسم با مسمی ہوجائے مجھے یہہ ارشاد اُن کا پسند آیا - اور آئین قیصری نام رکھا -

باب اول

(آئین گورنمنٹ قیصری)

ہندوستان کا فرمانروا انگلستان ہے جہان کی برابر تدابیر ملکی کا ایجاد دنیا مین کہین نہین ہوا خوش انتظامی کا قانون جہان مین اُسنے جاری کیا ہے - ہمارے ملک کی گورنمنٹ ایک فرع انگلستان کی اصل گورنمنٹ کی ہے - اصل کا بیان فرع مقدم ہونا چاہیئے - اسلئے ہم انگلستان کی گورنمنٹ کا حال پہلے بالاجمال بیان کرکے پھر اپنے ملکی گورنمنٹ کا ذکر کرینگے -

گورنمنٹ ایک انگریزی لفظ ہے جو ہماری زبان مین مروج ہوگیا ہے اسکی جگہہ یہہ الفاظ ہم بولا کرتے ہین - سرکار - حکومت - عہد - عملداری - سلطنت کبھی

کسی صوبہ اعظم کے حاکم اعلی پر ہی اطلاق کرتے ہین سلطنت اور گورنمنٹ کے معنی قریب قریب ہین دونون کے لغوی معنی غلبہ کے ہین اور اصطلاحی معنی اس قوت عظمی کے ہین کہ گروہا گروہ آدمیون کو تابع بناتی ہے۔ مگر اس کے ساتھ وہ روشین وطرزین وسیلے وطریقے بھی شامل ہین جسکے موافق وہ اپنا عمل کرتی ہے۔ غرض گورنمنٹ قوت عظمی اور اس کے استعمال کے قاعدون کا نام ہے۔ وہ ایک قوت غالبہ اور قدرت فایقہ ہوتی ہے کہ گروہا گروہ آدمیون مین سے ہر فرد کی اور ہر گروہ کی مرضی کو اپنی مرضی کا تابع بناتی ہے۔ وہ خود مختار بلا قید ہوتی ہے۔ انسانیت۔ مذہب۔ دانائی اس کی کارفرمائی کیلئے ایسی ہی رکاوٹ ہوتے ہین جیسے ایک فرد بشر کیلئے ٹھیک ٹھیک گورنمنٹ کا اطلاق اسی قوت غالبہ پر ہوتا ہے جسکو کوئی رسم وقاعدہ خواہ وہ پہلے سے ہو یا انہین کا خود بنایا ہوا ہو اسکی چال کو روک نہ سکے اور کوئی شخص اس سے یہہ جواب نہ طلب کر سکے کہ تو نے یہہ کام کیون کیا ہے۔ جو گورنمنٹ قایم ہوتی ہے اسکے لئے ضرور ہے کہ یا تو لوگون نے اپنے لئے آپ اس کو رضامندی سے بہ خوشی خاطر قبول کیا ہو یا انکو اس کے قبول کرنے مین ایسی نارضامندی نہو کہ وہ اس کی بیخ کنی وبربادی کے واسطے مقابلے پر آمادہ ہون۔ پہلی صورت انگلستان کی دوسری صورت ہندوستان کی ہے۔ پہلی صورت رعایا کی مرضی سے اور دوسری صورت فتح اور اس کے سپاہ کی مرضی سے پیدا ہوتی ہے۔ گورنمنٹ کیلئے یہہ بھی ضرور ہے کہ جن لوگون کے لئے وہ بنی ہو وہ اس سے راضی ہی ہون

اور اس کے ساتھ اس میں یہہ قابلیت و استعداد بھی ہو کہ اس کو مستحکم اور برقرار رکھہ سکیں اور وہ گورنمنٹ کے مقاصد کے پورا کرنے کی قابلیت بھی رکھتے ہوں اور بخوشی خاطر ان کے سرانجام دینے کو آمادہ ہوں۔ جبتک یہہ اوپر کی تین باتیں موجود نہیں ہوتیں کوئی گورنمنٹ استحکام نہیں پا سکتی اور نہ وہ برقرار رہ سکتی ہے۔ خلاصہ یہہ ہے کہ گورنمنٹ وہ قوت عظمی ہی کہ جو سوا اپنی مرضی کے رعایا کو کسی اور کی مرضی کا تابع نہیں ہونے دیتی اور کوئی کام اپنی مرضی کے خلاف رعایا کو کرنے نہیں دیتی اس کو یہہ استحقاق بھی حاصل ہے کہ وہ رعایا کے باہمی تعلقات کی تحقیقات کرے۔ جیسے کوئی اس کے احکام کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ایسا ہی کوئی اس تحقیقات میں اس کا ہاتھہ نہیں روک سکتا۔

گورنمنٹ پر یہہ خدمات رعایا فرض ہیں تنظیم و تنسیق و توضیع قوانین اور پھر ان قوانین کی پابندی کے ساتھہ حفظ حقوق رعایا جس سے جان و مال و عزت و آبرو رعایا کی سلامت رہے و اصلاح معاشرت کی ترقی ہو۔ انہیں خدمات کا نام انگریزی میں ایگزیکیوٹیو۔ لیجس لے ٹیو۔ جوڈیشل ہے۔ لیجس لے ٹیو توضیع قانون ہے یعنے کسی خاص باب میں گورنمنٹ اپنی مرضی شاہانہ کا اظہار کرتی ہے۔ جس میں وہ شخصی اغراض سے قطع نظر کرتی ہے اور یہہ نہیں خیال کرتی کہ اس پر کیا اثر ہوگا۔ جوڈیشل خدمت یہہ ہے کہ عام قوانین جو اقسام مقدمات کیلئے وضع کئے گئے ہیں ان کے موافق جو رعایا میں مخاصمت پیدا ہو اسے فیصلہ کر دے ایگزیکیو خدمت تنظیم و تنسیق ہے جو اوپر کی دونوں خدمتوں کی تعمیل تکمیل

سے ساتھ کرے

اب گورنمنٹ کہو یا سلطنت وہ زمانہ قدیم سے تین قسم کی چلی آتی ہین شخصی - نوعی جمہوری - شخصی کے لغوی معنی وجود بدن کے ہین خواہ انسان کا ہو یا کسی اور کا شخصی سلطنت کے اصطلاحی معنی یہہ ہین کہ افراد انسانی مین سے ایک فرد اپنی ابنا جنس پر بلا قید حکمرانی کرے - نوع کے لغوی معنی ہر گونہ چیز اور اخص من الجنس کے ہین حکومت نوعی کے اصطلاحی معنی یہہ ہین کہ ایک جماعت سادات قوم مین سے عقلا امرا اتقیا کی حکمرانی کرے اور کوئی بادشاہ نہ ہو - جمہور کے معنی لغت مین تودہ خاک کے ہین اور سلطنت جمہوری کے اصطلاحی معنی یہہ ہین کہ رعایا خود اپنی آپ حکمران ہو اور خود اپنے لئے انتظام ملکی اور توضیع قوانین کرے - زمانہ کی تاریخ کو دیکھئے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان مین ایک دور اور تسلسل چلا آتا ہے ایک بگڑتی ہے دوسری اسکی جگہہ پکڑتی ہے - ایک جاتی ہے دوسری آتی ہے جمہوری سلطنت بگڑی نوعی یا شخصی سلطنت قایم ہوئی - شخصی سلطنت بگڑی موایف الملوکی یا سلطنت نوعی قایم ہوئی - بعض اوقات کسی قسم کی بھی سلطنت نہین رہتی - یہہ تینون صورتین ایسی ہین کہ دیرپا کم اور زود زوال ہین سلطنت شخصی کا میلان ہمیشہ جور و ستم ہوتا ہے - ناممکن سا ہی کہ متواتر بعد یکدیگر ایسے سلاطین عادل ہون کہ ظلم و ستم کے مٹانے مین - استعداد رعایا کے بروئے کار لانے مین امن عافیت کے قایم کرنے مین عفت عدالت کے برپا رکھنے مین لطف و وفا کے اختیار کرنے مین رعایا کے ساتھہ اخلاص بڑھانے مین ساعی ہون - ایسے

چند ہی گنتی کے بادشاہ ہوئے ہین نہین تم اکثر ایسے ہوئے ہین کہ خویشتن پروری اور تن آسانی پرستاری مردم مین مصروف رہی ہین۔ جس سے رعایا مین خوف۔ بی آرامی۔ ستمگاری۔ بیوفائی پیدا ہوتی ہے جس سے سلطنت کو زوال آجاتا ہے۔ غرض سلطنت شخصی کی کم عمر ہوتی ہے۔ جب تک بادشاہ کو انسانیت۔ مذہب۔ رسم رواج کی پابندی روکے رکھتی ہے اور عاقل وزیرون اور نیک صلاح مشیرون کے صوابدید سے وہ کام کیے جاتا ہے سلطنت کا کام چلا جاتا ہے۔ جہان وہ شتربی مہار بنا اس کا ملک دوسرے کے ہاتھ مین گیا۔ ایشیا مین اکثر اس قسم کی سلطنت رہی ہے اور اب بھی بعض ملکون مین ہے۔ ہندوستان مین بادشاہ کو ہندو اوتار اور ایشور سمان مانتے ہین مسلمان اسکو ظل اللہ کہتے ہین۔ رعایا اپنی صلاح اور فلاح اسکی مرضی پر موقوف رکھتی ہے۔ اسکے احکام کی بجاآوری کو اپنی سعادت جانتی ہے اسکے زبان ہلانے پر ہزارون جان دینے کو موجود ہوتے ہین۔ دنیا مین یہان کی رعایا کے برابر اپنے بادشاہ کی اطاعت کرنے والی نہین اور بہت صبر سے اپنے فرمانروایون کے جور وستم کو سہتی ہے۔

حکومت نوعی کبھی اس ملک مین نہین ہوئی۔ مگر طوائف الملوکی بہت دفعہ ہوچکی ہے یہان یہہ بھی ہوا ہے کہ ایک جماعت کو بادشاہ کے غفلت سے اور عیش وعشرت مین ڈوب جانے سے بالکل اختیار سلطنت ہاتھ مین آگیا ہے بادشاہ برائے نام رہگیا ہے۔

حکومت نوعی مین ہمیشہ فساد کا اندیشہ رہتا ہے۔ جو گروہ حکمران ہوتا ہے وہ بھی بادشاہون کی طرح جور وستم کرنے لگتا ہے۔

حکومت جمہوری مین عوام الناس جو اکثر وحشی اور جاہل ہوتے ہین وہ ان خواص پر حکمران ہوجاتے ہین جنکو خدا نے عقل و دانش سے بہرہ مند کیا ہے۔ غرض یہہ سلطنت کی سب صورتین الگ الگ ایسی ہین کہ جن مین خرابیان بہ نسبت خوبیون کے زیادہ ہین اسلئے ہمیشہ ایسی سلطنتین معرض زوال مین رہتی ہین۔ مگر ہماری یہہ خوش اقبالی ہے کہ ہم جس سلطنت کے سایہ حمایت اور لطف عاطفت مین رہتے ہین وہ ملخص اوپر کی تینون قسم کی سلطنتون کا ہی اور اس مین سب شامل ہین شخصی سلطنت کا اطلاق تو اسپر اس سبب سے ہوتا ہے کہ فی الحال جہان دار قیصر ہند فرماہین۔ بادشاہ اور بادشاہی کے باب مین یہہ قوانین انگلستان ہین۔

(۱) سلطنت موروثی ہوتی ہے۔ وارثون مین جو زیادہ اقرب اور برابر ہوتا ہے اسکو ملتی ہے۔ مرد کو عورت پر ترجیح ہوتی ہے۔ اگر کسی بادشاہ کی بیٹی بڑی اور بیٹا چھوٹا ہو تو بیٹے کو سلطنت ملیگی۔

(۲) بادشاہی کیلئے ضرور ہے کہ بادشاہ کا مذہب پروٹسٹنٹ ہو اگر وہ شادی کسی کیتھولک مذہب سے کریگا تو سلطنت سے معزول ہوجائیگا۔

(۳) بادشاہ کا جسم مقدس سمجھا جاتا ہے۔ اس کی نہایت تعظیم ہوتی ہے۔

(۴) کوئی قانون پارلیمنٹ کا اسپر موثر نہین ہوتا مگر اس صورت مین کہ کسی ایکٹ مین اوسکی تشریح ہو۔

(۵) یہہ بھی ایک قانونی مسئلہ ہے کہ بادشاہ کی ذات سے کوئی غیر واجب امر صادر نہین ہوسکتا وہ اپنے کسی فعل کے ارتکاب کا ذمہ دار نہین اور نہ کسی

سہو وخطا کا اس سے مواخذہ ہو سکتا ہے۔

(۶) عفو جرایم کا اختیار سوا رپادشاہ کے کسی اور کو نہین ہوتا۔

(۷) آشتی وجنگ پادشاہ کی ذات سے متعلق ہین۔ دول خارجہ مین سفیرون وایلچیون کے بھیجنے اور ان کے ایلچیون اور سفیرون کو اپنے دربار مین رکھنے کا اختیار رکھتا ہے

(۸) گلیشیا اور بحری اور بری فوج کا افسر اعلی ہوتا ہے۔

(۹) حسن خدمات کے صلہ مین عطا مناصب وخطاب کا اختیار پادشاہ ہی کو ہوتا ہے اور کسی غیر ملک کے پادشاہ سے بغیر اسکی اجازت کے اسکی رعایا مین سے کوئی خطاب نہین لے سکتا۔

(۱۰) کوئی سکہ بغیر حکم بادشاہ کے نہین ڈھل سکتا۔

(۱۱) پارلیمنٹ کا طلب اور برخواست کرنا اور اس کے اجلاس کو ملتوی کرنے کا اقتدار کامل پادشاہ کو ہوتا ہے۔

(۱۲) کوئی قانون اس کے دستخط بغیر نافذ نہین ہو سکتا اور اسکو اختیار ہے کہ کسی قانون پر دستخط نہ کرے یا نامنظور کردے مگر ایسا بہت کم ہوتا ہے بلکہ نہین ہوتا۔

(۱۳) قوانین برطانیہ کے موافق پادشاہ پر واجب ہے کہ اپنے وزرا کے توسط سے حکمرانی کرے اور یہہ امر مسلمات سے ہے کہ انتظام ملک مین پادشاہ سے کوئی فعل بغیر مشورہ وزرا کے صادر نہین ہو سکتا۔ پادشاہ کے افعال کا ذمہ دار وزرا کو پارلیمنٹ اور رعایا سمجھتی ہے۔ اگر وزیرون کی کارروائی پارلیمنٹ کو پسند آئے تو چند روز سے زیادہ وزیر اپنے کام پر نہین رہ سکتے۔ بمجبوری مستعفی

مقرر پڑتا ہے۔ ان وزرا کا تقرر برائے نام پادشاہ کی طرف سے ہوتا ہے مگر درحقیقت وہ بھی رعایا ہی کی طرف سے مقرر ہوتے ہیں۔

(۱۴) انگلستان کا ہر ایک پادشاہ لین کیسٹر کا ڈیوک (سب سے اول درجہ کا امیر ہوتا ہے) یہ علاقہ پادشاہ کی ملکیت خاص سمجھا جاتا ہے۔ اس کی آمدنی کا وہ مالک ہوتا ہے۔

(۱۵) باب ۱۱ قانون اول وکٹوریہ ملکہ معظمہ کے مصارف خانگی اور تجمل شاہانہ کے واسطے سارہے اڑتیس لاکھ روپیہ سالانہ دیا جاتا ہے جسکی تفصیل یون ہے۔

ملکہ معظمہ کی جیب خاص کیلئے — — — — — —	۶۰۰۰۰۰
نوکرون کی تنخواہ — — — — — — —	۲۳۱۲۶۰۰
خیرات وخدمات خاص — — — — — — —	۱۲۲۰۰۰
نوکرونکی پنشن وغیرہ — — — — — — —	۴۴۲۴۰۰
دربار کا متفرق خرچ — — — — — — —	۲۶۳۰۰۰
	۳۸۵۰۰۰۰

جناب ملکہ معظمہ کی اولاد کو گیارہ لاکھ دس ہزار روپیہ ملتا ہے اس روپیہ کے سوا سوا چار لاکھ روپیہ سے کچھ زاید ملکہ معظمہ کو علاقہ لین کیسٹر سے وصول ہوتا ہے۔ شاہزادہ ولیعہد کو سوا چار لاکھ سالانہ پارلیمنٹ کے طرف سے دیا جاتا ہے اور چھ لاکھ روپئے کے قریب کارن ول کے علاقہ سے ہاتھ آتے ہین۔

اب آپ سمجھ گئے کہ یہہ شہنشاہ اس قسم کا نہین ہے جیسے کہ ہمارے ملک ہندوستان مین ہوئے کہ اسکے مصارف ذاتی کی کوئی حد متعین نہین تھا۔ اسکو اختیار تھا کہ جتنا روپیہ چاہے اپنی ذاتی عیش وعشرت وبیہودہ اپنے شوق کے لہو لعب مین اڑائے

ہندوستان مین ابتک ایسے راجہ و نواب ہونگے جنکے جیب خاص کا خرچ جناب ملکہ معظمہ سے زیادہ ہوگا۔ یہہ خرچ جو جناب ملکہ معظمہ کا ہے اس مین ہندوستان کی آمدنی مین سے پھوٹی کوڑی نہین دیجاتی۔ گو وہ ہماری شہنشاہ ہی مگر اپنے ذاتی خرچ کے واسطے ایک دمڑی بھی نہین لیتین کیا تعجب کی بات ہے کہ ہمارا شہنشاہ ہمارا ایک پیسہ اپنی مصارف ذاتی مین نہین صرف کرتا۔ یہہ صورت انگلستان کی حکومت شخصی ہی کیا وصف اسقدر اقتدار کے قانون کی پابندی بادشاہ پر اسقدر لازم ہے جیسے اسکی رعایا مین سے کسی شخص پر۔ انگلستان مین اول خدا دوم قانون سیوم بادشاہ سمجھا جاتا ہے۔ اب سلطنت نوعی کا حال سنو بادشاہ کے بعد ارکان سلطنت مین ہوس آف لارڈ یعنے دیوان امرا کا مرتبہ ہے۔ اس مین دو قسم کے لارڈ اجلاس کرتے ہین ایک مذہبی لارڈ دوسری ملکی لارڈ۔ مذہبی اور ملکی اعتبار سے دونون لارڈ (خداوند) کا خطاب دیا جاتا ہے۔ مذہبی لارڈ تعداد مین تیس ہوتے ہین یعنے دو اسقف اعظم اور چوبیس اسقف کلیسائے انگلستان کے اور ایک اسقف اعظم اور تین اسقف کلیسائے ائرلینڈ کے ملکی لارڈ یعنے امرا کی تعداد غیر معین ہے اور بادشاہ کو اس کے بڑھا دینے کا اختیار ہے

امیرون کے پانچ درجے ہین۔

اول ڈیوک لغوی معنی سردار اور سرگروہ کے ہین۔ سب سے اول درجہ کے امیر کو کہتے ہین۔

دوم مارکوئیس لفظی معنے سرحد کے ہین پہلے انہین سردارون کو کہتے تھے

جو انگلستان اور ویلز اور سکوٹ لینڈ کے فسادون کے سبب سے سرحد پر مقرر کئے جاتے تھے مگر اب درجہ دوم کے امیرون کا خطاب ہے

سوم اللغوی معنے امیر کے ہین درجہ سوم کا خطاب ہے سابق مین ایک شہر حاکم کو کہتے تھے۔ ولیم منصور کے وقت مین یہہ خطاب کائنٹ سے بدل گیا ہے

چہارم وا ئکاؤنٹ۔ جو نائب کاؤنٹ کا ہو۔

پنجم بیرن سب سے چھوٹے درجہ کا خطاب ہے۔ لیکن سب سے قدیم یہی خطاب ہے۔ یہہ اُن جاگیرداروں کو ملتا تھا جو حاضر بادشاہ کی طرف سے خطاب پاتے تھے

سکوٹ لینڈ سے سولہ امیر اور آئرلینڈ سے اٹھائیس امیر آتے ہین اور وہ وہان کے کل امرا کے اتفاق سے منتخب کئے جاتے ہین۔

یہہ دیوان امرا کے اعتبار سے موروثی ہے۔ سلطنت انگلشیہ مین بھی سب سے بڑی عدالت ہے۔ پارلیمنٹ کا دیوان اعلی وہ کہلاتا ہے۔

دیوان امرا مین لارڈ چین سلر میر مجلس ہوتا ہے۔ جب امرا کسی امر مین اپنی رائے دیتے ہین تو منظوری کے واسطے لفظ راضی کا اور نامنظوری کیلئے ناراضی کا بولتے ہین۔ امرا بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوکر بروقت کہنے سخن کا اختیار رکھتے ہین۔ جتنی قوانین حقوق امرا سے متعلق ہوتے ہین ان کی تجویز اسی دیوان مین شروع ہوتی ہے۔ قرض کی ڈگری مین امیر گرفتار نہیں ہوسکتا۔ امرا کے تمام الزامات اور جرایم کی تحقیقات اسی دیوان

ہوتی ہے - یہہ انگلستان کی سلطنت نوعی ہے - اب سلطنت جمہوری کی کیفیت سنو کہ پارلیمنٹ مین دیوان وکلا رعایا کا ہوتا ہے - جسکو دیوان ادنی کہتے ہین - اس کے ممبر وہ لوگ ہوتے ہین جسکو رعایا انتخاب کر کے اپنا وکیل مقرر کرتی ہے - ہر صوبہ کیلئے ایک تعداد معین ہے - رعایا مین سے جو لوگ اُن وکیلون کو منتخب کرتے ہین اُن کے واسطے ایک حیثیت تعلیمی و مالی مقرر ہے - ان کی ایک فہرست مرتب ہوتی ہے - اس دیوان کے اختیارات یہہ ہوتے ہین کہ رعایا پر محصول لگانا سرکاری کامون کے واسطے خرچ کی مقدار مقرر کرنی بالکل انہین کے اختیار مین ہوتی ہے اور اس سبب سے بادشاہ پر ان کا دباؤ رہتا ہے - کوئی پارلیمنٹ سات برس سے زیادہ قایم نہین رہ سکتی ہر ایک نئے بادشاہ کی تخت نشینی کے بعد چھہ مہینے کے اندر اندر نئی پارلیمنٹ کا طلب ہونا لازم ہے -

بادشاہ اپنے وزرا کی وساطت سے حکمرانی کرتا ہے اور ان مین سے بڑے بڑے وزیرون کی ایک کمیٹی کو جو بادشاہ کی مشیر خاص ہوتی ہین کیبنٹ کہتے ہین (اس لفظ کے لغوی معنی چھوٹے سے کمرہ کے ہین چونکہ سابق مین بادشاہ کے خاص مشیرون کے واسطے ایسا تخلیہ کا ایک کمرہ ہوتا تھا اسلئے اب اس کا اطلاق مکان سے مکین پر ہونے لگا ہے) اس کیبنٹ کے عہدہ دارون کی تفصیل یہہ ہے -

(۱) خزانہ کا افسر اعلی اکثر بھی وزیر اعظم ہوتا ہے (فرسٹ لارڈ آف دی ٹریژری)

(۲) وزیر جس پاس سلطنت کی بڑی مہر رہتی ہے اور وہ بادشاہ اور وزیروں کو مشورہ قانونی دیتا ہے (لارڈ چنسلر)

(۳) وزیر جو کاغذوں پر بادشاہ کی مہر لگاتا ہے (لارڈ پریوی سیل)

(۴) صدر کونسل (پریسیڈنٹ آف دی کونسل)

(۵) وزیر صیغہ داخلی (ہوم سکریٹری)

(۶) وزیر صیغہ خارجی (فورن سکریٹری)

(۷) نئی آبادیوں کے صیغہ کا وزیر (کولونیل سکریٹری)

(۸) وزیر ہند (انڈین سکریٹری یا سکریٹری آف سٹیٹ فار انڈیا)

(۹) وزیر صیغہ جنگ (وار سکریٹری)

(۱۰) وزیر مال جسکا کام یہہ ہے کہ پارلیمنٹ کی تجویز کے خلاف خزانہ سے نہ نکلے

(۱۱) عدالت بحری کا افسر اعلی (فرسٹ لارڈ آف دی ایڈمیرالٹی)

(۱۲) تجارت کی کمیٹی کا صدر

(۱۳) پرورش غربا کی کمیٹی کا صدر

(۱۴) علاقہ لینن کیسٹر کا وزیر

(۱۵) وزیر امر لینڈ

(۱۶) پوسٹماسٹر جنرل یعنے ڈاکخانہ کا حاکم اعلی

ان عہدہ داروں کے سوا بعض اوقات بڑے بڑے نامور مدبر جو گورنمنٹ کے نوکر نہیں ہوتے اس کیبنٹ کونسل کے ممبر مقرر ہوتے ہیں۔

یہہ امر ضروری ہی کہ ان وزرا کو دیوان امرا اور دیوان وکلا مین نشست حاصل
ملکہ معظمہ کا قانونی معاملات مین مشیر اعظم لارڈ چانسلر ہوتا ہے اور اسکے ساتھہ تین
وکیل ہوتے ہین جو اپنی قابلیت اور لیاقت کے استحقاق سے منتخب کیے جاتے ہین۔
انگلستان مین دو ملکی جتھے یا فرقے ہین جن کے نام لبرل اور کنسرویٹو ہین لبرل
فرقہ کا دیوتا آزادی ہے۔ وہ اسکے پکے پجاری ہین۔ آزادی کا دیوتا بڑا غیور
وہ اپنے پجاریون سے پوری پرستاری کراتا ہی دوسری کی پرستش سے
جلتا ہی۔ اسلیے یہہ فرقہ تمام قوانین اور تدابیر ملکی مین آزادی کا خواہان
ہوتا ہے۔ کنسرویٹو دوسرا فرقہ معاملات داخلی ملکی مین کسی تغیر و تبدل کو
پسند نہین کرتا جبتک اس کو یہہ یقین نہ ہو کہ تبدیلی سے فائدہ ہوگا جب
معاملات ملکی پیش ہوتے ہین تو ان فرقون مین سے ایک فرقہ کے وزیر
گورنمنٹ کے خاص منشا و تدبیر کے کفیل ہوکر وزارت قبول کرتے ہین۔
جس منشا سے وزرا کا تقرر ہوتا ہے جب وہ پارلیمنٹ مین پیش ہوتا ہے
بحث کے اندر وہ گروہ شکست پاتا ہے یعنے ان کے معین کم اور مخالف
زیادہ ممبر ہوتے ہین اور تجویز آرائے ان کی طرف نہین ہوتا تو وزرا
استعفی ہوجاتے ہین اور اکثر بادشاہ فریق مخالف کے سرگروہ کو بلاکر
نئے وزیرون کے مقرر کرنے کا اختیار دیدیتا ہے۔

نئے قانون کی تجویز دیوان امرا مین بھی اور دیوان وکلا مین بھی
ہوسکتی ہے کسی قانون کا مسودہ جبتک ہر ایک دیوان مین تین بار

نہ پڑھا جائے اور کثرت رائے سے منظور نہ ہوگیا ہو بادشاہ کے سامنے دستخط کیلئے نہیں پیش ہو سکتا۔ جبتک یہہ سب مراتب طے نہ ہولیں وہ قانون شمار نہیں ہو سکتا۔ جو قوانین روپئے سے متعلق ہیں ان کی تجویز ضرور دیوان وکلا میں سے شروع ہونی چاہئے۔ دیوان امرا کو ایسے قوانین کے منظور کرنے کا اختیار ہے۔ مگر ان کے مضامین میں کچھ تغیر و تبدل کا اختیار نہیں۔ قانون کو بادشاہ یوں منظور کرتا ہے کہ وہ خود دیوان امرا میں رونق افروز ہوتا ہے سب ممبران پارلیمنٹ حاضر ہوتے ہیں۔ اس وقت منشی پارلیمنٹ بل کا نام اور خلاصہ مضمون پڑھتا ہے۔ بادشاہ سر ہلا دیتا ہے۔ اگر بل اخراجات سلطنت کی نسبت ہوتا ہے تو پارلیمنٹ کا منشی جیسے پہلے قانون کے منظوری کی اطلاع ہوتی ہے پکار کر کہتا ہے کہ بادشاہ اپنی نیک رعایا کی نذر قبول فرماتا ہے اور خاص بلوں کی منظوری کے لئے یہہ کہا جاتا ہے کہ درخواست کے موافق عمل میں آئے۔ اور جب بادشاہ کسی بل کو نامنظور کرتا ہے تو منشی کہتا ہے کہ بادشاہ اس پر غور فرمائیگا۔ مگر یہہ الفاظ ۱۷۱۷ء سے اب تک سننے میں نہیں آئے۔

ان مشیروں اور وزیروں کی کونسل کا نام پریوی کونسل ہے۔ اس میں وہ لوگ داخل کئے جاتے ہیں جو سلطنت میں لیاقت و تدابیر ملکی میں مشہور اور ممتاز ہوتے ہیں کیبنٹ جس کا ذکر اوپر آیا اس کونسل کا ایک جزو ہے۔ اسی پریوی کونسل کے ممبروں کی تعداد معین نہیں ہے بادشاہ کو

ان کے گھٹانے بڑھانے کا اور انکے عزل و نصب کا اختیار ہے اس کونسل مین جو شخص داخل ہوتا ہے اس سے ان باتون کا حلف لیا جاتا ہے۔

(۱) جہانتک میری ادراک اور علم کو رسائی ہوگی بادشاہ کو مشورہ دینے مین کوتاہی کرونگا

(۲) مشورہ دینے مین بادشاہ کی عزت و شان اور رعایا کی بہبودی مدنظر رکھونگا۔ شفقت یا محبت کے سبب خوف یا اندیشہ کے باعث یا انعام کی طمع سے کچھ پاسداری نکرونگا۔

(۳) بادشاہ کی تدبیرون کو ظاہر نہ کرونگا۔

(۴) رشوت نہ لونگا۔

(۵) جو باتین مشورہ مین قرار پائین انکی تعمیل مین ساعی اور مددگار رہونگا۔

(۶) جو باتین نیک اور سچی شیئر اپنے بادشاہ کے ساتھ کرنی چاہئین ان کا پابند ہونگا

اسی پریوی کونسل کی ایک خاص کمیٹی ہوتی ہے جس مین بڑے بڑے جج اور مشہور معروف قانون دان ممبر ہوتے ہین کہ جنکے روبرو ہندوستان اور ممالک مقبوضہ اور آبادیون اور بحری اور پادریون کے عدالتون کے دیوانی فیصلون کا اپیل دائر ہوتا ہے۔

آپ اس تمام مختصر بیان سے سمجھ گئے ہونگے کہ جو انگلستان کے تدبیرون نے سلطنت کی صورت بنائی ہے جو سلطنت جمہوری و نوعی و شخصی کا لب لباب ہے اسی بہتر آجتک انسان کو کوئی سلطنت کی صورت نہین سوجھی ارکان ثلاثہ یعنے بادشاہ و امراء و وکلاء رعایا کے زور و بن کے تلے رہنے پر سلطنت کا مدار ہے

نہ نظم جمہوری کی بدنظمی پھیل سکتی ہے نہ حکومت شخصی کا جور و ستم برپا ہو سکتا ہے نہ حکومت نوعی کا عناد و فساد پاؤں پھیلا سکتا ہے۔ ان تینوں عنصروں سے شخصی سلطنت میں ایسی اندازہ سے آمیزش پائی ہے کہ ہمیشہ ان میں اعتدال رہیگا اور اسکی صحت کو کبھی زوال نہ ہوگا۔ سلطنت کی جو تمثیل عمارت سے یا آدمی سے دیا کرتے ہیں کہ کوئی مکان نہ بنا ہوگا جو گرانہ ہوگا کوئی آدمی پیدا نہ ہوا ہوگا جو موا نہ ہوگا ایسی ہی کسی سلطنت کا کمال نہ ہوا ہوگا جس کا زوال نہ آیا ہوگا یہہ تمثیل و تشبیہہ اس سلطنت پر صادق نہیں آسکتی ہے۔ اس لئے کہ مکان اور آدمی کی صورت میں ہمیشہ اجزا زائل ہوتے رہتے ہیں اور ایک مدت کے بعد مایتحلل کا بدل نہیں ہوتا۔ یہاں سلطنت کے اجزا ایسی نہیں ہیں کہ وہ زائل ہوں اور ان کی جگہ اور نہ قایم ہوں اسلئے ہمیشہ سلطنت کی جوانانہ صورت بنی رہیگی مرگ و پیری نہیں آئیگی بادشاہ کے حقوق آسمانی قایم۔ مگر طرز حکومت اس بڑے اصول پر قایم جس کی رو سے بادشاہ بغیر پارلیمنٹ کے رضامندی کے کوئی قانون جاری اور منسوخ نہیں کر سکتا۔ رعایا کی بغیر منظوری کے رعایا پر کسی قسم کا محصول نہیں لگا سکتا۔ اس کو یہہ بھی اختیار نہیں کہ رعایا میں سے ادنی سے ادنی کو بھی روبکاری سے پہلے میعاد معین سے زیادہ قید کر سکے۔ اس کو حکم رانی میں قانون کی اطاعت لازم ہے۔ خلاف قانون عمل کرنے پر اسکے وزیروں اور مشیروں سے باز پرس ہوگی۔ آپ سمجھ لو کہ ہمارے ملک کی فرمانروا وہ شہنشاہ جہاندار حضور ملکہ معظمہ قیصر ہند ہیں جو بہ توسط پارلیمنٹ حکمرانی کرتی ہیں اور جسکی اختیار اور اقتدار کی

کیفیت ہمنے اوپر بیان کی ہے ہندوستان سے انگلستان ہزارون کوس ہی
اسلئے ہمکو اپنے شہنشاہ سے تقرب ظاہری نہین حاصل ہے۔ شاید ہم مین لاکھ مین
سے ایک بھی ایسا نہین ہے جس نے اپنی شہنشاہ کی قدمی پیکر کے آگے سر جھکایا ہو
ہمارا ملک کچھ اور ہی انگلستان کچھ اور ہے گو شہنشاہ دونون کا ایک ہو جس گورنمنٹ
کا آفتاب وہان چمک رہا ہے اور سارے ملک کو اپنے نور سے منور کر رہا ہی
وہ یہان اپنی جھلک کبھی کبھی بادلون کی اوٹ مین دکھاتا ہے مگر اپنے چہرہ نورانی
کو بالکل بے نقاب نہین کرتا اگر وہ اپنا سارا چہرہ روشن دکھائی تو ہمکو ایسی
چکاچوندہ لگے کہ ہم اندہے ہوجائین۔ غرض وہ صورت گورنمنٹ کی جو انگلستان
مین ہی اور جسکا بیان ہم نے کیا اس کو کانسٹیٹیوشنل گورنمنٹ کہتے ہین جس کا اصول
اعظم یہ ہی کہ ذمہ داری اور اختیار ایک ہی شخص کو حاصل ہوتی ہین۔ یہ گورنمنٹ
یہان کے مناسب حال نہین۔

جب مسلمانون کی سلطنت کا جہاز پاش پاش ہوا۔ اور اس کے شکستہ تختون پر
تخت نشین ہوکر طوایف الملوکی قایم ہوئی۔ سارے ملک مین بدنظمی اور ابتری
نے پاؤن پھلائے اور پھر اس بدنظمی کو مٹا کر تاجرون کو ایسٹ انڈیا کمپنی کی
سلطنت قایم ہوئی تو یہہ امر ضروری اور لازمی تھا کہ ایک زبردست اور
سخت خود مختار حکومت کا عمل یہان ہو۔ اور جب ایسٹ انڈیا کمپنی کے ہاتھ
سے سلطنت کا رپردازان شاہی کے پاس گئی تو ایک ایسی ہنگامہ کے بعد
کہ جس کے سبب سے اور زیادہ ضرور ہوا کہ سخت تر خود مختار حکومت کا

عمل ہو ہمارا ملک اور اسکی سلطنت ایک عجیب و غریب طلسم ہے۔ وسعت اسکی پندرہ
لاکھ مربع میل جو براعظم یورپ کی برابر ہی اگر اس میں سے روس اور خاص ترکی
کو نکال ڈالو۔ آبادی پچیس کروڑ تیس لاکھ کی جو فی مربع میل بحساب ۱۷۰ میل ہے
جو ایک پانچواں حصہ کل بنی نوع انسان کا ہے۔ پھر اس میں مختلف مذہب
ان میں دو بڑے مذہب ہیں ایک ہندوؤں کا جو انیس کروڑ ہیں دوسرے
مسلمانوں کا جو پانچ کروڑ ہیں مگر ان دو فریق ان دو متضاد مذہبوں میں
سیکڑوں فریق لاکھوں آدمیوں کے مختلف الاعتقاد۔ مختلف العادات۔
مختلف المراسم ایک سو چھ مختلف زبانیں ہیں جن میں سے اٹھارہ زبانیں ایسی
ہیں کہ دس لاکھ سے زیادہ آدمی بولتے ہیں۔ کیسے کیسے مختلف عادات اور مزاجوں
کی قومیں رہتی ہیں۔ سکھ۔ روہیلے۔ پٹھان۔ آسامی۔ بلوچی اور سرحدی دلیر
قومیں۔ پہاڑی جو ہمالیہ کے گھاٹیوں میں رہتی ہیں برہما کی قومیں مانگول جو بدھ
مذہب رکھتی ہیں گھونڈ۔ بھیل اور دوسری انارئی قومیں جو ہندوستان
کے وسط و جنوب میں رہتی ہیں۔ الوالعزم پارسی جنکے کارخانے اور تجارتی
کاروبار روز بروز ترقی پر ہیں۔ پھر قوموں کے ناشائستگی اور شائستگی کے
اتنے مختلف درجے ہیں کہ کوئی درجہ ایسا نہ ہوگا جو ہندوستان کی کسی فریق میں نہ
پایا جاتا ہوگا گویا وہ مجمع تمام دنیا کی شائستگی اور ناشائستگی کا ہر ایک طرف
برہنہ وحشی پہاڑی جنکے پاس پتھر کے ہتیار اور عادت ننگا۔ تو جاتا ان کے
بچوں کے لئے دوسرے طرف وہ ہندوستانی جنٹلمین جنہوں نے انگریزی اعلیٰ درجہ

کی تعلیم پائی ہے۔ تمام وہ فرنگی طریقے برتتے ہین نہایت مہذب و شایستہ ہین۔ علمی لیاقت رکھتے ہین پولیٹکل خیالات اعلیٰ درجہ کے۔ پھر ان دو انتہا کی اطراف مین بیچ مین بہت سے خانہ بدوش صحرا نورد قومین جنگلی قومین۔ غیر تربیت یافتہ قومین جنکا اپنا انتظام قومی ابتر و پریشان۔ غرض اور سیکڑون طرح کے فرقے۔ پس ایسے اجزا متضادہ کو یکجا جمع کرکے معجون مفرح بنانا یہہ اسی برٹش گورنمنٹ کا اعجاز ہی کہ اسنے اپنی قومی بیدار مغزی جفاکشی لیاقت انصاف رعایا پروری بہادری دلیری سے وہ انتظام بندوبست کیا ہی کہ سب طرح کے آدمی آسایش امن عافیت سے رہتے ہین۔ گو مذہب مختلف ہین مگر ایک مذہب دوسرے مذہب پر دست اندازی نہین کر سکتا۔ آپس مین اسطرح بظاہر رہتے ہین کہ گویا ان مین اختلاف مذہب نہین ہے غرض ملک مین سب طرح سے امن ہے نہ باہر سے کسی فساد کا خوف ہے نہ اندر کسی غدار کا ڈر ہی اب ہم خاص ہندوستان کی گورنمنٹ کا ذکر کرتے ہے کیونکہ اس گورنمنٹ انگلینڈ نے مقرر کیا ہے۔

ہوم گورنمنٹ

ہندوستان کی گورنمنٹ کا وہ حصہ جو انگلستان مین رہتا ہے اسکو ہوم گورنمنٹ کہتے ہین۔ اس کا افسر اعلیٰ ہوتا ہے سکریٹری آف سٹیٹ جسکو وزیر ہند کہتے ہین۔ ہم پہلے بیان کر چکے ہین کہ مجلس وزرا کا ایک ممبر وزیر ہند ہوتا ہی ضرور ہی کہ یہہ وزیر اسی فرقہ لبرل یا کنسرویٹو کا ہو جسکی ہاتھ مین حکومت

وزارت شاہی ہو۔ اسلئے جب ان فرقون کی وزارت بدلتی ہے تو یہہ وزیر ہند بھی اسکے ساتھہ بدل جاتا ہے۔ بعض اصحاب الرائے کی یہہ رائے ہی کہ وزیر ہند کا بدلنا ہمارے ملک کیلئے نافع نہین ہوتا بہت سے معاملات ناتمام رہجاتے ہین اور وہ پورے نہین ہونے پاتے کہ صورت ان کی پلٹ جاتی ہے۔ اس ملک کے اکثر کام ناتمام ہین اور وہ ابھی مستحکم و مستقل نہین ہین۔ ان کے واسطے ایک حاکم مستقل چاہیئے۔ اس وزیر ہند کی ایک کونسل ہے جسکی پندرہ ممبر ہین۔ اور وہ اپنے عہدہ پر قایم رہتے ہین۔ جبتک نیک چلن رہین تنخواہ ان کی بارہ سو پونڈ سالانہ یعنے ہزار روپیہ ماہانہ ہوتی ہے۔ اس محکمہ کا صدر مقام ایسٹ انڈیا ہاؤس ہے۔ اس کے کام یہہ ہین ہندوستان مین عہدہ داران انتظامی کا بھیجنا اور ان سے معاہدہ کرنا۔ ہندوستان کی ملازمت سے جو لوگ پنشن پائین ان کی پنشن کا دینا ولایت کے بڑے بڑے تجارتی مطالب کی نگرانی جب سے ریلوے کمپنیون کے معاہدے ان کی سرمایہ کی کفالتین جو کرورون روپیون سے بڑہ گیا ہے اور وہ ہندوستان مین صرف ہوگیا ہے۔ انگلستان مین جو مصارف کیلئے ہندوستان سے روپے جاتے ہین اس کا انتظام۔ ہندوستان کے کارخانون اور سررشتون کے مصارف کے واسطے اسباب کے ذخیرون کی خرید اور اسی قسم کے اور کام۔

وزیر ہند کو یہہ اختیار ہے کہ ولیہ ائے مجلس جو انتظام ملکی کے لئے قانون وضع کرین ان کو نامنظور کردے بلکہ ضرورت کی صورت مین

اس کو یہہ اختیار بھی ہے کہ وہ اپنی کونسل کے قبضہ مین اپنی رائے کو غلبہ دے غرض یہان وہی تعلق اس کو اپنی کونسل کے ساتھہ ہے جو بادشاہ انگلینڈ کو پارلیمنٹ کے ساتھہ ہوتا ہے۔ مگر ان اختیارات مین اس کی بادشاہ اور بادشاہی مشیرون کی صلاح کی شرکت ضرور ہوتی ہے۔ ۱۸۶۱ء جو انڈین کونسل ایکٹ پاس ہوا ہے اس مین پارلیمنٹ ہی بلا توسط غیری خود حکمرانی کرتی ہے۔

ہندوستانی سپریم گورنمنٹ

اس گورنمنٹ مین وائسرائے گورنر جنرل اور اس کی کونسل شامل ہوتی ہے جب ہندوستان مین وائسرائے یعنے نائب سلطنت کا عہدہ خالی ہوتا ہے تو بادشاہ اپنے مشیرون سے صلاح لیکر اس کو مقرر کرتا ہے۔ یہہ وائسرائے اسی فرقہ پارٹی یا کنسرویٹو کا ہوتا ہے جسکی وزارت اسوقت ہوتی ہے مگر اسکے واسطے وزیر ہند کی طرح ضرور نہین ہے کہ اگر فرقہ وزارت تبدیل ہو تو وہ اپنے عہدہ سے علیحدہ ہو جائے۔ اس عہدہ پر رہنے کی مدت پانچ سال مقرر ہے۔ بعد اس کے وائسرائے اپنے عہدہ سے دستبردار ہو جاتا ہے۔ اگرچہ اس نائب سلطنت کا دارالسلطنت کلکتہ مقرر ہے۔ مگر وہان قیام مقام سرما مین ہوتا ہے۔ زیادہ تر سال مین قیام شملہ مین رہتا ہے کارروائی کے معاملات مین وائسرائے گورنر جنرل کہلاتا ہے۔ اب اس کی دو کونسلین رہتی ہین ایک ایگزیکٹیو (انتظامی)۔ دوسرے

لیجسلیٹیو (قانونی) دہلی کونسل میں چھ ممبر ہوتے ہیں۔ ان کو گورنر جنرل خود بمنظوری بادشاہی مقرر کرتا ہے۔ ان کی مدت ملازمت پانچ سال ہے تنخواہ بھی انکی بیش قرار ہوتی ہے اس کونسل کے ممبر کمانڈر انچیف اور لفٹنٹ گورنر بنگال بھی ہوتے ہیں۔ دوسری کونسل میں ممبر اس کونسل کے تمام ممبر ہوتے ہیں اور نو اور ممبر ہوتی ہیں جو گورنمنٹ کے ملازم نہیں ہوتے ہیں۔ دو ممبر یورپ کے تاجروں کے کارخانے کی طرف سے ہوتے ہیں جو ہندوستان میں جاری ہیں کچھ ان ممبروں کو سرکار کی طرف سے وظیفہ نہیں ملتا سفر کا خرچ دس ہزار روپیہ سالانہ کے حساب سے ملتا ہے۔ دو برس اس عہدہ کی مدت ملازمت ہوتی ہے۔

سپیریم گورنمنٹ اپنی ماتحت پروونشل گورنمنٹوں پر اختیار کامل رکھتی ہے۔ روپیہ اور انتظام کے معاملات عظیم میں اس کو اختیار حاصل ہے۔ اسی کا حکم نافذ ہوتا ہے وہ اپنے ماتحت گورنمنٹ کے احکام کی تنسیخ و ترمیم و اصلاح کر سکتی ہے۔ جو قوانین عام سارے ملک کیلئے ہوتے ہیں ان کی تو تنسیخ یہ خود سپیریم گورنمنٹ کرتی ہے اور جو خاص قوانین خاص ملک کے صوبوں کے لئے ہوتی ہیں اُن کے نافذ کرنے کا اختیار پروونشل گورنمنٹ کو دیدیتی ہے۔

پروونشل گورنمنٹیں

یہ گورنمنٹیں بڑی بڑی پانچ ہیں۔ مدراس۔ بمبئی۔ بنگال۔ ممالک مغربی شمالی واودھ۔ پنجاب۔ اور ان سے اور چھوٹے ممالک متوسط۔ برہما۔ اسام۔ ہنا۔

یہ تمام پروونشل گورنمنٹیں سپیریم گورنمنٹ کے ماتحت ہیں مگر وہ اپنی اپنی

علاقون مین وسیع اختیارات رکھتے ہین۔ ان کے انتظام ملکی سے جدا ہی سررشتے وغیرہ ہوتے ہین۔ ان کا خزانہ جدا۔ دیوانی۔ فوجداری۔ مال کے محکمے جدا جدا۔ بمبئی اور مدراس مین تو فوجی محکمے بھی جدا ہین۔ مگر بنگال و ممالک مغربی و پنجاب ایک ہی محکمہ فوج رکھتا ہے۔

گورنمنٹ مدراس

یہان کیلئے گورنر کا تقرر مثل گورنر جنرل کے انگلستان مین بادشاہ کرتا ہے اس کی مدت ملازمت پانچ سال ہوتی ہے۔ اسکا صدر مقام مدراس ہے مگر موسم گرما اس کا نیلگری پہاڑون پر بسر ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ بھی دو کونسلین ہوتی ہین ایک اگزیکیوٹیو دوسرے لیجس لیٹیو۔ پہلی کونسل کے تین ممبر ہوتے ہین ایک کمانڈر انچیف اور دو سول افسر جنکو وہ خود بادشاہی مقرر کرتا ہے۔ کمانڈر انچیف جبتک اپنے عہدہ پر قایم رہتا ہے کونسل کا بھی ممبر رہتا ہے سوا فوجی معاملات کے وہ اور اور کلی معاملات مین کم دخل دیتا ہے۔ جو ممبر سول لین ہوسکتے ہین انکی ملازمت کی مدت پانچ سال مقرر ہے۔ دوسری کونسل مین ممبر پہلی کونسل کے ممبر ہوتے ہین اور ان کے سوا ۸ اور ممبر ہوتے ہین۔ جس مین چھ تک چند ممبر ایسے ہون کہ وہ سرکاری ملازم نہ ہون۔ کسی قانون کا مسودہ کونسل مین نہین پیش ہوسکتا جبتک گورنر جنرل نے اسے منظور کرلیا ہو کوئی ایکٹ پاس ہوکر مجموعہ قوانین ہند مین نہین داخل ہوسکتا جبتک

کہ گورنر جنرل یع کونسل نے اسے منظور نہ کرلیا ہو۔ جو غیر ملازم ممبر کونسل ہوتے ہین وہ دو برس تک ممبر رہتے ہین۔ پھر موقوف ہو جاتے ہین۔ مگر وہ دوبارہ پھر مقرر ہو سکتے ہین۔ ان کو کچھ وظیفہ نہین ملتا۔

گورنمنٹ بمبئی

اس گورنمنٹ کا حال مدراس کی گورنمنٹ سا بعینہ ہے۔ صدر مقام اس کا بمبئی ہے مگر موسم گرما اس کا مغربی گھاٹون کے پہاڑون پر بسر ہوتا ہے۔

گورنمنٹ بنگال

۱۸۵۵ء سے یہان لفٹنٹ گورنر مقرر ہونا شروع ہوا ہے۔ اس کو گورنر جنرل بمنظوری شاہی مقرر کرتا ہے۔ وہ پانچ برس تک اپنے عہدہ پر رہتا ہے۔ بعد اس کے برخواست ہو جاتا ہے۔ صدر مقام اس کا کلکتہ ہے۔ مگر موسم گرما دارجلنگ کے پہاڑون پر گذرتا ہے۔ اسکے ساتھ کونسل لیجس لیٹیو ہے جسکی بارہ ممبر ہوتے ہین اور ان مین چھ غیر ملازم۔ توضیع قوانین اور انتظام ملکی کے باب مین اختیارات کی وہی کیفیت ہے جو مدراس اور بمبئی کی ہے۔

گورنمنٹ ممالک مغربی و شمالی

۱۸۳۶ء مین یہان لفٹنٹ گورنر مقرر ہونا شروع ہوا ہے۔ اسکے ساتھ لیجس لیٹیو کونسل کا تقرر ۱۸۳۶ء مین جناب سر الفرڈ لائل لفٹنٹ گورنر کے عہد مین ہوا۔ توضیع قوانین اور اختیارات انتظام ملکی مثل مدراس و بمبئی وغیرہ ہین۔ صدر مقام الہ آباد ہے۔ مگر موسم گرما نینی تال پر گذرتا ہے۔ چونکہ یہان کا

لفٹنٹ گورنر اودھ کا چیف کمشنر بھی ہوتا ہے اس لئے ایک دو مہینے لکھنؤ میں بھی قیام رہتا ہے۔

گورنمنٹ پنجاب

۱۸۵۹ء کے بعد یہاں لفٹنٹ گورنر مقرر ہوا ہے۔ صدر مقام لاہور ہے مگر موسم گرما شملہ پر بسر ہوتا ہے۔ تمام لفٹنٹ گورنر گورنر جنرل بمنظوری بادشاہی مقرر ہوتے ہیں ان کی مدت ملازمت پانچ سال یکساں ہے اور تنخواہ سبکی یکسان ہے۔

چیف کمشنریان

جو ملک دولت آبادی علم و تہذیب وغیرہ میں پیچھے ہیں ان کے واسطے چیف کمشنر مقرر کئے جاتے ہیں کہ وہ ملک اور اہل ملک کی قابلیت کو بروئے کار لائیں ممالک متوسطہ۔ برہما۔ آسام میں چیف کمشنر مقرر ہیں۔ اس قسم کے افسر اعلیٰ ان چھوٹے اضلاع میں ہیں۔ اجمیر۔ کورگ۔ اندمان۔ جزائر نکوبار۔ برار۔ برار کی یہ کیفیت ہے کہ اسکے محاصل کے بعد اخراجات کی جو توفیر ہوتی ہے وہ سرکار نظام کو دیجاتی ہے۔

(باقی آیندہ)　　محمد ذکاء اللہ

حسن

جزیہ

غیر مذہب والون نے ہمیشہ اس لفظ کو نہایت ناگواری سے سُنا ہی۔ اونکا خیال ہی کہ اسلام اس لفظ کا موجد ہی اسلام ہی نے یہ اصول پیدا کیا جس سے اون کا مقصد مسلمانون اور غیر مذہب والون مین ایک نہایت متعصبانہ اور نامناسب تفرقہ قایم کرنا تھا۔ اونکا یہہ بھی خیال ہی کہ جزیہ ایک ایسا جبر تھا جس سے بچنے کیلئے اسلام کا قبول کرلینا بھی گوارا کیا جاتا تھا اور اس وجہہ سے وہ جبراً مسلمان کرنیکا ایک قوی ذریعہ تھا۔ لیکن یہہ تمام غلط خیالات اُنہین غلط فہمیون سے پیدا ہوے ہین جو غیر قومون کو اسلام کی نسبت ہین۔ ہم اس موقع پر تین حیثیتون سے جزیہ پر بحث کرنی چاہتی ہین۔ جزیہ اصل مین کس زبان کا لفظ ہی اور کن معنون مین مستعمل ہوتا ہے۔

ایران اور عرب مین جزیہ کی ہستی کب سے قایم ہوئی

اسلام نے اس کو کس مقصد سے اختیار کیا۔

جزیہ گو اب مصطلح معنی مین خاص ہوگیا ہی لیکن لغت کی رو سے وہ خراج اور جزیہ کیلئے یکسان موضوع ہی۔ قاموس مین ہی "الجزیہ خراج الارض وما یوخذ من الذمی" جوہری وصاحب قاموس نے اس لفظ کے اصل واشتقاق سے کچھہ تعرض نہین کیا لین صاحب نے اپنی کتاب مدّ القاموس مین جو نہایت جامعیت و تحقیق سے لکھی گئی ہی اوسکے نسبت دو احتمال قرار دیے ہین۔ (۱) جزی سے مشتق ہو۔ (۲) گزیہ کا معرب ہے۔ نربرس صاحب نے بھی کتاب محیط المحیط مین یہہ دوسرا قول نقل کیا ہے لیکن اس کو

سند نہین سمجھتی فارسی لغت نویسون نے گزیت کی لغت مین تصریح کی ہی کہ جزیہ اسی کا معرب ہے۔

برہان قاطع مین ہی "گزیت بفتح اول وکسر ثانی زری باشد کہ حکام ہر سالہ از رعایا گیرند و آنرا خراج ہم گویند و زری را نیز گویند کہ از کفار ذمی ستانند۔ نظامی گوید۔

بگوش خاقان خراج چین رسند ٭ کہ گبر قیصر گزیت دین فرستد

و از ہر نہریت وارد کہ بکسر اول و فتح ثالث است و معرب آن جزیہ باشد" فرہنگ جہانگیری کے مصنف نے دوسری معنی کی سند مین حکیم سوزنی کا یہ شعر سند النقل کیا ہے

بگو کتاب خویش بخواہم در و عمل نکنم ٭ کہ آگزیت ستانند ناخور اہل کتاب ٭

اور یہہ بھی لکھا ہے کہ جزیہ اسی کا معرب ہے۔

ہمکو اسمین ذرا بھی شبہہ نہین کہ جزیہ اصل مین فارسی کا لفظ ہے۔ تصریحات لغت علاوہ تاریخی قرینہ بھی نہایت قوی موجود ہی۔ یہہ مسلم ہے کہ اسلام سے پہلے عرب مین جزیہ کا لفظ مستعمل ہوچکا تھا۔ یہ بھی مسلم کہ فارسی مین گزیت کا لفظ اسی معنی مین قدیم سے شایع ہے تاریخی شہادتون سے (جیسا کہ ہم آیندہ بیان کرینگے) یہہ بھی ثابت ہے کہ نوشیروان نے جزیہ کے قواعد مقرر کئے تھے اور اُس زمانہ مین نوشیروان کے عمال یمن اور مضافات یمن پر منصوب تھے۔ اس طرح گزیت کا لفظ قانونی طور پر عرب مین پھیلا اور معرب ہوکر جزیہ ہوگیا۔ یہ عام قاعدہ ہے کہ محکوم ملک مین جب فرمانروا زبان کے الفاظ دخل پانے لگتے ہین تو سب سے پہلے وہ الفاظ آتے ہین جو سلطنت کے قانونی الفاظ ہوتے ہین۔ زبان عرب مین جسقدر فارسی

الفاظ معرّب ہوکر شایع ہو گئے ہین۔ کسی اور زبان کے نہین ہوئے۔ علاوہ بریں طرّہ یہہ کہ جزیہ کا لفظ معرّب ہونیکے لئے گویا پہلے ہی آمادہ تھا۔ صرف ایک حرف کی تبدیل اور ایک حرکت کے تغیر سے وہ عربی قالب مین پورا اوتر گیا۔

جہان تک ہمکو معلوم ہے ایران و عرب مین خراج و جزیہ کے وہ قواعد جو بادنیٰ تغیر اسلام مین رایج ہین۔ نوشیروان کے عہد مین مرتب ہوئے۔ علامہ ابن الاثیر جزری نے "تاریخ الکامل" کے پہلے حصہ مین ایک مضمون اس عنوان سے لکھا ہے۔ ذکر ما فعلہ کسریٰ فی امر الخراج والجند۔ جسکا خلاصہ یہہ ہے کہ "نوشیروان نے زمین کی پیمایش کرائی۔ اور مختلف شرحون کی جمع مقرر کی۔ اور تمام لوگون پر باستثنائے اہل فوج و رؤسا و ارکان دولت۔ جزیہ مقرر کیا (علامہ ابن الاثیر نے جزیہ ہی کا خاص لفظ استعمال کیا ہے) جسکی تعداد بارہ درہم آٹھ درہم۔ چھ درہم۔ چار درہم تک تھی"۔ خراج کے ذکر کے بعد مورخ مذکور لکھتا ہے کہ "وہی الوضایع التی اقتدی بہا عمر بن الخطاب۔ یعنے حضرت عمرؓ نے انہین قاعدون کی تقلید کی"۔ اور جزیہ کے ذکر کے بعد لکھا ہے کہ "حضرت عمرؓ نے بیس برس سے کم اور پچاس برس سے زیادہ عمر والے کو جزیہ سے معاف کیا"۔ جس غرض سے نوشیروان نے جزیہ کا قاعدہ جاری کیا۔ اوسکی وجہ علامہ موصوف نے نوشیروان کے اقوال سے یہہ نقل کی ہے کہ "اہل فوج ملک کے محافظ ہین اور ملک کیلئے اپنی جانین خطرہ مین ڈالتے ہین۔ اسلئے لوگون کی آمدنی سے اُن کی بھی ایک رقم خاص مقرر کیگئی کہ اُن کی محنتون کا معاوضہ ہو"۔

خراج و جزیہ کے متعلق جو کچھ ابن الاثیر نے لکھا اوس کی تائید فردوسی کے اشعار سے بھی

ہوتی ہے اگرچہ بعض امور میں دونوں کا بیان کسی قدر مختلف ہے۔ ہم اُن اشعار کو اس موقع پر نقل کرتے ہیں کیونکہ نوشیروان کے متعلق فردوسی کی روایت بہرحال زیادہ اعتبار کے لایق ہے

همه پادشایان شدند انجمن　　زمین را ببخشید و برزد رسن
گر ایدون که رهقان نبودی ترم　　گر ایدون که رهقان نبودی ترم
بخزما ستان برهمین زده رقم　　گزیت زبار و رشش درم
نبودی غم و رنج گشت و درود　　کسی کشت درم بود و دهقان نبود
بسالی از و مستدے کاروار　　گذارنده ارزده درم تا چهار
نبودے بدیوان کسی را شمار　　دبیر و پرستنده شهریار

دونوں روایتوں کے فرق کو ناظرین خود سمجھ سکتے ہیں۔

اسلام نے جو انتظام قایم کیا اوسکے رو سے ہر مسلمان فوجی خدمت کیلئے مجبور کیا جا سکتا تھا۔ یہ قاعدہ کچھ آسان قاعدہ نتھا اور لوگ اگر ذرا بھی اوس سے بچنے کا حیلہ پا جاتے تھے تو اس قاعدہ کو اٹھا نا پاتے تھے چنانچہ ابتدا میں جب جزیہ مسلمین میں مکتب کے معلم اس جزیہ سے بری کر دیئے گئے تو سیکڑوں آدمیوں نے اور کام چھوڑ کر یہی پیشہ اختیار کر لیا (دیکھو معجم البلدان ذکر حنفیہ)

اس لحاظ سے کل مسلمان فوجی خدمت رکھتے تھے اور ضرور تھا کہ وہ جزیہ سے اسی طرح بری رہتے جس طرح نوشیروان عادلانے عموماً اہل فوج کو اس ٹکس (جزیہ) سے بری رکھا تھا۔ لیکن غیر مذہب والے جو اسلامی حکومت کی ماتحت تھے اور جنکی حفاظت مسلمانوں کو کرنی پڑتی تھی۔ فوجی خدمت پر راضی نہیں ہوتے تھے یا مسلمانوں کو اونکی نسبت پورا اعتماد نہیں ہو سکتا تھا اسلئے ضرور تھا کہ وہ اپنی محافظت کیلئے کوئی ٹکس ادا کریں۔ اسی ٹکس کا نام جزیہ تھا۔ جو فارسی لفظ سے معرب کیا گیا تھا لیکن اگر کسی موقع پر غیر قوموں نے فوج میں شریک ہونا یا شرکت کیلئے آمادہ ہونا

گوارا کیا تو وہ جزیہ سے بری کر دیگئی جیساکہ ہم آیندہ تاریخی شہادت سے ثابت کرینگے۔

جزیہ کا معاوضہ حفاظت ہونا مسلمانونمین علمی وعملی طور سے ہمیشہ مسلّم رہا اور سچ یہ ہے کہ اسی خیال نے اکثر اہل لغت کو اسطرف متوجہ نہونے دیا کہ جزیہ فارسی زبان کا لفظ ہے وہ سمجھے کہ یہہ لفظ جزا سے نکلا ہے جسکے معنی بدلہ کے ہین اور چونکہ یہہ ٹکس بھی ایک معاوضہ اور بدلہ ہے لہذا اس مناسبت سے اوسکا نام جزیہ رکھا گیا۔ آنحضرت صلعم وخلفاے راشدین کے جو معاہدے تاریخون مین منقول ہین اونمین عموماً پایا جاتا ہے کہ جزیہ اُن لوگونکی حفاظت کا معاوضہ تھا خود رسول اللہ صلعم نے والی ایلۃ کو جو فرمان جزیہ کا تحریر فرمایا اوسمین یہہ الفاظ مندرج فرمائے "یحفظوا ویمنعوا" یعنے ان لوگونکی حفاظت کی جاوے اور دشمنون سے بچائی جائین۔ (دیکھو فتوح البلدان بلاذری صفحہ ۵۹) حضرت عمرؓ نے وفات کی قریب جو نہایت ضروری وصیتین کین اونمین ایک یہہ بھی تھی کہ "غیر مذہب والے جو ہمارے رعایا ہین وہ خدا اور رسول کی ذمہ داری مین ہین اور مسلمانون کو انکی طرف سے مقابلہ کرنا چاہیئے"

اگر کبھی ایسا ہوا کہ مسلمان اونکے امن کے ذمہ دار نہوسکے تو خراج وجزیہ کی رقم بھی اونکو پھیر دیگئی چنانچہ حضرت عمرؓ کے عہد خلافت مین ابوعبیدہ امیر العساکر نے جب حمص پر چڑھائی کی تو عیسائی چند روز لڑکر عاجز آگئے اور آخر صلح کرلی اور ایک لاکھ ستر ہزار دینار خراج وجزیہ مین دئے۔ اسکے تھوڑے دنون کے بعد یہ رومی کی جنگ پیش آئی اور اس خطرناک معرکہ مین جانیکی وجہ سے مسلمانونکو یہہ اطمینان نہین رہی کہ وہ حمص کے لوگونکی بیرونی واندرونی خطرات سے محافظت کرسکینگے اسلئے وہ تمام رقم جو حمص کے لوگون سے وصول ہوئی تھی اُن لوگو پھیر دی کہ اب ہم تمہاری حفاظت کا ذمہ نہین اوٹھاسکتے اسلئے تمہاری رقم واپس دیتی ہین (دیکھو فتوح البلدان بلاذری۔ صفحہ ۱۳۰ و ۱۳۱) کیا کوئی شخص سچائی اور انصاف کی اس سے عمدہ مثال پیش کرسکتا ہے اگر کسی قوم نے فوجی ضرورتون مین مسلمانونکا ساتھ دینا چاہا تو وہ مطلقاً جزیہ سے بری رہی چنانچہ حضرت عثمانؓ کے زمانہ مین جب حبیب بن مسلمہ نے قوم جراجمہ پر ایک عیسائی قوم تھی اور شہر جرموتہ اور اسکی مضافات مین آباد تھی) حملہ کیا تو اُن لوگونکے یہی بات

پسند کی کہ ضرورت کیوقت لڑائی میں مسلمانوں کا ساتھ دینگی اسی بنا پر وہ جزیہ سے مطلقاً بری رہی (دیکھو فتوح البلدان صفحہ ۱۵۹ و معجم البلدان ذکر جرجرایا) نہ صرف جرجرایہ بلکہ بہت سی انباط وغیرہ اور اوسکے متصل کی آبادیوں نے یہہ امر اختیار کیا اور سب سے جزیہ سے بری رہی۔ اگرچہ ان قوموں نے یہہ عہد کیا لیکن اکثر شمنوسی ملجاتی تھی اور ان کو مسلمانوں پر چڑھا لاتی تھی تاہم اُن پر جزیہ پھر نہ لگایا گیا بلکہ خلیفہ واثق باللہ عباسی کے زمانہ میں ایک عامل نے غلطی سے اُن لوگوں پر جزیہ مقرر کیا تو اُن لوگوں نے خلیفہ کے پاس عرضی دی اور جزیہ سے بری کردیئے گئے (دیکھو فتوح البلدان صفحہ ۱۵۹ و ۱۶۱)۔

استبناطات سے قطع نظر کرکے ہم مصرحاً ثابت کرتے ہیں کہ صحابہ کا یہی خیال تھا حضرت خالد بن الولید نے صلوبا کو (ایک عیسائی امیر تھا جو فرات کی متصل آبادیو پر قابض تھا اور بہت سے عیسائی قومیں اُسکی زیر فرمان تھیں) ۱۲ ہجری میں معاہدہ لکھدیا اور اسکے آخری الفاظ یہہ ہیں، یا منعناکم فلنا الجزیہ والا فلا۔ یعنی اگر ہم تمہاری حفاظت کریں تو تمکو جزیہ کا حق ہی ورنہ نہیں۔ علامہ ابو جعفر جریر طبری نے اپنی تاریخ کبیر میں اس معاہدہ کو پورا نقل کیا ہی اس سے زیادہ کیا تصریح ہوگی کہ جزیہ صرف اُنکی حفاظت کا معاوضہ تھا کیونکہ وہ خود والنٹیر نہیں بنتی تھے اور اپنی وملک کی حفاظت میں کوئی فوجی حصہ نہیں لیتی تھی۔ جزیہ کے مصارف یہہ تھے سب سے اول لنگر کی آراستگی سرحدی مقامات کی حفاظت قلعوں کی تعمیر پھر اس سے بچا تو فوج کی طیاری۔ پل وغیرہ کی تعمیر۔ سررشتہ تعلیم و عدالت۔ بی شبہ اسلام اس قسم کی مسلمانوں کو بھی فائدہ پہونچتا تھا لیکن اوس کے مقابلہ میں اوسپر یہ قاعدہ تھا کہ مسلمانوں سے خاصتہ جو صدقوں کی رقم وصول کیجاتی تھی اور بیت المال میں جمع رہتی تھی اُسمیں سے غیر مذہب والوں کو ملتا تھا خود حضرت عمرؓ نے بیت المال کی داروغہ کو لکھہ بھیجا تھا کہ خدا کی اس قول میں انما الصدقات للفقراء والمساکین مساکین سے عیسائی اور یہودی مراد ہیں (دیکھو ازالۃ الخفا جلد دوم صفحہ ۳۷۔ وکتاب الخراج)۔ جزیہ کی تعداد زیادہ سے زیادہ بارہ روپیہ سالانہ تھی۔ کوئی شخص لاکھہ روپیہ بھی رکھتا ہو تو یہی تعداد اسکو ادا کرنی پڑتی تھی اور کم سے کم تین روپیہ بھی بیس برس سے کم اور پچاس برس سے زیادہ عمر والی اور عورتیں، نابالغ، مفلوج، معطل العضو، نابینا، مفلس جنکے پاس دو سو درہم سے کم ہو جزیہ سے بالکل معاف تھی۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ ایسا ہلکا ٹکس جسکی وجہ سے جنگ کی برخطر موقعوں میں جانے سے نجات ملجاتی تھی جسکے ادا کرنے سے ہر ایک قسم کی حفاظت کی قطعی ذمہ داری ہوجاتی تھی جسکی بنیاد نوشیروان عادل نے ڈالی تھی۔ کیا ایسی ناگوار چیز ہوسکتی ہی جیسی کہ یورپ والوں نے خیال کیا ہی۔ کیا دنیا میں کسی شخص نے اُس سے بچنے کیلئے اپنا مذہب چھوڑا ہوگا۔ ہرگز نہیں یہہ ہی حقیقت جزیہ کی جسکو ایسا مکروہ اور مہیب لفظ خیال کیا گیا ہی۔

اسلام کی اشاعت یورپ مین

خط بنام

ڈاکٹر جی - ڈبلیو - لائٹنر - اورینٹل انسٹیٹیوشن وکنگ (انگلنڈ)

آپکا خط وصول ہوا مین آپکی توجہ اور بالتخصیص آپکی اسلامی ہمدردی کا بہت مشکور ہون

اس زمانہ مین اسلامی عام تعلیم بہت پست حالت مین ہے کیونکہ مسلمانون کے کل علوم اسوقت تک بالکل عربی زبان مین ہی ہین - حالانکہ مسلمانون کا بڑا گروہ اُردو فارسی ترکی زبان بولتا ہے اور اسی زبان کا علم جانتا ہے جسمین سوائے علم ادب اور دینیات کے کوئی دوسرا کامل علم ہنوز موجود نہین ہے اور نیز اُردو فارسی ترکی زبان مین نہ تو علوم عربیہ کا ترجمہ ابتک کامل ہوا ہے اور نہ ان عجمی زبانون مین ایسے الفاظ موجود کئے گئے ہین جس سے بآسانی عربی کا ترجمہ ہوسکے - اور علم عربی کی ترقی مین بھی ۶۵۶ ہجری کے بعد خاندان خلفائی بنی عباس کے زوال کے ساتھ ساتھ انحطاط پیدا ہوگیا -

پانچ کروڑ مسلمان جو ہندوستان مین بستے ہین ان مین اسوقت ایک ہزار آدمی بھی ایسے نہونگے جو عربی قرآن کی صحیح معنی جانتے ہون باقی کل مسلمان قرآن کو بے معنی عبادت کے وقت ایسا پڑھتے ہین جیسا کہ طوطا مینا لے سمجھے بوجھے باتین کرتا ہے عربی لکھنا یا زبان عربی مین گفتگو کرنا اکثر ہندوستان کے علما کو نہین سکھایا جاتا ہے جو علمی کتابین اُردو فارسی ترکی مین کثرت سے

مشہور ہو گئی ہین اگر ان کا عربی کتب کے ساتھ مقابلہ کیا جائے تو ان مین اکثر باتین ایسے نکلینگی جو بہت کچھ خلاف پائی جائینگی اگر ہم اپنے عجمی علماء پر اس قسم کا الزام دین کہ وہ علم عربی کا ترجمہ عجمی زبان مین ابتک نہین کئے ہین تو اسکے ساتھ ساتھ اسبات کا بھی الزام دینا ہوگا کہ وہ عجمی زبان کی وسعت مین بھی ہنوز کوشش نہین کئے اگر عربی زبان کو معجم کیا جائے تو ہر قسم کے ترجمے ان زبانون مین ہونگے اور ایسا ہی بجز چند شہرون کے باقی افریقہ کے کل مسلمان ہر قسم کے علم و ہنر سے بے بہرہ ہین مگر مذہب اسلام کی طریقہ عقائد و عبادات مذہبی جو بہت سیدہا سادہ ہے ہر ایک مسلمانون کی گروہ مین برابر رایج ہی۔

جو مسلمان کہ عربی جانتا ہو وہ بھی قرآن کے اکثر مقامات کو بغیر تفسیر کے نہین سمجھ سکتا اور کوئی نیک مسلمان بغیر فقہ جاننے کے نہ تو خدا کو لاشریک کی عبادت کر سکتا ہے اور نہ کسی مذہبی رسوم کو ادا کر سکتا ہی۔

پس یہہ کہدینا کہ کل مسلمانون کا عمل بالکل فقہ پر ہے بیجا نہ ہوگا فقہ مین ہر ہر قسم امر و نہی کے نسبت مختلف مسئلہ لکھی ہوئے ہین۔ مگر عمل صرف ان مسائل پر کیا جاتا ہے جو مفتی بہ ہین۔

باوجودیکہ اس قسم کی سیکڑون باتین اس وسیع مذہب مین جو دنیا کے بڑے حصہ مین پھیلا ہوا ہے موجود ہین اور بدون اس مذہب کے دقیق مسائل کے سمجھنے کے مذہب اسلام کے نسبت کوئی رائے قایم کرنی حقیقتاً بیمعنی ہے۔

مگر ہم یورپ کے مختلف دانشمند گروہ کو نہایت تعجب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جو صرف قرآن کے غلط ترجمہ کو جسکو سیل نے کیا ہے دیکھکر یا کسی مذہبی کتاب کے کسی حصہ کو اخبار کے کسی ارٹکل کے مانند پڑھ کر یہہ سمجھ جاتے ہیں کہ ہم گویا مذہب اسلام کے کل کیفیات سے واقف ہو گئے بعض وہ لوگ ہیں جو نری بے علم اور اپڑھ لوگوں سے گفتگو کر کے اسلام پر رائے قایم کر لئے ہیں بعض وہ ہیں کہ کسی بادشاہ یا حاکم کے ظالمانہ طریقہ عمل کو دیکھکر یا تاریخ میں پڑھ کر سمجھ چکے ہیں کہ شرع اسلام کے یہی اصول ہیں یا کسی متعصب عیسوی کی کتاب جسمیں انہوں نے صرف اسلام کے برائیاں بیان کی ہیں دیکھ لیا ہو یا شرع محمدی کے منسوخ اور غیر مفتی بہ مسائل کو دیکھ لیکر کوئی رائے قایم کر لی ہو میں خیال کرتا ہوں کہ اکثر لوگ اس قسم کے غلطیوں کو نہ سمجھکر خود غلطی میں پڑے ہوئے ہیں مگر وہ عیسوی جو درحقیقت خود علم عربی سے بہرہ ور ہیں قرآن کے معنی کو تفسیر کے ساتھ اچھی طرح سمجھ لیں اور مسائل مفتی اور غیر مفتی میں تمیز کر سکتے ہیں (بشرطیکہ منصف مزاج اور غیر متعصب بھی ہوں) ہمیشہ مذہب اسلام کا ادب کرتے ہیں۔

ہم ان آخر الذکر بہت سے عیسائیوں کے نام خود انکی زیادہ شہرت کے لحاظ سے پیش کرنا بیہودہ سمجھتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ باوجود اس قدر ترقی دانش و بینش کے کبھی اہل یورپ نے ایکدفعہ اسلام کی مانیت کو اچھی طرح سمجھنے کا ارادہ ظاہر نہیں کیا۔ حالانکہ دنیا کے تمام مسائل میں یہہ مسئلہ بھی ایک امر اہم ہے ہمنے کبھی نہیں سنا کہ محققین کی کوئی ایسی جماعت اس ضرورت

مسئلہ کے حل کرنیکی غرض سے یورپ کے کسی مقام پر جمع کی گئی ہو جسمین وہ غیر متعصب لوگ شامل کیے گئے ہون جو درحقیقت علوم عربی سے ماہر اور قرآن کو بہ تفسیر سمجھے اور فقہ کے فتوی بہ مسائل کو جانتے ہون اور جنمین مزید اطمینان کیواسطے علماء اسلام بھی جو علوم انگریزی اور مذہب عیسوی کی ماہیت سے واقف ہون شامل رہے ہون۔

البتہ اسقدر دیکھا گیا ہے کہ منفرد علیحدہ طور پر ہمیشہ مذہب اسلام کے نسبت اکثر رائے قایم کی ہے پھر ان اشخاص مین بھی دو گروہ ہین کسیے تو خود اسلام کی تائید مین اپنی رائے پیش کی ہے اور کسی نے مخالفت مین۔

میرے اس مختصر خط مین اسقدر گنجایش نہین کہ مین ہر ہر مسئلہ پر بحث کرسکون یا مذہب اسلام کے اخلاقی بھلایون کا بیان کرون یا معترضین کا جواب دون اگر بالفرض ایسا کیا بھی جائے تو عوام پر اس کا کوئی اثر نہوگا مین چاہتا ہون کہ اس قسم کی کوئی تحریک ہو کہ درحقیقت اس مذہب کی تنقیح کیواسطے محققین کی متعدد جماعتین قایم ہون جنمین خود عوام کی توجہ مائل ہو اور ہر ایک شخص کو اپنی اپنی رائے زنی کا موقع ملے اور یہہ جماعتین ایشیا اور یورپ مین جا بجا دیر تک قایم رہین اور مین جانتا ہون کہ اگر یہہ امر کبھی وقوع مین آئے تو اسلامی معاملات مین یہہ پہلی تحریک ہوگی اور کچھہ عجب نہین کہ اس کی ابتدا لندن سے ہو جو درحقیقت اس ایک ہی مقام کے باشندے کم متعصب اور منصف مزاج ہین اور مجکو تو کچھہ شک نہین کہ اس تحریک سے جو کچھہ اسلام اور عیسوی مین دشمنی ہے بہت جلد رفع دفع ہو جائیگی اور سمجھہ جائینگے کہ

ایک دوسرے کا طریقہ نہایت نیکی اور بھلائی کا ہی اور اگر ان طریقہ کی تحریر عمدہ اصول سے کیجائیگی تو بلاشبہ بہت سے مسلمان اور عیسائی جنکی طبیعتوں میں حق بات کی تلاش کرنی ہے بہت خوشی سے اس کار خیر میں شرکت اختیار کرینگے۔ اور ان مجالس اور تحقیقات کی مصارف کے نسبت ایک مختصر چندہ تجویز ہو تو عوام الناس بھی اس چندہ میں شریک ہو جاینگے بشرطیکہ اس کار خیر کی تکمیل کیلئے چند لائق آدمی کو جا بجا سفر کرکے تجربہ کرکے اور تقریرًا اس کے عمدہ نتایج ذہن نشین کر دینے ہوں اور بڑے شہروں میں سب کمیٹیاں اور اس کی شاخیں قایم کر دینا ہوگا اگرچہ بادی النظر میں یہہ ایک بڑا معاملہ نظر آتا ہے مگر جب ایک دفعہ یہہ معاملہ چل نکلا تو پھر اس کی تکمیل میں کوئی دشواری نہوگی بلکہ تھوڑے فیکل سبھا ہی وغیرہ اور چھوٹی چھوٹی کمیٹیاں جو اسوقت قایم ہیں وہ کل اس میں بتدریج شامل کر لیجائیں تو اس غرض خاص کی تکمیل حسب الدعا ہو جائیگی۔

حسن

یورپ اور ہندوستان کی تلوار

ٹیمس آف انڈیا مورخہ ۳۰ جنوری ۱۸۸۸ء سے ظاہر ہوتا ہے کہ جنگ سواکم واقع ملک سودان کے پہلے حملہ میں رسالہ ہوزار کے تین چار سواروں کی تلواریں عرب لوگوں کے ہاتھوں سے ٹوٹ گئیں اور نیز ہمارے ایک سوار کی تلوار پہلے دو تین بار کے چلانے سے ٹوٹ گئی جب یہہ سوار بے ہتیار اور بجائے لڑنے کے قابل نہ رہا تو اسی عرب نے جسکو یہہ مار رہا تھا جاکے اس بیچارے کو بھوک دیا۔

دوسرا ایک سوار جسکی تلوار بھی ٹوٹ گئی تھی عرب کی تلوار سے کاندھے سے کمر تک کاٹ دیا گیا۔

ان تلواروں کے ٹوٹنے سے کل آدمیوں کا اعتبار جاتا رہا۔ ایک ٹرپ کے سارجنٹ میجر نے اپنی تلوار کو میان کرکے (روالور) پانچ فیری تفنچہ ہاتھ میں لیا اور عربوں پر چلایا مگر روالور بند ہوگئی اور آواز تک نہیں نکلی ایسا ہی بہت سے روالور بند ہوگئی جبکہ رسالہ ہوزار کے سوار عربوں کی جانب چلاتا چاہتے تھے یہہ تلوار اور روالور کل نئے دئے ہوئے تھے۔

مخبر ہذا خود جنگ میں شریک تھا بیان کرتا ہے کہ میں نے ایک عرب کے سپر پر تلوار ماری مگر اسپر بالکل اثر نہیں ہوا۔

۱۸۵۵ء مین یہہ تلوار جرمنی کے کارخانہ (سالنجن) سے آئی ہوئی تھین جب ہتیار بنانے کا اجارہ خود انگلستان مین مسرس ولکنسن انڈ کمپنی کو دیا گیا تو انھنے یا تو یہہ ہتیار جرمنی کے کاری گرون سے تیار کرایا یا خود سالنجن کے کارخانے سے خرید کر کے سرکار مین داخل کیا سارا سبب یہہ ہے کہ انگلستان سے تلوار بنانے کا ہنر معدوم ہو گیا ہے اگر ایسا ہو تو ایک عظیم الشان سلطنت کے جنگی کارخانہ پر فی الحقیقت ایک بڑا الزام عائد ہو سکتا ہے کیا وجہہ ہے کہ ایسے ضروری و لابدی ہنر ایک سلطنت سے ضایع کر دیا گیا۔

سب جانتے ہین کہ مشرقی زمین (ممالک اسلام) زمانہ قدیم سے تلوارون کا معدن رہا ہے۔

شہر دمشق پائے تخت شام کی تلوار سلطان صلاح الدین سے پہلے تمام جہان مین مشہور تھی۔ اور پہلے پہل عرب لوگ تلوار بنانے کا ہنر اپنی فتوحات کے ساتھہ ساتھہ اندلس یعنے اسپین مین لے گئے۔

اور ٹالیڈو کا شہر تلوار بنانے کا مرکزی کارخانہ قرار پایا۔

ہندوستان بھی تلوار بنانے مین کچھہ کم نہ تھا پنجاب مین شہر گجرات کی تلوارین نہایت مشہور تھین۔

جو تلوارین عموماً تیمور لنگ اور چنگیز خان اور بادشاہان دہلی کے زمانہ مین فوجون کو دی جاتی تھین وہ کبھی دشمن کی تلوار کے مقابلہ مین یا دشمن کی بگڑی پر پہلے ضرب مین نہین ٹوٹ جاتی تھین چونکہ اس زمانہ مین

بہت سے دشمن سوز آتشین ہتیار ایجاد ہو گئے ہین اسلئے تلوار کی وہ قدیمی عزت باقی نہین رہی ہے اور یہی وجہ ہے کہ مشرق (ممالک اسلام) مین بھی اب بہت ہی کم تلوارین تیار ہوتی ہین۔

جو تلوارین میونڈ واقع افغانستان کے جنگ مین استعمال کیگئین یا غازیان افغانستان بالتخصیص جن تلوارون سے مسلح تھے نہ تو وہ بے فائدہ استعمال کیگئین اور نہ تو وہ جنگ مین لوٹ گئین اس صورت یہہ بات دریافت کرنی چاہیے کہ ایسے مضبوط ہتیار کہان بنائے گئے تھے۔

اور نیز اسبات کا دریافت کرنا بھی لازم ہی کہ کیا ہندوستان سے تلوار بنانے کا علم بالکل نیست نابود ہو گیا ہے اگر ایسا نہین ہے تو کیا یہہ صنعت پھر زندہ ہو سکتی ہے۔ پس گورنمنٹ آف انڈیا کا پہلا فرض ہوگا کہ قدیمی تلوار بنانے والونکے خاندان تلاش کرکے از سر نو اس مردہ صنعت کو پھر ہندوستان مین زندہ کرے۔

اور خود اہل ہند کو بھی لازم ہے کہ اپنے ہموطن بھائیون کے فائدہ پہونچانے کی غرض سے۔ جن قدیم تلوار بنانے والون کے خاندان سے جو لوگ واقف ہون اسکی گورنمنٹ قیصری کو آگاہ کرین بلا شبہہ ہندوستان کو فخر ہوگا اگر یہہ ہی کی تلوارین یورپ مین مستعمل ہون۔

چونکہ اس وقت گورنمنٹ قیصری کی توجہ اس جانب مائل ہی لہذا اہل ہند (جنکو اپنے ہنر دکھلانے کا موقع ہی) وقت ضایع نہ کرینگے۔ فقط

حسن

برٹش بلوچستان کے کیا معنی ہیں

۱۴ نومبر کے اخبار لندن ٹیمس میں ہندوستان کا حسب ذیل تار تھا۔

"سر تھیوڈور ہوپ وزیر تعمیرات ہر ہائی ہوس ریلوے گذشتہ مفتہ میں معاینہ کرتے رہے۔ وہ ماہ آیندہ میں ہندوستان سے رخصت ہونگے۔ اثنای دورہ میں صاحب ممدوح نے حکم دیدیا کہ ان کل امدادی تعمیرات کو بہت جلد اسطرح تکمیل کرنا چاہیئے کہ بلوچستان ریلوے پوری قوت کے ساتھ کام دے بشرطیکہ کوئی معدکہ واقع ہو"

سر تھیوڈور ہوپ نے باوجود انجنیر ہونے کے ہر ہائی ریلوے پر تخمینہ سے زیادہ ۱۵۰ روپیہ فی صدی خرچ کی اجازت دی اور اب امید کیجاتی ہے کہ دس لاکھ روپیہ اور صرف کیا جائیگا۔ یہہ جملہ ارشادات نظمی ہندوستان سے لے جا چکے۔

اضلاع پشین۔ ژوب جھل جمالی اور سبی جو ہمارے زیر انتظام تھے ۱۸۷۶ء میں اب باضابطہ انگریزی عملداری ہندوستان میں ملحق کر لیے گئے ہیں اور ایک چیف کمشنر کی ماتحتی میں بنام برٹش بلوچستان سپرد کیے گئے ہیں۔ اجنٹ گورنر جنرل شعبہ قطع وبان کا چیف کمشنر قرار دیا گیا ہے"

ان اضلاع کا انتظام جو ہندوستان کے حدود باہر ہیں بلوچستان کے حقیقی وارث اور مالک یعنے خان قلات کے نام سے انگریزوں نے کیا۔ پس اب

کی ہر شخص کو جاننے کی خواہش ہوگی کہ ان اضلاع کو الحاق کرنیکے کیا اسباب ہیں
کیا صرف گزٹ آف انڈیا میں اعلان ہوجانے سے الحاق ہوجاتا ہے۔ کیا الحاق کیلئے
لندن گزٹ میں خط کتابت مطبوع ہونی تھیں یا صرف عالی یادداشت کارروائی کا نتیجہ ہی
غیر سلطنت کے الحاق کیلئے کیا حق ہے پہلے یہہ معلوم ہونا چاہیئے کہ خان قلات
کو ان اضلاع کے دیدینے کا کیا حق تھا بعدہ انگریزی حکومت کہاں سے لینے کی مجاز
ہوئی۔ کہ ایسے دوست اور رفیق سے ایام صلح میں اضلاع چھین لے۔ پس کیا
اس قسم کا حق ایکٹ ۱۸۵۸ء سے حاصل ہوا یا ان میں کونسل ایکٹ ۱۸۶۱ء نے مجاز
کیا یا اسی ایکٹ ۱۸۵۸ء سے موقع حکومت ملا۔

ان سوالوں کا جواب بجز اسکے اور کچھ نہیں ہوسکتا کہ انڈیا کونسل ایکٹ
۱۸۵۸ء ۲۱-۲۲ وکٹوریا باب ۱۰۶ میں اس کا کچھ ذکر نہیں ہے۔ ۱۸۵۸ء میں
چونکہ معاملات ہندوستان کی کارروائی اور اس کی روک تھام بہت بھاری
تھی اسلیے ایسٹ انڈیا کمپنی کو موقوف کردیا اور حکم ہوا کہ جو احکام ابتک بذریعہ
خفیہ کمیٹی متعلقہ کورٹ آف ڈائرکٹرز و ایسرائے ہند کو ہوا کرتے تھے وہ آئندہ سے
بذریعہ معتمد ہند (سکرٹری آف اسٹیٹ فار انڈیا) بغیر علم ممبران کونسل معتمد
ہند ہوا کرینگے۔ جب خفیہ احکام کورٹ آف ڈائرکٹر عام طور سے قانون کی
حیثیت میں لائے جاتے تھے اسوقت ایسٹ انڈیا کا کوئی ڈائرکٹر (نامل) ممبر پارلیمنٹ کی حیثیت
میں بورڈ آف کنٹرول کی کارروائیوں کی مخالفت کرسکتا تھا۔ اس وقت سے کونسل معتمد ہند کا
کوئی شخص پارلیمنٹ کا ممبر نہیں کیا جاتا خفیہ حکام کے مقاصد یہہ ہیں ہندوستانیوں پر ٹیکس لگانا صلح یا جنگ کرنا

ہندوستانی دیسی رئیسون یا ریاستون سے معاملہ کرنا۔ یا کسی دوسرے یورپین یا ریاست سے خط کتابت کرنا۔

ایکٹ ۱۸۵۸ء نے ڈیوک آف آرگائل کو گورنمنٹ ریلوے کمپنیان (ضمانتی ریلوے کمپنی) کی طرفداری مین گورنمنٹ پر دباؤ ڈالنے کا موقع ملا۔ اور انڈین کونسل کی جو طرفداریان زمینداران بنگال کے حق مین تھین اوس سے انکار کیا۔ اسی سے لارڈ سالسبری کو قوت ہوگئی اور انہون نے لارڈ لٹن کو گورنر جنرل ہند بنا کر بھیجا جسنے سپریم کونسل (مجلس عالیہ گورنر جنرل) کو بالائے طاق رکھکر ۱۸۷۸ء مین امیر افغانستان سے تباہ کن اور ظلمناک جنگین کین اور اسی سے لارڈ رنڈاف چرچل پٹر یا تک ایکو نومسٹ نے لارڈ ڈفرن کو ہر ہما پر دست درازی کا موقع دیا گورنمنٹ انگلشیہ ہندوستان وسط ایشیا مین روس کو بیجا دھمکی دینے کیلئے ٹیکس لگاتی ہے اور جسپر نیبال فرانسر اپنی قوت بحری سے دست کش ہوتی ہے گویا کہ وہ چاہتی ہے کہ روس کے

کل مطالب پوری طور سے حاصل ہوجائین فقط

انسداد غلامی کے بہانہ سے مذہبی حملہ

اگرچہ جرمنی کو بعض خصوص مقامات افریقہ مین وسعت حکومت کیلئے کمپنیان مقرر کئے ہوئے کچھ زیادہ عرصہ گذرا ہے دیگر جو کچھ نتیجے پیدا ہوئے اور اب ہو رہے ہین دہنگ سے بار دیگر غور کرکے پرنس بسمارک نے کارروائی شروع کی ہے وہ حکومت کی ترقی بحیلہ انسداد بردہ فروشی ہے۔ پرنس بسمارک نے اپنے رعب داب سے بہت سی اعلی یورپی قوتون کو اس حکمت عملی کیلئے اپنا حامی دار کرلیا ہے چنانچہ انگلستان کو خوف دلایا گیا کہ اگر جرمنی کا افریقہ مین ساتھ نہ دوگے تو اس سے بھی یورپ کے کسی جنگ مین جسمین انگلستان کو براہ راست تعلق ہوگا امید نہ رکھنی چاہئے اس تخویف سے وہ بھی شامل ہوا ماحصل اس کوشش کا یہہ ہے کہ اسلام کی روزافزون افریقی ترقی کو روکا جائے اور اور عیسوی مذہب کی اشاعت ہو اور جرمنی کو وسعت حکومت کا موقع دیا جائے اسلام کی جو کچھ افریقہ مین حالت ہے اور جس بدنما طریقہ سے اسمین رکاوٹین ڈالیجاتی ہین اسکی مشرح کیفیتین کئی نامی انگریزی سیاحون اور واقف کارون کی تحریرون سے اس رسالہ مین لکھی گئین اور آئندہ مندرج ہوا کرینگی۔

عیسائی مذہب اور انگریزی ضابطہ حکومت

اوڈیم تھیولوجیکم (تنازع اہل مذہب) اسقدر عام ہوگیا ہے اور اس کے پیروکارون مین دلیلون کی تحقیر اس قدر کثرت سے ہے کہ ہم کارڈینل لیوگری کے حملہ مسلمانون

کبھی قابل وقعت نہ سمجھتے اگر اُن حملون کی مقبولیت اسی گروہ مین محدود ہوجاتی جو ضعف قوت کی بیماری مین مبتلا ہے۔

مسلمان خیال کرسکتے ہین کہ عسائیون مین بڑا قابل قدر اتفاق و اتحاد ہی کیونکہ اُن کے مذہب پر اس مذہب کے دو بڑے گروہ پروٹسٹنٹ اور کیتھولک متحدہ و متفقہ کوشش سے حملہ کر رہے ہین لیکن لارڈ گرینول کو تو کوئی شخص سرگرم مذہبی آدمی نہ خیال کریگا۔ پس ہمکو یہہ نتیجہ نکالنا چاہیئے۔ کہ یہہ انکا اقتضائے طبعی ہے جس سے انہون نے بے بنیاد اصولون پر نہر سویز نے حقوق سلطانی صلب کر لئے۔ گورنمنٹ اٹالیہ کو اُبھارا کہ مصوع پر قبضہ کرلے جسکا اوسے کوئی حق نہین۔ اسی طبیعت کا یہہ بھی اقتضا ہے کہ سلطنت عثمانیہ کی دشمنی اس پیرایہ مین ادا کیجائے۔ سلطنت انگلستان کے ایک معزول وزیر خارجہ کی یہہ حرکت کہ وہ ایک ایسی تحریک کی پیشوائی کرے جو اس مذہب کے مخالفت مین ہو جسکا سرگروہ انگریزی سلطنت کا رفیق یعنے سلطان روم ہے ایسی کارروائی ہے جسکا کوئی شخص پہلے سے گمان بھی نہین کرسکتا تھا۔

ہمکو تعجب ہوا کہ لارڈ گرینول نے اس مجمع مین اپنی موجودگی کے نسبت عذر کیون نہین پیش کیا۔ جبکہ کارڈینل لوگری نے بمخالفت مسلمانان پرنسس ہال مین اسپیچ دی تھی جسکا ذکر رسالہ حسن نمبر ۵ جلد اول مین ہوا ہی پس ہمکو فرض کرلینا چاہیئے کہ وہ ایسے سادہ لوح بزرگ ہین

کہ اپنی سادگی مزاج سے اُن موقعون پر بے تکلف چلے جایا کرتے ہین جسکے
نقصانات اُن کو پہلے سے نہین معلوم ہوتے۔

ہمکو اسبات سے مسرت حاصل ہوئی کہ کارڈینل لوگیری کے جواب
مین جو تحریر ڈاکٹر لٹنر کی ہمنے درج صحیفہ کی تھی وہ بکار آمد ہوئی کارڈینل صاحب
لندن سے بروسل دارالسلطنت ملک بلجیم روانہ ہوئے جہان کا بادشاہ
لیوپولڈ دوم افریقہ کی تہذیب کیلئے کوشش کر رہا ہے۔ افریقہ کی تہذیب
یعنے بادشاہ کی خواہش پوری طور سے اسیوقت ہوسکتی ہے جب
اسلام اور مذہب عیسوی مین سچا اور قلبی اتحاد ہو۔ بروسل کے بڑے گرجہ مین
کارڈینل مذکور نے اپنی تہمت انگیز تقریر کا اعادہ کیا۔ لیکن سفیر دولت عثمانیہ نے
نہایت لیاقت سے اس کا جواب دیا اور ڈاکٹر لٹنر کے خط سے معقول استفادہ
کیا اور اخبار انڈپنڈنس بلجی مین سب کیفیتین درج ہوئین اخبار مذکور مین پہلے
انسداد بردہ فروشی کی معقول تدبیرین بتلائین جسکے لئے وہ کوچہ بکوچہ پھرے
ہین بعدہ سفیر عثمانیہ کے موافقت مین بالکل بے طرفدارانہ مضامین
کالم کے کالم لکھے ہوئے ہین۔ اسی بیان مین اُن خطوط کا خلاصہ دیا جائیگا
ڈاکٹر لٹنر کا خط اسلئے نظر انداز کیا جاتا ہے کہ اس مین وہی عبارتیں ہے
جو رسالہ حسن نمبرہ جلد اول مین مندرج ہے ہان ہمکو افسوس ہے
کہ سفیر عثمانیہ کے دوسرے خط کا خلاصہ بوجہ عدم گنجایش نہین دیسکتے
اگر کارڈینل مذکور نے اپنے بیان مین کوئی ایک بات بھی نئی کہی ہوتی

تو ہم دوبارہ چھاپ دیتے۔ بہرحال اُن کے بیان سے یہہ معلوم ہوا کہ اب خاصیت مذہب اسلام کے متعلق کوئی مباحثہ کارڈینل صاحب سے ہوگا کیونکہ سب وہ اقرار کرتے ہین کہ انہون نے کبھی کسی طرح سے مسلمانون کے مذہب پر حملہ نہین کیا۔ پس اب ہمکو دیکھنا اور دکھلانا چاہئے یہہ انکار کس قدر قیمت کا ہے۔ تیسری اکٹوبر کے لنڈن ٹیمز مین ایک مسٹر ارلن سکرٹری اینٹی سلیوری سوسائٹی (معتمد مجلس مخالفت بردہ فروشی) کا مطبوع ہوا ہے جسمین سے یہہ خلاصہ کر لیا گیا

"عالیجناب کارڈینل لیوگری اس امر کے منکر ہین کہ
انہون نے کبھی کسیطرح سے مذہب اسلام پر حملہ کیا ہے
بہت سے مسلمانان افریقہ سے انکی بڑی دوستی ہے"

اب کارڈینل صاحب کی اسپیچ جو سنٹ لوئی مین ہوئی اور جو باضابطہ دوبارہ مشتہر کیگئی ملاحظہ ہو جس مین مقصدہ ذیل مقتبسہ مضمون مندرج ہے۔

اگرچہ مین اس بیان کو ایک مرتبہ کہین دیکھ چکا ہون
مگر قبل روانگی از یورپ اس کا اعادہ مناسب سمجھتا ہون
مسلمانون کا دستور ہے کہ حبشیون کو غلامی کی حالت
مین رکھنا وہ اپنا حق سمجھتے ہین نہین نہین بلکہ
وہ اپنا مذہبی حق سمجھتے ہین کیونکہ انکی ایسی مذہبی تعلیم ہے
اہل اسلام بامداد مفسرین قرآن تعلیم دیتے ہین کہ حبشی

دائرہ انسانی سے خارج ہیں ان کی خلقت انسان اور حیوان مطلق کے
بیچ میں ہے بلکہ بعض مناسبتوں سے وہ حیوانوں سے
بھی بدتر ہیں"

اس تحریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ کارڈنیل نے اپنی اتشی بیان سابقہ پر اور تیل چھڑکا ہے باوجود اس کے ہمکو مان لینا چاہئے کہ انہوں نے اسلام پر کسیطرح حملہ نہیں کیا۔ مسٹر المین نے جہاں کارڈنیل کا انکار لکھا ہے اس مضمون میں یہہ عبارت اور ساتھہ ہے

"کارڈنیل لیوگری کو اس بات کے سننے سے سخت قلق ہوا
کہ بس خدمت میں انہوں نے اپنی زندگی کا بڑا حصہ صرف
کیا اس خدمت کو اخبارات بلجیم و فرانس مختلف نظر سے
دیکھتے ہیں جنمیں بیان کیا گیا ہے کہ کارڈنیل کی غرض اس
شور شعب سے تمام عیسائیوں کو برانگیختہ کرکے بذریعہ
جنگ صلیبی اسلام کو مٹا دینے کا ہی اور کوششیں نسبت
مجلس مخالف بردہ فروشی محض اسی غرض کی تکمیل کیلئے ہیں"

ہماری نظر سے فرانسیسی اخبارات نہیں گذرے لیکن بلجیم کا اخبار موسومہ "انڈپنڈنس بلجے" میں اس قسم کا حملہ نہیں ہے جسمیں کل خط وکتابت چھپی ہے اور یہی وہاں کے اخبارات اس قسم کے تذکروں سے خالی پائیگئے۔

علی ہذا سفیر دولت عثمانیہ نے بھی ایسی تحریر نہیں لکھی اور اگرچہ ہمنے قطعی طور سے لکھدیا کہ ممالک اسلامیہ پر حملہ کی نیت ہوئی لیکن اس کا اظہار نہیں کیا گیا

کہ آیا کارڈینل صاحب اس گروہ میں داخل ہیں یا نہیں اسکے بعد مسٹر ایلن فرماتے ہیں۔

"کارڈینل لیوگری کی رائے ہے کہ اگر ان حملوں کا سراغ لگایا جائے تو آسانی سے معلوم ہو جائیگا کہ اسکی بنیاد ان لوگوں کیطرف ہے جو مشرقی افریقہ کے فرانسیسی نوآبادیوں میں بجبر و بزور نیشکر کے باغات تیار کرانے میں بہت فائدہ اٹھاتے ہیں جس سے مشرقی اور وسطی افریقہ میں بردہ فروشی بے روک ٹوک جاری ہے اور بعد بہت کچھ اس مذموم تجارت کی جواب دہ ہو سکتی ہے"

ہم دیکھتے ہیں کہ کارڈینل کے اتہام پر پہلے پہل اس رسالہ میں نکتہ چینی ہوئی ہے اور مجھکو بڑا تعجب اس وقت اور زیادہ ہوا جبکہ ایک معزول وزیر خارجہ نے اس قسم کے اتہام کو جایز رکھا اور خود جلسے میں موجود رہا پس کیا مسٹر ایلن کہہ سکتے ہیں کہ مجھکو کوئی تعلق فرانسیسی نوآبادیوں میں نیشکر کے باغات لگانے سے ہے۔ مسٹر ایلن کا بیان ہے۔

"کارڈینل لیوگری نے مجھکو مطلع کیا ہے کہ ان کی یہہ مذہبی کوشش خوب بار آور ہو رہی ہے ایک ہزار سے زاید مجاہدین (والنٹیر) نے درخواست کی ہے کہ انسداد بردہ فروشی کیلئے جس قسم کی خدمت درکار ہو ہمسے لیجائے اور کئی لاکھ سکہ جات فرانک کا بھی وعدہ کیا گیا ہے لیکن ابھی صاحب ممدوح اور انکی ماتحت مجلسوں نے یہہ فیصلہ نہیں کیا کہ ان امداد

فوجی و مالی کس طریقہ سے استعمال مین لائین لیکن انہون نے
مجھکو مطلع کیا ہی کہ اُن کا ارادہ عربون سے جنگ کرنیکا نہین ہے"
مسٹر ایلن نے اپنی تحریر مین کارڈینل صاحب کو بتلایا ہے کہ کیا کرنا چاہئے اور
کیا نہین اس موقع پر ہمکو بھی کارڈینل صاحب کیخدمت مین صلاح دینے کی جرأت
ہوتی ہے اور وہ یہہ ہے:-
کہ افریقہ مین آدمیون کے بھیجنے کیلئے اس وقت تک چندہ نکرنا چاہئے جبتک
یہہ معلوم نہو جائے کہ وہ وہان جاکر کیا کرینگے اور جبتک یہہ معلوم نہو کہ وہ
اپنا کام بغیر ان لوگون کے ذلیل کئے ہوئے شروع کرینگے جنکی امداد تکمیل
اغراض کیلئے ضروری ہے۔
انسداد غلامی کیلئے جو کوشش کیجا رہی ہے وہ تعجب انگیز ہی چونکہ اہل یورپ
نے گذشتہ نصف صدی مین نہایت سخت بردہ فروشی کو جو ان ممالک مین
رائج تھی بند کردیا ہے اسلئے اسی فرضی خیال سے انسداد غلامی کیلئے اسلام
پر حملہ کیا جاتا ہے جسنے بارہ سو برس ہوئے کہ عالمگیر بردہ فروشی مین بہت تبدیلی
کرکے گھٹا دیا اور اس کے قواعد مقرر کردئے انگلستان مین بردہ فروشی
کے نسبت جو پہلے خیال تھا وہ پارلیمنٹ کے کاغذات مین مندرج ہی چنانچہ
لارڈ چینسلر الڈن ناظم دفاتر شاہی نے جو اسیسمے بوقت منظوری اس
رزولیوشن پیش کردہ آرل باتھرسٹ کے دی تھی کہ وسٹ انڈیز مین غلامون
کی موجودہ حالت مین اس نظر سے ترقی دیجائے کہ بالآخر انکو آزادی

حاصل ہو۔ یہان ہم درج کرتے ہین —

ہوس آف لارڈز

سہ شنبہ ، ۱۷ مارچ ۱۸۳۶ء

رزولیوشن متعلقہ انسداد غلامی پر ناظم دفاتر شاہی لندن کی اسپیچ —

" غلامی کے بارہ مین بہت سے باتین بیفائدہ کہی گئی ہین کہ اول وہ انگریزی ضابطہ حکومت کی ناموری مین بٹہ لگاتا ہی اور بالکل خلاف ہی دویم یہہ کہ مذہب عیسوی کے منافی ہی جسکو وہ جائز نہین سمجھ سکتا۔ پس اول الذکر کے بارہ مین کہ بردہ فروشی خلاف ضابطہ حکومت انگلشیہ ہی مین بالضرور یہہ کہونگا کہ اس سلسلہ بردہ فروشی کو انگریزی ہی ضابطہ نے پرورش کیا بڑہایا اور قریبًا بھی بانی مبانی ہوا اور لارڈ سومرس ایسے نامی گرامی کے زیر صدارت اس بیان کو بہت تامل و تین و پیش کے ساتھہ کہہ سکتا ہون کہ بردہ فروشی خاصہ حکومت انگریزی کے مخالف ہی اب رہا دوسرا امر کہ بردہ فروشی عیسوی مذہب کے برخلاف ہی (عام اس سے کہ میسری رائے ایسٹ انڈیز کی بردہ فروشی کے نسبت کیسی ہی ہو) جب مین یہہ بات یاد کرتا ہون کہ بردہ فروشی سیکڑون برس جاری رہی اور اس ملک (انگلستان) کے ضوابط نے اس کو ترقی دیا اور یہہ ترقی

صرف نامی گرامی اہل معاملہ لوگون کیطرف سے نہین تھی جنہون نے
تاریخ مین اپنا نام پیدا کیا بلکہ مشہور معروف پادریون اور بڑی مختاط
اہل مذہب عالمون اور معزز واعظون کیجانب سے تھی جسطرح کہ
آج واجب التکریم پادریون کا گروہ روبرو موجود ہے۔ یہہ لوگ
بخوبی جانتے ہین کہ مذہب عیسوی کے کیا مخالف ہے اور کیا نہین
مین اسبات کا اقرار کرتا ہون کہ جو طریقہ حسب اجازت اہالی مذہب
اس طرح اتنے مدتون سے جاری ہو اس کو مین ایکبارگی اب
مخالف مذہب نہین قرار دیسکتا جیسا کہ بعض حضرات سمجھتے ہین
پس میری رائے ہے کہ ان سب باتون مین ہمکو گون کو فرض ہے کہ
اپنے پیش رون کی رایون پر چلین"

اسوقت ہم اس امر کا فیصلہ نہین کرنا چاہتے کہ بردہ فروشی کا زیادہ مخالف مذہب
اسلام ہے یا عیسوی۔ لیکن اگر مذہب عیسوی کے حق مین ڈگری دیجائے تو
یورپ علی العموم اور انگلستان علی الخصوص ۱۸۲۶ء سے پہلے پیرو مذہب عیسوی نہین تھے

بردہ فروشی اور اسلام

از "اخبار انڈیپنڈنٹ لنڈن"

مورخہ ۲۶ اگست

سفیر دولت عثمانیہ متعینہ دربار بادشاہ بلجیم کا خط بجواب اسپیچ کارڈینل لیورگری
جنہون نے افریقہ کی بردہ فروشی کو صرف مسلمانون پر تھوپا نہین بلکہ مذہب اسلام

کی تعلیم کا نتیجہ بتلایا ہے۔ سفیر صاحب کا خط کسیقدر دلچسپی سے پڑھنے کے قابل ہے۔ کسیقدر رسلے کہا گیا کہ یہہ سفیر مسلمان نہین ہین انکی معلومات اور عبور وہین تک تسلیم کیجا سکتا ہے جہانتک کسی محقق مذہب اسلام کو ہو سکتا ہے۔ یہہ خط بلجیم کے روزانہ اخبار موسومہ "انڈیپنڈنس بلج" مورخہ ۲۶ اگست مین پایا گیا۔

چھٹی بنام

ایڈیٹر صاحب اخبار انڈیپنڈنس بلج جناب من۔ کارڈنیل لیوگری کی اسپیچ جو آپکے اخبار مورخہ ۲۲ اگست مین چھپی ہے اس مین ذیل کا فقرہ دیکھا گیا "مسلمانون کو غلامی کیلئے جنہون کا شکار کرنا مذہبی فرض ہے ان کا عقیدہ اور انکی تعلیم ہے کہ حبشی زمرہ انسانی سے خارج ہین۔ انکی حیثیت انسان اور حیوان کے بیچ ہے بلکہ بعض حالتون مین حیوانون سے بھی بدتر ہین"۔ یہہ اسپیچ بطور ضمیمہ کے علیحدہ چھپی ہے جسمین انہین مطالب کو زیادہ وضاحت سے لکھا ہے جسکے اعادہ کی ضرورت نہین ہے۔ کارڈنیل نے اپنے تقریر مین یہہ بھی بیان کیا کہ جو تاجر غلامی کیلئے حبشیون کو پکڑ رہے ہین ان کو چاہئے کہ وہ اپنے وطن ہندوستان یا ٹرکی مین واپس جائین۔ جملہ حاضرین نے یہہ تقریر سنی آپکے اخبار مین بھی مندرج ہوئے اور ضمیمہ مین بھی پائیگئی۔ کارڈنیل صاحب نے شاید بعد کو یاد کیا ہوگا کہ بہت زمانہ گذرا کہ سلطنت عثمانیہ نے قانوناً بردہ فروشی کو منسوخ کر دیا ہے۔ اور وہ قانون عام قوانین کے ساتھہ رواج پذیر ہے۔

یقیناً یہہ نہایت افسوس کی بات ہے کہ ایسا مشہور اور باوقعت مذہبی

سردار غلط بیانات کا اپنے آپکو مرکز بنائے اور منبر پر چڑھ کر ایسے ہی اتہام تمام مذہب کے لوگون پر لگائے۔ یہہ صحیح نہین ہے کہ اصول مذہب اسلام بردہ فروشی کا حامی ہے جسکا تماشہ گاہ بالا ئی۔ کانگو قرار دیا گیا ہے اسلام کسی جنس انسان کو برباد نہین کرتا خواہ وہ سیاہ حبشی ہو یا سفید یورپی اس قسم کے حملون کا ایک برجستہ جواب لندن کے انتینم اخبار مین اسوقت مطبوع ہو چکا ہے جبکہ خبرل کارڈن نے غلامی کا اعلان کیا تھا۔ چنانچہ اس تحریر جوابی کو لندن کے عمدہ ماہوار رسالہ موسومہ "ڈبلیو مینک فلائی شیٹ" مورخہ ۱۴ اگست مین دوبارہ مطبوع کیا ہے۔ وہ تحریر بجواب اسپیچ کارڈینل صاحب کے ہے جو انہون نے لندن کے پرنس ہال مین دی تھی مصنف اس تحریر کا پروفیسر ڈاکٹر لیٹنر ممبر رائل اورینٹل اسٹیٹیوشن ہے جو انگلستان مین اسلامی مذہبی تعلیمات کے متعلق معتمد علیہ قرار دیا جا سکتا ہے اور علاوہ اسکے اسنے مدتون تک ممالک اسلامیہ مین رہکر مسلمانون کے خیالات اور تعلیمات کا علم حاصل کیا ہے۔

اس تحریر کا ترجمہ بنظر اندراج اخبار ارسال خدمت کرتا ہون امید ہے کہ اس خیال سے کہ وہ بالکل اگھی بخش ہے زیب صحیفہ کیجیگا کارڈینل صاحب کے فصیح اور خشم الود بحث مین ہمین نہین بتلایا گیا کہ آیا افریقہ مین بردہ فروش مسلمان ہین یا اور کوئی ہے۔ ممکن ہے کہ سب کے سب مسلمان ہون مگر اس خصوص مین انہون نے کچھ تصریح نہین کی۔ کل مذہبون مین مجرم اور خراب آدمی ہوتے ہین

کیا افریقہ کے عیسائی تاجر غلامان اسیطرح بدنام نہین ہو سکتے جسطرح وہان کے مسلمان - کیا ان لوگون کو اپنے مذہبی اصول کے خلاف کارروائی کرنی اور اسکو بدنام کرنا جایز ہے - لیکن ان ملحدین کی آزمایش کیلیے عیسائی مذہب خواہ انجیل کہانتک جوابدہ ہو سکتی ہے -

اگر کارڈینل لیوگری نے سچے مسلمانون کے روبرو وعظ کیا ہوتا ان مسلمانون سے جنکا باپ اور پاسٹر اپنے آپ کو کیا تھا کوئی مسلمان بھی ایسا نہ پایا جاتا جو بردہ فروشون سے جنگ کو برا سمجھتا کیونکہ لکھا ہے کہ "سب سے بڑا وہ آدمی ہے جو آدمیون کو بیچتا ہے" مسائل اسلام اسکے سوا اور کسی دوسری راہ کو موید نہین ہین -

کارڈینل لیوگری کا جواب

خلاصہ میری دانست مین تو کوئی بھی مسلمانون کی چھوٹی بڑی خود سلطنت افریقہ مین ایسی نہین ہے جو نہایت وحشت آمیز حرکت سے شکار غلامان کی اپنے ملک محروسہ مین اجازت نہ دیتی ہو یا بعض اوقات خود نکرتی ہو - مجکو ذاتی علم ہے کہ ایشیاے روم اور افریقہ ماتحت روم کے بعض مقامون مین بردہ فروشی اور اس بدنصیب کاروان کی روانگی ترکی افسرون کی اجازت سے ہوتی ہے پس افریقہ کے کل خود مختار اسلامی سلطنتون مین بردہ فروشی جاری ہے اور ایشیا مین بردہ فروش مسلمان ہین - جبتک کوئی خطہ نو مسلمان بعید فروخت غلامان کیلیے تیار رہتے ہین - ترکی خود بواسطہ قانون

مانع ہوتی ہے لیکن اپنے افریقی صوبوں میں بغیر مکمل طریقے سے ممانعت کرتی ہے قرآن تنسیخ بردہ فروشی نہیں ہوتی مسلمان مفتی جو قرآن پر چلتے ہیں اسکی ممانعت نہیں کرتے قرآن کی تفسیر عیسائیوں کی الگ ہوتی کہ میں حدوی سمجھتا ہوں کیونکہ وہ لوگ کافی طور سے اوسکے مطالب نہیں سمجھتے۔ اور نہ اوسپر وہ عمل کرتے ہیں۔ لیکن سفیر عثمانیہ متعینہ بلجیم ازراہ عنایت کسی دوسرے اسلامی ملک کے شیخ الاسلام سے فتوی منگا دیں کہ بیدینوں کا زبردستی پکڑنا اور فروخت کرنا خلقی اور خدائی قانون کے خلاف ہے جیسا کہ ہملوگ یورپ میں سمجھتے ہیں۔

وہ بیشک آخر میں مذہب اسلام کی حمایت کریگا جسکے مخالفت میں الزامات لگائے ہیں اور بردہ فروشی کو جو اہل یورپ اور دنیا مسلمانوں نے قبول کیا ہے رد کریگا

سفیر عثمانیہ کا جواب الجواب

(خاصہ) بعد متعدد عیسائی اور مسلمان معتبرین کے ہمنے تحریر دی کہ سفیر عثمانیہ سے ادب کے ساتھ سوال پیش کرنا ہے کہ کیا یہ مخصوص لشانات ایک ایسے مذہب میں جو بے انصاف اور وحشی کہا جاتا ہے اور جس میں یہ صفتیں بے نکاف پائی جاتی ہیں کسی قوم یا جنس انسان کو پامال کرتے ہیں۔

کارڈینل صاحب بڑی فصاحت سے یورپ میں قابل نفرت بردہ فروشی کے مخالفت میں جو اخبار لفیگرو میں ہو رہی ہے وعظ کرتے ہیں۔

اُنکی یہ کوشش حق بجانب ہے اور بھی بہت بڑا کام ہے جو انہوں نے اپنے ذمہ لیا ہے لیکن یہ عجب ہے کارڈینل صاحب نے ایک ایسے مذہب میں

جو اسلام سے قبل انکا رائج تھا بہت مختصر بیان کیا ہے اور جسکی قیام کم بہت ہی کم دن ہوئی
سلسلہ مذہبی کو داخل کرتے ہیں جسکا کوئی تعلق نہیں ہے۔
اسلامی تعلیم وہی ہے جسکا ہمیں نے ذکر کیا اور اسپر ہمیں اتنک قایم اور حامی
ہوں اور اسی پر ہمیں اپنے بیانات کو ختم کرتا ہوں لیکن یہاں پر ایک ایسے
شخص کی رائے لکھتا ہوں جو کارڈینل صاحب کا رفیق اور فرانس کی سوسائٹی
سب سے تعلیمی سنٹ ہیر اپنی مشہور کتاب محمد و قرآن میں اسطرح لکھتا ہے۔

"اگر ہم اسکے اصول و قوانین پر لحاظ کریں تو ہم خود بخود
یہہ سوال کرینگے کہ اصل میں مذہب اسلام کیا چیز ہی ہمارے
زمانہ سے بجز تعریف کے تو اور کچھ نہ نکلیگا۔ محمد (صلعم) نے
جو کچھ اٹھارہ صدی کے وسط میں مذہبی تبدیلیاں کیں انکی
واقعیت پر لحاظ کرنا چاہیے۔ مجموعی لحاظ سے تو وہ بت
شکن پیدا ہوا ہے۔ عام لوگوں کے اعتقاد کیلئے جنکو ہمقابلہ
اور بیہودہ تعصب مذہبی ورانتا پہونچا تھا۔ محمد صلعم نے
بیس برس کی جانفشانیوں کے بعد ایک خدا کا قائل کرایا
جو رحیم اور امرزگار رازق آسمان و زمین ہے۔ انسانوں کا
باپ جنکی ہر وقت محافظت کرتا ہے اور جنپر نیکیوں کا
بار ڈالتا ہے۔ ابعد الموت سزا اور جزا دیتا ہے جہاں
خدا ہمکو کل کا منتظر رہتا ہے کہ ہم اپنے اعمال دنیاوی کے

موافق سزا یا جزا پائین - قادر مطلق - قایم الدایم ازال تا ابد
ہر جگہہ موجود ہر کام کو دیکھنے والا گو کیسا ہی خفیہ کرین - اور
مخلوق پر پورا اختیار - جنسی ایک لمحہ بھی علیحدہ نہین ہوتا -
خواہ وہ دنیا مین ہو یا عاقبت مین - اسلام سب سے زیادہ ذرو
اور سب سے زیادہ معتقد پاک مرضی کا ہے اسکے مخالفت مین کوئی
مضبوط دلیل نہین ہے بجز اس کے کہ اسکے بھانے مین
ناکامی ہوتی ہے - سچے مسلمان کا دل نہایت مطمئن اور
ایسا صاف ہوتا ہے جیسا کہ اس کا قبل ولادت کے تھا
اوسکی بمقابلہ متواتر مصائب کے تحمل مزاجی اور بے لوث
منصفی قابل لحاظ ہے - اسلام اپنی اصلی حالت اور سادگی
مین ایسا ہی ہے - اور محمد صلعم کی بھی اصلی اور سچی تعلیم تھی
جسکے سکھلانیکے لئے عرب مین آنحضرت تشریف لائے اور
جسکے ذریعہ سے عربون کی حالت کہان سے کہان پہونچادی
سوائے مذہب عیسوی کے جو انجیل پر چلتا ہے دنیا مین
کوئی مذہب ایسا نہین ہے اسلام کے مقابلہ مین ٹھہر سکے

حسن

قلعہ گوالیار

گوالیار جو بذریعہ ریل کے آگرہ سے پانچ گھنٹے کا راستہ ہے ہندوستان کے نہایت دلچسپ مقامات مین شمار کیا جاتا ہے ایک سنسان پہاڑی کی چوٹی پر جو سطح آب سے تین سو فیٹ بلند ہے اور جہان سے خشک میدان پر حکومت ہوتی ہے گوالیار نامی قلعہ موجود ہے جو مدتون تک ناقابل تسخیر سمجھا جاتا تھا اور جسکی دلچسپ قدیم تاریخ تاریخانہ مذاق سے بوجہہ قدامت متجاوز ہوکر قصہ کہانیون مین پائی جاتی ہے - اوسکی حوالیمین قدیم آبادی لشکر ہے جو آجتک ہندوستان کے شہرون مین نہایت پرانا اور آباد گنا جاتا ہے - تھوڑی دور پر خوشنما چمکیلے سفید پتھرون کا عالیشان مہاراجہ سندھیا کا محل ہے - یہہ وہ وفادار رئیس ہے جو حکومت انگلشیہ کا بڑی گاڑہے وقت مین بھی پکا دوست رہا ہے - بائین جانب مرار چھاونی زیر قبضہ افواج انگریزی ہے جسمین عمدہ اور آرام دہ بنگلہ رزیڈنٹ بہادر کا ہے جسکا کام امور مملکت مین مہاراجہ کو رائے دینا ہے - انگریز مسافر کیلئے یہہ چھاونی عجیب اور مخصوص ماتم کدہ ہے - یہان ۱۸۵۷ء کی چودھوین جون کے واقعات انگریزی تاریخ مین اب (شک سے لکھنے کے ہین انگریزون کی بر سر موقع بی لوث کارگذاری اور غیر مغلوب بہادری سے اس حادثہ جانگاہ پر ایک رنج دہ سیاہ تاب رنگ چڑہ گیا ہے - مرار کے عمدہ چرچ یارڈ (مقبرہ) مین ان نام آور

نام نکلے ہوئے ہیں جو جوش زدہ سپاہیوں کی تیغ و تبر سے کشتہ ہوئے۔ اسمین
اُن لوگوں کے بھی تذکرے ہیں جو باغیوں سے قلعہ لینے میں کام آئے۔ افسوس
ہزار افسوس کہ بہت سے نامور دن کے نشانات زمانہ کے ہاتھوں تلف ہو گئے
اور جو باقی ہیں وہ بھی اسی گمنامی کے شاہراہ پر تیزی سے جا رہے ہیں کیونکہ
مقابر چند جلد تباہ و برباد ہو رہے ہیں۔ بہت سے شکستہ ہیں چند سرنگون ہو گئے
ہیں اور کئی جھکے سے پاش پاش ہیں غرض تباہی کا ایک افسوسناک نمونہ ہے
جب شمالہ کے اشتعال غدر کا بلا انگیز طوفان بلند ہوا تو مہاراجہ سیندھیا کے
پاس علاوہ اپنے خاص فوج کے جسکی تعداد دس ہزار تھی وہ دو پلٹن سوار
بیقاعدہ کا جسمین سب درجے کے آدمی ۱۱۵۸ تھے اور سات پلٹن پیدل
کا جسمین مجموعہ ۴۰۰۶ سپاہی اور چار توپخانے میدانی اور ایک توپخانہ
قلعہ بندی کا قابض تھا۔ جملہ ۱۶ توپین اور ۷۰۰ گولنداز تھے۔ اس فوج پر
انگریز مامور تھے اور یہ لوگ پوری طور سے قواعد دان تربیت یافتہ اور
عمدہ سپاہی تھے۔ اسوقت مہاراجہ سیندھیا نوجوان اور چالاک اور پیدائشی
سپاہی اول نمبر کا شہسوار اور سپہ سالار فوج تھا۔ اگر وہ ایسے وقت میں باغیون
کے ساتھ ملجاتا تو وہ ۷۰ میل تک جو گوالیار اور آگرہ کے بیچ میں ہے آسانی سے
لیلیتا اور اس مشہور و معروف شہر کو قبضہ اقتدار میں لاکر اور بھی ہمارے
(انگریزوں کے) ہلاکت کا باعث ہوتا۔ اگر وہ اپنی فوج کے ساتھ دہلی کیطرف
کوچ کرتا تو بہت بد نتیجہ ہمارے حق میں ہوتا اور جو خونریزی بلوہ کو کامل

طور سے فرو کرنے میں ہوتی اُس سے بدرجہا زیادہ نامی لوگوں کے خون سے زمین پہلے ہی رنگ جاتی لیکن سیندھیا اپنے وقت میں بہت ہوشیار اور مرد انجام بین تھا۔ اُسنے کلکتہ میں جاکر انگریزی قوت و حشمت کا موازنہ کرلیا تھا پس وہ اپنے خوفناک جنگی ہتیاروں کو نہایت ہوشیاری سے کام میں لایا اور تعویق و تسہیل سے اپنی فوج کو چھاؤنی کے باہر نکلنے اور باغیوں کو بے انتہا اور ناقابل برداشت امداد پہونچانے سے روکا۔ لیکن باوجود ان کوششوں کے یہہ ممکن نہ ہوا کہ اُسکی فوج کے ہاتھ خون میں نہ رنگے نہ جاتے یا انگریزی افسروں کی ہلاکت نہ ہوتی جو باستثنائے بعض کے پرجوش بلوہ اور بلا تخصیص و تشخیص دار و گیر میں پناہ گزین آغوش لحد ہوئے۔ اتوار کی شام کو کنٹنجنٹ کے سپاہی پرجوش بلوہ کرنے پر آمادہ ہوگئے۔ وہ افسر جنکے ایام زندگی قریب الاختتام تھے وردیاں پہنکر لائن میں پہونچے۔ جاتے ہی نشانہ اجل ہوئے۔ ہر کمانڈنگ افسر قتل کیا گیا یہاں تک میجر بلیک کے جو بلوائیوں کے نظروں میں عزیز تھے وہ بھی قتل عام سے نہ بچے۔ یہاں سپاہیوں کی روش مثل دوسرے مقامات کے سخت بیرحمی پر خون کے ایسے پیاسے تھے کہ بلا تشخیص عورت ضعیف بیگناہ بیمار بچے اور دودھ پیتے بچوں کو بیدردی سے کاٹا صرف سات مرد اور چند عورتیں گولیوں کے بارش سے بمشکل جان بچاکر فرار ہوئیں اور محل میں پناہ لی۔ یہہ لوگ نہایت خفیہ طور سے تاریکی شب کو آگرہ پہونچائے گئے جہاں خود مہاراجہ سائھہ دینے پر مجبور رہے۔ سال بھر تک یہہ پہاڑی قلعہ بلوائیوں کے ماتحتین کے

جس سے انکو جرأت اور قوت حکومت حاصل تھی جب دہلی اُجڑ گئی اور کانپور تباہ کر دیا گیا اوس کے بہت دنوں کے بعد لفٹننٹ روز اور لفٹننٹ والٹر نے اس قلعہ کیجانب عنان توجہ پھیری۔ گھاس کی جوتیاں پہنکر وہ آہستہ آہستہ مع فوج کے پہاڑی پر چڑھ گئے اور صدر پھاٹک کو اڑا دیا چونکہ دشمنوں کو ناگہانی اور یکبارگی حملہ کرکے مضطرب الحال کر لیا تھا اسلئے وہ لوگ ایک ایسے پھاٹک پر قابض ہو گئے جہان سے تنگ تاریک گلی کے ذریعہ سے نہایت اندرونی محافظت گاہ کا راستہ تھا اور وہی پھاٹک گویا ہوا کی آمد و رفت کا دروازہ تھا یہان حملہ آور اور محصورین کے دست بدست جنگ ہوئی موخر الذکر نے یہہ سمجھکر کہ یہان سے بھاگنا محال ہے اور کسی قسم کی رحم کی امید کرنی بھی فضول ہے جان توڑ کر بقول شخصے کہ مرتا کیا نہ کرتا آخری جوش جرأت سے لڑنے پر آمادہ ہوئے چنانچہ لفٹننٹ روز جو حملہ آور فوج کا بہادر رہنما تھا نہایت دلیری سے مارا گیا لیکن اس کی موت کی تلافی بخوبی ہو گئی کیونکہ اب سخت مقابلہ و مجادلہ کی پہاڑی پر قبضہ ہو گیا اور باغیوں کے ہاتھ ان کے اعمال کے موافق پورا برتاؤ کیا گیا۔ گو انیار کی ابتدائی تاریخ ایک طول طویل خونریزی ہے جسمین کبھی ایک حریف کو کامیابی قبضہ قلعہ حاصل ہوئی اور کبھی دوسرے کو اور یہہ جنکی کامیابیان ہوئین فریب چالاکی خونریزی خفیہ قتل وغیرہ سے ہوئین۔ کبھی قابض قلعہ شاہان دہلی کو خراج دیتا اور کبھی مغرورانہ سرکشی پر آمادہ ہو جاتا۔ سولھوین صدی مین ایک کانڈر تھا جسکی پگڑی مین ایک ہیرا

۳۰ گرین کا چمک رہا تھا جو غالب درجہ کوہ نور سمجھا جاتا ہے اور جو بعدہ اکبر کے استعمال مین رہا اور اوسکے ساتھہ دفن ہوگیا(۱) تھوڑے دنون کے بعد شیلیمہن قومی راجپوت نے اس مقبرہ پہاڑی کیجانب بڑی تحکمانہ نظر سے دیکھا اور نہایت ہی قابل قدر سمجھا۔ ۱۸۰۳ء مین خاندان سیندھیا کو یہہ قلعہ تفویض کردیا گیا جس سے انگریزون نے تین مرتبہ چھین چھین لیا اور بالآخر مہاراجہ سیندھیا کو دوبارہ گذرے کہ واپس کردیا گیا۔

پہاڑی یا چٹان بلند اور مسطح ہے چوڑائی کم طول مین بہت ہے اور بالکل جدا ہونے سے خوبصورت اور حکومت گاہ کیلئے موزون ہے۔ انتہائی طول قریب دو میل اور اوسط درجہ عرض تقریباً سو فیٹ ہے۔ تین طرف سے ناممکن ہے کہ نیچے سے رسائی ہو۔ چوتھے جانب اوس کی پہاڑ تک چڑہاؤ اور گردشی راستہ ہے کہین کہین پتھرون مین کاٹکر بالاخانہ بنادیا ہے جسپر ایک مسافر بغیر ڈولی یا ہاتھی کے نہین جاسکتا۔ لمبی فصیل جو اس ڈھلوان پہاڑی پر ہے وہ کہین کہین اونچی مناروں اور عقب کی ویران مگر عالیشان محل کی دندانہ وار برجیون سے چھپ گئی ہے۔ یہہ محل اس قلعہ کے عقب مین ہے جسکی دیوارون مین برجیان اور ترچھے مشبک واقع ہین۔ شمال کیجانب ہوا پتھر اوس چٹان سے برسون کھود گیا جو شہر کیجانب

نوٹ (۱) شاید مصنف کو سہو ہوا ہے کوہ نور ہیرا نہ اکبر کے وقت مین تھا اور نہ اوسکے ساتھہ دفن ہوا وہ ابتک ملکہ وکٹوریہ کے تاج کی زینت ہی حسن

اسطرح اویزان معلوم ہوتا ہے گویا کہ گر پڑنے کو تیار ہے۔ درمیان مین ایک مندر بڑا عالیشان بنا ہوا ہے جو قدامت کیوجہ سے کائی سے ڈھکا ہوا ہے اور جسکی گنبد سر بفلک ہے۔ بعد غروب آفتاب سیاہ اور رنگ بیرنگ کے جو تصویر دار پتھر دکھلائی دیتے ہین وہ ایسے دلچسپ اور ایسا خوش کن منظر پیدا کرتے ہین جیسا کہ شمالی صوبون مین ملتے ہین۔

اوپر سے رنگ مختلف قسم کا اور دور تک لیکن سرسری نگاہ سے بھویرا وجلا ہوا معلوم ہوتا ہے ہان موسم برسات مین سبزی پھر جاتی ہے اور چندے فضا خوشنما ہو جاتی ہے سطح زمین کا زیادہ حصہ شگاف اور دراڑون سے پارہ پارہ ہو گیا ہے گویا کہ کسی زمانہ مین جو تاریخی زمانہ سے بہت دور ہی طوفان اور سیلاب سے پامال ہو گیا ہو۔ آخر مین دور پر ایک حلقہ پہاڑیون کا نظر آتا ہے جو دہندلی ہونیکی وجہ سے اصلیت سے بہت دور معلوم ہوتا ہے

جب تم دو ہزار فیٹ ناہموار پہاڑی پر چڑھ ہو گے تو اثر بہت کچھ مبدل ہو جائیگا ہاتھی کی حرکت باعث انتشار ہوتی ہے کیونکہ اس وقت تم ایک ۵۰ دقیقہ واسطے زاویہ پر ہو گے اور جب ہاتھی آہستہ آہستہ ہر قدم کو دیکھ بھال کر چلیگا اور گاہ گاہ پہاڑی راستہ چڑھاؤ کے موقعون پر خطرناک طریقہ سے جھوم جائیگا تو سوائے تمکو بجز اپنے حفظ وجہ زیست کے اور کوئی بات محسوس نہ ہو گی۔ اوسکے لئے لمبی قدم انسان کی پشت کو صدمہ پہونچاتے ہین اور جب وہ چلتے چلتے ٹھہر جاتا ہے تو عجیب بدمزگی اور تکلیف ہوتی ہے

کیونکہ وہ اپنے طور سے خفا ہوتا ہے اور کبھی سکڑ جاتا ہے گویا کہ سوچتا ہے کہ سوار کو زمین پر پٹک دینا چاہئے یا نہیں۔ لیکن گو سواری کیلئے تکلیف دہ ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ میدان میں دور سے خوشنما معلوم ہوتا ہے کیونکہ اس کا خاکی رنگ کا فیلبان برف کے مانند سفید پگڑی باندھتا ہے۔ اور خود اوسکا چہرہ اور سونڈ پیچیدہ خطوں میں رنگا جاتا ہے اور نیلا پیلا نشان دیا جاتا ہے۔

اگر تم اوپر دیکھو تو قلعہ کی عظیم الشان عمارت اور اوسکی خوبصورتی سے بہت بلند پاکر متعجب ہوگے کیونکہ بے انتہا اقسام وضع مینار و دیوار قلعہ پیش نظر ہوگی جو مرہٹوں کی شان ہے اوسکا خوشنما سایہ اور دلچسپ نقش رنگا۔ دیوار جسمیں زرد اور نیلے جوڑ لگے ہوئے ہیں عجب مسرت پیدا کرتے ہیں۔ جب آفتاب جیسا کہ ہندوستان کا نہایت روشن ہوتا ہے اپنی پوری روشنی کے ساتھ چمکتا ہے تو عظیم الشان سلسلے کے گول ستون میں مصنوعی زرد بطخ اور منہراج نیلی زمین پر عجیب ناز سے خرامان خرامان جاتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ زندہ سبز سبز مثل زمرد کے طوطی ہوبہو ہی رنگ کی پہاڑیوں پر اڑتے اور چہچہاتے ہیں۔

صدر دروازہ کے اوپر بدنما نقش ونگار ہیں اور بڑے بڑے مگر خوبصورت مشبک بنے ہوئے ہیں۔ مہادیو اور پاربتی کی بہت جسیم مورت ابھری ہوئی بنی ہے۔ اسیطرح ایک عورت اور ایک بچہ (شاید مایا اور بودھ) ایک بہت عظیم الشان ہاتھی پر بنے ہوئے ہیں جسسے ہاتھی ممکن ہے کہ قبل طوفان نوح کے یہاں ہوتے رہے ہوں۔

اندرون چار دیواری چھ محل ہین جنمین فی الحال لاکھون چمگادڑ بود باش رکھتے ہین - یہہ چمگادڑ تاریکی مین سر کے بل پیرون سے آویزان رہتی ہین اور اگر ان کو ستایا جاتا ہے تو مثل چوہون کے چون چون کرتے ہین - ان محلون مین کوئی دلچسپی ہونی ناممکن ہے کیونکہ وہ تنگ اور بدہیئت ہین جنمین چھوٹے چھوٹے کبوترون کے سوراخ ہین جہان کسی زمانہ مین شیشے کے ٹکڑے چارون طرف جڑے تھے جیسا کہ ہندوستانیون کا قدر اور ہیئت ناک خبر بتاتے ہین مذاق ہے - ان محلون مین چھوٹے چھوٹے کوٹھریان ہین جو کسی وقت مین قندھارہ کا کام دیتی تھین - اسکے سوا گیارہ چھوٹے مندر بھی ہین جو نہین پہاڑیون سے کھود نکالے گئے ہین یا کھود کر کھلی ہوئی چار دیواری مربع بنائی ہے اور اوس کے اوپر سے بذریعہ ستون گنبد بنائے ہین - ان مین صرف ایک ہی بڑا ہے جسکی ہیئت دور سے عمدہ نظر آتی ہے - اور اس مین عمدہ پھول بوٹے چھوٹی چھوٹی مورتین اور ہاتھی بنے ہوئے ہین - اگرچہ ہندو وضع کی عمارتون کے شایقین کہتے ہین کہ یہہ نہایت بہترین عمارت ہے مگر راستی و خلوص دلی اقرار کرتی ہے کہ نقش و نگار سیدھی اور مصنوعات غیر موزون ہین اور سرتاپا ان دلچسپ اور خوشنما بیل بوٹے اور لطیف تحریرین بالکل نہین ہین جو آگرہ کے تاج محل اور دہلی کے شاہجہانی محل مین موجود ہین اور جو دیکھنے والون کو فوراً متحیر و متعجب کر دیتی ہین - ان ہر دو بہترین عمارات مین سنگ مرمر سفید اور نہایت چکنا استعمال کیا گیا ہے - جسپر خوشنما بیل بوٹے

ربر جدا اور عقیق کے جڑے گئے ہین اور رنگ برنگ چکیلے اور دلفریب آرائشگی سے مرتب کئے گئے ہین - یہان گوالیار مین بیل بوٹے وغیرہ پتھر مین بنے ہوئے ہین جو پتھر فی نفسہ ایسا ہی جسمین عمدہ کام کی قابلیت ہی نہین ہے علاوہ برین مصنوعی تاثیون کی بجریہان قطار کی قطار کھڑی ہے اور سپاہیون کی ٹیمٹ بنائی گئی ہے اوس مین از سر تا پا ایک ہی وضع اور ایک ہی چال ہونے سے آنکھون کو دیکھے دیکھے تکلیف ہونے لگتی ہے کیونکہ اوس مین تبدیل خیال و نظر کا موجب اسکے کہ بنانیوالون کو وسعت نظر بھی ہی نہین موقع ہی نہین ملتا -

قلعہ گوالیار کے مشہور بہت مشہور اور قابل تعریف ہین جو پتھر کے چٹانون سے کاٹ کاٹ کر بنائے گئے ہین ان کی تعداد اور ہر ایک کی جسامت ایسی عظیم الشان ہے جسکے دیکھنے سے سیاحون کو لنکا مین بودہ کی جسیم تصویرین اور جاپان مین تانبی کی وہ مورتین جنکو وہان - دائی بتسس کہتے ہین یاد پر جاتی ہین - یہہ مورتین چٹانون سے سرے سے کاٹی گئی ہین - اور بہت سی انسانی مورتین بالکل برہنہ بنائی گئی ہین ان مین سے چند چالیس فیٹ تک اور بعض اوس سے بھی اونچی ہین - بدقسمتی سے ان مورتون پر صدمات بہت گذرے اور وقتاً فوقتاً چونہ ریت وغیرہ سے درست کیا گیا ہے ان مورتون کو ساٹھ برس بنے ہوئے نہین گذرے تھے کہ شہنشاہ بابر نے ارادتاً ۱۵۲۷ء مین توڑوا ڈالا تھا معلوم ہوتا ہے کہ شہنشاہ بابر ان مورتونکو دیکھکر بظاہر شرمندہ ہوا جسطرح آج کوئی برٹش میٹرن (انگریزی عورت)

کسی برہمنہ کے روبرو شرمندہ ہوتی ہے وہ خود اپنی کتاب (تزک بابری) مین لکھا جسمین اپنی سوانح اور واقعات اپنے ہاتھون سے لکھا ہے بیان کرتا ہے کہ انہون (ہندون) نے اپنے بتون مین کہدیا کہ یہ مورتین بنائی ہین یہہ مورتین بالکل برہنہ ہین ایک چیتھڑا تک پوشش کیلئے نہین ہے یہہ ذلیل مقام نہین ہے بلکہ خوشنما کہا جاتا ہے۔ جو کچھ ہے انہین مورتون مین سے بڑا عیب ہے پس مین نے حکم دیا کہ وہ مورتین تباہ کر دیجائین۔ علم قدامت کے محققون کیلئے یہہ خوشقسمتی کی بات ہے کہ شہنشاہ کا حکم لفظ بلفظ تعمیل نہین کیا گیا۔ سر اور ہاتھ مورتون کے توڑوا دئے گئے لیکن جسقدر اب موجود ہے وہ اس امر کے بیان کیلئے کافی ہے کہ سولھوین صدی کے ہندوستانی ہنرمندیون کا اندازہ کر لیا جائے۔

سب سے زیادہ چنے اور سب سے زیادہ عمودی مقامات بلا لحاظ موقع زیب و زینت کیلئے چنے گئے ہین اسلئے مورتین تین چٹانون پر جو مختلف بلندیون کے ہین جا بجا رکھی ہوئی ہین۔ ایک پر کم از کم ۲۲ مورتین ہین درمیانی مورت ۷۰ فیٹ کی ہے۔ ان مورتون مین جو صنعت خرچ کیگئی ہے وہ اکثر اسلام کی مورتون سے جو برٹش میوزیم (لندن) مین بموجود ہین ملتی ہین بعضو پر بہت عمدہ پالش کیا ہوا ہے اور بعضو مین اصلی رنگ دکھلائی دیتے ہین ان مورتون سے تصویر کشی کا علم مصورون مین نہین ظاہر ہوتا اور بلحاظ تشریح بالکل ناواقفیت دکھلائی ہے۔

باقی آئندہ

التماس

جن حضرات نے ازراہ عنایت وقدردانی زرچندہ جس سے اعانت فرمائی ہے انکا نہایت دلی شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔
جن عنایت گستروں نے ہنوز شکر گذار نہیں فرمایا امید ہے کہ ایام گذشتہ و سال حال کے زرچندہ سے
مرہون منت فرمائینگے۔

رسالہ ہذا کو زیادہ محبوب و قابل قدر بنانیکیلئے اندرون ریاست و بیرونجات کے اعلیٰ انشاپردازاور شہورذی فہم حضرات نے اعانت کا وعدہ فرمایا ہے جنکے کلام سے ہمکو عزت رسالہ کو سرخروئی اور ناظرین کو مسرت ہوگی۔

ناظرین پرتمکین اپنی تبادلہ مقامات سے دفتر کو سرفراز فرماتے ہین۔ بسا اوقات عدم واقفیت سے رسالہ دیر مین پہونچتا ہے یا واپس آتا ہے اور ہم ناکردہ گناہ مورد شکایت دوستانہ ہوتے ہین۔

اشتہار

بہت سے حضرات جنکی آمدنی کم ہی رسالہ حسن کے قیمت کی تخفیف کرنے کے بارہ مین درخواست کرتے ہین۔

ماہ مارچ سی کاغذ قسم دوم پر جو رسالہ طبع ہوگا اس کی قیمت سالانہ ۱۲ روپیہ لی جائیگی۔

اور نیز اندرون پچھلے رسالون کی خریداری کی درخواست ہر طرف سے آرہی ہے۔ یہہ تو علم نہ تھا کہ ہمارے اس رسالہ کی اسدرجہ ملک مین قدردانی ہوگی۔ اس وقت ہمارے پاس پچھلے رسالے بہت کم موجود ہین اگر بسیار درخواست کی زیادہ وصول ہون تو ہم پچھلے پرچے دوبارہ چھاپ دینگے۔

المشتہر
منیجر حسن

اعلان

اگرچہ رسالہ حسن چند اخبارات کے معاوضہ مین بھیجدیا جاتا ہی مگر یہہ تو ہو نہین سکتا کہ تمام ہندوستان کے اخبارات کا معاوضہ اس رسالہ سے ہو سکے۔

مگر اکثر صاحبان مطابع اخبارات ارسال فرما کے معاوضہ مین رسالہ حسن طلب کرتے ہین ہم ان حضرات کا معاوضہ بھی قبول کرینگے۔

جو صاحب اپنے اخبار مین ماہواری ایک بار رسالہ حسن کا اشتہار جو عند الطلب علیحدہ مرسل ہوگا طبع فرمائین۔

اشتہار باغستان

ہمارے باغ مین ایشیا اور یورپ کے مشہور مشہور اور دور دراز مقامات سے آئے ہوئے مختلف قسم کے میووں کے پودے موجود ہین جسکی نظیر شاید تمام ہندوستان مین بہت کم ہوگی یہان پر چند پودوں کے نام معہ تعداد اقسام لکھے جاتے ہین جو صاحب شوق وخواہش کرین طلب فرمالین

(۱) قلمی (پیوندی) آم	۴۴	اقسام فی	۱۲	(۲) سیب	۳۲	اقسام فی	عدد
(۳) شفتالو	۱۷	〃 〃	۸/	(۴) آلو بخارہ	۹	〃 〃	۸/
(۵) انار	۵	〃 〃	۴/	(۶) شہتوت	۲	〃 〃	۴/
(۷) پیر (انگریزی میوہ)	۶	〃 〃	عدد	(۸) زردآلو	۵	〃 〃	عدد
(۹) جام (امرود)	۷	〃 〃	۴	(۱۰) سنترا	۱۴	〃 〃	عدد
(۱۱) چکوترا	۵	〃 〃	عدد	(۱۲) انجیر	۵	〃 〃	۴/
(۱۳) انگور	۵۲	〃 〃	۸/	(۱۴) دامبی (چین کا میوہ)	۲	〃 〃	عدد
(۱۵) لکاٹ	۵	〃 〃	عدد				

جو درخت فی الحال تیار ہون تاریخ درخواست سے ایک مہینے کی مہلت مین بھیجدئے جاینگے۔

المشتہر
منیجر حسن

ضمیمہ حسن

(عرق مارا للحم انگوری) مفرح - مولد خون - مقوی دماغ ضعف جگر و دل و دماغ و معدہ - دردسر تاپ لرزی رجع مفاصل - لاغری عشق النفس سرفہ کہنہ بیقاعدگی ایام جفر لقوہ فالج رعشہ فی بوتل عطا ۲ بوتل ۳ (سرو عن) اعضاء ناسور بھگندر تالو کا سوراخ غنارزید - بڈکیڑے رخموں کے کالی کمالنی - تی ایام حل خمسہ ۲ تولہ عطا رسالہ دافع آلشک و سوزاک - رسالہ ہیضہ - رسالہ بواسیر مضرات مسکرات رسالہ حافظ صحت سالانہ عطا ۱۲ الاشتہار

زبدۃ الحکماء ڈاکٹر غلام نبی ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور

Ashus Powder.

آشو کا سفوف

آشو کا بنایا ہوا سفوف کامل طور سے مختلف قسم کی شراب پینے کی عادت کو چھڑا دیتا ہے قصور ہاضمہ اور بدہضمی وغیرہ کو دور کرتا ہے حسب ہدایت مندرجہ اشتہار جو ہر اشیشی کے ہمراہ استعمال کرنا چاہئے قیمت فی شیشی ۱ عدد

اے - ٹی - مکرجی مقام برنا گور براہ کلکتہ سے ملتا ہے

The Great Oriental Medicamentum

مشرقی اکسیر اعظم

ڈاکٹر جی - بی شاکا سمرکین ڈراپس

قوت باہ کو تقویت اور ترقی دیتا ہے - معدہ - مثانہ - گردہ پھیپھڑا - جگر کو مضبوط اور

درست کرتا ہی۔ اور مفصلہ ذیل امراض کیلئے حکمی اثر رکھتا ہی اور بہت کچھ تعریف کے ساتھ سفارش کیا گیا ہے۔

دمہ۔ کھانسی۔ استسقا۔ کرم۔ ریت۔ بخار کہنہ۔ امراض جگر۔ اختلاج قلب۔ جگر ضعف اعضا درد سر۔ زخم اندرونی۔ تہہ نشینی ریت۔ پیشابی امراض جیسے سوزاک۔ کہنہ سوزاک۔ رقت منی۔ کہنہ سوزش مثانہ۔ نزلہ۔

بیرونی استعمال سے ڈاکٹر جی بی سنا کے سمرٹین ڈراپس مفصلہ ذیل امراض کیلئے بے بہا ثابت ہوئی ہین جلا ہوا زخم۔ زخم کسی قسم کا ہو چھالے نہایت سخت زخم۔ داد۔ اپرس فالج۔ برص۔ وجع مفاصل سفرس۔ آتشکی زخم۔ اور جلدی بیماریان گو کیسی ہی خراب ہون۔ پوری ہدایت ہمراہ رہتی ہی۔ قیمت ہر شیشی عہ۔ عدد بے۔ ہ ہ عہ

المشتہر

اے ٹی مکرجی۔ مالک دواخانہ مقام برناگور متصل کلکتہ

"المامون"

مولوی محمد شبلی صاحب نعمانی۔ علیگڈھ محمڈن کالج کے لائق پروفیسر نے ایک تاریخی سلسلہ کتب کا قایم کیا ہے جسمین ہر طبقہ اہل اسلام کے ایک اعلی درجہ کے مسلمان بادشاہ کے سوانح عمری ایک کتاب مین تفصیل کے ساتھ لکھی جائینگی۔ یون مختلف جلدین مختلف اعلی درجہ والون کی ہونگی اور اوسکا ایک عمدہ حصہ "المامون" ہی جو نہایت خوبی اور تاریخی تحقیقات کے ساتھ شایع ہوا ہی۔ اس کتاب مین خلیفہ مامون الرشید کے پوری حالات ہین جو ایک تاریخ مین نہایت قابلیت سے لکھی گئی ہین کاغذ نہایت عمدہ چھپائی صاف اور عبارت بہت پاکیزہ ہی۔ اسکی قیمت عہ معہ محصول ڈاک ہی یہہ کتاب مولانا محمد شبلی صاحب کی نام خط لکھکے علیگڈھ سے طلب کیجائے۔

اشتہار

۱- اس رسالہ کی قیمت معہ محصول ڈاک سالانہ ..... عہ

۲- جو صاحب سب سے اعلیٰ مضمون یا ترجمہ عنایت فرمائینگے اُن کو ایک اشرفی نذر دیجائیگی

۳- دفتر میں مضامین ہر مہینے کی ۲۰ تاریخ تک پہنچ جانا چاہئے۔

۴- ناپسند مضمون نہ طبع ہوگا نہ واپس۔

شرح دستخط

حسن بن عبداللہ المخاطب نواب عماد نواز جنگ بہادر۔

ذیل کی کتابیں ہماری دفتر میں موجود ہیں۔

۱- ترجمہ تاریخ افغانستان مصنفہ بی۔ اے۔ ڈاکر بیرسٹرایٹ لا۔ قیمت ... عہ

۲- بچوں کی پرورش کے طور و طریقے ڈاکٹر ہاردی صاحب کی کتاب کا ترجمہ جسکو مس ایڈلفہ بورڈین صاحبہ نے کیا ہے اور انعام حاصل ہے۔ ۸/

۳- زراعت دکن مصنفہ حسن بن عبداللہ المخاطب نواب عماد نواز جنگ بہادر ... عہ

المشتہر

محمد عبدالصمد خان منیجر

توپ کا سانچہ حیدرآباد دکن

(کاتب الحروف محمد شریف الدین)

جلد دوم

حسن

نمبر ۴

اپریل ۱۸۹۹ء عیسوی

مضامین

صفحہ

اہرام مصری - از مولوی محمد ابوالحسن صاحب عہدہ دار سرکار نظام
(اس مضمون کے صلہ مین ایک اشرفی نذر دیگئی) ۱

جہاز غواص ۱۱

اصول قانون - از مولوی محمد عبدالکریم خانصاحب آزاد گورکھپور ۳۵

عیسائیت اور اسلام از ایشیاٹک کوارٹرلی ریویو لندن مترجمہ
انسٹیٹیوٹ گزٹ علیگڈھ ۵۵

حیدرآباد دکن

مطبع حسن مین چھپا

التماس

جن حضرات نے ازراہ عنایت و قدردانی زرچندہ حسن میں اعانت فرمائی ہے انکا تہ دل سے شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

جن عنایت گستروں نے ہنوز شکرگذار نہیں فرمایا امید ہے کہ ایام آئندہ سال حال کے زرچندہ سے مرہون منت فرمائینگے۔

رسالہ ہذا کو زیادہ محبوب و قابل قدر بنانے کیلئے اراکین ریاست و دیگر دنیاوی سے اعلیٰ انشاپرداز اور مشہور رندی فہم حضرات سے مضامین کا وعدہ فرمایا ہے جنکے کلام سے ہمکو عزت رسالہ کو سرخروئی اور ناظرین کو مسرت ہوگی۔

ناظرین پر تمکین اپنے تبادلہ مقامات سے دفتر کو سرفراز فرماتے رہیں۔ بسا اوقات عدم وقفیت سے رسالہ دیر میں پہونچتا ہے یا واپس آتا ہے اور ہم ناکردہ گناہ مورد شکایت دوستانہ ہوتے ہیں۔

منیجر رسالہ حسن

اشتہار باغستان

ہمارے باغ مین ایشیا اور یورپ کے مشہور مشہور اور دور دراز مقامات سے آئے ہوئے مختلف قسم کے میوون کے پودے موجود ہین۔ جسکی نظیر شاید تمام ہندوستان مین بہت کم ہوگی یہان پر چند پودہونکے نام معہ تعداد اقسام لکھے جاتے ہین۔ جو صاحب شوق خواہش کرین طلب فرمالین

(۱) قلمی (پیوندی) آم	۴۴	اقسام فی	۸ر	(۲) سیب	۴۳ اقسام فی ۴۰
(۳) شفتالو	۱۷	〃 〃	۸ر	(۴) آلو بخارا	۹ 〃 〃 ۸ر
(۵) انار	۵	〃 〃	۴ر	(۶) شہتوت	۲ 〃 〃 ۴ر
(۷) بیر	۶	〃 〃	۴۰	(۸) زرد آلو	۵ 〃 〃 ۴۰
(۹) جام (امرود)	۷	〃 〃	۴ر	(۱۰) سنترا	۱۲ 〃 〃 ۴۰
(۱۱) چکوترا	۵	〃 〃	۴۰	(۱۲) انجیر	۵ 〃 〃 ۴ر
(۱۳) انگور	۵۲	〃 〃	۸ر	(۱۴) وامبی (چین کا میوہ)	۲ 〃 〃 ۴۰
(۱۵) لکاٹ	۵	〃 〃	۴۰		

جو درخت فی الحال تیار ہونگے تاریخ درخواست سے ایک مہینے کی مہلت مین بھیجدئے جائینگے۔

المشتہر

محمد عبد الصمد خان مینیجر رسالہ حسن

حسن

اہرام مصری

اہل یورپ کے نزدیک جو دنیا میں سات عجیب و غریب و بیمثل چیزیں قدیم سے مشہور ہیں منجملہ اون کے وہ عظیم الشان عمارات قدیمہ بھی ہیں جو مصر کی پہاڑیوں کی صورت صحرا مصر کے بعض مقامات پر پائی جاتی ہیں اور جنکو اہرام یا خراطیم مصری کہتے ہیں۔ باوجودیکہ اون کو ہزارہا برس کا زمانہ گذر گیا ہے اور زمانہ و موسم کے اثر سے اون کی ہیئت و شکل میں کچھ فرق بھی آگیا ہے مگر تاہم وہ انسانی محنت اور کوشش کے بیمثل ہونے کے ایک عبرت خیز یادگار اور خطاب لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ کے مصداق ہیں۔ اون کے نقش و نگار و رو دیوار شکستہ سے آثار پدید است صد دیدۂ عبرت بر اثر علاوہ صحت زر اور محنت کے اون اہرام کے دیکھنے سے جہاں یہ معلوم ہوتا ہے کہ اوس زمانہ میں مصریوں نے منجملہ دیگر علوم کے فن انجنیری میں بھی کسقدر ترقی کی ہوگی کہ اتنے بڑے بڑے پتھروں کو جو ان میناروں کی چوٹیوں تک پائے ہوئے ہیں اس قدر بلندی تک پہنچایا جنکے دیکھنے سے اس زمانہ کے لائق اور نامی انجنیروں کی بھی عقل دنگ ہی اور وہ معترف ہیں کہ موجودہ قواعد جر ثقیل کے بموجب ایسی بڑی چٹانوں کو کسی دور دراز پہاڑ سے کاٹکر لانا اور اسقدر بلندی تک پہونچانا قریب محال کے معلوم ہوتا ہے۔ اسی سبب سے بعض لوگوں کا یہہ عقیدہ ہے کہ یہہ عمارتیں جنات یا دیو یا کسی اور فرضی مخلوقات کی بنائی ہوئی ہیں جو انسان سے زیادہ قوت

قدرت رکھتے ہونگے۔ بعض کا یہ خیال ہو کہ فراعنہ مصر نے مظلوم بنی اسرائیل سے یہ کام لیا تھا جنکو انہوں نے غلامی کی حالت میں کر رکھا تھا۔ انہیں سے یہ پتھر پہاڑوں سے کٹوا کر منگوائے گئے تھے اور انسان وحیوانات وجر ثقیل تینوں کی مشترک امداد سے اور ایسے پہاڑوں کے ذریعہ سے جنکی لمبائی کئی میل کی تھی اور اسی وجہ سے اونکا ڈھال بہت کم ہوگیا تھا ایسی بلندی پر وہ پہنچائے گئے تھے۔

مصر میں ان اہرام کی کل تعداد قریب ستر کے ہوگی مگر اکثر ان میں کے چھوٹے چھوٹے ہیں۔ یہ سب دریائے نیل کے کنارہ غربی پر قاہرہ سے قریب دس میل کے فاصلہ پر واقع ہیں۔ الف ذراعنوب کیطرف بمقام ابوسیر تین اور اہرام واقع ہیں اور اسکے تھوڑی ہی دور سقارہ کا عظیم الشان مینار پایا جاتا ہے۔ اور الف کچھ فاصلہ پر دہشور کے دو بڑے مینار واقع ہیں۔ مگر وہ الجزہ کے تین اہرام ہیں جنکے دیکھنے کے واسطے اکثر اشخاص جایا کرتے ہیں اور ان تینوں میں جو سب سے بڑا مینار ہے اوس کے بانی کے نام کی نسبت مورخان قدیم میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ مگر قدیمی مصری کتبہ میں اس کا نام خوفو یا شوفو پایا جاتا ہے جو مصر کا ایک بادشاہ تھا اور غالباً اسی مینارہ میں وہ دفن ہوا تھا۔ اس مینارہ کی کرسی کی سطح سابق میں ۶۴۰ فٹ مربع تھی (یعنی اسیقدر طول اور اسیقدر عرض میں) لیکن چونکہ شہر قاہرہ کی عمارات کے بنانیکے واسطے اس کا بہت سا مصالحہ کھو دلیا تھا اسلئے اب اوسکی سطح ۷۶۴ فٹ مربع رہگئی ہے۔ بلندی اس مینارہ کی

۴۸۰ فٹ تھی مگر بوجہ مذکور الصدر کے اب صرف ۴۵۰ فٹ کی بلندی رہگئی ہے
دریائے نیل کی طغیانی کی سطح سے اوسکی کرسی ۱۳۷ فٹ بلند ہے۔ از روے
تخمینہ اوسکا کل حجم آجکل آٹھ کرور مکعب فٹ کا ہوگا مگر سابق میں اوس میں ستر
لاکھ مکعب فٹ اور زیادہ ہونگے۔ کل پتھر کا وزن تخمیناً ۲۲۵۷۱۲ ٹن ہوگا
اور اوس کی کرسی کا رقبہ بارہ ایکڑ سے زیادہ ہوگا۔ ہیرا ڈوٹس مورخ یونانی
کا بیان ہے کہ اس عمارت پر ایک لاکھ آدمی برابر کام کیا کرتے تھے اور ہر تین
مہینے کے بعد ان مزدورون کی تبدیلی ہوا کرتی تھی اور نئے مزدور کام پر
لگائے جاتے تھے۔ اس کے پاٹریاڈ ہوان ترک کے بننے میں دس سال
لگے تھے اور اوس کے بعد اصل عمارت کے بننے میں بیس برس اور لگے
اور مزدورون اور معمارون کو انکی محنت کی اجرت میں صرف گیہون روٹی
پکانیکے واسطے اور پیاز و لہسن چٹنی کے واسطے ملا کرتا تھا۔ عمارت کی موجودہ
حالت میں بھی نیچے سے اوپر تک دو سو چھ رد سے پتھرون کے ہیں یہہ
پتھر نو فٹ لمبے اور ساڑھے چھ فٹ چوڑے ہیں اور قدمچون کی بلندی
سب نیچے پانچ فٹ ہے اور بتدریج گھٹتے گھٹتے چوٹی پر صرف دو فٹ رہگئی ہے۔
نیچے سے اوپر چڑھنے میں آدمی تھک تو بہت جاتا ہے مگر کچھ بہت خطرہ نہیں ہے
اس امر کی نسبت کہ یہہ اہرام کس غرض سے بنائے گئے تھے لوگون نے
مختلف قیاسات دوڑائے ہیں اور اس بات کو ثابت کرنا چاہا ہے کہ
اوس غرض و غایت کی تکمیل کے واسطے اون میں ہر قسم کی موزونیت

پائی جاتی ہے۔ بعض کا یہہ قول ہے کہ میناروں اعظم سے کرۂ ارض کے قطر و محیط و دائرہ نصف النہار کے قوس اور ایک عام اور معین پیمانہ طول کے حالات اور ریاضیات و علم ہیئت و دیگر علوم کے حقایق کا (جنہیں اہل مصر ہی واقف تھے اور جو اب پردہ عالم سے مفقود ہو گئے ہیں) انکشاف ہوتا ہے۔ بعض کا قیاس ہو کہ یہہ ایک رصدگاہ تھی اور اوس کے اطلاع اور مختلف راستے اس قسم کے زاویئے بناتے تھے جنسے بعض ستاروں کے مقامات بعض معین اوقات میں ظاہر ہوتے تھے۔ بعض کا یہہ خیال ہے کہ ان اہرام کے اندر کچھ طلسمات کا کارخانہ تھا اور اس خیال کی تائید میں بعض روایتیں بھی گڑھ لیگئی ہیں۔ لیکن بات یہہ ہے کہ ان اہرام کے بانیوں کے ذہن میں ان میں سے کوئی بات بھی نہ تھی۔ تعمیر کی موزونیت کے واسطے انہوں نے وہی پیمانے استعمال کئے تھے جو اوسمیں مروج تھے اور راستوں کا ڈھال ایسے زاویوں پر مقرر کیا تھا جسمیں اون کو سب سے زیادہ آسانی معلوم ہوئی نہ یہہ کہ کسی معینہ نقطہ آسمانی کے لحاظ سے اون کو بنایا تھا۔ سب سے زیادہ معقول اور قرین قیاس یہی بات ہے کہ مصر کے بادشاہوں اور عاید کے مقبروں کے طور پر یہہ میناریں بنائے گئے تھے۔ مصریوں کا یہہ عقیدہ تھا کہ مرنیکے بعد روح کو اسوقت تک فنا نہیں ہوتی ہے جبتک کہ اوس کا جسد قایم رہے اور اسلیے وہ نعشوں پر ایک قسم کا حنوط یعنے خوشبودار مصالحہ لگا دیا کرتے تھے جس سے وہ واقف تھے اور جسکی تاثیر سے وہ جسم کبھی سڑنے گلنے نہیں پاتے تھے

جسمون کے قایم رہنے کا بندوبست تو وہ اس طرح پر کرتے تھے اور یہہ عظیم الشان مدفن اسواسطے بناتے تھے کہ کسی دشمن وغیرہ کے ہاتھ سے تباہ ہونے سے وہی جسم محفوظ رہین - اسی نظر سے وہ اُن کو ایسے حجرون مین رکھتے تھے جو پہاڑ کی چٹان کو کھود کر بنائے جاتے تھے یا بڑے بڑے اور بھاری بھاری پتھرون سے بنائے جاتے تھے ان حجرون مین نعشین سنگین تابوتون یا صندوقون مین رکھکر دروازہ اور راستہ کو نہایت مضبوطی و استحکام سے بند کر دیتے تھے تاکہ کسی شخص کا وہان گذر نہو سکے - اور صدہا برس تک وہ دروازے ویسے ہی بند رہے - ان دروازون کے سامنے بعد بند کرنیکی بھی بڑی بڑی چٹانین اور تودے پتھرون کے بطور آڑ کے لگا دئے جاتے تھے حتی کہ اس زمانہ مین بھی بعض مقامات مین اس راستہ کو کھولنا غیر ممکن معلوم ہوا اور ناچار اُن پتھرون کو بطور سرنگ کے کاٹکر راستہ بنایا گیا - بعض اہرام جنکے دروازے کھلے ہوئے ہین اونکی وجہہ یہہ ہے کہ اونکے اختتام سے پہلے اُس خاندان کی سلطنت کسی دوسرے اور مخالف خاندان کے پاس منتقل ہوگئی ہوگی - اب بہت کم اہرام ایسے ملتے ہین جنکے دروازے کھولکر اندر کی نعشین نہ نکال لیگئی ہون چونکہ یہہ عمارتین بادشاہون کے مقبرے کے واسطے بنائی گئی تھین اسلیے ہر مینارہ بادشاہ کی تخت نشینی کے وقت سے بننا شروع ہوتا تھا اور اوس کی حکومت کے اختتام تک بنتا رہتا تھا اور اسلیے اوسکو

اس طرز پر بنانا شروع کرتے تھے کہ جسقدر عرصہ تک چاہیں اوس میں اضافہ کرتے رہیں اور جب اوس بادشاہ کی وفات واقع ہو تو بسرعت تمام اوس کو ختم کردیں۔ اولاً اوس مسطح بیابان میں جو شہر منفس کے عقب میں واقع ہی ایک موزون مقام اس کام کے واسطے منتخب کیا جاتا تھا۔ اس کے بعد ایک چٹان پہاڑی کی تلاش کیجاتی تھی جسکے گرد یہہ عمارت بنائی جائے۔ اس چٹان کے اندر شمالی جانب سے ایک ڈھلوان راستہ پتھر کو کاٹ کر بنایا جاتا تھا اسقدر چوڑا کہ تابوت سنگین اوس حجرۂ تک جہاں وہ راستہ ختم ہوتا تھا اور جو مدفن کا کام دیتا تھا بآسانی پہونچ سکے۔ اس ڈھال کا زاویہ ایسا ہوتا تھا جسکے اوپر بھاری تابوت کو سرکانے یا روکنے میں سب سے کم طاقت درکار ہو۔ اس چٹان کے گرد ایک مکعب شکل کی عمارت جسکے اضلاع اوپر کی طرف کو ڈھلوان ہوتے تھے بنائی جاتی تھی۔ اور اس عمارت میں حجرۂ مدفن کا راستہ قایم رکھا جاتا تھا۔ جب بادشاہ مرتا تھا تو اوسکا جانشین اضلاع کے جوف کو بند کرکے اوسکی چوٹی پر ایک پتھر بطور قبہ کے رکھوا دیتا تھا اور عمارت مکمل ہوجاتی تھی۔ لیکن اگر خود بادشاہ زیادہ عرصہ تک زندہ رہتا تھا تو عمارت کو تکمیل کو پہونچا کر دو تین یا زاید درجوں کے مینار کی شکل میں اوسکو بڑھا لیتا تھا اور آخر کار اوس کے زاویوں کو بند کرواکر اوپر قبہ بھی مرتب کرا دیتا تھا۔ اس شکل و ہیئت کی عمارت بنانیسے اون کا اصل مقصود یہہ تھا کہ وہ مستحکم و دیرپا ہو اور ان کے نزدیک یہہ غرض

اس مخروطی شکل سے ہی یہ وجہ احسن حاصل ہو سکتی تھی میناروں اعظم میں ہوا کی آمد رفت کیلئے بھی دو سوراخ شمال اور جنوب کیطرف ہیں یہ سوراخ اس حساب سے قایم کئے گئے ہونگے کہ حجرہ وسطی سے سطح بیرونی تک سب سے چھوٹے خط مستقیم میں یہہ راستہ قایم ہو مگر معلوم ہوتا ہے کہ معماروں کی غلطی سے شمال کیطرف پندرہ فٹ نیچے اور جنوب کیطرف اسیقدر اونچے ٹھیک مقام سے یہہ سوراخ قایم ہو گئے۔ ان بادشاہوں کے مقبروں کے متعلق ایک یہہ بھی رسوم مذہبی ادا کرنیکے واسطے اوس سے ذرا فاصلہ پر ہوتا تھا مگر رعایا کے مقبروں میں یہہ فرق تھا کہ یہہ معبد اوسی عمارت کا ایک جزو ہوتا تھا یا اوسی پہاڑی میں کاٹ کر بنایا جاتا تھا۔

خوفو کا سب سے بڑا مینارہ جو اوپر مذکور ہوا ہے بالکل پتھر کا بنا ہوا ہے اور اس کے اندر کی چٹان کو جسمیں حجرے اور راستے ہیں اوس کے کل حجم کے مقابلہ میں کوئی مناسبت نہیں ہے۔ اس عمارت کے نیچے کا حصہ کرسی کنکر کی بنی ہوئی ہے مگر اوپر پتھر جو باہر کیطرف لگے ہوئے ہیں اعلی قسم کے ہیں اور سائین کی کان سے لائے گئے تھے جو دریا کے راستے ۵۰۰ میل کے فاصلہ پر مصر کے منتہائے جنوب میں واقع ہے۔ واضح ہو کہ تیسرے مینارہ کا جو ۲۰۳ فٹ بلند ہے بیرونی حصہ جزوا یا کلا سائین کے سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے۔ مگر حیرت یہہ ہے کہ اس قدر بڑی بڑی چٹانوں کو مصریوں نے اتنی دور کس ذریعہ سے پہونچایا۔ اول تو بارود و انجنیات کی

عدم موجودگی کیوجہ سے اتنے بڑے بڑے پتھرون کو کان مین سے کھودنا ہی بے انتہا مشکل کام تھا علی الخصوص جب یہہ خیال کیا جائے کہ یہہ سخت سنگ سرخ جسپر ہمارے فولادی اوزار بھی کارگر نہین ہوتے صرف بڑھئی اوزار سے کاٹے گئے تھے اور پھر تراش خراش کرکے موزون ڈسڈول بنائے گئے تھے۔ کان سے دریا کے کنارہ تک لانا اور پھر وہان سے لٹھون کے بیڑہ پر لیجانا بھی آسان کام نہ تھا۔ یہہ کام ایسے ہی وقت مین ہو سکتا تھا جبکہ دریائے نیل طغیانی پر ہوتا ہوگا اور اسمین سے ایک نہر خاص اسی کام کے واسطے کاٹ کر مینارہ کے نہایت قریب تک لائی گئی ہوگی اور پھر اوس نہر کے کنارہ سے مینار تک ایک بلند اور ڈھلوان سڑک مثل پہاڑ کے بنائی گئی ہوگی جسکے آثار اب بھی کچھ پائے جاتے ہین اور جسپر گاڑیون مین ان پتھرون کو آدمی یا بیل کھینچکر لیجاتے ہونگے۔ اس سے کسیقدر اندازہ ہو سکتا ہے کہ اس کام مین کسقدر محنت اور روپیہ صرف ہوا ہوگا۔ ایسے بڑے کام کا تخمینہ اور اندازہ کرنے سے ہماری قوت واہمہ بھی قاصر رہتی ہے جبکہ یہہ خیال ہوتا ہے کہ زمانہ حال کے سامان اور قوتین جو علمی نتایج سے حاصل ہوئی ہین اوس زمانہ مین مفقود تھین۔

اس سب تمہیدی محنت کے بعد اصل کام عمارت کا شروع ہوتا تھا۔ یہ مینارہ اعظم پتھرون کا ایک محض تودہ ہی نہین بلکہ اسکی

ترکیب مین ہر قسم کی خوش اسلوبی پائی جاتی ہے - باہر کے رخ پر جو پتھر لگے ہین وہ بغیر کسی گارے یا مصالحہ کے ایک دوسرے سے وصل کر دئے گئے ہین حتّٰی کہ اون کے درمیان مین ایک کاغذ کے جانیکی جگہہ بھی نہین ہے - راستے ایسے ہموار اور چکنے ہین کہ تابوت سنگین اون کے اوپر نہایت آسانی سے پھسلتا چلا گیا ہوگا - ہر چیز نہایت خوبصورتی اور موزونیت سے بنی ہے - حجرہ زیرین پر ایسے عالیشان عمارت کے بوجھہ اور دباؤ کا بھی کافی بندوبست کیا گیا ہے یعنے تابوت سنگین کے حجرہ کلان کے اوپر پانچ چھوٹے چھوٹے حجرے اور بنائے گئے ہین تاکہ اوپر کی عمارت کا بوجھہ اوسپر سے ہلکا ہو جائے - اسی غرض سے اول راستہ کے دروازہ پر دو بڑے بڑے پتھر شکل محراب کے قایم کئے گئے ہین جسکی وجہ سے وہ عمارت ابتک قایم ہے -

سب سے زیادہ حیرت انگیز سوال جہان عقل بالکل قاصر ہے یہہ ہے کہ ایسے بڑی اور بھاری پتھران مختلف درجات بلندی پر پہونچا کر کسطرح نصب کئے گئے ہونگے بالخصوص وہ پتھر جو چوٹی پر رکھا گیا تھا - ایک طریقہ قیاس مین آسکتا ہے مگر اوس کے اختیار کرنے مین کل عمارت کی تعمیر سے زیادہ محنت درکار ہوتی - لیکن زیادہ تر قرین قیاس یہہ تاویل ہے کہ ان قدمچون سے لیکر جو مثل زینہ کے مینارہ کے چارون طرف نیچے سے اوپر تک چلے گئے ہین زمین تک ڈھلوان سطحین قایم کیگئی تھین

جتکے اوپر ان پتھرون کو مزدور کھینچ کھینچ کر چڑھاتے تھے۔

اگرچہ یہہ امر بھی فی نفسہ نہایت عجیب و غریب ہی کہ انسان کی بنائی ہوئی کوئی چیز پانچ چھ ہزار برس تک قایم رہی (اور نہ معلوم کے ہزار برس تک اور قایم رہیگی) اور زمانہ کے حادثات و انقلابات سے جسنے اس عرصہ کے اندر سیکڑون نسلون کو تہ و بالا اور حکومتون کو زیر و زبر کر دیا۔ پرانی قومون کو نیست و نابود کر کے نئی قومون کو پیدا کر دیا زبانون اور مذہبون اور رسم و رواج کو بدل دیا۔ اوسپر اسقدر کم اثر پہونچے مگر پھر بھی اسقدر عرصہ ہین ان شاندار عمارات ہین جو تغیرات و زوالات واقع ہوئی ہین اُنکو دیکھکر یہی تسلیم کرنا پڑتا ہی کہ کسی مصنوعی شے کو گو کیسی ہی مستحکم و دیرپا ہو دایمی بقا نہین۔ قانون قدرت کے عمل اثر سے وہ کبھی بری نہین ہو سکتی۔ کبھی نہ کبھی اوس قانون کے آگے اوس کو سر جھکانا پڑیگا۔ انہین عمارات کا ایک جزو قلیل شہر قاہرہ کی تعمیر و آراستگی کے کام مین آ ہی چکا ہے۔ جن لوگون نے اہتمام بلیغ صرف اسبات کے واسطے کیا تھا کہ اون کے کالبد تک کسی شخص کی دسترس نہو سکے اب وہی نعشین لندن اور پیرس کے عجائب خانون مین ایک منظر عام مین رکھی ہوئی ہین۔ گو حکمتاً زمین کے پردہ پر کسی شے کو مجرد فنا نہین ہی اور ہر مادہ کی اجزا کسی نہ کسی شکل مین موجود رہتے ہین مگر بحث یہہ ہی کہ سطح زمین پر جتنی مصنوعی چیزین ہین وہ انقلابات و حادثات کی ضرور تختہ مشق ہین۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

محمد ابو الحسن

جہاز غواص

(پانی مین ڈوبکر چلنے والے جہاز)

اول تو ہمارے ملک کے لوگ عموماً اقسام جہاز اور جہاز رانی اور مرکب دخانی اور اون کے انواع واقسام سے بہت کم واقف ہین دوسرے یہہ کہ بدقسمتی سے ایسے عجیب اور مفید امور کیجانب دلچسپی سے نظر کرنا بھی بارگران سمجھتے ہین۔ جسکا افسوس ہی یورپ وامریکہ کے صنایع بدایع کے حالات غور سے پڑہنی سے دلی امنگون مین عجیب افسردگی اور سکون ہوتا جاتا ہے۔ جو جہالت کی وسعت کا اور بھی معاون ہے۔ برخلاف اس کے اہل امریکہ ویورپ نے اپنی وسیع علمی لیاقت سے یہانتک فن جہاز رانی مین ترقی کی ہی کہ اسوقت جو جہاز پانی مین ڈوب کر چلتے ہین ہنگام جنگ غنیم کو سخت نقصان پہونچا سکتے ہین ہمیشہ سے ترقی صنعت و توسیع فنون کا ذریعہ علم رہا ہی اگر ہماری اہل ملک جدید اور عجیب صنعتون کیجانب پہلے پہل صرف اسیقدر متوجہ ہون کہ اپنی زبان مین اُن کے مفصل حالات غور سے پڑہین تو یقیناً رفتہ رفتہ اُن کو عملاً کرنے اور دیکھنے کا شوق پیدا ہو جو بالآخر بہت بڑی کامیابی کا شاہراہ ہی۔ جہاز غواص بادشاہان یورپ کے بیڑہ جہازات مین شامل کئے گئے ہین جیسا کہ بعد کو معلوم ہوگا۔ اس قسم کے جہازون کی تاریخی دلچسپ کیفیت غور سے پڑہنے کے قابل ہے۔ جو ہدیہ ناظرین کیجاتی ہے۔ خدا ہمارے اہل ملک کو مفید کامون کے دیکھنے سیکھنے اور کرنے کی توفیق عطا کرے۔

جہاز غواص

علی العموم رابرٹ فلٹن کو یہہ عزت دیجاتی ہے کہ پہلے پہل پانی کے اندر جہاز رانی کا عملی طریقہ اُنہین سے ایجاد ہی۔ لیکن فی الواقع وہ اس عزت کے مستحق نہین ہین خفیف سا ایک ثبوت اس قسم کا ملتا ہی کہ سکندر اعظم اندرون آب جہاز پر روانہ ہوا ہے اور اسی جہاز کے موجد نے سکندر اعظم کی سرپرستی کی اجرائی کاروبار کیلیے خواہش کی تھی۔ لیکن اسمین تو کوئی شک نہین کہ اگر اور آگے نہین تو سولھوین صدی مین جہاز غواصی محدود اور قلیل وسعت تک مکمل ہو گئے تھے جن لوگون نے پہلے پہل اس کا استعمال کیقدر سختی سے کیا وہ باشندگان دریائے اگرین تھے یہہ لوگ ترکی قیدخانہ سے خفیہ فرار ہو جانا چاہتے تھے اسلیے بڑے بڑے ڈونگے بنائے اور معلوم نہین کس طریقہ سے جسکی تفصیل ابتک دریافت نہین ہوئی وہ ڈونگے ایسے تیار کیے کہ عرصہ تک اُس مین بیٹھکر پانی مین غرق ہسکتے تھے۔

سترہوین صدی کے شروع مین کارنیلیس وین ڈربل ساکن الکمار لندن پہونچا اور ایک غواصی کشتی بنائی جسمین علاوہ بارہ ملاحون کے بہت سے مسافرون کی جگہہ تھی۔ لکھا ہے کہ جیمس اول جسمین گویا سیر کر رہا ہو نئی ایجادات سے غافل نہ تھا۔ اسنے جہاز مذکور مین بیٹھکر دریائے ٹیمس مین غوطہ لگایا۔ وین ڈربل کا طریقہ جہانتک معلوم ہے نہایت قابل تعریف ہے کیونکہ کشتی کی ہوا مین آکسیجن پہونچانیکا طریقہ ایجاد کیا موجد نے اپنے ان اغراض کی تکمیل ایک کیمیائی عرق سے کی جسکی ترکیب

ونام سے لوگون کو مطلع نہین کیا۔ وین ڈربل کے بعد ایک فرانسیسی نے ۱۶۵۳ء مین ایک غواص جہاز ۲۰ فٹ کا لمبا مقام امسٹرڈم (واقع ہالنڈ) مین تیار کیا یہہ شخص بھی ایسا ضابط اور خفیہ کار تھا کہ اس وقت جو کچھہ اس کشتی کے نسبت معلوم ہے اور اس زمانہ مین اوسکے نسبت جو کچھہ رائے زنی کر سکتے ہین صرف اسیقدر ہے کہ آسانی سے اسکا انتظام ہو سکتا تھا اور رفتار معقول درجہ تک تیز تھی۔

سب سے پہلا غواصی جہاز جسکے مفصل حالات ہملوگون کو معلوم ہوئے ہین ڈیوڈ بُشنل ساکن کنک کا بنایا ہوا ہے جو جنگ خود مختاری امریکہ کے اوائل ایام مین تیار ہوا تھا۔ یہہ جہاز کچھہ زیرین حصہ کے اندر (ہولڈ) مین پانی لاکر اور کچھہ بالائی اسکریو سے غرق کیا گیا۔ لیکن اسکریو ہل یعنے کول کے اوپر رکھا گیا تھا نہ کہ نیچے اور مغروق جہاز عمق مین چلانیکے لئے مستعمل ہوتا تھا۔ اور حرکت اس اسکریو کے ذریعہ سے ہوتی تھی جو جہاز کے آخری زیرین حصہ مین ہوتا ہے۔ ابتدا مین ہاتھہ سے حرکت دیجاتی تھی بُشنل نے ارادہ کیا تھا کہ اوس کی یہہ کشتی جنگ کے کامون مین مستعمل ہو اور ایک تارپیڈو (آلہ جہاز شکن) سے لگا دیجائے کہ جب کسی دشمن کا سامنا ہو تو اس چھوٹی کشتی کے اندر سے اسکریو گھما کر مخالف جہاز کے تہہ مین پہونچ جائے۔

اسکرو گھمانے سے تارپیڈو کے اندر چند کلین جیسے کہ دہرم گھڑی مین ہوتے ہین گھومنے لگتی تھین اور بعد تھوڑے وقفہ کے ایک پستول چھوٹتا تھا اور اس کے بعد ہی دہماکے کی آواز ہوتی تھی۔ بُشنل کی کشتیونکا

اُمریکن ٹرٹل" کہتے تھے ہر کشتی پر ایک آدمی رہتا تھا اور تیس منٹ تک غوطہ لگاتا تھا۔ انگریزی جہازوں کو اس سے خفیف صدمہ پہونچا چنانچہ دسمبر ۱۷۷۵ء میں بہت سی ایسی کشتیاں ہمارے جنگی کشتیوں کے مقابلہ مین دریائے ولاور پر بھیجی گئی تھین لیکن بظاہر بدانتظامی سے ان مین سے ایک نے بھی اپنے فرایض کو تکمیل نہ کی۔

اسمین شک نہین ہے کہ رابرٹ فلٹن نے خاص خاص اصول لیکر اسکے اخذ کئے اور ۱۷۹۷ء مین ایک جہاز بنایا جسکا نام نائٹی لس رکھا۔ اسکی آزمایش کے متعلق کسیقدر کے ساتھ دریائے ٹیمز۔ ہاور۔ اور برسٹ مین کیگئی اوس کشتی مین ناپ آدمی بیٹھتے تھے اور ستول اور بادبان بھی لگے ہوئے تھے۔ جب غوطہ لگانا ہوتا تھا تو ستول اور بادبان نیچے کر دئے جاتے تھے اور معلوم ہوتا ہے کہ غوطہ اوسوقت ہوتا تھا جبکہ پانی کی مقدار کل کے ذریعہ سے گھٹا دیجاتی تھی۔ جہاز کو پانی کے ایک گولے کے ذریعہ سے اندر بھاری پہونچائی جاتی تھی۔ اس گولے کے ایک خالی مقام مین ہوا بھری رہتی تھی اور چاروں طرف بہت مضبوطی سے بندستی تھی۔ فلٹن نے کئی پیالی کو ٹیبون سے جہاز کے ڈھانچون مین نارپیڈو لگا کر اڑائے لیکن گورنمنٹ نے اسکی زیادہ قدردانی نہ کی جس سے اسکی ہمت بڑھتی اگرچہ اوسنے اپنی اول کی کشتیون مین بہت ترقی کی اور ایک ایسی کشتی تیار کی جس مین آٹھ آدمی بمعہ اسباب ضروری کے جو بیس روز تک

کام دے بیٹھ سکین اور جو بمقابلہ سوفٹ پانی کے زور کے ٹھہر سکے۔ سنٹ
آبن جینے اس کشتی کو دیکھا ہے بیان کرتا ہے کہ کیسی ہی گھرائی ہو اس کشتی
کو ایسے طور سے اندرون آب رکھہ سکتے ہین کہ سطح آب کے موافق ہو اور
اندر ہی اندر فی گھنٹہ ڈیڑھ میل چلا سکتے ہین۔ ۱۸۰۱ء مین فلٹن نے عرفاً
اپنا نام نرانسر رکھا اور انگلستان پہونچا۔ یہان دو پہر اپنے تجربات
مین تو کامیاب ہوا مگر گورنمنٹ اوس کے ایجاد کردہ طریقہ پر عمل اور
نہوئی ۱۸۰۱ء مین اوس کی ایک کشتی نے جو زیر حکم لفٹنٹ ولیم رابنسن
آر۔ ایم۔ اے تھی ایک دوستونے جہاز کو قریب مقام والمر کے سر کر لی اور
اور مسٹر پٹ کے روبرو اڑا دیا۔ لیکن گورنمنٹ نے جو کچھ کیا صرف اسقدر
کہ اس تجربہ مین جسقدر خرچ ہوا تھا اوس کی ذمہ داری خود کی جسمین صرف
گھڑی کے مانند جو کل لگی ہوئی تھی اوسکی قیمت ۳۳۳۵ پونڈ ۱۳ شلنگ
۷ پنس ہوئے جو حساب پندرہ روپیہ فی پونڈ کے لگایا جائے تو ۲۲۹۱۲ روپیہ ہوتی
ہین اسیطرح مرحوم کو محض اوس کی تسلی و اطمینان کیلئے ۱۶۵۳ پونڈ
۱۸ شلنگ ۶ پنس کی زائد رقم دیگئی۔ ۱۸۰۱ء مین فلٹن بہت مایوس ہوکر
امریکہ واپس گیا۔ لیکن اپنی موت تک برابر بھی خیال اوسکے دلمین تسلی
بخش رہا۔ بالآخر اوس کا ایجاد کردہ جہاز جنگی کاموں مین استعمال ہوگا
۱۸۱۴ء مین جو اوس کے مرنیکے دن تھے وہ ایک کلان جہاز غواصی
کے بنانے مین مصروف تھا جسکا نام میپوٹ رکھا تھا۔ اس جہاز کے

بناتے وقت فلٹن نے تار پیدو مین لگانیکا خیال ترک کر دیا تھا۔ بلکہ بجائے اسکے صرف ایکسو گھوڑی کے قوت دی تھی جس سے اندرون آب آسانی سے چل سکتا تھا۔ اس جہاز کی کلانی کا کسیقدر اس سے اندازہ ہو سکتا ہی کہ اسکے صرف ڈھکیلنے مین سو آدمیون کی ضرورت ہوئی تھی۔ ایسے ہی وقت مین نپولین نے مسرس کوسین کو ایک جہاز نائی لس نمونہ کا مگر اس سے عمدہ اور بڑا بنانیکو مامور کیا۔

فلٹن کے انتقال کے تھوڑی دنون بعد انگریزی بحری فوج کے ایک افسر نے ایک کشتی بنائی جو بحفاظت تمام بیس فٹ نیچے اندرون آب جاتی تھی لیکن فنڈ کے نہونے سے وہ اپنے تجربہ کو بڑہا نہ سکا۔ اس کے بعد ازرو سلسلہ اوقات جانسن نے اپنی تعجب انگیز کشتی بنائی۔ جانسن ایک مشہور چور ہے جسنے تجویز کیا تھا کہ سنٹ ہلنا سے نپولین کو جہاز غواصی مین بٹھلا کر بھگا لیجانا چاہیے یہہ جہاز نٹنل اور فلٹن کے نمونہ پر سو فیٹ لمبا تھا۔ اسنے اپنی اولوالعزمی اور دانائی کا پہلے ہی ثبوت پہونچا دیا تھا۔ اور شہنشاہ کے بہت سے لواحقین اور اعزا نے اس امر کی کوشش کی تھی کہ کسیطرح اوس کی محنت و کوشش سرسبز ہو۔ ایکمرتبہ جب وہ حسب ہدایت انگریزی افسران بحری کچھہ اپنا تجربہ دکھلا رہا تھا تو اوسکی ایک چھوٹی مغروق کشتی کسی دوسرے جہازی لنگر کے رسون مین بیطرح پھنس گئی۔ جانسن نے آہستہ اور اطمینان سے جیب سے گھڑی نکالی اور اپنے مددگار سے کہا

کہ اگر رسیون سے کشتی کو نجات نہین ملتی تو ڈاہی منٹ ہین ہم سب فنا ہو جائینگے
چنانچہ جانسن کے دلی اطمینان اور جمعیت خاطر کے بدولت ڈاہی کشتی نے رسون سے
نجات پائی۔ تھوڑے دنون کے بعد اس دل چالاک اولوالعزم نے نپولین کی
رہائی کا پورا اور معقول بندوبست کر لیا۔ وعدہ کیا گیا تھا کہ اگر پوری طور سے
کامیابی ہو گئی تو بے انتہا رقم انعام دیجائیگی۔ چنانچہ اسلیے اس موجد کو
چالیس ہزار پونڈ اس روز ملنے کو تھے جبکہ وہ سمندر پر آمادہ کارروائی
پایا جاتا۔ لیکن بدقسمتی سے جس روز اس کشتی مین تیاریان ہو رہی تھین اور
تانبے کا گولہ بغرض ہوا خانہ لگایا جا رہا تھا اوسی روز نپولین کے موت کی خبر
آئی اور یہہ واقعہ جو آیندہ ایک زبردست تاریخی معاملہ ہوتا اس حسرتناکی
سے ختم ہو گیا۔ بعد اس کے جانسن نے ایک دوسری غواصی کشتی دریائے
ٹیمس مین دکھلائی۔ یہہ کشتی کمپنی ہسپانیہ کیطرف سے بمقابلہ بیڑہ جہازات
فرانسیسی جنگی گیدڑ کی ناکہ بندی کردی تھی تیار ہوئی تھی۔ لیکن تجویز ہی تک
محدود رہی کارروائی مین ناکامی ہوئی۔

تقریباً ۱۸۳۰ء مین ایک فرانسیسی بحری افسر مسمی بہ مانٹ گیری نے
بشنل اور فلٹن کے نمونہ پر ایک جہاز بنایا جسکا نام "آنویز ریبل شپ"
یعنے ناپید جہاز رکھا۔ وہ لکھتا ہے کہ مین نے اس جہاز کا نام ناپید رکھا
کیونکہ جب ضرورت ہوتی ہے تو ناپید کیا جا سکتا ہے باقی اور وقتون مین
یہہ جہاز شل دوسرے جہازون کے بذریعہ کل یا بادبان کے سطح آب پر

کام کرتا ہے۔ اس کی تیز رفتاری دخانی کشتی سے بھی زیادہ ہوجائیگی۔ آخری نمونہ جو مین نے پیش کیا وہ ۱۶۸ فٹ لمبا ۲۳ فٹ چوڑا اور ۱۴ فٹ گہرا تھا۔ علی العموم یہہ خیال ہے کہ جہاز غواصی کیلئے لکڑی سے زیادہ لوہا کارآمد ہوتا ہے کیونکہ اُس مین پانی نفوذ نہین کرتا ہے اور اسی جسامت کے ساتھہ اندرونی وسعت بھی زیادہ ہوتی ہے۔ میرے اس نمونے کا بالائی حصہ زیرین حصہ کے مانند ہی صرف کسیقدر زیادہ چپٹا ہی۔ اس مین دو دروازے منزل مین جانیکے لئے ہین اور دو مستول و بادبان ہین آگے کیطرف بادبان لگانیکا ایک ڈنڈا دو چھوٹے بڑے مستول ہین جسپر جب یعنے بڑا بادبان اور چھوٹے بڑے دو بادبان اور چار چھوٹے بادبان ہین بادبان کا بڑا ڈنڈا جہاز مین اندر کیطرف ہین اور مستول چولون پر لگائے گئے ہین جب جہاز کو غرق کرنا ہوا تو یہہ سب کے سب وسط تختہ پر گرادیجاتی ہین۔ اس جہاز مین صرف ایک ہی تختہ (صحن) تھا اور کول کے کئی حصہ اسلئے کر دیگئے تھے تاکہ گولہ بارود وغیرہ ایک حصہ مین اور غرق کرنیکے لئے پانی دوسرے حصہ مین جمع رکھین بہانتک تحریر موجد صاحب کی ہے۔ اس جہاز کو بذریعہ بخار انجن کے پانی مین ڈبکیلا تھا۔ مانٹگیر صاحب کو تو دعوی تھا کہ جب جہاز بالکل غرق ہوجائیگا تب اسکو وہ آسانی سے چلا سکینگے۔ مگر مجتمع بخارات کے استعمال مین جو اسکو دقت واقع ہوئی اُس سے اُنکی کوششین بیکار ہوگئین۔ اسنے نہ اسکو استعمال کیا اور نہ پتوار سے کام لیا بلکہ ایک اختراع جدید سے کام لیا جسکے نسبت ۱۸۰۱ء مین ایک شخص

مارٹن وڈ نامی نے کچھ لکھا تھا۔ یہہ ایک مخروطی آلہ جہاز کے آخری دنبال میں لگا ہوا تھا۔ اس آلہ کے پہلو جہازی دنبال کے پاس سے گول ہوجاتے ہیں اور مقابل کا پہلو دو سطحوں میں تقسیم ہوجاتا ہے اور گویا ایک زاویہ منفرجہ بنجاتا ہے۔ جب ان سطحوں سے پانی ٹکراتا ہے تو جہاز آگے بڑھتا ہے۔ مانٹ گیری نے اوپر کے سکان کے استعمال کی تجویز کی تاکہ غرق ہونیکے حالت میں اس سے جہاز رانی میں مدد لیجائے۔ اس کے سوا ایک ہوا کا ذخیرہ بنایا جسمیں سولہ گھنٹے کیلئے ہوا موجود رہے اور ایک گنبد بھی تھا جسمیں جا بجا اس قسم کے التزام طاقچے بنے ہوئے تھے کہ دوبتے وقت اسکو بند کر لیتے تھے اور نکلتے وقت کھولدیتے تھے۔ جہاز میں مجموعتاً ۱۹۶ افسر معہ ملازم تھے اور جنگی اسلحہ میں چار کولمبیاد ۱۰۰ راکٹ اور ۱۰۰ اسمال مارٹن۔ اور ایک کل اشیاء آتش گیر کے پھینکنے کیلئے تھی اس قسم کا ایک خفیف وضعیف ثبوت ملتا ہے کہ اسی جہاز کے چند خصوصیات سے ایم جیلوس وارن کو پہلے پہل خیال ہوا کہ اپنا دماغی جوہر دکھلاوین جسکو انہون نے زیر عنوان "تیس ہزار میل اندر آب" بہت زور شور سے لکھا ہے۔ اگر فی الواقع ایسا ہی ہے تو یہہ بات بے تکلف کہی جاسکتی ہے کہ ایم وارن کا پاکٹ خود کپتان مانٹ گیری کے پاکٹ سے بہت زیادہ روپیون سے پر کیا گیا۔

مانٹ گیری کے بعد بیس برس تک غواصی جہاز کے متعلق بہت کم لکھا پڑھا گیا۔ اس کے بعد جسنے کسیقدر شہرت کے سات اس کا تجربہ کیا

وہ مسٹر جوا سکاٹ رسل متوفی ہین جنھون نے جنگ کریمیا مین آزمایش کی تھی۔ انہون نے ایک غواصی کشتی بنائی جسکے اخراجات کیلئے گورنمنٹ وقت نے سات ہزار پونڈ دئے مگر اس خرچ سے کوئی عملی نتیجہ ظہور پذیر نہوا۔ مگر امریکہ کے جنگ وراثت صرف تجویز ہی نہین ہوئی بلکہ کشتیان بنائی گئین اور دشمنون کے مقابلہ مین مستعمل ہوئین۔ چنانچہ ایک مغربی کشتی نے ایک جنگی جہاز فیڈرل کو اڑا دیا لیکن اس اڑانے سے وہ خود بھی اڑ گئی اس واقعہ کے بعد برسون اس فن کے موجدون مین سکوت رہا اور آزمایش نہ کیگئی۔ بعد ازان دسیون نے اسکو پھر از سر نو شروع کیا۔ انہون نے بہت سے کشتیون کی آزمایش کی اور بالاخر اس فن خاص کی بہت سی کشتیان تیار کین مگر تخمینہ اخراجات بہت ہی مشکوک بلکہ سراسر غلط ہے۔ غالبًا ان مین سے اسوقت اب بہت کم باقی وصحیح سالم ہونگی حال مین غواصی کشتیان مفصلہ ذیل لوگون نے بنالین۔

نارڈن　گوبرٹ۔ گیرٹ۔ ویڈنگٹن کیمبل وایلش۔ ٹک۔ زیدی ہوگارڈ وغیرہ۔ یقین ہے کہ اگر بحری لڑائی کہین جلد چھڑ گئی تو اُن مین سے کئی قسم کی کشتیان موقع جنگ مین پہونچینگی۔

فرانس۔ روس۔ ٹرکی۔ یونان۔ اسپین اور دو ایک اور بادشاہون کے پاس اس قسم کی کشتیان موجود ہین یا تیار ہونیکو حکم ہوا ہے۔ اور اگرچہ جو تجربہ اس ملک (انگلینڈ) مین دکھلایا گیا اوس سے بمشکل یہہ نتیجہ

کہ اگر رسیون سے کشتی کو نجات نہین ملتی تو ڈھائی منٹ مین ہم سب فنا ہوجائینگے
چنانچہ جانسن کے دلی اطمینان اور جمعیت خاطر کے بدولت اہالی کشتی نے رسیون سے
نجات پائی۔ تھوڑے دنون کے بعد اس دل چالاک اولوالعزم نے نپولین کی
رہائی کا پورا اور معقول بندوبست کرلیا۔ وعدہ کیا گیا تھا کہ اگر پوری طور سے
کامیابی ہوگئی تو بے انتہا رقم انعام دیجائیگی۔ چنانچہ اکیلے اس موجد کو
چالیس ہزار پونڈ اس روز ملنے کو تھے جبکہ وہ سمندر پر آمادہ کارروائی
پایا جاتا۔ لیکن بدقسمتی سے جس روز اس کشتی مین تیاریان ہورہی تھین اور
تانبے کا گولہ یعنے ہوا خانہ لگایا جارہا تھا اوسی روز نپولین کے موت کی خبر
آئی اور یہہ واقعہ جو آیندہ ایک زبردست تاریخی معاملہ ہوتا اس حسرتناکی
سے ختم ہوگیا۔ بعد اس کے جانسن نے ایک دوسری ہواسی کشتی دریاے
ٹیمس مین دکھلائی۔ یہہ کشتی کمپٹی ہسپانیہ کیطرف سے بمقابلہ بیڑہ جہازات
فرانسیسی جنگی گیدڑز کی ناکہ بندی کردی تھی تیار ہوئی تھی۔ لیکن تجویز ہی تک
محدود رہی کارروائی مین ناکامی ہوئی۔

تقریبًا ۱۸۳۱ء مین ایک فرانسیسی بحری افسر موسی بہ مانٹ گیری نے
بشنل اور فلٹن کے نمونہ پر ایک جہاز بنایا جسکا نام "آنویزیبل شپ"
یعنے ناپید جہاز رکھا۔ وہ لکھتا ہے کہ مین نے اس جہاز کا نام ناپید رکھا
کیونکہ جب ضرورت ہوتی ہے تو ناپید کیا جاسکتا ہے باقی اور وقتونمین
یہہ جہاز مثل دوسرے جہازون کے بذریعہ کل یا بادبان کے سطح آب پر

کام کرتا ہے۔ اس کی تیز رفتاری دخانی کشتی سے بھی زیادہ ہوجائیگی۔ آخری نمونہ جو مین نے پیش کیا وہ ۱۶۸ فٹ لمبا ۲۳ فٹ چوڑا اور ۱۴ فٹ گہرا تھا۔ علی العموم یہہ خیال ہے کہ جہاز غواصی کیلئے لکڑی سے زیادہ لوہا کارآمد ہوتا ہے کیونکہ اُس مین پانی نفوذ نہین کرتا ہے اور اسی جسامت کے ساتھہ اندرونی وسعت بھی زیادہ ہوتی ہے۔ میرے اس نمونے کا بالائی حصہ زیرین حصہ کے مانند ہے صرف کسیقدر زیادہ چپٹا ہے۔ اس مین دو دروازے منزل مین جانیکے لئے ہین اور دو مستول و بادبان ہین آگے کیطرف بادبان لگانیکا ایک ڈنڈا دو چھوٹے بڑے مستول ہین جسپر رجب یعنے بڑا بادبان اور چھوٹے بڑے دو بادبان اور چار چھوٹے بادبان ہین بادبان کا بڑا ڈنڈا جہاز مین اندر کیطرف ہیں اور مستول چولون پر لگائے گئے ہین جب جہاز کو غرق کرنا ہوا تو یہہ سب کے سب وسط تختہ پر گرادیجاتی ہین۔ اس جہاز مین صرف ایک ہی تختہ (صحن) تھا اور کول کے کئی حصہ اسلئے کر دیگئے تھے تاکہ گولہ بارود وغیرہ ایک حصہ مین اور غرق کرنیکے لئے پانی دوسرے حصہ مین جمع رکھین بہانتک تحریر موجد صاحب کی ہے۔ اس جہاز کو بذریعہ بخارات کے پانی مین ڈبکیلا تھا۔ مانٹ گیر صاحب کو تو دعوی تھا کہ جب جہاز بالکل غرق ہوجائیگا تب اسکو وہ آسانی سے چلا سکینگے۔ مگر مجتمع بخارات کے استعمال مین جو اسکو وقت واقع ہوئی اُس سے اُنکی کوششین بیکار ہوگئین۔ اسنے نہ اسکو استعمال کیا اور نہ پتوار سے کام لیا بلکہ ایک اختراع جدید سے کام لیا جسکے نسبت ۱۷۹۳ء مین ایک شخص

مارٹن وڈ نامی نے کچھ لکھا تھا۔ یہہ ایک مخروطی آلہ جہاز کے آخری دنبال میں لگا ہوا تھا۔ اس آلہ کے پہلو جہازی دنبال کے پاس سے گول ہوجاتے ہیں اور مقابل کا پہلو دو سطحوں میں تقسیم ہوجاتا ہے اور گویا ایک زاویہ منفرجہ بنجاتا ہے۔ جب ان سطحوں سے پانی نکلجاتا ہے تو جہاز آگے بڑھتا ہے۔ مانٹ گیری نے اوپر کے سکان کے استعمال کی تجویز کی تاکہ غرق ہونیکے حالت میں اس سے جہاز رانی میں مدد لیجائے۔ اس کے سوا ایک ہوا کا ذخیرہ بنایا جسمیں سولہ گھنٹے کیلئے ہوا موجود رہے اور ایک گنبد بھی تھا جسمیں جا بجا اس التزام سے طاقچے بنے ہوئے تھے کہ دوبتے وقت اسکو بند کر لیتے تھے اور نکلتی وقت کھولدیتے تھے۔ جہاز میں مجموعتاً ۹۶ افسر سمیت ملازم تھے اور جنگی اسلحہ میں چار کولمبیاد ۱۰۰ راکٹ اور ۱۰۰ اسمال مارٹن۔ اور ایک کل اشیاء آتش گیر کے پھینکنے کیلئے تھی اس قسم کا ایک خفیف وضعیف ثبوت ملتا ہے کہ اسی جہاز کے چند خصوصیات سے ایم جیلوس وارن کو پہلے پہل خیال ہوا کہ اپنا دماغی جوہر دکھاوے جسکو انہوں نے زیر عنوان "تیس ہزار میل اندر آب" بہت زور شور سے لکھا ہے۔ اگر فی الواقع ایسا ہی ہے تو یہہ بات بے تکلف کہی جاسکتی ہے کہ ایم وارن کا پاکٹ خود کپتان مانٹ گیری کے پاکٹ سے بہت زیادہ روپوں سے پر کیا گیا۔

مانٹ گیری کے بعد بیس برس تک غواصی جہاز کے متعلق بہت کم لکھا پڑھا گیا۔ اس کے بعد جیسے کیسقدر شہرت کے ساتھ اس کا تجربہ کیا

وہ مسٹر جوا سکاٹ رسل متوفی ہین جنھون نے جنگ کریمیا مین آزمایش کی تھی۔ انہون نے ایک غواصی کشتی بنائی جسکے اخراجات کیلئے گورنمنٹ وقت نے سات ہزار پونڈ دئے مگر اس خرچ سے کوئی عملی نتیجہ ظہور پذیر نہوا۔ مگر امریکہ کے جنگ وراثت صرف تجویز ہی نہین ہوئی بلکہ کشتیان بنائی گئین اور دشمنون کے مقابلہ مین مستعمل ہوئین۔ چنانچہ ایک مغروق کشتی نے ایک جنگی جہاز فیڈرل کو اڑا دیا لیکن اس اڑانے سے وہ خود بھی اڑ گئی اس واقعہ کے بعد برسون اس فن کے موجدون مین سکوت رہا اور آزمایش نہ کیگئی۔ بعد ازان سیون نے اسکو پھر از سر نو شروع کیا۔ انہون نے بہت سے کشتیون کی آزمایش کی اور بالاخر اس فن خاص کی بہت سی کشتیان تیار کین مگر تخمینہ اخراجات بہت ہی مشکوک بلکہ سراسر غلط ہے۔ غالبًا ان مین سے اسوقت اب بہت کم باقی وصحیح سالم ہونگی حال مین غواصی کشتیان مفصلہ ذیل لوگون نے بنالین۔

نارڈن گوبرٹ۔ گیرٹ۔ ویڈنگٹن۔ کیمبل وایش۔ ٹک۔ زیدی ہوگارڈ وغیرہ۔ یقین ہے کہ اگر بحری لڑائی کہین جلد چھڑ گئی تو اُن مین سے کئی قسم کی کشتیان موقع جنگ مین پہونچینگی۔

فرانس۔ روس۔ ٹرکی۔ یونان۔ اسپین اور دو ایک اور بادشاہون کے پاس اس قسم کی کشتیان موجود ہین یا تیار ہونیکو حکم ہوا ہے۔ اور اگرچہ جو تجربہ اس ملک (انگلینڈ) مین دکھلایا گیا اوس سے بمشکل یہہ نتیجہ

نکل سکتا ہے کہ ان کشتیون سے بحری جنگ مین تہہ و بالا ہو جائیگا تاہم جن
بادشاہون کے پاس ایسی کشتیان ابتک نہین ہین وہ جلد یا دیر مین ضرور
چند کشتیان اپنے بیڑہ جہازات مین شامل کرینگے۔ بلکہ اگر یہہ کشتیان فی الحال
کوئی عملی خدمت عمدہ طور سے پوری نہین کر سکینگی تاہم ان کی موجودگی سے
اخلاقی عزت و عظمت کی ترقی ہوگی۔ قاعدے کی بات ہے کہ جس شئے کو
انسان آنکھون سے نہین دیکھتا (لیکن اوس کا خوفناک وجود مسلم ہوتا ہے)
تو ہر وقت ڈرا کرتا ہے اور شقہ ہولناک غواصی کشتی کا بندرگاہ مین خوام
ساحل پر موجود رہنا دشمن کیلئے بہت ہی تکلیف دہ خبرداری و ہوشیاری
کا باعث ہوتا ہے ورنہ وہ بہت بے تکلف رہتا ہے اگرچہ آج کی غواصی
کشتیان اس تکمیل کے درجے کو نہین پہونچین جو دارون کی خیالی ایجاد نے
پورا کر دیا تھا تاہم وہ اپنی موجودہ حالت مین بھی اگر جنگی اسباب مین داخل
کیجائے تو ایک نشانی مہذب اسباب جنگ کی سمجھی جائیگی۔

شاید موجودہ زمانہ مین بنجہت سے غواصی کشتیون کے نمونون کے
مسٹر نارڈن فلٹ کی کشتیان سب سے عمدہ ہین۔ بعد بہت سے ابتدائی
تجربون کے اس ٹیکنام جنٹلمین نے اپنی کشتی کو جسکا نام "نمبر ۴" رکھا ہے
مارچ ۱۸۸۵ء مین بنظام بارو تیار کر کے کھڑی کر دیا۔ اس کشتی پر ۲۴۳ ٹن
وزن تھا۔ یہہ کشتی عام طور سے وائٹ ہڈ کے تارپیڈو سے مشابہ تھی لیکن
اوس کی کمان اور آخری حصہ چپٹا ہوتا گیا تھا۔ اور پشت پر دو نوکدار منارے تھے

جسامت ۱۲۳ فٹ طول چوڑائی اور گہرائی ۱۲ فٹ تھی۔ اور انجن مین ایکہزار گھوڑون کی قوت رکھی گئی تھی۔ ڈیڑھ سو پونڈ کے وزنی بخار سے دو بڑے اور کثیر التعداد نلی والے بوائلر کے ذریعہ سے دو مرکب انجنون مین قوت پہونچائی جاتی تھی جس سے حرکت وغیرہ ہوتی تھی اسکے سوا اور بہت سے انجن جہاز چلانے غرق کرنے۔ پانی باہر اگلنے۔ گھمانے اور پنکھہ چلانے کیلئے لگے ہوئے تھے۔ اس کشتی کی اب ایسی عام شہرت ہوگئی ہے جس سے اوسکی زاید تصریح بیان کرنی غیر ضروری ہے۔ صرف اسیقدر کافی ہے کہ ۱۶۰ ٹن کے وزن سے وہ سطح آب پر اسطرح تیرتی ہے جیسے کہ کوئی تارپیڈو کی کشتی ہو۔ دو چمنیان (دود کش) جو اول اور آخر مین لگائی گئی ہین وہ درمیان مین معلوم ہوتی ہین۔ لیکن جب غرق ہونا ہوتا ہے تو اون کو سرنگون کر دیتے ہین۔ اور کھڑکیان جو دک پر ہین انکو خوب کسکے بند کر دیتے ہین کہ پانی اندر نہ آسکے اسی طرف سے وہ چمنیان نکالی جاتی ہین۔ پانی کے اندر بخارات سے آگ بجھا دی جاتی ہے جو سو پونڈ تک رہا کرتا ہے۔ اوسوقت جو بخار نہایت گرم ہوجاتا ہے وہی قوت محرک ہوتی ہے اور بوائلرون مین اوس کی ایسی کافی مقدار رہتی ہے کہ بغیر آگ کے بیس میل تک کشتی کو لیجا سکتے ہین۔ کشتی غرق ہونے کے علی العموم دو اسباب ہین ایک تو یہہ کہ کشتیون مین مخصوص ایسی کام کیلئے حوض بنے رہتے ہین اُن حوضون مین تقریباً ۲۳ ٹن پانی غرق کرنے کے لئے

باہر سے بھرا جاتا ہے اور آخر مین دوسرا ذریعہ غرق یہ ہوتا ہے کہ کشتی کے پیندے مین دو اسکرو لگے رہتے ہین جنکو کام مین لانے سے جہانتک مرضی ہو کشتی کو نیچے پانی مین لیجا سکتے ہین۔ اس طریقے سے یہہ فائدہ ہے کہ جب کشتی کو سطح آب پر لانا منظور ہے تو ان اسکرو کو دبانا موقوف کر دینا چاہئے اگر کشتی پر اسقدر کم وزن ہو جس سے زاید کمی ناممکن ہو تو اوس کی رفتار فی گھنٹہ ۵ میل ہو جائیگی۔ اور اگر اوسکی چمنیون کا بوجھ کچھ زیادہ ہوگا تو رفتار ۱۱ میل ہوگی۔ غرق ہونیکی حالت مین بمشکل ۴ میل چلسکتی ہے۔ اور چونکہ مغروق کشتی کو معلوم نہین ہو سکتا کہ کدہر جا رہی ہے اور کہان جانا چاہیئے۔ اسلیئے پیچیدہ اور خاص مقامون مین سو پچاس گز کے فاصلہ پہونچ پہونچ کر کے سطح آب پر نمودار ہوا کرتی ہے اور منزل مقصود کیطرف بعد غور اور دیکھ بھال کے ڈوبکر چلتی ہے جنگی سامان (جس سے دوسرونکو نقصان پہونچے) اس کشتی پر ایک مل جو توپ کے چلانے مین کام آتا ہے۔ چار تارپیڈو۔ اور دو توپین نارڈن فلٹ کی۔

دو چھوٹی کشتیان ساختہ نارڈن فلٹ حسب نمونہ نمبر ۲ سلطان روم نے خرید کی ہین جسامت اُنکی حسب ذیل ہے طول ۱۰۰ فٹ عرض اور عمق ۱۲ فٹ اور ہر دو کا وزن ۱۲۰ ٹن۔ مئی ۱۸۸۷ء مین ایک کشتی ایک دخانی جہاز کے نیچے سے جو سراگلیو مین کھڑا تھا بے تکلف نکل گئی۔ فروری ۱۸۸۸ء مین ایک دوسرا تجربہ خلیج اسمد مین کیا گیا۔

صرف یہی نہیں کہ یہہ کشتیان اکثر غرق گیگلیین اور پانی کے اندر عرصہ تک رہین بلکہ پانی کے اندر ایک بغیر بھرا ہوا وائٹ ہڈ تارپیڈو داغا یہہ تجربہ اس کے پہلے کبھی نہوا تھا۔ اس کے سوا ایک شب کو کامیابی کے ساتھ ایک دخانی جہاز پر حملہ کیا۔ جسکے نیچے سے وہ غائب ہوکر پھر پاؤ میل کے فاصلہ پر نمودار ہوا۔ گورنمنٹ روس نے گوبرٹ کے کشتیان پسند کی ہین۔ یہہ کشتیان بذریعہ فن کے جو اس کے بازوؤن مین مثل مچھلی کے پر کے لگی رہتی ہین یا جھکے ہوئے تختون سے جو کول کے باہر بند ہے رہتے ہین غرق ہوا کرتی ہین۔

فرانس نے حال مین ایک غواصی کشتی موسومہ جمنوٹ بمقام ٹولن اتاری ہے۔ یہہ کشتی ایم زیدی انجینر ان حسب پسند امیر البحر آبی وزیر بحری تیار کی بظاہر اسکی وضع وائٹ ہڈ تارپیڈو کی سی ہے اور جسامت حسب ذیل۔ طول ۹۵ فٹ عرض اور عمق ۵ فٹ۔ ۱۱ انچ۔ وزن بوقت غرق ۳۰ ٹن۔ بعض قسم کے تارپیڈو کیطرح اس مین دو قسم کے چار پتوار ہین دو سطح پر اور دو بلندی پر۔ وزن کشتی بذریعہ حوض کے بہت آسانی سے حسب خواہش گھٹ بڑھ سکتا ہے کیونکہ ایک قوی پمپ حوض کے خالی یا بھرنے کو لگا ہوا ہے۔ اگر کشتی کو یکبارگی سطح پر لانا منظور ہے تو کیل پر سے ایک وزن ٹال لیا جاتا ہے۔ قوت محرکہ برقی ہے جو شرکرپ کا ایجاد ہے اور باٹریون سے قوت پہونچائی جاتی ہے۔

اس کشتی مین ایک خفیہ آلہ بھی بتلایا جاتا ہے جس سے کمانڈر یہہ جان سکتا ہے کہ اُس کی کشتی کسقدر تہ آب پہونچی ہے۔ ایک تارپیڈو بھی ساتھہ ساتھہ گیا جب دشمن کا جہاز موقع پر آیا۔ تارپیڈو اوسمین لگا دیا اور کشتی نیچے نیچے نکل گئی اودہر وہ نکلی ادہر یہہ تارپیڈو نے بذریعہ برقی جہاز دشمن کو اڑا دیا۔

جمنوٹ کشتی کیطرح کچھہ ملتی جلتی ایک دوسری غواصی کشتی پیرل نامی ہے جو گورنمنٹ اسپین کیلئے بمقام لاکرا کا تیار ہوئی ہے۔ وزن ۸۷ ٹن طول ۷۰ فٹ۔ عرض ۸ فٹ ۵ انچہ ہے اس کے انجن مین تیس گھورون کی قوت رکھی گئی ہے۔ جہازی ہوا کی صفائی کیلئے کیمیاوی ترکیب کچھہ ایسی مفید جاری ہوئی ہے کہ کہتے ہین کہ بوقت ضرورت اس کشتی کو ۲ روز تک پانی کے اندر برابر رکھہ سکتے ہین۔

کیمبل ایش کی کشتی کسی گورنمنٹ نے پسند نہین کی لیکن اُسکی ترکیب اور اس کا خیال صحیح اور صاف ہے۔ کول کے پہلوون پر لوہے کے بیلن سلسلہ وار جمی ہوئے ہین جب اس کشتی کو غرق کرنا ہوا تو وزن مین کمی کردی گئی۔

ان بیلنون کے اندر اسیقدر اور گردشی بیلن ہین جو کل کے ذریعہ سے رکھے یا لگائے جاتی ہین جب رکھے جاتے ہین تو وزن کی زیادتی سے کشتی سطح آب پر تیرنے لگتی ہے اور جب نکال لیجاتی ہے تو بلحاظ کمی

وزن ڈوبنے لگتی ہے۔ مجموعہ قوت برقی حرکت کے باعث ہوتی ہے۔ اس کشتی کی آزمایش ڈسمبر ۱۸۸۸ء مین تلبری کے گودی مین کیگئی تھی۔ وہ غرق ہوئی اور بہت اطمینان کے موافق پھر نمودار ہوئی لیکن رفتار بہت ناکافی تھی

دنمارک کی بحری فوج کے لفٹنٹ ہوگارڈ نے ایک غواصی کشتی ایجاد کی جسکا بیان مفصل مارچ گذشتہ مین نیول آرکی ٹکٹس کے انسٹیٹیوشن مین پیش کیا۔ اوسکی کشتی مچھلی نما بالائی عمارت نیچی طول ۱۲۲ فٹ عرض ۱۱ فٹ ۹ انچہ عمق ۱۲ فیٹ۔ بالائی عمارت کے اوپر دو نوکدار منارے ہین ہر ایک ۱ فٹ ۳ انچہ بلند۔ وزن ۱۷۱ ٹن مگر جب بالکل غرق ہو ۱۹۶ ٹن۔ پانی مین ڈوبنے کا وہی طریقہ ہے جیساکہ نارڈن فلٹ کا۔ لیکن آلہ مغرق صرف ایک ہی ہے جو وسط جہاز مین قایم کیا گیا ہے۔ معمولی بخارات سے غرقی عمل مین آتی ہے انجن مین چھ سو گھوڑون کی قوت ہے۔ اور بوائلر مین ۱۲۵ پونڈ کا وزنی بخار محرک قوت ہے۔ بوائلر معمولی قسم کے تارپیڈو کی کشتی کا انجن ہے۔

ایک دودکش اور ایک روشن دان بھی لگا ہوا ہے اور جب غرق ہونا ہوتا ہے تو اُن کو بورڈ پر جھکا لیتے ہین اور حالت غرقی مین وکٹوریا الکٹرک موٹر (قوت برقی) سے حرکت دیجاتی ہے جسمین ۳۵ گھوڑون کی قوت حسب حیثیت آلہ محرک رہتی ہے۔ یہہ کشتی اندرون آب اسی قوت سے چھ گھنٹون مین ساڑھے پانچ میل چلتی ہے۔ بالائی آلہ محرک مین بھی پانچ گھوڑون کی برقی قوت ہوتی ہے جو ایک چھوٹے پمپ کا کام دیتا ہے

اس آلہ کی حرکت بالائی پتوار اور حوض سے ہوتی ہے جسمین پانی بھر جانے سے بالائی عمارت فرش پر آرہتی ہے اور صرف چند ہندرڈ ویٹ (وزن) رہجاتا ہے۔ ڈوبنے کی حالت مین اندرونی ہوا کاربونک ایسڈ کے کیمیاوی تخریج اور آکسیجن کے ملانے سے ہوتی ہے اور یہہ کیمیاوی اجزا بہت قوت پہونچانے سے قایم رہسکتا ہے۔ اسلحہ جنگی مین دو وائٹ ہڈ ہین جو مغرق نلون سے داغی جاتی ہین۔

مسٹر جے۔ ایف وڈنگٹن کی تارپیڈو کی کشتی جو برقی قوت سے غرق ہوتی ہے۔ ۳۷ فٹ لمبی ۶ فٹ ۶ انچہ چوڑی ہے اندرون آب دس گھنٹے مین ۸ میل رفتار ہوتی ہے جھکے ہوئے فن (بازو) اور بالائی آلہ محرک سے غرقی ہوتی ہے۔ اس مین دو قسم کے چار پتوار ہین۔ ہوا مین اسقدر قوت رکھی گئی ہے کہ دو آدمیون کو چھ گھنٹہ تک آرام رکھہ سکے۔ دونون جانب دو کمرون مین مرکب ہوا بھری رہتی تھی۔ دو دخانی کشتی تارپیڈو کی اس کشتی کے آخر مین لگی ہوئی ہین لیکن حسب مرضی انکو اندر سے علحدہ کرسکتے ہین۔ ایک غواصی توپ (مائن) جو برقی قوت سے داغی جاتی ہے ہمراہ ہے۔ سب سے بڑا فایدہ جو اس مین سمجھا گیا ہے وہ یہہ ہے کہ اسکو معمولی چھوٹی کشتیون کیطرح جنگی جہاز کے پاس بوجھہ اوسکے مختصر قد قامت کے لیجا سکتے ہین۔

جو کشتی جرمنی مین چند مہینے گذرے کہ تیار ہوئی اوس کی پوری کیفیت

معلوم نہین ہوئی تاہم جہانتک معلوم ہے یہہ ہی کہ وہ کشتی ۱۱۴ فٹ لمبی نارڈن فلٹ کے نمونہ پر بنی ہے دو تارپیڈو تین میک ایوائی توپین اور ایک جلد جلد دغنے والی توپ سے مسلح ہی اور سطح آب پر بارہ گھنٹے مین دو سو میل بذریعہ بخارات چلسکتی ہے۔

سلطنت متحدہ امریکہ کے صیغہ بحری سے نومبر ۱۸۸۷ء مین ایک کشتی جاری ہوئی۔ جسمین ایک مفید اندرون آب تارپیڈو کی ضرورت بتلائی گئی تھی اور چند ضروری خانہ پری بھی کرنی تھی اور ایسی کشتی بنانیوالون کو درخواست دینے کا حکم بھی تھا۔ اس کشتی مین صاف صاف ضرورت کا اظہار ہوا تھا اور اُن سخت مشکلات کا بیان بھی بطور احسن کر دیا گیا تھا جو فلٹن کے شروع زمانہ سے کل موجدون کو اب تک پیش آئے تھے مقدم اوصاف یہہ مطلوب تھے کہ حسب خواہش تیز رفتاری ہو۔ سمت روانگی کی تحقیق رہی۔ نظرون سے غائب رہی دشمن کے حملہ آتشین سے بچا وہو۔ اور اگر عرصہ تک ڈوبے رہنا محقق سمت روانگی کے ساتھہ ممکن نہو تو حسب موقع فوراً غرق ہوجانے مین تکلف نہ ہے۔ کم سے کم نی گھنٹہ پندرہ میل سطح آب پر وہ کشتی چل سکے اور ۱۲ میل جب اسباب اُتار لیا جائے اور آٹھہ میل جب غرق ہو۔ یہہ بھی ہو کہ پوری تیزی کے ساتھہ تین گھنٹے تک سطح آب پر اور کم سے کم اوسی تیزی سے دو گھنٹے تک زیر آب دوڑ سکے اور کم سے کم نوی گھنٹہ کیلئے دانہ پانی رکھہ سکے۔ اور بلحاظ حرکت فوجی اس کشتی مین

یہہ قوت ہو کہ جب وہ پوری تیزی سے دوڑ رہی ہو تو حکم ہوتے ہی وہ دائرہ بنا سکے ایسا کہ اوس کا قطر کشتی کے چوگنہ طوالت سے زیادہ نہو اور یہہ عمل بغیر انجن کی تبدیلی کے ہو۔ اور جب کشتی زیر آب اوسی قوت سے جا رہی ہو تو سطح آب کے سمت کو تبدیل کر کے تیس سکنڈ (دقیقہ) مین زیرین آب ہو جائے غرق کرنے کیلئے جسقدر سامان کی ضرورت ہے وہ ہر وقت کافی تعداد و مقدار مین موجود اور کارروائی کیلئے تیار رکھنا چاہئے۔ اور جو قوت غرق ہونیکی حالت مین ضروری ہین اُن کی تبدیلی اور از سر نو استعمال فوراً ہونا چاہئے۔ اور جب کشتی ساکن ہو تو محفوظ حالت کے ساتھ حسب خواہش عمق مین ہونی چاہئے۔ اور یہہ صفت کشتی کے بوجھ کی کمی بیشی پر منحصر نہونا چاہئے بلکہ اس کے اسباب اور ہی ذریعہ سے ہون مضبوطی ہر حالت مین اچھی طرح ہونی چاہئے اور چاہے سطح آب پر ہو یا غرق لیکن ہمیشہ وزن اختیاراً کچھ لگا رکھنا چاہئے درالحالیکہ اجتماع قوت کیلئے کشتی بالکل تہ تک نہ پہونچا دی جائے ساخت کی مضبوطی ایسی ہونی چاہئے کہ پانی کے زور سے جبکہ ڈیڑھ سو فٹ نیچے ہر کچھ نقصان نہ پہونچے اور پیندہ کے لگانے مین تیزی۔ زد کا صحیح اندازہ۔ اور خطرات سے بچاؤ ہونا چاہئے کشتی مین کوئی ذریعہ ایسا بھی ہونا چاہئے کہ کمانڈر اُس کو جسپر حملہ کرنا ہو دیکھ سکے جبکہ وہ پانی پر ہو۔ اور ہر حالت مین اوزار ہتیار کے صحت کا یقین رہے ہوا صاف ہوتی رہے کہ کم سے کم بارہ گھنٹہ غرق آب رہنے

مقیاس الحرارت ساختہ فہرن ہیٹ سو درجہ سی ہڑاہو موانعات مزاحمات سے
مخلصی کے تدبیر کیجائے۔ کیچڑ اور دلدل سے کشتی اپنی قوت سے علیحدہ ہو ضرورت
یا خواہش سے زیادہ عمیق پانی مین جانے سے بذریعہ کل کے خود رکے۔
اندرونی روشنی کیجائے مصیبت کے وقت اہل جہاز کو بھاگ جانیکا موقع ہو
اور اشیای پیچیدہ سے جو راہ مین حائل ہون اُن سے چھٹکارا ہو۔ بمقدار
وزن بحالت غرق زائد از دو سو ٹن نہو گردہ ۹۰۰ ٹن وزن کو سب پر
ترجیح ہے۔

اس گشتی کے جواب مین یا یون سمجھے کہ بے انتہا ضروریات ظاہر کردہ کو
پورا کرنے کیلیے لفٹنٹ ہوگارڈنے ایک کشتی بنائی جسکا اوپر ذکر ہوچکا ہے۔
امریکہ کے موجدون نے دو اور کشتیان بطور نمونہ پیش کین۔ ان مین سے ایک
نارڈن فلٹ کے نمونہ پر تھی اور دوسری مسٹر جے پی ہالنڈ کی بنائی ہوئی
تھی۔ اور نیویارک کے نائی لس تارپیڈو بوٹ کمپنی سے متعلق تھی۔ اس
کشتی کے نسبت بڑے بڑے مبالغہ آمیز تحریرین اخبارون مین لکھی گئی ہین
اسکے پڑھنے سے ہر شخص خیال کرسکتا ہے کہ ایم جیولس وارن نے جو جواب
دیکھا تھا اوس سے بھی زیادہ تکمیل ہوگئی۔ اور یہہ بھی یقین ہوگا کہ یہہ کشتی
آیندہ جنگی کامون مین مدد دیگی۔ لیکن لحاظ کثرت شرایط کشتی مین دو حصہ
بھی تکمیل شرایط نہین کیگئی۔ اگرچہ ساخت مین بہت کچھ تیز فہمی اور لیاقت
خرچ کیگئی اوس کی جسامت حسب ذیل تھی طول ۸۵ فٹ عرض ۱۰ فٹ ۱۹

وزن سطح آب پر ۹۸ ٹن اور غرق ہونے پر ۱۲۰ ٹن - کول فولاد کا اور آہن سہ گنہ وسعت کا جسمین صرف ایک کل لگی تھی - اور پیٹرولیم انیدہن مین کام آتا تھا - اسلحہ مین ایک بادی مغروق نل اور سطح آب پر آٹھ انچہ کی توپ تھی - بالائی پتوار کے ذریعہ سے غرقی ممکن تھی سطح آب پر تیز رفتاری چودہ میل اور اندرون آب چھ سے بارہ میل تک جیسا کہ ڈوبنے مین عرصہ لگے بڑی دقت جو مغروق کشتی کے متعلق ابتک ہوئی وہ یہہ ہے کہ سمت روانگی کیطرف بحالت غرق انسان دیکھہ نہین سکتا اور نہین جانتا کہ کدہر جارہا ہے - اس دقت کو صرف جمنوٹلے دور کر دیا تھا - مغروق کشتی کا ناخدا بعینہ ایسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ لندن مین کہری کی حالت مین کوئی ناواقف اجنبی - سطح آب سے تھوڑا سا نیچے تاریک معلوم ہوتا ہے اور اکثر چھچلے پانی مین مثل کوئین کے بہت تاریکی رہتی ہے اسلئے ضرور ہوا کہ صحت اور اطراف وجوانب مین آنے جانے یا موقع سے گھومنے کیلئے بار بار سطح آب پر آنا ہو - لیکن یہہ بار بار کا سطح آب پر آنا اس موقع کے پانی وغیرہ پر منحصر ہے لیکن جہان پانی بہت سا ہو اور کشتی دوڑ رہی ہو وہان بار بار جب ضرورت ہوگی تو قیام اندرون آب بہت ہی مختصر رہیگا - غالبًا ہر حالت مین یہہ امر عقلمندی سے دور سمجھا جائیگا - کہ بغیر سمت روانگی سمجھی ہوئی دو یا تین منٹ تک اندرون آب حرکت ہو چھوٹی فولادی کشتیون مین جو کل سے بھری ہو اور خاصکر وہ کشتیان جنمین برقی اوزار مرتب ہون کمپاس پر ایک لمحہ بھی اعتبار

نہین ہوسکتا- اسلیے کشتی کے ناخدا کو اپنی آنکھون سے سمت دیکھنا پڑیگا- اور اسی پر اُسے بھروسہ ہوگا- کیونکہ وہ اور طالعون مین مطمئن نہین ہوسکتا- اگرچہ وہ وسط جہاز ہی مین کیون نہ بیٹھا ہو- اس ضروری فروگزاشت کا حال اب ایسا عالمگیر ہوگیا ہے کہ موجدون نے ارادہ کرلیا ہے کہ کوئی کشتی ایسی نہین بنانی چاہیے جو متواتر عرصہ تک اندرون آب سفر کرے بلکہ زیادہ عرصہ تک غوطہ لگا نیوالیکی طرف خیال رجوع ہے اور شاید اس طریقہ سے وہ بمقابلہ کچھ زیادہ کامیاب ہون-

تارپیڈو کے کشتیون کے غرق کرنے مین جو خطرات ہین ابھی انکی اچھی طرح تنقیح نہین ہوئی- مثلاً جب مغروق کشتی سے تھوڑے فاصلہ پر ایک بڑا تارپیڈو چھوڑا جاے تو اوس کے اڑانے سے اس کشتی پر کیا اثر ہوگا- آجتک اسکی تصریح اور تنقیح کامل نہین ہوئی- ڈیوک آف ایڈنبرا کے رائل یونائیٹڈ سروس انسٹی ٹیوشن کے ایک جلسہ مین نارڈن فلٹ کشتی کے نسبت بیان کیا کہ میری رائے مین اس قسم کے کارروائی سے نتیجہ بہت خطرناک ہوگا- فرانسیسی بحری صیغہ کے لفٹنٹ ویل کی بھی یہی رائے معلوم ہوتی ہے- اسیطرح یہہ بھی نہین معلوم کہ اگر کسی دخانی جہاز سے کسی مغروق کشتی کو صدمہ پہونچے تو مغروق کشتی کہانتک بیکار ہوجائیگی اور صدمہ کی نوعیت بلحاظ بیکاری کشتی مغروق کہانتک ہے- کپتانین جو غوطہ لگانے سے خطرات متصور تھے وہ کچھ کچھ تو ظاہر ہوچلے جب مقام تلبری مین

کیمبل ایش کشتی کا تجربہ ہو رہا تھا تو وہ داک (گودی) کی تہہ کے کیچڑ مین پھنس گئی۔ اور جو لوگ بورڈ پر تھے انکو معلوم ہوا کہ بیلنون مین اسقدر طاقت نہین ہے کہ اپنے زورون پر سطح آب نمودار ہو سکے۔ مگر میری محنت و جانفشانی سے یہہ نتیجہ اتمام کو پہونچا۔ اور اس مشقت کا اثر تمام اہل جہاز پر ہوا کہ ان مین سے ایک شخص نے جسپر زیادہ محنت پڑی نہین آیندہ کبھی تہ آب جانے سے انکار کیا۔

جدید غواصی کشتیان بہت تیزی سے پانی کے نیچے نہین چلتین اور نہ عرصہ تک غرق رہسکتی ہین۔ نہ تو ڈونگیون کیطرح جلد جلد بھاگتی ہین اور نہ اسمین اہل جہاز کیلئے عمدہ مکان بن سکتے ہین۔ بلکہ بخلاف اسکے ایسی کشتیون کی حرکت نہایت سست اور غوطہ نہایت مختصر۔ اور بورڈ پر کے لوگون کیلئے نہایت غیر مطمئن اور تکلیف دہ حالت ہوتی ہی۔ تاہم یہہ سب دقتین رفتہ رفتہ مٹ جائین اور یہہ غواصی کشتیان معمولی پر آب جہازون سے جنگی کامون مین کچھ زیادہ خطرناک اور ناپسند ثابت نہون لیکن یہہ زمانہ ہنوز نہین پہونچا۔ اسوقت تو غواصی کشتیان جو سب سے عمدہ ہین وہ نہایت ناکمل ہین۔ اور بظاہر اسکی قدر منزلت کچھ زمانہ تک کارآمد ہونیکے بہ نسبت اخلاقی لحاظ سے زیادہ ہو سکتی ہے

حسن

اُصولِ قانون

اصطلاحًا قانون کے معنی ہین- واقعات کا باقاعدہ تواتر جو کسی ایسے قاعدہ کا محکوم ہو جسکا مخرج کوئی ایسی طاقت یا وسیلہ یا شرط ہو جسپر اوس تواتر کا انحصار ہو-

اس مفہوم کا سرسری تصور یون بھی ہوسکتا ہے- کہ ایسے قواعد کا عام مجموعہ جو جماعت انتظامی کسی سوسائٹی کے ارکان کیلئے جاری کرتی ہے اور جنکی عموماً متابعت کیجاتی ہے- جماعت انتظامی کا یہہ خاصہ ہے کہ بہ نسبت اور انسانی جماعتون کے وہ کسی تمیز سے محسوس ہونیکے لایق ہو- اوس کے اختیارات حکمرانی غیر محدود ہوتے ہین- اور اون کے احکام کی تعمیل باقی ارکان پر فرض ہوتی ہے- وہی احکام قانون کے نام سے موسوم ہین اس لفظ مین جماعت انتظامی کے وہ احکام جو اشتہار کی شکل مین ہوتے ہین نہین شامل ہین- کیونکہ اُن کی تعمیل جبرًا نہین کرائی جاسکتی اسیطرح اتفاقیہ اور مخصوصیہ احکام تعریف لفظ قانون مین داخل نہین ہین- قانون ہونیکیلئے یہہ ضرور ہے کہ اوس مین عمومیت کا تصور بھی ہو- اس قسم کے احکام جو عدالتہائے قانونی کے معرفت صادر ہون قانون نہین ہین مگر اون کا عمل لفظ قانون مین شامل ہے- احکام کے ایسے نتایج جو ماقبل سوچ لیے گئے ہون اپنی عمومیت کیوجہہ سے قانون ہوسکتے ہین-

جماعت انتظامی کے مجموعہ اختیارات کو حکومت کہتے ہین۔ مختلف اقسام کے قانون کی نسبت یہہ خیال کیا گیا ہے کہ اُن مین باہم تضاد ہی لیکن ایسا ناممکن ہے اسلئے کہ اگر حقیقت مین وہ متضاد ہوتے تو جماعت انتظامی اور حکومت مطلق العنان کے تمام خواص جنسے ہم نے لفظ قانون کی تعریف حاصل کی ہے مستر د ہو جاتی بلکہ اُس تعریف مین قانون الہامی اور قانون قدرت اور قانون موضوعہ انسان اور بعض اوقات قانون اخلاق بھی شامل ہو جاتے ہین۔ مندرجہ بالا قانون کے مفروضہ اختلاف سے جو مخاصمات پیدا ہوتے ہین قاعدہ کے موافق انسان کے جبلی حقوق اور آزادیون کا اپیل اوسی طرف رجوع ہوتا ہے جنکا ماخذ بادشاہ کے اختیار سے اعلیٰ تر ہے۔ اور چونکہ اس امر کی بحث عموماً مذہبی اور انتظامی وجوہات پر کیجاتی ہے اسلئے اُن کی تعمیل شہنشاہی قوانین سے پہلے کرنی چاہیئے۔

قانون اور اخلاق مین یہہ تعلق ہے کہ احکام سلطانی (خواہ صریحاً بیان کئے گئے ہون یا ضمناً) ایک خاص حاکم کیطرف سے معین اشخاص پر عاید کئے جاتے ہین اسلئے اوسی قانون صریح یا قانون مطلق بھی کہنا چاہیئے باوجودیکہ قانون اور اخلاق مین حد فاصل نہین ہے بلکہ وہ باہم کسی طور پر خلط ملط ہین مگر مقنن کو اوس سے کام نہین ہے کیونکہ اور طرح کے احکام لفظ قانون کو ظاہر نہین کرتے ہین۔ یہہ کہنا صحیح ہوگا کہ واضع قانون کا کام فی الحقیقت قانونی نہین بلکہ اخلاقی ہے۔

واضع قانون کی اول بحث یہہ ہے کہ "کیا ہونا چاہئے" اور وہ جو "ہوا" یعنے "کیا ہی" کی بابت بحث کرتے ہین اوس سے اون کی یہہ مراد ہوتی ہی کہ اپنی تجاویز کو قریب الفہم بنانے کیلئے قانون مروجہ سے مطابق کرلین۔ برعکس اس کے مقنن "کیا ہے" کی بابت تحقیقات کرتے ہین جس سے گویا اون کے تحقیق کی حد آجاتی ہے۔ بجز ایسی صورت کے جہان احکام سلطانی مبہم اور غیر مشخص ہون وہ اس امر کی بابت بھی غور کرسکتا ہے کہ "کیا ہونا چاہئے" یہہ تمام بحث محض اصطلاحی نزاع کیوجہہ سے پیدا ہوئی ہے۔ جب کسی موضوعہ قانون کی متابعت چھوڑ دیجائے تو وہ جماعت انتظام نہین رہتی۔ یا حکومت اعلی مین تبدیل ہوجاتی ہے۔

اوپر قانون کی جو وضاحت کی گئی اوس مفہوم کو مذہبی یا اخلاقی یا کسی طریق انتظام ملک سے واسطہ نہین ہی۔ بلکہ حکومت شخصی یا جمہوری یا کسی قسم رعیت پر یہہ تصور صادق آتا ہے۔ اور انہین تصورات کے اندر اندر مقنن کا عمل محدود ہے۔ اور اون کے باہر انتظام ملک اور مذہب مدبران ریاست اور خادمان مذہب کے لئے چھوڑ دئے گئے ہین۔ اور جب ان معین حدود سے تجاوز کیا جائے تو یہہ اصول مخالف نظر آوینگے۔ جسطور پر قانون کا لفظ بیان کیا گیا ہے اوس کی رو سے حکومت اعلی یا بادشاہ پر کوئی قانونی روک نہین ہے اوس کے اختیارات غیر محدود ہین۔

جمہوری اور شخصی طریق حکومت مین فرق ہی۔ باوجودیکہ ان دونون قسمون کے اختیارات کا مجموعہ کم زیادہ نہین ہے۔ آزاد اور شخصی حکومت مین باہم یہ تمیز ہے

(۱) آزاد حکومت مین مجموعہ اختیارات اعلی مختلف درجے کے لوگون مین تقسیم کیا جاتا ہی

(۲) جماعت کے درجہ وار اختیارات کا ماخذ مختلف ہوتا ہے۔

(۳) حاکم اور محکوم کی حالتون مین تبدیلی جلد اور آسانی سے ہوتی رہتی ہی۔

(۴) مختلف جماعتون کے اغراض و مقاصد باہم اس طرح خلط ملط ہوتی ہین کہ ان مین کوئی تمیز محسوس نہین ہوتی۔

(۵) دونون طرح کی حکومت کے طریق کے متعلق حکام کی جوابدہی مین فرق ہوتا ہے

(۶) آزاد حکومت مین رعایا کو یہہ حق حاصل ہوتا ہی کہ وہ حکام کو ان افعال کے علانیہ اظہار پر مجبور کرین جسمین وہ اپنے اختیارات عمل مین لائی ہون۔

جماعت حکام کے اختیارات کو محدود اور ان کے افعال کو خلاف قانون کہنا گویا ان الفاظ کا غلط استعمال ہے۔ البتہ حکومت اعلی پر اجماع صریح (مجلس وکلا مین رعایا سے رای طلب کئے جانیکو کہتے ہین) کے ذریعہ سے روک ممکن ہے۔ لیکن اس امر سے ایک مشہور مقنن کو اختیارات کے دوبارہ تقسیم کئے جانے کے خوف سے انکار ہے۔

اس طور پر ایک ایسی گروہ کی بھی ضرورت پیدا ہوتی ہے جسے قانون کے استرداد اور بعض ضروری اصول حکومت کی تنسیخ کے اختیارات حاصل ہون ایسی صورت مین اس گروہ کو حکومت اعلی ترین کے نام سے موسوم

کر سکتے ہین - حکومت کا اعلیٰ ترین ہونا حکام اور رعایا کے درمیانی رشتہ پر قرار دیا گیا ہے - کیسقدر بھی مطلق العنان حکومت ایسی نہین ہے کہ جسپر عملی روک نہ ہو - جماعت حکام اور جماعت ارکان کی خود مختاری مین بہت بڑا امتیازی فرق ہے - جماعت حکام بھی ہماری طرح قوانین عامہ ملک کی پابند ہوتی ہے اور بصورت خلاف ورزی قانون اون کے مقابلے مین مختلف طریقون سے کارروائی کیجاتی ہے - اور یہہ بات صرف مصلحت اور سہولت کی غرض سے مقرر کی گئی ہے -

عموماً یہہ خیال کیا جاتا ہے کہ حکومت کو اعلیٰ ترین تسلیم کرنے سے حکام کو غیر محدود اختیارات حاصل ہو جاتے ہین اور آزاد اور مطلق العنان حکومت کا فرق زائل ہو جاتا ہے اور فرمان رواؤن کو ذمہ داری سے سبکدوشی حاصل ہوتی ہے لیکن حقیقت مین ایک غلط فہمی ہے -

اُن ملکون مین جہان اختیارات کے عمل مین لانے پر خاص قسم کے قواعد کی بندش نہین ہے - یا جہان حکومت اعلیٰ رعایا کی مرضی کے پابند نہین ہے وہان بھی اختیارات غیر محدودہ کے عمل مین لانے پر بہت سی رکاوٹین ہین جنکا قانوناً کوئی وجود نہین ہے -

حکومت کی سپردگی نیابت کے طور پر حاکم اور محکوم مین نہایت سادہ تعلق رکھتا ہے - جماعت حکام اپنے اختیارات کسی خاص شخص یا اشخاص کو سپرد کرتے ہین اون کو نہ صرف اوس کے تعمیل کا اختیار

ہوتا ہی بلکہ عموماً وہ خود شاہنشاہی اختیارات برتتے ہین بعض اوقات یہہ اختیارات وضع قواعد کی حد تک وسیع ہوجاتے ہین جنکو قانون سمجھنا چاہیے اگر اختیارات حکم معین کرنے کیلئے نیابتاً سپرد کئے جاتے ہین تاہم اُس شخص کی رائے کے دخل کی گنجایش بھی رہتی ہے۔ برعکس اس کے سپردگی اختیارات خواہ وہ کتنی ہی عام اور وسیع کیون نہو اوس مین روک رہتی ہے۔ یہہ سپردگی سلسلہ وار درجون پر ہوتی ہے غیر محسوس درجون سے لیکر اوس شخص تک جسکے اختیارات غیر محدود ہوتے ہین۔ جماعت بندی اسطرح ہوتی ہے کہ جن لوگون کو بہت عام اور وسیع اختیارات حاصل رہتے ہین اون کو حکومت یا کونسل واضع قوانین کہتے ہین اور حکومت اعلیٰ ترین سے تمیز کرنے کے لئے ماتحت حکومت بھی بولتے ہین اور معین اختیارات کو متعلق بہ نظم ونسق یا عدالتی کہتے ہین اور اختیارات غیر محدود اور معین کے درمیانی کو انتظامی۔ اگرچہ ان مصطلحات کی کوئی حد معین نہین ہے مگر بنظر سہولت استعمال کرنا پڑا۔

سپردگی اختیارات کے مختلف طریقے ہین۔ وضع قوانین کے اختیارات کا عطا کرنا سب سے زیادہ ظاہر اور مشہور طریقہ ہے۔ بلکہ بعض اوقات صرف اسی سے سپردگی اختیارات تعبیر کیجاتی ہے۔ لیکن درحقیقت ایسا نہین ہے کیونکہ جماعت انتظامی کا ہر ایک ممبر اوس قسم کے اختیارات عمل مین لاتا ہے جو بالکل شاہنشاہی نہین۔ اور کسی زمانہ مین اقتدار

حلطانی کے بہت بڑے جزو سمجھے جاتے تھے۔

یہہ سوال کہ جماعت انتظامی کی پیدایش کب ہوئی۔ اور حکومت کی بنیاد ہی کیا ہے۔ بہت اہم ہے اس بارہ مین مختلف مصنفون نے مختلف رائین لکھی ہین جنمین سے ہم صرف دو مشہور مصنفون کی رائے کا اقتباس لکھکر خود الگ ہو جاتے ہین۔

ایک صاحب فرماتے ہین کہ حکومت کی بنیاد لوگون کے خوف اور حاجتون پر ہے۔ اور ذات اور مال کی حفاظت جسکے لئے گویا حاکم کیطرف سے حفاظت اور محکوم کیطرف سے متابعت کا معنوی معاہدہ ہوتا ہے یہہ سفروضہ خیال ہے۔ درحقیقت حکومت عوام کی آسودگی اور حفاظت کے دعوی پر مبنی ہے۔ اس کا پتہ تاریخ سے چلتا ہے۔ دستورات اور موجودہ قانون کی اصلیت تاریخ مین جس مقام پر بند ہو جاتی ہے۔ وہان سے قیاس صحیح پیدا کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ بہرحال اس امر مین بحث کرنا مقنن کے لئے مفید نہین ہے۔ تاریخی تحقیقات سے یہہ غرض ہے کہ اصول قانون کے تصورات اور طریق معاشرت کا تعلق معلوم ہو جائے۔ ورنہ دراصل یہہ قانونی تحقیقات نہین ہے۔

ابتدائی ماخذ قانون کا حکومت اعلی کے ارادہ یا خواہش کا اظہار ہے اور اس ارادہ یا خواہش کا جس شکل مین اظہار ہوتا ہے اوسی کو قانون کہتے ہین۔ اور اوس فعل کو وضع قانون اور جو جماعت اوسکے مشتہر ہونے کے

پہلے اوسپر غور کرتی ہی اوسے کونسل واضع قانون کہتے ہین حاکم اعلی تہین
کو صرف وضع قوانین ہی کے اختیارات نہین حاصل ہوتے بلکہ وہ کسی
اور کو بھی جس حد تک چاہے یہہ اختیار عطا کر سکتا ہے ماتحت کونسل
اسلیے کہ وہ خود اپنے منصب کا پیدا کرنیوالا نہین ہے اپنے ماتحت کو صرف
اوس قدر تک جسکی بابت اوسے اختیار حاصل ہو اختیارات عطا کر سکتا ہی
دوسرا ماخذ قانون کا فیصلہا عدالت یعنے نظائر سابقہ ہے - ایسے
مواقع کیلئے تلاش کرنا چاہئے کہ قانونی منشا بیان کرنے والے نے اوس
معاملہ خاص یا اوسی قسم کے اور معاملون کی نسبت کیا کہا ہے - اور ملکون
مین ایسا ہی نہین ہے مگر انگلستان اور اوس کے مقبوضات مین قانونی
منشا بیان کرنے والے عدالتون کے جج سمجھے گئے ہین - یہہ امر انسان کے
تجربہ مین داخل ہے کہ وہ ایسے موقع پر ایسے لوگون کی رائے ڈہونڈہتا ہی
جنہون نے اوسی قسم کے معاملون مین اپنی رائے دی ہو بشرطیکہ وہ شخص
اُن رایون کا ادب کرتا ہو - قدیم اشخاص کے افعال ہمارے لئے مثالاً مفید
ہو سکتے ہین مگر ہم ان کے تسلیم کرنے پر مجبور نہین ہو سکتے - یہہ کہنا صحیح
ہے کہ قانون کا وجود فیصلہائے عدالت کے بعد پیدا ہوا ہے - اور ایک
ہی قسم کے متعدد اور مشابہہ فیصلون کو دیکھکر قانون کا تصور موجود کیا گیا
اور رفتہ رفتہ ان متشابہہ فیصلون سے ایک ایسا قاعدہ قرار دینا مناسب
سمجھا گیا جو اوسی قسم کے اور تنازعات پر جبکہ وہ پیدا ہون بخوبی صادق اسکے

یہہ خیال کرنا اب آسان ہو چلا ہے کہ اول ہی اول قوانین مسلمہ غالبًا انہین پر اگندہ قواعد کو جمع کر کے بنائے گئے۔ سوسایٹی کی نہایت ابتدائی حالت مین خود بادشاہ تمام مخاصمات کا فیصلہ کرتا تھا لیکن رفتہ رفتہ یہہ اختیارات اورون کو سپرد ہونے لگے جو تمام نزاعات کا تصفیہ اور جرایم کی سزادہی کرتے تھے۔ یہہ مانحت جج مقدمات کو ایک ہی طرح سے فیصل اور اُسے بار بار عمل کرتے کرتے خود قواعد بھی وضع کرنے لگے جو تدوین کی صورت مین قانون سمجھا جانے لگا۔ اس سے یہہ نہین خیال کرنا چاہیے کہ جج قانون بھی وضع کر سکتے ہین البتہ جس خاص امر مین کوئی صریحی قاعدہ قانون موجود نہین ہے یا کالعدم ہو گیا ہے اوس کے لیے ججون کو ہی چارہ کار ہے لیکن پھر بھی اس قسم کے تمیزی اختیارات کے حدود پر نظر رکھنی چاہیے سوسایٹی کے حاجات روز بروز کثیر ہوتے جاتے ہین اسلیے ان نئی صورتون کے لیے کسی ایسی تدبیر کی ضرورت ہے جسکا باقاعدہ عمل مکمل ہو۔

جو قانون فیصلجات عدالت سے مدون ہوتا ہے اوس مین اور قانون ہین یہہ بہت نازک فرق ہے کہ قانون نظائر مدمن بعد الفصل ہونے کیوجہہ سے اسقدر گنجایش رکھتا ہے کہ مقدمہ کی ہر ایک [illegible] اور واقعات کی نئی ترکیب پر حاوی ہوتا ہے۔ کے مقدمات فیصل شدہ مین سے خاص واقعات کو چھوڑ قاعدہ قانونی

اخراج کرنے مین جو عمل کرنا پڑتا ہی اور اُسمین جو طریقہ استدلال برتا جاتا ہے
اوسکی ماہیت دریافت کرنا مخصوص اور بہت مشکل امر ہی۔ جج کی رائے
آخری تجویز سے علیحدہ کرنے پر ایک امر زائد رہ جاتی ہے۔ وہ عمل جسکی رو سے
قانون کو متعدد فیصلون سے اخراج کرتے ہین تمثیلات مخالفہ یا تنازع تمثیلات
مخالفہ کے نام سے موسوم ہی جو تمثیل منطقی برہان کے قسم سے۔ یہہ عمل قانون
کی قواعد کو خاص صورتون مین مستعمل کرتے وقت بھی کرنا ہوتا ہی۔ ان دونون
عملون مین تمیز اور اُن کے دفعتاً استعمال کا خیال رہنا چاہئے۔ مختلف تمثیلات
کے پیش کرنے سے وکلاء کا مباحثہ قایم رہتا ہی اور عدالت کے تمیزی اختیارات
کی جانچ بھی مختلف تمثیلات کے ترتیب اور اُن کے مقابلہ اور اُن پر فیصلہ
دینے سے ہوتی ہے۔ ججون کا متعدد اور پے در پے فیصلہ جات سے
کسی قاعدہ قانونی کے اخراج کرنے کا منصب جو وہ بطور ماتحت واضع قانون
کے کرتے ہین سپردگی اختیارات کی رو سے ایک جداگانہ امر ہے۔ فیصلہ جات
عدالتی سے جو قانون بنتا ہی اوسکے مشابہہ ایک اور قانون ہے جو بڑے
بڑے قانوندانون کی تشریحات کتب سے حاصل ہوتا ہی۔ مشرح بھی ججون کیطرح
قانونی منشاء بیان کرنے والون مین ہین۔ مشرح کے اختیارات وضع قانون
کو ہم جج کے مانند بلا واسطہ حاکم اعلیٰ ترین سے اخذ نہین کر سکتے۔ شرح یقین
دلانے کیلئے ایک دلیل کے طور پر پیش کیجاتی ہی اور یہہ ضرور نہین ہے

کہ عدالت اوس کی پابند بھی ہو۔ مگر بار بار سند مسلمہ کے طور پر تسلیم کئے جانے سے آخر کار جج کی رائے سے زیادہ وقیع ہو جاتی ہے۔ قانون نظائر اور تشریحات مین ایک بہت بڑا ظاہری فرق یاد رکھنے کے قابل ہی۔ فیصلجات عدالتی صور موجودہ کے بابت ہوتے ہین اور وہ رائے اوس مقدمہ کے لئے ہوتی ہے جو پیش ہوا اور قانون کے جس اصول پر وہ فیصلہ ہوتا ہے اوس کا واقعات مقدمہ سے علیحدہ کرنا بہت مشکل ہے۔ اور مشرح صور مجردہ سے بحث کرتا ہی اور قانون کے قواعد اور اصول کو بیان کر دیتا ہی اور ایک اصول سے دوسری اصول کا استدلال کرتا ہے اگر وہ سند مسلمہ مانی جائے تو قانون نظائر سے زیادہ مفید ہو۔

جیون جیون مآخذ ہائے قانون کا شمار کیا جائے اوسیقدر طریقہ اخذ قانون زیادہ مبہم ہوتا جاتا ہے۔ جیسے کہ جج کا منصب و ضع قانون واضافہ قانون کی منصب سے زیادہ بعید الفہم ہی۔ اور مشرح کا ایک درجہ اور زیادہ۔

بادی النظر مین یہہ معلوم ہوتا ہے کہ عوام الناس نے قانون کو اپنی خوشی اور مرضی سے بنایا۔ اس قسم کے قانون کو رواج کہتے ہین۔ رواج سے وہ دستور العمل مراد ہی جسکے مطابق مشابہہ صورتون مین متواتر مشابہہ موقعون پر عمل کیا جائے۔ قانون کی رو سے رواج یہہ محدود معنی ہین کہ جنکی تعمیل جبراً کرائی جا سکے یا فریقین سے جو اُن پر عمل کرکے وعدالتانہ طور پر تسلیم کیا جا سکے۔

رواج کے یہہ لازمی اسباب ہین - یہہ کہ اس امر کی روایت ہونی چاہیئے کہ اُن کے آبا و اجداد کیا کرتے تھے - یہہ کہ اُن کے ہمسائے آجکل کیا کر رہے ہین یہہ کہ اس امر کا عام یقین ہونا چاہیئے کہ اس طور پر جو کچھہ کیا جاتا ہے وہ درست ہے - ان تمام امور سے عمل مین یکسانیت پیدا ہوگی - اور جب عمل کی یکسانیت ایک قاعدہ کے طور پر مرتب ہو جائے تب اوسے رواج کہینگے عموماً رواج کے قانون ہو جانیکی یہہ وجہہ پیش کیجاتی ہے کہ وہ لوگ جنہون نے ازخود اوسے اختیار کیا ہے اوسکی تعمیل کرتے ہین - مقصود یہہ کہ قانونی قواعد رواج سے پیدا ہوئے ہین -

میری رائے مین رواج کا تصور قانون کے تصور سے پہلے کا ہے - یہہ بھی ممکن ہے کہ اُس رواج سے رواج عدالت یعنے قانون موضوعہ ججان مراد لیجاے - اس قدیم دستور کیوجہہ سے کہ جج اپنی اپنی رایون کو قلمبند کیا کرتے تھے - قانون موضوعہ ججان کو قانون عوام یعنے رواج پر ایک طرحکی ترجیح ہو گئی ہے میری نزدیک رواج کو قانون پر ترجیح دینے کا انحصار جج پر رکھنا غلط فہمی ہے -

قواعد قانون جو رواج کے نام سے موسوم ہین ان کو عام قانون کی مستثنیات سمجھنا صحیح ہے مگر یہہ فرض کرنا کہ تمام قانون رواجی کا یہہ خاصہ ہے سخت غلطی ہے - قانونی قواعد کا بہت بڑا حصہ رواجات کے تسلیم کرنے سے بنا ہے -

رواجات کا قانون مین شامل کرنا اوسوقت اوس کی یکسانیت مین خلل انداز ہوتا ہے جب وہ عام نہون۔

اسقدر ماخذ ہائے قانون بیان کرنے کے بعد تین ماخذ قانون اور بتلائے جاتے ہین یعنے قانون الٰہی۔ قانون اخلاقی۔ قانون فطرتی۔

قانون الٰہی سے وہ مجموعہ قواعد مراد ہی جسکو خدا نے خاص طریقہ تکلم (الہام) سے وضع کیا ہے۔ قریب قریب کل قومین کلام الہامی رکھنے کا دعوی کرتے ہین مگر ہر ایک الہام مین بہت بڑا اختلاف ہے۔ اور قانون اور قواعد ملہمہ بھی ہر جگہ یکسان نہین ہین۔ طوالت کے خیال سے ہم مختلف اقوام کے عقاید قانون الہامی کے متعلق بہ نسبت قانون کے ترک کردیتے ہین۔ یہ خیال صریح غلط ہے کہ قانون موضوعہ انسانی اور قواعد الہامی مین تضاد ہو سکتا ہے۔ مگر یہ بھی غلطی ہے کہ قانون کا ماخذ قانون الٰہی ہے ممکن ہے کہ قانون الٰہی کا کوئی مفہوم کسی قاعدہ قانونی سے متناقض ہو مگر اس سے قانون پر کوئی اثر نہین پڑتا۔ مقنن قانون الٰہی کا صرف اس قدر استعمال کرسکتا ہے کہ جب کسی خاص امر مین کوئی قاعدہ قانون صریح کا موجود نہو۔ یا دو قاعدہ قانونی مین باہم اختلاف ہو تو اجماع کثیر کی موافقت کا خیال رکھے۔ لیکن ایسا موقع بہت کم ہوتا ہے۔

بعض طریق عمل ایسے ہوتے ہین کہ جنکے مطابق انسان ہمیشہ عمل کرتا ہے اور وہ قواعد قانون صریح پر بہت بڑا اثر رکھتے ہین۔ لیکن یہ تو

وہ قانون صریح مین داخل ہین نہ قانون ملہمہ مین - اِن کو قانون اخلاقی اور قانون فطرت کہتے ہین - یہہ نہین ہوسکتا کہ قانوندان ان قواعد کے تسلیم کرنے پر مجبور کیا جائے اس بنیاد پر کہ فلان قاعدہ قانون اخلاق یا قانون فطرت سے تعلق رکھتا ہے - ان دونون الفاظ مین ایک ہی قواعد عمل شامل ہین - لیکن قانون اخلاقی کا مخرج قوت ممیزہ ہے جو برے اور بھلے مین تمیز کرتی ہے - اور قانون فطرتی کا مخرج انسان کی طبیعت حالت غیر فاسد مین ہے - آگے چلکر اس بارے مین اختلاف پڑتا ہے کہ وہ کون سے قواعد ہین جو ان مآخذون سے پیدا ہوتے ہین - ایسے معاملون مین عام رائے کو معیار بنانا چاہیے - اور اوسکی مطابق عمل کرنا چاہیے - معلوم ہوا کہ قانون اخلاقی اور قانون فطرتی اصل مین رواج ہین - جنکی بناء وسیع تر بنیاد پڑنے سے ہوئی ہے - یہہ مناسب ہے کہ جسجگہ قانون بالکل تاریک اور خاموش ہوجائے اوس کے لئے قانون صریح مین کوئی صورت موجود نہو تو عوام الناس کی مرضی کے مطابق کیا جائے -

اول اول قانون فطرتی کا لفظ اسطوقی فرقہ کے حکماء یونان نے استعمال کیا - وہ اخلاقی یا جسمانی تکمیل کو مطابق بالفطرت کہتے تھے لیکن یہہ کہنا مشکل ہے کہ کون سی بات مطابق بالفطرت ہے کون نہین - اس سے اون کا منشاء استقلال اور یکسانیت تھا - یعنے جو چیز جمہور کے لئے یکسان پاتے تھے اوسے فطرتی کہتے تھے - یہہ قواعد اُنہون نے

یکسانیت کے مشاہدہ سے اخذ کئے تھے۔ اگر ہم الفاظ قانون اخلاقی اور قانون فطرتی کے استعمال کے بجائے آسودگی خلایق کے اصول قایم کریں۔ تو بھی ہمارے مطلب میں کچھ خلل نہیں پڑتا۔ آسودگی عوام کے دستور العمل کے موافق یا غیر موافق ہونے کا معیار بھی جمہور کی عام رائے ہے۔ لیکن مقنن کو واقعی تجربہ سے زیادہ تجاوز کی ضرورت احکامات الہی اور قانون موضوعہ انسان کے علاوہ اگر اور کسی قاعدہ پر عمل کرنا چاہئے تو یہہ ضرور ہے کہ طبقہ خلایق کے ایک جزو عظیم نے اوس کو اپنا رواج یا دستور تسلیم کر رکھا ہو۔ مقنن کے لئے یہہ بحث کہ ایسا کیوں ہوا غیر ضروری ہے۔

ابتک ہم نے قانون اخلاقی اور قانون فطرتی کے عمومی استعمال کا بیان کیا ہے جس سے گویا قانون صریح کے باقیماندہ صورتوں کی توضیح ہوتی ہے۔ ان دونوں لفظوں کا استعمال دو قوموں میں زیادہ وسعت اور صراحت کے ساتھ کیا گیا ہے جس سے تسویہ کے ایک مفروضہ اصول کے عمل سے سخت قوانین کے حکمیہ قواعد سے بچاو مراد تھی۔ جسے ای۔ کوینٹی کہتے ہیں اس لفظ کا تصور یوں پیدا ہو سکتا ہے کہ بعض صورتوں میں قانون سکے نہونے یا اوس کے سخت ہونے کی وجہہ سے جو دقت پیش آتی ہے اوس کا عمدہ علاج قانون اخلاقی کا استعمال ہے۔

انگریزی ایکویٹی اوسوقت سے جبکہ قانون کا تصور نامکمل تھا۔ انگریزی ایکویٹی کی ابتدائی حالت اب باقی نہیں ہے اور یہہ تبدیلی اس

اس ذاتی وصف سے کہ معاملات کی ہر ایک صورت پر صادق آسکے پیدا ہوئی۔ اوس کی بنیاد زیادہ وسیع اور عام تر اصول پر ہی۔ ایکویٹی مین یہہ لچکدارپن (کہ ہر ایک صورت پر صادق آسکے) اُسی باعث سے پیدا ہوا ہی جسطرح کہ قوانین عامہ مین یہہ قانون "من بعد الفعل" ہے جو فیصلہائے عدالتی کے بعد بنتا گیا ہے اسلئے صورت ہائے مجردہ سے متعلق نہین ہے۔ ایسے ملکون مین جہان کے باشندون کے مختلف جماعتون کے قانونی حقوق بلحاظ اکثر مفید مطالب کے ابتک غیر مشخص ہین جیسے ہندوستان یہہ کہا جاتا ہے کہ وہان کے جج قواعد قانون کو ایکویٹی اور کانشنس کی پابندی کے ساتھہ مستعمل کرتے ہین۔ اس مین شک نہین کہ یہہ ایک ضروری تدبیر ہے۔ مگر ان خطرات پر بھی نظر رکھنی چاہئے جو اس سے پیدا ہوتے ہین۔ قیود اور حالتون کے اعتبار پر ایسے مقامات مین جہان کہ اخلاقی خیالات تمام سوسایٹی کے یکسان تسلیم کئے گئے ہون البتہ یہہ مفید ہو سکتا ہے۔

برخلاف اوس کے ایسے ملکون مین جہان وہ قیود معدوم ہون ایکویٹی خطرناک ہے۔ اب ہم قانون سے جو تعلقات پیدا ہوتے ہین اُن کا ذکر کرینگے۔

ہر قانون اوامر و نواہی کا مجموعہ ہوتا ہے جو حاکم اعلیٰ ترین بلا واسطہ یا بے واسطہ غیری تمام رعایا کے لئے صادر کرتا ہے اور جسکی روسے

حکم دیا جاتا ہے کہ فلان امر کیا جائے اور فلان امر سے اجتناب کیا جائے اوسکے تعمیل کی پابندی جو رعایا پر ہوتی ہے اوسے فرض یا وجوب کہتے ہین جو حاکم اعلیٰ ترین کہ صریحی یا معنوی متابعت سے مراد ہے۔ اسکے بعد ہمکو ایک اور لفظ داخل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے جسے حق کہتے ہین۔ صورت مجردہ مین اوس کی تعریف کرنا مشکل ہے۔ اس لفظ کا تصور اس وقت آسانی سے ہوسکتا ہے جبکہ یہہ لفظ کسی خاص تعلق یا مجموعہ تعلقات کو ظاہر کرتا ہے۔ اس مین اور اوصاف بھی ہین۔ یہہ ضرور ہے کہ ہر ایک حق ایک فرض یا وجوب کے مقابلے مین ہوتا ہے لیکن یہہ ضرور نہین ہے کہ ہر فرض یا وجوب حق کے مقابلے مین ہو بعض فرایض ایسے بھی ہین جنکے مقابلہ مین کوئی حق موجود نہین رہتا یہہ ممکن ہے کہ اسکے ساتھہ سوسایٹی کے متعلق حقوق موجود ہون مگر وہ عمومی نہین ہوتے جو خاص شخص سے تعلق رکھین۔ اور چونکہ فرض یا وجوب کے تصور مین یہہ لفظ شامل کہ وہ جبراً تعمیل کرائے جانیکے لایق ہے۔ اسیطرح لفظ حق مین یہہ تصور شامل ہے کہ وہی شخص جو حقوق کا ماخذ ہے ان فرایض کی تعمیل کرنیوالون کی جان و مال کی حفاظت کرے۔

یہہ بھی کہا جاتا ہے کہ حق سے مراد ہے کرنے یا نکرنے کی قابلیت یا طاقت اور اختیار کرنے کی طاقت سے بعض حقوق پیدا ہوتے ہین لیکن اگر ہم لفظ حق کے مجردہ معنی لین تو حق اور اختیار جداگانہ

امور ہو جاتے ہین۔ اس بحث سے اصل خیال مین ابتری پیدا ہونے کا خوف ہے لہذا ہم اوسے ترک کرتے ہین۔

اکثر حق اور آزادی مین کوئی تمیز نہین کیجاتی ہے۔ اس آزادی سے وہ حقوق مراد ہین جو اُس فرض یا وجوب کے مقابلے مین ہوتے ہین جو اورون پر اسلئے عاید کیجاتی ہے تاکہ وہ ایسے افعال سے باز رہین جو آزادی مین مخل ہون۔ یا اُسے یون بھی سمجھئے کہ تمام قسم کے فرایض اور وجوب سے اس قدر سبکدوشی حاصل ہونے کو کہتے ہین جسکی خوش انتظامی کے لئے ضرورت ہے۔

ہر ایک قانونی فرض یا وجوب اور ہر ایک حق مشخصہ یعنے معین ہونا چاہئے چونکہ یہہ فرض یا وجوب حکم کا نتیجہ ہوتے ہین اور حکم کے لئے مشخص ہونا ضروری ہے۔

کوئی حق حاکم اعلیٰ ترین سے تعلق نہین رکھتا۔ اور نہ وہ کسی فرض یا وجوب کا پابند ہوتا ہے۔ اسلئے کہ کوئی شخص اپنے نفس کو حکم نہین دیسکتا اگرچہ مجازاً ایسا کہہ سکتے ہین۔ اسی اسطور پر بھی کہنا چاہئے کہ کوئی حق حاکم یا مجمع حکام اعلیٰ ترین سے جنسے کہ وہ پیدا ہوتا ہے تعلق نہین رکھتا ہی بلکہ حقوق اُن کے علاوہ اور اشخاص سے متعلق ہین۔ حاکم اعلیٰ ترین رعایا کے مقابلہ مین اپنی ذات کو کوئی حق نہین عطا کر سکتا بلکہ وہ اُن پر فرض یا وجوب عاید کرنے کا مجاز ہے۔

فرض یا وجوب اور حق کے مکمل تصور کے قبل بہت بڑی اور اہم بحثوں کے طے کرنے کی ضرورت ہوتی ہے جسے مجبوراً طوالت کے خیال سے چھوڑ دینا پڑا۔ مگر خلاصہ یہہ ہے کہ اس تمام بحث کی بنیاد یہہ انتظامی اصول ہے کہ کافہ انام کی بہتری کیلئے کیا قرین مصلحت ہے حق کے یہہ لوازم ہین اور ہر حق کے متعلق تین فریق ہوتے ہین۔ اول حاکم یعنے مجمع حکام اعلیٰ ترین جو قانون صریح وضع کرتے ہین اور جسکی رو سے وہ حق قانونی عطا کیا جاتا ہے۔ اور اوس کے مقابل کوئی فرض عاید کیا جاتا ہے۔ دوسرے وہ شخص جسکو وہ حق عطا کیا جاتا ہے۔ تیسرے۔ وہ شخص جسپر فرض عاید کیا جاتا ہے فقط۔

اسکے بعد اگر ممکن ہوا تو آیندہ نمبر مین ہم اسکی بابت کچھ اور لکھہ سکینگے۔

اس مضمون کے لئے ہم پیرزادہ محمد حسین صاحب ایم۔ اے۔ لاہوری کے ترجمہ اصول علم قانون کے بہت زیادہ شکر گذار ہین۔

محمد عبد الکریم خان آزاد

حسن

عیسائیت اور اسلام

از ایشیاٹک کوارٹرلی ریویو لندن مترجمہ انسٹیٹیوٹ گزٹ علیگڈھ

اس امر کی وجہ معلوم کرنی چندان مشکل نہین ہے کہ پروٹسٹنٹ مشنریون کی کوشش اہل اسلام کی بہ نسبت کیون کم کامیاب ہوتی ہے قطع نظر ہمارے مشنریون کے طرز و غلط اور اور امور اتفاقیہ کے یہہ بات صاف نظر آتی ہے کہ اس کی وجہ زیادہ تر خود اصول مذہب ہین۔ گو اسبات کے کہنے کیلئے جرأت درکار ہے لیکن حقیقت یہہ ہے کہ ہم صرف اس وجہ سے ناکامیاب ہوتے ہین کہ ہم ایک ایسا روکھا پھیکا اور خشک مذہب پیش کرتے ہین کہ جو نہ تو کچھ خیالی لطف پیدا کر سکتا ہے اور نہ عقل مین آسکتا ہے نیک باتین جو اس عالم مین ظہور مین آتی ہین وحشی قومین ان کو ایک معمولی اور طبعی امور سمجھتی ہین مگر برائیون کو مثلاً فساد اور خرابی۔ کڑک اور بجلی۔ بیماری اور اور ہر قسم کی آفتون کو وہ ایک ایسی قوتون سے منسوب کرتی ہین جو مافوق الطبیعت ہین مثلاً ارواح خبیثہ اور شیاطین۔ چنانچہ سب سے پہلے پرستش کے جس طریقہ نے دنیا مین رواج پایا وہ ان مضر رسان قوتون کا خوش کرنا ہے اور زمانہ سلف سے اس کی یہہ عادت چلی آتی ہے کہ لوگ اپنی رضا و رغبت سے ایسے چڑھاوے ان کی نذر کرتے ہین جو ان لوگون

نزدیک نہایت مرغوب اور پسندیدہ ہین اور یہہ وہ اس امید سے کرتے ہین کہ وہ قوتین اس طرح پر خوش ہو جائینگی تو باقی چیزین اُنہین کے پاس رہنے دینگے اور اوسیکا نام قربانی ہے جو ایک ایسی رسم ہے جو بہت سے مذہبون مین جاری رہی ہے اور جس سے آج کے دن تک بھی ہم پیچھا نہین چھوڑا سکے - لیکن اسمین کچھہ شک نہین ہے کہ اُن ضرر رسان قوتون کے خوش کرنے کا یہہ طریقہ سب سے زیادہ مبتذل قسم پرستش کی ہے مگر جب لوگ زیادہ مہذب ہو جاتے ہین تو یہہ خیال کرنے لگتے ہین کہ امور خیر کے وقوع اور ظہور کا باعث بھی کچھہ اعلیٰ تر قوتین ہین - پس وہ عالی رتبہ اور نیک دیوتاؤن کی پرستش کرنے لگتے ہین - اور بدون سے ڈرتے رہنے کو بھی ترک نہین کرتے - ہمکو معلوم ہے کہ آریا قومون نے انواع و اقسام کے دیوتاؤن کی پرستش قایم کی تھی اور اس کی نسبت - طرح طرح کے مذہبی افسانے بنائے تھے جو نسل انسانی کی بہت سی شاخون مین مختلف صورتون مین مروج رہی ہے اور بہت ترقی پا گئی ہے اور ایسی نہین ہے کہ لوگ اس کی جانب راغب نہون - لیکن جس قدر انسان عقل اور علم مین ترقی کرتا ہے اسیقدر ان چیزون کی جو بگی اُسکی نظر مین نہین جچتی - چنانچہ جون جون لوگون کے خیالات ترقی پاتے گئے دون دون اہل روما اور اہل ہند وغیرہ قومون کا اعتقاد جو وہ اپنے دیوتاؤن کے نسبت رکھتے تھے

چپ چاپ زوال پکڑتا گیا۔ کم ترقی یافتہ قومین اگر اپنے اولڈ فیشن کے اعتقادات کو خود ہی نہین چھوڑ دیتین تو بہ تو اُن کے لئے سخت مشکل ہے کہ اپنے اُن اعتقادات کو غیر مذہبون کے سرگرم واعظون کے حملون سے بچا سکین۔ نیا مذہب قایم کرنے کی بہ نسبت پرانے مذہبون مین رخنہ ڈالدینا بہت آسان ہے۔ رومن کیتھلک لوگون نے پرانے ایرین دیوتاؤن کے مجموعہ کو بنا سنوار کر اور بدھی کے دیوتاؤن کو نیکی کے دیوتاؤن سے بدل کر ایک نئے انداز پر مرتب کیا اور اُسپر ایسا گہرا رنگ چڑھا دیا جسکو ہم اصل عیسائیت کہہ سکتے ہین اور وہ راہبون اور پادریون اور پوپ وغیرہ کے ایک عجیب وغریب سلسلہ کے مدد سے ایک ایسا مذہب پیش کرتے ہین جو ایسا نہین ہے کہ ان لوگون کو جو ترقی کی ایک متوسط حد سے آگے نہین بڑھے اپنی جانب مائل نکر سکے اور جو فی الجملہ آسانی سے ایسے مذہب کو قبول کر لیتے ہین جو بہت کچھ انہین کے عقیدون کی ایک اصلاح یافتہ صورت ہے اور اوس مین کچھ شک نہین ہے کہ عیسائیت بحیثیت پشت پناہ ہونے رومن کیتھلک طریقہ کے اُسکو متوہمانہ مذہب سے مقابلہ کرنے کی ایک بڑی طاقت دیتی ہے۔ مگر برخلاف اسکے اسلام اُن لوگون کے لئے جو توہمات کے چھوڑنے پر آمادہ ہون ایک ایسا عقیدہ پیش کرتا ہے جو عقل کے نہایت موافق چنانچہ اس عالم کون و فساد کے ایک ہی طور کے قانون کے تابع ہونے

مذہب اسلام وحدانیت ذات باری اور اس کے تنہا احکم الحاکمین ہونے
کو ظاہر کرتا ہے اور ان سب قسم کی پرستشوں کے معدوم کر دینے سے
جو انسانی مشتہیات وجذبات کی مناسبت سے ایک ایک دیوتا ٹھیرا
لیا گیا ہے اس کے اپنی صفات ومنسوبات میں سب سے برتر ہونے کا اعتراف
کیا گیا ہے اور نہ صرف مورتوں اور تصویروں ہی کا امتناع کیا گیا ہے
بلکہ گانے بجانے اور راہبوں اور پادریوں کے سلسلہ کو بھی ملیامیٹ
کر دیا گیا ہے اور بجز ایک سیدھی سادھی معقول پرستش کے جو ایک
سیدھے سادھے مکان کے اندر یا باہر عمل میں آسکتی ہے اور کچھ
باقی نہیں رکھا گیا ہے۔ پاکیزگی پاکبازی کا حکم دیا گیا ہے شراب کا
امتناع ہے۔ تمام انسانوں کے برابر ہونے کا وعظ ایک پسندیدہ
صورت میں کیا گیا ہے اور دنیا میں نیک عمل کرنے کے اجر کا وعدہ
عالم آخرت میں ایک قابل فہم بہشت کے ساتھ دیا گیا ہے۔ پس ایک
ایسا مذہب ایسے لوگوں سے جو کوئی مذہب نہیں رکھتے بہت جلد قبولیت
حاصل کر لیتا ہے۔ مگر جب ہم پروٹسٹنٹ طریقے کی طرف متوجہ ہوتے
ہیں تو اس میں کوئی ایسی بات نہیں پاتے جو لوگوں کے دلوں کو
اپنی طرف کھینچے۔ اپنے پرانے مذہب کی ایسی باتوں کی جو بظاہر
خوشنما معلوم ہوتی تھیں اصلاح تو کی لیکن ایسے درجہ تک نہیں کی
جو اس کو اصل عیسائیت یا کسی ایسی حد تک پہونچا دیتا جو عقل کے موافق

ہو کیونکہ ہمارے مذہب کے موجودہ اصول مبہم اور ناقابل فہم ہین بلکہ شاید اس مین بہ نسبت رومن کیتھلک طریقہ کے عیسائیت بھی کم ہی کیونکہ جسقدر اس مین اعمال حسنہ کے بجالانے اور اپنے لئے عالم آخرت مین اپنی ذاتی کوشش سے بہتری کا سامان مہیا کرنے پر زور دیا گیا ہے اس مین اسقدر نہین ہے بلکہ زیادہ تر مسیح کی قربانی اور کفارہ ہی کو ذریعہ نجات قرار دیا گیا ہے اور اس امر پر یقین رکھنے کی تلقین کیگئی ہے کہ خواہ ہم نیک عمل کرین خواہ بد ہر حالت مین گنہگار اور تقصیروار ہین اور یہہ کہ ہماری نجات صرف مسیح کے خون سے دہوئے جانے پر منحصر ہے۔ مین خیال کرتا ہون کہ میرا یہہ کہنا کچھ خلاف حقیقت نہ ہوگا کہ مسیح کے خون سے نجات پانے کا مسئلہ تمام پروٹسٹنٹ فرقون کے مذہب کی اصل و بنیاد ہی اور یہہ کہ اسی مسئلہ پر تمام فرقے بطور اپنے اصول دین کے زور دیتے ہین لیکن ہمکو اب ذرا یہہ دیکھنا چاہیئے کہ جب یہہ عقیدہ غیر مذہب والون کے سامنے پیش کیا جاتا ہے تو کیا نتیجہ پیدا کرتا ہے۔ (یہہ نتیجہ پیدا کرتا ہے) کہ سب سے پہلے ہمارا مسئلہ تثلیث۔ وحدانیت الہی کے معقول مسئلہ کو بالکل مٹا دیتا ہے اور تعجب یہہ ہے کہ خدا کی وحدانیت کے اقرار کے ساتھہ ہم ایک بالکل ناقابل فہم مسئلہ تین مساوی خداؤنکا بھی قرار دیتے ہین جو حقیقت مین دیکھو تو آریا قوم کا وہی پرانا ترگنون کا مسئلہ ہے جو کسیطرح بھی

اس لایق نہین ہے کہ ہمارے مذہب مین کھپ سکے اس تثلیث کے تین خداؤن مین سے ایک خدا کی نسبت ہمنے قابل فہم طور پر کچھ بھی قرار نہین دیا کہ اسکا کام کیا ہے۔ پس ہم یہہ امید نہین کر سکتے کہ ایک اس قسم کا مسئلہ اپنے لئے ان لوگون کی قبولیت حاصل کر سکے جن سے ہم یہہ خواہش کرتے ہین کہ وہ اپنے بہت سے خداؤن کے وجود کے تو ہم کو چھوڑ کر ہمارا مذہب قبول کر لین اور ہم اسپر بھی بس نہین کرتے بلکہ ان لوگون سے یہہ بھی منوانا چاہتے ہین کہ وہ مسیح جسکا دنیا مین پیدا ہونا ایک صحیح تاریخی واقعہ ہے نہ صرف نبی اور خدا کا پیغمبر تھا بلکہ خود خداوند عالم تھا اور ہم زور دیتے ہین کہ جو لوگ ہمارے مذہب مین آئین ضرور ہے کہ وہ اس مسیح کی پرستش اس کو خاص خداوند تعالی سمجھکر کرین جو ایک نہایت ہی حیرت انگیز مسئلہ ہی۔ کچھ شک نہین ہے کہ آریا قوم کے لوگ ایسی عجیب وغریب باتون کے عادی ہین جیسے دوم درجہ کے خداؤن کا انسانون کی بھلائی کیلئے اوتار بنکر دنیا مین آنا۔ مگر جس حد کو ہم پہونچے ہین اس کو وہ بھی نہین پہونچے۔ پس ہمارے اس مسئلہ کے قبول کرنے کیلئے ایک بہت ہی بڑا ایمان درکار ہے۔

ہمارا اس سے بھی مشکل تر مسئلہ انسان کے کسی حالت مین بھی گناہ سے نہ بچ سکنے اور قربانی کے ذریعہ سے اُس کے کفارہ کے ہونے کا ہی اور قبل اس کے کہ ہم اُس کی نسبت کچھ کہین ہمکو یہہ یاد رکھنا ضرور ہے

کہ قربانی کا خیال بالکل وہی پرانی اور وحشیانہ بھیٹ پوجا ہی جسکا ذکر ہم پہلے کر چکے ہین اور جسکا مدعا ان مافوق الطبیعت شریر قوتون کا خوش کرنا تھا جو دنیا مین آفتین اور مصیبتین پیدا کرتی ہین اور یہہ قطعًا ناممکن ہی کہ بھیٹ پوجا کے اس خیال کو اس خداوند تعالی کی جو رحیم و رحمان ہی کس قسم کے قابل فہم پرستش کے ساتھہ مطابق کیا جائے اور اس بنا پر یہہ کل مسئلہ ایک بیحد درجہ کا مبہم اور ایسا ہی جو اپنے تردید آپ ہی کرتا ہی اور درحالیکہ بعض انسان ایسے ہین کہ جنکو کسی کفارہ کی ضرورت نہین مثلاً شیرخوار بچے اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ ہم نے ایک نہایت ہی عجیب افسانہ انسان کی ہر حالت مین محتاج کفارہ ہونیکا اور نہایت ہی دقیق مسئلہ پہلے انسان کے گناہ کے سرزد ہونے اور اسکی وجہ سے کل نسل انسانی کے مستوجب سزا ہونے کا ایجاد کیا ہے۔ اگر ہم مسیح کی طرز زندگی کی بطور ایک حسن نمونہ کی تعریف و توصیف کرین تو بجا اور درست ہے مگر ہم تو بجائے اُس کے زندگی کے اسکی صلیبی موت کو اپنے مذہب کا اصل اصول ٹھہرائے ہوئے ہین۔ خاص لفظ "صلیبی" ہی گویا ہمارا اعتقادنامہ ہے جو یہہ ظاہر کرتا ہے کہ ہمارے مذہب کا لب لباب صرف صلیب کو عبث نجات اعتقاد ظاہر کرتا ہے اور صرف قربانی اور مسیح کے خون کا بہنا اور اس کی موت بھی ایک بات ہی کہ جس پر نہایت زور دیکر ہم لوگون سے یہہ منوانا چاہتے ہین کہ صرف یہی ایک ذریعہ نجات کا ہی

ہمکو مسیح سے محبت رکھنا اس وجہہ سے واجب نہین ہے کہ اُس نے اپنی زندگی ہماری بہتری مین صرف کی بلکہ اس لئے واجب ہے کہ ہمارے لئے اپنی جان قربان کر ڈالی۔

علاوہ اُن صریح اعتراضون کے جو ہر ایک ایسی تعلیم کی رو سے جو کسی قسم کی معقولیت کا دعوی کرتی ہو اس خونی قربانی کے نسبت جو ایک رحیم و رحمان خدا کے لئے عمل مین آئے عاید ہوتے ہین خود اس قربانی کے خیال مین اس کی ایک ایسی تردید موجود ہے کہ جس کو رفع کرنا ناممکن ہے کیونکہ انسان کو زندگی بہت پیاری ہے اور خواہ اسکو کیسا ہی قوی اعتقاد معاد کے نسبت کیون نہو تو بھی بنی نوع انسان کے کسی بھلائی کے کام مین اپنی جان قربان کر ڈالنا ہمیشہ ایک نہایت ہی قابل احترام اور ولیون کا کام سمجھا گیا ہے اور بیشک ایسا ہی سمجھا جانے کے لایق ہے پس اگر مسیح فی الحقیقت خدا تھا اور وہ اسبات کو جانتا تھا جو اس نے ہمکو سکھائی ہے تو اس کا اپنی جان دیدینا ہرگز قربانی نہین کہا جا سکتا بلکہ صرف یہہ کہا جا سکتا ہے کہ یہہ ایک تکلیف دہ کام کا انجام بخیر تھا اور ایک ایسی آسمانی حالت کیطرف بازگشت تھی جس سے اُس نے نزول کیا تھا۔

الغرض پروٹسٹنٹ لوگون نے گو اپنے مذہب کے زیادہ دلچسپ توہمات کی اصلاح کی مگر اُن عجیب و غریب اور ناقابل فہم بلکہ ناقابل

قبول مذہبی مسئلون کو باقی رکھ لیا جو اخیر زمانہ کے یونانیون کے
خراب شدہ باریک ذہنون کا ایجاد ہین - ہم چاہتے ہین کہ وہ لوگ
جو ہمارے مذہب مین آئین اس عجیب وغریب مسئلہ کو نہ صرف عیسائیت
کا ضمیمہ سمجھکر مانین بلکہ خاص اسیکو عیسائیت سمجھین اور ہم ان مسائل
کو لوگون کے سامنے نہ ایسے سرگرم واعظون کی زبان کے ذریعہ سے
پیش کرتے ہین جو اُن مسکینانہ نکتیون پر عمل کرتے ہون جنکی کتاب
مقدس تعلیم کرتی ہے اور غریبون اور مظلومون کو تسلی دیتے ہون
بلکہ ایسے مشنریون کے وسیلہ سے پیش کرتے ہین جنکو ہر طرح کا آرام
حاصل ہے اور عمدہ تنخواہین پاتے ہین اور لوگون سے اس امر کے
خواہشمند ہوتے ہین کہ وہ ہمارے زمانہ حال کی اس سوسایٹی مین
داخل ہون جس مین ذات کا امتیاز نہایت ہی ہے اور انسان
کا اعزاز واقتدار صرف اسکی دولتمندی پر منحصر ہے پس کیا یہہ کچھ
تعجب کی بات ہے - کہ اس قسم کی تعلیم سیدہی سادی اور مفلس اور تعلیم
یافتہ لوگون کو کم مرغوب ہو اور تعلیم یافتہ ہندو اس کو بالکل قبول نکرے
رسوم ودستورات کے معاملہ مین بھی ہم مسلمانون سے اب تک
بہت پیچھے ہین - ہم لوگون مین ایک روز افزون میلان آرایشی
وزیبایشی پرستش اور گانے بجانے اور رنگین کھڑکیون (گرجا
کی کھڑکیان مراد ہین) وغیرہ اور ایسی رسوم کیطرف ہے جو خداوند تعالے

کے اس اعلیٰ درجہ کے تصور سے جسکا اظہار مسلمان اپنی سادہ طرز عبادت
مین کرتے ہین موافقت نہین رکھتا ہم انسان کی مرغوبات رشوت کے
طور پر دیکر لوگون کو اپنے عبادت خانون مین بلانے کی کوشش کرتے
ہین اور اس مین فی الجملہ کامیابی بھی ہوتی ہے لیکن اگر ہم اس کو
بہ تعمق نظر دیکھین تو یہہ طریقہ ایک معقول طور کی پرستش الٰہی کے
کسیطرح موافق نہین ہے - حق یہہ ہی کہ اگر ہم اور لوگون کو عیسائی
بنانا اور انکی اصلاح کرنا چاہتے ہین تو ہمکو پہلے خود اپنی اصلاح کرنی چاہئے
اور یہہ اصلاح کا کام اس حد سے بہت زیادہ بڑھکر کرنا چاہیئے جہان
کہ اسوقت ہوا تھا جسکو "ریفارمیشن" کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہی
اول ہمکو اپنے بشپون - پادریون - مشنریون - اور عام عیسائی لوگون
کو عیسائیت سکھانی چاہیئے پھر البتہ ہم کافرون کو عیسائی بنانے کی
امید کر سکتے ہین - اسبات کے کہنے کی کچھ ضرورت نہین ہے کہ جن
مسائل مذہبی کے نسبت ہمکو اعتراض ہے ان مین سے کسی ایک
مسئلہ کو بھی ایک سیدہا سادہ آدمی مسیح کی زندگی کے ان حالات
سے جو اناجیل ثلاثہ مین مذکور ہین نہین سیکھ سکتا - کیونکہ ان مین
اس کو یہہ بتایا جاتا ہے کہ "صرف ایک ہی خدا ہے جو رحیم و رحمان
ہے اور جسکا حکم دنیا کے لئے یہہ ہی کہ انسان محبت و بھی خواہی کے
مسئلہ پر عمل کرے جو کل مسائل کا اصل اصول ہی اور یہہ کہ اپنی بڑی

خواہشون کو روکے اور اپنے بنی نوع سے مہربانی سے پیش آئے"
اور انسان کا مذہب حق بھی ہے - باوجود اُن تمام خوبیون کے جو اسلام نے
عیسائیت سے اخذ کرلی ہین ہمارا عیسائی مذہب اس صورت مین کہ جس
کی تلقین اسکے شروع مین کی گئی تھی اب بھی اپنے عجز و فروتنی اور ملائمت
اور بھی خواہی اور خیر اندیشی مین اسلام سے بدرجہا بڑھا ہوا ہے اور خود مسیح
ایک محبوب ترین نمونہ اُن خوبیون کا ہے اور اُن معدن کے لحاظ سے
مسیح سے محبت کرنا بیشک ایک پسندیدہ اور ایسا خیال ہے جو انسان کیلیے
موجب شرف ہے اور جبکہ ہم "مسیح کی محبت" کے مسئلہ پر بڑا زور
دیتے ہین تو اگر اس محبت سے صرف یہی مراد ہوتی جو ہمنے بیان کی
ہے تو بہت ہی خوب ہوتا مگر غضب تو یہہ کہ اُس سے یہہ مراد سمجھی
جاتی ہے کہ ہمکو اس سے اسلیے محبت رکھنی چاہیے کہ اُس نے ہماری
خاطر اپنی جان قربان کر ڈالی -

مسیح کا سچا مذہب ایک ایسے زمانے مین اُتارا گیا جو طرح طرح کے
مذہبون اور فلسفون سے معمور تھا اور جو نہین اسکا مالک دنیا سے
سدھارا ہر قسم کی لغویات اور مزخرفات سے اوسکو منڈھ دیا گیا اور
وہ لغویتین روز بروز یہان تک بڑھتی چلی گئین کہ اُن کا بالکل پتا نا
ہوگیا - جب اتھاناس لس نے ایری لس پر فتح پائی تو بہت سی باطل
پرستیان اور توہمات سب اطراف و جوانب سے مذہب کے ساتھ

چمٹا دئے گئے یہان تک کہ عیسائیت ایک ایسا ذلیل توہم بنگئی کہ اگر اسکو اسکا بانی دیکھتا تو پہچان نہ سکتا - اسلام اصلاح یافتہ عیسائیت کی شکل میں اور اس کی خرابیون کی نسبت اعتراض اور ایک زیادہ پاک مذہب کی صورت مین جو پرانے پاک نمونون پر مبنی تھا اور جو قدیمی اصول حقہ کی طرف ایک بازگشت تھی دنیا مین آیا - اگرچہ یہہ اُس عیسائیت کیطرف جیسکہ ابتدا مین تھی ایک کامل بازگشت نہ تھی کیونکہ اس نے مسیح کی فروتنی صلح پسندی اور عجز و انکسار کو پورا پورا اختیار نہین کیا اور وہ شاید اسنیوجہہ سے ہماری ناقص فطرت کیلئے زیادہ تر باعث میل و رغبت ہوا لیکن جیسا کہ ہمنے پہلے بھی بیان کیا ہے اسلام مین بمقابلہ اس زمانہ کے سخت توہمات کی پوری پوری معقولیت موجود تھی اسلئے اس کو ایک بڑی کامیابی کا حاصل ہونا کچھہ تعجب کی بات نہین ہے اور جن لوگون نے اس کو قبول کیا اسمین بہت سے پہلے ہی ایک قسم کی حد سے گذرے ہوئے پروٹسٹنٹ عیسائی تھے - مثلاً بعض ایشیائی فرقے اور ابسینیا کے رہنے والے اہل یورپ اور گو اب ہم اس امر کا اعتراف نکرین مگر ہی یون ہی کہ اسلام نے اس زمانہ کی تقریباً کل مہذب کرسچن دنیا اور کل عیسائی ایشیا و افریقہ کو نگل لیا اور اپنے مین جذب کر لیا اور وہ خراب شدہ مذہب جسکو غلطی سے عیسائیت کہا جاتا ہے یونانیون اور رومیون کے اُس گئے گذرے بقیہ کے علاوہ جو قسطنطنہ اور روما مین

موجود تھا صرف یورپ کے وحشیون یعنی قوم گاتھا اور روسیون وغیرہ کے پاس رہگیا جو اپنی کم عقلی کیوجہ سے اس قابل تھے کہ متوہمانہ اعمال وافعال بجالائین اور اپنی قوم کے سردارون کے کہنے سے ایک لخت غول کے غول عیسائی ہوجائین۔ جب مسلمانون نے سلطنت متحدہ یونان وروم کے مہذب ملکون پر قبضہ کیا تو وہ اس سلطنت کی تہذیب وشایستگی اور علوم وفنون کے بھی وارث ہوگئے اور یہہ ہی وجہہ تھی کہ انہون نے دنیا کو نہ صرف ایک بہتر مذہب ہی عطا کیا بلکہ اس کے ساتھہ قوانین اور علوم وفنون اور لٹریچر سے بھی اُس کو بہرہ ور کیا حالانکہ ہمارے بزرگ اُسوقت تک بالکل وحشی تھے اور اسطرح پر اسلام کے دنیا مین قایم ہونیکے بعد ایک ہزار برس سے زیادہ عرصہ تک ہر ایک بات مسلمانون کی مسلسل ترقی کا باعث رہی اور وہ اب بھی دنیا کے کم تہذیب یافتہ حصون خصوصاً افریقہ مین ترقی کررہے ہین۔ یہہ ٹھیک ٹھیک کہنا بہت مشکل ہے کہ اسلام کیا ہے کیونکہ وہ ہمارے مذہب کیطرح جو تمامہ اناجیل ثلاثہ مین منحصر ہے صاف اور واضح طور پر ایک مختصر دائرہ کے اندر محدود نہین ہے اس لئے غیر مذاہب کے لوگ اسکا اندازہ صرف اس کے نتیجون سے کرسکتے ہین۔ چنانچہ اُس کی عام حالت تو بیان ہوچکی ہے اور کچھہ شک نہین ہے کہ وہ لوگون کی طرز زندگی

اور اُن کے چال چلن کے ظاہرا شایستہ اور معزز بنانے مین بہت موثر معلوم ہوتا ہی اور ایک بہت بڑی خوبی اُس مین یہہ ہے کہ اس مین نہ تو کچھہ مشکل مسئلے ہین اور نہ وہ شروع ہی سے لوگون کو ایسے اعتقادات پر مجبور کرتا ہے جو عقل اور ہر ایک انسان کی معمولی سمجھہ کے برخلاف ہون اور اسیوجہہ سے مسلمانون مین اپنے مذہب سے پھر جانے کا میلان بہت ہی کم ہے اور یہہ بات اظہر من الشمس ہے کہ مذہب اسلام کے پیرو اس کی نسبت اپنا اعتقاد ظاہر کرنے مین کچھہ شرم نہین کرتے (یعنے اس مین کوئی بات ایسی نہین ہے جو اُن کے لئے موجب شرم ہو) بلکہ مرد اس پر ویسا ہی علانیہ طور سے اعتقاد رکھتے ہین جیسے کہ ہماری عورتین عیسائیت کے نسبت پختہ اعتقاد رکھتی ہین۔ جو اخلاق اسلام نے تعلیم کئے ہین وہ عمدہ ہین اور جو لوگ اسلام قبول کرتے ہین ان کا اس برتاؤ کی بہ نسبت جو ہم عیسائی ہونے والون کے ساتھہ کرتے ہین بہت بڑھ کر برادرانہ اور مساوی طور پر خیر مقدم کیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اسلام مین عیسائیت کی سی فروتنی اور عجز و انکسار نہین ہے لیکن یہہ خیال کرنا ایک بہت ہی بڑی غلطی ہے کہ وہ لوگونکو مسلمان بنانے والے مذہب کے اعتبار سے ایک جابر اور ایذا رسان مذہب ہے بلکہ برخلاف اس کے عیسائیون کے بہ نسبت مسلمانون نے ہمیشہ بہت زیادہ تحمل اور بردباری سے کام لیا ہے کیونکہ انہون نے

نہ تو لوگون کو ستا ستا کر اُن سے اپنا مذہب قبلوایا ہے اور نہ اُن لوگون کو جو مذہب کے اعتبار سے اُن سے مختلف ہون زندہ آگ سے جلا ڈالا ہے[1] اور باوجودیکہ عیسائی سلطنتون نے اپنی کُل رعایا کو اُن کا مذہب قبول کرنے پر مجبور کیا اور اس طرح پر متحد مذہب والی قومین بنالین مگر مسلمان ہمیشہ اپنی رعایا کو آزادانہ اپنے مذہب پر قایم رہنے کی اجازت دیتے رہے بلکہ حال کے زمانہ مین بھی ترکون اور مغلون نے کم ہمتی سے اپنے درمیان غیر مسلم آبادی کو قایم رکھا ہے۔

عیسائیون کے مقابلہ مین مسلمانون کے بظاہر زیادہ بشاشتہ ہونیکا سبب غالباً شراب کی ممانعت ہے حالانکہ ہماری عیسائی آبادیون کی کم درجہ کی قومون کے اسقدر بڑے حصہ کی خرابی اور ذلت کا سبب شراب ہی ہے اور ہمارے مان شراب کی صرف ممانعت کا ہونا ہی نہین ہے بلکہ ہم اس کو اپنے سکریمنٹ (عشاے ربانی) مین استعمال کرکے ایک طرح سے متبرک بھی بناتے ہین اور شراب کو مسیح کا خون سمجھکر استعمال کرنا (جس کو ہم ایک غیر معمولی روحانی نکوئی قرار دیتے ہین)

نوٹ (۱) ایک عدالت مذہبی جس کا نام "انکیوریشن" تھا اس کے حکم اور فتوی سے ۱۴۸۱ء سے جو چند عرصہ تک قایم رہی چوتیس ہزار چھبیس آدمی جلائے یا قتل کئے گئے تھے کہ وہ اس زمانہ کے موجودہ رومن کیتھلک مذہب کے پابند نہ تھے یا بت پرست یا یہودی یا مسلمان تھے مترجم۔

نہ صرف ایک بہت ذلیل قسم کا توہم ہے بلکہ استعمال شراب کے مسئلہ کی نسبت کچھ کہنے کی وقت کو بہت زیادہ بڑھا دیتا ہے یہہ نہین کہا جا سکتا کہ مسلمان شراب نہین پیتے مگر وہ فی الحقیقت شاذ و نادر ہی اس کا استعمال کرتے ہین اور یہہ بھی نہین کہا جا سکتا کہ اُن مین بیکار لوگ نہین ہے جو بہت سی برائیون مین مبتلا ہین خصوصاً وحشی خصال نیم مسلم قومون مین - لیکن حیثیت مجموعی کے لحاظ سے مہذب مسلمان ملکون کے لوگ بمقابلہ عیسائیون کے آبادی کے ظاہر زیادہ تر معقولیت اور شائستگی اور عمدہ چال چلن رکھتے ہین - مسلمانون مین جو برائیان ہین وہ زیادہ تر ان زمانون کی برائیان ہین جن مین اسلام نے پختگی پکڑی اور ہماری جو خرابیان ہین وہ بہ نسبت ہمارے مذہب کے ہمارے زمانہ کی خوبیان ہین - اسلام کی نسبت جو عموماً ایک برا خیال پھیلا ہوا ہے وہ غالباً زیادہ تر اس خیال کی وجہ سے ہے کہ وہ تعدد ازدواج کا جوابدہ ہے مگر اس بات کو کہان تک بار بار کہا جائے کہ نہ تو تعداد ازدواج خصوصیت کے ساتھ ایک اسلامی قاعدہ ہے اور نہ ایک جورو پر قناعت کرنا بالتخصیص ایک عیسائی قانون ہے بلکہ یہہ دونون رسمین اُن مذہبون سے بہت پرانی ہین -

ازدواج کا معاملہ قدیم سے دو طریقون مین منحصر رہا ہے یعنی ایک تو معاہدہ کے طور پر جو مابین شوہر اور زوجہ کے ہوتا ہے شادی کا ہونا

دوسرا۔ صرف چند رسوم مذہبی کے ساتھ شادی کا عمل مین لانا اور اُسکا ناقابل الافتراق سمجھا جانا۔ پس اگر کوئی شخص اپنی جورو سے کسی حالت مین بھی قطع تعلق کا مجاز نہو تو وہ دوسری عورت کے ساتھ شادی کرنے پر عموماً کم مائل ہوتا ہے اور مذکورہ بالا طریقون مین سے مذہبی رسوم کے ساتھ ازدواج کا عمل مین آنا ایک نہایت پرانا آریا قوم کے لوگون کا طریقہ ہے اور ہم نہین جانتے کہ اس کی ابتدا کب سے ہے۔ یہہ طریقہ تمام قدیم آریا ملکون مین جاری تھا اور ہندؤن مین تو موت بھی اسکو قطع نہین کر سکتی (یعنے بیوہ ازدواج ثانی کی مجاز نہین)۔ اور معاہدہ کے طور پر ازدواج کا ہونا جیسا کہ ہمکو معلوم ہے کل بنی سام یعنے یہودیون اور عربون وغیرہ مین مروج تھا اور یہہ ظاہر ہے کہ جو امر کسی معاہدہ کے ساتھ قرار پاتا ہے وہ کسی دوسرے معاہدہ کے ساتھ زایل بھی ہو سکتا ہے پس معاہدہ کے ساتھ جو ازدواج عمل مین آتا ہے اس مین طلاق کیلئے بہت بڑی سہولتین ہوتی ہین اور ہر ایک شخص کو اختیار رہتا ہے کہ اپنی پہلی جورکون کو چھوڑ کر نئی بیوہان کرلے اور ایشیائی ملکون مین مرد کو ایک ہی وقت مین معاہدہ کی شادی کے طور پر کئی بیوہان کر لینے کا اختیار رہا ہے گو یہہ معاملہ فی الحقیقت شاذونادر وقوع مین آتا ہے۔ مہذب ممالک اسلامیہ مین جو یہہ طریقہ جاری ہے کہ زوجہ مہر کی ایک معقول رقم کے

ذریعہ سے حاصل ہوتی ہے اور نیز یہہ کہ کتخدا عورتون کی جائداد شرعًا شوہر سے علیحدہ خود عورت کی ملکیت تصور کیجاتی ہے اس لئے مسلمانون کے لئے طلاق کی سہولتون کو بہت کچھ کم کر دیا ہے ہمکو معلوم ہے کہ اخیر زمانہ کے رومیون مین معاہدہ کے طور پر ازدواج کا طریقہ مذہبی رسوم کے ساتھہ شادی کے طریقہ پر غالب تھا بلکہ ازدواج کا رومن لا (یعنے رومیون کا مختص القوم قانون ازدواج) بھی ہوگیا تھا اور طلاق کے لئے اسقدر آسانی تھی کہ وہ عملاً ایشیائی طریقہ تعدد ازدواج کے برابر ہے ساتھا محمدن لا (یعنے اسلامی قانون ازدواج) بہت کچھہ وہی "رومن لا" ہے اور چونکہ عربون کے قدیم اور اُن کی بہ نسبت رومیون کے کسیقدر قریب العہد قانون دونون بالاتفاق ازدواج کو صرف ایک معاہدہ قرار دیتے تھے اس لئے یہہ کچھہ تعجب کی بات نہین ہے کہ یہہ طریقہ ممالک اسلامیہ مین جاری ہوگیا مگر حقیقتًا مذہب سے اُس کو کچھہ تعلق نہین ہے بلکہ فی الواقع "رومن لا" بہت سے عیسائی ملکون مین بھی دخل پا گیا ہے چنانچہ زمانہ حال مین لوگ امریکہ اور اور ملکون مین طلاق کے معاملہ مین آسانی ہونے کے لئے زور دے رہے ہین جو قدیم مذہبی طور پر شادی کے طریقہ کے بالکل برخلاف ہے۔ ہم یہان اس بحث مین پڑنا نہین چاہتے کہ فی الحقیقت مسیح نے مذہبی طور پر شادی کی طریقہ کو

واجب قرار دیا ہے یا نہین لیکن اُس مین شک نہین کہ کیتھلک چرچ نے کسی وجہ سے ہمیشہ اس طریقہ کو اختیار کیا ہے۔ یہہ کہنا ایک اپنی اپنی رائے ہے کہ طریقہ اچھا ہے مگر جیسا کہ مین نے ابھی بیان کیا ہے زمانہ حال کے عیسائی ملکون مین اس طریقہ پر قایم رہنا مشکل ثابت ہوا ہے جہانتک کہ صرف ایک عورت سے شادی کا کرنا اور طلاق کی ممانعت ایک عمدہ بات کہی جا سکتی ہے بیشک اس کا فخر قدیم عیسائیون یعنی کیتھلک چرچ کو حاصل ہے لیکن یہہ طریقہ اچھا ہو یا بُرا مگر اتنی بات ضرور ہے کہ عیسائی چرچون کا ازدواج کا منتخب قاعدہ مشنریون کی ترقی کا مؤید نہین ہے کیونکہ معاہدہ کے طور پر بیاہ کا طریقہ بہت سی ایسی قومون کی عادت اور مذاق کے موافق ہی جو ایرین نہین ہین اور وہ ایک ایسے مذہب کو جو اس قسم کے طریقہ کو باقاعدہ بناکر اس کو قانونی لباس پہنا دے بہ نسبت ایک ایسے مذہب کے زیادہ پسند کرتے جو اُن کو ایک ہی جورو پر مقید رکھے اور نہایت سخت طور سے جکڑ دے۔

تہذیب و شایستگی اور حکومت اور اقتدار کے لحاظ سے جو تفوق مسلمانون کو بہت سی صدیون تک حاصل رہا ہے وہ اب اُن کے ہاتھہ سے نکل گیا ہے اور وہ اب بالکل عیسائی قومون کا حصہ ہے اور ہندوستان اور اور ملکون کے نقشون سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسلمانون کی تعداد مین اب ان کے ابتدائی زمانہ کی سی سرعت کے

ساتھ ترقی رک گئی ہے مگر باوجود اس ہر قسم کی فوقیت کے جو پروٹسٹنٹ عیسائیون کو بلحاظ ایک فرمان روا قوم ہونے کے حاصل ہے وہ پھر بھی کچھ نہین کر سکتے۔ ہندؤن کا عظیم الشان گروہ ابتک اپنے پرانے دستورات پر قایم ہے اور اُن مین سے جن لوگون نے تعلیم پاکر اپنے پرانے اعتقادات کو چھوڑ دیا ہے وہ مسلمانون اور عیسائیون دونون کے مذہب کی طرف ملتفت نہین ہوتے۔ پس عیسائیت اور اسلام کی ترقی کا اگر کچھ مقابلہ کیا جا سکتا ہے تو صرف اُنہین سیدھی سادھی قومون کے معاملون مین ممکن ہے جو اپنے اعتقادات مین زیادہ استحکام نہین رکھتین اور اُن مین اگر دیکھا جائے تو بے شبہہ غلبہ مسلمانون ہی کو حاصل ہے۔ افریقہ کی قومون کی عادات وخیالات مین کوئی بات ایسی نہین ہے جو خصوصیت کے ساتھ اسلام کے مؤید ہو بلکہ اس کے برخلاف وہ پرجوش طبیعت کے لوگ ہین اور جب کوئی قوم ایک بار اس مسئلہ کو کامل طور پر مان لے تو مسیح مصلوب کی محبت اور کفارہ کے مسئلہ مین ایک ایسی خاص بات ہے جو اسکے سننے والون کے دلون مین ایک خاص طور کی تاثیر پیدا کرتی ہے چنانچہ اس قسم کی طبیعت والے عیسائیون مین امریکہ کے حبشی سب سے نظیر ہین۔ وہ لوگ خانگی غلامی سے نکل کر مذہبی غلامی مین پڑنا اور رومن کیتھلک مذہب سے کسی قسم کا تعلق رکھنا نہین چاہتے۔ وہ مذہب

بہت کچھ ظاہری ارادی کا اظہار کرتے ہین اور اپنے خانگی تعلقات
مین ابتک بھی بہت بے قیدی ظاہر کرتے ہین - ہم یہہ نہین کہہ سکتے
کہ اگر اُن کو مسلمان بنایا جاتا تو اُن کی کیا حالت ہوتی مگر عیسائی ہوکر تو
جیسا کہ ہم دیکھتے ہین اپنی عقیدون مین وہ نہایت ہی پکی اور دلی یقین
رکھنے والے ہین - یہہ بات تسلیم شدہ معلوم ہوتی ہے کہ افریقہ مین
مسلمانون کو بہت زیادہ اور ہمکو بہت کم کامیابی حاصل ہی اور باوجودیکہ
مسلمان واعظون کو کہین سے کسی قسم کی مدد نہین پہونچتی وہ افریقہ کے
مشرقی اور درمیانی حصون مین لوگون کے غول کے غول مسلمان بناتے ہین اور ہم سے
وہان کچھ بھی نہین بن پڑتا اور جنوبی افریقہ مین بھی یا انکہ وہان ہمکو حکومت
حاصل ہونے کیوجہہ سے ہر طرحکی فوقیت حاصل ہی اور فراخدلی کے ساتھہ مشنریون
کے ذریعہ سے بڑی بڑی کوششین کیجاتی ہین تاہم ہماری ترقی کی رفتار
سست اور مشتبہ ہی الغرض ہم اس مضمون کو جیسا کہ ہم نے شروع مین کہا ہی
اس قول پر ختم کرتے ہین کہ عیسائی اُس وقت تک کافرون کو عیسائی
نہین بنا سکتے جبتک کہ خود اپنے کو عیسائی نہ بنائین - اگر ہم
کسیطرح اس عیسائیت کی طرف رجوع کر سکین جو مسیح نے سکھائی
تھی تو اسلام کو کامیابی کا کوئی موقع نہین رہنے کا - مگر جبتک
ہم اپنے اُن مخصوص مسائل والے مذہب کا جو کسی انسان کی سمجھ
مین نہین آسکتے وعظ کرتے رہینگے اُسوقت تک میدان سابقت

میں ہمکو سبقت کی امید بالکل رکھنی نہیں چاہیئے *

† اگر کسی طرح عیسائی اس عیسائیت کی طرف رجوع کرسکیں جو حضرت مسیح نے سکھائی تھی جسکا ذکر اس آرٹیکل میں ہے تو اسلام کو بجائے نقصان کے بڑی کامیابی ہوگی کیونکہ وہ عیسائیت بالکل اسلام کے مطابق ہوگی۔ کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔ یَا اَہْلَ الْکِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَاءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَنْ لَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ یہہ خیال کرنا کہ اصلی عیسائیت اور اسلام باہم مختلف ہیں محض غلطی ہے۔

ضمیمۂ حسن

تدبیر نوجوانی یعنی

پیر کو کرتا ہے یہہ روغن جوان

یہہ روغن قوۃ باہ کیلئے حکم اکسیر اعظم کا رکھتا ہی جس سے پیران ہفتاد سالہ تک کو یکسان نفع ہوا ہی اُسکی استعمال مین نہ کسی قسم کے پرہیز کی ضرورت ہی نہ آبلہ وغیرہ کا کچھ خطر رگ و پٹہ کو حیرت بخش استحکام بخشتا ہی اور ہر قسم کے امراض نامردی کو خواہ وہ کسی سبب سے عارض ہون بجز خلقی مادر زاد نامردی کے اپنی معجز نما تاثیر سے رفع دفع کرتا ہی اور صرف ایک ہفتہ کے استعمال سے فائدہ کامل ہوتا ہی۔ ترکیب کاغذ ہمراہ تیل کے ملتا ہی قیمت فی شیشی پانچ روپیہ محصول ۴ر اور ہر ایک شیشی مین ایک تولہ روغن رہتا ہے۔

دوا عجیب یعنے نشۂ زمرد

زمرد کا کشتہ جو باجزائے مناسب تیار کیا گیا ہی چہارحصہ چاول کے برابر خوراک ہوتی ہی قیمت فی خوراک ایکروپیہ پانچ روز یا گیارہ روز کی خوراک مین بفضلہ فائدہ کلی ہوتا ہی **خواص آن** ہر قوۃ باہ اور تمام امراض متعلقہ اُسکے خواہ وہ کسی قسم کے ہون اور سوزاک کہنہ ہو خواہ جدید۔ دافع جریان منی دماغ و اعضائے رئیسہ و ارواح و ضیق النفس و سرفہ کہنہ خواہ جدید خشک ہو یا تر اور لاغری بدن اور دفع وبائی ہیضہ مین تو حکم اکسیر اعظم کا رکھتا ہی یعنے کیسی ہی مریض کی حالت زدمی ہو کر خراب ہو گئی ہو بفضلہ صحت ہو گی۔ (**اکسیر حیات**) یعنے عرق نجاہ۔ امراض ضعف بصر و دماغ و حفقانی خون و انواع درد و اقسام تپ جڑیا۔ چونیا تپ دق استسقا لمحال۔ آتشک۔ سوزاک۔ جریان۔ سفید داغ۔ ناسور۔ بواسیر خونی و بادی اور شراب خوری اور چاند و نوشی خشکی و لاغری اور ضعف جگر وغیرہ لاحق ہوتے ہین سبکو بغیر پرہیز دفع کرتا ہی ایک بوتل ایک ماہ کو کافی ہو گی قیمت فی بوتل پانچ روپیہ محصول ایکروپیہ ۔ (**عجیب چیز**) تحلیل بواسیر خونی و بادی تحلیل درد و مسہ کیلئے عجیب چیز ہی پہلے ہی روز ایک دو بار کے استعمال سے درد و جریان خون دفع ہوتا ہے۔ اور تین ہفتہ مین بفضلہ درد و مسہ بالکل دفع ہو جاتے ہین اور پھر کبھی عود نہین کرتے وزن عرق ۱ر ماشہ قیمت پانچ روپیہ محصول ۴ر **جہان نما** اس عرق کے لگانے سے آنکھون کی روشنی تیز ہوتی ہے۔ پھولی۔ دہنڈ۔ درد و سرخی چشم جملہ بیماریون کو دفع کرتا ہے قیمت پانچ روپیہ محصول ۴ر وزن عرق ۱ر ماشہ۔

خضاب نایاب

بیمثل رنگ ڈھنگ ہی نادر خضاب ہی

گویا کہ آمد آمد فصل شباب ہی

جیسی کہ عوام میں خضاب سے دقتیں واقع ہوتی ہیں ہر شخص پر بظاہر تین یعنی پہلے تو آٹھوں روز مہندی لگاکر باندھنا اور بعد دو تین گھنٹہ کے پھر وسمہ لگاکر باندھنا اس میں قریب ۲ گھنٹہ کے وقت ضایع ہوتا ہی اور بالوں کے سیاہ ہونیکے سوا اور کوئی فائدہ نہیں اور نقصان بہت ظاہر کہ مہندی اور وسمہ کا پانی جب دماغ میں جذب ہوگا تو اس سے سوائے نقصان اور کوئی فائدہ نہیں جیسا کہ ایام سرما میں مثل سردی وغیرہ کے جسقدر کہنی بجا ہی انہیں دقتوں کے سبب سے یہہ خضاب نایاب تیار کیا گیا جسقدر تعریف کیجائے بجا ہی ناظرین سے امید ہو کہ قیمت بھیجکر طلب کرین اس میں کوئی مبالغہ نہیں تھوڑی تعریف اس کے اجزا کی ظاہر کرتا ہوں واقع بالحوزہ خارشت سر ضعف دماغ علاوہ بریں خوشبو میں بینظیر مثل کیوڑہ باعث دراز ی موقوف نام ہی بالوں میں سختی نہیں آنے دیتا بلکہ ملایم رکھتا ہی سیاہی میں بالوں کو مقابل اصلی بالوں کے تا دوسرے روز بطور روغن چنبیلی لگانا ہوتا ہی کسی چیز سے باندھنے کی ضرورت نہیں دوسرے تیسرے روز لگانے سے بال مثل اصلی بالوں کے سیاہ ہونگے کوئی تمیز نہ کر سکیگا کہ یہہ خضاب ہے ایک بوتل میں ۳۰ روپیہ بھیجنے پر پارسل ہوتا ہی قیمت فی بوتل عیحدہ علاوہ محصول نصف شیشی عیحدہ چہارم شیشی عیحدہ اس سے کم نہیں ممکن ہی۔ میری شفاخانہ میں علاوہ اس کے ہر قسم کا علاج ہوتا ہی۔

اطلاع ضروری - واضح ہو کہ بہت سی سندی خطوط یعنی سرٹیفکیٹ جو صاحبان یورپین بہادران نے میری عمدہ علاج کے ثبوت میں عطا فرمائی ہیں اور نیز ہندوستانی خطوط صحت قریب ہزار بارہ سو کے موجود ہیں جو شاید اور کارخانوں میں نہ ہونگی چاہیئے طلب فرماکر ملاحظہ ہوں میری ادویہ سے ہزاروں نے صحت پائی ہی اور بغیر سفارش بہت لوگوں کے سرٹیفکیٹ موجود ہیں آدہ آنہ ٹکٹ بھیجکر طلب کرین بعض حکیموں نے اپنی شہرت کے لیئے سے خوشامد کرکے سرٹیفکیٹ بنالئے ہیں پس میری سرٹیفکیٹ اور ان حکیموں کے سرٹیفکیٹ میں بڑا فرق ہی لازم ہی کہ پہلے سرٹیفکیٹ منگاکر ملاحظہ فرمائیں تاکہ دھوکا نہ ہو۔ ایک طویل فہرست بہتسے یہ کی جو اخبار میں کنجایش طبع نہیں رکھتی اور جس سے لطف زندگی تا دم مرگ انسان قایم رہتا ہی قابل ملاحظہ ہو صاحب چاہیں کارخانہ سے طلب کرین مفصل کیفیت ادویہ کی فہرست سے ظاہر ہوگی۔

شیخ حسن

مجرب آزمودہ شرطیہ دوائین

مراض ذیل کی ادویہ شفاخانہ زبدۃ العلماء ڈاکٹر غلام نبی ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور ہر جگہ تیار ہوکر جاری ہوتی ہیں مفصل فہرست و سارٹیفکٹ مفت آدہ آنہ سے منگا سکتی ہیں۔ (طلاء) مورد استعمال بچہ پن کے نقص گون کی رطوبت و بگاڑ دور کرتا ہے فی تولہ ۱ عدد (سرپ) دافع نامردی رقت منی جریان سرعت انزال احتلام دائمی قبض ضعف اعضائے رئیسہ معدہ تاریکی چشم درد سر وغیرہ جو کثرت مسکرات واقسام فواحش سے کمی اشتہا ضعف جگر دستی لاحق ہو دور کرتا ہے فی بوتل ۱ عدد (سوزاک و قرحہ) نیا ہو یا پرانا علی العموم ۴۸ گھنٹہ میں اپنا اثر شروع کرتا ہے فی تولہ ۱ عدد۔ (ہیر اینل خوشبودار) بالوں کو سیاہ رکھتا ہے نزلہ زکام ریزش درد سر ضعف دماغ و بصر کو مٹاتا ہے فی شیشی ۱ عدد۔ (حب آتشک) بلا منہ قی و دست دور کرتا ہے پھر پھوٹنا نہیں دو ہفتہ لاعدد۔ (کحل الجواہر) سرمہ تقویت بصر حافظہ بینائی دافع نزول دو ہفتہ بلا خارش پانی جانا ۳ ماشہ ۱ عدد۔ (عجیب الاثر سفون) داغ کالا کیڑا لگنا بدبو میل خون جانا مسوڑوں کی خرابیاں ۴ تولہ ۱ عدد۔ (حب بواسیر) بادی خونی مسوڑوں کی ٹیسیں قبض کو مفید دو ہفتہ ۱ عدد۔ (حب ذیابیطس) بار بار آنا پیشاب کا دیابس و کمزوری دلاغری کو دافع ہے فی تولہ ۱ عدد۔ (حب قایم مقام) افیون و چاندو دبلا ضرر دجع نشہ چھوٹ جاتی فی تولہ ۱ عدد۔ (عرق ماءاللحم انگوری) مفرح معدہ دل دماغ مقوی دماغ ضعف جگر و دل دماغ و معدہ۔ درد سر تاپ تلی دجع مفاصل لاغری ضیق النفس سرفہ کہنہ۔ بیقاعدگی ایام حیض لقوہ فالج رعشہ فی بوتل ۱ عدد۔ ۳ بوتل ۱ عدد (روغن اعجاز) ناسور بھگندر تالو کا سوراخ خنازیر۔ بدگیڑی زخم سیچ کالی کھانسی قی ایام حمل خسرہ چیچک کو جلد دفع کرتا ہے ۱ تولہ ۱ عدد۔ رسالہ دافع آتشک و سوزاک۔ رسالہ بیضہ۔ رسالہ بواسیر۔ مفرات مسکرات رسالہ حافظ صحت سالانہ ۱/۹ عدد ۱/۹

المشتہر

زبدۃ الحکماء ڈاکٹر غلام نبی ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور۔

آشو کا سفوف

آشو کا بنایا ہوا سفوف کامل طور سے مختلف قسم کی شراب پینے کی عادت کو چھوڑا دیتا ہے قصور ہاضمہ اور بدہضمی وغیرہ کو دور کرتا ہے حسب ہدایت مندرجہ اشتہار جو ہمراہ شیشی کے ہے استعمال کرنا چاہئے قیمت فی شیشی ۱ے۔ ٹی۔ مکرجی مقام بارناگور براہ کلکتہ سے ملتا ہے۔

The Great Oriental Medicamentum.

مشرقی اکسیر اعظم

ڈاکٹر جی۔ بی۔ شا کا سمرٹین ڈراپس

قوت باہ کو تقویت اور ترقی دیتا ہے۔ معدہ۔ مثانہ۔ گردہ۔ پھیپھڑا۔ جگر کو مضبوط اور درست کرتا ہے اور مفصلہ ذیل امراض کیلئے حکمی اثر رکھتا ہے اور بہت کچھ تعریف کے ساتھ سفارش کیا گیا ہے۔

دمہ۔ کھانسی۔ استسقا۔ کرم۔ ریت۔ بخار کہنہ۔ امراض جگر۔ اختلاج قلب۔ جگر ضعف اعضاب۔ درد سر۔ زخم اندرونی۔ تہہ نشینی ریت۔ پیشابی امراض جیسے سوزاک۔ کہنہ سوزاک۔ رقت منی۔ کہنہ سوزش مثانہ۔ نزلہ۔

بیرونی استعمال سے ڈاکٹر جی۔ بی شا کے سمرٹین ڈراپس مفصلہ ذیل امراض کیلئے بے بہا ثابت ہوئے ہیں جلا ہوا زخم۔ زخم کسی قسم کا ہو چاہے نہایت سخت زخم۔ داد۔ اپرس۔ فالج۔ برص وجع مفاصل۔ نقرس۔ آتشکی زخم۔ اور جلدی بیماریاں گو کیسی ہی خراب ہوں۔ پوری ہدایت ہمراہ رہتی ہے قیمت ہر شیشی۔ ع۔ عمدہ ۱ے۔ صغ۔ ع۔

المشتہر

اے۔ ٹی مکرجی۔ مالک دواخانہ مقام بارناگور

متصل کلکتہ

التماس

جن حضرات نے ازراہ عنایت وقدردانی زرچندہ حسن سے اعانت فرمائی ہے انکا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

جن عنایت گستروں نے ہنوز شکرگذار نہین فرمایا امید ہے کہ ایام گذشتہ وسال حال کے زرچندہ سے مرہون منت فرمائینگے۔

نوٹس

ناظرین پر تمکین اپنے تبادلہ مقامات سے دفتر کو اطلاع فرماتے رہین۔ بسا اوقات عدم وقفیت مقام سے رسالہ دیر مین پہونچتا ہے یا واپس آتا ہے۔

اشتہار

بہت سے حضرات جنکی آمدنی کم ہے رسالۂ حسن کے قیمت کی تخفیف کرنے کے بارہ مین درخواست کرتے ہین۔

ماہ مارچ سے کاغذ قسم دوم پر جو رسالہ طبع ہوگا اس کی قیمت سالانہ لہ روپیہ لیجائیگی اور نیز اندنون پچھلے رسالون کی خریداری کی درخواست ہر طرف سے آرہی ہے یہہ تو علم نہ تہا کہ ہمارے اس رسالہ کی اسدرجہ ملک مین قدردانی ہوگی۔

اس وقت ہمارے پاس پچھلے رسالے بہت کم موجود ہین اگر سنود درخواست سے زیادہ وصول ہون تو ہم پچھلے پرچے دوبارہ چھاپ دینگے۔

المشتہر
منیجر حسن

اعلان

اگرچہ رسالہ حسن چند اخبارات کے معاوضہ مین بھیجدیا جاتا ہے مگر یہہ تو ہو نہین سکتا کہ تمام ہندوستان کے اخبارات کا معاوضہ اس رسالہ سے ہو سکے۔

مگر اکثر صاحبان مطابع اخبارات ارسال فرما کے معاوضہ مین رسالہ حسن طلب کرتے ہین ہم ان حضرات کا معاوضہ یہی قبول کرینگے۔

جو صاحب اپنے اخبار مین ماہواری ایک بار رسالہ حسن کا اشتہار جو عند الطلب علیحدہ مرسل ہوگا طبع فرمائین۔

اشتہار باغستان

ہمارے باغ مین ایشیا اور یورپ کے مشہور مشہور اور دور دراز مقامات سے آئے ہوئے مختلف قسم کے میوون کے پودے موجود ہین جسکی نظیر شاید تمام ہندوستان مین بہت کم ہوگی۔ یہان پر چند پودون کے نام معہ تعداد اقسام لکھے جاتے ہین جو صاحب شوق و خواہش کرین طلب فرمالین۔

(۱) قلمی (پیوندی) آم	۴۴	اقسام فی	۱۲/	(۲) سیب	۳۳ اقسام فی عدد
(۳) شفتالو	۱۷	" "	۸/	(۴) آلوبخارا	۹ " " ۸/
(۵) انار	۵	" "	۴/	(۶) شہتوت	۲ " " ۴/
(۷) پیر انگریزی میوہ	۶	" "	عدد	(۸) زرد آلو	۵ " " عدد
(۹) جام (عرد)	۷	" "	۴/	(۱۰) سنترا	۱۲ " " عدد
(۱۱) چکوترا	۵	" "	عدد	(۱۲) انجیر	۵ " " ۴/
(۱۳) انگور	۵۲	" "	۸/	(۱۴) دامی (چین کا میوہ)	۲ " " عدد
(۱۵) لکاٹ	۵	" "	عدد	(۱۶) سورساپ (یہہ ایک انگریزی میوہ ہے)	عدد
(۱۷) سیتا پہل			۴/	(۱۸) رام پہل	۴/
(۱۹) ہرفا لیوڑی			۴/	(۲۰) پہوڈیلا (یہہ ایک نہایت عمدہ انگریزی میوہ ہے)	عدد
(۲۱) زیتون			عدد	(۲۲) موز مختلف اقسام	۴/

جو درخت فی الحال تیار نہون تاریخ درخواست سے ایک مہینے کی مہلت مین بھیجدیے جاینگے۔

المشتہر
منیجر حسن

رسید زر

منیجر اون حضرات کے اسمای گرامی کہ جنہون نے زر چندہ رسالہ "حسن" مرحمت فرمایا شکریہ کے ساتھہ حسب ذیل درج کرتا ہے۔

جناب نواب اعظم جنگ بہادر جاگیردار	۵۰
جناب مولوی سید شریف الحسن صاحب رکن مجلس عالیہ عدالت	۵۰
جناب سید رکن الدین صاحب ایڈی کانگ	
عالیجناب نواب سر آسمانجاہ بہادر	۵۰
مولوی اقبال علی خان صاحب	
رکن مجلس عالیہ عدالت	۵۰
" سید محمد صاحب قادر مددگار ناظم مخارج صرفخاص	۱۰
" ڈاکٹر اگھورناتھہ صاحب چٹوپادیا	۵۰
" مولوی میر ولایت علی صاحب سوم	
تعلقدار ضلع میدک	۲۵
" کپتان لیکن صاحب مددگار ناظم	
کوتوالی اضلاع	۵۰
" مولوی عبدالکریم خانصاحب آزاد	۲۵
" نواب سرور جنگ بہادر	۵۰
" مرزا غلام مصطفی بیگ صاحب ناظم نظم	
جمعیت سرکار عالی	۲۵
" شمس العلما خان بہادر مولوی نکاالله صاحب	
پروفیسر	۲۵
عالیجناب راجہ راجگان مہاراجہ نرندر پرشاد	
بہادر پیشکار	۵۰
" آغا شیخ محمد صاحب مہتمم بندوبست گلبرگہ	۵۰
" مولوی غلام رسول صاحب ایڈی کانگ	
عالیجناب نواب منیر الملک بہادر	۲۵
" مولوی سید محمود صاحب ایڈی کانگ	
نواب سر خورشید جاہ بہادر	۵۰
" نواب غلام دستگیر خان بہادر جاگیردار	۲۵
" نواب غلام زین العابدین خان	
بہادر جاگیردار و آنریری مجسٹریٹ	۱۰
" محمد امجد علی خان صاحب مددگار	
کرڈر گیری	۵۰
" مولوی سیف الحق صاحب ادیب	
و نگران کارمطابع سرکار	۵۰
" مولوی غلام محمد صاحب دوم	
تعلقدار اندور	۲۵
" مولوی ابوالحسن صاحب عہدہ دار	
سرکار نظام	۲۵

اعلان

بکلز ہسٹری آف سویلیزیشن کی جلد اول ترجمہ ہوکر تیار ہے یہ وہی عدیم الوجود کتاب ہے جسکا آرٹکل ہمارے اس رسالہ مین درج ہے یہ کتاب غایت شہرت سے محتاج تعریف نہین اگر خریداری کی سنوا درخواستین ہم پہنچ جائین تو ہم اوسکو چھاپ دینگے۔

اشتہار طبع اشتہارات

ہمارے مطبع مین تجارتی اور معمولی حسب ذیل اجرت پر اشتہار طبع ہوتے ہین

اجرت فی سطر فی ماہ ایک سال کیلئے	۰/
〃 〃 〃 شش ماہ کیلئے	۱/
〃 〃 〃 ۳ ماہ کیلئے	۲/

قدِ آدم

ملٹری لا (یعنے قانون افواج) کی بحث کے بموجب قد انسانی کی تمیزی فرق کا انکشاف علما کے لئے بہت ہی ضروری ہی۔ بالخصوص اِکاڈمی آف میڈیسن (یعنے مدرسۂ ادویات) اور سوسائٹی آف انتھروپالوجی یعنے انجمن تاریخ انسانی کے لئے تو بہت ہی کارآمد ہے۔ پیرس مین جو کئی ایک غیر معمولی پستہ قد اور طویل القامتون کی نمایش ہوئی اوس سے مختلف ملکی اور یہان تک کہ غیر خلقی ترکیبون مین جو قد کے اتر کیوجہ سے ہین مبالغہ آمیز تقابلہ کرنے کا موقع ملا۔

جب ہملوگ عموماً قد انسان پر خیال کرتے ہین تو مندرجہ ذیل چند سوالات پیدا ہوتے ہین۔

(۱) کیا اب نوع انسان ذلیل حالت مین ہی۔ اور کیا ہمارے قدیم اور حال کے اجداد ہم لوگون سے اونچا قد رکھتے تھے۔

(۲) بہت ہی اونچی اور بہت ہی چھوٹے قد کی نسلین موجود ہین یا نہین۔

(۳) فرانس کے قدون مین مختلف طور پر کیا فرق پایا جاتا ہے۔

(۴) خاص طبقہ آبادی یا خاص خاندانی جماعتون مین قد پر اثر پڑنے کی کیا وجوہ ہین۔

(۵) شخصی قد پر اور بچون کی ابتدائی حالت نمو۔ اور جسمانی تکمیل تک اثر پڑنے کے کیا وجوہ ہین۔

(۶) انسان کا طبعی یا عقلی اظہار۔ تکان کی روک یا مقابلہ۔ چالاکی۔ قوت ان باتون پر

قد کا کیا اثر پڑتا ہے۔

یہہ معلوم ہوا کہ علم قد انسانی مین صرف خیالی دلچسپی یا ایک عجیب بات ہی نہین ہے بلکہ عملی طور پر اوس سے بہت ضروری اور سودمند باتین دریافت ہوتی ہین۔ جسمانی تکمیل کے اصول سے جداگانہ اور کسی قوم کی قوت کے مکمل ہونے کے ابتدائی مراتب سے جو محنت یا زراعت کی پیداوار سے متعلق ہو یا اوسکی قوت سے واسطہ رکھتا ہو ان مختلف سوالات کے جواب حاصل کرنے سے پیشتر ہم آسٹریا کے ایک طویل القامت کا ذکر کرتے ہین جسکی نمایش بمقام پیرس ہوئی۔ اور جسکی نسبت یہہ کہنا کوئی مبالغہ نہین ہے کہ موجودہ نسل کی درازی کے حد سے باہر تھا۔

اس نمایان کرنے والے کے بیان کے بموجب (جو اوس کے ساتھہ رہا کرتا تھا) اوس کی درازی ۸ فٹ ۱½ انچ ہے۔ عمر ۲۱ برس۔ اور فرانسس ونکل مرنام ہے۔ مقام پیدایش نواح فریڈبرگ ہے جو اپر آسٹریا مین داخل ہے۔

یہہ شخص چودہ برس کے سن تک غیر معمولی قد کو نہین پہنچا تھا اور اس نمایان کرنیوالے کے بیان کے بموجب اوسکا نمو ہنوز ختم نہین ہوا ہے اوسکے والدین کاشتکار ہین۔ اون کا قد معمولی باشندون کیطرح ہے۔ اوس کے اور چار لڑکون کی نسبت ابتک کوئی بیقاعدہ بات ظاہر نہین ہوئی ہے۔ بلحاظ اپنے قد کے یہہ شخص لاغر ہے۔ یہہ حالت اوس کے قد کو اور نمایان کرتی ہے۔ وہ کسیقدر جھکتا ہے۔ اس کے ہاتھہ اسقدر لمبے ہین کہ معمولی طور پر اوسے مبالغہ کہنا چاہیے۔

وہ کبھی کبھی جب تماشائیون کا مجمع ہوجاتا ہی تو اپنے ہاتھ مین ڈولی لیکر لوگون کے سر پر سے بے لاگ گھماتا ہے۔

جہانتک وہ خود اور جہان تک اوسکے ہاتھ پہونچتے ہین اوسی ایک پوری بلندی کہنا چاہئے۔ اوسکی ٹانگین بہ نسبت اور اعضا کے زیادہ لمبی ہین۔ ایک تھیٹر کے سایہ دار باغ مین جب اوسکی نمایش ہوئی تو وہ اپنے تماشائیون سے بہت خوش ہوکر گفتگو کرتا تھا۔

چونکہ معمولی کرسیون پر اوس کا بیٹھنا مشکل تھا اسلئے وہ ایک بینچ اپنے نشست کیلئے منتخب کرلیا تھا۔ یا دوکاندارون کی ٹیبل کو پسند کرتا تھا جو اس غرض کیلئے واقعی موزون بھی تھی۔ یہہ کہا گیا ہے کہ وہ اپنے رہنے کے کمرے مین کلغے کی میز پر بیٹھتا ہے۔ اور چار بچھونون پر جو یکے بعد دیگری بچھائے جاتے تھے سوتا تھا۔ بہرحال یہہ ایک عجیب انسان ہے۔

ایک رائے کے بموجب جسپر گذشتہ صدی مین عوام کا بہت زیادہ خیال رجوع تھا ہمارے اجداد کسی زمانہ مین اس دیوزاد کے قد کے برابر یا زیادہ تھے۔

۱۸۱۸ء مین مسٹر ہنرین۔ اکاڈمی آف انسکرپشن کے ایک ممبر نے اوس عالم جماعت کے روبرو ایک یادداشت قدآدم کے مختلف امتیازی فرقون کی نسبت پیش کیا۔ جسمین ابتدائی آفرینش سے حضرت عیسیٰ کے وقت تک کا ذکر تھا۔

اوس محقق کے قول کے بموجب حضرت آدمؑ کا قد ۱۲۳ فٹ ۹ انچہ اور حوّا کا قد ۱۱۸ فٹ ۹ انچہ تھا۔

مگر اس زمانہ سے انسان کا قد برابر گھٹتا گیا۔ حضرت نوحؑ مشکل سے ۱۰۰ فٹ اونچے تھے۔ حضرت ابراہیم ۴۸ فٹ۔ حضرت موسیٰ صرف ۱۳ فٹ۔ ہرکیولس ۱۰ فٹ اور سکندر اعظم ۶½ فٹ اونچے تھے۔

اس خبر کی تحقیق بہت سرگرم اور متواتر کوششوں سے بہم پہونچائی گئی تھی۔ اور اس زمانہ میں ان کو "عجیب اظہار" اور "اعلیٰ درجہ کا خیال" کے نام سے مشہور کیا تھا۔

اگر اس قسم کے تخمینی قیاسات مان لیے جائیں تو موجودہ نسل انسان فی الاصل ذلیل ہوگئی ہے۔ علاوہ اسکے ہمارے "مصنف" اور "ناصح" ہمیشہ سے اس نسل کو "ذلیل" اور "بگڑی ہوئی" بتاتے آئے ہیں۔

یہہ بھی خوش قسمتی ہے کہ یہہ قاعدہ بہت پرانے زمانہ سے چلا آتا ہے کہ حال کی نسل کو حقیر اور پیشتر کے آدمیوں کو مضبوط۔ قوی۔ اور قد آور تسلیم کرتے آئے ہیں۔

ہومر کو ۲۸۰۰ برس کا زمانہ گذرا مگر اُسنے بھی اپنے وقت کی نسل کی شکایت کی ہے۔ بعد اسکے جیونیل کو (سیٹایر ۱۵) یہہ کہنے کا موقع ملا کہ اگر اُس شکایت کی کوئی بنیاد ہوتی جو قد انسان کے انحطاط کے نسبت کی گئی ہے تو انسان کی نسل اوس درجہ وار تنزلی کے اعتبار سے کبھی بالشتی ہوگئی ہوتی اور اُسی قاعدہ کلیہ

بموجب ابتک حضرت انسان صرف ایک نقطہ موہوم رہ جاتے۔
مشاہدات کے رو سی یہہ بات کہ اگلے لوگ ہم سبھون سے بہت بڑے ہوا کرتے
تھی کچھہ یون ہی سی معلوم ہوتی ہے۔ گذشتہ حالات پر نظر کرنے سے اس
غلطی کی بہت کچھہ تردید حاصل ہوتی ہے۔
ڈھانچے جو کئی صدیون کے بعد ظاہر ہوئے جیسی پیرس کے مُردون کے
ڈھانچے مگاری مین برآمد ہوئے ہین۔ وہ کسیطرح سے قوی ہیکل نہین ہین۔
زمانہ قدیم کے بہادر سپاہیون کی زرہ و بکتر (کویراس توپ (۱)) ہماری وقت کے
سپاہی پہن سکتے ہین۔ اگلے زمانہ کے نایٹ لوگون کے کوٹ ہمارے
کویراسیرس کو تنگ اور چھوٹے ہوتے ہین حالانکہ اُن کو منتخب لوگ پہنتے
جنکو بہت عمدہ غذا دیجاتی تھی۔ اور جو بہ نسبت عام آبادی کے بہت زبردست
اور مضبوط۔ اور قدآور ہوا کرتے تھے۔
قدیم گال (۲) لوگون کی ہڈیان جو ٹیلے کھودتے وقت برآمد ہوئین اونہین
فرانس کے اطراف کے درازقد باشندون سے تقابلہ کیا۔ مصر کی قدیم
مصالحہ دار لاشون کو ادنی اور اوسط قد کی بتلاتے ہین۔ یہی حال اُن محفوظ
ہڈیون اور لاشون کا ہے جو پرشیا اور ہندوستان کے قدیم یادگارون مین

نوٹ (۱) ایک قسم کا بکتر جو چمڑی کا بنایا جاتا تھا۔ اور جب زمانے نے شایستگی کے حد مین قدم رکھا تو لوہے کا
بنایا جانے لگا۔ گردن سے کمر تک محفوظ رکھتا ہے۔ دونون بازو باہر رہتے ہین۔ من مترجم۔
نوٹ (۲) فرانس کے قدیم باشندون کو گال کہتے ہین۔ من مترجم۔

پائی گئی ہین - اور یہی حال اون لاشون کا بھی ہے جو پیرو یا اور مکسکو مین برآمد ہوئی ہین -

الغرض بہت زیادہ قدیم زمانہ کے انسان کے اقسام کے نمونے ہمارے پاس موجود ہین - یعنے وسط زمانہ کی ہڈیان جنکی قدامت کا اندازہ سیکڑون صدیون سے ہو سکتا ہے - اُسوقت اور موجودہ انسان کے قدمین کوئی ضرور فرق نہین پایا جاتا -

اسلئے اُس زمانہ کے آدمیون کو اس امر پر افسوس نہین کرنا چاہئے کہ وہ اپنے اجداد کے قد کے برابر نہین ہین - دراصل شایستہ اقوام کے حال کی نسلون کو اپنے گذشتہ اجداد پر قد کی نسبت حسد کرنیکا بہت کم موقع ملتا ہے اگر ہم مختلف نسلون کے قدون کا مقابلہ کرین جس سے انسانی اقسام کے درجے قرار دئے جاسکین تو بہت بڑا فرق معلوم ہوگا - اس امر کا بہت زیادہ مبالغہ کے ساتھہ پستہ قد اور طویل القامت لوگون مین تاریخی طور پر چرچا پھیلا ہوا ہے پستہ قد لوگ جو بونون مین شامل ہین اگر علیحدہ کئے جائین تو بونون سے مقابلہ کرنے کو بہت سے پائے جائینگے -

ایک بونا جب ۳ فٹ سے کسیقدر نکلتا ہوا ہوتا ہے تو اُسے اس نظر سے نہین دیکھتے یعنے پورا بونا نہین سمجھتے - اور جب وہ ۴ فٹ تک پہونچ جاتا ہے تو گویا بونون کے زمرہ سے خارج ہو جاتا ہے - اور چھوٹے قد کے آدمیون مین شمار ہوتا ہے -

انسان کی چھوٹی نسلین - بالغ - اور جنکے اعضا کی ترکیب باقاعدہ ہوتی ہے
۴ فٹ سے تھوڑی ہی اونچی ہوتی ہین - اسلئے وہ بونون مین شامل نہین
ہوسکتے - بلکہ چھوٹے قد کے آدمیون مین - مختلف پیمانہ کے آدمیون کا مقابلہ
بہت دلچسپ کام ہے -

ذیل مین جن نسلون کا بیان ہے اوس کی رو سے سات - آٹھ فٹ والے
آدمی استثنا مین داخل ہین - بلکہ دیوزاد کہلائے جانے کے مستحق ہین
درمیانی قد کے انسان بمقابلہ چھوٹی ڈیل ڈول والون کے تاہم بڑی ہیز
بڑے آدمیون مین سے درمیانی قد والے آدمیون کا مقابلہ چھوٹے
آدمیون کے درمیانی قد والون سے کیا جائے تو وہ دیوزاد ہوسکتا ہی -

چھوٹے سے چھوٹے قد کے انسان کی درمیانی تعداد درازی جو ہمکو
مختلف مسافرون اور تجربہ کار سیاحون سے دریافت ہوئی درج ذیل کرتے ہین -

فرقہ اسکیموس باشندہ لیپ لینڈ کا قد ۴ فٹ ہے - اور درمیانی قد
کسیقدر چھوٹا ہے - یعنے کئی دفعہ پیمایش کے بعد کئی انچہ کم ثابت ہوا -
آفریقہ کے آکا لوگ جنکو شوئنفرت نے دیکھا ہے اُسیطرح چھوٹی
نسل سمجھی جاسکتی ہے -

نگریٹوز جو فلپائین کے جنگلات واقع انڈمن آئیلینڈ اور ملاکا کے
جزیرہ نما مین رہتے ہین - بہت ہی چھوٹے ہوتے ہین -
یہی حال میڈی گاسکر کے بونون کا ہے -

مگر ان سبھون مین بُشمین (۱) کی نسل جو جنوبی افریقہ مین رہتی ہین اول درجہ مین ہین - ان کے قد کا اوسط ۴½ فٹ سے بھی کم ہے -

بخلاف اِن کے اب ہم طویل القامت اقوام کیطرف توجہ دلاتے ہین یعنی ناروے مین - کناڈین - باشندہ شمالی امریکہ - کافر - جنوبی افریقہ - اور پٹیاگونینسر باشندہ جنوبی امریکہ - اور پولی نیشن باشندہ اوشنکا ان فرقون کے قد کی اوسط سیاحون کے بیان کے بموجب ۵½ اور ۶ فٹ کے درمیان ہے - یعنے اِن اونچائیون مین ۱۳ انچہ کا فرق پایا جاتا ہے - اِن دونون ہندسون مین درمیانی ۸ ڈسمل ۵ فٹ ہوگا ——— بڑے قدون کا یہہ اوسط قد عموماً (انتھروپالوجسٹ) یعنے ماہران علم تاریخ انسان نے تسلیم کرلیا ہے کہ یہہ ناپ آدمی کی نسلون کی حسب اونکی درازی کے قریب قریب صحیح درجے بنانے کو ایک پیمانہ کا کام دیسکتا ہے -

بڑی قد کی نسلین — وہ ہین جو ۵½ فٹ سے زیادہ ہون -

اوسط قد کی نسلین — وہ ہین جو ۵½ فٹ سے ۵½ فٹ تک ہون -

ادنی قد کی نسلین — وہ ہین جو ۵½ سے کم ہون -

فرانس کی نسل جسکی اوسط درازی ۵½ فٹ ہے "اوسط نسل" مین شامل سمجھی جائیگی - ۱۸۰ - انچہ کا فرق جو مختلف انسانی نسلون کے درمیانی قدمین

نوٹ (۱) کیپ آف گڈ ہوپ - اور آسٹریلیا - اور کناڈا - کے جنگلون مین رہنے والی قومین بھی بشمین کہلاتی ہین - آزاد -

پایا جاتا ہی۔ بہت ہی کم ہی۔ ایسی ہی مثالین مختلف اقسام جانوران مین پائی جاتی ہین جو بہت ہی زیادہ فرق رکھتے ہین۔

مثلاً زولاجیکل پر غور کیجئے کہ بندر کی اکثر نسلین ہین جو باہم بلحاظ صورت۔ عرض۔ طول۔ اور حالتون کے بہت زیادہ فرق رکھتے ہین۔ کوئی شخص ایک چھوٹے اوسٹس اور ایک بڑے گورلا (۱) کو ایک ہی جانور کی نسل نہین تسلیم کرسکتا۔ اسیطرح کی ناموافقت گھوڑے کی نسل مین پائی جاتی ہے جیسے شیٹلینڈ کے ٹٹو اور میکلنبرگ کے گھوڑی ہین۔ ٹٹو اور پرچیرن مین۔ اسیطور پر پھوڈروم (وہ تماشا گاہ جہان گھوڑے اور گاڑیون کے کھیل ہوتے ہین) کے متعلق انتہائی اور کم از کم تعداد مین ناموافقت برٹین کے چھوٹی اور ڈرہم کی بڑی گائی۔ لینڈس کی چھوٹی بھیڑ اور انگلش ڈسلی کی بڑی بھیڑ مین بہت فرق ہے۔ الغرض انسانی نسلون مین بہت کم فرق پایا جاتا ہے۔ جیسا کہ درمیان بشمین اور ہٹنٹاگونیز کے اور درمیان لیپ اور نارویجین کے۔ جبتک ہم ایسے غیر معمولی قد جیسے بڑے آدمی سے چھوٹے آدمی کا مقابلہ نہ کرین کوئی زیادہ فرق نہین دیکھتے۔ یہہ فرق جو انسان کے مختلف نسلون کے قد مین ہے حالانکہ بہت کم ہے مگر ہر ملکون مین وہ آپ ہی آپ وقوع مین آئے مثلاً فرانس مین ہم دیکھتے ہین کہ بڑی اور چھوٹی نسلین پاس ہی پاس آباد ہین

نوٹ (۱) اوسٹس اور گورلا۔ بندر کی دو قسمین ہین۔ مگر چھوٹی بڑی۔

ایسے تفرقے بہت آسانی سے اُن نتایج کے اعتبار پر تصدیق کئے جا سکتے
ہین جنکو بورڈ آف ریونن نے حاصل کئے ہین - فرانس مین بہت اونچے
اشخاص شمال و مشرق مین ہین - نارمن اور وینڈین لوگون مین اُنسے
کم اونچے ہین - جنوب اور جنوب و مغرب کے باشندون
مین زیادہ پست قد پائے جاتے ہین جنسی یہون
کہ وادی کے علاقجات کے باشندے
مستثنی ہین فقط -

محمد عبد الکریم خان آباد
گورکھپور

یارک شایر کے سانپون کا بیان

قدیم راگ - اور پرانی روایتون کے مطابق اوس سرزمین مین بے شمار اژدہے اور مختلف اقسام کے سانپ رہا کرتے تھے - اکثر یہہ بیان کیا گیا ہے کہ دیہات کے لوگون کو وہ سخت نقصان پہنچاتے تھے - آخر کار اُن کی ہلاکت کیلئے کسی مسلح زرہ پوش بہادر کو آمادہ ہونا پڑتا تھا -

سانپون کی نسبت عقیدات کی خواہ کچھ ہی اصلیت رہی ہو - تاہم ان حقیر اور کمزور چھوٹے سانپون کے افعال کے سبب سے جو اُس وقت انگلستان کے گھنڈرون اور جنگلون مین پائے جاتے ہین ایسا اعتقاد نہین ہو سکتا ہے اس سے زیادہ حیرت انگیز یہہ ہے کہ قریب قریب یہی فسانے کسیقدر تبدیلی کے ساتھ ہندوستان اور فارس اور بعض ایشیائی مقامات مین عقیدتاً موجود ہین - پرسس کی لڑائی مین جو سمندر کے دیوتون سے ہوئی اور ہرکلیز کی لڑائی مین جو ہیڈرے سے ہوئی - اور اپالو کی لڑائی مین جو پائیھن کے ساتھ ہوئی یہہ فسانے بلا کسی تبدیلی کے یکسان پائے جاتے ہین -

اور خوفناک اژدہون کی داستانین جو زمانہ قدیم کے کچھ بعد کی ہین انمین ہمارا بڑا سینٹ جارج سب سے سربرآوردہ ہے -

یقین کیا جاتا ہے کہ سانپون کی پرستش کا خیالی وجود ایک طور پر باقیماندہ خیال ہے جو زمانہ قدیم کا بہت رائج تعصب تھا جسکے نشانات ابتک مصر

ہندوستان - یہودیہ - یونان - اٹالیہ مین پائے جاتے ہین - جو اب تک بہت نمایان طور پر بالخصوص دیہوسن اور ہوئیڈن لوگون مین پائے جاتی ہین -
ایک طور پر یہہ خیال کیا گیا ہے جو صحیح بھی ہے کہ ہمارے قدیم راگ لکھنے والون اور گیت گائیون نے اپنی گیتون مین چند ظالم اور خلق آزار اشخاص کا ذکر اژدہے اور سانپ کے نام سے بیان کیا ہے جنکا صحیح لقب ظاہر کرنے کی وہ جرات نہ کر سکے -

معلوم ہوتا ہے کہ قدیم سلطنت ناروتھمبریا کے سانپ - اژدہی - لیڈی وارم سے بھری ہوئی تھی سپنڈل سٹن ہو مین ایک مشہور لیڈی وارم تھا جو ہمبرگ کے متصل ہے -

ترجمہ نظم
اور وہ ایسا زہریلا تھا کہ سات کوس پورب اور سات کوس پچھم - سات کوس اوتر اور سات ہی کوس دکھن اسکے زہردار شعلون کی لپیٹ سے گھاس تک نہ جم سکتی تھی -

ڈرہم کے ایک خاندان موسومہ لمبٹن کے نسبت ایک عجیب قصہ مشہور ہے - بعضے اس خاندان کا افسر پانچ پشت تک اور بعضے کہتے ہین کہ نو پشت تک اپنی بستر پر نہ مرسکا مقام سکبرن ان ٹیز جسپر ڈرہم کے بشپ متصرف تھے کہتے ہین کہ وہان کے لوگ بشپ کو کرافٹ برج کے درمیان ایک قدیم زمانہ کی تلوار ان الفاظ کے ساتھ دیتے تھے "میرے خداوند بشپ مین یہہ تیغ ہالی آپ کو دیتا ہون جس سے بہادر کا نیرس نے سانپ - اژدہی - اور آتشبار اوڑنے والے

پیون کو قتل کیا۔ جسنے مرد۔ عورت۔ لڑکون کو برباد کر دیا۔ جسکی یادگاری مین حاکم وقت نے مقام ساکبرن اُسکو دیا کہ اوسپر متصرف رہی۔ اور نیز یہہ کہ ہر شب کی اول آمد کے وقت اُس مقام مین یہہ تلوار پیش کیجائے" اسپر فوراً وہ اُسے اپنے ہاتھہ مین لے لیا ہے۔ اور لارڈ ساکبرن کی تندرستی اور اُس مقام سے عرصہ دراز تک لطف حاصل کرنیکی دعا مانگ کر جلد واپس کر دیتا ہے۔

تین اژدہے جنکا اوپر ذکر ہوا اول نارتھمبرلینڈ کا اور دوسرا ڈرہم کا تھا تمام بیانات اور انسداد کے اشارون کی تصدیق اُن مقامات کی تحقیقات سے کی گئی ہے جہان کسیوقت سانپون کا رہنا بیان کیا گیا۔

ہنڈیل کلایولینڈ مین جو لافٹ ہوس کے قریب واقع ہے۔ ۱۱۳۳ء مین ولیم چیرڈوی پرسی کے لڑنے کے ایک چھوٹا سا اقی یادگار کا مکان بنایا تھا۔ جسکا اب کوئی نشان بھی باقی نہین ہے۔ فی الاصل یہہ جگہہ بہت ہی خوشنما۔ اور فرحت افزا ہے صرف سمندر جو تین میل کے فاصلہ پر ہے ایک جداگانہ صورت پیدا کرتا ہے۔ اس منظر مین۔ پورا احصار جنگل کا خالص تنہائی۔ اور وادیون کی خاموشی۔ موت کا سا سناٹا۔ اور علیحدگی جو ہر چار طرف ہے۔ ہماری خیال کو اُس قدیم زمانہ کیطرف منتقل کرتے ہین۔ جبکہ۔

ترجمہ نظم
زایرین کے گھنٹے جو سر شام ہی سے سنے جاتے تھے۔
اون ویران پہاڑیون مین جہان وہ پھرتے تھے۔

زمانہ قدیم مین اس جنگل مین ایک ہولناک سانپ رہتا تھا جسمین عجیب و غریب

قوتین تھین جنکی وجہ سے نوجوان ناکتخدا لڑکیان راہ راست سے بہک جاتی تھین اور بالاخر ان کے نرم اور سڈول اعضا جنکی ساخت اور ترکیب قدرت کا ماہر نمونہ ہوتے تھے اوس سانپ کی غذا ہوتے تھے۔ اُن دنون وہان ایک نوجوان بہادر سکا نامی رہتا تھا۔ وہ اُن بربادی بخش واقعات پر بہت غضبناک ہوا جو اُس سانپ کی وجہ سے مہ جبین اور حسین لڑکیون پر عاید ہوتے تھے اور اُس موذی کے ہلاک کرنے کی کوشش مین خود ہی ہلاک ہونے پر آمادہ ہوا۔

بالاخر وہ اپنے دوستون کی دعا اور اپنی دلبرون کے آنسوون کے ہجوم مین سامان جنگ سے مسلح ہوکر اوس سانپ کی غار پاس پہنچا۔

اور اپنی تلوار سے اُس پتھر کو کھٹکھٹایا۔ قاعدہ کے موافق سانپ فوراً باہر نکل آیا اُس کے نتھنون سے شعلے نکل رہے تھے۔ اور اپنی کلغی دار سر کو اونچا اُٹھائے ہوئے تھا تاکہ اُس دلیر حملہ آور کو ہلاک کرے۔

بہادر سکا اوس ہیبت ناک حریف سے مطلق ہراسان نہوا۔ دیر تک بہت دلیری کے ساتھ اُس سخت لڑائی مین مصروف رہا۔ دو مساوی طاقتون کے سخت مقابلہ مین بالاخر ہمارا نوجوان بہادر جسنے اہل شہر کی سلامتی کے لئے اپنی جان خطرے مین ڈالدی تھی اوس موذی کے ہلاک کرنے مین کامیاب ہوا۔

اوس بہٹ مین ایک بہت بڑی رئیس کی لڑکی پالی گئی جس سے ہمارے نوجوان سکا نے شادی کی۔ اور اسطور پر اوس نازنین کو خونخوار ملک الموت کے ہاتھ سے بچایا۔ اس وجہ سے سکا کو ایک بہت بڑی جایداد ملی۔ وہ مقام

جہان سانپ مارا گیا ابتک سکا کے جنگل کے نام سے مشہور ہی سنگین مقبرہ جسمین وہ دفن کیا گیا خانقاہ کے پاس ہے۔

سکسہو جو رڈلی کے قریب ایک چھوٹی سی آبادی ہے اور جو قصبہ سٹوکسلی واقع کلا یولینڈ سی قریب ۴ میل کے فاصلہ پر ہی۔ وہان ایک گول ٹیلے کی چوٹی پر ایک خونخوار ظالم اژدہا آکر رہنے لگا۔ کوئی یہہ نہین جانتا تھا کہ اُسکی اصلیت کیا تھی۔ اور وہ کہانسے آیا۔ اُسپر اس قدر اشتہا غالب رہتی تھی کہ بالمرہ ۹-۱۰ گائین اوسکی بھوک مٹانے کو درکار ہوتی تھین۔ یہہ نہین سُنا گیا کہ گایون کے علاوہ وہ اور بھی کچھہ کھاتا تھا یا نہین۔ جب اوس کا معدہ خالی ہوتا تو اسقدر کرخت سیٹی کی سی آواز کرتا تھا جسسے اس جوار کے رہنے والے بہت پریشان ہوجاتے تھے۔ اُسپر اور خرابی یہہ تھی کہ اوسکی سانس مین اس قدر زہریلا پن تھا کہ وہ جس تک پہنچی وہ وہین ٹھنڈا ہوجاتا۔

یہہ حالت اوس قصبہ کے باشندون کے لئے ناقابل برداشت تھی۔ آبادی بھی اس بلائے مبرم کیوجہہ سے روز بروز کم ہوتی جاتی تھی۔

بالآخر اس موذی کے موت کا دن طلوع ہوا۔ ایک مسلح بہادر اُس راہ سے گذرا جسکے نام اور مقام سکونت سے کسی کو اطلاع نہین تھی۔ اور سخت لڑائی کے بعد اُس نے اُسی سانپ کو مار کر اُسی پہاڑی پر چھوڑ دیا اور اپنی راہ لی سکسہو کے رہنے والے لوگون نے اُس سانپ کی کھال نکال کر اُسی گرجا مین ایک مرتفع مقام پر لٹکا دیا۔ جہان ایک مدت تک اُس بہادر کی فتح اور قصبہ والون کی بلا سے

نجات پانے کا یادگار رہا۔

لاسکی جنگل کا اژدہا۔ بالاسچی۔ تنگسٹن کے گرجے مین جو یارک شایر کے نارتھ رائڈنگ مین ہے ایک قدیم مقبرہ ہی جسکے اوپر ایک بہادر نائیٹ کی زرہ پوش لعبت اپنی پشت ٹیکے ہوئے ہے۔ ٹانگین ایک دوسرے پر ہین یہہ تصویر ایک کتبے سی لگی ہوئی ہی۔ مگر کوئی کتبہ نہین ہے جس سے پتہ چلے کہ یہہ کسکی تصویر ہے۔ قرب وجوار مین یہہ مشہور ہی کہ یہہ قبر پیٹر لاسکی کی ہے جسکا آخر بہادرانہ کام ایک عظیم اژدہی کا مارنا تھا جو اس ملک پر حملہ آور ہوا تھا۔ اور لاسکی کی پہاڑی پر اُسنے اپنا بھٹ بنایا تھا جو سٹون گریو مین ایسٹ تیوٹن کے قریب ہی۔

یہہ روایت اس طور پر بیان کی جاتی ہے کہ بہادر پیٹر لاسکی نے یہہ ارادہ کرکے کہ ملک کو اس آفت سے بچاوے ایک خاص قسم کی زرہ بنوائی جسکے ہر طرف اُستری کی تیز دھار باہر نکلی ہوئی تھی۔ اُس سے مسلح ہوکر صرف ایک تلوار اور ایک وفادار کتے کو لیکر اس ظالم کی تلاش مین چلا جسے اُسنے بہت جلد بغیر زیادہ تلاش کے لاسکی ہل کی ایک جھاڑی مین پایا۔ وہ اژدہا اپنا شکار دیکھکر بہت خوش ہوا اور بہت زور مین اُس مسلح جوان کیطرف لوٹا۔ باوجود اس کے کہ تلوار کا ایک زخم کھا چکا تھا مگر پیٹر لاسکی کو لپیٹ لیا تاکہ حسب معمول دبا کر مار ڈالے مگر وہ اپنے اس خیال مین کامیاب نہوا اور اُستری کی تیز دھارین اُس کے ہر حصہ چبھ گئین۔ آخر کار اژدہے نے اپنی کو کھولدیا۔ اور جونہین زمین پر چلا اوس کے کل زخم اچھے ہوگئے۔ اور پہلے کیطرح زور آور اور قوی ہوگیا۔

اس حیرت ناک نتیجے سے اس بہادر کو سخت تعجب ہوا۔ بہرحال اُسکی تلوار سے اژدہے کا ایک حصہ کٹ کر الگ ہوگیا۔ جسے اوس وفادار ہمراہی نے فوراً اچھیٹ کر لے لیا۔ اور وادی کے اُسطرف ایک میل کے قریب لیگیا۔ اور وہان ایک پہاڑی پر نٹنگٹن چرچ کے قریب رکھ آیا۔ اور اسیطرح باری باری سے ہر ٹکڑون کو جو تلوار سے کٹتے تھے اپنے منہہ مین لیکر وہان رکھ آتا تھا۔ یہان تک کہ سب ختم ہوگیا۔ مگر آخری حصہ جسے وہ لیگیا زہردار سر تھا۔

اس نوبت پر وہ بہادر اپنی فتح سے خوش ہوکر اپنے شریک ہمراہی (کتے) کو پیار کرنے لگا۔ اُسنے بھی سر اُٹھاکر اپنے مالک کا منہہ چاٹا۔

مجھکو یہہ لکھتے ہوئے افسوس معلوم ہوتا ہے کہ اژدہے کا زہر جو کتے مین اثر کرگیا تھا اُس بہادر پیڑ لاسکی مین منتقل ہوگیا۔ اور چند لمحہ بعد وہ گر کر مرگیا۔ اور وہ کتا بھی اوس کے کنارے مرا ہوا پڑا تھا۔

اُس قصبہ کے رہنے والون نے اوسے نٹنگٹن چرچ مین دفن کیا اور ایک یادگار اُس کی قبر پر رکھدیا جسپر اوس بہادر اور اوس کے کتے کی صورت منقش تھی۔ تاکہ اس قصہ کا نشان باقی رہے۔

سلنگس بی۔ نار تھ ریڈنگ آف یارک شایر مین ایک چھوٹا سا پیرش ٹرن ہے اور تین باتون کے لئے مشہور ہے۔ اول ایک قطعہ کا کھنڈر۔ دوسرے می پول تیسرے ایک عظیم سانپ کی روایت۔

وہ قلعہ بہ نسبت اورون کے زمانہ حال کا بنا ہوا ہے۔ مگر تاہم عظیم الشان

گھنڈر ہی۔ ایک درجن می پول مین سے صرف ایک یارک شایر مین رہ گیا ہی اور ہمین اُسوقت کو یاد دلاتا ہے جو اب ہمیشہ کیلئے گذر گیا۔

ہمارا مطلب اسوقت سانپ سی ہے۔ وہ سڑک جو سلنگس بی مین ہوکر ہوونگہم سے مالٹن کو گئی ہے علاوہ داہنی جانب کے جسمین کوئی قدرتی روک نہین ہے عجیب طرحسے داہنی طرف پھری ہوئی ہے۔ اس امر کو اجرٹ اڈسا ورتھ ماہر علم قدامت نے تحقیق کیا۔ اور اپنی تحقیقات کے صلہ مین ایک روایت پایا جو اسطور پر ہے کہ ملٹن اور اس قصبہ کے درمیان اکثر اوقات ایک سانپ رہا کرتا تھا جو مسافرون کے شکار پر اپنے دن بسر کرتا تھا جسی اس وائی ڈل اور اس کے کتے نے مار ڈالا۔ اُسنے ایک مہلک زخم بھی کھایا۔

بستی سی آدہ میل کے فاصلہ پر ایک بھٹ ہی جسکا اندرونی حصہ ۳ گز سے بھی زیادہ چوڑا ہے۔ وہی اُس سانپ کا مسکن تھا۔ اُس زمانہ مین وہ سڑک دکھن جانب ایک میل کے قریب پھری ہوئی تھی جو ابتک نمایان ہی۔

اس روایت کو ایک بڑی محقق عالم نے ۱۶۱۹ء مین لکھا ہی جو ابتک اوس قصبہ کے باشندون مین مشہور ہی۔ یہہ بھی کہتے ہین کہ وہ سانپ ایک میل لنبا تھا۔ اس جان نثاری کے صلے مین قصبے والون نے وائی ول اور اُسکے کتے کی شبیہہ اپنے گرجا مین بنائی۔

وائی ول اور اوس کا کتا دونون اثنا جنگ مین یا لڑائی کے تھوڑی ہی دیر بعد ہلاک ہو گئے اور اُس یادگار شبیہہ کے ساتھہ یاد کئے جاتے ہین۔

ڈاڈس ورتھ نے اوسی دیکھا ہی۔ سلنگس بی چ کے ذکر مین بیان کرتا ہے کہ
چ کے خاص یا ناچ کے کمری مین ایک والی اول کی یادگار ہے جو اپنی ٹانگون
کو ایک دوسری پر رکھے ہوئی ہے اور اُس کے قدم پر ایک دوڑتی ہوئے
کتے کی تصویر ہے۔ کلنگٹن ایک موضع پانٹی فرکٹ سے قریب چھہ میل کے
فاصلہ پر ہے۔ زمانہ سابق مین وہان میدان مین ایک بہت بڑا سانپ
رہتا تھا۔ جو ہر ایک پر خونخواری کے ساتھ نظر کرتا تھا۔ آخر کار ایک چرواہے
نے اپنے کتے کی اعانت سے اُس کا مقابلہ کیا۔ اور اُسے ہلاک کیا۔ انجام کار
وہ چرواہا اور کتا دونون اسی صدمے سے مرگئے۔ جو اژدہی کی لڑائی مین انہین
پہونچے تھے۔ کلنگٹن کے باشندون نے اُسے قبرستان مین دفن کیا اور انہون
شکر گذاری کیلئے اُس کی قبر پر چرواہے اور اُسکے کتے کی تصویر یادگاری
کے طور پر کندہ کرادی۔ پارک شاعر کا دوسرا مشہور اژدہا وانلی مین رہتا تھا
قدیم راگون مین بہت مشہور گیت اس روایت کی ہے۔ اُسے بشپ پرسی
نے اپنی مجموعہ مین شامل کیا ہی۔ یہہ راگ ایک دلیرانہ وضاحت کسی تاریخی واقعہ
کے بیان کی ہے جو ایک بہادر اژدہی کے نوحہ کے پیرایہ مین ہی۔ یہہ امر
مشکوک نہین ہے کہ یہہ راگ کس زمانہ مین لکھا گیا۔

لیکن اژدہے اور مورآف مورہال۔ کا بیان تمام وادی ڈان اور شیفیلڈ سے
کارل کولٹس تک اور ورٹلینڈ کی وسیع حکومت مین بخوبی مشہور ہے
ظالم کو ایک اژدہے سے تشبیہ دی گئی ہے اور فاتح کو ایک بہادر

یا نیٹ از نیٹ جو آگر اس قوی اور موذی دیو کو ہلاک کرتا ہی۔
کہا جاتا ہی کہ سر طامس ورٹلی کو اژدہا۔ اور چند آزاد اشخاص کو جو اپنی ارضی
کی مالگذاری بجز بادشاہ کے اور کسیکو نہین دیتے تھے اور جنسی اوسنے
وہ بک لیا اور جنکو ستاتا تھا اونہین شکار۔ اور مور آف مور ہال کو جو ان
آزاد شخصون کا قانونی مشیر اور حامی تھا اور جسنے اس بہادر ظالم کو شکست دیا
اس کا حریف مقابل قرار دیا ہے۔
چونکہ وہ راگ بہت عمومیت کے ساتھ جاری ہی اسلئے ہم اس جنگ آور کی حمایت
کا ایک شعر لکھتے ہین۔

ترجمہ نظم
اس اژدہی کے دو بازو تھے ہر ایک ایک کاندھے پر
اس کے سینے مین ایک نیش تھا تیر کے برابر۔

اس واقعہ کی تفصیل یون ہی کہ دو شبانہ روز باہم لڑائی ہوتی رہی اور اس
اثنا مین کسی کو کوئی زخم نہین پہونچا۔ بالاخر بہادر مور آف مور ہال کے لات سے
جسمین لوہے کی سلاخین بندہی ہوئی تھین اس اژدہی کی ہلاکت واقع ہوئی۔
وہ مقام جسمین اس لڑائی کا ہونا بیان کیا گیا ہی یارک شایر کے نہایت عمدہ
اور تعجب خیز تاریخی واقعات کے مقامون مین سے ایک ہی جو دارن کلف لاج
کے قریب واقع ہے۔
جہان کھڑی چٹانون کا سلسلہ ایک چوٹی پر واقع ہی۔ اور شمالاً جنوباً بڑے
ڈان بہت کم نیچے روان ہی۔ اور درمیان کی جگہ خوشنما اور دلاویز دخترنیسر

بھری ہوئی ہے۔ وہ نرم پتیاں جب ہوا سے ہلتی ہیں تو سمندر کی خوشگوار لہروں کا جواب دیتی ہیں جو عجب پرفضا منظر ہے۔ اُس کے سامنے اوڈن کی وادی ہے۔ جو مغرب جانب کو کشادہ ہو کر ڈان کی وادیوں میں ملجاتی ہے۔ بائیں جانب بھی اوسی وادی کا سواد ہے جہاں تک جنگل کا سلسلہ ہے۔ جو شیفیلڈ کے گنبد اور منارون تک ختم ہوتا ہے۔

کل منظر بہت عظیم الشان اور خوشنما ہے۔ جسکے جذبات کا خیال جو انسانی علی مذاق میں داخل ہے آسانی سے ذہن میں آسکتا ہے۔

اُس اژدہے کا بھٹ جو ایک قدرتی غار ہے لاج مذکور سے ایک میل اوتر ہے۔

ترجمہ نظم

اب اُس جگہ جہاں ڈان کا سرچشمہ قدرتی چمک دمک کے ساتھ جاری ہے۔
گھنے جنگل اور قدیم واقعہ کے غاروں میں۔
کوئی اژدہا وارن کلف کے درختوں سے بھرے ہوئے ساحل پر۔
مستقل اور مطمئن لہروں کی دھار کے ڈر انیکو نظر نہیں آتا۔

عبدالکریم خان آزاد
گورکھپور

ہنری ٹامس بکل (۱)
کی
سوانح عمری پر
ایک مختصر ریمارک

خموشی اور سنجیدگی کے اوقات مین جب ہم "لایف اینڈ رائٹنگس آف ہنری ٹامس بکل" کو پڑھتے ہین تو ابتدائی حصہ اس مورخ اور فلسفی انگریز کے زمانہ زندگی کا یہہ پیشین گوئی کرتا ہوا نہین معلوم ہوتا ہے کہ کسی زمانہ مین اُس کی عالی دماغی اور بلند خیالی کی اطلاع تمام دنیا کو ہو جائیگی۔ کیونکہ ہم اُسے آٹھ برس کی عمر تک حروف سے بھی ناآشنا۔ اور ۱۴ سال تک سلسلہ تعلیم سے علیحدہ پاتے ہین۔ دانشمند باپ نے اُسکی میلان طبیعت پر خیال کرکے ڈاکٹر جیمس ٹامس ہالوے کے پاس (۲) صرف تبدیلی مقام کی غرض سے بھیجدیا تھا اور ڈاکٹر ہالوے کو ہدایت کردی تھی کہ وہ اُسکو نہ تو کچھ پڑہائین تاوقتیکہ میلان طبیعت دریافت نہ کرلین۔ اور نہ کسیطرح کی سختی سے پیش آئین۔ چنانچہ ایسا ہی عملدرآمد ہوا پر اوسنے کسی شاخ تعلیم کیجانب اپنی رغبت نہین ظاہر کی۔ جس کلاس مین وہ بٹھایا گیا تھا بجز اُس مضمون کے جو از خود اُس کے دماغ مین آگرا اُسنے اور کچھ نہین سیکھا۔ یا تو بیکار بیٹھے رہنے کی وجہہ سے یا شاید اُس سبب سے کہ اکثر ذہین اور ہوشیار مبتدی جو مفاجز اُن کے سلسلۂ تدریس مین داخل نہین ہوتے اُنپر ایک خاص شوق ظاہر کیا کرتے ہین۔

نوٹ (۱) ہنری ٹامس بکل ۲۴ ماہ نومبر ۱۸۲۱ء مین پیدا ہوا۔ ۱۸۶۲ء مین انتقال کر گیا۔

" (۲) بمقام مگارڈن ہوس۔ کینٹش ٹون۔ لندن۔

بکل نہایت غور کے ساتھ اقلیدس اور جبر مقابلہ کے ثبوتون کو جو بورڈ پر کئے جاتے تھے بغور دیکھا کرتا تھا۔ کچھ دنون بعد تو اس بلا کی دلچسپی ہوگئی تھی کہ جو ثبوت سمجھ مین نہین آتے تھے ماسٹر سے پوچھ آیا کرتا تھا۔ اب تو اس خاص سبجکٹ کی تعلیم کیلئے کلاس مین شامل ہوگیا اور ریاضی کا اول انعام لیکر گھر کو واپس آیا۔

یہہ ایک غیر متر قب خوشی تھی اُس شخص کیلئے جسکو تھوڑی ہی دنون کے بعد تمام دنیا ایک ایسے بیٹے کے باپ ہونے پر مبارک باد دینے والی ہے جسنے علمی شہرت کی پاک ہستی حاصل کی۔ اور جسکی تصانیف سے نوع انسان کی مختلف زبانین بولنے والی نسلین اپنی اپنی زبانون مین ترجمہ کے ذریعہ سے فیضیاب ہوئین۔

والد بزرگوار پیارے بیٹے کی اس اچانک کامیابی سے بہت بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ "تم اسکا کیا عوض چاہتے ہو؟" جسکا جواب صاحبزادے نے یہہ دیا کہ "بس اسکول سے اُٹھا لیجئے"۔ باپنے ذرا تامل کے ساتھ یہہ درخواست قبول کی۔

جب اُسنے اسکول کو خدا حافظ کہا تو ۱۴ سال کی عمر اور ذخیرۂ معلومات نہایت ہی قلیل تھا۔ اسلئے نوع استعجاب ہوتا ہے کیونکہ ایک ہندی باپ کتنا ہی اصول تعلیم و تربیت اولاد سے ناواقف ہو کبھی نہین چاہیگا کہ اپنے پیارے بیٹے کو جسنے ریاضی مین اول انعام پایا ہو اور دماغی اور عقلی قوتین جسکی حالت شباب مین ہون مدرسہ سے اٹھالے اور اُسپر ستم یہہ کہ

گھر پر رہکے اوسکا لڑکا اودھم مچائے۔ بازارون مین جاکر سودے والون کو تنگ کرے اور دن رات شوخیون مین گذارے۔ جو کچھ آتا جاتا تھا ٹامس بکل باورچیخانہ مین جاکر نوکرون کو فخریہ سناتا تھا۔ میز کے پاس کھڑا ہوا اور انجیل مقدس کے کچھ حصون کو پڑھا۔ فرنچ مین ترجمہ کرسنایا۔ واہ واہ سنی اور اپنے گھری مین چلا آیا۔ صرف دو ہی کمرے جسمین ماں باپ رہتے تھے اپکی شرارتون اور شوخیون سے پاک تھے۔ والدین کے طریقہ تربیت نے اس کے دماغی اور باطنی قوی کو بالکل چپ چاپ رکھا تھا۔ لیکن اس کی ماں نے اسکو سینا البتہ سکھادیا تھا کیونکہ بمقابلہ دوسری ہمعمرون کے ہاتھون سے وہ کچھ کام نہین لے سکتا تھا۔

باپنے پھر ارادہ کیا کہ کسی جگہ اس کو حصول تعلیم کی غرض سے بھیجے۔ چنانچہ وہ ایک پرائیویٹ ٹیوٹر کے پاس بھیجا گیا۔ جہان کہ اوسنے کچھ نہین پڑھا۔ مگر عقل و دانش مین ترقی ہوچلی تھی۔ بیمار ہوا۔ واپس آیا۔ اور پھر بھی کسی اسکول مین یا پرائیویٹ ٹیچر کے پاس نہین بھیجا گیا۔ چونکہ اب ہوش کا ہوچلا تھا اخبارات کی جانب دلچسپی اور توجہ مبذول ہوئی۔ ایک رات کو فری ٹریڈ (آزاد تجارت) پر (جسکے اصول مطالعہ اخبارات نے اوسکے ذہن نشین کرادئے تھے اور اس زمانہ کے انگلستانی اخبارات مین شدت سے اسپر بحثے چھڑی ہوئی تھی) ایسے جوش کے ساتھ کچھ خیالات پیدا ہوئے کہ سر رابرٹ پیل نوٹ ۱ کو اسی بحث مین ایک خط لکھا جسکے بھیجنے کی جراءت نہو سکی۔ اس زمانہ مین وہی

نوٹ ۱ سنہ ۱۸۴۶ء مین وزیر انگلستان تھا۔

اور پولیٹکل امور بھی اسکے دائرہ خیال و گفتگو کے دو مضامین تھے۔ پالیٹکس مین وہ اپنے لبرل باپ کا طرفدار تھا۔ اور طرفداری کی یہہ شدت تھی کہ آپ دو چار قدم اُنسے بھی آگے نکل گئے تھے۔ سالانہ الکشن (انتخاب) مین بہت کچھ انٹرسٹ لیتا تھا۔ اب ۱۷ سال کی عمر ہے اور صحت بھی بحال ہے۔ باپنے یہہ ارادہ کیا ہے کہ اسکو پیشہ تجارت کیطرف رجوع کرے چنانچہ اپنے ساتھ آفس لیجایا کرتا تھا جہان کہ بیٹے نے نفرت کے ساتھ اپنا وقت گذارا۔ لیکن بعد کو ٹامس بکل نے اس گذشتہ وقت کو ضایع شدہ خیال نہین کیا۔ کیونکہ جسقدر تجارتی معلومات اُسکو ہوگئی تھی

چونکہ ہم ہنری ٹامس بکل کی سوانح عمری نہین بلکہ اسکے روزنامچہ زندگی پر ریمارک لکھنا چاہتے ہین۔ اسلئے اُسقدر اُسکا حصہ زندگی تحریر کرنا ضروری تھا جو ابتدائی ہے اور جسکے پوشیدہ اثرون کا نتیجہ اُسکی مختصر اور دنیا کو معتدبہ فائدہ پہونچانیوالی ہے آخری زندگی ہے۔ جس شخص نے باقاعدہ تعلیم پائی نہو۔ کوئی پیشہ سیکھا نہو اور نہ فارمیشن آف کیریکٹر (درستی و پابندی عادات) کے زمانہ سے کچھ حصہ لیا ہو ہمتو اُس سے امید نہین کر سکتے کہ وہ اہم انسانون کے گروہ کا کوئی رکن ہو سکتا ہے۔ اور اگر ہمکو کوئی مثال ایسے اشخاص کی ملے جو باایںہمہ بے سروسامانی کامیاب طور پر زندگی بسر کرنے والے ہون تو حیرت کی کوئی ضرورت نہین بعد فکر و تامل خود ہم اُن کے عادات و اطوار ہی مین ایک پوشیدہ جھلک اُس مبارک صفت کی پائینگے جسنے باایںہمہ خرابی یہہ تخت و تاج دلایا ہے۔ ہنری ٹامس بکل کے حوالح اور اسباب بھی

کچھ کم قابل مایوسی نہ تھے۔ لیکن ہم اُسکی طبیعت مین مندرجہ ذیل باتین پاتے ہین۔

(۱) لڑکون کے خاص کھیلون اور تماشون سے کچھ ذوق نہ تھا بلکہ وہ ان سب باتون کو ناپسند کرتا تھا۔

(۲) اُسکو اپنے ہمسنون کے پاس بیٹھنے اور اُنسے باتین کرنیسے تقریب قریب نفرت تھی۔

(۳) جب موقع ملتا تھا سن رسیدہ اور سنجیدہ لوگون سے ملاقات اور گفتگو کرتا تھا۔

(۴) وہ ذہین و صاحب فکر تھا۔

لڑکپن کے یہہ اوصاف جنکو سلسلۂ تعلیم سے بے توجہی اور مختلف اقسام کی شوخیان اور شرارتین دور و نیز محو نہین ہونے دیتی تھین بالیقین پائے گئے۔

ہالینڈ گیا جہز منی گیا اور پورے برّاعظم مین اُسنے بخوبی سیر کی۔ سیر سے اُن ممالک کے مکانات۔ باغات۔ بازارین۔ اور تفریح گاہین دیکھنا اُس کا مقصد تھا۔ بلکہ جہان جہان گیا۔ اُس ملک کی زبان سیکھی۔ باشندون کے عادات اطوار اور رجحانات فطرت پر اور نیز اسباب پر غور کرتا گیا کہ انسانی شائستگی کی روشنی کتنی پائی جاتی ہے۔ اُسنے یورپ کی ۱۹ زبانین سیکھین۔ اور یہ سب غیر معمولی تغیر اُسکے دماغ مین پیدا کرتا تھا اُسکے مطالعہ کتب کی جانب رجوع ہوا اور جسکو اُسنے ۱۴ برس تک جاری کیا۔

نوٹ ۔ کتب بینی کا اندازہ صحیح اُسوقت ہو سکتا ہے کہ اُسنے اپنی ہسٹری آف سویلیزیشن مین قریب ۶۰۰ کے مشہور یورپین اور ایشیائی مصنفون کی اعلیٰ تصانیف سے مدد لی۔ پھر اُن کے اہم حصون اور بحثون کو اپنی تاریخ مین اکثر جگہہ منقول کیا ہے۔ راقم مضمون۔

سیاحی کتب بینی - قدرتی ذہانت - اور دوسرے اسباب نے جنپر ہم ریمارک کرنے والے ہین اسکو عملی - اور علم دوست آدمی بنایا - وہ "ہسٹری آف سویلیزیشن ان انگلینڈ" کا جو تین جلدون مین ہے نہایت مشہور مصنف ہوا - جو زبانہائے فرینچ - جرمن - اسپینیش - ڈچ - اور رشین مین ترجمہ ہونیکے علاوہ دوبارہ امریکہ مین شایع ہوئی پہلی جلد تو اسقدر مقبول عوام ہوئی تھی کہ خود انگلستان مین ۳ بار شایع ہوئی یہہ عزت جس شخص کی تصنیف کو نصیب ہوئی ہے اسنے ایک سطر بھی قبل ازین شایع نہین کی تھی - مشرق سے تا بہ مغرب لوگون کے دل مین لایق مورخ کے حالات ماضی معلوم کرنے کا اسقدر شوق پیدا ہوگیا تھا کہ متواتر استفسارات اس کے پاس بہت دنون تک آتے رہے - اور چند ہی سال مین دنیا کے روشن خیال حصہ مین کوئی شخص ایسا نہ تھا جو بزرگ مصنف کے نام و نشان اور اسکی تصنیف سے ناواقف رہا ہو - یہہ شہرت کوئی ناپایدار نہ تھی کہ تھوڑے ہی دنون کے بعد دہندلی ہوجاتی - کیونکہ ٹامس بکل اگر اپنی تاریخ کی اشاعت قبل از وقت کو کچھ دنون تک موقوف بھی رکھتا تو جو کام کہ وہ کرنے والا تھا اور جو دماغ خدا نے اسکو دیا تھا - اسباب دنیاوی بہت دنون تک نامعلوم نہین رکھہ سکتے تھے - ۱۰ برس تک ولایت کے رسالون اور اخبارات مین کوئی تاریخی یا سوشل مضمون ایسا نہ تھا جو بکل ہسٹری آف سویلیزیشن کے حوالہ بغیر شایع ہوا ہو - بلکہ یہان تک خیال کیا جاتا ہے کہ اخبار ٹائمس کے سلسلہ تار برقی تک مین اسکے طریقہ تحریر کی تقلید کیجاتی تھی - ٹامس بکل کو جسنے کسی ایسے ماسٹر سے

نہین پڑہا اور کسی ایسی آفس مین کام نہین کیا جہان اُسکے باپنے ہدایت کی تھی۔ تاہم ایک ایسے باپ کا بیٹا ضرور تھا جو علاوہ تعلیم یافتہ ہونے کے "مین آف بزنس" (کاروباری آدمی) تھا۔ اور ایک ایسی بہن کا بھائی یقینی تھا جو اپنے کمرے مین بیٹھکر دن بھر دستکاری اور دوسرے مفید اشغال مین مصروف رہا کرتی تھی اور ایک ایسی فیملی (خاندان) کا رکن لاریب تھا جو تمام تر کام کاج والی صلح جو۔ اور لڑائی جھگڑون سے پاک تھی۔

ہماری شکستہ حال قوم اور ملک مین بھی بہت سے لڑکے ابتدائی ٹامس کل سے شباہت رکھنے والے موجود ہین لیکن اُن کی آیندہ حالت گمنام اور خوار ہونے والی ہے کیونکہ اُنہون نے دانشمند باپ نہین پائے ہین۔ وہ ایسے گھرون مین پیدا ہوئے ہین جہان لوگ اپنے تمام دنون کو ضایع کرکے راتونکو ندامت و افسوس مین گذارتے ہین۔ وہ ایسی یونیورسٹیون مین پڑہتے ہین جنہون نے انسانی میلان طبیعت کا خیال مدنظر نہین رکھا ہے۔ وہ دلکو تحریک دینے والی اشیاء اپنے اردگرد نہین پاتے۔ وہ جن آبادیون مین بستے جن مکانون مین رہتے۔ جن باغون کی سیر کرتے۔ اور جن اشخاص سے ہمکلام رہتے ہین۔ وہ آبادیان جلد ویران ہونے والی۔ وہ مکانات بے بنیاد ہونیکے سبب سے شتاب گرنے والے۔ باغ خشک و بے ثمر ہونیوالے۔ اشخاص انہین پُرجوش اور لایعقل بنانے والے ہین۔

اس وقت ہندوستانی کالجون مین کچھ تعداد ایسے لڑکون کی داخل ہے

جو اپنے درجون مین حاضری کے پابند نہین ہین لیکن ذہین ہونیکے علاوہ چند صفات ایسے رکھتے ہین جو انکو سنبھال لینے والے ہین۔ مگر افسوس ہے کہ اُن کی غیر حاضری مدرسہ کی وجہ ناپسندیدگی مضمون کی جگھہ کاہلی ہوا کرتی ہے، جب اخبار "علیگڈ انسٹیٹیوٹ گزیٹ" ایک نئی کتاب پر ریمارک کرتے وقت ہندوستان لڑکون کے ٹیچرس دریافت کرنے کو اکثر نامکمن خیال کرتے ہین۔ لیکن صاحب موصوف اگر لڑکے کو صرف مختتی دیکھنا چاہینگے اور والدین کو باتامل۔ اور آزاد رائے ہونے کی ہدایت فرمائینگے تب یہہ مشکل ایک دوسرے پیرائے مین حل ہوسکتی ہے یعنے اگر ہم خود بغیر دریافت کرنے کے کوئی رائے قایم نہین کرسکتے تو یہہ ایک آسان امر ہے کہ محنتی ہونیکی حیثیت سے وہ خود اپنی دلی خواہش۔ اور طبعی مرضی کی پابندی کرسکتا ہے۔

موجودہ یونیورسٹی سسٹم کے پسند کرنے والے۔ اور تعلیم کو ملازمت سرکاری مین داخل ہونے کا ذریعہ سمجھنے والے بزرگوار میری ناچیز رائے پر نکتہ چینی کرسکتے ہین لیکن جسوقت قوم مین بہت سے اہم آدمیون کی ضرورت تسلیم کرلینگے تو اُن کو بغیر اس عملدرآمد کے مفر نہین ہوسکتا۔

علوم صداقت سے بھرے ہوئے ہین اور صداقت خدا کی عنایت فرمائی ہوئی مبارک نعمت ہے۔ علوم ذوق حق اور صفائی قلب کی غرض سے پڑھنا چاہیئے۔ نیکی صرف اپنی ہی تسکین کے لئے کرنا چاہیئے۔

لڑکا کیسا ہی بدشوق اور نافرمان ہو اگر وہ کاہل نہین ہے تو یقینی آیندہ

زندگی کو آراستہ کرلیگا - برخلاف اسکے کیسا ہی ذہین - طباع - اور صاحب فطرت مگر کاہل ہے دنیاوی کاموں کے مشکلات کا مقابلہ بآسانی نہین کرسکتا - گو ہمارا یہ مدعا (جسکی طوالت ہم نہین چاہتے تھے) اپنی حد سے گذر گیا ہے مگر ہمارا مقصد ہے کہ اہل ملت اور ملک اس مضمون سے فائدہ اٹھائین - اسلئے سچے حامیان تعلیم و تربیت مندرجۂ ذیل حصہ کو بغور دیکھ سکتے اور خیال کرسکتے ہین کہ ان لڑکون کے واسطے جو باوجود ذہانت - ہوش اور حواس کے سلسلۂ تعلیم سے بیخبر - اسکول یا کالج سے غیر حاضر رہا کرتے ہین یہہ باتین کس حد تک موثر ہوسکتی ہین -

(۱) تبدیل مقام ہونا چاہئے -

(۲) کسی ایسی جگہہ رکھنا چاہئے جہان مختلف شہرون قصبون متضاد رسمون اور خیالون کے لوگ موجود ہون اور جہان کہ وہ سب سے سوشیل میل جول رکھہ سکے -

(۳) اگر مطلقاً درسیہ کتابون سے وحشت ہوتی ہے تو اسکے رہنے کے مقام مین کسی پرجوش مباحثہ سے متعلق اخبارات و رسالے موجود رہنا چاہئے -

مین اس اسٹیپ کو مفید تصور کرسکتا ہون کیونکہ خیالات عادات اور غلطیون کی اصلاح - اور حالت کے محسوس کرنیکے لئے یہہ نتیجہ انگیز ہے -

ہماری ہمقوم جنکے پاس دولت نہین رہی - ثروت نہین رہی - اسکے ساتھہ ہی مذہب اور ایمان بھی تشریف لے گیا - اور اب جو صرف بیک بینی اور دوگوش دکھلائی دیتے ہین صرف انکی پیاری اولاد انکے لئے ایک دولت ہے جنکی بڑی تعداد مین بے تربیت اور غیر تعلیم یافتہ روحین نظر آتی ہین - اگر وہ بغور کامل اس مندرجۂ بالا

طریقہ کو اپنی اس قسم کی اولاد کے ساتھ (جسکی نسبت ہم اوپر اشارہ کر آئے ہین) برتاؤ مین لائینگے۔ تو مسلمان فلسفی مسلمان اسٹیٹسمین۔ اور دنیا کے اہم کامون کی سرانجام دینے والی آبادی معرض شمار مین رہنی لگیگی۔ کیونکہ ہم دیگر اقوام کی طرح ملازمت سرکاری پر جھگڑنا نہین چاہتے بلکہ اس شائستگی کو جو ابھی تک قصہ اور کہانی کی حد کو نہین پہونچی ہے پھر ایک شامل قایم کرنا چاہتے ہین۔ اور دیکھتے ہین کہ ہماری قوم اور ملک کے ہنری تمام بکل کسطرح اس مایوسی کو رفع کرتے ہین جو ان کے کاہل خاندانون مین پیدا ہو نیسے ہمارے دلوپر نقش کالحجر ہوگئی۔ اور اکثر نیش زنی کیا کرتی ہی۔

نومیدی مگرد دشِ ایام ندارد
روزی کہ سیہ شد سحر و شام ندارد

محمد اصغر حسین
مشکاف ہال
کلکتہ

اسلام کے علم کی تجلّی یورپ مین

آٹھوین صدی عیسوی سے پیشتر تمام یورپ کا عہد تاریک (ڈارک ایجز) کہا جاتا ہے۔ اس عہد مین علمی پرتو کا دھان کو بی اثر نہ تھا بلکہ بی علمی شرافت کا جوہر خیال کیجاتا تھا ایک شخص نے اپنی والا گوہری کا ثبوت اسی سے دیا تھا کہ اسکو دستخط کرنیکی قابلیت نہین ہے۔ مصر مین علوم کی تولید ہو چکی تھی لیکن یورپ اُنسے آگاہ نہ تھا یونانیون کی سرگرم کوششون نے علوم کو ترقی کے لب بام تک پہنچا دیا تھا لیکن یورپ نے اس سے کوئی حصہ حاصل نہ کیا تھا۔ البتہ یورپ کی قسمت کو اس فیاض گروہ کا انتظار تھا جسکو قدرت کی فیضان نے اس بیش بہا عطیہ پھیلانیکو دھان بھیجا۔ اندلس کے مسلمان اپنی فتحیاب ہتیارون کے ساتھ ایک گران بہا سرمایہ علوم کا لیتی گئی جسمین مصر۔ یونان۔ فارس۔ ہند اور زیادہ تر اپنی کوششون کی نتایج کا حصہ تھا اس علوم کی رہنما گروہ نے اپنے علوم کو مخفی رکھنا نچایا بلکہ قدرت کی نقل کے مطابق اُن کو یگانہ اور بیگانہ کیلئے عام کر دیا۔ یورپ کے شایقین ان علوم کے خواہد دیکھکر جو اصول عالم سے متعلق تھے اور جنکی کشش ہر ایک کے دلمین قدرتی ہوتی ہے اندلس کے یونیورسٹیون کیطرف جو عموماً تمام دارالامارتون مین اور خاصتہ طلیطلہ (ٹالڈو) اور قرطبہ (کارڈوا) مین قایم تھین جوق جوق مسافرانہ لیاسین رحلت کرنے لگی۔ بے روک تعلیم نے اُنکی شوقون مین جنبش پیدا کی۔ ہرچند کہ

اسلامی مدرسون کی تعلیم دو وجہون سے اُن کے لئے پرخطر تھی۔
(۱) یہہ کہ مسلمان اپنے شاگردون کو علمون کے ساتھہ توحید کی تعلیم بھی دیتے تھے جو اُس زمانہ مین یورپ کے مزاج کیلئے نہایت مضر تھی۔
(۲) یورپ کے لوگ ایسے شخص کو جو مسلمانون سے پڑہکر جاتا جادوگر کہتے تھے اور ملک کے خطرات اُسکو جہکم مین ڈالدیتے تھے لیکن یہ علمی شعل اس تانہا کی سی مشتعل کی گئی تھی کہ کوئی مزاحمت اُس کے جذب کو روک نہین سکتی تھی۔

ابتداءً علوم یورپ مین ایسے نمودار ہوے جیسی شب تار مین صبح کاذب نویں صدی عیسوی مین انکی واقفیت کا ذریعہ بوتھیس۔ بیڈ۔ بیڈ کا شاگرد الکوئین ہوی علم کے حاجیون کا یہہ پہلا قافلہ ہے۔ اُنمین سے سب سے زیادہ مشہور جربرٹ راہب ہے۔ اسکے والدین نہایت پست درجہ کے تھے وہ ملک فرانس مین اورن قسمت کی شہر اورل مین پیدا ہوا اپنی لیاقتون کیوجہہ سے ریمس اور ریوان کا بشپ ہوگیا اور رفتہ رفتہ پوپ کے رتبہ کو پہونچ گیا دسوین صدی کے پچھلے چار سالمین وہ اس عہدہ پر رہا اس زمانہ مین اسکا نام سلوستر دوم تھا۔
اس شایق ذکی نے اندلس مین رہکر حساب۔ اقلیدس ہیئت فلسفہ کو مسلمانون سے سیکھا اور مختلف علوم سے مالامال ہوکر جب فرانس مین واپس آیا تو اُسکے ہمعصر اسکو نادرۂ روزگار سمجھتے تھے رقیبون کے رشک نے اُسکو جادوگر بھی ٹہرایا کہ یہہ شیطانی قوتون سے ساز رکھتا ہے۔ اسنے حساب۔ اقلیدس مین بہت سی کتابین لکھین اور پہاڑون کے اختصار کے قاعدے تحریر کئے اسکے وجہہ سے جنوبی فرانس

اور اندلس مین علمی تعلقات کا سلسلہ قایم ہوگیا۔

اٹلی کے جنوب مین بمقام سلرنو عرب کے طبابت کی مشہور مدرسہ کی بنیاد اگرچہ اٹھوین صدی سے پڑ گئی تھی لیکن دسوین صدی سے تیرھوین صدی تک اسکے ترقیات نہایت ہی نمایان تھین اس مدرسہ کی ترتیب اور حسن انتظام کی سنجیدگی شرقی علوم کی پرتو سے ہوئی اسکے پروفیسر عرب کے نامور طبیب اور اسکا کورس بو علی۔ ابن رشد ابوالقاسم ابوبکر رازی۔ ابوقیس۔ زہیر اندلسی کی تصنیفات کا سلسلہ تھا فرنچ وغیرہ مین اس مدرسہ کے مکمل تاریخین لکھی گئین ہین۔

قسطنطین کارتھیج کا باشندہ گیارھوین صدی کی نصف اخیر مین علم کا بڑا پروفیسر گذرا ہے یہہ تاکہ فیثاغورس علم کی تلاش مین مصر۔ عرب۔ الجزیرہ۔ عراق فارس۔ ہندوستان کے ملکون مین گیا اس زمانہ مین ان ملکون مین علوم دینوی خلفائے کے ظل حمایت مین نہایت عروج پر تھی اپنی نظر فیثاغورس کے مثال پر یہہ حکیم فلسفہ۔ طب کی خواہد سے مملو ہوکر واپس آیا ۳۰ برس تک اسنے علم کی تلاش مین سفر کیا اور واپسی کے بعد بقیہ عمر کو عربی علوم سے ترجمہ کرنے مین صرف کیا کہتے ہین ابن سینا کی خدمت مین یہہ رہا تھا۔

اس عہد تک جو کچھ ہوا وہ ترقی کا محض دیباچہ تھا ملک مین عموماً سرگرمی پیدا نہین ہوئی تھی اور پادریون کی مذہبی مزاحمت نے شائقین کی تعداد اور بھی گھٹا دی تھی لیکن بارھوین صدی کا عہد ترقی کا پہلا زینہ ہے اس مین مشرقی علوم کی شعاع نہایت تیزی سے یورپ پر پڑی جسنے

یورپ کے رخ کو مجلی کر دیا۔

اگرچہ یورپ کو بیت المقدس کے جانباز معرکون مین سخت ناکامی ہوئی اور اسکا اثر تمام یورپ کی آبادی۔ دولت آسایش پر نہایت ضرر رسان ہوا لیکن اسکے ساتھ ہی اسکی تلافی بھی ایسی ہوئی جسنے سارے غم و لون سے بھلادی افیرقہ اور شام وغیرہ کے لوگون سے اُن لوگون کی جو بحر روم کی سواحل کی آبادیون مین بود و باش رکھتی تھے میل جول پیدا ہوا باہم تجارت کرنے لگی تجارت سے مال و دولت مین فراوانی ہوئی پھر علوم و فنون کا ولولہ پیدا ہوا شدہ شدہ جدید اور قدیم خیالات کے لوگون مین نفاق برپا ہوگیا یہان تک کہ باہم اُن دونون فریقون کے تعلقات بالکل مسدود ہوگئے۔ اسلئے بارہوین۔ تیرہوین۔ چودہوین صدیان تجارتی۔ مذہبی۔ علمی ترقیون کیلئے مشہور ہین۔ اور شایستگی کے ایک مناسب نصاب کے حاصل کر لینے کے سبب سے عہد وسطی کے ساتھ ملقب ہین۔ اسی زمانہ مین مذہب کی رفارم کرنے کی کوشش کی گئی۔ یہی وہ زمانہ تھا جسمین علم طب پادریون کے خاندان سے بالکل جدا کر دیا گیا تھا عام طور سے مشتہر کر دیا گیا تھا کہ مذہب اور طب مین کوئی وابستگی نہین ہے سالہا سال تک پوپ کے احکام دونون سرشتون کی علاحدگی کی نسبت جاری ہوتے رہے۔ طب کے علاوہ ہر قسم کے علوم دینوی فلسفہ وغیرہ بھی دنیاوی قرار دی گئی کیونکہ علم طب مین پوری تحصیل کے لئے تمام علوم انسانی کی شاخین شامل تھین۔ اس سے ایک عجیب تبدیلی نے

تعجب افزا ظہور کیا کہ زمانہ کے زبردست انقلاب نے گرجا کے مدارس کو عموماً بدلکر یونیورسٹی کر دیا۔ یہہ کام بارہوین تیرہوین چودہوین صدی کے پوپون کے مدد سے ہوا اسیوجہہ سے علوم اور فن ادب کی قدر بڑہگئی اُن کی ترتیب عمدہ عمدہ اصول اور طریقون سے کی گئی جس سے بہت جلد اُنکی ترقی ہوگئی مذہبی علماء کی دیکھا دیکھی عموماً لوگ ادب کو سرگرمی سے حاصل کرنے لگے مسلمانون کے مدارس کو لوگون نے آکر دیکھا اور اُنکی طب اور علوم کو اخذ کرکے بڑی بڑی کتابون کے مشرحین لکھین اور درسی کتابون مین کورس کیطرح داخل کرلیے

اسی صدی مین ایڈی لارڈ باتھہ واقع انگلستان کا باشندہ جو بیدہ قطین صومعہ کا راہب تھا بادشاہ ہنری اول کے عہد مین اندلس اور مصر کو گیا اور زبان عربی مین علوم ریاضی و طبعیات کو سیکھا اور ارسطو کی اکثر تصانیف اور اقلیدس کا ترجمہ عربی سے کیا یہی پہلا شخص ہے جسنے اقلیدس مصنف کو یورپ مین ظاہر کیا۔

الجبرہ کی تاریخ دان مدت تک اسکے یورپ مین رواج پانیکے وقت اور طریقہ کی نسبت غلطی مین رہے مگر اب یہہ تحقیق ہوگیا ہے کہ اس علم کو لیونارڈ پیسہ کا باشندہ تاجر ائلی مین لایا۔ ذہین شخص اوائل عمر مین ملک بربر مین بود و باش رکھتا تھا وہان اسنے ہندسون کے ذریعہ سے حساب کرنے کا طریقہ سیکھا اور بوجہہ تجارتی کاروبار کے اسکو مصر شام یونان سیسلے مین سفر کرنا پڑا۔ یہان اسنے ہندسون کے متعلق پوری واقفیت

حاصل کی اُن کو اُسنے نہایت توجہ سے سیکھا اور اُس واقفیت کی امداد سے
اور کچھ اپنے طرف سے اضافہ کرکے اور نیز کچھ علم ہندسے اخذ کرکے
علم حساب مین ایک رسالہ لکھا اس زمانہ مین الجبرہ حساب کی ایک شاخ شمار کیا
جاتا تھا اور اسی نظر سے لیو بارڈ کے رسالہ مین جو حقیقتہً ۱۲۰۲ء مین لکھا گیا تھا
اُن دونون شاخون پر بحث کی گئی ہے اسطریقہ سے یہہ عمدہ عرب کی ایجاد
یورپ مین پہونچی۔

اس مین شک نہین ہے کہ عربی ہندسون کو اول اہل ہیئت والون نے
استعمال کیا پھر وہ تمام یورپ مین جنتریون کے ذریعہ سے مشہور ہوگئی
جرارڈ واسیس اس زمانہ کی تاریخ بارہ سو پچاس لکھتا ہے لیکن ہوشمند
اور جفاکش ڈیو کنج کا یہہ خیال ہے کہ یہہ ہندسے چودھوین صدی سے
پہلے نامعلوم تھی اور پادری پیلین جو کہ ایک بڑا ملکی محقق ہی یقین دلاتا ہے
کہ اُسنے ان ہندسون کو چودھوین صدی سے پیشتر کی تصانیف مین شاذ
نادر ہی پایا ہے لیکن کرجر جسکے بیان مین صداقت معلوم ہوتی ہے ہندسے
رواج کو اُن نقشون سے متعلق کرتا ہے جسکو بڑی جانفشانی اور صرف کثیر
سے کسٹایل کے مشہور بادشاہ الفانسو نے ۱۲۵۲ء مین مشہور کیا تھا
اور پھر دوبارہ چار برس کے بعد صحیح طور پر مشہور کی گئی بہرحال یہہ موجودہ
ہندسے معہ کسور اعشاری وغیرہ صرف عرب سے یورپ نے اخذ کئے۔
یونانیون کے زمانہ مین بجاے ہندسون کے حروف تہجی تھے

بجائے اکائیون کے وہ انہین حرفون کو استعمال کیا کرتے تھے اور کبھی کبھی خاص خاص علامتون کو بھی استعمال مین لاتے تھے جیسے مثلث نما شکل جو دانائی کی علامت سمجھی جاتی تھی یہہ ہند سے جو عموماً اب تمام یورپ مین مستعمل ہین اور کامن کریئر یا اریبک کریئر کہلاتی ہین عرب سے لئے گئے۔ رومی ہندسے بھی یورپ مین ہین لیکن وہ علوم مین بالکل متروک ہین صرف گھڑیون پر لکھی جاتی ہین یا لمبرون کے شمار کے لئے ان کو استعمال کرتے ہین۔

یہہ صدی اس واسطے بھی زیادہ مشہور ہو کہ اسمین حکماء اسلام ابن سینا الفارابی۔ الغزالی کی تصانیف کے ترجمے لاطینی زبان مین ہوئے یورپ کے طالب علمون نے ارسطو کی مشہور تصانیف طبعیات۔ الہیات اخلاق زیادہ تر اہل عرب ہی سے لیا۔

ریمنڈ طلیطلہ کے بشپ کے حکم سے یہود اور اہل اندلس نے ارسطو کی مشہور تصانیف کے متعلق ابن سینا الفارابی الغزالی کی تصانیف کا ترجمہ کیا۔

ابن سینا کی تصانیف ذیل کا بارہوین صدی کے ختم ہونے سے پہلے لاطینی مین ترجمہ ہو چکا تھا۔

ارسطو کی کتاب ڈی انیما۔ ڈی کویلو۔ ڈی منڈو۔ اسکسٹاٹ۔ کتاب تشریح۔ طبعیات۔ الہیات اونڈینیت یہودی اور ڈامنیکس گنڈس سالوی نے انکا ترجمہ کیا۔

بارہوین صدی کی وسط مین ڈامنیکس گنڈی سالوی امام غزالی کی کتاب

مقاصد الفلاسفہ کا ترجمہ لایا۔

یہہ کتاب جسمین طبعیات الہیات ہے عہد وسطی مین اکثر درس تدریس مین رہی اور یورپ کے خیالات کو اُسنے اپنی طرف متوجہ کر لیا۔

اندلس کے مسلمانون کی تہذیبی اثر سے اس عہد مین فلسفہ کے اعلی نتایج یورپ مین پھیلگئے اکثر تو وہ لباس عربی مین ہی تھے اور کہین کہین انہون نے لاطینی لباس سے اپنا چہرہ مسلمانون سے چھپا لیا تھا۔

یورپ مین تمام انسانی ترقیات کا پیش خیمہ بھی علوم تھے طبعیات کے طرف جب میلان بہت زیادہ بڑہ گیا تو غیر متغیر قانونون کے یقینی علم نے پچھلے عقاید کو بالکل متزلزل کر دیا اسی سے فلسفہ تاریخی کا ایجاد ہوا۔

ان علوم نے جدید اعتقادات پیدا کرنے اور آیندہ ایک عظیم الشان حکمی تغیرات کے رستے بنانے مین بڑی مدد دی۔

اس صدی مین یورپ مین ہر علم کی شاخین بارآور ہوگئین تھین اور انکی واقفون کی معقول تعداد ہوگئی تھی۔ اور ترجمون نے لاطینی زبان کو علوم کا عقلی مخزن بنا دیا تھا اور مذہب و وطن کی غیرت کا بھی یہی تقاضا تھا کہ عربی کے بار احسان سے سبکدوشی ہو اسلئے جا بجا یونیورسٹیون کی بنیادین قایم ہوگئین انگلستان مین آکسفورڈ کیمبرس کے یونیورسٹی عربی علوم کے ترجمون کے لئے مرکز تھین۔ اور اٹلی مین چونکہ مسلمانون کی یونیورسٹی سٹ یقین کی تعداد کے مدد دینے کے لئے پوری طور پر کافی نہ تھے اسلئے

اٹلی کے جنوبی حصہ مین بلونا کی مشہور طبی یونیورسٹی اسی صدی مین قایم ہوگئی تھی جو کہ ابھی تک سب اصول تعلیم مین وہ سلرنو کا دوسرا غالب تھی ان دونون تعلیم کی نہایت مفید بنیادون مین حکمائے اسلام کی تصانیف کا درس دیا جاتا تھا۔ جو جو علوم طب کے لئے ضروری تھے وہ سب کے سب عربی مین ہی تھے۔ مانڈینول جو سنہ چودہ کی اخیر مین بلونا کا مشہور پروفیسر گذرا ہی اور وہی تشریح جدید کا بانی خیال کیا جاتا ہے اور ابو التشریح اسکو کہتے ہین اسنے ان عربی اصطلاحات کو جنکو کہ ابن سینا اور ابن رشد نے اپنی تصنیفات مین استعمال کیا تھا لاطینی مین ترجمہ کیا لیکن بہت سے الفاظ جبتک کہ یونان مین اسکے ترجمے نہ ملے تھے وہ ہو بہو عربی ہی کے تھے جو ان ترجمون کی تاریکی مین اپنی روشنی سے عرب کے کاروان کا نشان بتا دیتے تھے اور ابتک بھی جلپ۔ شرب۔ تمرن۔ اکسیر۔ زنبیک وغیرہ لفظ باقی رہگئے ہین اگرچہ تغیر زبان نے نعل معکوس کیطرح ان نشانون کی ہیئت بگاڑ دی ہے۔ یہہ واقعہ سلسلہ تاریخ مین نہایت مشہور ہے کہ سنہ ۱۱۵۲ مین اسکندر اچیلینی بلونا کا رہنے والا مانڈینول کا شاگرد عربی ہی تعلیم کا پیرو تھا۔

تیرہوین صدی مین یورپ کے معلومات مین اور بھی زیادہ وسعت ہوگئی۔ راجر بیکن جو اس صدی کا حکیم تمام عہد وسطی کے حکما سے زیادہ نامی خیال کیا جاتا ہے وہ عربی علوم کا بڑا واقف ہوا ہے اسنے اپنی اصول کی بنیاد عربی ہی ہدایتون پر قایم کی ہے۔

مغربی کیمسٹری مین قدیم اور معتبر تصنیفات مین سے جو کہ ابتک مشہور
ہین وہ رلجہ بیکن اور البرٹس میگنس کے ہین لیکن بیکن سب سے پہلا اور اس فن
کی تعلیمات مین سب سے زیادہ فایق تھا۔ اگرچہ وہ جادو اور طلسم پر الزام لگاتا ہی
لیکن اسکا یقین ظاہر کرتا ہے کہ ادنی دھاتین سونے مین بدل سکتی ہین اگرچہ
خود انکی بنانی کا مقرر نہین ہے۔ اسکو کامل یقین تھا کہ ان دھاتون کا اثر
زندگی بڑھانے پر بہ نسبت سونا بنانے کے زیادہ پڑتا ہے وہ اس خیال مین
جابر کا پیرو ہے کہ سونا تیزاب (نائیٹرو ہیدرو کلورک ایسڈ) یا (ایکوا ریجیا)
مین حل ہوکر اکسیر ہوجاتا ہے۔

یہہ علم عرب سے بذریعہ اندلس کے یورپ مین پہونچا اور ایک عجیب
طرز گلی سے فلسفہ مین پیوند ہوگیا۔

یہہ علم اور انسانی فخرون کیطرح بغداد سے نمودار ہوا اس علم کو
امام جابر ابن حیان ابو موسی حرانی نے (حران الجزیرہ مین ایک شہر کا
نام ہے) ظاہر کیا ممالک شرقیہ مین یہہ ایک نامور حکیم ہوا ہے۔ امام
جعفر صادق علیہ السلام کا شاگرد رشید ہی اسیواسطے اس علم کو علم جابر
کہتے ہین یورپ اسکی قابلیت سے خوب واقف ہی کارڈن کہتا ہے
کہ جابر ان بارہ شخصون مین سے ہی جو ذہانت اور زیرکی کے لحاظ
سے یگانہ دہر خیال کئے جاتے ہین راجر بیکن اسکو مجسٹر مجسٹرم کے
کے خطاب سے ملقب کرتا ہے اسنے ستر رسالی کیمسٹری مین لکھے ہین

لاطینی نظم مین اُنکی مضامین کی ایک معقول تعداد ہو کتب خانہ لیڈن مین جابر کی اکثر تصانیف ہین جو کہ کبھی طبع نہین ہوئین - پیرس کے بادشاہی کتب خانہ مین بھی اوسکی دو تصنیفین ہین -

(۱) سما کلیکشہ کیمیلی مینٹی سکری ٹورم نیچر -

(۲) سما پرفیکشہ اور ایک تصنیف اسکی علم ہیئت مین ہے - اور ایک مضمون اسفریکل ٹرانیگلن پر ہی - ایک مجموعہ اُسکی تصانیف کا لاطینی مین ۱۶۸۲ء اور ایک دوسرا انگریزی مین لندن مین ۱۶۷۱ء مین چھپا

موجودہ کیمسٹری کیلئے وہ اصول کیمیاوی ایسی ہی ہین جیسی نجوم ہیئت کے لئے اور واقعات تاریخ کے لئے منجم کی نظر مین جیسکہ ستارون کا علم زیادہ تر اسلئے مفید ہوتا ہی کہ اُن کا اثر آیندہ واقعات پر پڑتا ہے ایسے ہی اصول کیمیاوی دریافت کرنے کا منشا یہہ ہوتا ہے کہ ادنی دھاتون کو اعلی دھاتون مین کیونکر بدل سکتے ہین اور زندگی کو اُسکے ذریعہ سے کیسے بڑھا سکتے ہین -

اگرچہ حکمائی اوسکے اعتقاد کی نسبت عجب پر لطف تقریرین کین ہین بوعلی سینا اول اول اسکا قائل ہوا کہ ہر ایک دھات کی حقیقت جدا جدا ہی ہم اپنی تصرف سے ایک کے قدرتی اجزا کو بسبب لاعلمی کے دوسری قدرتی اجزاء سے نہین بدل سکتے ہین اور فارابی نے کہا کہ نہین سب دھاتون کی اجزا جوہری ایک ہی ہین وزن اور رنگ مین تفاوت ہے جنکو ہم

بدل سکتے ہین طغرائی جو فن کیمیا کا امام ہے وہ کہتا ہے کہ بہت سے جوہری حقایق ایسے ہین کہ ہم اُن کے مادہ کو دوسری کے قابل کر سکتے ہین مٹی اور متعفن چیزون سے بچھو بناتے ہین بالون سے سانپ کی تولید کر سکتے ہین اہل فلاحت کی طور پر ایک خاص ترکیب سے سینگون مین شہد بھر کر نیشکر بنا سکتے ہین ایسے ہی ہم بھی خاص خاص ترکیبون سے ایک دہات کو دوسرے کے قابل بنا لیتے ہین اور ابن خلدون نے اُسکی اعتقادی خطا سے ایک اور دلیل بیان کی کہ قدرتی چیز کو اگر کسی صفت سے بنانا چاہین تو ضرور ہی کہ ابتدا سے انتہا تک قدرتاً جتنی حالاتون مین انقلاب پیدا ہوتا ہے وہ سب وقتاً فوقتاً اپنی ترکیبات سے اس مین پیدا کرنی ہون گی اگر کسی مصنوعی انسان کو بنانا ہو تو ابتدائی نقطہ سے کمال انسانی تک جو جو اسمین تبدیلیان ہوئین ہین وہ سب اسمین کرنی ہونگی تو نہ ایسا علم کسیکا وسیع ہو سکتا ہی اور نہ اتنی عملی طاقت کسمین ہو سکتی ہے سوائے اُنہون نے لکھا ہی کہ ایک ہزار اسی شمسی دورون کے بعد اُسکے معدن مین تولید ہوتی ہے تو اتنے زمانہ کی تمام تبدیلیون سے کوئی واقف ہو لے جب سونا بنا دی ورنہ قدرت سے اُسکو سبقت ہو جاویگی اس تقریر کے بعد کیسی تعجب کی بات وہ لکھتے ہین کہ سانپ بچھو کی پیدایش کو ایسا نہ سمجھنا چاہیے اسلئے کہ ایسا تو ہوتا رہتا ہے لیکن کیمیا کا وقوع بالکل مشتبہ ہے۔

میری نزدیک مذہب فارابی کا ہی بہت صحیح ہی کہ سب دھاتون مین فرق صرف وزن کے لحاظ سے ہی جسکو تکاسف اور تحلل کی مسئلہ نے پیدا کیا ہی اور جوہری رنگ نے ہر ایک کی صورت دوسری سے جدا کر دی ہی اور عالم طبیعت مین ایسے شواہد بہت سے موجود ہین جو ایک کے وزن اور رنگ کو دوسری سے قریب کر دیتی ہین خیر ہمکو اس سے بحث نہین ہمکو کیمیاوی اعمال عرب کے دیکھتی ہین جنکے نتایج اصلی اغراض سے بھی زیادہ قیمتی ہین۔ اہل عرب نے نہایت وسیع جانفشانی سے اکثر معدنی۔ نباتی۔ حیوانی چیزون کی تحلیل کے آنکی قوی محلل ایجاد کئی جنکے اصول سنکھیا۔ پارہ۔ گندھک ہی ہر ایک چیز کی سیال اور غیر سیال اجزا جدا جدا کئی اُنکے لئے ظروف۔ بھٹیان۔ منخلی آتشی شیشیان ایجاد کین حل وعقد کے لئے جن اندازون کی ضرورت تھی اُنکو محکم اصول پر ترتیب دیا اسلیئے وہ جدید چیزون کی اکثر حقیقتون سے واقف ہو گئی نوشادر سے اولاً وہی واقف ہوئی اسلیئے اُسکو انگریزی مین ایمونیا کہتے ہین ایمن کی شہر کے موقع پر دریافت ہوا تھا۔

(باقی آیندہ)

خلیل اللہ اسرائیلی
مدرس عربی مدرسۃ العلوم
علیگڈھ

القاہرہ

مصر ایک نہایت قدیم ملک ہے جسنے علوم و فنون و شائستگی و تہذیب مین ایسے زمانہ مین بے انتہا ترقی کی تھی جبکہ کل روئے زمین پر جہالت و وحشت کا عمل تھا۔ اسلئے اگر اس ملک کو تمام دنیا کا اوستاد کہا جاے تو کچھ مبالغہ نہین ہے۔ کیونکہ باستثناے ہندوستان و چین کے دنیا مین اکثر علوم و فنون یونانیون کے ذریعہ سے پہنچے ہین اور یونان کو یہہ فیض اسی مصر کے طفیل سے حاصل ہوا تھا۔ سیسوستریس اسی ملک کا ایک جلیل القدر بادشاہ تھا جسنے ہندوستان تک اپنا سکہ جما دیا تھا۔ ہرمیس اعظم جامع فضایل ثلاثہ کا یہی مولد تھا۔ فرعون کو یہان ہی کی سلطنت پر خدائی کے دعوی کا حوصلہ ہوا تھا۔ یہان ہی کی دال اور پیاز کا مزہ یاد کر کے بنی اسرائیل کے مہنہ مین پانی بھر آتا تھا اور اپنی آزادی کو یہان کی غلامی پر سو بار تصدق کرنے کو آمادہ تھے۔ لہراسپ شاہ ایران نے اسی ملک کی طمع مین اپنا سارا لشکر افریقہ کے ریگستان مین ضایع کر دیا۔ یہان ہی کی ایک ملکہ کے دلفریب حسن و جمال نے روم کے ایک عظیم الشان بادشاہ سے سلطنت اور جان سے ہاتھ دھلوائے تھے اور اس شعر پر عمل کرایا تھا۔

بفراغ دل زمانے نظری بکام ہروے
بہ ازانکہ تاج شاہی ہمہ عمر ہا بدوے

اس ملک کی مقامی حیثیت سے بھی اسکی قدیمی ترقی اور مرجع عام ہونیمین

بہت بڑی مدد پہونچی ہے۔ قدیمی دنیا کے تینون براعظم کے وسط مین یہہ واقع ہی اور شمال کی جانب بحر روم اور جنوب مشرق کے طرف بحر احمر سے گھرا ہوا ہے۔ اسلئے قدرتی طور پر اسکو ہمیشہ وہ سب فوائد حاصل رہی ہین جو کل دنیا کی آمد و رفت اور تجارت کے مرکز کو حاصل ہونی چاہئین اور اسی وجہ سے یہہ ملک مختلف حملہ آورون کی پایمالی مین رہا ہے۔ کبھی یونانیون کا دور دورہ رہا۔ کبھی رومیون کو عروج ہوا۔ کبھی عربون کے تحت مین آیا۔ کبھی مملوک کبھی ترک مسلط ہوئے۔ کبھی فرانسیسیون کو رسوخ حاصل ہوا کبھی انگریزون کو اسواسطے اسکی دارالحکومت حال (یعنے قاہرہ) کے مختصر حالات خالی از لطف نہونگے۔

قاہرہ دریاے نیل کے شرقی کنارہ پر اسکندریہ سے ۱۱۲ میل جانب گوشہ جنوب و شرق اور سویس سے ۷۰ میل جانب غرب واقع ہے۔ اسکا عرض بلد شمالی ۳۰ درجہ ۲ دقیقہ ۱۰ ثانیہ۔ اور طول بلد شرقی ۳۱ درجہ ۱۵ دقیقہ و ۲۶ ثانیہ ہے۔ یہہ شہر دامن سلسلہ کوہ مکتم پر واقع ہے جسکی ایک چوٹی پر یعنے سطح شہر سے ۲۵۰ فٹ کی بلندی پر اسکا قلعہ نہایت عمدہ موقع پر بنا ہوا ہے کہ سارا شہر اسکے زد مین آسکتا ہی۔ اسکی شہر پناہ نہایت مضبوط اور ۷ میل کے دورہ مین ہے اور زیادہ تر استحکام کے واسطے اسمین جابجا برج اور مینار بنے ہوئے ہین۔ قلعہ کے حصار پر سے شہر کی ایک عجیب کیفیت معلوم ہوتی ہے۔ تمام شہر ایک مجموعہ تصاویر کی شکل نظر آتا ہے۔ اس کے باغات۔ محلات و دیگر عمارات۔ مساجد جنکے میناروں اور

برجون پر عجیب و غریب صنّاعی کے کام ہوئے ہین - بندرگاہ بلاق - شوبرہ کا پُر فضا باغ و محل - وسیع دریائے نیل جسکے دونون کنارون پر درختون کی قطارین اور وسط مین چھوٹے چھوٹے جزیرے اوسکی خوشنمائی مین اور بھی اضافہ کرتے ہین اور جسکے بے انتہا فوائد اور غیر معلوم المخرج ہونے نے اوسکو مصر مین ہندوستانی گنگا کا رتبہ دیدیا تھا شمالی افق پر کوہ نما اہرام - مغرب کی جانب کہیت باغات اور سرکاہین - مشرق مین ننگی پہاڑیان جنکے دامن پر ریگستان کا سمندر موج زن ہے - یہی اس مشہور شہر کا ایک مختصر خاکہ ہے - اس شہر کی اندرونی حالت کچھہ بہت اچھی نہین ہے - گلی کوچے نہایت تنگ و غلیظ ہین - اور شہر پناہ کے باہر کوڑے کرکٹ اور خاک کے انبار جو لگے ہوئے ہین اونکی خاک ہوا سے اُڑ اُڑ کر شہر مین آتی ہے - عام رعایا کے اکثر مکانات چھوٹے چھوٹے اور خام و شکستہ حال ہین - مگر اُمرا اور دولتمند لوگون کے مکانات بہت خوشنما ہین اور ہر قسم کی صناعی اور رنگین شیشون سے مرصع ہین - دروازے بہت پُر تکلف ہوتے ہین اور صحن مین ایک حوض ہوتا ہے جسکے گرد کھجور کے درخت ہوتے ہین - مکان مین جو خاص کمرہ ہوتا ہے اوسکا فرش اکثر سنگ مرمر کا ہوتا ہے - وسط مکان مین ایک قندیل لٹکایا جاتا ہے جسکے نیچے حوض ہوتا ہے - اضلاع کے حجرون مین رنگین شیشون کی کھڑکیان ہوتی ہین اور دیوارون کی جڑ مین بیٹھنے کے واسطے نیچے نیچے گدیون کی قطار ہوتی ہے - نیچے کے درجے ایک قسم کے نرم پتھر کے بنے ہوتے ہین جو وہان پیدا ہوتا ہے اور اوپر کے درجے جسمین زنانہ رہتا ہے رنگین اینٹون سے بنائے جاتے ہین - شہر بہت محلون پر منقسم ہے اور ہر محلہ کا احاطہ جُدا گانہ ہے اور بیچ شہر مین نیل کی

ایک نہر ہے۔ قلعہ کے اندر پاشا کا محلسرا اور ایک نہایت خوشنما مسجد سفید سنگ مرمر کی ہے۔ اوسکے وسط مین ایک گہرا کوان پہاڑ کو کھود کر بنایا ہے جسکا نام سبز کوہ ہے اور غالباً سلطان صلاح الدین کے زمانہ کا ہے۔ اِس قلعہ مین سلح خانہ اور توپ بندوق وغیرہ کے ڈہالنے کا کارخانہ بہی ہے۔ اِس شہر مین کوئی چار سو مسجدین ہین مگر بعض بہت بوسیدہ اور شکستہ حال ہین۔ بعد مسجد محمد علی پاشا کے سب سے عالیشان مسجد وہ ہے جو سلطان حسن کے نام سے موسوم ہے اور قلعہ کے قریب واقع ہے۔ یہہ مسجد سنہ ۱۳۶۳ع مین بنکر طیار ہوئی تہی۔ اسکا مینارہ ۲۸ فٹ لمبا تعمیرات اسلام کا ایک عمدہ ترین نمونہ ہے۔ دروازہ کی محراب ۶۰ فٹ بلند ہے۔ جب یہہ مسجد طیار ہوئی تہی تو اوسمین بہت خوشنما نقش و نگار و بیل بوٹے کا کام تہا جو عربی طرز عمارت کے ساتہہ مخصوص ہے۔ مگر اب ہر چیز بے مرمت ہو رہی ہے۔ کہڑکیان اور آرایشی سامان ٹوٹ پہوٹ گئے ہین۔ ہر طرف مکڑی کے جالے اور کوڑے کے انبار اور چہت مین چمگاڈر اور ابابیل کے گہونسلے ہین جو سب پرانی عمارتون کا موروثی ترکہ ہے۔

پردہ داری میکند بر قصر قیصر عنکبوت
بوم نوبت میزند بر گنبد افراسیاب

گو دروازہ پر لکہا ہے کہ جوتے پہنکر اندر نہین جانا چاہئے۔ مگر اس حکم کی تعمیل اکثر اِس طرح پر کیجاتی ہے کہ جوتے کے اوپر ایک قالب گہاس کا بنا ہوا چڑہا لیتے ہین اور اسطرح جہان چاہتے ہین پہرتے ہین۔ اِس مسجد کے صحن مین ایک حوض بہی وضو کے واسطے ہے اور ایک گوشہ مین سلطان حسن کا سنگین مقبرہ ہے۔

مسجد طولون (جو ۸۷۹ء مین بنی تہی اپنی قدیمی طرز کی نوکدار عمارتون کے واسطے مشہور ہے۔ مسجد سلطان الحاکم ۱۰۱۳ء مین تعمیر ہوئی تہی۔ مسجد اظہر مین ایک بڑا مدرسہ یا دار العلوم اہل اسلام کا ہے جسمین بالتخصیص دینی تعلیم ہوتی ہے۔ سلطان منصور قلاؤن کی مسجد کے متعلق ایک پاگلخانہ بہی ہے۔ سب سے زیادہ صناعی جن عمارات مین پائی جاتی ہے وہ بادشاہی مقبرے ہین۔ گو خلفاے بنی امیہ یا بنی عباس کی کوئی قبر قاہرہ مین نہین ہے لیکن جرکس یا برجی مملوکون کی قبرین وہان موجود ہین جنکے ہاتہہ مین ایک زمانہ مین مصر کی عنان حکومت تہی اور جنکے سردارون کو محمد علی پاشا نے ۱۸۱۱ء مین ایک دعوت کے حیلہ سے بلاکر قتل کرڈالا تہا۔ اکثر اُمرا کے مقبرون مین ایک کہڑکی ہوتی ہے جسمین سے ایک چشمہ پانی کا جاری رہتا ہے اور ایک پیالہ بہی وہان رکہا رہتا ہے تاکہ پیاسے اِس سبیل سے پانی پیکر مُوتے کو دعاے خیر سے یاد کرین۔

شہر مین اُزبکیہ ایک پرفضا مقام ہے جہان پہلے دریاے نیل بہتا تہا مگر اب وہان کہیت اور باغات ہین اور اوسکے متصل بندرگاہ بلاق ہے جو پیشتر ایک جزیرہ تہا مگر اب دریا کے کنارہ سے ملگیا ہے۔ اِسکے اندر رُوئی کاتنے۔ کپڑا بننے۔ اور اسلحہ بنانے اور ڈہالنے کے بعض کارخانجات ہین اور سرکاری مطبع بہی یہان ہی ہے جسکو پاشاے سابق نے قایم کیا تہا اور جس سے سیکڑون عربی و ترکی کتابین اور فرانسیسی علمی تصانیف کے ترجمے شایع ہوئے ہین۔

قاہرہ سے تین میل جانب جنوب مصر العتیقہ یعنی قاہرہ قدیمہ ہے جو پہلے

فسطاط کہلاتا تہا - یہہ اوسی مقام پر ہے جہان پہلے بابل مصری تہا جو پطرس حواری کے اول خط مین بیان ہوا ہے اور اسکی طرز عمارات وغیرہ سے رومیون کے قبضہ کے آثار پائے جاتے ہین - قدیمی روایتون کے بموجب یہان کے یہودی معبد کے اندر جو چٹان پہاڑی کی ہے وہ وہی چٹان ہے جسپر انبیاے بنی اسرائیل چڑہکر وعظ کہا کرتے تہے اور خدا تعالی کے احکام سے اپنی امتون کو آگاہ کیا کرتے تہے - اسی لئے یہودی اوسکی بہت تعظیم و تکریم کرتے ہین - اس معبد کی دیوار کے ایک طاق مین صحف موسیٰ کی ایک جلد رکہی ہوئی ہے جسکی نسبت علماے یہود قدیم سے یہہ بیان کرتے آئے ہین کہ اوس قانون کی نقل ہے جو حضرت عزیر نے مرتب کیا تہا - یہان ایک قبطی کلیسا بہی خاندان مقدس کے مصر مین پناہ گزین ہونیکے یادگار مین بنا ہے اور اوسی مقام پر بنا ہے جہان قدیمی روایتون سے اونکا مقیم ہونا پایا جاتا ہے - گو یہہ روایتین زیادہ تر قابل اعتبار نہین ہین لیکن اس عمارت کے قدیمی ہونیکے کئی آثار پائے جاتے ہین - اول تو اوسکے سنگ مرمر کے ستون عبادت کرنے والون کی شانون کی رگڑ سے بہت گہس گئے ہین - دوسرے یہہ کہ راستے کو ترے کرکٹ کے جمع ہونے سے بہت بلند ہو گئے ہین - حتیٰ کہ اب لوگون کو کلیسا مین جانیکے واسطے نیچے اوترنا پڑتا ہے حالانکہ سابق مین اوپر چڑہنا پڑتا ہوگا - یہہ قاہرہ قدیمہ ۶۳۸ء مین مصر کا دارالحکومت بنایا گیا تہا جبکہ خلیفہ ثانی کے زمانہ مین عمرو ابن العاص نے اوسکو اول مرتبہ فتح کیا تہا - چنانچہ مسجد عمرو ابتک موجود ہے - قاہرہ

قدیمہ مین زیادہ تر قبطی لوگ آباد ہین جو مذہب عیسوی رکھتے ہین اور مصر کی قدیم قومون مین سے ہین۔ اسکے محاذ مین جزیرہ روضہ اور مقیاس النیل واقع ہے۔ دریا کے پار لیبیہ کے ریگستان مین دبے ہوئے پرانے شہر ممفس کے آثار پائے جاتے ہین جہان رامیسس ثانی کی عظیم الشان مورت تین ہزار برس کی چوکیداری کے بعد زمین پر پڑی سوتی معلوم ہوتی ہے۔

قاہرہ کی تجارت گو ابھی بہت عمدہ حالت پر نہین ہے لیکن تاہم اچھی ہے۔ چونکہ یہہ مقام مکہ کے ایک بڑے کاروان کا مرکز ہے اسلئے یہان وسط افریقہ سے گوند اور خاک طلا۔ شمالی افریقہ سے بعض اقسام کے روغن اور ریشم ادنی اور سکندریہ سے یوروپ کی مختلف اشیاء آتی ہین۔ اور عرب و ہندوستان کی قہوہ۔ عطریات۔ گرم مصالحہ۔ اور شالون سے اونکا مبادلہ ہوتا ہے۔ سکے کے تموّل کی وجہ سے اصناع قرب و جوار کے پیداوار بھی بکثرت آتے ہین۔ علاوہ اسلحہ کے کارخانہ کے یہان شورہ۔ باروت۔ قندیلہاے آبگینی۔ اور پارچہ بافی کے کارخانے بھی ہین۔

ریگستان کے قرب اور سمندر کے بُعد کی وجہ سے قاہرہ مین گرمی کیسقدر زیادہ ہوتی ہے اور بعض بیماریون اور وبادن کا شیوع بعض مختص المقام اسباب کی وجہ سے ہوتا ہے جنکا انسداد شہر کی صفائی کی ترقی سے ہو سکتا ہے۔ شہر کی آبادی قریب دو لاکھہ کے ہے جنمین ۱۲۱۰۰۰ مسلمان۔ ۶۰۰۰۰ قبطی ۴۰۰۰ یہودی۔ اور باقی فرنگی یونانی و ارمنی ہین۔

شہر قاہرہ ۹۶۹ء مین آباد ہوا تہا اور اوسکا بانی خلیفہ فاطمی المعز باللہ تہا۔ اِسکی وجہ تسمیہ یہہ بیان کیجاتی ہے کہ اسکی بناکے وقت مریخ جسکو قاہر بہی کہتے ہین عروج پر تہا۔ اِسی لئے اِسکا نام قاہرہ رکہا گیا۔ اِسکا مستحکم قلعہ صلاح الدین اعظم نے ۱۱۷۶ء مین اس غرض سے بنایا تہا کہ اہل فرنگ کے متواتر حملون کی کامل روک ہوجاے جنکے مذہبی تعصب جوش و خروش نے اونکو اوسوقت اسبات پر آمادہ کردیا تہا کہ بیت المقدس کو جو حضرت مسیح کا مولد و مدفن ہے جسطرح ہوسکے مسلمانون کے قبضہ سے نکال لینا چاہیئے۔ اِسلئے تمام یوروپ کی عیسائی قومون نے۔ جنمین اہل فرانس۔ انگلستان۔ آسٹریہ۔ جرمنی۔ اٹلی وغیرہ سب شامل تہے۔ بعزم جہاد چندمرتبہ خروج کیا اور بعض اوقات مسلمانون کے ساتہہ باوجود اپنے مشہور وفوق العادۃ اخلاق عیسوی کے بہت ظلم وزیادتیان بہی کین۔ مگر بیشمار خونریز لڑائیون کے بعد صلاح الدین نے اونکو شکست فاش دیکر مغلوب ومفتشر کردیا اور اِن مغلوب وظالم دشمنون کے ساتہہ ایسا سلوک کیا جو اہل اسلام کے شایان تہا اور جسکے قائل مورخین یوروپ بہی ہین۔

بدی را بدی نیک باشد جزا ؎ اگر مردی "احسن الی من اسا"

۱۱۷۱ء مین قاہرہ کا ایک حصہ بعض جنگی مصالح سے فرنگی حملہ آورون کی روک کے واسطے جلا بہی دیا گیا تہا مگر صلاح الدین نے پہر اوسکو اصلی شکل پر کردیا۔ قاہرہ مین مختلف خاندانون نے فرمانروائی کی۔ یہانتک کہ ترکی سلطان سلیم اول نے ۱۵۱۷ء مین اوسپر تسلط کیا۔ ۱۷۹۸ء مین ایک زلزلہ

عظیم نے اوسکو غارت کر دیا۔ ۱۷۹۸ء مین فرانسیسیون نے اوسپر قبضہ کر لیا۔ مگر ۱۸۰۱ء مین انگریزون نے اوسکو پھر چھین لیا اور خدیو مصر کے حوالہ کر دیا۔

محمد ابو الحسن از حیدر آباد دکن

رایچور

یہہ قصبہ بہت قدیم ہے قلعہ اور ضلع کا مستقر ایک ہی مقام پر ہے - ۱۶ درجہ
۱۲ منٹ ۲ سکنڈ شمالی عرض البلد اور ۷۷ درجہ ۴۰ منٹ ۳۷ سکنڈ طول البلد
پر واقع ہے اور اسوقت کے آبادی کا تخمینہ قریب ۲۲۰۰ ہزار کے ہے -
ڈاکٹر اوپرٹ سنسکرت پروفیسر پریسیڈنسی کالج مدراس نے ایک کتاب جنوبی ہندوستان
کے کتبوں کے نسبت لکھی ہے جسمین اوسنے ایک کتبہ کا عکس معہ ترجمہ کے دیا ہے
جو قلعہ کے اندرونی دیوار پر پایا گیا تہا - اس کتبہ سے معلوم ہوا کہ قلعہ کا تعمیر کنندہ
گورے گنگایا ردی ورد تہا جسکی اوسمین بہت کچھہ مدح و ثنا بہی ہے اور اوسکو
رودرا دیو کا داہنا بازو بتلایا ہے کتبہ کا زمانہ ۱۲۹۴ عیسوی ہے - گورے گنگایا
جسکا تذکرہ اس کتبہ مین ہے - خاندان کنٹکیا کے راجہ موسومہ پرتاب رودرا دیو
کا وزیر اعظم اور سپہ سالار تہا جو اس زمانہ مین ورنگل مین حکمرانی کرتا تہا - چنانچہ اس
کتبہ کا ترجمہ خاتمہ پر درج ہے مسلمان مورخون نے پرتاب رودرا
کا نام لدر دیو لکہا ہے - سنہ ۱۳۲۳ع مین الف خان جو بعد کو محمد تغلق کے نام سے
ملقب ہوا اسکو گرفتار کر کے دہلی لیگیا جہان بعد کو مخلصی ہو گئی -

جب خاندان بہمنیہ کے سلاطین زور شور سے گلبرگہ مین حکومت کر رہے تھے
اسوقت رایچور انکے سلطنت کا نہایت مضبوط سرحدی قلعہ تہا - اس خاندان کے پہلے

رایچور پر وزیانگر کے راجاؤن کا قبضہ جنہون نے اسپر دوبارہ قبضہ حاصل کرنے کے لئے مکرر سہ کر حملے کئے چنانچہ پہلا حملہ ۱۳۵۳ء مین ہوا جبکہ احمد شاہ ولی البہمنی کے بھائی نے بغاوت اختیار کی اور بامداد راجہ وزیانگر رایچور و دیگر قلعہ جات واقع دوآب پر قبضہ کیا۔ بادشاہ نے قابل تعریف مہربانی سے اپنے بھائی محمد خان کو معاف کرکے رایچور اور اوسکے توابعات کا حاکم مقرر کردیا۔ چنانچہ وہ بہت سال تک وہان قیام پذیر رہا۔ کرنل میڈوز ٹیلر نے اپنی کتاب موسومہ اسٹوری آف انڈیا کے صفحہ ۳۲۴ مین نہایت صحیح لکھا ہے۔ کہ رایچور قدیم زمانے مین مغربی ہندو اور جین خاندانون اور مسلمان و ہندو حکمرانون کا زرمگاہ رہا ہے عبدالرزاق سفیر خراسان جو ۱۴۴۲ء مین یہان آیا ہے اپنے روزنامچہ مین لکھتا ہے کہ رایچور اور دریائے تنگ بہدرا کے درمیان تین خونخوار جنگین راجہ وزیانگر اور احمد شاہ ولی البہمنیہ سے ہوئین۔ ان دونون حکمرانون مین اور بھی بہت سی خفیف جنگین اس مقام پر ہوا کین۔ پندرہوین صدی کے آخر مین جبکہ بہمنی خاندان مین انحطاط ہوا تو رایچور بجاپور کے خاندان عادل شاہی مین ملحق ہوگیا۔ ۱۵۱۹ء مین مختار حکومت وزیانگر نے رایچور و دیگر قلعات واقع دوآب پر پھر قبضہ کرلیا۔ بجاپور کے بادشاہ اسمعیل عادل شاہ نے اوسکی واپسی کی ناکامیابی کے ساتھہ کوشش کی۔ اور رایچور وغیرہ چند سال تک وزیانگر کے ماتحتی مین رہا اورنگ زیب نے بعد غلبہ بابی سلطنت گولکنڈہ اور بجاپور کے رایچور کا محاصرہ کیا بعدہ حضرت نواب آصف جاہ نظام الملک اول نے اس

خدمت کا جایزہ لیا - من بعد از روے معاہدہ ۱۸۵۳ء رایچور دوآب معہ چند دوسرے اضلاع کے پرنس گورنمنٹ کو حوالہ کر دیگئے - لیکن ۱۸۶۰ء مین یہ اضلاع پھر واپس ملے - رایچور خوبصورتی سے گوشہ جنوب و مغرب سلطنت نظام مین درمیان دریاے کرشنا اور تنگ بھدرا کے واقع ہے - ڈاکٹر اوپرٹ کے تصویردار کتاب مین قلعۂ رایچور کا مفصل حال مسٹر ہنا ایم اے ایم ای متعلقہ مدراس ریلوی نے لکھا ہے جسمین سے ہم مفصلۂ ذیل انتخاب کرتے ہین قلعہ کی عام وضع تو چوکور (مربع) ہے مگر جنوبی گوشہ گول کر دیا گیا ہے اور جنوبی اور مشرقی دیوارین باہر کیطرف ترچھی کر دیگئی ہین -

محافظت کے لئے تین طرف موٹے موٹے مضبوط پتھرون کی دیوارین ہین اور دیوارون کی زاید مضبوطی پشتون سے کیگئی ہے اور پشتون کے گرد خندق ہے - چوتھے طرف کی محافظت ۲۹۰ فٹ بلند ڈھالو چٹان سے کیگئی ہے اور زاید محافظت کے لئے ایک اور دوہری دیوار سنگین بنا دیگئی ہے اس چٹان اور دیوار محاصرہ کے درمیان مین ایک قطع زمین ہزار گز طول اور چھ سو گز عریض ہے جسپر ایک حصہ آبادی کا ہے - بیرونی دیوار کے پشتے پر جو کتبے ملے ہین انسے معلوم ہوتا ہے کہ اندرونی دیوار کے کئی سو برس کے بعد یہہ دیوار تعمیر ہوی ہے اور اندرونی دیوار کی تعمیر جیسا کہ اوپر بیان ہوا ۱۲۹۴ء مین ہوی - بیرونی دیوار اسوقت تعمیر ہوی جبکہ رایچور پر بجاپور والون کا تصرف ہوا - مسلمانون کے کتبے جو کئی موقعون پر تمام کار روائی

پر لگائے گئے ظاہر کرتے ہین کہ تعمیرات ۱۵۶۳ء سے ۱۶۱۹ء تک رہی بیرونی دیوار کے بہ نسبت اندرونی دیوار زیادہ ہوشیاری اور مضبوطی سے بنی ہے اس دیوار مین بہت وزنی اور طول طویل پتھر لگے ہین کہ ان مین سے اکثر ۱۲ فٹ لمبے اور ۱۰ ٹن وزنی ہین۔ اور چند تو اس سے دو چند وزن کے ہین۔ کوئی گارہ اس دیوار مین نہین لگایا گیا۔

منجملہ نہایت تعجب انگیز باتون کے جو فن تعمیر مین یہان دکھلائی گئی ہین ایک یہ ہے کہ بہت سے موقعون پر دیوارون کے دراز چوٹی پر پہونچکر ترچھی اور ناہموار کر دئے گئے ہین اور جو پتھر بلندی پر ایسے موقعون پر لگاے گئے ہین انکو اس طرح کاٹا ہے کہ اوس ناہمواری سے مناسبت رہے۔ اس قسم کے کام سے ضرور ہے کہ بوقت تعمیر نہایت سخت مشقت اور محنت اٹھانی پڑی ہوگی جبکہ یہہ خیال کیا جاتا ہے کہ ایسے بڑے وزنی پتھرون کو اسقدر بلند اٹھا اٹھاکر اسطرح جمانا ہوا ہوگا پہاڑی یعنے قلعہ کے چوٹی سے شہر اور جوار شہر کا نہایت خوشنما منظر ہوتا ہے۔ یہان پر ایک پورانی توپ ۲۰ فٹ ۴ انچہ لمبی ہے لیکن اوسکا پیہہ ارادی گئی ہے۔ تین پکے لوہے کے بندہن سے ۱۲ اہنی چھڑون کو اکٹھا باندہکر یہہ توپ بنائی گئی ہے۔ مین نے خود اس قلعہ کو دیکھا بالاحصار پر جو مسجد ہے وہ قدیم اہندام کے ہے اور بالاحصار پر سات قبرین ہین سکتے ہین کہ یہہ سات عورتین زندہ دفن ہوگئے ہین۔

جو کتبہ دیوار پر ہے وہ ایک ایسے جسیم پتھر پر ہے جسکا طول ۱۴ فٹ ۵ انچہ

اور ۳ فٹ دبیز ہے - ایسا بڑا پتھر کوئی اس قلعہ مین نہین ہے - تحریر ۱۳ فٹ لمبی اور ۲ فٹ چوڑی ہے اور ٹیلیگو زبان مین لکھا ہوا ہے حروف اس قدر مٹ گئے ہین کہ قبل عکس لینے کے انکو اچھی طرح رنگ دینا پڑا تھا - بڑے پتھر کے پاس جسپر تحریر کندہ ہے ایک اور چھوٹا پتھر ہے جسپر بہت سے تصاویر بنے ہین اور جس سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ ایسے بڑے بڑے اور موٹے پتھر اپنے موجودہ موقعون پر کیونکر پہونچائے گئے - ایک چوپہیہ گاڈی ہے جسپر پتھر لدے ہین اور کئی جوڑ بیلون کی انکو کھینچ رہے ہین - پتھر گاڈی پر ڈھالو رکھا ہوا ہے اور گاڈی کے باہر بیل کی گردن پر نکلا ہے - ایک آدمی پتھر کے آگے بیٹھا ہے اور ہاتھہ مین چابک اور باگ لئے ہے - دوسرا آدمی وسط گاڈی مین اور تیسرا آخر مین بیٹھا ہے اور یہہ دونون اور لوگون کو جو گاڈی ڈھکیل رہے ہین للکارتا ہے اور زور کرنے کے لئے ترغیب دے رہا ہے لیکن یہہ تصاویر کچھہ عمدہ قسم کے نہین ہین رایچور اس قلعہ کے مشرق مین ہے اور کچھہ حصہ دور قلعہ کے بیرونی دیوار کے اندر واقع ہے - شہر خوش قطع سڑکین کشیر ہین

مدراس ریلوے اور جی آئی پی کا آخری اسٹیشن اور یہی جنکشن ہے ریل سے تجارتکی بہت ترقی ہو رہی ہے اور نیز یورپین آدمیونکی تعداد مین ترقی ہو رہی ہے بالمشافہہ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ زمانہ سابق مین قلعہ کے ہر ایک برج پر تین تین توپین تھین جو عمل کمشنری مین توڑ دیگئے اور برج بھی جا بجا شکستہ

کردی گئے۔ رایچور کی جامع مسجد نہایت عمدہ اور قابل دید ہے خصوصاً مسجد مین جو منبر رکھا ہوا ہے وہ قیمتی سنگ سیاہ کا بنایا ہوا ہے۔ رایچور کا بازار تقریباً ڈیڑھ میل طول ہے اور بکثرت تجارت ہوتی ہے محبوب بازار جو نواب یار جنگ بہادر کے سعی سے تعمیر ہوا ہے وہ اسٹیشن ریلوی کے متصل ہے یہان کا باغ عامہ بھی عمدہ حالت مین ہے۔ مولوی عبدالقادر صاحب داروغہ صفائی باغ کے آرایش اور ہر دلعزیزی مین بہت مصروف رہتے ہین۔ اکثر سیاح نو وارد نو رنگ دروازہ کو دلچسپی سے ملاحظہ کرتے ہین یہان کا سنگین ہاتھی بھی قابل تعریف تراش و دلکشی سے خالی نہین ملیح آباد جو اس مقام سے دو کوس کے فاصلہ پر واقع ہے وہان مینے بچشم خود دو ہاتھی اسی خراش تراش کے دیکھے۔ انکا قد و قامت اور خوشنما تراش بہت دلچسپ ہے۔ ملیح آباد کا پہاڑی قلعہ جسکی سیر مینے بمعیت مسٹر عبدالعلی فرزند شیخ داؤد صاحب تعلقدار مرحوم کی بظاہر دلچسپ نہا۔ مگر تفریح سے خالی نہین چنانچہ پہاڑ پر ایک گوئی یعنے درہ واقع ہے جو زمانہ سابق مین اکثر غارتگرون کا مسکن رہا ہے۔ اس گوئی کے اندر جو دیوارین غارتگرون نے اپنے بود و باش کے لئے تعمیر کی تھین وہ اب تک موجود ہین ہمنے آگ روشن کرکے ان تمام مقامات کو دیکھا جو دور دور تک کے سرنگون مین وہ غارتگر چھپ سکتے ہتے۔ اس پہاڑی کے سعود و ہبوط کا تجربہ قابل یاد داشت ہمارے دوست مسٹر عبدالعلی صاحب کو خوب ہوا ہے۔

رایچور بلکہ گلبرگہ اور لنگسگور تک عوام الناس کی زبان بالکل کنڑی ہے۔ اور یہان کا دفتر مرہٹی ہے جسکو کوی مناسبت نہین۔ مجبوراً مدارس مین بھی مرہٹی کی تعلیم ہوتی ہے۔ معلوم نہین کہ مرہٹی زبان کو کس حیثیت سے ترجیح دیگئی کہ ملکی زبان پر تفوق ہوا یا رسی تعلقدار اور پونے کی برہمن جو زبان کنڑی سے ناواقف تھے ابتدائی ضلع بندی (انتظام ۱۲۸۲ ہجری) مین یہان مرہٹی زبان اپنے ساتھہ لاتے اور دفاتر سرکاری مین جاری کردیا جسکو ۲۵ سال گذرے۔ یہہ زبان عام رعایا و اجرائے کاروبار دفاتر کے لئے ایک مصیبت اور بلاے جان ہے مفصلات مین تو نہایت ہی دقت کسی حکم سرکاری وغیرہ کے سمجھنے مین ہوتی ہے اگر سرکار عالی اس ضرورت کیطرف متوجہ ہو اور مرہٹی زبان کو ان اضلاع ثلاثہ سے اٹھاوے تو رعایا پر کمال احسان ہوگا۔

رایچور کسی مصنوعات قدیمانہ کے لحاظ سے کچھہ فخر نہین کرسکتا۔ صرف یہان کے سرخ اور سبک جوتے اور مٹی کے برتن شہرت یافتہ ہین۔ یہان حضرت شاہ عالم قدس سرہ کا عرس بڑے شہرت کے ساتھہ ہوتا ہے لیکن مجھے بذات خاص شرکت کا موقع نہ ملا۔ لیکن نارکھیڈی کی جاترا جسکو مینے قمر الدین حسین صاحب کے ہمراہ دیکھا ہے دلکش اور قابل تعریف ہے اس جاترا مین اشیاے زراعتی کی تجارت بہت کثرت سے ہوتی ہے جاترا کا مقام دریاے کرشنا کا ایک جزیرہ ہے جو نہایت پرفضا اور خوشگوار ہے غالباً صوبہ جنوبی مین اس نارگڈہ یا انارگڈہ سے بہتر کوی دلکش مقام نہین ہے

بارش مین تو اس جزیرہ تک رسائی ہو نہین سکتی مگر ایام گرما مین یہہ مقام قابل سیر ہے
رایچور کے بازارون مین سکہ قیصری رائج ہے حالانکہ سرکاری تحصیل
مین بالکل سکہ حالی لیا جاتا ہے۔ اور خوردہ (پیسے) عموماً بازارون مین
انگریزی مستعمل ہین۔ سرکاری تحصیل کے زمانے مین ساہوکارون اور ٹیل ٹیوارون
کو مبادلہ سکہ سے بہت کچھہ نفع اور رعایا کو نقصان ہوتا ہے۔ اگرچہ سرکار عالی
نے حمانعتاً بہت سی گشتیان جاری کین اور تشددات ہوے مگر خاطر خواہ
نتیجہ برآمد نہوا۔ رایچور زمانہ قدیم سے سکون کے لئے مشہور ہے۔ سلطنت
بہمنیہ مین جب یہان کے ساہوکارون نے سکہ شاہی گلاکے سکہ راجگی قدیم کو
مستعمل کیا تہا۔ اسوقت ہی ساہوکارون پر سخت بلا نازل ہوی تہی۔ حکماً
بہت سے ساہوکار سپرد دایہ اجل ہوے۔ سکہ ایک تجارتی شے ہے ہیوپاریون
کو اختیار ہونا چاہئے کہ جو سکہ چاہین استعمال کرین۔ سرکار کو اختیار ہے کہ اپنے
سکہ کو مالگزاری مین لے یا تجارتی اصول کے لحاظ سے خود سکہ کی قدر و قیمت
بڑہا دین کہ عموماً وہ سکہ مروج ہو مگر خواہ مخواہ استعمال سکہ کے لئے سختی کرنا بے سود ہے
اسوقت رایچور بلکہ عموماً سرکار عالی کے ممالک محروسہ مین تعلیم کی روز افزون
ترقی ہو رہی ہے علاوہ معمولی مدرسون کے تعلیم نسوان کے لئے یہی جابجا
مکاتب قایم ہوے ہین لیکن مدرسہ نسوان کے قایم کنندہ اسوقت مشرز سما
چار لو صدر مدرس گلبرگہ ہین چنانچہ یہہ نیک نہاد خصلتین نے اپنے ذاتی خرچ
سے رایچور مین ایک مدرسہ قایم کر رکہا تہا مگر حال مین خود رایچور انکر ایک مجلس

منعقد کی تاکہ مدرسۂ نسوان کے متعلق مستقل آمدنی کی بنیاد قائم کیجاے۔
مولوی سید امراللہ شاہ صاحب تعلقدار علاوہ اعانت منصبی کے مدرسے کے
فرنیچر اور لوازم ضروری کے کفیل ہین اور بروز انعقاد مجلس جیب خاص سے
پچاس روپیہ دینے کا وعدہ کیا ہے۔ مجھکو بھی اس مجلس کی شرکت کا افتخار
ہے۔ ہم زیادہ تر مسٹر نرسما چارلو کے مداح ہین کہ مدرسی کی حالت مین نہایت
کوشش اور خرچ خاص سے ایسا اہم کام اپنے ذمہ لیا ہے۔
منچرجی صاحب انجنیر شکریہ کے ساتھہ یاد کرنیکے قابل ہین کہ اپنے کمالات
سے نہایت محظوظ کیا۔ اگرچہ مجھکو بارہ برس سے نیاز حاصل تہا مگر آپ کے عبور
علم موسیقی سے مجھکو علم نہ تہا۔ واقعی آپ کا وجود بحیثیت اس علم کے غنیمت زمانہ
ہے۔ آپ کے اس تبحر کی کیفیت کپتان بنی فشو کے دعوت مین معلوم
ہوی جنکا مشکور ہونا بھی ضروری ہے خاتمہ پر اسبات کا ظاہر کر دینا لازم ہے
کہ نواب یار جنگ بہادر صوبہ سمت جنوبی کے حسن تدبیر سے رایچور نے بہت
کچھہ ترقی پائی ہے۔ یہہ ہر دل عزیز عہدہ دار گلبرگہ اور رایچور مین بہت عرصہ
تک مشہور رہینگے۔

حسن

ترجمہ کتبہ کنڑی واقع

دوسری فصیل قلعہ رایچور

از کتاب انگریزی

مترجمہ رای بھاگوت پرشاد مددگار عدالت رایچور

مرحبا ایسے شخص کو جو جامع ہے تمام نیک خصلتون کا۔ معدن جواہرات ممتاز شوکت اور فیاضی مین۔ غضنفاک بہادران قدیم مین۔ تند خو مرد انکی مین خاوند شہر کا کمتیاز کا جسکی دلیری تسلیم کی گئی ہے لڑائی مین۔ والی عمدہ شہر گدیالرو کا۔ خاص ہمجلس و مشرک بہادری کی دیوتانی کا۔ کرنوٹکا آفتاب ہنسلو خاندان کا غضبناک میدان جنگ مین۔ نہایت جوانمرد۔ معزز و گرامی سردار دونون فوج مین۔ دلیرون مین ایک دلیر۔ غیر مفتوح مثل گنڈا بھرنڈا۔ افضل سردار اپنے دشمنون مین۔ اوسنے فتح کیا تیرہون کو۔ وہ اپنے بیر مین شکست یافتہ لدکا رافسرون کی تصاویر بنی ہوئی توڑی پہنتا ہے۔ وہ تمام عالم مین ایک بے نظیر جوانمرد ہے وہ پہنتا ہے ایک خوبصورت اور جگمگدار تاج۔ وہ ہمیشہ جلال مین رہتا ہے۔ اوسکا اصلی گاڈی ہانکنے والا وہ ہے جو اپنے کلغی مانند چاند کے رکھتا ہے وہ تعلیم دیتا ہے عرب اور مغرور گھوڑون کو۔ وہ اوتار ہی ایسے بہادر کا جو نہین ہٹتا ہے میدان جنگ سے۔ ایسا بہادر جسنے جنگ مین دشمنون کے سر کاٹے۔ بہادر جسنے کاٹا سر بلاسونا کا۔ بہادر جسنے کاٹا سر

شاہ گنڈر کا۔ بہادر جسنے کاٹا سر لکی نائک کا۔ بہادر جسنے کاٹا سر کاسی نائک پدی پلی کا۔ بہادر جسنے کاٹا سر کیسی نائک کندرد کا۔ وہ بے نظیر ہے اپنے قہر لازوال اور جلال بے دو دین۔ وہ جنگ مین رام کی مانند ہے۔ وہ شب کے وقت لے گیا ہے خزانہ سرابی راک نائک زمیندار شہر گیون تونڈا کا جو واقع ہے جانب ملک تروالہ کدو کے۔ وہ مشہور ہے اپنی فطرتی تیزی اور ذکاوت کے لئے۔ وہ کوٹا یم ماڈی ریا کی گردن کی کٹہان تقسیم کرتا ہے۔ وہ پہنتا ہے روانہ کوٹ اور ہانکتا ہے گھوڑون کو ریشمی کوڑی سے۔ وہ بہی نیک فعال اور رودورما کی سید ہے ہاتہہ کی چہڑی ہے اوسکی شہرت ایسی ہے جیسا کہ برہما کے انڈے کا چھلکہ ہر ہوا ہے جواہرات کے صندوق کی مانند۔ وہ نازان ہے اپنی قوت پر وہ پرستش کرتا ہے پاک متبرک و چکدار قدم سومنا تہہ دیوتا کے وہ فتح کرتا ہے فوج دشمن کو۔ وہ واقف ہے تامی مہم اور معاملات پولیٹکل سے مثلاً دوستی وغیرہ کی تجدید کرنا۔ جس زمانہ مین کہ یہہ مشہور اور نامی گرامی گوڈ گنگیا ریڈی بمقام پورانیا پورہ اپنی سلطنت مین امن و آمان سے حکمرانی کرتا تہا۔ اوسی زمانہ مین راجہ وٹہل ناتہہ نے۔ جو زینت دیا گیا ہے۔ ستودہ صفات اور خوبیون سے اور پرستش کرتا ہے متبرک و چکدار قدم سری نارائن دیوتا کے۔ اور فتح کرتا ہے غنیم کی فوج کو۔ اپنی سلطنت کو خطرہ خاص اور عظیم سے بچانے اور اپنے رعایا کو محفوظ رکہنے کی غرض سے

ادھوانی تمکا و گلدھلوا قلعون کو فتح کرکے راکٹرو یعنی (رایچور) کے طرف عنان عزیمت پھیری اور جب امن و آمان سے حکمرانی کرنے لگا تب اپنی رعایا کی حفاظت کے واسطہ ماگھہ سدد سوین یوم یکشنبہ اخیر شاکھہ ۱۲۱۶ مطابق جیٹھہ نام سمت چہری ۱۲۱۷ موافق سنہ ۱۲۹۴ عیسوی چٹانی قلعہ تعمیر کیا۔ مبارک۔ مبارک۔ مبارک۔

بقیہ قلعہ گوالیار

ایک سوتی ہوی عورت کی آٹھ فٹ لمبی مورت ہے جو بالضرور کسی قسم کے نشہ کی حالت مین آہستہ آہستہ مسکراتی ہے اور یہہ سوچ رہی ہے کہ اوسکے بائین ٹانگ اوسیکی جسم کے نیچے دہر اگئی ہے اور گھٹنے کے طرف جھک گئی ہے سب سے زیادہ عمدہ تصویرین مشرقی جانب ہموار اور لمبے پہاڑی پر ہین اور جو کل دیوار پر نصف میل تک مسلسل رکہی ہین - انہین سے بعض معمولی دیوتاؤن کی تصویرین ہین اور دوسری جین لوگون کے معبودون کی تصویرین ہین - مگر ان چیزون کو بغور دیکہنا آسان نہین ہے کیونکہ بدقسمتی سے سیاحون کے پاس بہوکے بیراگیون اور چپیڑے کپڑے والے جوگیون کا خوراً ہجوم ہو جاتا ہے ان پرہیزگار یا کباز حضرات کا تقدس بیشک اعلی درجہ کا ہوگا لیکن طبیعت اونکے جسمون کی گندگی سے نتیجہ نکالا جاے - سخت تقاضا اور شور برپا کرنے والے فقیر جمع ہو جاتے ہین جنکو پورے طور سے یقین ہے کہ انگریزون کی خلقت محض انکے شکار کے لئے ہے -

تفریحانہ اور دماغی قوت والے ایک امر خفیف مگر لطیف بیان اور ملاحظہ کرینگے یعنے ان مورتون مین جہان کہین خالی جگہہ ہے وہان بڑا اور جنگلی شہد کی مکہیان بڑے بڑے چھتے لگائے ہین بعض اوقات ان مقامون پر بہی یہہ تکلیف دہ مکہیان اپنا مامن بنایا ہے جہان مورتون مین سر ہونا چاہیئے - یہہ مکہیان اُن تکلیف دہ بیراگیون

سے کم نہین ہین جو یہان سیاحون کو ستاتے ہین بلکہ بعض اوقات یہہ مکھیان ان مقدس لوگون کو بلا خیال اونکے تقدس کے اور گندگی اجسام و پارچہ کے ایسا سر تور بھگاتے ہین کہ پناہ ملنی مشکل ہوتی ہے۔

گو الیار مین قبرون کی ایسی قطار ہے کہ سیاحون کو سخت تکلیف ہوتی ہے اوسکو کھنچتے کھنچتے جو کچھہ آرام ملتا ہے تو وہ وہی مقام جہان نگران اور منتظم رہتے ہین قدیم زمانے کے ہندؤن نے ضرور دفن ہونا پسند کیا ہوگا۔

باستثنائے تاج محل کے جو غالباً تمام دنیا مین سب سے زیادہ دلچسپ اور رلے تو عمارت ہے یہان کے مقابر عبرت انگیزی کے ساتھہ نہایت دلچسپ اور صاف بنے ہوے ہین ایک مربع عمارت جو کم و بیش منقش اور آراستہ ہے اور اوسکے اوپر ایک خوشنما گنبد بنا ہوا ہے یہہ عمارت چھوٹی اور سوکھی درختون کے درمیان مین ایستادہ ہے اوسکے اندر ایک صندوق رکھا ہوا ہے جسکے نسبت بڑے طول طویل اور پیچیدہ قصہ مین ایک شاہ صاحب کا یہان کیا جاتا ہے اور کیا جاتا ہے کہ وہ اس صندوق مین نہین ہین اصل ہے کہ ہندوستانیون کو کسی ہوادار سایہ مین لمبی نیند لینا بہت پسند خاطر ہے زمین پر کا صندوق محض یقین دلانیکے لئے ہے اور نقش کسی دوسرے جگہہ صندوق مین چھت پر رکھی ہوی ہے۔

ایک خاص قبر جسپر علی العموم یہان خیال رجوع ہوتا ہے اکبر اعظم کے زمانے مین بنی ہے جو خود آگرہ سے دس میل کے فاصلہ پر ایک باغیچہ مین آسمان و زمین کے

درمیان (یعنے بہت بلندی پر) مدفون ہے یہہ عمارت چورخی ہے جسپر شش رخی برجیان چہار کونون پر بنی ہوی ہین - زیادہ تر خوبصورتی اُن کھڑکیون سے ہے جو اگرچہ سنگ مرمر سے کاٹکر بنائی گئی ہین مگر انپر ایسے خوبصورت محراب بنی ہے گویا جالی کا کام کیا ہو - چونکہ دیوار سب چوڑی ہے اور آستان بھی بہت وسیع ہین اسلئے میدان سے جہان ڈاک بنگلہ مرکز حرارت مین تباہی اوپر اُس مقام پر جانے سے نہایت مسرت اور خوشی ہوتی ہے - ڈاک بنگلہ اس موقع پر مارکون کے پاس اس غرض سے بنا ہے کہ اوپر کافی طور سے یہان کو لوگون سے جو چوری و قزاقی مین مشاق ہین پوری محافظت نہین ہے -

خوش قسمت وہ ہے جو بعض ان کاروان سراون کے جنمین سامان عیش و آرام بہت کم ہے مہاراجہ سیندیا کا مہمان ہو کیونکہ اگرچہ مہاراجہ صاحب پولٹیکس مین بہت قوی ہین لیکن گورنمنٹ برطانیہ کے باجگذار ہین سیندیا جسکو مین خوب جانتا ہون اور جسنے میرے ساتھہ بہت مہربانی سے پیش آیا وہ شخص ہے جسکو ابھی انتقال کئے ہوے بہت مہینے نہین گذرے اور جو تمام عمر انگریزی سیاحون کا بڑا شفیق میزبان رہا ہے اسمین شک نہین کہ سندیا اپنے آخری دور مین پورا انگریز تہا - انگریزی اشیا اوسکی نظرون مین ممتاز تہین سیاح بشرطیکہ انگریز ہو پوری اعانت و دوستی کا مزا دیکہتا ہے مین مہاراجہ سیندیا کا اسوقت مہمان تہا جبکہ تفویض قلعہ کی گفتگو ہو رہی تہی اور بہت کچھہ اس کارروائی مین خصوصیت رکھتا تہا - اسمین ذرا بھی شبہ نہین کہ ایک ایسی

خیر خواہ مرہٹہ کے لئے یہہ امر کسقدر دوامی نفرت کا تہا کہ جب ایسا جلیل القدر رئیس اپنے محلات کیطرف نظر اٹہاتا ہے تو سب کے پہلے انگریزی توپون کے منہ اُسیکیطرف دکہلائے دیتے ہین - یہہ توپین انگریزی توپخانہ قلعہ سے سیدہے مہاراجہ کیطرف لگی ہوی نہین - جس سے ہر دم دہمکی ظاہر ہوتی تہی اور اگرچہ خاموش نہین مگر زبان حال سے بہت خوف دکہلاتی تہین - لیکن واقعات غدر کے لحاظ سے جو ابتک تازہ بتازہ لوگون کو یاد ہی ایک ایسی بامعوقع قلعہ کا کسی ویسی رئیس کو حوالہ کر دینا کیسا ہے - ممکن ہے کہ جانشین مہاراجہ سیندہا (یعنے موجودہ) دلیپ سنگہ کیطرح انگریزون کا دشمن ہوجاے اور یہی قلعہ کسی آیندہ مصیبت مین دشمنون کا رزمگاہ قرار دیا جاے - یہہ پہید کی بات مجہکو چاندنی کے ایک فوجی جنٹلمین سے معلوم ہوی اس زمانہ مین جبکہ رفتار ترقی بہت عجلت سے ہے حالتین بہی بہت جلد تبدیل ہوتی ہین - ایک زمانہ وہ تہا کہ یہہ قلعہ کیطرح قابل تسخیر نہین سمجہا جاتا تہا اب نئے طول طویل توپخانہ کے بدولت گرد کی پہاڑیون سے اسی پر حکومت ہوتی ہے - اب کرپ یا وٹ ورژھ کی نئی توپین گوالیار کے قلعہ کو ایک دم مین پاش پاش کرسکتی ہے - پس ہر ایک دور مین مدبر وائسرائے کا کام تہا کہ چالاک سیندہا کے پہلو سے کہٹکتا ہوا کانٹا نکال لے - تاکہ اپنے آزمودہ اور مستقل خیر خواہی کا صلہ جس سے دوسرے رئیسون کو رشک پیدا ہوا اور جنکو پرامن طریقہ سے رہنے مین اس معاملہ سے ایک عمدہ سبق حاصل ہو کہ کیونکر بغیر کسی طرح قلعہ یا مقام مفوضہ کو خطرہ پہونچائے رہ سکتے ہین - گوالیار اپنے پہلے قابض کے قبضہ مین واپس دیا جائیگا

اشتہار

۱- اِس رسالہ کی قیمت معہ محصول ڈاک سالانہ — عہ۵

۲- کم آمدنی والون سے یعنی جنکی تنخواہ ڈیڑھ سو سے زاید نہو۔ نصف

۳- جو صاحب سب سے اعلیٰ مضمون یا ترجمہ عنایت فرمائینگے انکو ایک اشرفی نذر دیجائیگی

۴- دفتر مین مضامین ہر مہینے کی ۲۰ تاریخ تک پہونچ جانا چاہیئے۔

۵- ناپسند مضمون نہ طبع ہوگا نہ واپس —

شرح دستخط

حسن بن عبداللہ المخاطب نواب عماد نواز جنگ بہادر

ذیل کی بکاو کتابین ہمارے دفتر مین موجود ہین —

۱- ترجمہ تاریخ افغانستان مصنفہ بی۔ سلے۔ واکر بیرسٹرایٹ لا۔ قیمت۔ عہ۱

۲- بچون کی پرورش کے طور و طریقے ڈاکٹر ہاروی صاحب کی کتاب کا ترجمہ جسکو مس ایڈمھ بورڈین صاحبہ نے کیا ہے اور انعام پایا ہے — ۸ر

۳- زراعت دکن مصنفہ حسن بن عبداللہ المخاطب نواب عماد نواز جنگ بہادر — عہ

المشتہر

محمد عبدالصمد خان

منیجر

توپ کا سانچہ حیدرآباد دکن

التماس

جن حضرات نے ازراہ عنایت و قدردانی زرچندہ سے اعانت فرمائی ہم انکا دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں
جن عنایت گستروں نے ہنوز شکر گزار نہیں فرمایا امید ہے کہ آیام گزشتہ و سال حال کی زرچندہ سے مرہون منت فرمائینگے

نوٹس

ناظرین پرچہ مکین نے اپنا بادلہ مقامات سے دفتر کو اطلاع فرماتے رہین - بسا اوقات عدم واقفیت مقام سے رسالہ نہین پہنچایا جاتا ہے

اشتہار

بہت سے حضرات جن کی آمدنی کم ہے رسالہ حسن کی قیمت کی تخفیف کرنے کے بارہ مین درخواست کرتے ہین
ماہ مارچ سے کاغذ قسم دوم پر جو رسالہ طبع ہوتا ہے اسکی قیمت سالانہ (لوہ) روپیہ لیجائیگی اور نیز
ان دنون پچھلے رسالون کی خریداری کی درخواست ہر طرف سے آرہی ہے یہ تو علم نہ تھا کہ
اس رسالہ کی اس درجہ ملک مین قدردانی ہوگی -
اسوقت ہمارے پاس پچھلے رسالے بہت کم موجود ہین اگر سو درخواست سے زیادہ وصول ہوئین تو ہم پچھلے
پرچے دوبارہ چھاپ دینگے -

المشہر
مینیجر حسن

اعلان

اگرچہ رسالہ حسن چند اخبارات کے معاوضہ مین بھیجا جاتا ہے مگر یہ تو ہو نہین سکتا کہ تمام ہندوستان
کے اخبارات کا معاوضہ اس رسالہ سے ہو سکے -
مگر اکثر صاحبان مطابع اخبارات ارسال فرما کے معاوضہ مین رسالہ حسن طلب کرتے ہین ہم ان حضرات کا معاوضہ
بھی قبول کرینگے -
جو صاحب اپنے اخبار مین ہماری ایک بار رسالہ حسن کا اشتہار جو عند الطلب
علیحدہ مرسل ہوگا طبع فرمائین -

اشتہار باغستان

ہمارے باغ مین ایشیا اور یورپ کے مشہور مشہور اور دور دراز سے آئے ہوئے مختلف قسم کے میوون کے پودے موجود ہین جنکی نظیر شاید تمام ہندوستان مین بہت کم ہوگی۔ یہان چند پودون کے نام معہ تعداد و اقسام لکھے جاتے ہین جو صاحب شوق و خواہش کریں طلب فرمالین

(۱) قلمی (پیوندی) آم	۴۲	اقسام فی	۱۲	(۲) سیب	۳۳ اقسام فی عدد
(۳) شفتالو	۱۷	"	۹	(۴) آلو بخارا	۶ " " ۸
(۵) انار	۵	"	۴	(۶) شہتوت	۲ " " ۴
(۷) پیر انگریزی میوہ	۶	"	عدد	(۸) رز دالو	۵ " " عدد
(۹) جام (امردہ)	۷	"	۴	(۱۰) سنترا	۱۴ " " عدد
(۱۱) چکوترا	۵	"	عدد	(۱۲) انجیر	۵ " " ۴
(۱۳) انگور	۵۲	"	۸	(۱۴) دابسی (چین کا میوہ)	۲ " " عدد
(۱۵) لکاٹ	۵	"	عدد	(۱۶) سورساپ (یہ ایک انگریزی میوہ ہے)	عدد
(۱۷) سیتا پھل	۴			(۱۸) رام پھل	۴
(۱۹) ہرفالیوری	۴			(۲۰) پسوڈیلا (یہ ایک نہایت عمدہ انگریزی میوہ ہے)	عدد
(۲۱) زیتون	عدد			(۲۲) موز مختلف اقسام	۴
(۲۳) نکسٹرن (انگریزی میوہ دو قسم)	عدد			(۲۴) اسٹرابیری	" عدد
(۲۵) پھل آلہ بادی	"	۸		(۲۶) کاجو —	" ۸
(۲۷) پھنس	"	۸		(۲۸) بریڈ فروٹ (روٹی پھل)	" عدد
(۲۹) کرک	"	عدد		(۳۰) تربج	" ۴
(۳۱) لیمو	۲	"	۴	(۳۲) کویٹ	۸

(۳۳) گلابی جام اقسام فی ۱۰ (۳۴) گلاب پھل ۱۰

(۳۵) کھجور " " ۸ (۳۶) بیر " ۸

(منیجر حسن)

اشتہار تاریخ عرب

ہمارے مطبع مین ترجمہ تاریخ سراسین مولفہ گبن پروفیسر عربی یونیورسٹی کیمبرج طبع ہوتی ہے اور قریب ہی مین پوری ہوجائیگی جن حضرات کو خریداری منظور ہو پانچ روپیہ بھیجکر طلب فرمائین - یا بذریعہ ویلو پے ایبل پارسل کے

صاحبانِ اخبار کی خدمت مین التماس

ہم نے پہلے ہی لکھا ہے اور مکرر لکھتے ہین کہ ہمارے ناچیز رسالہ کا تبادلہ بہت سے اخبارات سے ہوتا ہے مگر یہ تو ممکن نہین کہ کل ہندوستان کے اخبار کا تبادلہ ہوسکے ہان جو صاحب ہمارے اشتہار کو معہ مضامین ہر ماہ ماہانہ اپنے اخبار مین چھاپ دین تو بلاشبہ ہم اُن اخبارات کا تبادلہ منظور کرینگے -

بعض ہمعصروں نے ابتک اس التماس پر توجہ مبذول نہین فرمائی اور حالانکہ رسالہ معاوضہ مین برابر جارہا ہے پھر مکرر ہم اس بارہ مین التماس کرتے ہین کہ آیندہ کوئی گلہ دوستانہ باقی نہ رہے - مینیجر "حسن"

اعلان

بکلز ہسٹری آف سویلیزیشن کی جلد اول ترجمہ ہوکر تیار ہے
یہ وہی عدیم الوجود کتاب ہے جس کا آرٹکل ہمارے رسالہ نمبر ۵
جلد ۲ مین درج ہے یہ کتاب غایت شہرت سے محتاج تعریف نہین اگر خریداریکی
شوق درخواستین بہم پہنچ جائین تو ہم اس کو چھاپ دین گے۔

اشتہار طبع اشتہارات

ہمارے مطبع مین تجارتی اور معمولی حسب ذیل اجرت پر اشتہار طبع ہونگے مین اجرت فی سطر
فی ماہ ایک سال کے لیئے ۰ر شش ماہ کیلئے ۳ر سہ ماہ کیلئے ۲ر

اعلان

چونکہ مہذب دنیا مین شائستگی اور ترقی بہت کچھ اخبارونکی کثرت اشاعت کا نتیجہ بیان کیجاتی ہے اور
ملک کی حالت کا اندازہ وہانکی اخبارونکی نوعیت و طریقہ تحریر و تعداد اشاعت سے لگاتے ہین۔ اسلئے شاید ہمموقع
ہوگا اگر ہم اسی قاعدہ سے ہندوستان کی حالت جانچنا چاہین

آج اس ملک مین صدہا اخبار جاری ہین جن مین اردو مطابع سے نکل رہے ہین گو بلحاظ تعداد اہل ملک مسور ہیں کم ہین
لیکن غالب تعداد اخبارونکی مضامین پر منحصر ہے گویا ایک اخبار دوسرے کی نقل ہے اور عموماً اخبارات ہندوستان
ایک ہی لائن پر جاری ہین۔ یورپ کے ملکون مین اخبارات مخصوص مضامین اور بحثون کیلئے وقف ہین۔ صنعت۔
انجری۔ طب۔ سپہ گری فوجی جہازی۔ مذہبی۔ تفریح وغیرہ علاوہ پولیٹکل۔ لٹرل۔
سائنٹفک مضامین کے اخبارات جدا ہوتے ہین جس سے ہر فن و پیشہ کو نہایت فائدہ ہوتا ہے۔
ضرورت ہے کہ ہمارے اہل اخبارات کو اختیار کرنا چاہیئے اور مختلف شاخون اور فنون پر کسطرح بحث کی جائے
کہ اخبار کی وقعت اور اشاعت بڑھے اور مختلف پیشہ اور گروہ کو فائدہ ہو۔

نیچر کی چیزون کی تسخیر مین ہزار درجہ زیادہ فائدہ ملکون کی تسخیر سے ہی

اِس مضمون کے اوّل لفظ نیچر کا لکھنا ہی - اس کے معنی بہت آدمی ٹھیک ٹھیک نہین جانتے اس لیئے ضرور ہی کہ اس کے معنی ہم بیان کرین اور پھر نیچر کی بعض اشیاء کی تسخیر کے معنی لکھین - بعد اِس مضمون کو بیان کرین -

(۱) نیچر

یہ لفظ آجکل ہماری زبان مین بڑی دھوم دھام سے رواج پاگیا - اس پر بڑا غل شور مچتا ہی - ہر کس و ناکس کی زبان پر وہ چڑھا ہوا ہی - ظریفون کی مجلس مین نقل محفل ہی - نیچون کی ظرافت کا سرپنچ ہی - بہت سے دلون مین اس کی طرف سے نئی نئی خیالات پیدا ہوتے ہین - بہت سے وسوسے وہ دل مین ڈالتا ہی - معانی بھی اس کے اپنی اپنی سمجھ کے موافق معلوم نہین کیا سے کیا گھڑے جاتے ہین - الغرض یہ نیچر بھی غضب ہی - جب کسی زمانہ مین اس کے سمجھنے مین انسان نے غلطی کی - جھوٹا فلسفہ - جھوٹا اخلاق - جھوٹا مذاق اس نے پیدا کر دیا -

(ا) نیچر کے حقیقی معنی پیدا ہونے کے ہین۔ جس کا ٹھیک ترجمہ فطرت یا آفرینش ہوسکتا ہی مگر اسکے معنی یہ بھی لیئے جاتے ہین کہ وُہ خود پیدا کرتا ہی یا سبب پیدا ہونے کا ہوتا ہی۔

(ب) نیچر اُس قوت کا نام ہی جس کو اس خدا نے کہ وُہ کسی سے نہین پیدا ہوا اور ساری موجودات کا پیدا کرنے والا ہی۔ ایسا بنایا ہی کہ وُہ تمام موجودات عالم کی حفاظت کرتا ہی۔ اور اُن کو اپنے اپنے کامون اور انجامون کی طرف ہدایت کرتا ہی۔ اور سارے افعال و اعمال و اقوال انسانی کا بادی ہوتا ہی وُہ موجودات عالم مین ایک ترتیب اور انتظام ایسا قائم کرتا ہی جس سے کہ تمام عالم کے کام بقاعدہ مستمرہ چل رہے ہین۔

(ج) کبھی نیچر کے معنی ایسے وسیع لیئے جاتے ہین کہ وُہ عالم ارواح اور عالم اجسام دونون پر حاوی ہوتے ہین کیونکہ وُہ اِن دونون عالمون مین اپنا کام کرتا ہی اور کبھی اُس کے معنی ایسے تنگ لئے جاتے ہین کہ وُہ فقط عالم اجسام ہی سے متعلق ہوتے ہین اور ایسی صورت مین وُہ معنی تمام ارواح کے مقابل ضد مین کھڑے ہوتے ہین۔

(د) تمام بادی اشیا خواہ وُہ کسی طرح کے ہون اُن کے جتنے قوا، اور اسباب و خواص ہین وُہ نیچر کہلاتے ہین کسی

خاص شئی کے مثلاً پانی - آگ - درخت یا کسی جانور کے نیچر سے مراد
یہ ہے کہ اس کے تمام قوا و خواص و طریقے جن کے موافق وہ
اور چیزوں کا اثر قبول کرتا ہے اور اوروں پر اثر کرتا ہے
یعنے وہ تمام قابلیتیں اور استعداد جس سے کہ وہ ایک مخصوص
کو پیدا کرتا ہے - پس جب کسی ... خاص شئے کے نیچر کے
ہوں تو خود نیچر تمام عالم کے خواص اور قوا کے مجموعہ کا نام
ہوا -

(ر) نیچر کا لفظ آرٹ کے مقابل آتا ہے - آرٹ کے
قوت و ہنر کے ہیں مگر خیالی چیز کی صورت جسمانی بنانے کو آرٹ
کہتے ہیں - قدرتی اشیاء کو انسان اپنے خیالات اور تصور
ایسا درست بنائے اور تیار کرے کہ جس سے کوئی ہمارا ارادہ
اور مقصد پورا حاصل ہو اسے آرٹ کہتے ہیں اب اس لفظ کے
مشتقات اور ترکیب توصیفی کے معنی لکھے جاتے ہیں -

(۲) نیچرل قدرتی - سوپر نیچرل - فوق العادت -

نیچرل وہ چیز ہے جو نیچر سے متعلق ہو پس جو موجودات عالم
میں ترتیب و نظام بقاعدہ مستمرہ عادت کے موافق ہے اس کو نیچرل
کہتے ہیں اور اس کے مقابل میں سوپر نیچرل ہے جس کے معنی فوق العادت
یا معجزہ یا خرق عادت کے ہیں - جب کسی چیز کو کہتے ہیں کہ وہ نیچرل

ہی تو اس کے معنی یہ ہوتے ہین کہ جہان آفرین نے اس شی کے واسطے یہ امر ہمیشہ ازل سے ابد تک کے لیئے مقرر اور معین کر دیا ہی کہ وہ ایک ہی طرح سے ہوا کرے اور اس مین تغیر و تبدل ہرگز کبھی واقع نہو۔ جب کسی چیز کو سوپر نیچرل یعنی فوق العادت کہتے ہین تو اس کے معنی یہ ہوتے ہین کہ وہ چیز ہمیشہ واقع نہین ہوتی۔ جب خدا کی مرضی ہوتی ہی تو وہ کبھی کبھی واقع ہوتی ہی یا ایک ہی دفعہ واقع ہوئی ہی

کورس آف نیچر

طریقہ یا قوت نیچر کے معنی ارادہ الٰہی یا مشیت ایزدی کے ہین یعنے ارادہ الٰہی یا مشیت ایزدی کے موافق ہمیشہ بقاعدہ مستمرہ ایک ہی طور سے واقعات کا پیش آنا خدا کی قدرت مین ہی کہ وہ اس کورس کو بدل دے مگر اس نے کبھی بدلا نہین اور اس کے کمال کا اقتضا یہ ہی کہ وہ اس کو کبھی نہ بدلے۔

نیچرل لا

ہم دیکھتے ہین کہ بعض واقعات ہمیشہ ایک حالت کے بعد واقع ہوتے ہین اور یہ حالت متقدمہ جس کو سبب یا علت یا اثر کہتے ہین خاص مسبب یا خاص معلول یا خاص موثر پیدا کرتی ہی اور ہمیشہ اسباب متشابہ سے سبب متشابہ مشاہدہ مین آتے

ہین - مثلاً جب ہم کسی چیز کو بے سہارے چھوڑتے ہین تو وہ زمین پر گر پڑتی ہی اس کو ہم نیچرل لا یعنے قانون فطرت یا آئین قدرت کہتے ہین اب تم نے سمجھ لیا ہوگا کہ نیچر کن کن معنی مین بولا جاتا ہی - ہم نے اپنے مضمون کی پیشانی مین نیچر کے معنی وہ لیئے ہین جو (د) مین بیان کیئے ہین اور نیچر کی کسی شی کے تسخیر کے معنی یہ ہین کہ ہم ان قوا اور خواص کو اپنے اختیار اور بس مین کرلین -

(۳) اب ہم ثابت کرتے ہین کہ اس تسخیر سے جو انسان کی دولت و اقبال علم و ہنر کی ترقی ہوئی ہی وہ کبھی ملکون کی تسخیر سے نہین ہوئی جب دنیا نے نیا جنم لیا تھا اور دودھ پیتی بچہ تھی تو انسان کو فقط یہ فکر تھا کہ مین اپنے خاندان مین - اپنے قبیلہ مین - اپنے بستی مین اورون سے زیادہ ممتاز ہو جاؤن - اور لڑ جھگڑ کر اپنی برتری قائم کرلون - جب دنیا کے اور عمر بڑھی اس نے پیر نکالے تو انسان کی یہ ہمت بڑھی کہ ملک گیری کرکے اپنی شان و شوکت و جلال و عظمت قائم کرون - پھر جب دنیا اور عمر مین بڑھی تو انسان کو جہانستانی اور جہانبانی کا شوق اپنی شان و شکوہ کے لیئے پیدا ہوا - مگر جب دنیا نے عقل و ہوش سنبھالا اور جن ملکون مین انسان کی عقل و دانش کی افزائش ہوئی تو انہون کو رات دن یہ ادھیڑبن لگی کہ نیچر کی چیزون کو تسخیر کیجیے -

اس فتحیابی مین جو منفعت اور دولت وحشمت و شان و شوکت کی ترقی ہو وہ ملک گیری - جہانستانی - جہانبانی مین نہین ہو - ملک گیری کی غایت یہ ہو کہ حکومت و ثروت حاصل ہو - پرائی دولت اپنی ہو - بندگان خدا کی آسائش اور آرامش ہو یہ سب باتین نیچر کی تسخیر سے چیزون کی تسخیر سے زیادہ حاصل ہو سکتی ہین - مثال کے طور پر اب تم کو ہم بتلاتے ہین کہ + بجلی + (الکٹرسٹی) اور نجادات (سٹیم) کی تسخیر سے انسان کی دولت و اقبال نے جو ترقی حاصل کی وہ کبھی دنیا مین انسان کو ملکون کی فتحیابی سے نہین حاصل ہوئی - اور جو مفید کام ان کے طفیل سے انسان نے کیے وہ کبھی تیغ زنی اور خون ریزی سے نہین ہوئے -

(۴) بجلی الکٹرسٹی -

آسمان پر گھٹا چھا رہی ہو - بادلون کی چڑھائیان ہو رہی ہین - کڑک کی آواز دل کو دھلا رہی ہو - بجلی ایسی چمکتی اور کوند رہی ہو کہ آنکھون کو چکھا چوند لگ رہی ہو مجھے اس بجلی کو دیکھکر یہ خیال آیا کہ اگر مین سو پچاس برس پہلے پیدا ہوا ہوتا اور آسمان کا یہ سما دیکھکر یہ کہتا کہ یہی بجلی ہو جو دور دراز فاصلون پر ہمارے درمیان آپس مین یون باتین کراتی ہو جیسے کہ ہم آمنے سامنے بیٹھ کر کرتے ہین - حیدرآباد مین آقا ہوتا اور رنگ آباد مین ملازم - آقا نوکر کو پکارتا

مگر جسد حاضر ہو۔ تو یہ بجلی آقا کی آواز کو نوکر کے کان میں پہنچاتی
اور اس کے اس جواب کو آقا سنوا دیتی کہ میں حاضر ہوتا ہوں۔
ریل کی آنے کی دیر ہے۔
دہلی کی جامع مسجد میں جمعہ کو مولوی صاحب منبر پر بیٹھ کر وعظ فرماتے
تو یہ بجلی تمام گھروں میں عورتوں اور بچوں کو گھر بیٹھے مولوی صاحب
وعظ سنوا دیتی
کسی محفل میں کوئی زہرہ جبین حسین غزلیں لحن داؤدی میں گاتی
تو یہ بجلی اس کی تمام غزلوں کو مع طرز آواز کے امانت رکھتی
اور جب ہمارا جی چاہتا اُن کو سنتے تو اسی آواز اور اسی طرز میں
سن لیتے کہ جیسی سنا تھا حیدرآباد کے بیچے جو سوسی امریکہ تھی تھی
اس کے پانی کے زور کو بھی بجلی کام میں لاکر کلکتہ کے ہر گھر کو
ایسا روشن کر دیتی کہ رات کا دن ہو جاتا۔
اگر ہمارا دشمن اپنا لشکر لیئے پانچ سات میل پر پڑا ہوتا تو یہی بجلی
اندھیری رات میں اس کے لشکر کو آئینہ بنا کے ہمارے سامنے
لے آتی۔ ہم اسکو ایسا ہی دیکھتے جیسے لشکر گاہ میں مشعلیں
جلا کر دیکھتے ہیں۔
ہم حیدرآباد میں ہوتے اور ہمارا مال لندن میں کسی ہوٹل کے
کمرہ میں صندوق کے اندر بند ہوتا۔ اس کو چرانے کے لیئے چور

آتا اور قفل کو ہاتھ لگاتا تو یہی بجلی اور ہر اس کے ہاتھ کو وہ صدمہ پہنچاتی کہ چور اوندھے منہ گرتا - اور اور ہر اسی لحظہ ہم کو خبر کرتی کہ آؤ صاحب اپنے مال کی خبر لو - آپ کے خاطر سے چور کو مین پکڑ رکھی ہون -

یہی بجلی ہمارے ہاتھ مین ایسا قلم بنجاتی کہ لاکھون کوسون پر جو چاہتے ہم ایسے بیٹھے لکھا کرتے اور دستے کے دستے اس سے سیاہ کرتے - اور اپنے مافی الضمیر کو اُن لوگون پر ظاہر کرتے جو زمین کی دوسری طرف ہمارے قدمون کے نیچے رہتے ہین اور سارا کرۂ زمین ہمارے اور اُن کے درمیان حجاب بن کر حائل ہو رہا ہو - زمین اپنے محور پر ایک پورا دورہ کرنے نہین پاتی کہ اس عرصہ مین محیطِ زمین کے گرد کئی دفعہ وہ پیغام سلام ہمارے پہنچا دیتی اور اُنکا جواب لا دیتی -

یہ میری باتین لوگ سُنکر مجھے کہتے کہ دیوانہ سودائی ہو گیا ہی - فصد کھلوانے کی ضرورت ہی - زمین آسمان کے قلابے ملاتا ہی اور جو بات کہتا ہی ایسی انوکھی نرالی کہ کبھی دیکھی نہ سُنی - عقل مین آئے نہ فہم مین بلکہ ناممکن اور محال معلوم ہوتی ہین - وہ جھوٹ کے گولے لڑھکاتا ہی کہ قصے کہانیون کے سحر و طلسمات کو مات کرتا ہی - بھلا ہمارے قصون کا تو موضوع یہی ہی کہ جو بات اس مین بیان ہو وہ نہ دید ہو نہ شنید ہو بلکہ محالات

ہین سے ہو۔ یہ باتین ان سے بڑھ کر ہین اب خداوند کریم
کی قدرت دیکھو کہ صرف نیچر کی ایک چیز کی تسخیر سے وہ باتین کہ
سو پچاس برس پہلے ممتنع الوقوع معلوم ہوتی تھین وہ اب روزمرہ مشاہدہ
مین آتی ہین۔ جو پہلے مجذوبون کی بڑ معلوم ہوتی تھین وہ حکما کی تحقیقات
سے امور واقعی اور نفس الامری ہوگئے ہین۔ اب جو باتین اوپر بیان
کین ہین ان کی تصدیق بالترتیب کرتے جاؤ تم آلہ ٹیلیفون کو دیکھو جو بڑے
بڑے شہرون مین جابجا نصب ہین۔ بعض اضلاع مین صاحب ضلع کی
کچہری اور پولس کے اسٹیشنون مین نصب ہین جہان ان کے ذریعہ
سے ایسی باتین ہوتی ہین جیسے روبرو ہوتین۔ ہم ان کے اندر اونچی
صاف آواز سے بولین تو وہ ہماری آواز وہان پہنچا دینگے جہان توپون
کی دنادن اور دہولون کی دھون دھون بھی نہین سنائی دیتی۔
کبھی کبھی بعض پروفیسر انگلستان سے آن کر یہان تماشا دکھاتے
ہین کہ وہ ایک آلہ مین جو شخص اپنی باتین بولتا ہے لب ولہجہ مین دیر کے
بعد سنی جائین اس کی باتین بجلی کے حوالہ کر دیتی ہین وہ اپنے
پاس رکھتی ہے جب چاہے ان کو لیلیجئے اور اس سے اپنی باتین اسطرح
سن لیجیے کہ گویا ہم ہی ان کو دوبارہ بول رہے ہین۔ یہ بجلی گویا ہمارا
دماغ بن گئی۔
پہلے جو باتیں ہم نے دماغ سے نکالین تھین انھین کو اب اس بجلی

نے نکالا - اس آلہ کے ذریعہ سے ہم اپنی بچپنے کی باتین بڑھاپے
مین اسی طرح سُن سکتے ہین جیسے کہ خردسالی کی تصویر پیرانہ
سالی مین دیکھ سکتے ہین -
بہت جگہ پانی کے زور سے کلین چلتی ہین جنسی بجلی نکلتی ہے - اور
اُسی نلون کے ذریعہ سے گھر گھر روشنی کرتے ہین - امریکہ مین
اہل علم یہ تجویز کر رہے ہین کہ آبشار ناگرا جس کا پانی بڑے
زور شور سے گرتا ہے - اس کے زور سے کلین چلا کر اتنی بجلی پیدا
کیجئے کہ سارے امریکہ کا گھر گھر روشن ہو جائے - امریکہ بجائے
خود ایک نئی دُنیا ہے - جس کو ایک آبشار کے پانی کے زور سے
چاند سے زیادہ روشن کرنا چاہتے ہین -
ابھی مصر کی لڑائی مین بجلی کی روشنی کے ذریعہ سے اندھیری
راتون مین دشمنون کے مورچون کا حال تین چار میل پر ایسا
دریافت کر لیا کہ اگر وہان جاکر منٹون تیل جلاتے تو نہین
دریافت ہوتا -
یورپ اور امریکہ مین بعض سرکاری خزانون بنک کے خزانون جوہریون
مال دار کوٹھون مین مال و زر کے صندوقون مین اور پولس
کے اسٹیشن مین بیٹری اور تار کے ذریعہ سے ایسی حکمت
ایجاد کر لی ہے کہ اگر کوئی خزانہ کو چور ہاتھ لگائے تو اُسی وقت

پولس کو خبر ہو جائے - اور وہ فوراً دوڑا جائے - چور کو گرفتار کرلائے - پہلے تار پر گنج ایک افسانہ تھا کہ وہ کسی کو خزانہ بغیر مستحق کے نہیں لینے دیتا اب تار پر گنج ایک امر واقعی ہے تار برقی کا حال تو بچہ بچہ کو معلوم ہے - سارے ملک میں یہاں جال بچھا ہوا ہے -

سمندر میں ہندوستان و انگلستان کے درمیان جسمیں پانچ چھ ہزار میل کا فاصلہ ہے تار لگا ہوا ہے کوئی دن ایسا نہ ہوتا ہوگا کہ یہاں کے گورنر جنرل و السرائے اور انگلستان کے وزیر ہند کے درمیان دو چار باتیں معاملات ملکی کی نہ ہوتی ہوں گی تمام شائستہ ملکوں میں تاروں کے جال پھیلے ہوئے ہیں - لندن کی خبریں ہندوستان میں ایک دن کے اندر آجاتی ہیں اتنی دیر جو لگتی ہے تو اس سبب سے کہ اثنا راہ میں کئی جگہ حرج ہوتا ہے ورنہ اس سے بھی کہیں جلد خبریں آجاتیں - اسی آنی کے تار نے تجارت کا بازار چمکا دیا ہے - لمحہ لمحہ میں شہروں اور ملکوں میں آپس میں جنسوں کے بھاؤ - سکوں کے مبادلے ہنڈیوں کے بٹے بازی مال کی درآمد برآمد کی خبریں آتی رہتی ہیں تار کا اثر بڑا اخباروں پر ہوتا ہے - تم انگریزی اخبار میں روز تار کی خبریں دیکھتے ہوں گے کہ کہاں کہاں سے وہ

آتی ہین - بڑے بڑے شہرون مین اخبار نویسون کے ایجنٹ رہتے ہین جو تمام واقعات ضروریہ کی اخبارون مین خبرین بھیجتے ہین سواء اس کے جہان کہین میدان کارزار گرم ہوتا ہے وہان طرفین کی سپاہ مین اخبار نویسون کے ایجنٹ ہوتے ہین جو ڈاک اور ان تارون کے ذریعہ سے میدان جنگ مین خبرون کی اشاعت ساری دُنیا مین کر دیتے ہین — بجلی کے تارون کو لگا کر ہم جس جگہ کا حال چاہین روزمرہ دریافت کر سکتے ہین گو وہ جگہ کالے کوسون پر قیامت کی راہ پر کیون نہ ہو - اس سے زیادہ کوئی شعبدہ و معجزہ بھی تعجب خیز نہین ہے -

اب ہم نے دیکھ لیا کہ یہ بجلی ہی ہمارا پیک برق رفتار ہے کہ جس کی گرد کو ہوا بھی نہین چھو سکتی —

وہی ہمارا ایسا مشعلچی ہے کہ جو ہم کو اندھیرون مین چاند سے زیادہ روشن کرتی ہے -

وہی ہمارا پیغام رسان ہے جو ہماری آواز کو بجنسہ ہمارے دوستون کے پاس بے کم و کاست پہنچا دیتی ہے - ایک آنکھ مین ہزارون آنکھون کا نور پیدا کرتی ہے -

وہی ہمارے مال کی محافظ ہے - جو ہمارے دولت کی وہ حفاظت کرتی ہے کہ نہ کسی انسان سے ممکن ہے نہ کسی حیوان سے - جو کیدار اور کتے

اس کے آگے ہیچ ہین۔
وہی ہماری امین صوت ہی جو ہماری برسون کی آوازون۔ نغمون
راگون گیتون۔ پیتے۔ ٹھمریون کو امانت رکھتی ہی۔ جب ہم چاہین
اس سے اپنی امانت کو لے لین گویا وہ دوسرا ہمارا دماغ اور
گلا ہی۔ یہ تو بجلی کے وہ بڑے بڑے کام ہین جو کسی دوسرے سے
ہونے ممکن ہی نہین۔ اگر اس کے اور چھوٹے چھوٹے کامون
کا شمار کرین تو وہ ایک طومار کا طومار ہی۔
وہ ہماری ملمع ساز ہی۔ ہزارون تانبے کے برتنون کو چاندی
سے زیادہ سفید اور سونے سے بڑھ کر سنہرا کر دیتی ہی۔
وہ کیمیا گر ہی کہ اس کو ہمارا سارا گھر سونے چاندی سے زیادہ سنہرا
رپہلا بنا دینا کچھ بات ہی نہین ہی۔
کیمیا گرون کے سیم و زر بنانے کے شعبدے اس کے آگے خاک
ہین اور لوہار و بڑھئی اور سیکڑون صنعت گری کے کام وہ
کرتی ہی غرض خواہ اس کو امورات سلطنت مین خواہ تجارت و
زراعت و صنعت کے کارخانون مین دیکھین تو وہ وہ کام کرتی
ہی کہ جس سے دولت و حشمت کا باب ہم پر وا ہوتا ہی۔

بخار (اسٹیم)

جیسا مین نے بجلی کی نسبت کہا اسی طرح اگر ایک دریا کو دیکھتا کہ وہ زور سے چڑھا چلا آتا ہو اور اس مین موجون کا ایک تلاطم اٹھ رہا ہو اور لہرون کا لہریا لہراتا ہوا چلا جاتا ہو اور اسکو مین یہ کہتا کہ وہ انسان کا جلا ہا بنے گا - لاکھون تھان ہزارون طرح کے کپڑون کے میرے لیئے بُنیگا - ایک سال مین اتنا کپڑا بُنے گا کہ ساری دنیا کے جلاہے جمع ہو کر بُنتے تو نہ بُن سکتے -

وہ انسان کا لہار اور بڑھئی بنے گا - ہزارون آلات اور ضرورت کی چیزین زیبایش اور آرائش کے اسباب جھٹ پٹ ایسے تیار کرے گا کہ مین ان کو ارزان قیمت پر بیچ کر ہزارون خریدار پیدا کرونگا اور کروڑون کی دولت کماؤن گا -

وہ انسان کے لیئے پریس مین بنے کا جو ایک دن مین اتنے اخبارون کو چھاپ دیگا کہ اگر ان کا بچھونا بچھا تو ایک شہر مین بچھ جائے اتنی کتابین چھاپ دیگا کہ ان کے انبار لگاؤ تو اہرام مصری بھی انکے آگے بونے نظر آئین -

وہ انسان کے لیئے سپہ سالار ایسا بنے گا کہ تھوڑے سپاہیون سے بہت سے سپاہیون کا کام لیگا - جہان بیسون مین سپاہ کا اجتماع و شوار تھا وہان ہفتون مین جمع کر دیگا

وہ انسان کا خان سامان ایسا ہوگا کہ انسان کے دسترخوان پر دنیا کی الوان نعمت کو چنے گا - دور دور کے تر و تازہ میوے ڈال کے ٹوٹے لگائے گا -

وہ انسان کا ایسا مرکب بنے گا کہ مہینوں کی کڑی کڑی منزلین دنوں مین طے کرائیگا -

وہ انسان کے واسطے ایک میانجی صلح کل کرانے والا بنے گا کہ جو قومین شمشیر بدست ایک دوسرے کی سرزنی کرتی ہین ان کے ہاتھ تجارت کے لیے ملائے گا -

غرض کوئی خدمت باقی نہین رہے گی کہ وہ انسان کی نہین کریگا - کوئی اس سے زیادہ ارزان خدمت گار کارگزار نہ ہوگا - کوئی اس سے زیادہ صنعت گر ہنرمند نہ ہوگا - وہ انسان کو انسان بنائے گا - ساری اس کی وحشت کے اسباب مٹا کر مہذب و شائستہ بنا دیگا -

یہ باتین میری سن کر لوگ یہی گمان کرتے کہ مجھ کو باولے کتے نے کاٹا ہے جو دریا کے پانی کو دیکھ کر یہ باولے پنے کی باتین کرتا ہوں - میری باتین جو ندیان معلوم ہوتی تھین وہ فقط تحیر کی ایک چیز کی تحیر خیز مشاہدہ و تجربہ مین روز آتی ہین ریل کو دیکھو کہ جس سے سواری اور بار برداری مین آسانی اور تیز رفتاری پیدا کر رہی ہے تمہارے نزدیک تو یہ سواری اور بار برداری فقط ٹٹو گدھے کے لادنے

اور گاڑی چھکڑے کے بھرنے کا ایک دلیل سا کام ہو۔ مگر مہذب ملکون مین یہ سواری اور بار برداری ایک فن ہی جس کی آسانی اور تیز رفتاری کے لیئے بڑے بڑے عاقل اپنے وقت گران بہا کو صرف کرتے ہین اس کی آسانی اور تیز رفتاری سے اتنی منفعت انسان کو حاصل ہوتی ہو کہ سلطنت اس کے آگے کچھ مال نہین۔ وہ ایک ایسی نعمت ہو کہ کوئی دنیاوی نعمت اس کے برابر نہین۔ بلکہ دینی نعمتین بھی اسی سے حاصل ہوتی ہین۔

یہی ایک فن بزرگ ہو کہ جس کے طفیل سے محنت و فکر کا سرتا اور خود اہل فکر و صاحب ہنر ایک جگہ سے دوسری جگہ جا سکتے ہین۔ کوئی ملک دنیا کے پردہ پر ایسا نہین ہو کہ جس نے وحشت کے احاطہ سے قدم باہر رکھا ہو اور اس فن کی تکمیل کا خیال نہین کیا۔ ابتداء آفرینش سے کبھی اس فن کی وہ ترقی نہین ہوئی جو انیسوین صدی مین ہوئی۔

وہ ترقی کس چیز سے ہوئی اسی سٹیم (بخارات) کی بدولت یہ مسئلہ مسلمہ ہو کہ قومون کی دولت و حشمت کی ترقی بغیر تجارت نہین ہو سکتی صنعت اور زراعت کی بھی جان تجارت ہو۔ اسی تجارت سے صنعت اور زراعت کو بھی رونق ہوتی ہو۔ تجارت کی زیادہ تر رونق بار برداری کی آسانی اور تیز رفتاری پر موقوف ہو۔

جو اشیاء کہ ہم تجارت کے لیئے خرید کر کے ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجاتے ہین اس مین بار برداری کا خرچ اور اور تجارت کے خرچ جیسی بیما اور اس مدت کا سود جو ان اشیاء کے لیجانے مین شامل ہوتا ہے - بہت سی چیزین ایسی ہین کہ وہ اپنی جگہ مین کچھ قیمت نہین رکھتین بلکہ ان کی بار برداری کا خرچ ان کی قیمت ہوتی ہے جیسے پانی - مٹی - بعض ایسی چیزین ہوتی ہین کہ جہان وہ ہوتی ہین مضر ہوتی ہین بار برداری سے وہ فائدہ مند ہوتی ہین جیسی — کھات - غلاظت - کوڑا کرکٹ - بعضی چیزون کی نصف قیمت سے زیادہ بار برداری کا خرچ ہوتا ہے - اب تم ذرا روئی کی بار برداری کا خیال کرو کہ وہ کیا نصف دنیا کی برابر چکر کرتی ہے - یہان ٹوٹ گرتی ہے گاڑی چھکڑون مین لد کر بیچون کے پاس آتی ہے - یہان دب کر اسکی گھڑیان بندھتی ہین - پھر وہ لد کر بمبئی کلکتہ کی بندرگاہون مین جاتی ہین اور وہان سے جہازون مین بھری جاتی ہین - انگلستان کی لورپول کی بندرگاہ مین اتاری جاتی ہین - وہان سے کپڑون کی کارگاہون مین بھیجی جاتی ہین - وہان کپڑا بنا جاتا ہے - پھر اس کپڑے کی بار برداری کا حال وہی ہے جو روئی کا تھا -

اب تم ذرا غور سے دیکھو کہ روئی وہی درخت ہے جس کو یہان کے لوگ ہزارون برس سے جانتے تھے - بتاؤ اب تک

یہان ریل جاری نہین ہوئی تھی جیسی اس کی بار برداری آسان اور ارزان ہوئی کبھی اس سے یہان کے لوگون نے ایسی دولت کمائی ہو جیسی کہ اب کمائے ہین - روئی کی بدولت ہم انگلستان کی دولت اتنی کھینچتے ہین کہ اگر اس کی کسی حصہ کی تسخیر کر لیتے تو اتنا فائدہ نہین ہوتا -

زراعت کی پیداوار کا حجم عموماً بڑا ہوتا ہے اور قیمت کم ہوتی ہے - اسواسطے بار برداری کے خرچ کو اُن کی قیمت مین بڑا دخل ہے جن ملکون مین بار برداری کا خرچ زیادہ ہے وہان زراعت کی چیزون سے کم فائدہ حاصل ہو سکتا ہے - بہت سی چیزین وہان ارزان اور بیقدر پڑی رہتی ہین اور نقل مکان کی دشواری سے وہ دوسری جگہ جاکر مہنگی نہین بک سکتی - اس کی مثال ملک کشمیر ہے کہ جہان بہت سے پھل و میوے لذیذ لذیذ ایسے پیدا ہوتے ہین کہ اگر وہ پنجاب و ہندوستان مین جاتے تو بہت قیمت پاتے - مگر اس سبب کہ وہان بار برداری کا سامان درست نہین اس لیئے وہان پر سڑتے ہین - ڈھور ڈنگر کھاتے ہین یا کھات کے کام آتے ہین -

اس ریل کی بدولت جاندارون کو تیز رفتار بنا کر بہت فائدہ پہنچایا - پہلے مویشی اور جاندار جو ایک جگہ سے دوسری جگہ سفر کرتے تھے - تو کثان راہ سے بعض مر جاتے تھے - بعض

مردہ کی صورت ہو جاتے تھے لاغر و ناتوان تو سب ہو جاتے تھے
خرچ راہ کے زیادہ ہونے سے ان کی قیمت بڑھ جاتی تھی۔
اس لیئے خریدار گھٹ جاتے تھے۔ اب وہ ان ریلون مین سوار
ہوکر ان منزلون کو دنون مین طے کرتے ہین جن کو اپنے تانگون
سے مہینون مین طے کرتے تھے۔ ان کو سفر سفر ہی معلوم نہین
ہوتا۔ جیسے تازہ توانا سوار ہوتے ہین ویسے ہی منزلون پر
اترتے ہین قاعدہ ہو کہ اسباب تجارت مین جو مدت نقل مکان
مین لگتی ہو اس کا سود قیمت مین داخل ہوتا ہو اسی طرح جب
آدمی ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے ہین تو جو وقت سفر مین صرف
ہوتا ہو اسکی قیمت اور راہ خرچ اور اس اجرت سے جو وہ اپنی محنت سے حاصل
کرنے لغیر کی جاتی ہو۔ جو مسافر دانشمند اعلے درجہ کے ہوتے ہین
ان کے وقت بھی زیادہ قیمت کا ہوتا ہو پس سواری کی تیزرفتاری
مسافرون کے لیے عموماً اور کاریگرون اور تجارت پیشہ لوگون اور مزدورون
کے لیئے خصوصاً زیادہ فائدہ پہنچاتی ہو اور ان کو زیادہ دنون تک
بیکار نہین رکھتی۔ ان غریب اہل حرفہ پاس سوار طاقت بسا اوقات
کچھ اور سرمایہ نہین ہوتا۔ ان کی خواہش کم و بیش مختلف مقامات
مین ہوتی رہتی ہو۔ اگر ان کو ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے مین
زیادہ روز لگین تو وہ بھوکے مرنے لگین۔ بھیک مانگنے کی نوبت انکی

ہو جاتی ہے۔ پھر طاقت جسمانی بھی گھٹ جائے۔ اگر ان کے بلانے والے خرچ راہ دیں۔ اور ان کے سفر میں عرصہ لگے۔ اور وہ وہاں پہنچکر کام بنائیں۔ تو کام مہنگا پڑے گا۔ اور جو چیزیں ایسی تیار ہوں گی وہ گراں ہوں گی اس لیئے ان کی خریداری کم ہو گی اور منفعت کم ہو گی۔

اب ایک قاعدہ اور سنو کہ باربرداری کی رفتار جتنی زیادہ ہوتی ہے اس کی رفتار کے مربع کے موافق رقبۂ زمین پر اشیا، تجارت اور مسافروں کی آمد و رفت کی آسانی ہوتی ہے۔ مثلاً ایک دائرہ کی شکل کا رقبہ لیں جس کے مرکز پر اشیا مثل میوؤں وغیرہ کے بغیر بگڑنے اور سڑنے کے آجاتی ہیں اب اگر باربرداری کی رفتار دونی ہو جائے تو اس رقبہ کا نصف قطر دوگنا ہوگا اور اس نصف قطر کے دوگنا ہونے سے دائرہ کا رقبہ چوگنا ہو جائیگا۔ کیونکہ دائروں کے رقبوں میں وہ نسبت ہوتی ہے جو نصف قطروں کے رقبوں میں

اب آپ کسی کارخانہ میں خواہ کپڑا بننے کا ہو۔ یا سوت کاتنے کا۔ یا چونہ بنانے کا۔ یا آٹا پیسنے کا۔ یا اسلحہ جنگ ڈھالنے کا۔ یا لہار کے کانون کے بنانے کا۔ یا اخبارون اور کتابون کے چھاپنے کا تو آپ کی عقل حیران ہو گی کہ یا الٰہی یہ کیا طلسم ہے کہ ہزار یا پانچ سو آدمی کروڑون آدمیون کا کام کر رہے ہیں۔

جس شہر مین یہ کارخانے ہین اگر اس مین لاکھ آدمی رہتے ہین تو وہ سو کروڑ آدمیون کا کام ان کلون سے کر سکتے ہین ایک ایک آدمی ہزار آدمیون کا کام کر سکتا ہے - ان کلون کی طاقت کا حساب اگر گھوڑون کی کیا ہاتھیون کی قوت سے اندازہ کرین تو ایک کجلی بن کے ہاتھیون کی قوت ملکر وہ کام نہ کرے جو ایک کل کام کر رہی ہے -

خلاصہ اس تمام بیان کا یہ ہے کہ پانی نے اسٹیم پیدا کیا اسٹیم نے سب سے بڑا کام یہ کیا کہ خشکی مین ریل کو چلایا تری مین جہازون کو چلایا - جہاز اور ریل کے چلنے نے باربرداری کے خرچ گھٹایا - تیز رفتاری کو بڑھایا - اس باربرداری کی آسانی اور تیز رفتاری نے تجارت کا بازار ساری دنیا مین چمکایا - اس تجارت کے چمکنے نے انسان کے دولت و اقبال کو بڑھایا -

انگلستان جس کو کرۂ زمین پر یا نقشۂ زمین پر آپ دیکھین تو ایک تھگلی برابر نشان نظر آئیگا - اس کی آبادی پر خیال کرین تو معلوم نہین کتنے ملکون کے بعد اس کا نمبر آئیگا - مگر اس کی آبادی فقط اس نیچر کی ایک چیز کی تسخیر سے اتنا کام کر لیتے ہین کہ ہندوستان مین جتنے آدمی رہتے ہین اس سے چوگنی لیکر اتنا کام کرنا چاہین تو نہین ہو سکتا - کوئی ملک ایسا کم بخت ہوگا جہان انگلستان سے اپنی

صنعت کی چیزون کو نہین پہنچتا ہوگا اور وہان سے روپیہ نہین
کماتا ہوگا۔
اسنے انسان کی آسائش اور آرائش کی چیزین اتنی بنا
ہین کہ دنیا کو بہشت بنا دیا ہی۔
یہ فائدے اور منفعتین ملک گیری اور جہانستانی مین کا
ہین۔ جو صرف نیچر کی ایک چیز کی تسخیر مین ہین۔ زمانۂ آیندہ اسے
والا ہی کہ انسان جیسا کہ اپنا فخر جہان ستانی و جہانبانی پر کرتا تھا
نیچر کی فتحیابی پر کریگا اور جسم انسانی کے واسطے دنیا ہی کو ایسا
بنا دیگا کہ جس مین تکلیف ذرا نہ ہوگی فقط

محمد ذکاء اللہ

مسلمانوں کی جوش و خروش کے آرٹیکل پر

رائے

ہم ذیل میں ایک آرٹیکل مخزن موسومہ یونائیٹڈ سروس میگزین بابت فروری ۱۸۸۹ء سے نقل کرتے ہیں۔ یہ متعصب اور غیر منصف مزاج عیسائی نہایت نیک نہادی کے پیرائے میں مذہب اسلام کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا ہے۔ انکی تحریر کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم سب عیسائیوں کو لازم ہے کہ متحدہ اور متفقہ کوشش سے کل مسلمان سلطنتوں کو قوت جنگ سے محروم کر دیں۔

انگلستان نے قوت اسلامی کو ہندوستان میں پامال کیا۔ ایطلع روس نے ٹرکی کی قوت بہت کچھ گھٹا دی ہے۔ مہدی کی فتح و نصرت افریقہ میں بڑھ رہی ہے۔ بس یہی وقت ہے کہ انگلستان۔ جرمنی۔ اٹلی۔ فرانس۔ روس۔ معاملات مشرق میں اسلام کو قوت جنگ سے بے بہرہ کرنیکی غرض سے کامل اتفاق کرنا چاہیئے۔ اور جب ضرورت ہو تو مسلمانوں کی مزروعہ زمین اور چشمہائے آب پر اسوقت تک بطور ضمانت جنگ قبضہ کر لینا چاہیئے جب تک وہ اپنے ہاتھ سے تلوار نہ چھوڑیں۔

آگے چلکر یہ بیان کیا گیا ہے کہ عیسائی مذہب سے تلوار کو جدا رکھنے کا

حکم توڑ دینا چاہیئے - وغیرہ وغیرہ - ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ اگر عیسائیونکو مسلمانون کے ملک فتح کرنا منظور ہو تو اس قسم کے حیلہ بہانے سے کیا فائدہ - سب جانتے ہین کہ زمانۂ موجودہ مین کوئی جوش و خروش اور عادت جنگجوئی اہل اسلام مین نام کو باقی نہین رہی - ہمارے دیکھتے ہوئے ٹیونس - خیوا - بخارا - مصر - افغانستان اور بہت سی چھوٹی بڑی سلطنتیں اُس حالت مین مغلوب ہوئین - جو خود اپنے ملک کی حفاظت کے لیئے جنگ کر رہے تھے -

کوئی اسلام کا بادشاہ یا کوئی مسلمان قوم اس صدی مین آگے بڑھ کر کسی کے ملک مین جنگ آور نہ ہوئی - پس اسوقت ہماری اس واجب الرحم قوم کے پاس آلات جنگ مین نہ جنگی جہاز - نہ علم جنگ سے واقف - نہ روپیہ ہو اور نہ زمانۂ موجودہ کے علم و ہنر سے آگاہ - لطف یہ ہو کہ تعصب اور جہالت کسی مفید شئے کے حاصل کرنیکی اجازت تک نہین دیتا - پھر اس بدنصیب قوم سے وہ کونسا گناہ اسوقت سرزد ہوا ہو - جس کے پاداش مین اس قوم کی باقی حکومت کے استیصال کے منصوبے باندھے جاتے ہین - اگر خون ریزی اس قوم کی جبلی عادت سمجھی جائے تو اہل یورپ بدرجہا بڑھکر ہین جب کہ سلاطین یورپ تلوار تیار ہی خود اپنے ہی ملک اور ہمقوم و ہم مذہب کی تباہی کے لیئے کر رہے ہین تو وہ کیونکر دوسری قومون کے ساتھ ہمدردی ظاہر

کرنے کیواسطے باہم اتفاق کر سکتے ہین - بہتر یہ ہوتا کہ پہلے سلاطین عظام مثل روس - جرمنی - انگلستان - فرانس وغیرہ باہمی کشت خون سے دست کشی کا اتفاق پیدا کرتے بعدہ عنان توجہ اقوام دیگر کیطرف منعطف ہوتی -

"تلوار کو مذہب سے جدا رکھنے کا بھی انوکھا مسئلہ اس نامنصف مزاج مصنف نے لکھا ہے - ہم پوچھتے ہین کہ مذہب عیسوی سے تلوار کس ملک مین اور کس زمانہ مین جدا رہی - کہ اب مجدداً اس فضول ہدایت کی ضرورت سمجھی گئی -

ہم امید کرتے ہین کہ ہماری دور اندیش برٹش گورنمنٹ ایسے خود غرضون کے دام تزویر مین نہ پھنسیگی - اور اہل اسلام کی جو اب الرحم اور مطیع قوم کو نہ چھیڑے گی -

یہ وہی آرٹکل ہے جس کا حوالہ ڈاکٹر لیٹنر اپنے ریمارک مین فرمایا ہے اور جس کا ترجمہ بھی اسی رسالہ کے اوراق مین درج ہے -

حسن

وہ آرٹکل یہ ہے

جو بہادری اور پرہیزگاری و نفس کشی سودان کے درویشون نے ظاہر کی - وہ ان کی مذہبی سرگرمی کا اظہار کافی طور سے کرتی ہے - اور جو لوگ کہ وہان انکے تابع ہین انمین دلیرآ

جوش پھیلا دینا بھی ظاہر کرتا ہو کہ مذہبی خیالات کا وہ ایک اعلیٰ نمونہ اور کامل ثبوت ہو۔

اصولاً اسلام مثل مذہب یہود کے وحدانیت خدا کا قائل ہو اور دوسری قسم کے اعتقادات جس مین صریح وحدانیت نہو از روئے اصول مذہب اسلام کفر و بت پرستی ہو۔

قرآن مین لکھا ہو کہ دین خدا کے لیئے جہاد کرو اور دوسری جگہ یہ بیان ہو کہ خدا نے ان لوگون کو جو دین کے لیئے جنگ کرتے ہین پسند کیا ہے۔ یہان جہاد سے صرف زبانی تقریر مراد نہین ہو بلکہ تلوار سے لڑنا ہو۔

سارے جوش و خروش کا اصل الاصول یہی ہو جس کا مطلب مختصر بجائے تقلید مذہب و تعمیل احکام کے دوسرون پر زور دکھلانا ہو۔ قلب کا جھگڑا قلب سے نہین ہوتا۔ بلکہ دنیا کے معاملات سے ہوتا ہو پس مذہبی قوت کا اثر پہلے اپنے دل پر ہوتا ہو اور جب وہان کامیابی ہوئی یعنے خیالات مذہبی نے معاملات دنیوی سے قلب کو پھیرا تو اس کا اثر دل سے متجاوز ہو کر پڑوسیون اور اور دوسری قومون تک پہنچتا ہو۔ وہ چاہتا ہو کہ جس طرح اپنے دل پر قابو پایا ہو دوسرون کو بھی دنیاوی لذایذ و خواہشات سے پھیرے اور ان کے دلون کو مسخر کرے۔ اس نا واجب اور خلاف

عقل کوشش کی اجرا مین وہ لوگ بیجا جوش سختی اور دباؤ کے ساتھ کرتے ہین - اب ہمارا یہ سوال ہی کہ کیا ہم لوگ (عیسائی) مذہبی جوش سے مبرا ہین - کیا ہمارے قلوب بالکل آزاد ہین اس مین شک نہین کہ ہم تلوار سے مطلق خائف نہین اور کم سے کم ہم کو اس اعلےٰ درجہ کے ترقی پر خوش ہونا چاہیے کہ عیسائیون نے مذہب عیسوی مین ایسے اعلےٰ درجہ کے کنہیات رکھے ہین -

ہم مسلمانون کی ابلہ فریبیان اور خام خیالیان کو نظر نفرت انگیز سے دیکھتے ہین - لیکن اسلام کے اصول ایسے عمیق ہین جو خود قرآن شریف مین ایسے نہین اور جن پر حضرت محمد صلعم کی بنے اعتدالیون سے بھی کوئی اثر مترتب نہوا - مسلمان کچھ کچھ جلوہ خدائی دیکھتے ہین - ان کے دلون مین حی القائم خدا کا اثر معلوم ہوتا ہی لیکن راستی صدق اس کی کتاب (قرآن) مین منکشف ہوتی ہی اور اس کو دوسرے علوم و ناقابل ترمیم رایون سے مضبوط کرتے ہین -

جس شخص نے مہدی ہونے کا دعوی کیا ہی وہ اپنے معتقدون کی نظرون مین یا تو معہود اصل مہدی ہی جو تمام دنیا کو ہدایت کرین گے یا اسی نام کے (اصل مہدی سے پیشتر) ظہور ہونے والون مین شمار کیا جا سکتا ہی -

مسلمانون کا جوشندہ بانگ جنگ لا الہ الا اللہ ہی - ہم لوگون

(عیسائیون) مین اس کے مقابل مین کوئی دوسرا جملہ ہم معنی نہین ہی۔ مسلمانون کی تلوار صرف اپنے حفاظت کیلئے نہین اُٹھتی بلکہ سینون کے قول سے مفتی از روئے ان احکام کے جو اس کو براہ راست خدا سے پہنچتے ہین ایسے وقت مین تلوار کھینچنے کو کہتا ہی جبکہ مسلمانون کو اپنے غلبہ کا یقین ہو۔ اور از روئے شیعون کے جب کہ مستند اور جائز رہنما (امام) دنیا مین موجود ہو قرآن عملاً کل مذہبی اور ملکی قانون پر حاوی ہی۔ اور ان کے ملکون مین کسی دوسری شی کی اس سے زیادہ قدر و منزلت نہین ہی اور جو لوگ باضابطہ و باقاعدہ درستی کے ساتھ حلِ عقود قرآن شریف کرتے ہین ان کو ملا یعنے پریسٹ کہتے ہین۔

اس طرح کل مسلمانون کو ان ملاؤن کی تاکید رہتی ہی کہ جب مسلمانون کو عمدہ موقع حاصل ہو تو مذہبی اور دینی کام سمجھکر کافرون اور بے ایمانون کو مسلمان کردیا قتل کرو۔

اگر ہم اس اسلامی تعلیم کو صحیح طور سے سمجھے ہوئے ہین تو اسی مذہبی جوش سے ہم سب عیسائیون کو تاکیداً لازم ہی کہ متحدہ اور متفقہ کوشش سے کل مسلمان سلطنتون کو قوت جنگ سے محروم کردین۔ اور جب اس طرح ان کی قوت دین کی اور انکی فتح و نصرت کا یقین دل سے جاتا رہیگا تو ان کے جوشیلے اور محرک مذہبی

خیالات انھین مقامون مین محدود ہو جائینگے - جسمین خوش قسمتی سے ہمارے ہی مذہبی سردار ہین - انگلستان نے اسلامی قوت کو ہندوستان مین پامال کیا اور اسی طرح قریب قریب روس نے ترکی مین - اس تباہ شدہ حالت مین اسلام اسی طرح ان ملکون میں پناہ گزین ہوسکتا ہے جسطرح ٹوٹی ہوئی سینگون کا بارہسنگھا - پس ہم سب لوگون کو لازم ہے کہ ایک ہی غرض و غایت کیلئے لطف و محبت کے ساتھ متفق و یکدل ہون - یعنی مسلمانون کے ہاتھ سے تلوار چھین لین جسطرح ناراض و برانگیختہ بچے کے ہاتھ سے تیز چاقو مہربان باپ چھین لیتا ہے -

اسلامی جوش و خروش کا نتیجہ پیدا ہوگیا ہے اور اس کا اثر موجود ہے ایک نہایت وسیع گرماگرم ظلمناک مذہبی جوش کا سلسلہ قائم ہوگیا ہے تمام افریقہ خطرناک حالت مین آگیا ہے اور اگر مہدوی اپنی موجودہ فتح و نصرت کے ساتھ چھوڑ دیئے جائین گے - تو یہ خطرناک آگ ایشیا تک پہنچیگی - پس یہی وقت ہے کہ انگلستان - جرمنی - فرانس روس - وائٹلی دست بدست ملجائین اپنے کل اختلافات مابین کو یورپ ہی مین محدود رکھین - مشرق مین سبھون کو یکجہتی اتفاق سے عام انسان کی بھلائی کے لیئے کوشش کرنی چاہیئے اور کہدینا چاہیئے کہ جسطرح اہل اسلام اپنے مذہبی جوش مین "ہوا رسے کام

لیتے ہین اس سے کم عیسائیون کا کوئی دینی کام بغیر تلوار کے نہونا چاہیے
جہان منکرین قرآن کیلئے بے تکلف موت ہی پس سب لوگون کے اتفاق
سے رفتہ رفتہ اپنی مختلف قسم کی کوششون سے مسلمانون کو سلطنت
کے انتظامی امور سے علیحدہ کر دینا چاہیئے اور دوسرون کامون
مین آزادی دینا چاہیئے - اور جب ضرورت ہو تو انکی مزروعہ زمین
اور چشمہ ہائے آب پر اسوقت تک بطور ضمانت قبضہ کر لینا چاہیئے جب تک
تلوار نہ چھوڑین یہ عجیب بات ہو کہ وہ ہمارے جان و ایمان کے بھوکے
ہون اور ہماری طرف سے انکا خونخوار ہتھیار لے لینا ہی ظلم متصور ہو
ہم کو ایک سر سے انکی مذہب کی توہین نکرنی چاہیئے -
کیونکہ اس مین ایک بے نہایت پنہان ہو اور وہ راستی ہو جہان ہم
اور وہ شریک مذہب ہین لیکن ہم کو ان تعلیمات و احکام مذہبی
کی مخالفت البتہ ضرور ہو جس سے دوسرون کی جانین اور آزادی
معرض خطرہ مین آئین -
عیسائی مذہب سے تلوار کو جدا رکھنے کا حکم تو دینا چاہیے
اور جب مسلمان قوت جنگ سے محروم کر دیئے جائین گے تو وہ بھی
قوت بڑھانے کی جانب مائل ہون گے کیونکہ مسلمان اپنے خاص
تعلیم سے خوب واقف ہین اور جب دیکھتے ہین کہ دوسرے لوگ اعلے
درجہ کی عزت مختلف قسم کی محنت اور آزادانہ تعلیم سے حاصل کرتے

ہین - جس کی اُنہین اپنی مقدس کتاب سے حمایت ہو تو اور بھی
رنجیدہ اور ناراض خاطر ہوتے ہین - آخر کو اس کتاب (قرآن)
کی غلامی سے اپنے آپ کو آزاد کرنے کی فکر کرین گے اور بعد مخلصی
کے جس طرح ہم آزاد ہو انجیل کا مطالعہ کرتے ہین وہ لوگ
بھی اسی آزادی سے قرآن کو دیکھینگے -

نواب عماد نواز جنگ بہادر کے
خط[T] پر
پروفیسر ڈاکٹر لیٹنر کا ریمارک

اڈیٹر صاحب رسالہ ڈپلومیٹک فلائی شیٹ

جناب من - میں اپنی موجودہ (گرمی ہوئی) حالت صحت یعنی بوجہ بیماری علاوہ تصحیح پروفہ قابل تعریف خط نواب عماد نواز جنگ بہادر کے بہت ہی کم اور کچھ کہہ سکنے کے قابل ہون - جو رائے اُس خط مین ظاہر کی گئی ہے مین اس سے بدل متفق ہون - کسی ایک ایسی مجلس کا منعقد ہونا جس مین مذاہب عیسوی اور اسلام کے مسائل پر جانبین کے علماء شریک ہوکر بحث کرین جیسا کہ نواب صاحب نے تجویز کیا ہے بیشک بہت سے موجودہ غلط فہمیون کی اصلاح کا باعث ہوگا اور مسلمانون اور عیسائیون کے تصفیۂ خیالات کیلئے حضر راہ سمجھا جائیگا - عربی کتب دینیات اور فقہ کا ترجمہ بھی بہت ضرور ہے اور نواب صاحب نے ایک مشہور تفسیر قرآن شریف موسومہ تفسیر جلالین کے ترجمہ انگریزی کیواسطے انعام کا وعدہ کیا ہے - اگر مسلمانون کی مذہبی اور علمی زندگی محفوظ رکھنی منظور ہے تو نواب صاحب کی تحریر کے بموجب عمدہ اور وسیع

[T] رسالہ نمبر ۳ جلد ۲ ملاحظہ ہو - ۳۴۳

تعلیم عربی کا تمام مسلمانان عالم مین رائج ہونا فرض ہی کیونکہ عربی زبان مین خیالات اور واقعات کا بہت بڑا اور بے نظیر ذخیرہ ہی جس سے صرف مسلمانون کے علوم کو نفع نہین ہی بلکہ تمام دنیا کو۔

اس زبان کے حاصل کرنے سے جس مین مسلمانون کے تاریخی اور دیگر علوم ہین خاطر خواہ باہمی ایک سلسلہ قائم ہوجائیگا اور دماغی تعلیم حاصل کرنے کے لیے ایک ایسی بنیاد قائم ہوجائے گی جو قدیم تہذیب اور جدید ضروریات کے اتحاد کے لیئے نہایت مفید اور ترقی بخش ہوگا کیونکہ یہ ترقی اصلی اور خاص اپنی ہوگی۔

میری سرکاری رپورٹ "دیسی تعلیم" سے ظاہر ہوتا ہی کہ صرف پنجاب مین دس ہزار سے زیادہ آدمی عربی دان ہین اگو ان لوگون مین ایسی قابلیت نہو جیسی نوابصاحب کی خواہش ہی اور پچانوے لاکھ مسلمانان صوبہ پنجاب اپنے مذہبی طور سے جس مین کم و بیش عربی خیالات کی تحریک ہی زندگی بسر کر رہے ہین۔ ایسی تعداد عیسائیون کی کسی ملک مین اپنے مذہبی علوم کیجانب خواہ وہ عبرانی ہو خواہ یونانی مین۔ لیٹین ہو یا کسی دیسی زبان مین مصروف نہین ہی۔ مسلمانون کی مختلف مروجہ زبانون مین یوروپ کی علمی کتابون کا ترجمہ بھی ایک ایسا مسئلہ ہی کہ جس کی جانب یوروپ کی عموماً اور انگلستان کی خصوصاً ایشیاٹک سوسائٹیون کا متوجہ ہونا چاہیئے۔ اور ابتداء

اس طرح کیجاتی ہو کہ ایک سلسلہ مضامین علمیہ (سائنٹفک) اور مسلمان مستند مصنفین کا عربی - اردو - فارسی - ترکی - زبانون مین شائع کیا جائے - جیسا کہ فرانسیسون نے اپنے یہان کیا ہو کہ ہر فیصد جلد خرد و فاست کے لیئے ایک نئی دنیا اختیار کیا ہو - مجھکو اس امر کے اظہار کی چندان ضرورت نہین ہو کہ اگر میری خدمت کی ضرورت ہو اور عمر اور حالت صحت مانع خدمت نہو تو مین اس قسم کی کوشش مین اور انگلستان کے انگلو-محمدن کانفرس مین صرف اوقات کرنا اس لیئے ضروری سمجھون گا کہ اس سے عمدہ تعلیم اور عمدہ خیالات کی اشاعت انسانی جماعت مین مقصود ہو جو آرٹکل بعنوان مسلم فنیٹسزم (مسلمانون کا جوش خروش) رسالہ موسومہ کالبرن یونائیٹڈ سروس میگزین مین چھپا ہو اور جس مین آدھا سچ اور آدھا جھوٹ اور مطالب کو رنگ چڑھا کر بیان کیا ہو اس کا جواب اس سے زیادہ عمدہ آپ نہین دیسکتے کہ مضمون متعلقہ جہاد مندرجہ رسالہ ایشیاٹک کوارٹرلی ریویو اپنے رسالہ مین درج کردین - جس سے ظاہر ہوتا ہو کہ مسلمان اسقدر

نوٹ * یہ مضمون کا ترجمہ ہمارے اس رسالہ کے اوراق مین مختصر تبصرہ کے ساتھ درج ہو اگر اس کے جواب مین کوئی صاحب عمدہ مضمون لکھیں تو وہ بھی ہم بسرور درج کرینگے

نوٹ * اس مضمون کا ترجمہ ہمارے رسالہ ماہ اپریل ۱۸۸۹ء مین ملاحظہ ہو

جہاد کر سکتے ہین یا جہد یعنے کوشش کر سکتے ہین جبکہ وہ مذہباً ستائے جائین کیونکہ مسلمانون مین جہاد کی غرض محافظت مسجد۔ گرجا و معبد یہود ہو جہان خدائے واحد کا نام لیا جاتا ہی۔ لیکن مین اس مضمون کے مصنف سے اسقدر متفق ہون کہ "مسلمان اپنے کمی تعلیم سے علی العموم واقف ہین"، اگرچہ باوجود اس کے انکو اپنی خواہش حصول علوم دنیاوی مین جس سے انکو اعزاز اور فوائد دنیوی کی امید ہو فراموش نکرنا چاہیئے کہ سب سے مفید تحصیل ان کے لیئے کیا ہی یعنے سچی تعلیم جو انکو مقتدر مذہبی مدارس مین دیجارہی ہی بشرطیکہ مفہوم غلطی پر نہ ہو اور وہ تعلیم کس زبان مین ہی یعنے عربی مین جو سب زبانون سے شریف ہی۔ اور جس کو علمی اور زندہ زبان ہونیکا فخر ہی۔

آپکا تابعدار خادم
جی ڈبلیو لٹنر

(لندن)

اپیکیورس کے اصول زندگی

یہ دانش پرست حکیم جس کے اصول زندگی بقیہ دانایان (ہنر دار السلطنت یونان) سے جداگانہ اور نرالے تھے اپنے شاگرد رشید مینکس، کو ایک خط کے ذریعہ سے سمجھاتا ہے کہ "نوجوانی میں تلاش عقل و فطرت سے مت غفلت کرو۔ اور کہنہ سالی کی حالت میں اس کی کامل تحقیقات سے تھکنا نہیں چاہیئے کیونکہ حصول تندرستی روح کے لیئے کوئی زمانہ ایسا نہیں ہے جس کی نسبت یہ کیا جائے کہ ابھی سویرا ہے یا دیر ہو گئی"۔

وہ شخص جو یہ کہتا ہے کہ فلسفہ اور حکمت کا ابھی وقت نہیں آیا یا یہ کہ گزر گیا۔ مثل اس شخص کے ہے کہ جس کا یہ قول ہو کہ خوشی کے واسطے وقت نہیں آیا اور یہ کہ وہ گزر گیا۔

نوجوانوں اور کہنہ عمروں کی لیئے فرض ہے کہ وہ معرفت اور دانشمندی کی جستجو کریں تاکہ عمر کے لحاظ سے جتنے کہنہ سال ہوتے جائیں عقل و تمیز کی نظر سے وہ نوجوان معلوم ہوں۔

ان چیزوں کے حصول میں تمکو جد و جہد کرنا چاہیئے جن سے مسرت حاصل ہوتی ہے۔ ان چیزوں کی موجودگی سے تمھارے پاس سب کچھ ہوگا

نوٹ + ۳۴۱ (قبل مسیح) میں پیدا ہوا اور ۲۷۰ میں سلسلہ زندگی منقطع کر گیا۔

اور ان کی غیر موجودگی کی حالت مین تمہاری کوششین مسدود رہینگی

جن امور کو مین تم سے بلا تامل کہتا ہون کہ عمل کرنے کے علاوہ انکو ایک بے خطر زندگی کے ابتدائی اصول تصور کرو۔

سب سے پہلے خدا کی رحم کرنیوالی اور دوام باقی رہنے والی ہستی پر یقین کرو جیسے کہ عامۂ بنی نوع کرتے۔ اور خبردار! اس کو ایسی ہستی ہرگز خیال نکرو جو ان اوصاف کے مخالف ہو۔ کیونکہ وہ ذات پاک موجود ہی اور اس کی معرفت بہت ہی علانیہ اور ظاہر چیز ہی۔

خدا وہ نہین ہی جس پر ہماری گروہ (۱) یہ دیکھکر یقین کرتے ہین کہ انسان اون خیالات پر دوامی طور سے قائم نہین رہتے جن کو وہ اپنے زمانے مین مانتے ہین (یعنے سدا تبدیلی ہوتی رہتی ہی)

سچا بے ادب وہ نہین ہی جو ایک گروہ کی پرستش کیے ہوئے خدا کی تردید کرتا ہی۔ بلکہ وہ ہی جسنے اوس پر یقین کیا ہی۔ خدا کی بابت گروہون کے اقوال بجائے سچی پیشین گوئیان

---

(۱) یہان "ہر گروہ" سے شاید کوئی ایسی جماعت مراد ہی جو مخالف فلسفہ ہو گی۔

ہونے کے ایسے قیاسات ہین جن کو صداقت سے لگاؤ نہین اور جن کے سبب سے وہ آفتین جو ایک بدقسمت برداشت کرتا ہی اور وہ رحمتین جو ایک خوش نصیب پر نازل ہوتی ہین خدا کی طرف رجوع کی جاتی ہین۔

یقین کرو کہ موت کوئی خطرہ ہمارے لیئے نہین ہی کیونکہ ایذا اور راحت اسی وقت تک اثر رکھتی ہی جب تک ہم محسوس کرسکین۔ (۱) موت ظاہری اور باطنی حواسون کی غیر موجودگی کا نام ہی۔ اسواسطے یہ خیال کہ موت ہمارے لیئے کچھ نہین ہی اس زندگی کو خوشگوار کرسکتا ہی جو فانی ہی۔ نادان ہی وہ شخص جو اس لیئے نہین ڈرتا ہی کہ صرف موت ہی اُس کو تکلیف دے گی۔ بلکہ اسواسطے بھی کہ آیندہ اس کو خطرہ پہنچیگا۔ موت زندہ اور مردہ دونون کے لیئے تکلیف دہ نہین ہی کیونکہ زندہ اس سے ناواقف اور مردہ خود خارج از وجود ہی۔ محض زندگی کے موجود ہونے سے کیا خوف ہی؟ کیا زندگی کوئی جرم اور رنج سے علیحدہ چیز ہی؟

بے پایان وقت کی خواہش اس لیئے کرنا کہ خوشی کے ساتھ عمر بسر ہوگی ویسا ہی غیر خوشگوار ہی جیسا کہ قدرتی خواہش سے زیادہ خوراک کا ہونا جس کو ایک دانا پسند نہین کرسکتا۔

---

(۱) سبحان اللہ۔ مترجم۔

اس شخص کی حماقت ہی جو کم عمرون کو نیک آغاز اور کہنہ سال لوگونکو اچھے انجام کی صلاح دیتا ہی کیونکہ اس سے تو ایک ہی مرتبہ نیکی سے نخے رہنے اور مرجانے دونون کی بابت نصیحت نکلتی ہی۔

ظالم ہی جو کہتا ہی کہ "کیا اچھی بات ہوتی کہ پیدائش نہوتی۔ اور جب ایکبار ہوچکی تھی تو زندگی کے دروازے شتاب طے کرجانا تھی"۔ اگر فی الحقیقت دل سے اس کا عقیدہ یہی ہی تو کیون وہ اس دنیا سے نہین چلا جاتا؟ کوئی روک اس کی راہ مین نہین ہوگی اگر دراصل اس نے یہ نتیجہ مترتب کیا ہی۔

یاد رکھو کہ زمانۂ مستقبل نہ تو پورا ہمارے ہاتھ مین ہی اور نہ بالکلیہ اس سے باہر ہی۔ پس نہ تو اس کا انتظار کیا جاسکتا ہی اور نہ ہم ناامید ہوسکتے ہین۔

یہ بھی خیال رکھنا چاہیئے کہ خواہشون مین کچھ تو طبعی اور کچھ بے بنیاد ہین۔ جو طبعی ہین ان مین چند ضروری اور طبعی دونون ہین۔ جو ضروری ہین وہ ہمارے کرنے کے لیئے ہین۔ ان باتون کو صاف اور پختہ طور پر سمجھ جانے کے بعد ہم رجحان اور نفرت کرنا سیکھ سکتے ہین۔ جس سے جسم کو صحت اور تازگی اور روح کو تمام جھگڑون سے آزادی حاصل ہوسکتی ہی۔ جو ایک معزز زندگی کا مقصد ہی۔ اور جب یہ مقصد حاصل ہوگیا تو زندگی کے تمام لحظے رفع ہوسکتے ہین

جو رنج ہم کو خوشی کی تلاش مین ہوتا ہی وہ خوشی کی مفارقت کی وجہ سے ہی۔ جب ہم رنجیدہ نہین ہوتے پھر ہمکو خوشی کی بھی خواہش نہین ہوتی۔ ہر ایک نفرت اور پسند کی ابتدا اسی (مسرت) سے ہی۔ اور اسی نتیجہ پر ہم واپس آتے ہین۔ حواس ہمارے فیصلہ کے لیئے قانون ہین۔

خوشی ہمارا پیدایشی مقصد ہی اسواسطے ہم ہر ایک قسم کی خوشی کو پسند نہین کرتے اور اکثر اوقات بہتون کو اس لیئے ترک کر جاتے ہین کہ انسے تکلیفون کا سامنا ہوتا ہی۔ اور اکثر ہم رنج کو خوشی پر ترجیح دیتے ہین کیونکہ رنج کا رشتہ ہماری فطرت سے ہی۔ لیکن ہماری پسند کا یہ حال سدا نہین رہتا۔

جس وقت ہم یہ کہتے ہین کہ خوشی ہمارا مقصد ہی ہماری مراد اس خوشی سے سمجھنا غلط ہی جو تھوڑی دیر کے لیئے بیہوشی یا بے عقلی سے پیدا ہوتی ہی۔ جیسا کہ متعصب اور ہمارے مقاصد غلط طور پر بیان کرنیوالون کا قول ہی۔

تکلیف جسمی اور روحانی کے نہونے سے ہماری مراد خوشی ہی ہماری خوشی وہ نہین ہی جو مے پرستی۔ ناپاک محبت۔ اور ایک پرلطف دعوت سے حاصل ہوتی ہو۔

ہماری خوشی اپنی حیثیت مین سنجیدہ ہی۔ ہر ایک پسندیدے

دلایل تلاش کرتی ہو۔ اسی خوشی سے تمام دوسری نیکیاں پیدا ہوتی ہیں کیونکہ یہ ہم کو سکھاتی ہو کہ وہ مسرت آمیز زندگی جو دانشمندی عزت۔ اور انصاف کی زندگی خوشی کی زندگی نہیں ہرگز امتیاز نکرنا چاہیے چونکہ نیکیاں خوشگوار زندگی کے ساتھ پیدا ہوتی ہیں اس لیئے خوشگوار زندگی ان سے جدا نہیں ہو سکتی۔

اعلےٰ کون شخص ہو؟ کیا وہ ہی جو خدا کی نسبت پاک عقیدہ رکھتا اور موت سے ہراسان نہیں ہو؟

کیا وہ ہو جس نے مشکلات کا مقابلہ کر کے فطرت کے مقررہ قوا پر غور کیا ہو؟ وہی ہو اور اسی نے تقدیر کو جسے چند لوگوں نے دنیا کا مالک قرار دیا تھا رد کیا ہو کوئی چیز ہمارے افعال کی مالک نہیں ہو اور صرف افعال ہی ہیں جو تعریف یا الزام کے مستحق ہیں۔

یاد رکھو کہ دانا کی بدقسمتی نادان کی خوش نصیبی سے بہتر ہو۔

مختصر یہ ہو کہ عملی طور پر جس کام کا بخوبی فیصلہ ہو گیا ہو اس کا نتیجہ حسب دلخواہ مترتب کرنے کے لیئے موقع (یا چانس) کی ضرورت نہیں۔

پس حصول آزادی کی کوشش کرو۔ اور خواب ہو یا بیداری کسی حالت میں خود کو خرابی میں نہ ڈالو کیونکہ تجلی باری تعالےٰ کی جھلک بجز ایک فانی انسان کے اور کسی دنیاوی چیز میں نہیں پائی جاتی۔"

(محمد اصغر حسین)

اخبار اور اُس کی ضرورت

اگر ہم اگزیبیشن یا نمائش گاہون کی تاریخ مطالعہ کرین تو یورپ اور امریکہ کے شائستہ ملکون مین حرفت اور تجارت کے زرخیز مرقعے سطح زمین کے شاداب حصّون پر سینکڑون بلکہ ہزارون نظر آجائینگی پھر انسان کے بیشمار ترقیون کے نمونے ان میوزیمز یا عجائب خانون مین نظر پڑینگے جو کم وبیش ان نمائشون کی مدد سے بحسن ترتیب سجائی گئی ہین۔ لیکن جہان تک سیاح خیال برقی انجن کی رفتار سے سطح عالم پر گلگشت کر چکا ہو بالعموم تمام تر اعظمون خاصکر ایشیا مین کوئی شہادت ایسی نہین پیش کر سکتا جس سے یورپ کے اس زرریز شمالت سے باہر ہی جس کے گوشے گوشے پر لندن کی تجارت — برلن کی شائستگی پر تمام ہوتی ہین ایسے میوزیمز (عجائب خانے) یا اگزیبیشن کا نشان مل سکے جو قومی خیالات اور تمدن کے مدارج خواہ ان کے ترقی و تنزل کی سنجیدہ حاکون انکی دوامی فرمیشن (اصلاح) کے داغ بیلون سے انکی آیندہ رفتار کی بہتر پیشین گوئی کر سکے۔

یہ تو مشہور ہو کہ ایجاد کی بلند اور عالیشان عمارتین جو اسوقت آسمان سے باتین کر رہی ہین ضرورت کی بنیادون پر رکھی گئی ہین چنانچہ نوعی اور جمہوری سلطنتون کی شائستگی نے جب شہری کی

مجلسون سے قدم باہر نکالا اور آزادی تجارت و صنعت نے علوم
و فنون کے شاہراہون کے متوازی چلنا شروع کیا تو قانون
قدرت نے اپنے اصول سلسلۂ ضرورت و ایجاد سے نئی فیشن کا ایک
ایسا برقی مورچہ تیار کیا جس مین آزادی خیالات کا تیزاب ڈالکر گرو
اور والٹا کی سریع رفتار بیٹریون کو گرو کر دیا۔ (
امریکہ اور یوروپ کے بڑے بڑے پولیٹیشن (مدبر ملکی جن کے
دماغ کے انجن مین انقلاب تمدن اور اصلاح معاشرت کے خیالات
پر زور سٹیم (بخار) کی مانند بھرے ہوئے تھے اور جن کی آنکھون
مین سوشیل رفارم کی آیندہ کھینچنے والی تصویرین گھوم رہی تھین
جن کے کانون مین آزادی جمہور کی آوازین گونج رہی تھین اس
کیمیائی آلہ کا دستہ گھمانے کے لیئے کمر باندھ کر کھڑے ہوئے
جس کا عجیب نتیجہ یہ ہوا کہ خیالات اور رایون کی صحت اور غلطی کے
ممتاز ہو جانے پر کرۂ زمین کے نیچرلسٹ باشندون نے مختلف
ریویو کئے۔ کچھ لوگ کہ کائی کیطرح جہالت کی ظلمت کا پردہ چاک
ہو گیا ہی بعض نے کہا کہ شائستہ اور غیر مفید خیالات مین اس طرح
تفریق ہو چلی ہی جیسے دودھ پھٹکر پانی اور سفیدی الگ الگ ہو جاتی
ہین۔ بعض طباع لوگون نے کہا بادل پھٹکر آفتاب عالمتاب یا
آفتاب انور کی عالمگیر روشنی دکھائی دیتی ہی۔ دستہ گھمانیوالے

مدبرون نے للکار کر کہا کہ شخصی اور جمہوری سلطنتون کے اغراض
اس طرح علیحدہ ہو گئے ہین جس طرح بجلی کی رو پانی کے لطیف عنصر
آکسیجن اور ہیڈروجن کو جدا کر دیتی ہی! - پھر ادھر تو برقی سلسلہ
کا سلسلہ جوڑ کر بجلی کے تار ملائے گئے - ادھر کالجون کے گریجوایٹ
اور سکولون کے نو تعلیم یافتہ لڑکے بول اٹھے کہ اوہو! کیا سفید
براق روشنی ہی کہ آنکھ نہین ٹھہرتی!!! اور دیکھو فرفر رفتہ رفتہ
انگلستان سے خلیج بسکے اور بحیرۂ جرمن تک تمام سمندر اور ساحل
کیسے منور ہوتے جاتے ہین - خلیج بنگالہ اور بحیرۂ عرب سے جزیرہ
نمائے جنوبی اور دریائے گنگ کے شاداب وادیون مین جب
یہ روشنی پہنچی تو وہ ہندوستان کے باشندے جو دور دراز سے
سنکر یہ معمّا نہ سمجھے تھے حیرت سے بول اٹھے کہ برقی مشین!!!
ہین ہین کیسی برقی مشین!!! اس سے تو اخبار مراد ہے
برٹش انڈیا مین جب سے آزادی اخبار کی بنیاد پڑی مختلف
تعلیم یافتون نے اپنی طبیعت کی جولانیان دکھائی ہین اور پولیٹکل
سوشیل - مورل حالات ملک کے چربے اوتارے ہین - ایسے اخبار
بہت کم جاری ہوئے جو فاتح و مفتوح کی وابستگی اور تجاذب یہودی کے
ظاہر کرنے کے لیے کامل ترجمان کا کام دیے - اور جس طرح پولیٹکل
بحثون کو مدنظر رکھے اوسی طرح ملک کے تعلیم یافتون اور نوآموز

کے لیئے اخلاق کی شائستگی سکھانے مین سچے ہادی اور معلم ہون
اور جس طرح مسلسل ٹیلگراف کی خبرون کے تار باندھ دین اسطرح
مختلف ضروری حالات پر معنی خیز الفاظ مین پر زور آرٹکل تحریر کرین
ان تمام موجودہ ضرورتون کے پورا کرنیکے لیئے اگر بڑا عظم ایشیا تیز
مان بھی لیا جاے پھر بھی ہندوستان بھر مین تو کوئی اخبار نہوگا
جو اپنے فرائض منصبی آزادی کے ساتھ کامل طور پر پورا کرے اور
ملک کی تمناؤن کے ہجوم اور امیدون کی گھٹا مین بھی ایک کمربستہ
قومی خادم ہو جو منصب رفریشن کے علاوہ قومی ہمدردی۔ سچی خبر رسانی
اعلے درجہ کی انشا پردازی اور علمی مضامین سے نیشنل پروگریشن
(قومی ترقی) اور اتحاد عامہ مین کوشش کرتا ہو۔

بھائیو! تمام دنیا کی صنعت و تجارت اور علوم و فنون
کے فروغ کا باعث اگر ہو سکتا ہے تو اس کے سوا، کچھ نہین کہ
پبلک بھی قدر شناسی عام سے عام نمایش گاہون اور جلسہ ہاے
عظیم الشان مین تمغے عطا فرماے اور دل بڑھاے۔ ان کی
دستکاری کے نمونے اور تصنیفات کی جلدین خرید کرے۔
اور ہر چند کہ فی زمانہ انکی ابتدائی حالت بہت پست ہوتی ہے لیکن
رفتہ رفتہ ترقی کرتے کرتے شہرت عام اور بقاے دوام کی زندگی
حاصل کر سکتے ہین۔ اور ملکی اور قومی ترقی بھی آہستہ آہستہ اس شہرت

کے پردے مین آگے آگے بڑھ سکتی ہی۔

مثل مشہور ہی "چھوٹا منھ اور بڑی بات" تم ہرگز (اڈیٹر اور پروپرائیٹر کی طرف اشارہ ہی) دعوی نہین کر سکتے کہ تمہارا اخبار پرچہ قومی ترقی اور تہذیب کو عروج پر پہنچائیگا لیکن تاہم اپنے ناظرین والا تمکین سے ملتمس ہو سکتے ہو کہ اگر وہ شبنم التفات سے تمہاری گلبرگ تازہ رکھنے پر مائل ہون تو ہم بزور رکھتے ہین بلکہ بصد عجز و ادب عرض کرتے ہین کہ ایک روز قومی تمناؤن کا باغ تم اسطرح ہرا بھرا دیکھا سکو گے جس طرح یورپ مین کوہ الپس کی گھاٹیان انگورون کے بیلون سے اور ایشیا مین ہمالیہ کا دامن قرن گھانسون سے ازسرتا پا سرسبز و شاداب ہین اور کبھی شائستہ اور آزاد تعلیم یافتہ نوجوانون کے بلند نعرون سے ہندوستان کے پولیٹکل ایسوسی ایشن ہال گونج اٹھین گے - اور کبھی قوم کے سرتاپا حسرت و یاس ضعیف بوڑھون کی دھیمی فریادون سے ارگن (ارغنون) کی زیر سمندر کے تہ نشین تارون کے ذریعہ سے انگلستان پہنچیگی۔

لیکن اگر ملک کے جوہر شناس - مدبر اور ریفارمر تمہارا ساتھ دین اور بقدر ضرورت ہاتھ بٹائین تو تمہارے لیئے اس نازک شیشہ مین پری کا تسخیر کرنا اور مغربی سحر حلال سے میجک لینٹرن (فانوس جادو) کا گردش دینا ناممکن نہوگا اور کامل یقین ہی کہ اگر مغربی سٹیج

پر تمھارے اخبار کے عبرت خیز اور دلچسپ سین نمایان ہون گے تو ہندوستان کے وہ باشندے جو قومی حقوق اور فرائض اخلاقی سے ابتک ناواقف ہین یک لخت خواب غفلت سے چونک اٹھین گے اور صبح سعادت کی زرنگار شفق آلود شعاعین جھلکتی دیکھکر محنت اور ہمت کی منزل مین الرحیل الرحیل کہکر کوچ کرنیکو تیار ہو جائین گے اور آخر کار ان اولوالعزم شریفون کے مانند جو مسس سپی کی وادیون اور ایشیا نیا گرا کے پہلوؤن سلسلۂ الپس جورا کے دامنون اور انگلش چینل - میڈی ٹرینین سی (بحیرۂ روم) کی ساحلون پر حسن معاشرت اور تمدن کے مرقع ہاتھون مین لیئے ہوئے - تمام عالم کی اصلاح کا بیڑا اٹھائے ہوئے ہین ہندوستان کے باشندے بھی جو کبھی گولڈن انڈیا کے نام سے صفحات تاریخ مین مندرج اور لوگون مین مشہور تھا اور اب بلحاظ طرز حکومت بلکہ باعتبار سوشیل حالات کے نہایت نشیب مین ہے ایک روز منزل مقصود پر پہنچ جائین گے -

ہر چند کہ سمندر کی سطح آب مین بڑے زور شور سے ہلچل ہو رہی ہے اور ہواؤن کے سناٹون - گردابون کے چکر کھانے - ساحل شکن موجون کے ٹکرانے سے بڑے بڑے دعوے کرنے والے ملاحون کے ہوش و حواس باختہ ہو رہے ہین - لیکن تم بھی - گو بڑے بڑے طوفانون کے مقابلہ کرنے والے سٹیمر نہین تو چھوٹے چھوٹے

لائف بوٹ ہی پانی میں چھوڑو اور ہزار ہا عالم کے ملاحان اعظم سے
التجا کرو کہ تمہارے ہاتھوں اور چپوؤں میں قدرت کے کارکن طاقتوں
کا زور بخشے!!!

(محمد یوسف عیخان۔ یوسف)
از لاہور

قصر نمرود

ایک شہر بڑا قدیم دجلہ کے کنارہ آباد تھا اور اسی شہر کا نام نینوے تھا اور اسی شہر مین اور ایک شہر نمرود کا آباد کیا ہوا تھا اس شہر کو شہر نمرود کہتے تھے اور وہ نمرود کا دارالسلطنت تھا۔ اس زمانہ مین ویران ہی۔ اس کے گرد و نواح شہر پناہ کی دیوارین بہت چوڑی اور اونچی عمدہ عمدہ پتھرون کی بنی ہوئی اسوقت تک موجود ہین۔ مگر کہنگی کے سبب سے جابجا ٹوٹی ہوئی ہین۔ اور ان دیوارون کے ہر پتھر پر نادر نقش و نگار اور درختون بیلون بوٹون اور پھول اور پتون اور حیوانون اور انسانون کی شکل اور تصویرین اور عبارتین کندہ کی ہوئی ہین قدر شہر پناہ کا کوسون تک ہی اور شہر سارا اجڑا ویران میدان پڑا ہی گھرون کے اور حویلیون کے کھنڈیرون پر اور عمارتون اور منارون پر مٹی کے تودے چڑھے ہوئے اور جھاڑ جڑ سے سترک ریگ روان مین دھکے ہوئے ۱۲۶۳ ہجری مطابق ۱۸۴۷ء مین انگریزون نے سلطان عبدالمجید خان فرمانروای روم و قسطنطنیہ کے حکم سے اس شہر کے ٹیلون اور ڈھیرون کی مٹی جابجا سے کھود کر دیکھی

نوٹ ۱۲ اس عجائب واقعہ کو ہم نے مولوی محمد خیرالدین خان محمود جنگ بہادر مرحوم کے تصنیفات سے نقل کیا ہی۔

ان کے اندر سے نمرود کا مکان اور بہت سی حویلیاں اور مینار نکلے
اور ان مکانات میں سے اقسام اقسام کی چیزیں اور گھر کے
برتنے کے سامان اور قدیم طرز کے باسن اور پتھر کی کرسیاں اور صناعوں
کے اوزار اور ہتھیار نکلے اور ایک حویلی ظاہر ہوئی جس میں بلغام
کے پتھر کی تختیاں ایک پر ایک تودہ تودہ رچی ہوئی تھیں ان تختیوں پر
حساب لکھا ہوا تھا اس سے ظاہر ہوا کہ وہ حویلی ملکی وغیرہ حساب کی
کچہری تھی اس ویران شہر میں اور ایک عمارت ظاہر ہوئی اس عمارت
میں دوائیاں رکھنے کے پتھر کے برتن اور پتھر کے قفلین اور مرتبان
تھے معجونات اور شربت وغیرہ رکھنے کے۔

اس سے معلوم ہوا کہ وہ مکان دار الشفاء اور دواخانہ کا
تھا اور نمرود کی دولت سرا کے صحن میں بڑی ہیبت ناک شکلوں
کے بڑے بڑے پتلے انسانوں کی شبیہ اور راکسوں اور اور شیطانوں
اور جنوں کی خیالی ڈراونی اشکال اور بیل اور گھوڑے اور ہاتی اور
گینڈے اور اونٹ اور شیر اور ایسی ہی وحشت ناک پتھر کی بنی ہوئی
تصویریں نکلیں ان میں سے نمرود کی پوری شکل اور سرو قد کا
پتلا پتھر کا تراشا ہوا ہاتھ آیا ایک تصویر میں نمرود کی ڈاڑھی میں موتی
پروئے ہوئے تھے۔ اور ایک پتھر پر نمرود جو خود شکار کو نکلا تھا
اس کی تصویر تھی اور اس تصویر میں درندوں کی شبیہ اور

گاڑی اسکو گھوڑے لگے ہوئے اس گاڑی پر نمرود پورا لباس پہنا ہوا سوار اور گاڑی بان برہنہ بے لباس بیٹھکر گھوڑے ہانکتا اور جنگل مین گاڑی لیا جاتا ہی اور نمرود نے گاڑی پر سے شیر کو ایک تیر مارا ہی اور شیر ایک تیر کھاتے ہی مرگیا ہی - اور نمرود کی دولت سرا کے میدان مین اونچی چبوترے پر نادر نادر مورت انسانون اور شیطانون حیوانون اور اژدہاکسون کے پتھر پر تراشی ہوئی خوفناک شکلون کے کھڑا کئے ہوئے تھے - اور دارالامارہ کے اندر پتھر کی کرسیان + وغیرہ سامان نشست رکھا ہوا تھا اور حویلیون اور عمارتون اور منارون کی پیشانی کی لوح پر اقسام کے نقش و نگار حیرت افزا اور عبارتین عمدہ خط سے کندہ کی ہوئین تھے فاضلون نے انکو پڑھکر مطلب و مضمون معلوم کرلیا اور جابجا سے مٹی کے تودے کھود کر دور کیئے گئے تو ان کے اندر سے عمارتین اور چھاؤنی بھی برآمد ہوے سب کے سب جڑ سے پیڑ ڈال اور پتون تک کو یلے بن گئے تھے اور قاعدہ کی بات ہی کہ جب بڑے بڑے جنگل ہزارون برس تک مٹی کے اندر دبے رہتے ہین اور ہر سال اون پر سات ہوا

نوٹ :- معلوم ہوتا ہی کہ گھوڑون کی گاڑی نمرود کے زمانہ مین بھی موجود تھی اور غالباً گاڑی پر سوار ہوکر شیر کا شکار کرنا اس زمانہ مین مروج تھا

+ کرسیون کی نشست بھی قدیمی رواج ہی

کرتی ہی تو وہ نباتات زمین کی گرمی سے جل کر کوئلے بنتے ہین اور
اُن کے ساتھ پانی کی تراوت اور زمین کے اجزا باہم ملکر ان کوئلہ کو
سخت کرتے ہین یہی معدنی کوئلے ہین جو زمین کے اندر سے
نکلتے ہین دخانی جہازون اور دخانی گاڑیون و صناعتون کے
کارخانون مین جلائے جاتے ہین اور جہان ان کوئلون کی کان
ہوتی ہین وہان ہی قریب فلزات کے کان خصوصاً لوہے کی معدن
اللہ تعالی نے اپنی حکمت سے پیدا کیا ہے تاکہ انسان ان کوئلون سے
دھاتون کو یعنے فلزات کو گلاکر کام مین لائے چنانچہ اسی نینوی
کے سلسلہ مین ایک اور عمارت بھی برآمد ہوئی جس کے اندر چند مردہ
آدمیون کی نعش زمین پر پڑے ہوئے تھے اِن کے پانون مین
بیڑیان تھین بدن گل کر راکھ ہوگیا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ
مکان نمرود کا بنایا ہوا قید خانہ تھا جس مین مجرم رہا کرتے تھے۔
الغرض نینوی کے کل قدیم عجایب چیزون کو انگریزون نے لیجاکر لندن کے

؎ حیرت تو اس بات کی ہے کہ سلطان روم و قسطنطنیہ کے ملک مین ۔۔۔۔۔
اسقسم کی چیزین دستیاب ہون اور انہی کے حکم سے نکالے جائین
لندن کے عجائب خانہ مین بھیجے جائین اور خود اسلامی سلطنت مین
اس قسم کے آثار قدیم کی کوئی قدر نہو۔ حسن

میوزیم عجائب خانہ مین رکھے ہین اور نمرود کی تاریخ اور اس کے زمانہ مین جو خط کہ مروج تھا اور اس کے حروف اور اسوقت کی زبان کی شرح و بیان بتفصیل انگریزون نے مشتہر کیا ہی کہتے ہین کہ نمرود کے زمانے کے حروف پھول اور بوٹون کی شبیہ پر تھے۔ جس کی وضع اس شکل سے مشابہ ہی ع ع ع

شیر کا شکار

ہمارے دوست راجہ مرلی منوہر بہادر نے جو کیفیت اپنے شکار کی بغرض اندراج رسالہ بھیجی ہی ہم بخوشی درج کرتے ہین -
راجہ صاحب ممدوح اس ریاست عالیہ کے بہت بڑے جاگیردار اور اعلے تعلیم یافتہ اور رکن سلطنت ہین - حیدرآباد کے دو بہت بڑے نامی ہندو خاندانون مین سے ایک آپ کا ہی جسنے زمانہ دراز سے عزت و مرتبت حاصل کی ہی اور ہمیشہ قرب حضوری کا شرف رہا ہی - ہمارے نوجوان دوست کو جیسا کہ خود انکا بیان ہی شروع جوانی سے غایت درجہ شکار کا شوق رہا - چونکہ صید افگنی سرداردن کی آن اور رئیسون کی شان ہی - اور تفریح - بہادری - و انسانی خیرخواہی (یعنے رفع گزند درندگان) کا جلوہ ایک ہی نظر اور ایک ہی فعل مین دکھلائی دیتا ہی اس لیئے راجہ صاحب کو روز بروز شکار کا شوق بڑھتا رہا اور ایسی دلچسپی اور کامیابی ہوئی کہ بالآخر "شیر دل" کے موزون لقب سے مشہور ہو گئے - ہم چاہتے ہین کہ امرا پارٹی مین اس قسم کے مشاغل کی روز افزون ترقی ہو یعنے بعد ادائے دیگر فرائض زندگی و منصبی بجاے غیر مفید اور کہولت انگیز "تفریح" کے ایسے شغل مین مصروف ہون کہ مردانہ ہمت بڑھے - فن

سپہ گری کی ترقی ہو اور خلق خدا کو موذی جانوروں سے
بیفکری رہے۔

چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار

(حسن)

اعلیحضرت
(شیر کا ابتدائی شکار)

مجھے جس زمانے مین شکار کا شوق ہوا مین نے ایک مزل لوڈر خرید کی - اور علاوہ اس کے جو بندوقین مکان مین تھین انکو صاف کروایا اور نشان اندازی شروع کی - یہ وہ زمانہ تھا کہ مین مدرسہ عالیہ مین پڑھا کرتا تھا اور گاہے ماہے اپنے یوروپین استادون کے ساتھ پرند کا شکار کرتا تھا اور جب کبھی مجھے تعطیل ملتی تھی مین اپنے باغ کو جاتا تھا وہان کبھی ناریل کے درخت پر ناریلون پر نشان لگاتا تھا اور کبھی خالی سوڈا واٹر کے شیشے ڈاٹ لگاکر اور پانی مین ڈال کر نشان اندازی کرتا تھا - بہ توسط یوروپین استادون کے مجھے ملٹری افسران سکندرآباد سے بسبسی دریفورس سے ملاقات کا اتفاق ہوا وہ لوگ اکثر شکار شیر وغیرہ کا ذکر اپنی سوسیٹی مین کرتے تھے مجھے بھی کبھی کبھی یہ خیال ہوتا تھا کہ مین بھی ان کے ہمراہ رہون مگر مدرسہ کی تعلیم مین اسقدر مصروف تھا کہ کبھی مجھکو مدرسہ چھوڑنے تک یہ موقع ہاتھ نہ آیا - غرض　　ولی نعمت کی حکمرانی کے ڈیڑھ سال قبل مین نے مدرسہ چھوڑا مجھے قوانین کے سیکھنے کی

اعلیحضرت

ضرورت پیش آئی جس مین مدرسے کم معروفیت نہ تھی تیتر۔ بٹیر۔ وغیرہ اور کبھی کبھی خرگوش کا بھی شکار کرتا تھا۔ جب ولی نعمت عکمران ہوئے ایک مجلس بندوق بازی کی پرانی حویلی مین بحکم ولی نعمت نواب افسر جنگ بہادر نے قائم کی اور مجھے بھی شرکت کی عزت دیگئی۔ اور یہ مجلس ہر سہ شنبہ کی صبح کو ہوا کرتی تھی جس مین منتخب اشخاص شریک تھے۔ اب مجھے چار ناچار عمدہ برجلوڈ بندوق خریدنا پڑا کیونکہ اتنک ٹوٹی پھوٹی پرانی بندوقون سے کام چلتا تھا۔ اور اب جبکہ مجلس مین رونق افروز رہنے اور ہر یک کی بندوق کو ملاحظہ کرنے لگے تو مین نے فوراً دو بندوقین خرید لین۔ ایک جو رچھوٹی اکسپریس رائفل اور دوسری ۱۲ بور سنٹرل فیر ہر شنبہ کو نواب افسر جنگ بہادر نئی ترکیب کے نشان رکھتے تھے یعنے کبھی شیشے دوڑاتے تھے کبھی مصنوعی شیر دور سے کھچواتے تھے۔ اور کبھی گز گاڑکر اسکا نشان کرتے تھے اور کبھی دیکھا نشانہ کانچ کی گولی اڑاکر مارتے تھے اور کبھی فولادی باری غرض اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس زمانہ مین میرا نشان بہت درست ہوگیا اور مین جس کو چاہتا اکثر مار لیتا تھا۔

ایک روز غلام غوث خانصاحب رئیس اڑنا راین پور جو میرے چند روز مدرسہ عالیہ مین ہم مکتب رہے تھے اور جن کو ہمارے خسر سے کچھ تعلق رہا ہے ملاقات کو آئے اور مجھ سے ذکر کیا

کہ ماوراین پور مین شیر و ببر بچہ و ریچہ کا شکار خوب ہوتا ہی - مجھے
اس ترغیب نے زیادہ تر شوق دیا اور مین نے سامان مہیا کرنا شروع کیا
چونکہ مین نے کبھی شیر کا شکار نہین کیا تھا - بغیر گاڑی کی فکر
اور دیگر انتظام کے چلا گیا - اور راجہ نارائن پور کا مہمان ہوا - جب
مین وہان پہنچا راجہ صاحب نے مجھسے کہا کہ بالفعل جنگل شیر نہین
معلوم ہوتا - مگر ریچھ وغیرہ ملجائینگے - مین ہر روز صبح مین
کھانا کھاکر دس بجے اُن کے ہمراہ ہوتا اور شام کو محروم واپس
آتا - سوا چیتل کے نہ شیر دکھائی دیتا تھا اور نہ ریچھ - غرض ایک دن
راجہ نے مجھے چھوٹے سے ٹیلہ پر ماٹ باندھکر بٹھایا اور
ایک بکرا باندھ دیا اور کہا کہ اس پر ببر بچہ آئیگا مین
اشتیاق مین چونکہ چاندنی شب تھی دس بجے شب تک بیٹھا رہا
اور پھر دوسری صبح کو چار بجے سے آٹھ بجے تک رہا غرض کچھ
بھی نہ آیا آخر مین اس جنگل سے محروم ہوا اور بعد ایک ہفتہ کے
واپس چلا اور سیلوارم مین ایک ریچھ کا شکار کیا یعنے جب سیلوارم
مین پہنچا اور وہان کے شکاری سے دریافت کرنا شروع کیا تو
اس نے جواب دیا کہ کل صبح جنگل مین لیجاؤن گا جو کچھ شکار ملے تو
دو گھنٹا مارنا یا نہ مارنا تمہارا کام ہی - مین نے بہت کچھ انعام وغیرہ
کی ترغیب دی دوسرے دن وہ شکاری صبح کے چار بجے آیا اور

مجھے ایک اونچے پہاڑ پر لیجا کر بٹھلایا اور جب وہ رتھ اپنی گوری کی طرف جا رہا تھا جو مجھ سے بہت دور نہ تھا مجھے بتلا گیا مین نے دو گولیون مین اس کا کام تمام کیا بعدہ بلا توقف شہر چلا آیا کیونکہ جو ڑیونکا ٹیہ اس روز بیٹھ گیا تھا اور کسی ضرورت سے اس روز ہی بلدہ آنا لازمی تھا اس شکار کی بعد کچھ روز نہین گزرے تھے کہ

ولی نعمت نے میلار کا ارادہ فرمایا اور مجھے بھی ہمراہی کا حکم ہوا غرض قدر قدرت نے کئی شیر بہت جوانمردی اور مستعدی سے شکار فرمائے اور ایک روز تمام جنگل کا ہانکا کروایا اور کل شائقین کو شکار کا موقع عطا فرمایا کہ جس کے سامنے شکار آئے اسکو شکار کرنیکی اجازت ہے۔ مین نے ایک جنگلی سوّر کو جو بہت تیز جا رہا تھا شکار کیا۔

اس کے بعد مجھے شیر کے شکار کا از حد شوق پیدا ہو گیا مین نے چند شکاری نوکر رکھ لیئے اور جو لوگ کہ متعبر تھے ان سے ہر وقت شکار وغیرہ کی گفتگو کیا کرتا تھا اور مجھے اس امر کی تلاش تھی کہ شکار کو کس طرف جاؤن اور کس طرح شیر کا شکار کرون۔

چونکہ مجھے ایک زمانہ سے شیر کے شکار کی تلاش تھی اور مین نے اپنی جاگیر مین شیر کی موجودگی کی اطلاع دینے کیلیئے گشتی جاری کی تھی مجھے خبر ملی کہ گنگا وارم اسٹیشن سے تر ملا پور جو پانچ کوس پر واقع ہے وہان شیر موجود ہے مین نے فوراً چہار نفر شکاریون کو گارے باندھنے

کو روانہ کیا ان لوگون نے چار روز کے بعد چٹھی بھیجی کہ شیر موجود ہے
گارے ہو رہے ہین جلد آیئے پہلے ہی سے ایک شکاری
ہاتھی کی پروانگی لیکر روانہ کر چکا تھا فورًا یہان سے کوچ کیا اور
ریل کی گاڑی مین گنگا ورم پر اوترا اور تھوڑی دیر آرام لیکر صبح کے
چار بجے پھر وہان سے کوچ کیا اور قریب سات کے داخل تلاپور
ہوا - آٹھ بجے شکاری میرے پاس آئے تمام کیفیت بیان کی -
مین فورًا ناشتہ سے فارغ ہوکر جنگل روانہ ہوا اسوقت تک
محمد اعظم صاحب منتظم کارخانہ محمد بچل خانمرحوم نے جو میرے ہمراہ تھے
ہاتھی موقع پر بھجوا دیا تھا اور ہانکی کے لوگ بھی جمع کروا دیے
تھے - جس دم مین پہنچا تمام سامان مہیا ہوگیا تھا یہ پہاڑ جہان
ہاتھی پر مین سوار تھا مغرب و شمال کے درمیان مین واقع ہے
جھاڑی چھوٹی ہے پہاڑ اسقدر بلند نہین ہے اور لطف یہ ہے کہ یہان
ایک جگہ قدرتی ایسی بنی ہوئی تھی اور وہان سے پانی ایسا
شفاف رواں تھا کہ شاید ایسی جگہ نہو - جہان مین کھڑا تھا اس جگہ
سے دو راستے نکلے تھے ایک بجانب راست دوسرا بجانب
چپ - اور شکاری درختون پر جھنڈیان لیکر چڑھ گئے تھے اور
انکو پہلے ہی اشارے سب بتلائے گئے تھے کہ اگر سیدھے راستہ
سے آئے تو سفید جھنڈی ہلانا چاہیئے اور اگر بائین راستہ سے

سے آئے تو لال جھنڈی کو حرکت دیجائے اور اگر ٹھہر جائے تو ہری جھنڈی سے اشارہ ہو۔ پس ہانکہ شروع ہوا اور دس منٹ کی دیری کے بعد جھنڈیان ہلنا شروع ہوئین یہ وہ جگھہ ہی جہان کئی بار ہانکا ہوچکا ہی اور یہان کے لوگ خود کسیقدر تجربہ رکھتے تھے ہانکے کے نام سے دوچار گانون والے ڈف سنگ باجہ۔ گھنٹہ وغیرہ لیکر حاضر ہوگئے اور کسی نے عذر نہین کیا بلکہ یہ تمام لوگ ہانکے مین شریک تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد ہمارے پاس کی سفید جھنڈی ہلی مین نے دہنی طرف دیکھنا شروع کیا اور وہ شیر بقول شکاریان ترلاپور نہایت ہی چور شیر تھا غرض اسقدر دیکھ کر دور سے چلا گیا کہ بمشکل کسیتے دیکھا اور جب ہاتھی کے پیچھے پہنچا دور سے آواز دیتا ہوا بھاگ گیا۔ اسوقت میرے پاس ایک شکاری آیا اور کہا کہ ہانکہ موقوف کرنا چاہیئے کیونکہ یہ شیر جو فرار ہوگیا ہی اس آواز سے دور چلا جائیگا پھر نہ ملے گا چونکہ مجھکو پورا تجربہ نہ تھا مین نے اس سے اتفاق کیا۔ محمد اعظم صاحب نایب ترلاپور وغیرہ نیچے کھڑے ہوئے آپس مین گفتگو کر رہے تھے اور مین نے دیکھا مجھے ہاتھی پر دور تک جانا ہوگا مین نے بار خالی کئے تھے کہ دفعتاً وہ شیر آن پہنچی اور اسقدر قریب آگئی کہ اگر ایک جست کرتی تو جو لوگ نیچے کھڑے تھے فوراً پکڑ لیتے

جاتی مگر تائید غیبی یہ ہوئی کہ یہ لوگ فوراً درخت پر چڑھ گئے اور مین بار کرنے مین مشغول ہوا کہ وہ فرار ہوگئی اور ہانکہ موقوف ہوگیا شکاری شیرون کی تلاش مین روانہ ہوئے - اور مین ایک درخت کے نیچے بیٹھگیا شکاری دو گھنٹہ بعد آئے اور کہا کہ شیرونکا پتا نہین لگتا - مگر ایک بوڑھے سے پہاڑ مین موجود ہے اگر اسکا ہانکہ کرینگے تو مجائیگا - مین ان کے ساتھ ہوا شکاریون نے ہانکہ کا بندوبست کیا - مین اسوقت کچھ ناشتہ کرکے ہاتھی پر سوار ہوکے ایسی جگہ کھڑا ہوا جہان سے اس کے جانیکا رستہ تھا - یہ پہاڑ خوب روییہ ہی اور زیادہ بلند نہین ہی اور نہ سامنے بہت بڑی جھاڑی ہی - الغرض ہانکہ شروع ہوا اور مین بندوقون کو بار کرکے تیار ہوگیا - بہت کچھ ہانکہ کیا گیا مگر وہ باہر نہین آیا لیکن جب آتش بازی مشل کوبٹ ہوائی ڈھیلہ جو ساتھ تھے چھوڑے گئے دفعتاً وہ بوڑھا اس زور سے نکلا کہ مین نے مشکل سے دیکھا اور اس کی روش ایسی تیزی سے تھی کہ مثل آہو کے تیز رفتار کے بھاگ رہا تھا - غرض مین نے اسکو اسوقت دیکھا کہ جب میرے روبرو سے جا رہا تھا مین نے پار فیر کئی جس مین سے ایک گولی پچھلے پیر پر لگی اور ایسا معلوم ہوا کہ اس بوڑھے نے ایک ٹھوکر کھایا مگر اسی وقت بھاگا اور پھر مجھے دکھائی نہ دیا - میری خواہی مین ہاتھی پر جو

جو صاحب بیٹھے تھے انھون نے کہا کہ گولی ضرور پیر مین لگی ہے مین نے شکاریون سے بیان کیا اُن لوگون نے جاکر دیکھا اور بہت تلاش کی مگر اُسکا پتا تک نمعلوم ہوا مین شام کیوقت اپنی قیام گاہ پر بصد مایوسی واپس ہوا - شکاریون کو گارے باندھنے کا حکم دیا چنانچہ تعمیل ہوئی مگر بے سود ہوا - کیونکہ اُس روز کے ہانکہ کی وجہ سے کوئی جانور جنگل مین نہ تھا اور نہ گارا ہوا - اس لیئے روز دوم مکان واپس ہوا - چونکہ شکار نہین ہوا تھا اس لیئے سو رفی اسم ہانکے والون کو بطریق بھتہ دیا گیا - اگر شکار ہوتا تو چہار آنے اور چھ آنے دیئے جاتے اور وقت واپسی راسے اینکا پرشاد صاحب نے جو میری برادری اور قرابت دار ہین میری دعوت اپنی جاگیر بورکپلی مین کی - اور میرے دلی دوست راسے برجیاسی لعل صاحب جو الہ آباد سی تشریف لائے تھے اس دعوت مین شریک تھے مگر شکار کی ناکامیابی سے مجھکو اُس دعوت مین بالکل لطف حاصل نہوا - بعد واپسی مکان مجھے تعلقدار نے خبر کی کہ آرٹلہ کی طرف شیر آیا ہوا ہے اس خبر کے پہنچتے ہی مین نے شکاریون کو روانہ کیا اور آرٹلے کی پہاڑون مین گارا شروع ہوا - چونکہ یہان کرنل فریزر صاحب نے سابق مین کئی بار شکار کیا ہے - اس لیئے یہان کے پیل و پیادہ شکار مین نہایت ہوشیار ہین - مجھے پیل پیادون نے اطلاع دی کہ وقت نہایت عمدہ ہے اور میرا

وہان پہنچا ضرور ہے۔ یہ جاگیر جنگی رنگ راو کی ہے اور اس زمانہ مین
بھوپ گیر گوسائین متوفی کے یہان رہن تھی۔ چونکہ مجھے بھوپ گیر
سے ایک خاص تعلق تھا مین اجازت طلب کر کے وہان پہنچا اتفاقیہ
اوسی شب کو خوب جھنہ برسا اور بارش ہوئی۔ صبح کو جب مین خیمہ
سے باہر نکلا شکاری اور پٹیل ٹپواریون نے خبر دی کہ بارش
کیوجہ سے شیر جنگل سے باہر نکل گیا اور گارہ بھی نہین ہوا۔
مین نے جواب دیا کہ مجھے کل یہان سے مکان واپس جانا ہے ہانکہ
ضرور ہو جو جانور کہ شکاری ملجائے شکار کیا جائیگا۔ پٹیل ٹپواریون
نے کہا کہ چہار روز اگر توقف کیا جائے آرٹلہ کی جنگل شیر ضرور
آئیگا شکار ضرور ہوگا۔ چونکہ وقت تنگ تھا اور مین اسقدر وہان
نہین رہ سکتا تھا اس لیئے ہانکہ کا اسی روز حکم دیا غرض شکاری
اور پٹیل وغیرہ نے ہانکہ کا بندوبست کیا اور مین ہاتھی پر سوار پہاڑ
کے نیچے سایہ مین کھڑا ہو گیا۔ اور ہانکہ شروع ہوا۔ چونکہ یہ ہانکہ
ایک میل سے ڈالا گیا تھا ڈیڑہ گھنٹہ تک کچھ بھی نہین دکھائی دیا
مین نے یقین کیا کہ اب کچھ اس جنگل مین نہین ہے۔ اور محمد اعظم صاحب
جو میری خواصی مین تھے ان سے کہا کہ لیجئے آج بھی محروم
جائے ہین کیونکہ ہانکہ نزدیک آگیا۔ اور ابھی تک کوئی جانور دکھائی
نہین دیا۔ یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ جھاڑون مین سے کھڑکھڑاہٹ

شروع ہوئی اور مین نے بھی اپنی بندوق کو سیدھی کر لیا یکایک
ایک چیتل مادہ میرے روبرو آئی مین نے نشان دیکھ کر سینہ
مین گولی ماری اور وہ چیتل گر گیا مین نے ہاتھی بٹھلا دیا اور
محمد اعظم صاحب نے ذبح کیا اور نصف شکار براہ رات کی
خدمت مین گذرانديا اور بقیہ نصف وہان کے پٹیل کو جو اس کے
کھانے کے بہت شائق ہین دے دیا اور پوست اپنے ساتھ
لے آیا - غرض اس شکار مین بھی کوئی درندہ جانور میسر نہ آیا اور
مجھے اسوقت اسقدر غصہ معلوم ہوا کہ قریب تھا کہ قسم کھالون
اور شکار کا خیال تک دل مین نہ رکھون - جب مین نے اسکا ذکر
چند احباب سے کیا تو انھون نے کہا کہ اس مین جب تک
زیادہ مشقت اور انتظار نہ کیا جائے مشکل سے کامیابی ہوتی ہے
اور مین ان کی اس نصیحت پر کاربند رہا -
گزشتہ موسم سرما مین مین پھر شکار کا انتظام کرنا شروع
کیا یعنے اپنے تعلقداروں کے نام گشتی جاری کی کہ شکار کی موجودگی
کی فوراً اطلاع ہوئے - اور شکاریون کو اکثر جگہ روانہ کیا اور
بندوق بازی کی مشق بڑھادی اور جب کبھی دورہ پر کسی جاگیر کو
جاتا اور وہان اسنب کالی تتی ضرور شکار کرتا - آغاز مارچ مین مجھے
خبر ملی کہ ترملاپور مین پھر شیر آئے ہوئے ہین - بلکہ رعایا کے

دو ایک جانور بھی مارے گئے - مین نے اپنے شکاریون کو جو دوسرے
مواضع پر گئے ہوئے تھے طلب کر کے یہان روانہ کیا - ایک ہفتہ بعد
خبر آئی کہ گارے ہو رہے ہین اس خبر کو سنکر شب کی ریل مین
گنگا ورم گیا اور وہان سے گھوڑے پر سوار ہو کر ۱½ بجے صبح کی
داخل ترلاپور ہوا اوسوقت معلوم ہوا کہ اب گارون کا ہونا
موقوف ہو گیا ہے اور شیر کا مانگ دور دور دکھائی دیتا ہے - مین یہ خبر
سنکر بذات خود جنگل مین گیا اور مانگ اٹھانا شروع کیا - مجھے تین
شیر کی مانگ دکھائی دی ایک تو بہت بڑا تھا اور دو پٹھے معلوم
دیتے تھے غرض وہ مانگ مدینہ آباد کی جنگل کی طرف جاتی تھا
مین نے خیال کیا کہ پھر وہ شیر آجائیگا اس روز گارہ نہین ہوا
تو مین نے خیال کیا کہ شکار بیٹھنا اچھا نہین ایک چھوٹی جنگل کا ہانکہ
کرنا چاہیئے یہ وہ پہاڑی ہے جو ترلاپور سے دو کوس پر واقع ہے
جب ہانکہ کروایا تو سوا جنگلی سوّر کے کوئی اور شکار دکھائی نہ دیا
مگر ہانکہ والے اور شکاری یہ کہتے تھے کہ ایک ریچھ موضع پیگی کی
طرف بھاگ گیا - مین اس روز واپس آیا اور پیگی کے تحصیلدار
کے نام چٹھی بھیجی کہ مین آپ کے علاقہ مین شکار کرنا چاہتا ہون مگر
آپ مناسب نہ سمجھین تو مجھے اجازت دین یہ تحصیلدار صاحب نہایت
سیدھی مزاج متعدد کار سرکار رعایا مین مجکو جلد اطلاع کیا کہ

خود حاضر ہون جنگل مین شکار کی اجازت ہو اور ہر طرح کی مدد موجود ہو۔
اور مین اپنی جاگیر مین بھی گارے بندھوا رہا ہون شکاری معہ چاوش
نذیر آباد کے جنگل کو روانہ کیا افسوس کہ وہان سے کوئی خبر نہ آئی
غرض مین نے صبح کو تحصیلدار صاحب کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ کل
نذیر آباد کے جنگل مین ہانکہ ہوگا اور مین ۱۰ بجے تک پہنچونگا۔ ادھر سنیچر
کہ جب مین شکار سے قریب چار بجے محروم واپس ہوا مجھے شکاری
نے کہا کہ قیام گاہ سے پاؤ میل پر ایک جوڑہ تیندوے کا ہی اور آپکے
شکار کرنے کی واسطے ماٹ تیار کیا گیا ہی۔ اور بکریونکا مندہ بھی موجود
ہی علاوہ اس کے یہ وقت اس کے پہاڑ سے اترنیکا ہی اگر آپ چلین تو
عجب نہین کہ شکار ہو جائے چنانچہ مین دو صاحبون اور چند عربون کو
ہمراہ لیکر وہان گیا اس شکاری نے عربوں کو دور بٹھلا دیا مجھے اور
میرے دو ساتھیون کو ایک چھوٹے سے پہاڑ پر جو میرے موضع
جاگیر مین واقع ہی جگہ دی میرے روبرو جنوب رو یہ ایک بہت بڑا
پہاڑ اور بہت سے درخت تھے شکاری اوسی موقع پر بکریون کو
لیکر پہنچا اور مندہ کو ہانکتا ہوا روبرو انکر ایک بکری کی ٹانگ
مضبوط باندہ دی۔ اور خود چھپ رہا چونکہ میرے سامنے چند
درخت اور ایک تازہ پتیون کی ٹٹی ایسی تھی کہ مین بکرے کو دیکھ
سکتا تھا مگر وہ مجھے دیکھ نہ سکتے تھے اس نے اپنے کو اکیلا دیکھکر زور

زور سے چلانا شروع کیا اور مین دو بندوق اپنے نزدیک لیئے
بیٹھا میرے ساتھی تھوڑے تھوڑے فاصلہ سے چھپے ہوئے
بیٹھگئے غرض تکتے تکتے شام کے سات بجے سوا، تھوڑی سی کھڑکھڑاہٹ
کے نہ کچھ سنائی دیا اور نہ کچھ دکھائی دیا اسوقت چونکہ شب تاریک
تھی اور مین گھنٹی سے آواز دیا شکاری میرے پاس آیا اور مجھ سے
کہا کہ جوڑہ تندوے کا پہاڑ سے بکرے کو دیکھ کر آرہا تھا اور اسوجہ
پرند چڑہا دایعنے آواز بہت کچھ کر رہے تھے مگر جو عرب دور
بیٹھے ہوئے تھے انکی بندوق کی فتیلے روشن تھے اسکی روشنی
سے واپس چلا گیا اور اب کچھ آنے کی امید نہین ہے مین یہ سنکر
اپنی جگہ واپس آیا۔ روز دوم سوارے تذیر آباد کے جنگل سے آکر
خبر دیا کہ گارہ تو نہین مگر شکاریان ماگ اٹھائے ہین ہانکہ تیار
ہے اگر ہانکہ ہوگا تو عجب نہین ہے کہ کوئی جانور ملجائے۔ مین یہ سنکر
کھانے سے نو بجے تک فارغ ہوکر ساڑھے دس بجے تک نذیر آباد
کے جنگل مین پہنچا اور شکاریون کی ساتھ ہوکے وہ شیر کی بہنی
جو ندی سے گیا تھا دیکھا بلکہ ایک جگہ ایسی بہنی دیکھی جہان وہ
لوٹا تھا گو کہ گارہ نہین ہوا تھا مگر ماگ کے ملنے سے اور اس کے
تازہ ہونے سے یقین ہوا کہ شیر عجب نہین کہ ملجائے۔ مین نے
شکاریون سے بیٹھنے کی جگہ دریافت کی کہ کینے دست راست

کی طرف جو وہان ایک درخت تھا بیٹھنے کے لیئے کہا اور کسی نے
ایسا ہی دستِ چپ کیطرف جو راستہ جاتا تھا اور جس راہ
سے شیر آتا تھا بتلایا اور کسی نے دوسرا پہاڑ جو ہانکہ کے پہاڑ
کے مقابل اور جہان ایک گوی بنی ہوئی تھی بتلایا غرض مین
اس تردد مین ہوا کہ کہان بیٹھون کہ شیر میرے روبرو ہو کر جائے
اور مین شکار کرون - مین نے خیال کیا کہ چونکہ یہ دھوپ کا وقت
ہی اسوقت شیر اگر بھاگے گا تو ضرور ہی دوسرے پہاڑ کی گوی
مین جائیگا لہذا ایسے پہاڑ پر بیٹھنا چاہیئے جہان گوی ہی - مین
ایک جھولہ درخت سے باندہکر چڑھگیا اور ہاتھی کو دور کھڑا کر دیا
کیونکہ ہاتھی وہان نہین آسکتا تھا - چونکہ مین جہان بیٹھا تھا وہان
سے ہانکہ کا پہاڑ کم از کم یک میل تھا - اس لیئے حکم دیا کہ جس وقت
ہانکہ شروع ہو سفید جھنڈی پہاڑ کی دونون کونے سے اٹھائی
جائے اور جسوقت شیر گوی سے باہر ہو لال جھنڈی بتلای جائے
غرض مین جب یہان بیٹھگیا اور شکاری ہانکہ شروع کرنیکلیئے
روانہ ہوئے آدھ گھنٹہ کے بعد ہانکہ شروع ہوا اور سفید جھنڈیان
دکھائی دینے لگین اور مین بھی دوربین سے بخوبی دیکھنا شروع
کیا مگر کچھ نظر بھی نہین آیا - حالانکہ ہانکہ دو گھنٹہ تک ہوتا رہا اور
ہانکہ والے قریب آگئے - اسوقت سیٹی بجائی اور شکاریون سے

بلاکر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ اس جنگل سے ایک بھی جانور نہین نکلا۔ اور وجہ یہ ظاہر کی کہ یہ پرگنہ کے بہت قریب ہے اور یہان سے رعایا وغیرہ بھی قریب ہے اس لیئے یہان جانور نہین ٹھیرتا۔ مجھے اسجگہ ایک بات کا ظاہر کرنا بعید از دلچسپی نہوگا کہ جب مین درخت پر چڑہنے والا تہا۔ سامنے اس درخت کے ایک بہت بڑا غار تھا اور اسکی دوسری بازو پر پہاڑ تھا اس جگہ مجھے جنگلی بکری دکھائی دی۔ مین نے خیال کیا کہ اگر اسکو ہارون اور شیر اس جنگل مین نہو عجب نہین کہ وہ چمک جائے لہذا مین خاموش ہو رہا لاکن دیر تک وہ بکری مجھے دیکھتی رہی۔ جبکہ مجھے شیر وغیرہ نہین ملا مجھے اس بکری کے شکار نکرنیکا افسوس ہوا کہ اس شب کو مطلق غذا نہ کھا سکا۔ جس وقت مین نذیر آباد کے جنگل سے واپس ہو رہا تھا محمد اعظم صاحب اور محمد ولی صاحب فرزند بچل خان رسالدار مرحوم جو میرے ساتھ تھے بہت افسوس ظاہر کیا اور کہا کہ کوئی تدبیر سودمند نہین ہوئی کیا کیا جاے اسوقت مین نے کہا کہ مین قیام خیمہ کو جاتا ہون۔ آپ لوگ جو جنگل قریب ہو وہانکا ارادہ کیجیئے غرض محمد اعظم صاحب دو شکاریون کو ہمراہ لیکر بمن بلی کو چلے گئے اور مین قیام گاہ کو آیا۔ چونکہ مجھے اس زمانہ مین مجروم و مایوس پانچ روز گزر گئے تھے نہایت ہی افسوس ہوا اور

وہ افسوس اسقدر رہا کہ مجھے تھوڑی دیر مین بخار آگیا اور مین
بغیر آب و دانہ تڑپتا پڑا رہا - روز دوم بھی یہی حالت رہی قریب ایک
بجے کے محمد اعظم صاحب نہایت تیز گھوڑا دوڑاتے ہوئے آئے
مین نے خیال کیا کہ کوئی تحصیلدار صاحب پرگی کا سوار کچھ تحریر لایا ہو
مگر میرے خیمہ مین آدمی نے آکر کہا کہ محمد اعظم صاحب نہایت خوش بہت تیز
آرہے ہین - اس خبر کے سنتے ہی مین فورا خیمہ سے باہر نکلا اور دور
سے پوچھا تو انھون نے کہا کہ شیر موجود ہے اور کامیابی کی امید ہے
سامان فورا روانہ کیجیے - اس خبر کے سنتے ہی نصف بخار کم ہوگیا اور
مین نے اسوقت کچھ کھانا کھایا اور سامان کی روانگی کا حکم دیا - چونکہ
یہ صاحب بھی بھوکے تھے مین نے انکو مہلت دی کہ کھانا کھائین بعدہ
مین نے انکو طلب کرکے دریافت کیا کہ انکو کس طرح اس جنگل مین
شیر کے ہونے کا علم ہوا - انھون نے بیان کیا کہ جب وہ مجھسے
رخصت ہوکر پرگی پہنچے اور وہان دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ہمن پلی
کے جنگل مین بھی اکثر شیر رہتے ہین چنانچہ اس کے قرب و نواح
مین نواب وقار الامرا بہادر کے دو تین شیر مارے ہین - اور
یہ موضع ایک نالہ پر واقع ہے جسمین پانی اکثر رہتا ہے اور پہاڑ و درخت
بھی بہت ہین اور اس طرف شہر ناگر کرنول کی طرف سے
جایا کرتا ہے اور یہ موضع پرگی سے چار کوس پر واقع ہے - مین نے

شب باشب سوار رہا تھی باورچی وغیرہ روانہ کر دیا صرف ایک دیسی
پلنگ پر تمام شب بسر کی اور صبح کو برہمن پلی کو روانہ ہوا پرگنہ
پرسے ہوتے ہوئے قریب آٹھ بجے کے داخل کشناپور ہوا
جو برہمن پلی سے کوس بھر پر واقع ہی۔ کیونکہ سب آدمیون
نے کھانے کا انتظام وہین کیا تھا لہذا مین نے اسوقت تھی
وغیرہ معہ شکاری اور ہانکے والونکے برہمن پلی کے جنگل کو روانہ کر دیا
اور مین ناشتہ کی طرف مصروف ہوا۔ بعد الفراغ گیارہ بجے
تک برہمن پلی کو پہنچگیا اور ہانکہ کا انتظام کیا گیا۔ یہ پہاڑ مخروط رویہ
ہی اور اسکی بلندی ساٹھ فٹ سے زیادہ کی نہین ہی اور پہاڑ
پر چیدہ چیدہ جنگلی اور غیری درخت لگے ہوئے ہین اسمین
دو تین گویان شیر کے رہنے کی ہین اس کی دہنی طرف نالہ ہی
جس کا پانی ہمیشہ جاری رہتا ہی آخری گوی نالہ کے بہت قریب
ہی پہاڑ کے بائین طرف تھوڑی دور پر برہمن پلی کی بستی ہی۔
غرض کہ ہانکہ والے اس پہاڑ کے نیچے قطار باندھی ہوئی تھی
اور گرگ کی جسکی بہت دہشت ناک آواز ہوتی تھی وہ لوگ اپنے
ہاتھون مین لیئے ہوئے آواز دے رہے تھے اور دف والے
کی آواز علیحدہ کر رہی تھی جو لوگ کہ خالی تھے وہ ہاتھون مین سوٹے
لیکر درختون پر چڑھے ہوئے شاخون کو پیٹتے اور للکارتے تھے

اعلیحضرت

اس ہانکے کا انتظام ایک بیڈر جوان کی زیر نگرانی کر دیا گیا تھا کیونکہ وہ جوان اس جنگل سے واقف اور فن شکار میں تجربہ کار تھا قبل از ہانکہ آغاز کرنے کے اس شخص نے اس پہاڑ کو دیکھ لیا تھا جہاں شیر موجود تھا۔ اس شخص نے اس عمدگی سے ہانکہ کروایا کہ تمام ہانکہ والے نصف دائرہ بنے ہوئے میرے ہاتھی کے پاس آکر ایک دائرہ ہو گئے۔ اور اسمیں یہ خوبی رکھی تھی کہ شیر کسی سمت سے فرار نہو جائے مجھے ایک ایسی موقع پر اس شخص نے کھڑا کیا تھا جہاں سے دو راستے پھوٹتے تھے اور وہ اس غرض سے کہ شیر جب گھبرا کے نکلے وہاں ضرور آئے لیکن میرے ہاتھی کے سامنے ایک جھاڑ ایسا تھا کہ دو راستے میں سے کسی ایک راستہ سے بھی شیر کا جانا دکھائی نہیں دیتا تھا میرے شکاری درختوں پر اس غرض سے بٹھا دیئے گئے تھے کہ اگر شیر نکلے اور کسی ایک جانب کا راستہ لے تو جو اشارے کہ ہمنے انکو بتلائے تھے وہ ان سے کام لیں اس ہانکہ میں مرد عورت دونوں شریک تھے مگر مرد کی تعداد بہ نسبت عورات کی بڑھی ہوئی تھی مجھے اس جگہ ان عورتوں کا بیان کرنا اس لیئے ضروری ہوا کہ گو کے ساتھ اگر شکاریں میں جانے کا اتفاق ہوا اور میں نے بھی بہت سے شکار کئے۔ مگر عورات کا شریک ہونا نہیں دیکھا الغرض ہانکہ شروع ہوا اور شیر

گوی کے باہر آیا ایک شکاری نے جھاڑ پر سے مجھکو جھنڈی کا اشارہ
کیا کہ شیر نکلا مین مستعد ہوگیا وفعتاً دیکھتا کیا ہون کہ شیر مجھ سے
دو سو گز فاصلہ پر ایک درخت کے نیچے سے آرہا ہے مین نے بندوق
اٹھائی اور خیال کیا کہ اگر ابھی گولی ماردن اور نشانہ خطا کرے تو
عجب نہین کہ ہانکہ پھوڑ کر شیر اور جنگل کو نکل جائے۔ اور پھر مجھے
مایوسی حاصل ہو اس لیئے نہایت خاموشی مین ہاتھی پر بندوق
لئے ہوئے نشان جماتے ہوئے کھڑا رہا۔ تھوڑی دیر مین وہ
شیر میرے بائین ہاتھ سے روان ہوا مجھ مین اور اسمین کل
ایک سو گز کا فرق تخمیناً معلوم ہوتا تھا اوسوقت مین نے (۴۵۰)
ایکسپریس کی دو گولیان چلائین پہلی گولی شانہ مین اس عمدگی سے
لگی کہ شیر دس قدم بڑھ کر گر گیا اور کوشش کرتا تھا کہ اٹھے اور
ہماری لشکر کا رخ کرے اسی عرصہ مین مین نے ایک گولی
بارہ بور کی بھر گردن مین ماری جس سے اُس کا کام تمام ہوا
فوراً ہاتھی سے اُترا۔ مین نہین کہہ سکتا ہون کہ مجھے اُس
وقت کس قدر خوشی حاصل ہوئی مین اور میرے ہمراہیون نے
کئی نعرے خوشی سے کیئے اور اُس شیر کی لاش کو گاڑون والون
سے اٹھوا کر موضع برہمن پلی مین لائی گاڑی والون نے
برہمن پلی کے باشندون نے جب اس شیر کی لاش دیکھی

محظوظ ہوئے اور اتنی دعائین دین کہ مین مشکل سے اُنکا اندازہ کرسکتا ہون
یعنے اگر اعلے سے اعلے بھی اُن سے سلوک کیا جاتا تو اسقدر خوشی اور
دعائین نکرتے - اِن مین جس قدر عورات تھین شیر کے قریب
آتی تھین اور بغور دیکھتی تھین اور اس کی قدمبوسی کرتی تھین
مجھے سخت تعجب معلوم ہوا کہ یہ ایک جانور موذی ہے کہ جس کے مارنے
سے اِنھین اسقدر خوشی ہوئی اور اب بعد مرنے کے اسکی کیون
عزت کیجاتی ہے دریافت سے یہ بات ظاہر ہوئی شیر کو گانون والے
جنگل کا راجہ کہتے ہین اور اس کے قدم کو چھونا اور بوسہ دینا
موجب برکت خیال کرتے ہین یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ شیر کے رہنے پر
بھی نہین بتلاتے کہ فلان جنگل مین ہے یا اسقدر اُنکو تکلیف ہوتی
ہے چنانچہ محمد اعظم شیر کی تلاش مین بادیہ پیمائی کرنے لگے اور برہمن پلی
مین اتفاق سے پہنچے اس موضع کے کسی باشندہ نے خبر نہ دی
کہ یہان شیر موجود ہے جب اُنھون نے جنگل اور پہاڑون کی خاک
چھانی اور اُنکو شیر کی پیر کے نشان دکھائی دیئے اُسوقت چند
جانورون کو اس طرف چرانے کے لیے بھجوایا یہان شیر نے ایک جانور
کو اُن مین سے مار ڈالا - اسوقت محمد اعظم صاحب کو معلوم ہوا کہ یہان شیر
موجود ہے ورنہ مجال نہ تھا کہ کسی حالت مین بھی اُنکو شیر کی موجودگی کی اطلاع
ہوتی - مین اُس شیر کی لاش کو کشناپور مین لایا اور اپنے سامنے اُسکو

چرواہا علاوہ معمولی چیزون کے یہ عجب چیز دیکھی کہ شیر کے حلق مین ایک رسل کا کانٹا موجود ہے اور کلیجی اس کے ساتھ تھی اور چربی بہت ہی کم تھی چھاتی کے ناخن جو دو ہوا کرتے ہین ایک ہی باقی نکلا۔ شیر نر فٹ تھا۔ چونکہ یہ پہلا موقع مسے شیر مارنے کا تھا تمام ہانکے والون کو ہر ایک چھ آنے کے حساب سے انعام دیا گیا جسقدر پیادے میرے ساتھ تھے ایک روپیہ سے دو روپیہ تک اور کشنا پور کا پٹیل اور پرہمن بلی کا بیڈر پیادہ اور اچھے تیر انداز ہین کسیکو کڑا نقرہ اور کسیکو ضافہ تنخواہ اور کسیکو روپیہ دیا۔ حسین محمد اعظم صاحب کا بہت بہت شکریہ ادا کیا کیونکہ اگر وہ اسقدر امداد پیہم نہ کرتے تو مجھے یہ شیر مشکل سے ملتا مجھکو بھی خوشی سے اسقدر اشتہا تھی کہ جو چھ روز کے شکار مین نہین کھایا تھا وہ ایک روز مین کھا گیا اور تمام شب نہایت خوشی اور آرام سے گزاری۔ دوسرے دن کیلئے مین نے شام ہی سے گاؤ کے مختلف پہارون مین مختلف قسم کے بندھوا دیئے یعنے جہان شیر کا گمان تھا وہان جاموش بندھوا دیا تھا اور جہان بوریچہ کا گمان تھا وہان گدھے اور بکرے اس سے یہ غرض تھی کہ اگر شیر ملے اور جلد شکار ہو جائے تو بوریچہ کا بھی شکار کرون اور کئی شکاریون کو جنگل مین جہان بڑے بڑے بوریچہ کی گمان ہین اس غرض سے بھیجا تھا کہ جب بوریچہ صبح کے وقت اپنی گوی کو واپس آئے تو دیکھ لین کہ کہان بوریچہ گیا ہے مگر افسوس ہے کہ باوجود اسقدر انتظام کے صبح کو جب واپس آئے تو کہا کہ گاؤ نہ شیر نے کیا اور نہ بوریچہ نے

تھوڑی دیر بعد دوسرے شکاری بھی جو ریچھ کے دیکھنے کیواسطے گئے تھے وہ بھی آکر جوابدہ کہ ابھی تک ریچھ نے دکھائی نہیں دیا الغرض سب کے آخر مین وہ بیڈر پیادہ جو گزشتہ روز کے شکار مین رہا تھا اور جس نے ہانکہ کا عمدہ انتظام کیا تھا آیا اور اطلاع دی کہ کل جس پہاڑ مین شیر مارا گیا ہے نالہ کی دوسری طرف مقابل کے پہاڑ مین ریچھ یا بوریچھ موجود ہے کیونکہ ماگ دونون دکھائی دیتے ہین اگر ہانکہ ہو کچھ نہ کچھ ضرور برآمد ہوگا یہ خبر سنکر مین نے ہاتھی اور ہانکہ والون کو روانہ کیا اور ناشتہ کرکے تیار ہوگیا غرض اسوقت ساڑھے دس بجے تھے مین گھوڑے پر سوار ہوکر جنگل مین پہنچا اس بیڈر نے مجھے ہاتھی پر بٹھلا کر پہاڑ کے دامن مین درخت کے نیچے ٹھہرا دیا۔ اور خود ہانکہ کی طرف چلا گیا کہ انتظام اور ہانکہ آغاز کرے۔ مین جس پہاڑ کے دامن مین کھڑا تھا وہ پہاڑ برہمن پلی سے تخمیناً ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہ پہاڑ نہایت چھوٹا ہے اور درخت بھی چیدہ چیدہ ہین اور نہ زیادہ بلند نہین مگر جہان شیر رہتا ہے وہان قدرتی طور پر پہاڑ کا ایک حصہ استعداد سایہ کیے ہوئے ہے کہ دو تین آدمی دوپہر کیوقت بہ آرام تمام گرمی مین سو سکتے ہین اور وہان سے عمدہ نظارہ ہوسکتا ہے اس جگہ سے دو راستے جاتے ہین ایک دست راست کی طرف کو نالہ کو جاتا ہے اور دست چپ کا راستہ پہاڑ کی طرف نالہ پر سے گزرتا ہے اگر شیر یہان رہے اور بھاگنا چاہے سوا ان دو راستون کے تیسرا راستہ نہین مل سکتا اور علاوہ اس کے ہم جہان کھڑے تھے وہ ایسی جگہ تھی کہ جہان

سو وہ آج سو گز کے باہر نہین جا سکتا تھا۔ اس ہانکہ مین بھی عورت اور مرد قریب سو آدمی کے جمع تھے غرض ہانکہ شروع ہوا اور مین بندوقون مین بارود بھری ہوئی مستعد کھڑا ہو گیا ایک آدھ گھنٹہ کے بعد وہ شیر باہر نکلا میری خواہی مین محمد بچہ خان سردار کے فرزند محمد ولی صاحب جمعدار اور محمد اعظم صاحب منتظم بیٹھے ہوئے تھے محمد ولی صاحب نے کہا کہ شیر آرہا ہے مین نے کہا کہ سکار نے ریچہ یا بوبچہ کو کہا ہے شاید بوبچہ ہوا انھون نے کہا کہ نہین اسی اثنا مین مین نے بھی دیکھا کہ فی الحقیقت شیر نالہ کی راہ لی ہوا اور دوڑتا ہوا جا رہا ہے فوراً مین نے نشانہ تاکا اور (۴۵) کی دو آواز چلائی پہلی گولی مونھ مین لگی سو وہ شیر نالہ کی دوسری طرف گر گیا اور دوسری گولی سر مین لگی۔ گو کہ اس شیر کا کام تمام ہو گیا تھا مگر فوجدار ایک فیر اور چلانیکیلئے استدعا کرتے تھے سو اگرچہ مین مجبور ہو گیا اور بارہ نمبر کی اور گولی چلائی جو اسکی ران مین لگی اور جو مل رہی تھی وہ بھی گر گئی اسوقت ہاتھی سے اترا اور جا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ شیر نہین شیرنی ہے غرض تمام ہانکہ والی جمع ہوئی بہت سے ہرے اڑائے بعد واسکٹ کو کھانے پر لیکر برہمن پلی کو لیگئے پھر مین نے غور کیا کہ اب اطراف واکناف کی پہاڑ پر ایک ہانکہ عام الناس سے اپنے ہمراہی کے محمد اعظم صاحب اور محمد ولی صاحب اور دیگر شکاریون کو بھی موقع دینا چاہیے کہ وہ بھی شکار کریں بموجب ان برہمن پلی کے گانون مین مین نے تھوڑا سا آرام کیا اور ہانکہ والونکو جو رہے دیسکہ موضع جنکو ہمارے گانون سے بھی تعلق ہی تھوڑی سی سیندھی منگا دی یہ لوگ نہایت خوش ہو گئے اور اس شغل کے بعد میرے ساتھ رہا ہی ہوا اور دوسرے جنگل کا ہانکہ شروع ہوا یہ ہانکہ ایک میل کا دور سے کیا گیا تھا مگر لوگ کم تھے اس سے اکثر جانور سامنے نہین آئے دوسری طرف سے نکل گئے غرض دوسرے پہاڑ پر بھی ہانکہ کیا گیا اور یہی حال ہوا آخر کار سر مغرب مین

اعلیحضرت

مین آیا اور کوچ کی تیاری کی کیونکہ سے جو رخصت حاصل کی تھی قریب الاختتام
تھی لہذا سامان وغیرہ دھارور اسٹیشن کو روانہ کردیا صبح کو کشنا پور سوار ہوئے
ایک ہانکہ اور دیکھکر دھارور روانہ ہوا چونکہ ہم لوگ شہر جارہے تھے بیگار وغیرہ ساتھ نہ
دی سکے دو ایک جگہ رستہ بھی بہک گئے الغرض ریل آنیکو آدھ گھنٹہ آگے اسٹیشن پہنچ کھانا
کھایا اور اسٹیشن پر آبیٹھے۔ اسٹیشن ماسٹر دھارور ایک سرانہوار ہے مین جسکو
مجھے بھی دکھلایا اور مین نے چندہ دیا اسٹیشن ماسٹر نے اپنے اطراف مین شیر کی موجودگی
بیان کرکے مجھکو شکار کی ترغیب دی مین نے جواب دیا کہ بالفعل رخصت ختم ہوگئی ہے
انشاء اللہ تعالی آیندہ دیکھونگا غرض ریل ساڑھے بارہ بجے آئی اور مین سوار
ہوگیا جب ہم گولہ گوڑہ کی اسٹیشن پر پہنچے ایک صاحب بہادر نے جن کا نام
ٹمپلر صاحب ہے آکر بیان کیا کہ ریل کا انجن خراب ہوگیا۔ قریب تین گھنٹے کی دیر
ہوگئی۔ اور باتین شروع ہوئین ٹمپلر صاحب ایک سوسیٹی کی آنریری سکرٹری تھے انہون نے
اپنی سوسیٹی کا ذکر کرنا شروع کیا۔ جب انھون نے یہ بیان کیا کہ اس سوسیٹی مین شیر
وغیرہ کی چمڑی دباغت پاتے ہین تو مین نے ان چمڑون کا ذکر کیا جو میرے ساتھ تھے اور
شہر آکر مین نے انکو حوالہ کردیا۔ مگر اسقدر ضرور کہتا ہون کہ جو شوق مجھے آگ شیر کے شکار کا
تھا اور میرا خیال تھا کہ اگر ایک شیر مار لون تو شاید میرا شوق دور ہوجائے۔ مگر مرض
بڑھتا گیا جون جون دوا کی۔ یعنی شوق وہ چند ہوگیا چنانچہ فی الحال میرے شکاری
پھر اگرچہ پلٹن پر روانہ ہوگئی ہین۔ بلکہ چٹ پٹی جو نواب شمشیر جنگ بہادر مرحوم کی جاگیر تھی
تین شیر کی خبر بھی آگئی ہے اور منادی پر سو روپون کی موجودگی کی اطلاع پہنچی ہے عجب نہین ہے کہ مین
تھوڑے روز مین پھر شکار کو جاؤن گا۔ (مرلی منوہر)

امراض نامردی کو خواہ وہ کسی سبب سے عارض ہوں بجز خلقی یا درزادنامردی کے اپنی معجزنما تاثیر سے رفع دفع کرتا ہی اور صرف ایک ہفتہ کے استعمال سے فائدہ کامل ہوتا ہے۔ ترکیب کا کاغذ ہمراہ تیل کے ملتا ہی قیمت فی شیشی پانچر وپیہ محصول ۴ ر اور ہر ایک شیشی مین ایک تولہ روغن رہتا ہے۔

دوا عجیب یعنے نسخہ مرکب زمرد

زمرد کا نسخہ جو باجزائے مناسب تیار کیا گیا ہے چہار حصہ چاول کے برابر خوراک ہوتی ہے قیمت فی خوراک ایکروپیہ پانچ روز یا گیارہ روز کی خوراک مین بفضلہ فائدہ کلی ہوتا ہے۔

خواص آن ہر اسے قوۃ باہ اور تمام امراض متعلقہ اوسکے خواہ وہ کسی قسم کے ہون اور سوزاک کہنہ ہو خواہ جدید۔ دافع جریان مقوی دماغ و اعضائے رئیسہ دار داح وضیق النفس وسرفہ کہنہ خواہ جدید خشک ہو یا تر اور لاغری بدن اور دفع وبائے ہیضہ مین تو حکم اکسیر اعظم کا رکھتا ہی یعنے کیسی ہی مریض کی حالت روی ہو کر خراب ہو گئی ہو بفضلہ صحت ہو گی۔

اکسیر حیات

یعنے عرق بنجاہ۔ امراض ضعف بصر و دماغ وصفاوی خون والوان درد واقسام تپ جڑیا۔ چوتھیا تپ دق۔ استسقا۔ طحال۔ آتشک سوزاک جریان سفید داغ۔ ناسور۔ بواسیر خونی وبادی اور شراب خواری اور چانڈو نوشی سے جو خشکی لاغری اور ضعف جگر وغیرہ لاحق ہوتے ہین سبکو بغیر پرہیز دفع کرتا ہی ایک بوتل ایکماہ کو کافی ہو گی قیمت فی بوتل پانچر وپیہ محصول ایک روپیہ۔

عجیب چیز

تحلیل بواسیر خونی وبادی وتحلیل درد و مسہ کیلئے عجیب چیز ہی پہلے ہی روز ایک دوا کے استعمال سے درد و جریان خون دفع ہوتا ہی اور تین ہفتہ مین بفضلہ درد و مسہ بالکل دفع ہو جاتے ہین اور پھر کبھی عود نہین کرتے وزن عرق ۲ ماشہ قیمت پانچر وپیہ محصول ۴ ر **جہان نما** اس عرق کے لگانے سے آنکھون کی روشنی تیز ہوتی ہی۔ پھلی۔ دھندہ۔ درد و سرخی چشم جملہ بیماریونکو دفع کرتا ہی قیمت پانچر وپیہ محصول ۴ ر وزن عرق ۲

خضاب نایاب

بیمثل رنگ و بیمثل ہے نادر خضاب ہے
گویا کہ آمد آمد فصل شباب ہے

جیسی کہ عوام میں خضاب سے دقتیں واقع ہوتی ہیں ہر شخص پر ظاہر ہیں یعنے چوتھے آٹھویں روز مہندی لگاکر باندھنا اور بعد دو تین گھنٹہ کے پھر دسمہ لگاکر باندھنا اسمیں قریب ۲ گھنٹہ کے وقت ضائع ہوتا ہے اور بالوں کے سیاہ ہونیکے سوا اور کوئی فائدہ نہیں اور نقصان بہت۔ ظاہر ہو کہ مہندی اور دسمکا پانی جب دماغ میں جذب ہوگا تو اس سے سوائے نقصان اور کوئی فائدہ نہیں جیسا کہ ایام سرما میں مثل سردی وغیرہ کے جسقدر کبھی بجا ہے انہیں وقتوں کے سبب سے یہ خضاب نایاب تیار کیا۔ یا جسقدر تعریف کیجائے بجا ہی ناظرین سے امید ہو کہ قیمت بھیجکر طلب کرینگے۔ اسمیں کوئی مبالغہ نہیں۔ تھوڑی تعریف اسکے اجزا کی ظاہر کرتا ہوں۔ دافع بالخورہ خاصیت ضعف دماغ علاوہ بریں خوشبو میں بیمثل مثل کیوڑہ باعث درازی موصلح دماغ ہے بالوں میں بختی نہیں آنے دیتا بلکہ ملایم رکھتا ہے سیاہی میں بالوں کو مقابل اصلی بالوں کے کرتا ہے دوسرے روز بطور روغن چنبیلی لگانا ہوتا ہے کسی چیز سے باندھنے کی ضرورت نہیں۔ دوسرے تیسرے روز لگائے تو بال مثل اصلی بالوں کے سیاہ ہونگے کوئی تمیز نہ کرسکیگا کہ یہ خضاب ہے۔ ایک بوتل میں ۳۰ روپیہ بھر بھی ڈیڑھ پاؤ ہوتا ہے قیمت فی بوتل ۱۶ عدد۔ علاوہ محصول نصف شیشی عدد ۲ چہارم شیشی عدد ۱۔ اس سے کم غیر ممکن ہے۔ میرے شفاخانہ میں علاوہ اسکے ہر قسم کا علاج ہوتا ہے

اطلاع ضروری

واضح ہو کہ بہت سے سندی خطوط یعنی سرٹیفکٹ جو ماسٹران میرے عمدہ علاج کے ثبوت میں عطا فرمائے ہیں اور نیز ہندوستانی خطوط صحت قریب ہزار بارہ سو کے موجود ہیں جو شاید اور کاغذ نہیں ہونگے چاہیں تو طلب فرماکر ملاحظہ ہوں میری ادویہ سے ہزاروں نے صحت پائی ہے اور یہ خواہش بہت لوگوں کی آئی کہ سرٹیفکٹ موجود ہیں انکا کاتک بھیجکر طلب کریں کیونکہ بعض حکیموں نے اپنی شہرت کے رئیسوں سے خوشامد کرکے سرٹیفکٹ بنالئے ہیں پس میرے سرٹیفکٹ اور ان حکیموں کے سرٹیفکٹ میں بڑا فرق ہے۔ لازم ہے کہ پہلے سرٹیفکٹ منگاکر ملاحظہ فرمائیں تاکہ دھوکا نہ ہو۔ ایک طویل فہرست بہت سے ادویہ کی جو اعجاز گنجایش طبع نہیں رکھتی اور جس سے لطف زندگی تادم مرگ انسان قایم رہتا ہے قابل ملاحظہ ہے جو صاحب چاہیں منگا خاکسار

حکیم ابو الحسن شفا خانہ حکیم صفدر حسین صاحب شہباز خاں محلہ الہ ٹنڈی

اشتہار

۱- اس رسالہ کی قیمت معہ محصول ڈاک سالانہ ..... عہ

۲- جو صاحب سے اعلیٰ مضمون یا ترجمہ عنایت فرمائینگے انکو ایک اشرفی نذر دیجائیگی

۳- دفتر میں مضامین ہر مہینے کی ۲۰ تاریخ تک پہونچ جانا چاہیئے۔

۴- ناپسند مضمون نہ طبع ہوگا نہ واپس۔

شرح دستخط

حسن بن عبد الصمد المخاطب بہ نواب عماد نواز جنگ بہادر۔

ذیل کی کتابیں ہمارے دفتر میں موجود ہیں۔

۱- ہجوں کی بہترین کتاب مسمی بہ مرسلہ ڈاکٹر ہادی صاحب کی کتاب کا ترجمہ جسکو مسمی بہ بورڈ میں صاحب نے کیا ہے اور انعام حاصل کیا ہے ..... عہ

۲- ترجمہ تاریخ اقوام ہندوستان مصنفہ بی۔ اے۔ ڈاکٹر سٹرایٹ لا قیمت ..... عہ

۳- تذکرہ شعرائے دکن مصنفہ حسن بن عبد الصمد المخاطب بنواب عماد نواز جنگ بہادر ..... عہ

المشتہر

محمد عبد الصمد خان منیجر

توپ کا سانچہ حیدرآباد دکن

(کتبہ العبد المذنب محمد شریف الدین)

جلد دوم　　حسن　　نمبر ۷

جولائی ۱۹۰۹ء

مضامین

ہندوستان کی حرفت و صنعت قدیم - از نواب عماد نواز جنگ بہادر ..... صفحہ

النظر فی التاریخ ..... - از مولوی غلام الثقلین صاحب - دہلی (اس مضمون کے صلہ میں ایک اشرفی نذر دی گئی) ۱۹

روزنامچہ سفر نیلگری ... از عالیجناب معلی القاب نواب منیر الملک بہادر معین المہام مالگذاری سرکار عالی ۱۴

سنکونہ کا بیان

قسطنطنیہ ..... از مولوی منیر لیاقت علیخان سابق ایڈیکانگ مدار المہام سرکار عالی ۹۶

حیدرآباد دکن

مطبع حسن میں چھپا

نذر اشرفی

ماہ گذشتہ کے رسالہ کے مثیل پیج مین سہو کاتب سے جناب شمس العلماء خان بہادر مولوی ذکاء اللہ صاحب فیلو آف دی الہ آباد یونیورسٹی کے نام کے مقابلہ (اس مضمون کے صلہ مین ایک اشرفی نذر دیگئی) کا لکھنا رہگیا ناظرین درست فرمالین۔

اشتہار فروخت اسباب

حسب ذیل اسباب فروخت کے لئے موجود ہے جن حضرات کو مطلوب ہو مشتہر سے درخواست کرین۔

تانکہ	۱۵ صہ	سرنگ گھوڑا	صار
جوڑی بابو گون کی	۱۰ صہ	گیا لوے سبز	۱۵ صہ
ہارنس جوڑی کا	۵ صہ		
	کل ۳۰ صہ		

اور دو عدد جوہر یعنی درخت روشنائی (۱۲ پونڈ کا اور دوسرا ۲۴ پونڈ کا) فروخت کے لئے موجود ہے درخواست پر قیمت سے اطلاع ہوگی فقط

جلد دوم — حسن — نمبر ۴

رسید زر

شکریہ کے ساتھ ان حضرات کے اسمائے گرامی درج کرتے ہیں جنھوں نے زرچندہ سے اعانت فرمائی

نواب اعظم یار جنگ بہادر صوبہ ہتھرتی	صفحہ ۱	منجھلی گھوناتھ پرشاد صاحب مددگار معتمد پولیٹکل	صفحہ ۲
میر ریاست علی صاحب	للوہ	نواب میر حیدر علی خان بہادر جاگیردار	للوہ
نواب فخر الملک بہادر	صفحہ ۲	مولوی ابو الحسن صاحب عہدہ دار سکرٹر نظام	للوہ
منشی ہمراتیار علی صاحب بہادر مدار المہام سکرٹر بیوپال	موعہ	مولوی عبد الغفور صاحب وکیل دربار اوّل	موعہ
مولوی سید احمد صاحب مددگار صدر بجار صاحب مہتمم اضلاع	صفحہ ۳	مولوی محمد محی الدین خان بہادر ناظم عدالتہائے صوبہ عرنجی	موعہ
نواب عزت یار جنگ بہادر کمشنر انام	صفحہ ۴	مولوی انتظام حسن صاحب جائی دہلی	موعہ
مولوی منور علی صاحب شیرستہ دار ڈپٹی کمشنر انام	صفحہ ۵	جے راؤ جیو صاحب	موعہ
نواب نظام یار جنگ بہادر	صفحہ ۶	نواب انتظار جنگ بہادر معتمد مالگذاری	موعہ
راجہ بہاگوت پرشاد صاحب مددگار عدالت ایلچپور	للوہ	مولوی امین الدین صاحب دوم تعلقدار اندور	موعہ

ہندوستانی حرفت و صنعت قدیم

چونکہ ان دنون دیسی صنعت و حرفت کی طرف رؤسا و عمائد کا خیال زیادہ رجوع ہوا ہی اور اخبارات دیار و امصار نے اس جانب ایک نئی تحریک پیدا کردی ہی اس لئے کہ تعلیم مغربی سے کچھ حب الوطنی کیجانب عموماً رجحان ہوگیا ہی کہ اپنے ملک کی بہبودی دیسی حرفت و صنعت ہی سے ممکن ہی اور ملازمت کے صیغون مین جگھین زیادہ بھرجانے سے خیالات کا پلٹا و اس راہ پر آگیا ہی کہ آزادی کے ساتھ فارغ البالی سے بسر کرنا صنعت و تجارت و حرفت ہی پر منحصر ہی اور اس بات پر غور کر رہے ہین کہ ہمارے ملک کی چند روز پہلے اس صیغہ کی کیا کیفیت تھی اور اب کیا ہی آئندہ کارپردازی کے وسائل مضبوطی کے ساتھ یہان کیسے اور کتنے موجود ہین - ملک کی دولت ملک ہی مین تقسیم ہوجانے سے کیسے کیسے فوائد ہین ہماری حرفت و صنعت کیلئے کیا کیا سخت رکاوٹین ہین ہمارے کون اور ہم کس کے محتاج ہین یہ سب باتین ہمین روزمرہ کے زندگی کیلئے نہایت ضروری ہین - اس مضمون صنعت و حرفت و تجارت کی تاریخی کیفیت نہایت جامعیت سے بطور احسن دکھلائی گئی ہی اس مردہ صنعت کو زندہ کرنے کی جانب خیرخواہان ملک اپنا خیال رجوع کرین - اور اس بات کا فیصلہ کرین کہ صنعت جدیدہ اور قدیمہ بحالت مجموعی کیونکر ہندوستان مین ترقی پاسکتی ہی

سولھوین صدی مین فرنگی تجار سواحل ہند پر پہنچے تو انھون نے ہندو اور مسلمان دونون کو ایسا ہی لائق شائستہ اور مہذب پایا جیسے اپنے اہالیان ملک کو۔ عمارت سازی۔ سوتی اور ریشمی پارچہ بافی۔ زرگری و جواہری مین باشندگان ہند اسوقت سب پر سبقت رکھتے تھے سوتی کپڑے کا رواج ہندوستان مین قدیم الایام سے ہے روئی کے کپڑے اور اسکا بننا واقعۂ مہابھارت کے پہلے سے تھا۔ اہل یونان پنبہ بافی کو سندن کہتے ہین۔ جس لفظ کا ماخذ وہی سندہ ہے جیسا انڈس اور انڈس سے انڈیا نکلا ہے۔ اسی طرح ایک سفید سوتی پارچہ کو کیلیکو کہتے ہین جو کالیکٹ واقع ساحل ملابار (مدراس) مین پہلے پہل تیار ہوا تھا۔ کتاب پیریپلس کے مصنف نے کئی قسم کے سوتی کپڑون کا ذکر کیا ہے جو تجار تا دوسرے ملکون مین جاتا تھا مارکوپولو پہلا عیسائی سیاح کھمبات کی روئی اور بکرم (دکتان) کی بہت تعریف لکھتا ہے مختلف اقسام کے پارچے جو ہندوستان کے مختلف مقامون مین تیار ہوتے ہین انکا بالتفریح بیان کرنا مشکل ہے لیکن ان مین سب سے مقدم ڈھاکہ کی ململ ہے جو کسی زمانہ مین نہایت شہرت یافتہ تھی اور اب بھی فرمائشاً تیار ہو سکتی ہے مگر جو نفاست اس زمانہ مین تھی جبکہ ڈھاکہ مسلمانون کا پایۂ تخت تھا وہ اب نہین ہے اور انکی حرفت کی اعلیٰ ترقی اور انتہائی کامیابی اس سے ثابت ہوتی ہے کہ ۱۲۶ قسم کے مختلف الانواع اوزار مستعمل ہوتے ہین۔

بہترین ململ سادہ بنی جاتی ہے لیکن ریشم کی رنگین بوٹیان دوسری قسم کے کاریگر ڈالتے ہین تھوڑی تھوڑی مقدار مین ململ مقام سریل متعلقہ ضلع پٹرہ مین تیار ہوتی ہے۔ اور سانتی پور ضلع ندیا اب تک اپنی قدیم عزت بہت عمدہ ململ کی قائم رکھی ہوئی تھی مدراس مین عمدہ پارچے اب تک تیار ہوتے ہین۔ ارنی کی ململ جس کو فرقہ نیر ساحل ملابار والے بنتے ہین مچھلی پٹم کی چھینٹ ورنگا پٹم کی پنچم پنچم یعنے ۱۲۰ سوت کا پارچہ نیلور کی نیلی سلمپر ہین۔ بنگلور مین قدیم شاہی پارچہ بافون کی اولاد اب تک ہے وہ خاص قسم کے پارچے بننے مین مشہور ہے۔ جو سرخ اور سیاہ قدیمی طریقے پر چھاپا کرتے ہین۔ احاطہ بمبئی مین۔ احمد آباد۔ سورت۔ بھڑوچ۔ مین عمدہ چھاپے کی ساڑیان تیار ہوتی ہین جو گجرات کی مشہور کے باعث ہین۔ پونا۔ ایولا۔ ناسک۔ دھاڑوار مین پہلے سوت رنگ کر کپڑا تیار کراتے ہین جو اقوام مرہٹہ کے استعمال مین بکثرت آتا ہے پارچہ باف اکثر ریشم اور سوت ملا کر پارچہ بنتے ہین اور بہت بیش قیمت اشیاء ریشمی یا زرین کناروں کے ساتھ تیار ہوتی ہین۔ ممالک متوسط مین چاندا۔ اور ہوشنگ آباد سب سے بڑے شہر ہین جن مین پارچہ بافی کا کام ہوتا ہے۔

ریشم بافی کا معمولی پیشہ ہر مقام مین پایا جاتا ہے۔ ہندوستان بھر مین صرف بنگال ہی ایک ایسا مقام ہے جہان ریشمی کیڑون کی

پرورش ہوتی ہے اور وہ پرورش جو شہتوت کے درختوں پر ہوتی ہے
سرسبزی کی حالت میں ہے اب تک لٹھر جو نیم پرورش یافتہ ریشمی کیڑوں
سے حاصل ہوتا ہے ریشمی ذخیرہ میں زیادہ معاون نہیں ثابت ہوا۔
ریشم اور سوت کے بننے والوں میں مابہ الامتیاز فرق یہی ہے
کہ ریشم باف بخلاف پنبہ بافوں کے دیہات میں نہیں رہتے بلکہ انکی
صنعت و حرفت کا مرکز شہر ہی ہوتا ہے۔ ریشمی پارچے دو قسم کے ہوتے
ہیں۔ اول وہ کہ جس میں خالص ریشم ہو۔ دوم وہ جس میں ریشم اور
سوت ملا ہوا ہو۔ ان ہر دو قسم کے پارچوں پر سنہرا اور روپہلا کام
ہوتا ہے۔ مخلوط ریشمی پارچوں کو مشروع یا صوفی کہتے ہیں جسکا مطلب
یہ ہے کہ از روے شریعت اسلامیہ کل مسلمان اس قسم کے پارچے
استعمال کرنے کے مجاز ہیں بخلاف خالص ریشمی پارچوں کے کہ اس کی
ممانعت ہے۔ مخلوط ریشمی پارچے بکثرت بنے جاتے ہیں اور پنجاب
سندھ۔ آگرہ۔ حیدرآباد دکن۔ تنجور۔ ترچناپلی۔ واقع مدراس
اس کی ساخت کی خاص جگہیں ہیں۔ خالص ریشمی پارچے سادہ بنے
جاتے ہیں یا اعلا درجہ کا اپنر کام ہوتا ہے۔ فل کمخاب وغیرہ کے۔
اس قسم کے پارچے خصوصیت سے بنارس۔ مرشدآباد۔ احمدآباد
ترچناپولی میں تیار ہوتے ہیں۔ اور ان پر شکارگاہ۔ چاند تارہ۔
مرشکر (آب نقرہ) سورگلا (گردن طاؤس) منقش ہوتے ہیں۔

چھاپے ریشمی پارچے پارسی اور گجراتی عورتون کے لیے سورت مین تیار ہوتے ہین - اورنگ آباد کے ہمرواور شروع زمانہ حال مین نہایت عمدہ اور بہ نسبت کلون کے پارچہ کے زیادہ پائدار بھی ہوتے ہین -

کارچوبی کام ریشمی - اونی - سوتی چرمی اشیاء پر کیا جاتا ہی کارچوبی کام کا بھی جو لاہون کی طرح چھوٹا کرگا ہوتا ہی جس مین بنایا جاتا ہی یا ہاتھ سے اسکا نقش یا لیس بناکر بعد کو سوئی سے ٹانک لیتے ہین وہ مشہور چوغہ جو اہل فرنگستان مین کثرت اوشوقیہ کے بجائے ڈریسنگ گون کے مستعمل ہوتا ہی - پٹو - یعنی اونٹ کے بال سے بنا جاتا ہی اور جس پر کارچوبی کا کام کشمیر - پنجاب - سندہ مین کیا جاتا ہی - کشمیری شال جو اتنک نہایت عمدہ اور قیمتی ہوتا ہی خود کشمیر یا لودہیانہ و دیگر مقامات پنجاب مین تیار ہوتا ہی جو کوہ ہمالیہ کی ایک خاص قسم کی بکریون کے نرم بال یعنے پشمینہ سے بنا جاتا ہی - ململ پر بھی ڈھاکہ پٹنہ اور دہلی مین ریشم اور کلابتون کا کام ہوتا ہے سندھ اور گجرات مین جو رنگین ریشم و زرین کام ہوتا ہی وہ اپنی جنس مین خصوصیت رکھتا ہی گجرات مین چرمی کامون پر بھی کارچوبی کیجاتی ہی شاہی جلوس وغیرہ سے معزز موقعون پر گھوڑے اور ہاتھیون کی جھولین چھتر اور چھاتے مخمل کی نکلتی ہین جس پر بہت شان و شوکت سے گلبرگہ اور اورنگ آباد کا زرین کارچوبی کام ہوتا ہی

تخمیناً بیس برس کا زمانہ گزرا کہ خلد آشیان نواب سر سالار جنگ بہادر مرحوم نے پانچ پانچ ہزار روپے کی ہاتھیون کی جھول گلبرگہ مین تیار کرا

لندن بھیجے تھے جو میرے نظر سے گذرے تھے - انکی چمک دمک آنکھوں سے حیرانی پیدا کرتی تھی اور نیز سابق کے - گائیکوار بردوہ نے ایک چادر بنوائی تھی جس میں موتی اور بیش قیمت جواہرات عمدہ نقش و نگار کے ساتھ ٹکے ہوئے تھے جس کی مجموعی قیمت ایک کروڑ روپیہ بیان کی جاتی ہے چونکہ نہایت قیمتی اس میں جواہرات لگے ہوئے تھے اس لیئے اس پر لطافت سے نظر پڑتی تھی اور جب دھوپ میں کھول دیا جاتا تھا تو معلوم ہوتا تھا کہ تمام قوس قزح کا یہی مخزن ہے نقش و نگار کی نفاست سے بہت بھلا اور دلچسپ معلوم ہوتا تھا -

قالین دو قسم کی ہوتی ہیں - سوتی اور اونی - سوتی کو دری اور شطرنجی کہتے ہیں جو یقیناً ہندوستانی ایجاد ہے - اور خاصکر بنگال اور شمالی ہندوستان میں بنی جاتی ہیں - دریاں عموماً سفید ہوتی ہیں ان پر خطوط اور پٹیاں سیاہ سرخ اور نیلی بنائی جاتی ہیں اور گاہ گاہ پھول اور قسم کے نشانات چوکور یا گول بنا دیا کرتے ہیں - اونی کو غالیچہ - اور قالین کہتے ہیں - غالیچہ اصل میں ایران اور ترکستان سے آئے ہیں جہاں ابتک نہایت عمدہ و بہتر تیار ہوتے ہیں - مسلمانوں کی فتوحات کے ساتھ اس کا بھی یہاں رواج ہوا - اس کے بننے کا یہ طریقہ ہے کہ اسکی تہ مضبوط سوتی خواہ کتانی دھاگے کی ہوتی ہے اور زیادہ محنت اور عقلمندی سے رنگین چھوٹے اون کے بٹے

ہوئے دھاگے اس طرح ان مین چسپان کئے جاتے ہین کہ ان کے دونون کونے اوپر نکلے رہتے ہین بعد ان کونون کو جو نکلے رہتے ہین سطح سے برابر کتر دیئے جاتے ہین اور جو لائن رنگین یا نقش بننے سے بچاتی ہے اس کو اوزار سے کوٹ کر مسطح کر لیتے ہین۔ اس حرفت کے بڑے تاریخی مواقع ہندوستان مین کشمیر۔ پنجاب۔ سندھ۔ آگرہ۔ مرزاپور۔ ورنگل۔ ملابار۔ مچھلی پٹن ہین منجملی غالیچے بنارس۔ اور مرشدآباد مین اور ریشمی بخور۔ اور سلیم مین تیار ہوتے ہین۔

لندن کی نمائشگاہ واقع ۱۸۵۱ء مین بہترین ہندوستانی قالین ورنگل سے گئی تھی۔ یہ مقام حیدرآباد سے ۱۰۰ میل کے فاصلے پر ہے۔ اس قالین مین بے انتہا دھاگے قریب قریب مسلسل ترتیب دیئے ہوئے تھے یعنے تقریباً ایک مربع فٹ مین بارہ ہزار دھاگے تھے اور یہی اس کی بڑی اور خاص صنعت تھی۔ رنگت مین مساوی اور نہایت لطیف معلوم ہوتا تھا اور یہی ایک نمونہ تھا جس مین ریشم نہایت ہی عمدہ قابل اطمینان طریقہ سے بنا گیا تھا۔ قیمت بھی علی ہذا القیاس بڑھی چڑھی تھی یعنے سو روپیہ فی مربع گز مگر زمانہ حال مین ہنگنڈہ اور ورنگل کے قالین مین انگریزی خام رنگ۔ ڈالنے سے اس کی قدر کم ہوگئی ہے انگریزی رنگ جیسا کہ دیکھنے مین خوش نما ہوتا ہے ویسا پائدار نہین ہوتا سال حال مین مین نے دیکھا کہ بہت سے قالین تیار ہوکر یہان سے مدراس اور

لندن کو بھیجے جاتے ہین مین نے چند قالین سوتی ریشم ملا ہوا خود بھی بنوایا اور اپنے دوستون کے واسطے بھی خرید کیا مگر سب مین قدیم رنگ ڈالا گیا تھا۔

سونا چاندی اور جواہرات بوجہ قیمت اور رنگت کے ممالک ہند مین ہمیشہ سے زیورات مین صرف ہوتے رہے یہان تک کہ وسط ہند اور کوہ ہمالیہ کی جنگلی وحشی قومین سونا چاندی پیٹ پاٹ کر گلوبند اور بازو بند اور ہسلیان بناتی ہین۔ معلوم ہوتا ہی کہ پیچیدہ گھاس اور پتیون کے نمونے پر پہلے پہل طلائی زیور کثرت سے بنائے گئے اور عام معمولیت حاصل کی ابتدائی نمونے اس قسم کے ہین کہ طلائی سونے تار پھولون مین گندھے ہوئے ہین۔ گجرات مین ایک دوسری قسم کا آرائشی زیور محراب نما علیحدہ علیحدہ مرصع بنتا ہی۔ یہ سونے کا ٹھپس یا کھوکھلی شش پھل یا ہشت پہل بنا کر سرخ ریشم مین گوندہ لیتے ہین۔ ترچناپولی۔ کٹک اور کشمیر مین رنگین مرصع زیورات قابل شہرت بنتے ہین۔

تمام جنوبی ہند مین جو زیور وہان عام پسند ہی۔ اس کو سوامی کہتے ہین جس پر ہندو دیوتاؤن کی تصویرین بنی رہتی ہین یہ مورتین یا تو زیور ہی مین بنائی جاتی ہین یا علیحدہ بنا کر پیچ یا اور ذریعہ سے اوپر لگادی جاتی ہین۔ ترچناپولی کے زیوراتِ خاص مین انگریزی چربہ اتارنے کے لیے کچھ خرابی پیدا کر دی گئی جس مین گلاب نما زنجیر طلائی ہوتی ہی اور

پہونچیان کچھے سانپ کی شکل مین تیار ہوتی ہین کنگ مین چاندی کا دانہ دار پچلاز یور جس شکل وصورت کا قدیم مین اہل یونان اور حال مین اہل لٹا پہنتے ہین - عموماً چھوٹے لڑکون کے ہاتھ سے تیار ہوتا ہی کیونکہ وہ اپنی تیز نظر اور تیز دستی سے نقرئی تارون کو عجلت اور درستی سے اپنے موقع پر جما دیتے ہین - کشمیر مین طلائی زیور زیادہ سرخ سونے کا بنتا ہی اور یہی امتیازی رنگ مشہور ہی اسکی چمک دمک اور اس کا نقش ونگار نہایت دلفریب ہوتا ہی - کچھ کے نقرئی زیور جو خاص طور سے ہنورڑون سے تیار کرتے ہین وہ اگرچہ اب وہین کے تصور کیے جاتے ہین لیکن بنیا وڈچ لوگون سے ہی ایسے ہی کام لکھنؤ اور ڈھاکہ مین بنتے ہین اور رنگ آباد مین مینا کاری کا کام نہایت قابل تعریف تیار ہوتا ہی پاندان عطردان مینا کاری کے جو یہان بنتے ہین دور دور تک اس کی قدردانی ہوتی ہی - کارچوبی مین سنہری کام بہت کام آتا ہی - سونے اور چاندی کے تار گرمی دیکر تیار کرتے ہین اور یہ کام اس نفاست اور عمدگی سے ہوتا ہی کہ روپیہ بھر چاندی مین ۸۰۰ گز تار نکلتا ہی قبل اس کے کہ کارچوبی کے کام مین آئے اکثر ریشم مین اس کو بٹ لیتے ہین - اور سنہرے روپہلے تارچون کے لیئے ان تارون کو کوٹ کر چپٹا لیتے ہین تاکہ اس کا تار اور ریشم یا سوت کا بانا مناسبت سے چپک جاون - ایک اور تیسری قسم کی آرائش جیپور واقع راجپوتانہ اور جسدان

دکن مین اس طرح کیجاتی ہے کہ ململ پر نقرئی اور طلائی اوراق سے گل بوٹے چھاپ لیا کرتے ہین بیش قیمت جواہرات بہت فضول خرچی سے ہندوستانی جوہری برتتے ہین - جن کو بجز چمک دمک کے اس کی صفائی یا تجارتی قیمت کا بہت کم لحاظ رہتا ہے لیکن جو سلیقہ ہنر اور دلفریبی کی حالت ہندوستانی جوہری جواہرات بٹھانے مین عام اس سے کہ کسی زیور مین ہو یا ہتھیار اور زار مین دکھلاتے ہین وہ سب سے بڑھ کر نہایت اعلے درجہ کی ہوتی ہے - پرنس آف ویلز کے جیپوری ذخیرہ مین ایک کنگھی کے بالون کی تھی جس کی سرسری بیان سے یہان کی مرصع اشیاء کی حقیقت قیاس کیجا سکتی ہے - کنگھی مین سونے پر جیپوری مینا - کیا ہوا تھا - اس پر لعل و زمرد جڑھے ہوئے تھے - اس کے سرے پر بڑے موتیون کی ایک قطار قوس نما مسطح تھی اور ہر ایک کی نوک سبز کانچ کے دانہ کی تھی جو اوپر نکلی ہوئی تھی - اس کے نیچے ایک دوسری قطار چھوٹے موتیون کی تھی جو سبز اور سرخ طلائی مینا کار بتون کے بیچ مین تھی جن کی نشست نہایت خوبی اور قابلیت سے کی گئی تھی -

اس کے نیچے ایک اور قطار چھوٹے چھوٹے موتیون کی تھی جس کے نیچے بہت سے چھوٹے چھوٹے موتیون اور جواہرات کی قطارین گنگی کی طلائی دندانیکے اوپر تھین -

دیہاتون کے لوہارون کا خاص کام توالات زراعت کا بنانا اور درست کرنا ہوتا ہے لیکن اکثر ہندوستانی قصبون مین خاصکر ان طرا

مین جہان قدیم دار الحکومتین تھین تجارتی نہایت ہنرمندی سے کیجاتی ہے
اور ارد و ہتھیار بنگی کی ساخت ہمیشہ معزز پیشہ قرار دیا گیا ہے اور ہندوستان
مین اس اعزاز نے بہت ترقی کی تھی جو ابتک بالکل پامال نہین ہو گئی
مقناطیسی کچا لوہا جو عموماً ریگ کی شکل مین ملتا ہے اس سے ایک قسم کا فولادی
کوئلہ نکلتا ہے جو دنیا مین بہترین ہے - تلوار کے پھل پر معجزانہ پانی چڑھایا جاتا ہے
اور نام معہ تاریخ کندہ کیا جاتا ہے - کبھی کبھی ابھرے ہوئے نقش شکارگاہ
کے بنائے جاتے ہین اور کبھی مثل آرہ کے دندانہ دار بناتے ہین
توڑے دار بندوق اور دوسرے آتشین جنگی اوزار پنجاب اور سندھ
کے اکثر شہرون اور مونگھیر واقع بنگال اور وزیانگرم واقع مدراس مین
بنائے جاتے ہین - زرہ بکتر جس کی ایجاد ایران سے ہوئی ہے
ابتک کشمیر - راجپوتانہ اور کچھ مین بنائے جاتے ہین - احمد نگر کا خود
مشہور ہے - اسلحۂ ناری و تلوار وغیرہ دونون مین سنہری پھول پتیان
ڈالی جاتی ہین اور جواہرات مرصع کیجاتی ہین اصل یہ ہے کہ بخلاف اور
ایشیائی ملکون کے ہندوستانی اسلحہ مین مابہ الامتیاز فرق یہ ہوتا ہے کہ
اوراق طلا چڑھائے یا چسپان کیے جاتے ہین اور جواہرات بے تکلفی
اور بے پروائی سے چڑھائے جاتے ہین - لوہے اور فولاد پر اس
قسم کا کوفت خاصکر کشمیر - گجرات - اور سیالکوٹ مین ہوتا ہے - اور طریقہ
یہ ہے کہ کسی زیادہ سخت دھات پر سونے کے پرت جماتے اور گلاتے

بناتے ہین۔ میناکاری خود ہمکنڈہ واقع ریاست نظام عالیمقام مین مختلف قسم کے ہتھیار تیار کرتے ہین۔ یہان کی عباسی بعینہ ایران کی عباسی کا مقابلہ کرتی ہے یہان کا کونا سمندر کا لوہا نہایت مشہور ہے یہان کے کاریگر تلوار کے قبضون پر بھی عمدہ میناکاری کرتے ہین۔ بدری کا کام مقام بدر مین جو کسی زمانہ مین بہمنیون کا دار الحکومت ہونے کی عزت رکھتا تھا ہوتا ہے جو اب ممالک محروسہ نظام خلد اللہ ملکہ مین شامل ہے۔ اس مین عموماً تانبے پر چاندی کے ورقون سے پھول پتیان بناتے ہین۔ بدری کا کام اتبک بدر مین عمدہ حالت مین ہے۔

دیہاتی بھٹیرے مثل دیہاتی لوہارون کے روزمرہ کے ضروریات کے ظروف بناتے ہین ان ظروف مین ہانڈی اور سب سے زیادہ مروج لوٹا ہے جو بالعموم صفائی مین کام آتا ہے۔ لوٹے کی شکل اور جس وضع سے کہ اوائل مین نقش و نگار کرتے تھے وہ آج تک بدستور قائم ہے۔ ایک لوٹا جو اب انڈین میوزیم (ہندوستانی عجائب خانہ لندن) مین ہے اور بمقام کولو۔ بودہ کے ایک غار سے کھود کر نکالا گیا تھا۔ کم سے کم پندرہ سو برس کا ہے اور جس کی نسبت بیان ہے کہ شہزادہ سدہرتا بڑے بڑے جلوس مین ہمراہ لے جاتا تھا شمالی ہندوستان مین بنارس سب سے زیادہ مشہور تانبے اور پیتل کے ظروف بنانے مین ہے۔ جہان صرف نمائشی استعمال کے ظروف نہین تیار ہوتے۔ بلکہ تصاویر و دیگر مذہبی

نشانات بھی بنائے جاتے ہین اسی طرح جنوب مین مدورا تنجور شہرت پذیر ہین - اور مغرب مین پونا - احمد آباد - ناسک - خاص بمبئی مین تانبے کی معتد بہ مقدار ہو جو دوسرے ملکون سے آتی ہو اور یہین کے ہاتھون برتن بنتے ہین -

شوالون - کی گھنٹیان عمیق اور صفائی آواز کے لیے مشہور ہین بہت سے شہرون مین ٹھٹھیرے کسی نہ کسی خاص صنعت سے موصوف ہوتے ہین یعنی ان مین کچھ ترکیب آمیزش دوسرے دھاتون کی عمدہ طور سے معلوم ہوتی ہو یا زیور و آرائشی اشیاء کی ساخت کی خاص ترکیبین جانتے ہین کبھی کبھی چاندی پیتل مین ملائی جاتی ہو اور کبھی تفاقیہ سونے مین - بدری یعنے تانبے پر چاندی کے کام کا بیان اوپر ہو چکا ہو ضرورت اعادہ نہین - اس حالتمین جس دھات پر بدری کا کام ہوتا ہو وہ تانبا - سیسہ اور ٹین کا مجموعہ ہوتا ہو اور نوشادر شورہ نمک اور توتیا - محلول و مخلوط مین غوطہ دے کر سیاہ کر لیتے ہین مرآباد - واقع ممالک شمال و مغرب اور پھلوارہ واقع ریاست اودیپور مین پیتل پر نقش چڑھایا جاتا ہو اور منقش گل بوٹے سیاہ زمین پر جو ایک مصالحہ سے جسمین لاکھ ملا رہتا ہو تیار ہوتی ہو بنائے جاتے ہین پرنیا واقع ملک بنگال مین ایک قسم کا بدری جست اور تانبے کا بنتا ہو اور اس پر نقرئی پھول بوٹے بنائے جاتے ہین - پیتل بلکہ گھنٹے والی دھات کے ظروف جو مرشد آباد مین بنتے ہین اور ازنام کھاگرئی -

مشہور ہین اُن کی شہرت صرف مقام مخصوص مین محدود نہین رہی کیونکہ اُس مین چاندی کی مقدار بہت زائد ملی رہتی ہے۔

جولاہون کے کرگہ بعد کمہارون کی چاک ہندوستانی قدیم تہذیب وشائستگی کی نشانی ہے۔ زمانہ نامعلوم سے کمہاریہی آبادی کا جزو مانا جاتا ہے۔ مٹی کے ظروف اعلےٰ اور ادنیٰ یعنے کھانے پینے کے برتنون سے لیکر بڑے بڑے ظروف غلہ رکھنے کے تمام دیہات مین بنائے جاتے ہین علاوہ بریں چھوٹی ندیون مین جب پانی اُبلجاتا ہے تو مٹی کے چند مٹکون کو یکجا باندہ کر کشتی کا کام لیتے ہین۔ اگرچہ اس قسم کا حرفہ تمام ہندوستان مین ہے لیکن بہت کم ایسے مقامات ہین جہان کے ظروف شہرت کے درجہ پر پہنچے ہون۔ چینی برتنون کی طرح پختگی ہوتی ہے اور نہ قدیم یونانیون کیطرح نقش ونگار ہوتا ہے۔ مٹی تو بعض مقامون مین اچھی ہوتی ہے لیکن پھر بھی وہ مٹی ہی کا برتن ہوتا ہے یعنے جلا وغیرہ دیکر مٹی کے عیب کو دور نہین کرتے۔

سندہ جنوبی اور پنجاب مین اس پیشۂ ظروف سازی نے اعلےٰ عزت حاصل کی ہے کیونکہ بہت کچھ ہنرمندی دکھلائی جاتی ہے یہ صنعت اور ہنرمندی مسلمانون کی ایجاد کی ہوئی ہے۔ سندہ کی کمہارگری دو قسم کی ہے اوّل نقشی اینٹ بنانا دوم خانگی ظروف تیار کرنا۔ ہر دو حالت مین رنگ ایک ہی ہوتا ہے یعنی مختلف قسم کے رنگین۔ چمکیلے۔ معمولی نقش ونگار پھولون کا ہوتا ہے جس کو بعض اوقات بہت

خوبصورتی سے رنگ آمیزی کرتے ہین فرشی اینٹ بظاہر اسی نمونہ کے ہین جیسے ایران وروم مین بنتے ہین اور جو قدیم ویران مساجد اور مقابر مسلمانان مین ابتک پائے جاتے ہین۔ سندہ کی ہنرمندی اور صنعت ابتک مقامات۔ سید پور۔ ببری۔ حیدر آباد۔ کراچی۔ ٹھٹھہ اور حالا مین جاری وساری ہے۔

فرشی اینٹ اور ظروف گلی لاہور۔ اور ملتان مین بھی تیار ہوتے ہین۔ مدورا کی ظروف سازی بھی قابل ذکر ہے کیونکہ وضع مین خوبصورتی اور رنگ مین شوخی اور خوبی پائی جاتی ہے۔

سب سے پہلے کی نقاشی اور بت تراشی جو پلورریل کی خانقاہون مین جنکا تعلق اہالیان بودہ سے تھا پائی گئین۔ نقاشی مین جو حسن خوبی وسلیقہ رومیون اور یونانیون سے اہل ہند نے مستخرج کیا تھا وہ ابتک عمدہ قسم کی بت تراشی مین پایا جاتا ہے۔ جب برہمنی مذہب کا ہندوستان مین پھر زور ہونے لگا تو بت تراشی مین نقصان پڑنے لگا۔ موجودہ ہندوون مین بہ نسبت حسن وخوبصورتی کے مذہبی جزو بہت تسلیم کیا گیا ہے۔ لیکن جیپور اور آگرہ مین سنگ مرمر اور دوسرے پتھرون پر خوبصورت نقش ونگار اب بھی بنتے ہین۔

گجرات اور دوسرے شہرون مین جہان چوبی مکانات تعمیر ہوتے ہین اُن کے حصہ پیشین عمدہ نقش ونگار سے تیار ہوتے ہین۔ آبنوس۔ صندل۔ اور کیتل کی لکڑیان اپنی عمدگی سے زیادہ کام آتی ہین۔ صندل مغربی کھاٹ

واقع ملک کنا اور میسور سے آتا ہے۔ مگر صندل پر عمدہ کام سورت اور احمد آباد
مین ہوتا ہے۔ سترہوین صدی کے نمونہ نقاشی کے دیکھنے سے معلوم ہوتا
ہے کہ اہالیان پرتگال نے سواحل بمبئی مین اس فن کو بہت قوی ترقی دی
تھی۔ لیکن ہندوستانی چوبی نقاشی آج کی نہین ہے یہ زمانہ دراز سے
قائم ہے۔ تاہم سنگی نقاشی جو زمانہ بودہ کی عمارتون مین تھی اور لحاظ وضع
اور آرائش چوبی نقاشی کے پہلے کی ثابت ہوتی ہے۔ ان دونون چوبی نقاشیان
علی العموم رائج ہین انمین سے بعض قدیم کی سنگ مرمر کی نقاشی یا دوسری
سنگین جھنجیرون کے نمونہ پر ہین جو نمونے زمانہ دراز کے اب تک بچے ہوئے
ملتے ہین ان سے قدیم نقاشی کا حال معلوم ہوتا ہے اور وہ بزبان حال پرانی
دستکاریون کے مظہر ہین۔

چوبی نقاشی سے ملی جلی ایک اور نئی حرفت اواخر گزشتہ صدی مین
یہان جاری ہوئی جس کو (بمبئی باکس) بمبئی کے صندوق کہتے ہین اس کا
ایجاد شیراز واقع ایران سے ہوا اور وہین سے ہندوستان پہنچا اس
مین باشکال مختلف ٹین کے تار۔ صندل۔ آبنوس۔ ہاتھی دانت اور
ہرن کے سینگ کے ٹکڑون کو یکجا سلسلہ وار خوبصورتی سے باندھتے
اور مجتمع کرتے ہین کہ گل بوٹے اور عمدہ شکلین بنتی ہین۔ ورکا ٹیم واقع
مدراس مین اس قسم کی اشیاء ہاتھی دانت اور سینگ کے ٹکڑون
سے بناتے ہین اور یورپین چربا اوتارنے اور مطابقت پانے کیلئے پھول

ابھرے ہوئے کنارے بنائے جاتے ہین - مین پوری واقع
شمال و مغرب مین چوبی صندوقون مین پیتل کے تار
دوڑائے جاتے ہین ہاتھی دانت پر نقاشی بہ خصوصیت
امرتسر - بنارس - مرشد آباد - اور ٹراونکور مین ہوتی
ہے جہان ہر وقت حسب فرمایش پالکی سے لیکر کنگھی
تک اشیا ملسکتی ہین - مٹی کی مورتین زندہ کھال کیطرح
خاص کر کرشنگر - لکھنو - اور پونا مین بنتی ہین -

النظر فی التاریخ

آجکل یورپ کے بڑے بڑے مصنفون اور مدبرون کا قاعدہ ہو کہ جب وہ کسی مضمون پر کتاب لکھتے یا لکچر دینا چاہتے ہین تو اُسپر اسقدر زور دیتے ہین کہ گویا قوم اور ملک کے لیئے اس سے زیادہ ضروری اور مفید چیز کوئی نہین ہے - ہر ایک مصنف اپنی قوم کو اُسیکے طرف متوجہ کرتا ہے اور اُسے مضمون کی ضرورت کو ظاہر کرکے نیکنامی اور شکریہ کا مستحق بنتا ہے - راقم کا مطلب النظر فی التاریخ لکھنے سے یہہ نہین ہے بلکہ وہ ہندوستان کے لٹریچر مین مشہور و معروف رسالہ حسن کے ذریعہ سے تاریخ کی نسبت اپنی رائے کا اظہار کرنا چاہتا ہے -

مین اس مضمون مین کسی خاص ملک یا قوم یا برا عظم کی تاریخ سے بحث نکرونگا نہ خاص بادشاہون کے کارنامے بیان کرونگا - بلکہ نفس تاریخ کے مفہوم سے بحث کرکے تمام دنیا کی تاریخ کو دو حصون مین بیان کرونگا -

باوجودیکہ زمانہ حال مین تاریخ کا درجہ علوم و فنون مین ریاضی اور فلسفہ کی درجہ کے برابر سمجھا جاتا ہے - بلکہ بعض حالتون مین اس سے برتر - لیکن ابتک تاریخ کی ترقی مسدود نہین

ہوئی ہمارے زمانہ مین علم کے تین شعب تاریخ - تذکرہ یا ترجمہ (بائیگریفی) اور مساحت آپسمین مل جلکر اسطرح یکسان ہوگئے ہین اور اٹھاروین صدی عیسوی سے مصنفون نے ان تینون کو ملاکر ایسے اعلی درجہ پر پہنچایا ہے کہ تاریخ کو فلسفہ عملی کہنے لگے ہین - طب - فلسفہ - اور قانون کیطرح تاریخ کے بھی بیشمار سلسلے ہین - اور مورخون کی ایک گروہ کی تاریخ دوسرے گروہ کی تاریخ سے اسقدر مختلف ہے کہ جسقدر لٹریچر اور ریاضی آپسمین متضاد سمجھے جاتے ہین -

انگریز - فرانسیس - اور عرب - مورخون کے نزدیک تاریخ سے قومی زندگی پر بہت بڑا اثر پڑتا ہے - اور سلف کے حالات دیکھکر خلف اپنی اصلاح کر سکتے ہین - گذشتہ قومونکی غلطیان دیکھکر اپنی غلطیان درست کر سکتے ہین - انکی خطاؤن سے بچا سکتے ہین اور عقلمندی اور حکمت کا سبق قدیم وحشی اور شایستہ قومون سے سیکھہ سکتے ہین -

جرمن کے حکیم کہتے ہین کہ تاریخ سے ہماری موجودہ پولیٹیکل حالت پر کچھ اثر نہین پڑ سکتا اور نہ اس سے ہمارے اخلاق اور عادات درست ہو سکتے ہین - بلکہ حقیقت واقعہ کے ٹھیک ٹھیک بیان کا نام تاریخ ہے ٭

ھیگل جرمن کا ایک بڑا مورخ حکیم تھا۔ وہ کہتا ہے۔ کہ اور قومون کو تو تاریخ لکھنے کا شوق ہے اور ہم ہمیشہ یہی تلاش کرتے رہتے ہین کہ تاریخ کس طرح پر لکھنے چاہیئے ھیگل پھر تاریخ کی تین قسمین اسطرح کرتا ہے:۔

(۱) خالص تاریخ یعنے وہ تاریخ جس مین جو واقعہ اور امر آنکھون سے گزرتا ہے یا جو اورون سے سنا ہے اسکو بلا تغیر و تبدل درج کر دیتے ہین اور راوی کے کلام کو بجنسہ رکھتے ہین۔ اور اسکے مطلب مین دخل نہین دیتے +

(۲) وہ تاریخ جو غور و خوض سے لکھے جائے اور جس مین مصنف اپنی تمام لیاقت اس امر کی تحقیق مین صرف کرتا ہے کہ کونسا واقعہ تاریخی لحاظ سے درست ہے اور ان وجوہات کو جانچتا ہے جن سے بعض غلط واقعات مشہور ہو جاتے ہین۔

اس قسم کی تاریخ کا مصالح زیادہ تر پہلی قسم کی تاریخ ہوتی ہے جس قوم مین ہر فلکلٹ ہسٹری موجود ہو وہی اسکے مہذب ہونیکی کافی دلیل ہے

(۳) تیسری قسم کی تاریخ کا نام ہیگل نے فلسفۃ التاریخ رکھا ہے اس سلسلہ مین تاریخ کو ایک نوع کا فلسفہ سمجھکر اس سے نتایج استخراج

ہیگل جرمن کا ایک مشہور و معروف مورخ اور حکیم گزرا ہے جسنے ۱۸۱۸ء سے ۱۸۳۱ء تک برلن دار السلطنت پرشیا (جرمن) مین "تاریخ کے فلسفہ" پر لکچر دیئے ہین +

کیے جاتے ہین اور تمام واقعات کو ایک سلسلہ مین مسلسل کرکے اور انکو ایک سمجھکر اسباب اور نتایج سے بحث کیجاتی ہی اس دانشمند مورخ نے پھر ہر ایک سلسلہ کو مختلف شاخون مین تقسیم کیا ہے لیکن ہیگل کی رائے کو چھوڑکر یہان ہم یورپ اور ایشیا کے طریقہ تاریخ پر بحث کرنا چاہتے ہین۔

آجکل یوروپ مین جس طریقہ سے تاریخ لکھنے اور تاریخی واقعات کا کھوج لگانے اور پوشیدہ باتونکی تنقیح کرکے نہایت قرین قیاس اسباب بعض واقعات کے مقرر کرنے کا دستور ہی وہ بلاشبہ ہمارے ایشیائی تاریخ سے بہت برتر اور اعلی ہی حال کا مورخ جس مصالح اور ماخذ سے اپنی تاریخ کے مطالب کا استخراج کرتا ہے اور جس عالمانہ طریقہ سے اپنی تاریخ کا طرز تحریر مقرر کرتا ہی اور جو باتین عام آدمیون اور اچھی نظر سے دیکھنیوالون کو صاف اور بدیہی معلوم ہوتی ہین انمین عمیق نظر سے دیکھتا ہے اس سے علمی دنیا مین اسکی قوم کی ترقی لیاقت اور شائستگی کا صاف ثبوت پایا جاتا ہی۔ اس قسم کی تاریخ سے قوم کے خیالات مین تازگی اور جوش قائم رہتا ہی اور تاریخ کے وسیع میدان مین غور و خوض کرنیکے لیئے ہمیشہ ایک وسیع میدان کہلا رہتا ہے کتب خانون مین ہمیشہ اصلی اور علمی کتابونکی تعداد بڑہتی جاتی ہے

اور اس تاریخی الماری سے علم ادب یا لٹریچر کی ترقی کا اندازہ معلوم ہوتا رہتا ہے۔

پہلے زمانہ مین تاریخ لکھنے کا مصالح یہہ تھا کہ واقعات کو خود آنکھون سے دیکھکر یا اورون سے سنکر (جو اکثر حالتون مین غیر معتبر اور بیہودہ شہادت ہوتی تھی) قلمبند کرتے تھے۔ اسیکو اُس زمانہ کی محدود ترقی کے مانند مورخ کہتے تھے +

ٹھیک ٹھیک حال معلوم نہین ہی کہ تاریخ لکھنے کا رواج دنیا مین کس زمانہ مین شروع ہوا ہے لیکن یہہ خیال کرتے ہین کہ چین سب سے پہلا ملک اور چینی سب سے پہلی قوم ہے جنکو تمام جہان مین یہہ فخر حاصل ہی کہ انہون نے واقعات کے قلمبند کرنے کے فن کی تقریب کی ہے +

حضرت عیسٰی سے تین ہزار سال پیشتر سے شاہنشاہ چین کے حکم کے موافق ایک وزیر کا فرض تہا کہ جو واقعات تمام قلمرو مین واقع ہون انکو روزانہ قلمبند کرے اور ماہواری اور سالانہ رپورٹین تیار کرے + (۲)

---

(۲) چین دنیا مین سب سے زیادہ پرانی سلطنت سمجھی جاتی ہے اور جو حال اسکا پانچ ہزار سال پیشتر تہا جو اس زمانہ کی سرکاری تاریخون سے معلوم ہوتا ہی وہی انیسوین صدی کے آخر مین موجود ہے +

اسکے بعد سب سے زیادہ مشہور ملک مصر ہوا ہے جسنے قدیم زمانہ مین تہذیب مین بہت کچھ ترقی کی ہے لیکن ہمکو اسکی تاریخ کا کچھ نشان نہین ملتا اور غالبًا اس زمانہ مین کوئی مصری مورخ نہین گزرا - مگر موجودہ تحقیقات سے جنکا ذکر یوروپ کے طریقۂ تاریخ مین کرینگے اس زمانہ کا کچھ حال معلوم ہوا ہے -

ہندوستان کی شائستگی قریب قریب مصری کے ہمعصر پائی جاتی ہے بلکہ بعض مورخ اسکو مصر سے بھی زیادہ قدیم خیال کرتے ہین - ہندوستان مین بھی تاریخ لکھنے کا رواج نہین ہوا اور نہ واقعات کا کوئی معتبر رجسٹر مل سکتا ہے - خیالی راجاؤن اور مہاراجاؤن کی لمبی لمبی فہرستین موجود ہین مگر انکا اعتبار رامائن اور مہابھارت سے بھی کم کرنا چاہیئے - اسلیئے اس قدیم دنیا کو تاریخی لحاظ سے تاریکی مین سمجھنا چاہیئے +

ہندوستانی آرین قومونکو چھوڑکر اب ہمکو بنی اسرائیل کی سامی قومون پر نظر ڈالنی چاہیئے (جنکا زمانہ غالبًا حضرت عیسیٰ سے ایک ہزار سال اور آنحضرتؐ سے سترہ سو سال پہلے سے شروع ہوتا ہے) - مذہبی مورخونکے نزدیک یہودیون کی کتابین یعنی عہد عتیق دنیا کی سب سے زیادہ معتبر تاریخین ہین - لیکن بے لاگ اور سچی مورخون کے نزدیک انکے معتبر ہونے مین کلام ہے - اگرچہ

راقم کے نزدیک بائبل کا تمام حصہ کسی طرح پر تاریخی لحاظ سے صحیح نہین ہوسکتا لیکن اسمین بھی شک نہین ہوسکتا کہ انمین ایسے واقعات بھی بیان ہوئے ہین جنکا وقوع ضرور ہوا ہے +

اب اہل چین اور اہل مصر اور اہل ہند کی بت پرستانہ شائستگی اور بنی اسرائیل کی الہامی تہذیب کے بعد یونانی اور رومیونکی روشن اور اعلیٰ درجہ کی شائستگی شروع ہوئی جسمین حکمت و فلسفہ توحید اور بت پرستی عجیب طرح سے ملی ہوئی تھی۔ درحقیقت تاریخ جسکو تاریخ کہنا چاہیے یونانیون مین شروع ہوئی اور ان حکمانی جنکے دماغ حکمت اور فلسفہ سے روشن تھے آخرین آکر تاریخی واقعات کے لکھنے کا ارادہ کیا۔ نرانوفن۔ (جو ایک عملی حکیم اور بہادر جرنیل اور معتبر مورخ تھا لیکن سب سے بڑا فخر شاید یہ تھا کہ اسکو سقراط کے شاگرد رشید ہونیکی عزت حاصل تھی) سنے دس ہزار۔ یونانیونکی بازگشت کی تاریخ اس عمدگی اور اصلیت سے لکھی ہے کہ اسکو ہیگل کی پہلی قسم کی تاریخ کا نمونہ کہہ سکتے ہین رومیون نے بھی غیر الہامی شائستگی مین کچھ کم ترقی نہین کی بہ نسبت اہل یونان کی۔ لیکن اس زمانہ تک تاریخ نے عام علم ادب مین کوئی اصلی اور واقعی ترقی نہین کی۔ حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے اور چلے بھی گئے اور یورپ کے وحشی قومون نے سینٹ پال کی کوشش سے دین عیسوی قبول بھی کر لیا اور بہت سے مباحثہ کے بعد کئی سو برس گذرنے پر مسئلہ تثلیث جو فلسفہ افلاطون کا نتیجہ تھا مذہب عیسوی کے

اصول دین مین قرار پاگیا مگر روما کی سلطنت نے دین عیسوی کے ماتحتی مین کوئی بڑی ترقی نہین کی - تاریخین لکھی گئین مگر اسد رجہ سے گری ہوئی -

سلطنت ایران یعنے پارسیونکی سلطنت فنجور روما اور قسطنطنیہ کی سلطنت کے ہم پلہ اور ہمعصر تھی معلوم نہین تاریخ لکھنے کے لئے قلم اوٹھایا یا نہین کیونکہ سکندر کے حملہ نے تمام تحریرات مذہبی اور تاریخی کو برباد کردیا اور یونانیونکی عداوت سے اونکا قدیمی حال معلوم نہین ہوسکتا -

لیکن اب دنیا کی تاریخ مین ایک انقلاب عظیم ہونیوالا تھا اور قاعدہ کے موافق جس طرح صبح صادق کی روشنی سے پہلے تھوڑی دیر سیاہی نمودار ہوتی ہے اسیطرح نبی اسلام کی بعثت سے پہلے دنیا مین ہر قسم کا ظلم - تاریکی - جہالت - عصیان - طغیانی - اور بداخلاقی جہان مین چھائی تھی - جو لوگ - تاریخ کو غور سے پڑھتے ہین انکو یہ عقدہ حل ہوسکتا ہے کہ تاریخ کا اور دنیا کا زمانہ حال کب سے شروع ہوتا ہے -

مختلف لحاظ سے مختلف زمانونکو زمانہ حال کہہ سکتے ہین - طوفان نوح کے بعد کے زمانہ کو زمانہ حال اس حیثیت سے کہہ سکتے ہین کہ اسمین تمام طبقات ارض پر کوئی ناگہانی آفت نہین آئی - یوروپ کے مورخ کالون - اور لیوتھس - کی اصلاح مذہب سے زمانہ حال لیتے ہین کیونکہ اس زمانہ سے پوپ کے اختیارات سلب ہوکر تہذیب کا زمانہ

شروع ہوا ہی۔ لیکن مصنف کے نزدیک ۱۴۵۳ء سے صدیون پہلے
یورپ کا بہت کم اثر یوروپ کی قومون پر رہا تہا۔
اسلئے تہذیب شایستگی اور کامل و حدانیت کی تعلیم کیلئے آنحضرت (علیہ
وعلیٰ آلہ السلام) کے بعثت سے زمانہ حال سمجھنا چاہیئے۔ یہ امر
مذہب کی تاریخ مین مفصل بیان ہونا چاہیئے۔

الغرض یہہ بات تو تسلم ہی کہ اول اہل عرب نے یونانیون کے
مردہ اور محدود علوم کو زندہ اور وسیع کیا۔ ہمکو تو یہان صرف تاریخ سے
بحث ہی اور یہ بات مشہور ہی کہ دنیا کی قومون مین تاریخ کا سب سے زیادہ
شوق عرب کو ہوا ہی۔ وہ جہان کے ہر گوشہ مین جس جگہہ اپنی فتوحات کو
پہیلاتے تہے اس شوق کو بھی ہمیشہ اپنے ساتہہ لیجاتے تہے جس حد تک
اونہون نے تاریخ مین ترقی کی ہی اسکا بیان آگے کرتے ہین۔

اس بات کو تسلیم کرکے کہ زمانہ حال کی تاریخ کی ترقی کے مقابلہ
مین مشائخ عرب کی تمام مورخون کو مورخ کے لقب سے ملقب نہین کرسکتے
لیکن اس زمانہ کے لحاظ سے انہون نے اعلی درجہ تک ترقی کی ہی۔

اہل عرب مین تاریخ کا ایک شعب (جو انسے پہلے دنیا مین کسی قوم
مین نہین ہوئی اور نہ اوسکے بعد قومون مین پایا جاتا ہی) روایت کا
سلسلہ تہا۔
یعنے جب کبہی وہ کوئی تاریخی واقعہ قلمبند کرنا چاہتے تہے تو اسکے ساتہہ

اپنی اطمینان اور آئندہ نسلون کے اعتبار کے لیے بیان کرنے والیکا نام بھی لکھدیتے تھے اور صرف بیان کرنیوالے ہی کی نام پر اکتفا نہین کرتے تھے بلکہ یہ بھی کہ اس بیان کرنے والے نے (جسکو انکی اصطلاح مین راوی کہتے تھے) کس سے سنا ہو اور اس سلسلۂ استفسار کو یہانتک پہنچاتے تھے کہ کسی ایسے معتبر اور مقدس نام تک منتہی ہو جس کے کلام مین کسیکو جائے کلام نرہے۔

اس طریقہ استفسار مین ہی مولف یا مصنف اس کلام کو اسیقدر وقعت دیتا تھا جسقدر راوی کی راست بیانی اور دیانت داری پر اعتبار ہو سکے +

یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ یہ طریقہ علم حدیث (۳) ہی مین محدود تھا۔ نہین بلکہ اسکو معمولی تاریخ مین بھی کام مین لاتے تھے +

پھر انہون نے اس تاریخی تنقیح کیلئے ایک اور علم ایجاد کیا جسکو وہ "رجال اور اسانید" کہتے تھے۔ اسمین ہر ایک راوی کی شخصی خصلت اور ذاتی تقدس پر اسکی اطلاع یا روائت کا اعتبار ہوتا تھا +

ابتک غیر قومون نے دوسری قومون کی تاریخ مین دخل نہ دیا تھا مگر عرب نے نہ صرف اپنی تاریخ لکھنے پر بلکہ یوروپ۔ ایشیا۔ افریقہ۔ تری اور خشکی جہان جہان انکی رسائی ممکن تھی اسپر تاریخ لکھنے کے لیے قلم اٹھایا تھا جس قوم کو انہون نے فتح اور جس کو فتح نہین کیا جس کسیکا جو حال معلوم

(۳) راقم مضمون کے نزدیک علم حدیث بھی ایک قسم کی تاریخ ہے +

ہوتا تھا حوالۂ قلم کرتے تھے۔

اول وہ جس قوم کی تاریخ لکھنی چاہتے تھے اسکی زبان کو بہت احتیاط سے سیکھتے تھے اور وہان کی باشندون کی طرز معاشرت۔ رسوم و آداب زندگی کا مطالعہ کرتے۔ ان کے علما اور پروہتون سے دریافت کرکے انکے مذہبی اصول معلوم کرتے تھے۔ شاعرون کے کلام سے۔ افسانہ کی کتابون سے۔ بوڑھے بوڑھے آدمیون سے پرانی پرانی عمارتون سے اس قوم کا حال معلوم کرتے تھے۔ شہرستانی صاحب ملل و النحل اور حکیم ابو ریحان البیرونی کی تاریخ الہند اسی طریقہ سے لکھی گئی ہین۔ بیرونی لکھتا ہے کہ مین ہندوستان کے راجاؤنکی ایک فہرست کا ذکر سنکر غزنی سے قنوج تک آیا مگر ناکام گیا۔

اعلیٰ درجہ کی تاریخون مین بادشاہونکے زمانہ سلطنت۔ خانہ جنگون۔ بغاوتون کے علاوہ تاریخی اشخاص کی خصلت پر نکتہ چینی۔ طرز معاشرت۔ قوم کے علم و فضل کا حال۔ باغات عمارات شائستگی و تہذیب و علم ادب کی ترقی کا بیان مل سکتا ہے۔ علامہ ذہبی کی تاریخ۔ المقری کی تاریخ اندلس ابن خلدون کی تاریخ اور اسکا مقدمہ دیکھنے والا ان واقعات کی تصدیق کرسکتا ہے۔

اہل عرب مین روزنامچے یا تزک۔ سفرنامے۔ جغرافیے بھی۔ بکثرت ملسکتے ہین اور یہ بھی علم تاریخ کی شاخین ہین۔ تیمور اور بابر کے تزک (۴) شریف ادریسی۔ ناصر خسرو۔ ابن بطوطا کے سفرنامے۔ ابو الفدا اور ادریسی کے

(۴) مسلمان ہونیکی حیثیت سے مصنف نے انکو عربون مین شمار کیا ہے۔

جغرافیے دیکھنے والا معلوم کرسکتا ہے کہ ہمارے بزرگون نے کہان تک ترقی کی ہے۔

اہل عرب کی تصنیفات کو بر انصاف سے دیکھنے کے لیئے اسبات کا بیان کرنا بہی ضرور ہے کہ مورخ کو خیال رکہنا چاہیئے کہ کسقدر کتابین لاکہون اہنار لگا لگا کر اسپین کے وحشی عیسائیون نے جلا ڈالین۔ کتنی لاکہہ کتابین جنکی شائد دوسری نقل بہی کبہی نہ ہوئی ہوگی۔ خانہ جنگیون۔ خونریزیون۔ انقلابات سلطنت اور سیل تاتار نے برباد کین۔ ہندوستان کے مرہٹون۔ سکہون۔ جاٹون۔ اور پٹہانون کے اٹہارہوین صدی کی فساد اور لوٹ مار نے ہمارے لٹریچر کو کسقدر نقصان پہنچایا ہے کسقدر تاریخین جاہل مسلمون کی جہالت اور چہاپہ خانہ کے نہونے کے سبب سے تلف ہوئین۔ کیڑے کہا گئے اور غرق ہوگئین۔

اہل عرب نے تاریخ اور اوسکے مددگار علوم مین جو کارنامے کئے ہین انکا بیان چہوڑکر اب یوروپ مین اس علم کی ترقی کیطرف متوجہ ہوتے ہین اٹہارہوین صدی عیسوی کے شروع یعنی اورنگ زیب کی وفات سے یوروپ مین وہ ترقی ظاہر ہونے لگی جسنے اسکو ایشیا سے برتر اور اعلیٰ درجہ پر قائم کیا ہے اور تقریباً اسی زمانہ سے تاریخ بہی عمدہ طریقہ سے لکہنی شروع ہوئی ✣

مین اس مقام پر انگلستان ہی کے مورخون کو ذکر کرونگا کیونکہ انہین سے

مجھکو زیادہ واقفیت ہے ٭

حال کی تاریخی طرز کا بانی مشہور و معروف مورخ گبن (اڈورڈ) تھا - اٹھارویں صدی کے ربع چہارم مین اسنے شہرت پائی ہے اور اسی اپنی تاریخ لکھنی شروع بھی نہین کی تھی کہ مشہور ہو گیا تھا کہ گبن مسلمان ہو گیا ہے (۵) اسنے ۱۲ جلدون مین سلطنت روما کے تنزل و زوال کی تاریخ لکھی - یورپ کا کوئی شائستہ ملک نہا جسمین اس تاریخ کا فوراً ترجمہ نہوا ہو - گبن پہلا مورخ تھا جسنے مسلمانون کے ساتھ انصاف کیا ہے یہی بہادر شخص تھا جسنے ۹ - ۱۲ جلدون مین مسلمانون اور عیسایون کا مقابلہ کیا ہے -

گبن کے بعد یورپ کے اکثر مورخون نے یہی طرز اختیار کر لی اور گبن ہی کے طریقہ تحقیق و تدقیق کو پسند کیا - راقم کے نزدیک اگر ہندوستان کے مسلمان تاریخ کے فن مین کچھ کرنا چاہتے ہین تو انکو گبن ہی کا آسان عمدہ اور صاف راستہ اختیار کرنا چاہیئے گبن کے بعد سے فی الحقیقت انگلستان مین اصلی اور عمدہ مورخ پیدا ہونیلگے - ہالم - ہیلم - میکالے - اور کارلائل سب کے سرتاج ہین -

لارڈ میکالے جس کی وفات کو تیس برس بھی نہین گزرے انگلستان کے مشہور نثارون اور مورخون مین گزرا ہے - اسکے - مالیو سب سے زیادہ مشہور اور مفید ہین لیکن انمین وہ غریب مصنفون کی بہت ہنسی

(۵) بوسول کی "لائف آف جانسن" اور لارڈ میکالے کا مالیو ملاحظہ ہو -

اڑا ہی اور اسی طرز سے اسنے انگلستان کی تاریخ لکھنی شروع کی جو ۶ جلدون
مین ناتمام رہی - اس زبردست اور ہردل عزیز مصنف کا بڑا عیب یہ تہا کہ وہ
اپنی پارٹی (جماعت) یعنی لبرل کے سوا سب بادشاہون - وزیرون -
اور مصنفون کا ذکر نہایت حقارت اور تمسخر سے کرتا ہے اور عبارت کے
زور مین اکثر واقعات کی پروا نہین کرتا -

مکالی کا ہمعصر ایک اور بڑا حکیم اور مورخ ہوا ہے جسکی وفات کو
آٹھ سال ہوئے ہونگے -

یہ کارلائل ہے - اسکا طریقہ تحریر اور فلسفہ جرمن والون سے ماخوذ تہا مگر تاریخ
لکھنے مین اسنے عجیب وغریب طرز ایجاد کیا ہے جو نہ گبن سے مشابہ ہے
نہ مکالیے کے مانند ہی - اس تحریر مین صرف ونحو کے قواعد کی بالکل پروا نہین
کرتا - اسکی سب سے اعلیٰ تصنیف فریڈرک شاہنشاہ پرشیا کی لائف
ہے جسکو مکالیے نے بھی لکھا ہے -

کارلائل کی تاریخ کا ڈہنگ چونکہ ہندوستان کے باشندون کی طبایع
کے بالکل مختلف ہی اسلیئے اسکا بیان چہوڑکر اب مین یہ بیان کرتا ہون
کہ یورپین مورخ تاریخ کو کسطرح پر لکھتے ہین اور ہمارے مصنف اسکو کہانتک
استعمال کرسکتے ہین -

ہم اوپر بیان کرآئے ہین کہ اہل عرب تاریخ کو کسطرح سے لکھتے تہے
اب دیکھنا چاہیئے کہ اہل یوروپ نے اسکو کسقدر وسعت دی ہی -

یوروپ کا مورخ جب تاریخ لکھنے بیٹھتا ہے تو وہ اسکے لیے کن چیزون سے کام لیتا ہے؟

سب سے زیادہ قدیم تاریخین اور واقعات کی فہرستین ہین (۶) جو ہمعصر مورخون نے کسی خاص زمانہ کی تاریخ کی بابت لکھی ہین - ان ہمعصر تاریخونکا آپسمین مقابلہ کیا جاتا ہے اور ان کے مصنفونکی لائف پر غور کرکے یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ آیا بعض اسباب سے اسکو واقعات غلط معلوم ہوئے ہین یا کسی خاص پولٹکل یا مذہبی فرقہ مین ہونیسے مصنف نے اپنی رائے بے لاگ ظاہر کی ہے یا نہین - پھر مختلف تاریخونکا مقابلہ کرنیسے سب سے زیادہ قرین قیاس اور غالب رائے قائم کی جاتی ہے - نہ صرف تاریخونکو بلکہ اس زمانہ کے سرکاری دفتر اور رجسٹر و سرکاری خط و کتابت کو - صوبجاتی رپورٹون کو - دربار کے اعلان اور احکامات کو - عدالت کے فیصلون اور مذہبی مناظرون کو اگر اوس زمانہ مین کسی نے اپنا روزنامچہ لکھا ہو تو اسکو تلاش کرتے ہین اور غور و خوض سے نتیجے نکالتے ہین -

کسی خاص زمانہ - آدمی - قوم یا شہر کے تاریخ لکھنے کے لیے پرائویٹ خطونکو تلاش کرتے ہین مقامات جنگ کے ملاحظہ کے لیے خود مورخ اس جگہ جاکر ہر لڑائی کی ٹھیک جگہ متعین کرتا ہے - اور نقشہ کھینچکر اپنے پاس

(۶) جو تاریخین کہ سنونکے موافق لکھی جاتی ہین مثلاً سنہ اول جلوسی مین یہ واقعات ہوئے جیسے تاریخ الفی ناسخ التواریخ تاریخ خافی خان انکو مصنف فہرستین کہتا ہے برخلاف تاریخ فرشتہ اور ابن خلدون کے *

رکھتا ہے۔ قوم کی تہذیب طرز معاشرت اور اخلاقی حالت کا صحیح صحیح اندازہ کرنیکے لیئے اس زمانیکی تصانیف علمی۔ قصہ کہانی اور افسانہ کی کتابون ڈراما ناول۔ لیکچر۔ تقریرین۔ سیاحون کے سفرنامے نظر سے نکال تے ہین۔ لیکن جن قومون کے حالات ان تمام وسائل سے بہی معلوم نہوسکین اور امتداد زمانہ سے انکے حالات بالکل تاریکی مین ہون تو انکا اس قوم کی زبان۔ رنگ خط و خال۔ عادات و اطوار و مذہبی افسانون کا مقابلہ اور قومون سے کرکے اور کوئی مشابہت دریافت کرکے کہوج لگاتے ہین۔ موجودہ عمارتون کو دیکہکر انکی عمارت کی شہادت سے انکی بانیون کی تہذیب انتظام سلطنت۔ اور عظمت کا قیاس کرتے ہین۔

جو طریقے کہ ہمنے تاریخ لکہنے اور واقعات کو استنباط کرنے کے بیان کیے ہین انہین یا ویسی ہے وسائل سے لائف لکہتے ہین کیونکہ تاریخ کسی خاص قوم یا ملک یا عرض کی سوانح عمری ہوتی ہے لائف کسی خاص شخص کی سوانح عمری کا نام ہے۔

انیسوین صدی مین تاریخ نے اسقدر ترقی کی ہے کہ اب ان چیزون کی تاریخ بہی لکہی گئی ہے جو صرف ذہنی اور خیالی ہین اور جسکو ہم مجسم کرکے نہین دکہا سکتے یعنے جو عرض ہین۔ فی الحقیقت یہ تاریخ اور یہی تاریخ اس تمام پہلی تاریخ کا لب لباب اور خلاصہ ہے اور یہی آخر الذکر تاریخ ان تمام بیشمار تاریخون کا جو پہلی لکہی گئی ہین نتیجہ۔ گویا تمام

دنیا نے اب سے پہلے یہ بیشمار تاریخین اسی غرض سے لکھی تہین کہ وہ اس نئی قسم کی تاریخ کا انیسوین صدی مین مصالح ہین۔

یہہ تاریخین جیسے تہذیب کی تاریخ - علم ادب کی تاریخ - شاعری کی تاریخ - فلسفہ اور حکمت کی تاریخ - یوروپ کی دماغی اور عقلی ترقی کی تاریخ پکار پکار کر کہتی ہین کہ اب پرانی تاریخ اور نئی تاریخ مین وہی فرق پیدا ہونیوالا ہے - جیسا کہ چھکڑے اور ریل گاڑیمین - جیسا کہ حال کے جنگی جہاز اور جہنا کی بادی کشتیون مین - جیسا کہ قدیمی تلوار اور حال کے آلات حرب مین جیسا کہ قدیم بت پرستی اور تثلیث اور توحید مین -

اب مین گویا اس مضمون یعنی النظر فی التاریخ کے دیباچہ کو لکھہ چکا ہون اور اصل مضمون کو جسکا اشارہ مین اسی مضمون مین کرونگا مین یا کوئی زیادہ لایق آدمی امید ہے کہ اسی زمانہ مین پورا کریگا لیکن اس مضمون کو بتانیکے پہلے مین قوم کے خیر خواہون کی خدمت مین اس رسالہ حسن کے ذریعہ سے ایک عرض کرتا ہون اور اس امر کی جانب متوجہ کرنا چاہتا ہون کہ جس قسم کی زندہ اور عملی تاریخ کا مینے ذکر کیا ہے اس سے ہماری زبان اور قوم کو کسقدر فائدہ ہو سکتا ہے -

اسمین شک نہین ہے کہ ہماری (ہندوستانیونکی عموماً اور مسلمانونکی خصوصاً) قومی زبان اردو ہی ہے اور ملک کی زبان ہونیکی جو کچھہ طاقت اس زبان مین موجود ہے وہ ہندوستان کی کسی اور زبان مین

ہنین لیکن اس زبان مین اس قسم کی کتابین نہین ہین جنسے اس قسم کے
خیالات کی تقریب ہوتی ہے جو یورپین لٹریچر کے پڑہنیوالے پر کہل
جاتے ہین اسلیئے قومی خیر خواہونکا سب سے اعلیٰ اور انتہائی فرض ہے
کہ جہان تک ہوسکے آئندہ نسلون کے لیئے ایک آسان اور عمدہ راستہ صاف
کرین اور جو لوگ انگلش لٹریچر سے فیضیاب نہین ہوسکتے انکے واسطے
اپنے لٹریچر کے درجہ کو اعلیٰ درجہ پر پہنچائین لیکن اب دیکھنا چاہیئے کہ
ہمکو کس قسم کے لٹریچر کی ضرورت ہے اور کس قسم کا لٹریچر موجود ہے
جو لٹریچر موجود ہے وہ نظم ہے جو تمام دنیا کے بدترین لٹریچر مین سے
ہے اور جس سے قوم کی مردانہ اور آزاد خصلت بنانیکی نسبت قوم کو دیوانہ
بنانیکی زیادہ امید رکہنی چاہیئے۔ اگر ہمارے اردو لٹریچر کی تمام کتابین
جمع کیجائین تو انمین سے (۵۰) فیصدی یہی ناشدنی نظم ہوگی!
ان سے کیا فائدہ ہے اور اون کے معدوم ہونیسے کیا نقصان ہے
شائد اسکا جواب مدوجزر اسلام کے اس شعر سے بہتر نہو سکے کہ ؎

"چھوکر جائین ہجرت جو شاعر ہمارے ✤ کہین ملک خس کم جہان پاک سارے"

اب پہلے سوال پر غور کرنا چاہیئے کہ اگر موجودہ لٹریچر کافی نہین ہے تو
کس قسم کی کتابون کی ضرورت ہے۔ اسمین شک نہین کہ ضرورت ہے
لٹریچر سے مراد ریاضی۔ فلسفہ۔ طب۔ سائنس اور ہیئت نہین ہے
اور نہ یہان اس سے بحث ہے بلکہ علم ادب ہے۔ مین بغیر

دلائل بیان کئے اپنی ناچیز رائے ظاہر کرتا ہون کہ ہم کو نہ ڈراما کی ضرورت نہ ناول کی۔ قصے اور افسانے ہمکو بدنام کرنیکے لئے پہلے ہی سے موجود ہین۔ اسلئے اگر ضرورت ہے تو زبان مین زور صفائی اور روانی پیدا کرنے کے لئے ہسٹری۔ اور بایوگرافی (تاریخ و تذکرہ) کی ضرورت ہے یہ ایک ایسا دعوے ہے کہ اسکی دلیل خود دعوی مین موجود ہے اسلئے اس امر کو فرض کرکے کہ قوم نے لائق اور نصیحت دینے والے آدمیون کی سوانح عمری اور اثر ڈالنے والی خیالات کو پاک کرنیوالی۔ دلیرانہ خصلت پیدا کرنیوالی تاریخ (جسمین حقیقتاً لائف بھی شامل ہے) کی ضرورت کو تسلیم کرلیا ہے۔ مین اپنے مضمون کا مقصد پیش کرتا ہون۔

تمام دنیا کی مختلف اور اصلی تاریخین دیکھنے سے انسان کے دل پر جو اثر پیدا ہوتا ہے اسیکو تاریخ کا نتیجہ کہنا چاہیئے اسلئے جب تمام قومون ملکون باشندون کی مجموعی ترقی اور تنزل دیکھتے ہین۔ شخصی اور جمہوری نزاعین۔ بادشاہونکی آپسمین لڑائیان خانہ جنگیان۔ خون ریزیان۔ بغاوتین مشاہدہ کرتے ہین اور یکسان اسباب سے یکسان نتایج کے پیدا ہونے پر غور کیا جاتا ہے۔ قومونکے ملکی۔ مذہبی۔ مدنی۔ اور اخلاقی۔ انقلابات پر نظر کرتے ہین۔ کبھی اسی فرانسیسی قوم کو اپنے بادشاہ اور ملکہ کو گنڈاسے سے اڑاتے

ہوے اور کبھی اسی فرانسیسی قوم کو ایک سپاہی نپولین کی شخصی حکومت مین قومونکو کچلنے کیلئے ہتیار تیز کرتے ہوئے دیکھتے ہین نمرود اور ابراہیمؑ کے مناظرے - رومن کیتھلک اور پراٹسٹنٹ کی خونریزیان - لبرل اور کنسرویٹیو کے فسادات سب کے سب مین ایک ایسی مشابہت پائی جاتی ہے کہ یہ خیال خود بخود دلمین پیدا ہوتا ہے کہ تاریخ کیا ہے اور اسکا کیا مقصد ہے +

مصنف کے نزدیک تمام دنیا کی تاریخ اور انقلابات کی اصل دو لفظونکے مفہوم ہین - تمام فسادات کسی نہ کسی طرح انہین دو لفظون کے اسباب تھے اور ہر تاریخی واقعہ انہین لفظونکا نتیجہ ہے وہ لفظ کیا ہین (۱) مذہب اور (۲) آزادی -

واعظون کے وعظ - حکما کے خیالات - سائیس والونکی تحقیقات مدبران سلطنت کی رائین - بادشاہون کے حملے - تاجرون اور مصنفون کی کوششین یا تو آزادی - اور مذہب کی تائید کے لیئے ہین یا انکی مخالفت کے لیئے - اگر یہ نہین تو وہ کچھ نہین ہین -

انسان کو مذہب سے کیا تعلق ہے - مذہب انسان کے دل کو مقناطیس کے کشش کے مانند کھینچتا ہے - فطرت انسانی لوہا ہے اور مذہب کشش مقناطیسی ہے -

مادہ کے لیئے جس طرح پر کشش ثقل ضروری ہے ایسا ہی انسان کے

لئے آزادی ہے اگر کشش ثقل کو مادہ سے نکال سکتے ہین تو آزادی کو انسان سے جدا کر سکتے ہین اسلیئے آزادی انسانی مرضی کے لیئے وہی شے ہے جو ثقل مادہ کے لیئے ہے۔

فریمین کا قول ہے کہ مذہب کا صحیح خیال اول بنی سام (یعنے عرب و یہود) مین پیدا ہوا اور آزادی کو آریین قومون نے ٹھیک سمجھا لیکن ہم اس خیال کو تسلیم نہین کرینگے کہ مذہب (توحید باری) کسی خاص نسل مین اور آزادی کسی خاص قوم مین محدود ہوئے ہین جو اصول ہمنے مقرر کئے ہین انکے موافق مذہب آزادی ہر فرد انسان کی روح اور مرضی کے لیئے لابدی ہین۔ اسلیئے بعض مقامی اسباب ہین جیسے قوم کی خاص صفات ملک کی حالت آب و ہوا۔ امید و خوف اور دیگر بیرونی اثر جنسے مذہب اور آزادی معدوم نہین ہوئے بلکہ انکی شکل بدلگئی ہے۔

[اگر مذہب اور آزادی کی تاریخ لکھی جائے تو انیسوین (۱۹) صدی کی دماغی ترقی مین بہت بڑی مدد ملیگی۔]

غلام الثقلین

روزنامچہ سفر کوہ نیلگریے

دیباچہ

میری طبیعت کچھ عرصہ سے بیمار تھی بفضلہ ڈاکٹر لاری کے معالجہ سے صحت تو ہوگئی مگر ضعف باقی تھا اس اثنا مین موسم گرمانے اور زیادہ طبیعت کو مضمحل کر دیا آخر کار ڈاکٹر لاری کے صلاح اور مشورہ کے بعد مین نے مناسب خیال کیا کہ باقی موسم تابستان کو نیلگری کے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا مین گذارون چنانچہ مین نو(۹) مین رمضان ۱۳۰۶ھ ہجری کو روانہ ہوا اور ۱۳ شوال ۱۳۰۶ھ کو واپس آیا۔

چونکہ زمانہ حال مین اکثر ہمارے ملک کے نوجوان تعلیم یافتہ امرا اور افسر ایام گرما نیلگری اور ہبلی شور وغیرہ مقامات مین بسر کرتے ہین نیز ہر سال نیلگری اور میسور بنگلور سرنگپٹن کے سفر مین بہت سے ایسے چیزین بھی دیکھی گئی ہین جنکے اس ملک مین جاری کرنے سے اہل ملک کو فائدہ ہوگا لہذا مین نے اپنے سفر کا روزنامچہ نفع عام کے غرض سے رسالہ حسن مین چھاپ دیا اور ان واقعات اور معاملات کو بھی درج کر دیا جو تاریخی عجائبات یا سود مند ہین والسلام

۹ ماہ رمضان المبارک ۱۳۰۶ھ آیوم جمعہ

مین شب کے دس بجے حیدرآباد کے اسٹیشن پر پہونچا پلیٹ فارم پر نواب محبوب یار جنگ بہادر نواب عماد نواز جنگ بہادر مولوی عبدالکریم صاحب ناظم ٹپہ خانہ راجہ سرینواس راؤ مولوی علی حسن صاحب مولوی اقبال علی صاحب مسٹر رگھوناتھ پرشاد میر لیاقت علی خان وغیرہ بہت سے معززافسران سرکار موجود تھے قریب ساڑھے گیارہ کے ہماری ریل روانہ ہوئی اس ریل کی روانگی مین کسی قدر توقف کی وجہ یہ تھی کہ حضور پرنور کے محلات معلی سے چند حرم محترم ورنگل سٹرین پر رونق بخش بلدہ ہوے تھے باغ عامہ مین اونکے اوترنیکے لیئے دس منٹ تک ریل کو توقف کرنا پڑا جس سیلون مین مین سوار تھا اوس رزرو سیلون کو خود مین نے تیار کروایا تہا اس مین ہر قسم کے آرام کی چیزین موجود ہین میرے ہمراہی مین میر یوسف علی صاحب حکیم اور مولوی غلام رسول صاحب اور میر کاظم علی صاحب اور چند خدمت گار تھے مگر ہمراہیون کے واسطے علیحدہ رزرو فرسٹ کلاس موجود تھی شب آرام سے کٹی صبح کے سات بجے واڑی جنکشن پر پہونچے یہان مولوی عبدالقادر صاحب مددگار صوبہ دار جنوبی موجود تھے - چھوٹی حاضری ہوئی کشن راو نائب جاگیرات چھوٹے بیگم صاحبہ بھی یہان تک ہمراہ رہے - نو بجے مدراس سیل واڑی پونچے ہمارا سیلون نظام اسٹیٹ ریلوے سے کہول کے مدراس میل کے قطار مین لگا دیا گیا ریل روانہ ہوی اور (۱۱) بجے

دریاے کرشنا پر پہونچی جسپر ایک مستحکم پل بنا ہوا ہے اور یہ پل آدھا جی آئی پی ریلوے کے علاقہ مین اور آدھا مدراس ریلوے کے علاقہ مین ہے چنانچہ پل نصف سرخ اور نصف سفید رنگ کا علامت کے لیئے رکھا گیا ہے دونون علاقون کی تمیز ہوجاتی ہے۔

یہہ دریا نہایت گہرا ہے اور اسوقت حالانکہ مین موسم تابستان ہے لیکن اوس مین پانی کا سیلاب موجود ہے۔ مگر ہنوز اس دریا سے ہمارے سرکار کو کوی نفع نہین پہونچتا اور نہ سرکار نے اس طرف توجہہ کی ہے میری دانست مین کالا چبوترہ اور بعض دوسرے ایسے مقامات ہین جہان آسانی سے کم خرچ مین بند باندھہ سکتے ہین جس سے آب پاشی بخوبی ہوگی اور نفع کثیر سرکار کو ملیگا۔ مجھے کوئی چار پانچ سال کے بعد ادھر آنیکا اتفاق ہوا ہے حال مین بسبب قیام فوج کنٹنجنٹ۔ جو رایچور سے تین میل کے فاصلہ پر ہے ایک اسٹیشن بنا ہے جسکا نام کنٹونمنٹ اسٹیشن رکھا گیا ہے اس اسٹیشن سے گذر کر ساڑھے گیارہ بجے ہم رایچور پہونچے۔ رایچور پہنچتے ہی پولس نے سلامی دی اور غلام امراللہ شاہ صاحب اول تعلقدار اور شمشو میان صاحب مہتمم کوتوالی اور عبدالعلی صاحب منصرم سیوم تعلقدار اور امین رایچور وغیرہ اسٹیشن پر موجود تھے۔

برکفایت تیار تھا اور تعلقدار صاحب نے بھی اپنے باورچیخانہ سے باذائقہ طعام بینیر چنوادیا بعد اکل و شرب ایک بجے۔ سب سے مین رخصت ہوا

اور ہماری ریل چلی - راستہ مین دو اسٹیشن کے بعد دریاے تنگ بھدرا (تنبدرا) ملا اس دریا کا بڑا پاٹ ہے اور اس سے اراضی قریب و جوار کو بہت بڑا فائدہ پہونچتا ہے ہمارے سرکار مین اسکے کئی نالے دیہات کی آبپاشی کرتے ہین موضع بحال تعلقہ یرگرہ ضلع رایچور اسکے کنارہ پر نہایت شاداب نظر آیا اس دریا کا پل بھی خوب مستحکم ہے - اسکے بعد راہ مین قلعہ اودھونی نظر پڑا جو دور سے بہت مضبوط دیکھائی دیتا ہے لیکن ویران ہے اسٹیشن پر بہت سی شطرنجیان طرح طرح کے رنگین اوسی ہی قصبہ کے بُنے ہوے دست فروش لئے ہوئے بہت ارزان قیمت سے مسافرون کے ہاتھہ فروخت کر رہے تھے -

چار بجے دن کے گندکل جنکشن پر پہونچی اور یہان ہمراہیون نے چاے پیا گرمی نہایت شدت سے تھی اس جنکشن سے - بمبئی مدراس بلاری - نندیال کے ریلین جدا ہوتے ہین آدھہ گھنٹہ ہماری ریل یہان ٹھہری اس کے ایک دو اسٹیشن بعد پنار ندی ملتی ہے اگرچہ اسپر ایک قدیم پل موجود ہے جس پر اب ریل گذرتی ہے لیکن یہان ایک اور جدید پل تیار ہو رہا ہے بلکہ قریب ربع کے تیار ہی ہو چکا ہے جدید پل کا کام نہایت استوار ہے اور یہ پل سایہ دار بنایا گیا ہے - یہہ ندی بڑی چوڑی ہے مگر عمق مین اسقدر نہین ہے - اس سے اطراف واکناف کی دیہات کو پانی ملتا ہے +

قریب شام کے ایک اور ندی ملی جو تنگ بہدرا سی کم نہین ہے لیکن خشک تہی جسکا نام چٹرتی ہے۔

اسپر وہی اوسی قسم کا ایک جدید پل بن رہا ہے۔

دہم رمضان ۱۳۰۶ھ آیوم شنبہ

شام کے سات بجے تاڑپتری پہونچے اسکے دو اسٹیشن پہلے گتی کا قلعہ بھی دیکھا گیا یہہ قلعہ بہت بڑا ہے غالباً کسی زمانہ مین نہایت کارآمد ہوگا۔ اسی قلعہ مین مظفرخان نواب معزول کرنول قید تھے۔ تاڑپتری مین ڈنر ہوا کھانا نہایت خراب تھا پنورنگم جو ہم سے پہلے بطور ریزرنسل نیلگری کو جا چکے تھے یہان ہی برف کا بندوبست کر چکے تھے ورنہ نہایت تکلیف ہوتی۔

دس بجے شب کے کڑپہ پہونچے یہان چائے پی۔ ہمراہیان اپنی رزرو فرسٹ کلاس مین چلے گئے مین تین بجے رات کے سو گیا۔

ابھی ہم سونے ہی نہین پائے تھے کہ کارڈ نے جگا دیا مینے گھڑی دیکھی تو پورے ساڑھے چار بجے تھے اور اسٹیشن اڑکو نم نہا شب کی بدخوابی گرمی اور ریل کے ہرج سے کوئی تین بجے تو سوئے تھے اسوقت کا جاگنا بہت ہی برا معلوم ہوا اگرچہ اسٹیشن ماسٹر واڑی نے ہمسے کہا تھا کہ یہہ ڈبہ مٹا پالم تک نہین بدلیگا لیکن وہ غلط تھا اور ڈبہ بدلنا پڑا بہرحال اوترے یہہ اسٹیشن بہت بڑا ہے فسٹ کلاس جنٹلمین کے اوترنیکے لیئے بالاخانہ نہایت وسیع بنا ہوا ہے جسمین زنانے اور مردانے الگ بڈروم (خوابگاہ) ہین یہان

تین ساعت قیام کرنا پڑتا ہے اگرچہ مدراس سے میل ٹرین گیارہ بجے آتی ہے لیکن گوڈس ٹرین مین رزرو ڈفسٹ کلاس ڈبہ اور سیلون سلسل کرایا گیا یہان برک فاسٹ کیا یا کہانا اچہا تہا جب ہم راہی.... ہاتہہ موہنہ دہونیکے لیے بالاخانہ پر گئے ایک ہاف کاسٹ عورت جو یہان کی نگہبان تہی مزاحم ہوئے اور کہا کہ بیڈروم صرف یورپین کے واسطے ہین نیٹو اور نہین سکتے لیکن جب اسٹیشن ماسٹر نے سُنا تو معذرت کی - فی اسم آٹہہ آنہ چارج تین ساعت کے لیے کرایہ تہا آرام کی چاہے ہے اور ہوادار ہے - علاوہ کرایہ مقررہ کے پانچ روپیہ اور انعام دیا گیا پنور رنگم کے انتظام سے یہان برف ۸۰ پونڈ بنگلور سے آیا ہوا موجود تہا بعد برک فاسٹ کی ریل روانہ ہوی مدراس کے فسٹ کلاس ڈبے بہت خراب حالت مین ہین - مین نے وہان سے چند انگریزون کے زبانی سنا کہ وہ نظام ریلوے کے تعریف کرتے تہے - واقعی نظام ریلوے مین کیے درجہ اس سے زیادہ آرام ہے

راجپور سے گذرنے کے بعد اس مقام تک بالکل مرہٹہواڑی کے اضلاع کا نقشہ تہا زمین آب وہوا پیداوار سب اوسی قسم کی ہے - دو بجے جلارپیٹ پہونچے یہہ بڑا جنکشن ہے یہان خاص ہمارے حکم سے ٹفن تیار تہا کہانا اچہا تہا - پونے تین کو پھر روانہ ہوئے - یہان سے بالکل طریقہ زمین آب وہوا بدل گیا اس نواح کی سرزمین بعینہ ہمارے دہانگے تلنگانہ کے سی ہے - یہہ قطعہ نہایت شاداب ہے اور آب پاشی

یہان کثرت سے ہوتی ہے ندی نالے اور باولیون کے پانی سے باغات ہوتے ہین - تمام جنگل سبزہ زار بنا ہوا تہا ارکاٹ ویلور وغیرہ بڑے بڑے شہر راہ مین ملے اور نہایت آباد حالت مین پائے گئے -

یازدہم رمضان ۱۳۰۶ھ یوم یکشنبہ

میسور با فراط اسٹیشنون پر ملتا تہا ڈنر رات کے آٹھ بجے سیلم مین کہایا راہ مین بارش بہی ہوئی - سخت گرمی تہی - پسینہ مین شرابور ہو رہے تہے اب یہان ہم کو بنجر افتادہ اراضی نظر آئے واڑی سے سیلم تک کوئی سبزہ بہر زمین بہی نہین ملی یہان سیکڑون کوس زمین بنجر تہی - جلارپیٹ سے چڑہائی شروع ہوئی - گیارہ بجے کوئمتور پہونچی اسی ضلع مین نیلگری واقع ہے - اس اسٹیشن پر اعظم علیخان فرخ نگری سے ملاقات ہوئی کہ وہ بہی نیلگری حسب الطلب نواب وقار الامرا بہادر جا رہے تہے - رات بہی گرمی کی شدت تہی صبح ساڑے پانچ بجے متاپالم پونچے اب ریل کا سفر ختم ہوا سیلون بلدہ کو واپس کیا گیا -

نواب خورشید جاہ بہادر میل ٹرین مین آنیوالے تہے - متاپالم مین برک فسٹ کہایا دن کے آٹھ بجے چہ ٹانگہ کرایہ کے اول سے موجود تہے پونے نو بجے ہم سوار ہوئے اور نیلگری کے طرف چلے پانچ میل کے بعد چڑہائی شروع ہوئی - یہان قدرتی پہنس اور موز کے درخت کثرت سے جنگل مین بہرے تہے اور سپیاری ناریل لونگ وغیرہ کے باغات

بہت تھے۔

پہاڑ کی چڑہائی کنارہ کنارہ چکر سے نکالی گئی ہے ۲۲ میل چڑہائی ہے عجیب لطف کی جائے ہے کئی کوس تک کی زمین زیر نظر رہتی ہے چونکہ چڑہائی زیادہ ہے اسلیئے ٹپہ کے ہر یا بو تین کوس پہیہ بدلتے ہین۔ کو نور تک یا بو خراب ملتے ہین لیکن من بعد یا بو اچھے ملتے ہین پانی پہاڑون سے بکثرت جاری ہے میوہ جات کے درخت قدرتی طور پر جنگل اور پہاڑون مین لگے ہوئے ہین۔ نصف پہاڑ کے چڑہائی کے بعد سردی شروع ہوتی اور کو نور سے خوب سردی ہوتی ہے کو نور نیلگری مقام سے گیارہ میل ہے یہان ٹفن کہایا یہان کافی کثرت سے ہوتی ہے کو نور سے آگے سردی زاید ہے اس مین کافی ہنس اچھی ہوتی یہان ریڈ اور بلو گم کے درخت اور چاے بہی بہت ہوتی ہے ان کا راآمد چیزونکا مفصل ذکر آئندہ ہوگا کو نور سے مین پلنکن گاڑی مین روانہ ہوا جسمین ایک جوڑی جوتی ہوی تہی ڈہائی بجے ٹرن غوٹ کو پہونچے جو میرا خریدا ہوا بنگلہ ہے۔ بنگلہ سطح زمین سے آٹہہ ہزار ایکسو فٹ بلند ہے اور احاطہ کے اندر کا قلہ کوہ آٹہہ ہزار نوسو فٹ بلند ہے یہ پہلا ہی وقت ہے کہ مین نے اپنے تخریند بنگلہ کو دیکہا یہان سے حیدرآباد کو خط لکہا اور بعد حمام و تبدیل لباس کے ٹیلگرام روانہ ہوے۔

پانچ بجے گہی مین سوار ہوکر ہوا خوری کو پہلے تالاب پر گیا جسکا دور چہہ میل کا ہے

اور جہان کشیو نکا کلب ہے نواب وقار الامرا بہادر سے ملاقات ہوئی اونکے صاحبزادے اور افسر جنگ بہادر کے فرزند وغیرہ ہمراہ تھے چھ بجے تک وہان ٹہرا بعد بازار کے طرف سے ہوتے ہوئے شام کو مکان واپس آیا۔

(۱۲)

دوازدہم رمضان ۱۳۰۶ھ یوم دوشنبہ

صبح کو مین سبواری اسپ ہوا خوری کو گیارہ مین ڈاکٹر یوسف علی اور غلام رسول وغیرہ جو گورنمنٹ گارڈن دیکھنے گئے تھے ملے اور میرے ہمراہ اوکس اور ہیڈم پایل کی شاپ کو آئے۔

پچی واڑی مین نواب خورشید جاہ بہادر ملے جو گورنر صاحب کی ملاقات کو جا رہے تھے اور اوسی روز بعد ملاقات نواب وقار الامرا بہادر واپس مٹا پالم چلے گئے۔ دو بجے برک فاسٹ پر ہم نواب وقار الامرا بہادر کے مکان پر گئے وہ اسٹاک ہال پر اوترے ہین مکان بہت تنگ و چھوٹا ہے پانچ بجے سے پہلے ابر غلیظ آسمان پر آیا بجلی چمکی اور خوب بادل گرجے کسی قدر ترشح بھی ہوا۔ جب ابر ہٹ گیا پانچ بجے بعد ہم پولو گرونڈ کو گئے اقبال الدولہ بہادر ٹیم اور نیلگری ٹیم کا میچ (شرط) تھا۔ اقبال الدولہ ٹیم نے آٹھ گول بنایا اور نیلگری ٹیم بلنک رہا۔ سر چارلس ارنیسٹ اور لارڈ کو نیمارا بھی سبواری اسپ آئے تھے ساڑے چھ بجے بعد مکان واپس آئے +

(۱۳)
سیزدہم رمضان ۱۳۰۶ھ آیوم سہ شنبہ

آج مین اپنے خلاف معمول قریب بارہ بجے کے بیدار ہوا واقعی کل کی کسالت باقی تہی ایک بجے برک فاسٹ کہایا بعد کہانا کہانے کے برن فٹ (نام مکان) کی احاطہ کا چکر لگایا آج کسیقدر ترشح ہوا ملک اسی کا سلسلہ شب کے دس بجے تک رہا چار کے بعد سیر دہوا خوری کو گیا۔ چرن کراس ہوٹیل۔ سلک ہوٹیل کو بہی دیکہا۔ یہان چاپی گئی۔ آج گورنمنٹ ہوز سے جواب ملا کہ پنجشنبہ کے روز بارہ بجے گورنر صاحب ملاقات فرمائینگے۔ مین ساڑے چھ بجے ہوا خوری سے واپس آیا۔ آج سردی بہ نسبت دو یوم گذشتہ کے کسی قدر زاید تہی۔ اس مقام پر ہر سہ شنبہ کو بازار ہوتا ہے آج بازار کا دن تہا ہفتہ بہر کا سامان و ترکاری اوسی روز خریدلیجاتی ہے خاص پہاڑی اور جنگلی آدمی بہی آجکے روز خریدی اشیا یا محتاج کے واسطے آتے ہین رات کو اٹہہ بجے ڈنر کہایا۔ آج تین پہر کو یہان گہوڑ ڈور تہی۔ لیکن مین نہ جا سکا۔ چونکہ یہان ینگری مین بہت سے مفید اور نفع بخش چیزونکی کاشت اور ساخت ہوتی ہے اور ممکن ہے کہ ایسے چیزون کا رواج ہمارے ملک مین ہو اور اس سے اہل ملک کو فائدہ پہونچے لہذا میرا ارادہ ہے کہ ان تمام چیزونکی تکمیل تحقیق و تدقیق کرکے مشتہر کرون۔

چنانچہ اسوقت تک جو تحقیقات مین نے سنکرنا کی کی ہے شرح وار ذیل مین درج کرتا ہون ؛

سرکاری باغات سنکونا

نیلگری پہاڑ پر تین مقامون مین گورنمنٹ کی سنکونا اسٹیٹ ہین اٹکمنڈ۔ ندوا ٹم۔ اور پکارا۔ ہر اسٹیٹ کا اہتمام ایک سپرنٹنڈنٹ کے ذمہ ہی جو اپنے اپنے اسٹیٹ مین رہتا ہی۔ لیکن انتظامی کارروائی کل اسٹیٹون کے ایک شخص واحد کے زیر انتظام ہی جسکو ناظم باغات سنکونا و چراگاہ و مزروعات سرکاری کہتے ہین۔ اسکا مستقر اٹکمنڈ ہی اور گورنمنٹ کی صیغۂ مالگذاری کے ماتحت اور اوسی سے متعلق ہی۔ ہر اسٹیٹ مین ایک یا ایک سے زیادہ باغ ہی۔ ندوا ٹم مین۔ ڈنی سن۔ کل گریسٹن۔ اور فیپیک۔ باغ ہین پکارا مین وڈ۔ اور ہیکوک دوڈابٹا مین چھوٹے چھوٹے باغات ہین جو اوسی نام سے مشہور ہین۔

جس مقام پر دوڈابٹا واقع ہی وہ سرکاری باغ کے عقب مین ایک عمیق جگہ ہی جسکو مسٹر سیکے آئور متوفی اور ڈاکٹر کلگ ہارن نے پسند کیا تہا اور مسٹر کلینٹس مارکہم کی جو ہندوستان مین سنکونا کی کاشی مہانی ہین منظوری ہوی تہی۔ یہہ مقام سطح آب سے ۶۵۰۰ فٹ سے لیکر ۸۰۰۰ فٹ تک بلندی پر واقع ہی۔ موسم ۶۰ - ۷۰ درجہ پر رہتا ہی۔ ایام دسمبر۔ جنوری۔ اور فبروری مین اکثر سخت پالا پڑتا ہے اور جو درخت اراضی کی نشیب مین ہین انکو بہت نقصان پہونچتا ہی یہہ مقام بہت خوشنما ہی۔ سنکونا کی درخت جو مختلف حیثیتون سے پہاڑیون اور وادیون مین کئی قسم کی سبز لباس مین ملبوس لہراتی ہوے دکہلاتی ہین عجیب خوش کی سمان پیدا کرتی ہین اور یہہ حالت عموماً صبح کو وقت ہوتی ہی جبکہ آفتاب کی کرن پہوٹتی ہی یہہ سیر قابل دید ہی۔ دوڈابٹا مین تخمیناً ۶۴۳۹۸۰ درخت ہین جنمین غالب تعداد آفی سنالس قسم کی ہی +

باغ ندوٹم گودالپور گہاٹ پر ہی جس مقام کو مسٹر مارکہم نے پسند کیا تہا - اسکا نشیبی حصہ کوہ گودالپور اور وینیاد کے زیرین حصہ تک پہیلتا چلا گیا ہی - اسکا ارتفاع ۵ ہزار سی ۶ ہزار فٹ تک سطح آب سے ہی اور موسم کی ابتدائی و انتہائی درجہ ۴۵ اور ۸۰ ہی اوسط بارش ۱۰۵ انچہ ہی - اس اسٹیٹ کی درختون کی تعداد ۴۵۸۶۲۳ ہی جنمین خاص کر سکی سرسو اور میگنی فولیا قسم کے زیادہ ہین لیکن آسٹنالس کے درخت بہی بہت ہین اسکے سوا اور اقسام کے سنکونا بہی لگائے جا رہے ہین -

پیکارا نخلستان ڈوڈا اور ہوکر کی باغات دریائے پیکارا کے دونون جانب ہین دریائے پیکارا کا مشہور آبشار اسی اراضی مین واقع ہی یہہ دریا بہت تنگ ہوکر اس نخلستان کے درمیان سے بہا ہی اور دونون جانب سی آبشار دکہائی دیتا ہی - پہاڑون کی بلندی سطح آب سے پانچہزار فٹ سی لیکر چہہ ہزار دو سو فٹ تک ہی - تخمینہ کیا جاتا ہی کہ کل نخلستان کا رقبہ ایک ہزار سات سو اناسی سے کچہ زیادہ ایکڑ اراضی ہی اسمین سے غالب درجہ مین زراعت ہوتی ہی -

کل درختون کی تعداد مجموعی ۱۹۳۸۲۶۸ ہی اور تقسیم حسب ذیل کیگئی ہی

ڈوڈابیٹا	۶۴۳۸۸۷
ندوٹم	۴۵۸۶۲۳
ہوکر	۵۹۹۷۰۶
ووڈ	۲۳۶۰۵۲
	۱۹۳۸۲۶۸

کل خرچ تمام اسٹیٹون کا شروع زمانہ سی اب تک ۱۹۰۰۷۲۲ روپیہ ہوے اور اگر اسمین ساڑہے چار فیصدی سود ملا لیا جاے تو مجموعی خرچ ۲۹۳۴۰۳۷ روپیہ ہوتا ہے - مجموعی آمدنی جو بذریعہ فروخت پوست تخم اور درختون کی حاصل ہوئی ۲۳۳۳۵۰۲ روپیہ ہی - یعنے خالص نفع بعد منہائی اخراجات ۳۹۹۴۶۴ روپیہ کا گورنمنٹ کو ہوا -

قطع نظر اون بیش قیمت باغون کے جو سرکار کے قبضہ مین موجود ہین۔
از روے تخمینہ ان اسٹیٹون سے ایک لاکھ رئل چہال روانہ ہوئی اور کل کے کل
حال مین بذریعہ ہراج اسی ملک مین فروخت ہوئی۔ دو قسم کے کلین جنکا نام ڈسٹس
ان ٹگریٹر اور رٹرنائیم) ندوائم مین اسغرض سے قائم کیگئی ہین کہ سنکونا کی چہال پیس کر کر
فبری فیوج یعنے دوا دافع بخار بنائین اور جب بہمہ وجوہ اوٹیکمنڈ مین پہونچکر تیار کیجاتی
ہین تو مدراس کے ذخیرہ ادویہ مین بھیجدیجاتی ہے اور وہانسے بذریعہ مختلف دواخانونکے
عام طور سے تقسیم ہوتی ہے۔ شروع زمانہ سے سٹر ولیم گراہم لیک آفورا پنے زمانہ انتقال یعنی ۱۸۷۶ء
تک کل نخلستان کے اعلی منتظم رہے یہ شخص ہندوستان کے کل مشہور باغبانون مین
جو یورپ سے اس وقت تک طلب کئے گئے ہین بیشتر شیار تھا اور اونہی کے مستقل محنت
اور پائدار کوشش اور غیر متزلزل مشقت کا نتیجہ تہا کہ سنکونا کو ایسی عمدہ کامیابی ہوئی
۱۸۷۶ء سے ۱۸۸۰ء تک کمشنر نیلگری کے ماتحتی مین انتظام نخلستان سنکونا رہا اور
۱۸۸۳ء تک فارسٹ ڈپارٹمنٹ (سررشتہ جنگلات) کی نگرانی رہی۔
چونکہ یہہ بہت بڑی جوابدہی اور ذمہ داری کا کام تہا اور ایک ایسے شخص کی ضرورت تہی جو
پوری طور سے اپنا کل خیال اسی جانب متوجہ رکہے اور اس قسم کے کاموں سے پوری آگاہی اور کامل تجربہ
رکہتا ہو اسلئے مدراس گورنمنٹ نے سکریٹری آف اسٹیٹ فار انڈیا کو وزیر ہند کو لکہا کہ ایک
ایسے شخص کی جو اس فن کا ماہر ہو ضرورت ہے چنانچہ وزیر ہند نے مسٹر ام۔ اے لاسن پروفیسر
علم نباتات متعینہ یونیورسٹی اکسفورڈ کو ان نخلستانون کے انتظام اور نگرانی وغیرہ کیلئے مامور کر کے بہیجدیا
تاکہ نباتات اور باغبانی کے متعلق علوم وفنون مین سنکونا کی پیچیدہ اور الجہے ہوئے

غور طلب مسائل آسانی سے حل ہون ایک کیمیاوی شخص کی بہی بہت ضرورت تہی اسلئے ہم گورنمنٹ نے ایک سائنٹفک اناسسٹ (محلل مرکب) کو منتخب کیا تا کہ کوئنولوجسٹ کا کام اپنے ذمہ لے یہہ عہدہ شروع ۱۸۶۸ء مین قایم ہوکر ٹوٹ گیا پہر ستمبر ۱۸۸۳ء سے دوبارہ قایم ہوا علاوہ انصرام دینے اپنے فرایض اور استعمال بیش قیمت بخبرون کے جو زراعت و اشاعت سنکونا سے متعلق ہین (مثلاً سنکونا کے چہال کی کیمیائی ترکیب پر روشنی اور سایہ کا کیا اثر ہے۔ چہال پر پہپوندی کا کیا اثر ہے۔ عرصہ دراز کی چہالون کا کیا نتیجہ ہوتا ہے سنکونا کی درختون مین مختلف قسم کی کہاد سے کیا حاصل ہے۔ بے ریشہ اجزا کا چہال مین ہونا۔ درخت سنکونا مین چونے کی مقدار وغیرہ وغیرہ) اب یہ آخر یعنی گورنمنٹ کوئنولوجسٹ ہر قسم مزید علمی تحقیقات اور تحلیل و ترکیب کیمیای کیطرف متوجہ ہوا ہے یہ تحقیقات خاصکر اجزای بنائی کی ہے جو ملک مین بطور دوا کے مستعمل ہین اور غایت اس تحقیقات کی یہہ ہے کہ اُن ادویہ بناتی کے موثر قوتون اور اجزا کو زیادہ وضاحت سے بیان کرے مثلاً مہنیا۔ سلوسنز۔ سلانتھس سترا۔ وغیرہ وغیرہ۔

گذشتہ سال مین چند دلچسپ تجربے گورنمنٹ کوئنولوجسٹ نے دودا بٹا باغ مین کئے ہے جو نتائج اوس سے مستخرج ہوے وہ بلحاظ طوالت کلام کے قلم انداز کیا کیا یہان تک تو صرف نیلگری کے سنکونا کی کیفیت ہے یہان سے عام سنکونا کی تاریخی کیفیت درج کئے جاتی ہے جس سے عموماً سنکونا کا مکمل حال معلوم ہوگا۔

سنکونا کی مفصل تاریخ

واضح ہو کہ سنکونے کی ابتدا جنوبی امریکہ سے ہوی ہے اور وہین سے بہت جگہہ پہیلا ہے ۔ تاریخ پیرو مین جوزف وی جیسو بیان کرتا ہے کہ ۱۶۳۰ء مین ایک جیسوئٹ جو ملاکوٹس مین بخار سے مبتلا ہوا ملک پیرو کے ایک درخت کی چھال سے اچھا ہو گیا ۱۶۳۸ء مین کونٹس انا آف سنکن ۔ لیما مین جہان وہ اپنے شوہر والسرائے کے ساتھہ گئی تھین بخار اور جاڑے مین مبتلا ہو گئین ۔ ڈان جوان لوپز ڈی کنی ریز ڈی کونٹس کے معالج جو اڈی ویکا کے پاس کوئن کوئنا درخت کی چھال کا سفوف ایک بلندی مین بھیجدیا اور کہلا بھیجا کہ چوتھیای (بخار چہار روزہ) کیلئے یہہ دوا مجرب ہے ۔ چنانچہ اوس دوا کا استعمال کیا گیا اور کونٹس جنکی عمر ۶۲ سال کی تھی بالکل اچھی ہو گئین ۱۶۴۰ء مین کونٹس جب اپنے شوہر کے ساتھہ اسپین واپس آئین تو اس دوا کو بھی ہمراہ لائین اسلئے اسکو کونٹس بارک (چھال) اور کونٹس پوڈر (سفوف) کہتے ہین اور لنالیس نے عرصہ دراز کے بعد اعزاز کونٹس کل اشام کے درختون کو جس سے کوئنائن پیدا ہوتی ہے سنکونا نام رکھا ۔ فرقہ جیسوئٹ نے بعد اپنے ایام دورہ سفارت مذہبی مین اس دوا کی بہت اشاعت کی اور انکے اس سرپرستی کا عجیب مضحکہ انگیز نتیجہ پیدا ہوا کہ عرصہ دراز تک اوسکی استعمال کی مخالف فرقہ پروٹسٹنٹ نے کی اور یون سمجھتے رہے کہ اسکا استعمال گناہ عظیم ہے ۱۶۸۹ء مین لوئی چہاردہم

نے انگریز ڈاکٹر سر رابرٹ ٹالبٹ سے کونائن بنانیکا مخفی طریقہ دو ہزار نقد۔ اور معقول وظیفہ اور خطاب دیکر کے خرید لیا۔ اس عظیم الشان بادشاہ کے وقت مین کونائن شراب مین ملاکر بعد کہانا کہانیکے پیتے تھے۔

انگریزون نے ہندوستان۔ لنکا۔ برہما مین اور ڈچون نے جاوا مین مختلف قسم کی سنکونا کامیابی سے باغون مین لگاتے۔ ہندوستان مین مقامات ندی وٹم۔ پیکارا۔ کلہٹی۔ اٹکمند یعنے نیلگری اور بہت سے خانگی باغات مین۔ نینر ویناد۔ بابا بودین۔ بلیگیری۔ رنگم پہاڑی سنا لنکا۔ دارجلنگ۔ دہرہ دون۔ اور سکم مین۔ گورنمنٹ انڈیا و نکورنے بہی تخم اور بیاڑ فروخت کرکے اپنے ملک مین اشاعت دی۔ برہما مین قریب ٹونگہو۔ اور تہان ٹونگہی مین لگاے گئے۔ اسیطرح خاصیہ پہاڑی پر سنکونا کے عمدہ قسمین یہہ ہین بولیویانہ۔ کلیسیا۔ کنڈامینا۔ کورڈی فولیا۔ لینسیفولیا۔ لیوکما فولیا۔ میگنی فولیا۔ میکرانتہا۔ نٹیڈا۔ آبلانگی فولیا آفی سنالس۔ اوواٹا۔ پہودیانا۔ پیرودیانا۔ پرپوریا۔ سکی رُبرا۔ اسکروبکیولاٹا۔

تجارت کی رو سے سنکونا کے مفصلۂ ذیل اقسام زیادہ قیمتی پائی گئین۔

آفی سنالس۔ سکی رُبرا۔ پٹامینس۔ نٹیڈا۔ کلیسیا۔

سنکونا کلیسیا کی اول نمبر کی چہال سے جو جنوبی امریکہ مین ملتا ہے کونائن بدرجۂ اوسط ۳ر۸ فیصدی نکلتی ہے۔ اور جو سی فیانا قسم کے

درخت سے صرف ۲ر۳ فیصدی - ایک قسم کے سنکونا سے جو جاوا مین اُون تخمون سے پیدا ہوتا ہے جسکو مسٹر لیجر نے بہیجا ہو ۱۰ فیصدی کوئنائن پیدا ہوتی ہے مگر جاوا اور لنکا مین تیرہ (۱۳) فیصدی کوئنائن نکلتی ہے - اور لیجر بانہ پودہون سے جو نیلگری مین پیدا ہوتے ہین ۱۱ فیصدی کوئنائن ہوتی ہے - درخت کے چہال نکالنے - بہگونے - اور پہر اوپر سے چہیلنے سے کوئنائن زیادہ نکلتی ہے - ۱۸۸۰ تک جو مقدار کوئنائن کی ہندوستان مین آئی وہ چالیس ہزار پونڈ کی دس ہزار رطل تہی -

مدراس مین حسب ذیل موازنہ آمد و خرچ کا کیا گیا ہے

سنہ	خرچ	آمد	منافع
۱۸۷۷	۱۱۸۷۴۲	۱۱۸۹۶	۲۱۸
۱۸۷۸	۱۳۴۲۲۸	۳۷۱۰۷۱	۱۳۶۸۴۳
۱۸۷۹	۱۴۴۱۷۹	۴۳۰۹۰۸	۲۸۶۷۲۹
۱۸۸۰	۱۵۶۷۰۸	۴۸۹۷۳۱	۳۳۲۰۲۳

کولمبیا واقع لنکا سے جون ۱۸۷۹ سے جون ۱۸۸۰ تک ۶۰۰۲۳۲ رطل کوئنائن اور ۹۵۹۰۲۰ رطل تمام دوسرے مقامات جنوبی امریکہ سے لندن بہیجی گئی - ہندوستان اور لنکا سے ۱۱۷۲۰۶۰ رطل روانہ ہوئی - جاوا سے امسٹرڈم مین ۷۰۰۸۸ رطل پہونچی - جمیکا سے ۲۱۴۴۰ رطل

روانہ ہوئی۔

سپٹمبر ۱۸۵۲ء مین مدراس کے سرکاری باغ مین جو چہال فروخت ہوئی اوسکی قیمت بمقابلہ ۱۱ جنوری کے حسب ذیل وصول ہوئی۔

چہال کی قسم	وزن پلندہ بحساب رطل	۱۱ جنوری قیمت	۴ سپٹمبر قیمت
تربالای	۱۰۴ - ۱۰۸	۳۴۳ - ۳۴۵	۳۵۳ - ۳۶۰
اصلی (اندرونی) ...	۱۰۲ - ۱۰۷	۲۴۳	۲۴۵ - ۲۶۷
شاخ	۱۰۴ - ۱۱۱	اوسط	۶۰
اصلی سرخ	۱۰۲	۱۱۱ - ۱۲۰	۱۲۱ - ۱۲۶
ترکی ہوی سرخ چہال	۱۰۰	۱۴۷ - ۱۵۱	۱۵۸ - ۱۸۲ ایک پلندہ ۱۰۰۰ رطل کا
ایضاً	۱۰۲	ندارد	۱۷۰ - ۱۷۲
شاخ سرخ	۱۰۲	۷۳	۷۳
ایضاً	۱۰۲	۸۱½	۸۰

۱۸۵۱ء مین لنکا کے تقریباً تمام اضلاع مین سڑکون کے کنارے کنارے یا قہوہ کے درختون مین یا جہان قہوہ کے درخت تہے اور مرجہا گئے سنکونا کے درخت لگائے گئے ہین اور اضلاع مین توکل رقبہ اراضی مین قریب قریب درخت ہائے سنکونا قہوہ کے درختون مین قطار در قطار لگادئے گئے ہین

یتی نیتو تا ضلاع واقع جانب مغرب مین سنکونا کے درخت پانسو فٹ سطح سمندر سے بلندی پر لگائے گئے ہین اور کلترا مین جو کلمبیا سے جنوب جانب تقریباً (۳۰) میل پر ہے قریب قریب سطح سمندر کے برابر ہین ۱۸۵۱ء کے شروع مین سنکونا کی تعداد فرگسن کے تخمینہ سے ۵ کرور سے (۱۰) کرور تک تھی۔ انمین سے سکی روبرا ستم کا نصف سے زاید ہے۔ بقیہ مین آفی سنالس کلیسیا۔ سعہ اور اقسام مثلاً۔ لیجریانہ۔ پبسی سلین ہین انکا سے سنکونا کی چھال جو گذشتہ گیارہ برس مین روانہ ہوئی اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ اول مرتبہ ۲۸ اونس قیمتی پچاس روپیہ کی ۱۸۶۹ء مین گئی اور ترقی ہوتے ہوتے گیارہ لاکھ اکسٹھ ہزار نوسو نواسی رطل قیمتی بارہ لاکھ روپے ۱۸۸۰ء مین روانہ ہوی۔

سنکونا کی چھال مین مفصلہ ذیل خاص اجزا ہوتے ہین۔ کونا۔ سنکونا۔ اراسینا۔ کونیڈیا۔ چنچونیڈیا۔ کونک۔ ٹینک۔ کوی نوڈک ایسڈ۔ سنکونا سرخ۔ وغیرہ۔ اودیہ کی شکلون مین کونائن۔ چنچونی ڈائن۔ کوینی ڈائن۔ چنکونائن ہین پودے کی چھال سے مثل دارچینی کے کونائن بہت عمدہ نکلتی ہے۔ سکم مین جو چھال نکلتی ہے اوس سے ایک دوا دافع بخار فبری فیوج نامی تیار ہوتی یہہ دوا بالکل مثل کونائن کے موثر ہوتی ہے اور بہت ارزان اور آسانی سے بنتی تھی۔ تخمینہ اخراجات فی اونس (آدہی چٹانک) ۹ر ہے۔

نیلگری پہاڑ مین تقریباً ہر قسم کے درخت سنکونا لگائے گئے ہین مگر اقسام ذیل کو ترجیح دی گئی ہے - سکی ربرا - آفی سنالس - پبی سنبس قسم لین سیولاٹا ۱۸۶۸ء مین لگایا گیا - نیلگری پہاڑ پر سب سے عمدہ قسم کے سنکونا سکی ربرا اور آفی سنالس ہین جو باغون مین لگائے جا سکتے ہین - ۳۱ - مارچ ۱۸۸۲ء کو ۱۸۷۴ ایکر انتہا - ۴۴ پٹا نیس ۹۶۱۳ ہای برڈ و غیرہ اور منجملہ ۱۲۰ کے ۸ کارتہاجنا اور منجملہ ۱۵ کے ۵ سنتافی اقسام کے درخت ہاے سنکونا آخری سال مین لگائے گئے -

حساب پوست درخت اور روانگی از حسابی ۷۶-۷۷ء تا ۸۱-۸۲ء

باغات نیلگری	۷۶-۷۷ء	۷۷-۷۸ء	۷۸-۷۹ء	۷۹-۸۰ء	۸۰-۸۱ء	۸۱-۸۲ء
وزن پوست در رطل	۱۰۳۳۴۱	۱۳۸۸۰۸	۱۱۴۳۲۰	۱۷۹۲۹۹	۲۴۳۲۴۵	۲۴۲۰۵۲
روانگی انگلستان برای فروخت	۸۸۷۰۸	۱۴۶۶۳۲	۱۰۵۱۰۱	۱۷۳۵۳۹	۲۳۵۵۲۷	۲۳۲۴۶۷
روانگی بمبل و ڈپارٹمنٹ مدراس	"	۴۳۳۰	۳۵۱۱	۲۰۰۰	"	"
" " کلکتہ	"	"	۱۰۰	"	"	"
" " بمبئی	۹۵۲	۱۰۰۰	۱۵۰۰	۲۰۰۰	۲۰۰۰	۱۰۰۰
روانگی بمطلب سکانا دانی	"	"	"	۲۰	۵۰۹۶	۱۰۲۷۸
میزان	۹۶۶۰ رطل	۱۵۱۹۶۲ رطل	۱۱۰۳۱۶ رطل	۱۷۵۵۵۸ رطل	۲۴۲۲۳۸ رطل	۲۴۲۰۵۲ رطل

حساب خرچ - پیداوار اور آمد سرکاری باغات سنکونا واقع ہندوستان از حسابی سال ۱۸۷۶ء تا ۱۸۸۱-۸۲ء

کل خرچ	۵۹۶۳۰	۶۹۷۷۱	۷۳۶۸۸۲	۷۹۷۲۴	۹۶۱۰۵	۱۱۲۲۹۲
وزن پوست در رطل	۱۰۲۳۴۱	۱۲۹۸۰۸	۱۱۴۳۲۰	۱۷۹۲۹۹	۲۴۳۲۴۵	۲۴۲۰۵۲
نرخ فی رطل بوقت فروخت	۱۰ آنہ ۸ پیسہ	۱۳ آنہ ۵ پیسہ	۹ آنہ ۶ پیسہ	۷ پیسہ	۴ آنہ	نامعلوم
آمدنی بابت پوست از نگلستان	۱۰۵۹۷۴	۳۴۲۷۲	۲۷۹۷۸۹	۳۲۱۹۶۳	۴۰۶۰۰۰	"
مختلف آمدنی مقامی	۴۴۸۳	۱۷۴۷۹	۲۰۵۶۴	۲۱۵۵۲	۲۶۲۰۰	۲۴۸۴۴
میزان	۱۱۰۴۵۷	۳۵۸۷۵۱	۴۰۰۵۵۳	۳۴۳۸۱۵	۴۳۲۲۰۰	۲۴۸۴۴

۱۸۸۱ء مین وار جلنگ کے کارخانہ سنکونا مین ۸۶۰۰ رطل فنبری فیوج اور ۳۴۸۵۶۰ رطل پوست نکلا۔

اس سال آمدنی ۸۰۲۹۰ روپے کی ہوئی کہ سرمایہ پر ۸ فیصدی منافع تقسیم ہوا علاوہ اوس فائدہ کے جو گورنمنٹ کو کوٹنائن کی جگہہ پر فنبری فیوج ہسپتالون مین استعمال کرنے سے ہوا۔ ڈاکٹر کنگ کے تخمینہ سے اس فائدہ کی مقدار اس سال مین ساڑھے چار لاکھہ ہوی۔ یعنے جس قدر سرمایہ باغات پر خرچ کیا گیا اوسکا نصف بون حاصل ہوگیا۔

گورنمنٹ نے مقابلہ کے خیال سے تخمون کی تقسیم منسوخ کردی اور ۱۸۸۲ء مین

۱۱۷۱ پونڈ تخم مفت تقسیم ہوا۔
اس سے ۷۸۴ ایکر زمین پر کاشت ہوئی اور ۱۸۸۰ء کے خاتمہ پر ۶۷۳۵۰
درخت پائے گئے۔ باشندگان ہندوستان پر مسٹر کلیمنٹس
مارکھم کا بڑا احسان ہے جنہوں نے انکے ملک مین سنکونا کا درخت پہونچایا
جو منجملہ اعلیٰ درجہ کی نعمتون کے ہے وہ جنوبی امریکہ جاکر سکونت پذیر ہوئے
اور ۱۸۶۲ء مین اپنا سفرنامہ از ہندوستان تا پیرو اشاعت کیا۔ جبکہ
سنکونا کے تخم اور پودہون کے نگران تھے ۱۸۸۰ء تک سنکونا کی
ہندوستان مین عام شہرت اور عام مقبولیت ہوگئی۔
سکم مین کلیسیا سنکونا مختلف الاقسام ہوتا ہے جنکی حد اقسام پتی اور
پھول پر منحصر نہین بلکہ چھال کے کیمیاوی۔ تراکیب پر۔ بعض اقسام
سنکونا واقع سکم مین تقریباً ۸ فیصدی خالص کونائن ہوتی ہے حالانکہ
دوسرے اقسام مین بہت کم کونائن ہوتی ہے۔ لیکن بیرونی طور سے
کوئی بہت بڑا امتیازی فرق نہین ہے۔ اور جن درختون کے پھول
اور پتیان سوکھنے سے فرق نہ تبلا سکین انکے چھال کی کیمیاوی طریقہ
مین بڑا فرق پایا گیا۔ جاوا مین ڈچون نے کلیسیا کا ایک ایسا تخم لگایا
ہے جسکا کوئی نمونہ جنوبی امریکہ سے نہین آیا۔ اسکی چھال جس سے کونائن
نکلتی ہے نہایت عمدہ ہے۔ بعض ڈچون کے بھیجے ہوئے نمونون کو جب
بذریعہ ترکیب تحلیل آزمایش ہوئی تو تعجب انگیز نتیجہ ۱۳٪ کونائن کا پیدا ہوا

یہہ درخت ان تخمون سے ہوے جنکو ڈچ گورنمنٹ نے مسٹر لیجر سے اور انہون نے ایک ہاف کاسٹ سے خریدا تہا - یہہ معلوم ہوا کہ اوسنے کہان پایا تہا کیونکہ وہ بہت جلد قتل کر ڈالا گیا - اور اسلیئے بولیویا کا وہ مقام جہان سے وہ تخم چنے گئے تہے آجتک معلوم نہوا - مسٹر لیجر کے تخمون سے ۶۳۰۰ درخت پیدا ہوے اور اب تو اور بہی ترقی ہوگئی ہے یہہ کل درخت شکل وصورت مین یکسان ہین - ۲۵ فٹ بلند ۶ فٹ دور ۲۷ انچہ کا تنا ہے -

انکی ٹہنیان لمبی ہوتی ہین اور کسیقدر چہوٹے کٹ وہ رو اور نوکدار سرے ہوتے ہین - شاخین قطار در قطار مسلسل رہتی ہین - سنکونا کے درخت آب وہوا وغیرہ کی موافقت سے بہت بڑے ہوسکتے ہین - اور جنگل کے سب سے خوشنما درخت ہوتے ہین - پتیان شترنا چکیلی - اور شوخ سبز رنگ کی ہوتی ہین - قرمزی رنگ کی رنگین نمایان رہتی ہین اور گچہے کے گچہے لال لال پہول نہایت خوبصورتی سے آویزان رہتی ہین - اور قرب جوار کو اپنی خوشبو سے معطر کرتے ہین ڈاکٹر ہوڈل نے ۱۹ قسم کے سنکونا بیان کئے ہین -

جنوبی امریکہ کے واقف کارون نے سنکونا کو از روے رنگ پوست تقسیم کیا مثلاً زرد - سرخ - تاریخی - سفید - وغیرہ وغیرہ زرد مین اقسام ذیل درجہ اول کے ہین کلیسیا - لین سیفولیا - کنڈامینیا

میکرانتھا - پیپی سینس - سرخ - نارنجی اور بھورے سے کم قیمت ہین - اور یہہ سلسلہ از روی کثرت و قلت شور کونائن کے ہے جو بجاے پوست کے دوا مین استعمال ہوتی ہے ایکہزار لیجر بانہ درخت ہاے سنکونا پالنور و سپے کو آتے ہین اور اس قسم کے تخم کی قیمت فی اونس - (آدہی چھٹانک) ۲۲۶ پونڈ یعنے ۳۳۹۰ روپیہ ہوتی ہے - یہہ تخم اعلی درجہ کے درختون کے ہین - عمدہی ان کے مناسب ہے - پوست اچھی طرح جانچ لیا گیا ہے اور جاوا مین اسکا اشتہار دیا ہوا ہے ۱۸۸۰-۸۱ کے فصل مدراس مین ۲۵۰۲۷۱ رطل بمقابلہ ۱۸۳۹۸۴ رطل سال سابقہ کے ہوی ۲۳۴۷۳۶ رطل لندن کی بازارون مین بھیجدیگئی اور ۵۰۹۶ رطل مدراس کی ایک دوکان مین اور ۲۰۰۰ رطل بمبئی کے میڈیکل ڈیپارمنٹ مین - صرف ۴۴۳۹ پونڈ ذخیرہ مین بچرہے -

سنکونا کلیسایا پیرو کے پہاڑ انڈیز پر نیو گرانڈا - اور بلیویا مین ۵ ہزار سے ۶ ہزار فیٹ تک سطح سمندر سے بلندی پر ہوتا ہی اور ۴۰ فٹ تک بلند جاتا ہے اس قسم کے درختون سے زرد چھال اور بعض اوقات کرون بارک یعنے سب سے عمدہ چھال پیدا ہوتی ہے جس سے اعلی درجہ کی کونائن نکلتی ہے اسکے سوا سنکونی ڈاین بہی ہوتی ہے مگر شور چیزین کم پیدا ہوتے ہین - اوسکے سب اقسام سے ایک ہی قسم کی چھال نہین پیدا ہوتی - سکی ربراسے زیادہ شکل سے یہہ قسم

ہوتی ہے اور آسانی سے پھیلتی بھی نہیں ہے۔
سنکونا فی قسم کا سنکونا نیو گرانڈا کے انڈیز پہاڑ پر ۹ ہزار فیٹ بلندی تک ہوتا ہے جسمیں کولمبیا کی سی نہایت عمدہ چھال ہوتی ہے۔
سنکونا کارڈی فولیا۔ اوسی پہاڑ کے ۶ ہزار سے ۸ ہزار فیٹ بلندی پر ہوتا ہے اور نہایت عمدہ چھال دیتا ہے۔ یہ سخت ہوتا ہے اور عجلت سے بڑھتا ہے۔
سنکونا ہکر لیانا۔ اس قسم کے درخت سے چند عمدہ نتایج مستخرج ہوئے مگر جنکے ابتک غور سے آزمایش نہیں ہوئے۔ سنکونا لین سیفولیا۔ ڈاکٹر وڈل اسکو از قسم آفی سنالس قرار دیتے ہیں یہ ایسے مقام پر ہوتا ہے جہاں کا سالانہ موسم مثل روسیہ کے برابر بلکہ سردی اور گرمی اوسی سے بھی کم ہو۔ اسمیں تجارت کے قابل پوست پٹایا ہوتا ہے
سنکونا میکرانتھا۔ بولیویا اور پیرو کے پہاڑ کارڈلیرس پر ۶۰ فٹ بلند تک ہوتا ہے جس سے ہوا نوکو۔ اور ہیوپری چھال پیدا ہوتی ہے۔
سنکونا نیٹیڈا۔ پیرو اور ایکویٹر (ملک خطِ استوا) کے پہاڑوں پر (۸۰) فیٹ بلند ہوتا ہے اور مثل میکرانتھا کے اسکی چھال ہوتی ہے۔
سنکونا آفی سنالس۔ یہ قسم کنڈامینیا کی ہے۔ نیو گرانڈا اور پیرو کے پہاڑ انڈیز پر چھ ہزار فیٹ سے لیکر دس ہزار فیٹ بلندی تک ہوتا ہے اور پیروین اور لکسا قسم کی چھال نکلتی ہے بمقابلہ اور اقسام کے

اسمین کوئنائن اور سنکونا ڈائن عمدہ نکلتی ہے - اسکو زیادہ تری سفر ہے انڈیر پہاڑون کے آب وہوا خبر ائرکناری کے موافق ہے -

سنکونا ٹیا لینسیس - اسکی قسم آفی سنالس کی ہے ۶۰ فٹ تک بلند ہوتا ہے اور پٹایا چھال نکلتی ہے بالای ہندوستان مین اس سے بعض اوقات خلاف تجربہ ۱۱ فیصدی نمک نکلا ہے - اور ۶ فیصدی کوئنائین - بقیہ حصہ کوئنی ڈائن اور سنکونائن - یہہ قسم چھال کے لیے اپنے جنگلون مین بالکل کاٹ ڈالا جاتا ہے -

سنکونا سکی رُبرا - یہہ درخت پیرو اور ممالک واقع خط استوا کے درمیانے کوہستانی ملکون مین ہوتا ہے - سرخ پیروین چھال نکلتی ہے اور کوئنائن اور سنکونا ڈاین عمدہ پیدا ہوتی ہے -

اسکی بلندی ۴۰ فٹ کی ہوتی ہے - یہی قسم ہے جو کوہ بنگال مین کثرت سے ہوتی ہے اور ثابت ہوا ہے کہ سکم کے کل اقسام مین یہہ جنس نہایت منتخب ہے - اس قسم کے درختون کی چھال نہایت قیمتی ہوتی ہے - ۴ فیصدی نمک نکلتا ہے میس کیلیا مین تجربہ سے معلوم ہوا کہ سکی رُبرا کی جب چھال چھیلڈالی جاتی ہے تو نیچے کے نئی چھال مین کیڑے لگ جاتے ہین - ان کیڑون کے مادہ درخت کے تنہ مین انڈے کہنے کیلیے سوراخ کرتے ہین - اس سے نقصان بہت ہوتا ہے نہ صرف تنہ کو بلکہ جڑ مین بھی سوراخ کرتے ہین -

سنکونا کی کاشت اور ساخت کے بہت سے رپورٹین اور کتابین
زبان انگریزی مین موجود ہین ہنوز ملکی لوگون نے اسطرف توجہ نہین کی ہے
میرے دانست مین اگر اہل ہند اسکی کاشت اور ساخت کرین تو بہ نسبت
ہندوستانیون کے زیادہ فائدہ حاصل کرین گے بشرطیکہ پہلے اس فن کو
علماً اور عملاً سیکھین اگرچہ سنکونا کے کاشت کے واسطے بلند پہاڑی زمین
زیادہ استعمال کی جاتی ہے مگر بعض ملکون مین سنکونا کی کاشت اوس
تمام اراضی مین بھی جو سطح سمندر سے پانچ سو فیٹ سے زیادہ بلند نہین ہوتی
ہے اگر ہمارے ملک مین بھی سنکونا کی کاشت کا امتحان کیا جاوے
تو خوب ہوگا عجب نہین کہ چندر، گمٹی کے پہاڑ کے نواح مین اگر سنکونے
کی کاشت ہو کامیابی ہو اس قسم کے مفید عام اور فائدہ رسان
امور مین اگر سرکار کے طرف سے مدد کا اقتدار کیا جاے تو
غالباً بہت سے لوگ اس کا امتحان کرینگے اگر ایسے کثیر المنفعت اشیا
کے کاشت اور سنکونا کے ساخت مین کامیابی ہوگی تو بہت کچھ
رعایا اور سرکار کو بہ واسطہ اور بلاواسطہ فائدہ حاصل ہوگا - چنانچہ
حسن بن عبداللہ عماد نواز جنگ بہادر نے چند درخت استحاناً اپنے باغ واقع
سنیرابآد مین لگائے ہین جو اسوقت تک عمدہ حالت مین موجود ہین -
اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ اس ملک کی آب وہوا سنکونا کے درخت کے

واسطے کچھ مضر نہین ہے۔
یہ ایک مختصر بیان ہے جسکو مین نے لکھہ دیا ہے۔ شایقین بڑے رپورٹ
اور رانگر نیہی کتابون مین اسکا مفصل حال ملاحظہ کر سکتے ہین۔

قسطنطنیہ

قسطنطنیہ[1] دارالسلطنت ٹرکی کا دریائے باسفرس پر قدرتی خوبصورتی کے

[1] تاریخ تحفۃ السنیہ قسطنطنیہ مطبوعہ ۱۸۸۶ء میں درج ہے کہ قسطنطنیہ کا قدیم رومی نام بوزن طینا تھا جسکو انگریزی میں بزن تین کہتے ہیں۔

اس زمانہ میں استنبول یا اسلام بول اور آستانۃ العالیہ مشہور ہے اسکی بنیاد ۶۵۶ برس قبل حضرت عیسیٰ کے بادشاہ بزنس نے ڈالی تھی بعد سنہ ۳۲۸ء میں قسطنطین نے دوبارہ تعمیر کیا یہ شہر آج تک صرف دو بار مفتوح ہوا یعنی یکم تبہ سنہ ۱۲۰۴ء میں صلیبیوں نے اسکو فتح کیا۔ بار دوم سنہ ۱۴۵۳ء میں محمد ثانی نے فتح کیا۔

زمانہ قدیم میں بزن تین یعنی قسطنطنیہ ایک ماتحت حصہ سلطنت روسیہ کا تھا یہ مقام چور پی ٹرکی کے مشرقی حد پر واقع ہے جسکو ایشیائے کوچک سے بحیرہ باسفرس جدا کرتا ہے۔ عرض البلد اس مقام کا (۴۱) درجہ اور (۱۶) ثانیہ شمال ہے اور طول البلد ۲۸ درجہ ۵۹ دقیقہ ۴۰ ثانیہ شرقی یہ شہر جو باسفرس اور گولڈن ہارن کے بیچ میں واقع ہے شمال غرب سے جنوب شرق تک ساڑھے تین میل طول میں اور ایک میل سے ۴ میل تک عریض ہے تین دیوار دنجی شہر پناہ ساڑھے بارہ میل دور میں ہے اور فی الحال ۲۸ پھاٹک ہیں۔

تمام شہر میں کثرت سے فوارے ہیں اور دس میل پٹے ہوئے نہر سے تمام شہر میں پانی پہونچتا ہے۔ برف اور پالا بھی کبھی کبھی گرتا ہے۔ اس تختگاہ میں جو لوگ ۱۴۴ شاہی مسجدیں اور ۳۲۲ معمولی مساجد ہیں۔ (۴۰) اسلامی کالج۔ ۱۸۳ شفاخانے ۳۶ عیسائی گرجے اور کئی یہودیوں کے معبد ۱۳۰ غسل خانہ ۱۸۰ سرائے ہیں شہر کے

ساتھہ اسطور پر واقع ہے کہ دنیا مین کوئی اور شہر اس فطرتی منظرون اور
مشرق جانب سراگلیوی جو پہلے حضرت سلطان المعظم کا صرفخاص تہا اسکی چوحدی وہی خیال
کیجاتی ہے جو قدیم زمانہ مین برنتین کی تہی - رقبہ اسکا ۳ میل مدور مختلف مقامات
پر فصیل سے گہرا ہوا ہے - اور بحیرہ مارمورہ تک وسیع ہے - یہہ مقام اپنی
مسجدون میناروں گنبدون غسل خانون باغات اور سروکے درختون
جہنڈ سے خوشنما معلوم ہوتا ہے - اندرونی احاطہ مین حضرت سلطان روم کا حرم
رہتا ہے دوسرے احاطہ مین خزانہ شاہی باورچیخانہ - اصطبل - دیوان خانہ - عدالت
اسلحہ خانہ ہے - جس عمارت مین کہ اسلحہ خانہ ہے وہ پہلے سینٹ آیرین کا گرجا تہا
بیرونی حصہ مین ٹکسال - سرکاری محکمے اور کمزور ضعیف پنشن خوار لوگونکے رہنے کی
جگہہ ہے - شہر سے جب اس احاطہ مین آتے ہین تو ایک بڑا اور بلند پہاٹک ملتا
ہے جسکو آستانہ - باب عالی اور انگریزی مین سبلائم پورٹ کہتے ہین - رفتہ رفتہ
یہی پہاٹک گورنمنٹ عثمانیہ کا دوسرا نام قرار پایا یعنی اسوقت بجائے سلطنت
عثمانیہ کے صرف باب عالی کہا جاتا ہے ۱۸۶۳ء مین اس عظیم الشان عمارت مین آگ
لگ گئی اور تباہ ہوگئی - حضرت سلطان عبدالمجید نے جو نئے محل تعمیر کرائے وہ بحر
کنارہ باز فرس پر ۲-۳ میل سراگلیو سے اسی جانب ہے ۱۸۷۸ء مین ایک سخت
آتش زدگی سے پیرا کا بڑا حصہ جلگیا
بندگاہ گولڈن ہارن یا شاخ زرین جو سلطنت قدیم برنتین کے ایک مرتفع مقام پر واقع
ہے جنوب مشرق سے لیکر شمال مغرب تک سات میل ہے چار میل درمیان شہر اور جوار شہر گلاٹا
و پیرا و غیرہ کے واقع ہے عرض مین کہین ایک فرلانگ کہین چار فرلانگ ہے یہان خاص

و لفریب فضا دن مین اسکے ہم پلہ نہین - اس شہر کے مذاق تعمیر مین قدرت کے بے بہا عطیہ ایسے موجود ہین کہ سیاحون کی نظرونکو خیرہ کردیا ہی -

اس شہر کے ایک کنارہ پر دریاے مارمورا دوسرے کنارہ پر بحر اسود درمیان مین دریاے باز فرس تخمیناً (۱۵) میل طول اور عرض مین میل سے کچھ زیادہ اور بعض جا نصف میل کے قریب بہتا ہے جسکے دونو جانب شہر قسطنطنیہ سب دریا سے موزون بلندی تک متصل عمارتون اور عالیشان مسجدون مین واقع ہے اور اس دریا کا عمق بڑے سے بڑا جہاز جانیکے لیے کافی ہے اسمین جزر و مد نہین ہوتا لاکن درمیان مین ایک پانیکے دھار بعض وقت اس زور سے پیدا ہوتی ہے کہ چھوٹے چھوٹے دخانی کشتیین پار نہین ہوسکتین و کلا ردول خارجہ کے جنگی جہازات اور سلطانی جنگی جہازات مناسب موقع پر لنگر کئے ہوے ہین سوا انکے تیس ہزار کشتی اور کئے سو دخانے کشتیین کرایہ پر چلنے والے موجود رہتے ہین مگر مجموعی نظر اس دریا پر ڈالیے تو معلوم ہوتا ہے کہ تھوڑے پانی کی جھیل ہے ورنہ تمام دریا ۱۵ میل کے فاصلہ مین مختلف قسم کے جہازون اور کشتیون سے لبریز رہے اور جب کبھی

---

۴ قسم کے ہلکے خوشنما کشتیان ہوتے ہین جسکو کیف کہتے ہین یہ کشتیان اسباب اور آدمیون کو اتارتے اور چڑھانیکے کام آتے ہین ۱۸۹۳ء مین ۲۰۹۴۴ جہاز وزنی ۴۳۴۱۸۶۴ ٹن کے اس بندرسے گزری کشتیونکو دو پل گلاٹا اور استنبول کو دریا اور ایک پل ہیکوسی ملا ہوا موجود ہی -

تقریب مین پہریرے اور جھنڈیان لگائے جاتے ہین تو گل لالہ کہلاہوا دکہلائی دیتا ہے۔

شہر قسطنطنیہ تین حصونپر منقسم ہے۔ پہلا وہ قدیم حصہ ہے جو کہ اسوقت اسلامبول کہلایا جاتا ہے گولڈن ہارن اور دریاے مارمورا کے بیچ مین واقع ہے جہانکہ عالیشان مسجدین اور خاص مسجد ایا صوفیہ قدیم عمارتین مشہور بازار اور باب عالی ہے۔ دوسرا حصہ گالاٹا یا گالس جہانکہ یونانی کثرت سے رہتے ہین یہ حصہ کسیقدر زیادہ اونچائی مین آباد ہے جسپر ایک مینار بنا ہوا ہے بہانسے شہر کے مدنظر خوب ہوتی ہے اور اسکے نیچے سے[1] ایک میل کے فاصلہ مین ہر منٹ کو ٹرین مسافرون کو ایک کنارہ سے دوسرے کنارہ پر چہونچاتی ہے۔ اس ٹرین کے گاڑیون کے ساتھہ انجن نہین رہتا بلکہ دو تو کنارہ پر مشین کے ذریعہ سے ایک حد سے دوسرے حد کے طرف کہینچ جاتی ہے اور اوس مشین مین اور ان گاڑیون مین ایک رسی بندہی رہتی ہے اور رفتار مین وہ ہی تیزی ہے جیسے دخانی گاڑیون مین ہوا کرتی ہے۔ اور بعد اسکے پیرا ہے جہانکہ یورپ کے مختلف لوگ رہا کرتے ہین اور تمام یورپین شاہین اور ہوٹلین سفیرونکے مکانات ہین اور یہ حصہ شہر کا مہذب حصہ سمجہا جاتا ہے اور اسی سلسلہ مین سلطان حال اور اخیر سلطان مرحوم کے مشہور حویلی والمہ بقیہ ہے

[1] گالاٹا سے پیرا تک زمین کے نیچے ایک ریل گاڑی جاری ہے اس تحت الارض ریل کا فاصلہ صرف ایل میل کا ہے یہ ریل بھی اسی کمپنی کی ملکیت ہے جس نے استنبول مین کرسیل تک ٹراموے کی گاڑی جاری کیا ہے صرف ۱۸۷۴ء مین ۱۷۰۰ لاکھہ مسافر اس ریل پر سوار ہوے تھے۔

اور اوسی آبادی سے ملتے چلتے دریا کے کنارہ کنارہ ایک ۰۰ طول آبادی ہے ٹرانیانگ چلی گئی ہے جسمین باغات اور عالیشان مکانات ہین - تیسرا حصہ شہر کا دوسرے کنارہ پر دریائے باز فرس کے مقابل مین اسلامبول اور گالاٹا کر ہے جسکو سکوترا کہتے ہین اور اخیر حصہ ایشیا مین واقع ہے -

شہر کی مردم شماری نو لاکھ سے کچھ کم ہے اسمین نصف سے زیادہ مسلمان اور اکثر مسلمان اسلامبول اور سکوترہ مین رہتے ہین باقی تمام عیسائی ہین - یونان - آرمینا - بلگیریا - کی قومین زیادہ ہین - ارمینین ان سب مین تجار مالدار ہین - سوا ان معمولی باشندون کے اکثر سیاح - اٹلی - جرمن

جس حصہ مین پیرا محلہ قاسم پاشا - تفانا اور ترکی خانہ مصر مین ہے اسلحہ خانہ اور وہ حصہ جو کودی کے شمالی کنارے پر واقع ہے اوسکو سقوطرہ کہتے ہین -

قسطنطنیہ کی آبادی ۱۸۳۵ء مین ۷ لاکھ آدمی کی تھی اور ۱۸۶۲ء مین نو لاکھ ساٹھ ہزار آدمی کی ہوئی اور ۱۸۷۱ء مین ۱۰۰۰۰۰۱ چودہ لاکھ اکیاسی ہزار کی شمار کی گئی غالبًا اس حساب سے اسوقت اس سے زیادہ ہوگی مگر اس مردم شماری مین پیرا گالاٹا سقوطرہ وغیرہ بھی داخل ہین -

فی الحقیقت تختہ السنیہ مین لکھا ہے کہ صرف ایک بازار مین زبان ترکی و رومی و عبرانی و ارمنی و عربی و فارسی و مسکوئی و پولہمی و ہنگاری و پولانڈی و نمساوی و پرویسیانی و ہولانڈوازی و فرانسیسی - و انگریزی و اٹالی بولی جاتی ہے - اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سوائے اروپے تقریبًا کل ایشیا اور یورپ کی زبانین یہان بولی جاتی ہین اور غالبًا ان تمام ملکون کے آدمی یہان موجود ہین اور اکثر ان مین سے تجارت پیشہ ہین حسن

ہنگرین - رشین - پولش - فرنچ اور انگریز وغیرہ آتے ہین کوچون مین یہ تمام قومین پھرتی نظر آتی ہین اور کسی گلی مین سے گذرتے وقت چھ سات قسم کی زبانین بولتے ہوے سنے جاتے ہین - یہان اس کثرت سے سیاحونکی آمد و رفت رہتی ہے کہ بعض محلہ مین آپ مختلف ملکون اور شہرونکے لوگ پائینگے میرے زمانۂ سفر مین میرے ایک دوست کے یہان پیرا مین دعوت مین شریک ہونے کا اتفاق ہوا قریب پینتیس آدمیون کے مہمان تھے - مہمانبان صاحب اسی حیرت انگیز مشاہدہ کے لیے کھانے کے اخیر مین اپنے مہمانونسے کہا کہ "آپ لوگ براہ مہربانی اپنے اپنے نام کے کارڈ پر اپنے وطن کا نام تحریر فرمائے" ان کارڈس کو جمع کرنے کے بعد جو حساب لگایا گیا تو معلوم ہوا کہ تعداد بالا مین سے بیس (۲۰) بالکل غیر شہرون اور غیر ملکونکے رہنے والونمین سے تھے اور انمین افاقیون مین ایک مین ہندی بھی تھا - ان مختلف اقوام کی ملاقات کا لطف اون دخانی کشتیون مین سوار ہوتے وقت زیادہ آتا ہے جو گولڈن ہارن سے دریاے باسفرس مین ہر گھنٹہ کو مسافرون اور کاربار یونکو ایک جگہ سے دوسری جاے لیجاتے ہین اور اسی سوار ہونیکے مقام پر ترکی اخبارات ملا کرتے ہین کہا جاتا ہے کہ ان اخبارون مین وہی خبرین شایع ہوتی ہین جو باب عالی کی خواہش کے مطابق ہون - مختلف زبانون مین جو اخبارات شایع ہوتے ہین وہ خود گواہی دیتے ہین کہ یہ شہر مختلف قوم مختلف مذہب کا مرکز ہے اب اسی دارالسلطنت مین حسب ذیل اخبارات شایع ہوتے ہین -

زبان فرانسیسی مین روزانہ (۲) ۔ زبان انگریزی مین روزانہ ۔ زبان یونانی مین (۱) (۳)
تین بلگیریا کی زبان مین ہفتہ وار ۔ چھ ۔ آرمینہ کی زبان مین جسمین دو روزانہ ہفتہ وار (۲) (۳)
۳ ۔ ارمنی وروم کی زبان مین جسمین دو روزانہ ہے ۔ ایک یونانی و روم
کی زبان مین روزانہ ۔ نو ۔ خاص روم کی زبان مین جسمین ۳ روزانہ ہر
ایک با تصویر ہفتہ واری چھپتا ہے ۔ مفصل مین (۱۹) اخبار آٹھ روم
دو عربی باقی (۹) اور زبانون مین ۔ سوا اسکے آٹھ اخبارات بعض پولیٹیکل
مصلحت کے باعث باب عالی سے موقوف کردیے گئے ۔

یہان کی اکثر سڑکین پتھر سے بنی ہوئی ہین گاڑی چلتے وقت
ایک کریہہ آواز آتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ چند ہی منٹ مین گاڑی فیصلہ
ہو جاوے گا لاکن وہ ترکی گھوڑونکو مارتے ہوئے اس زور اور بے خوفی سے
چلاتے ہین کہ الامان اس موقع پر اون کتون کا ذکر کرنا بھی خالی از
لطف نہ ہوگا جو لب سڑک اس آرام سے سوتے پڑے رہتے ہین گویا
کوئی بے فکر اور دنیا سے آزاد اپنے راحت بھرے کمرے مین سرشار سوتا
ہے قسطنطنیہ کے حالات مین یہہ ایک خاص اور ضروری تذکرہ خیال کیا جاتا
ہے اور حقیقت بھی یہی ہے یہانکے کتے بہت ہٹے کٹے ہین اور جماعتون
منقسم ہین اور ہر ایک جماعت اپنے کو ہر ایک کوچہ کا مالک سمجھتی ہے کسی
دوسری جماعت کا کتا اگر اونکی گلی مین آجاوے تو اس زور شور سے مقابلہ
ہوتا ہے کہ پیدل کا راستہ چند دقیقہ کے لیے بند ہو جاتا ہے ۔ اگر کوئی

شخص اون کتونکو مارے یا چمکائے تو راستہ چلنے والا ہی اون کا ہمدرد ہو کے لڑنے کو مستعد ہو جاتا ہے اور اونکا کوچون مین پڑا رہنا موجب برکت سمجھا جاتا ہے ۔

یہانکے مکانات کی وضع بمبئی کے عمدہ مکانات سے ملتی ہوئی ہے لاکن یہانکے اکثر مکانات کل لکڑے کے بنے ہوئے ہین اس لئے آگ لگنے کا بڑا اندیشہ رہتا ہے ۔ چنانچہ ۱۸۶۵ء مین ڈیمور کا یو کیطرف آگ شعلہ زن ہوئی تھی جسنے پانچوین حصہ شہر کو خاکستر کر دیا تہا ۔ آٹھ ہزار مکانات بیس مسجدین دو چرچ ایک بڑا حصہ حمامونکا اور بہت سی عالیشان عمارتین جل بھنکر ستیاناس ہو گئی تھین اس کا نقصان کئی لاکھ پونڈ کا تصور کیا جاتا ہے ۔ آگ معلوم کرنے کے لیے مختلف جائے پر بلند بلند مینارین بنے ہوئے ہین اور ان مینارو پر صبح سے شام شام سے صبح تک آدمی گھومتے رہتے ہین اور جس سمت اور مکان مین آگ لگی اوس کے قریب کے فیر اسٹیشن (آگ بجھانے کا اسٹیشن) کو ایک گولہ کے آواز کے ذریعہ سے اطلاع دیجاتی ہے اور سرخ جھنڈی سے پتا بتلایا جاتا ہے ۔ تب آگ بجھانے والی فوج نہایت سرعت سے سیٹیون اور کلہاڑی انجن لیئے ہوئے زرہ بکتر پہنے ہوئے اور سر پر خود رکھے ہوئے فی الفور جائے نشان دادہ پر دوڑتی ہین اور اونکے پاؤن اس زور سے زمین پر پڑتے ہین کہ کوچہ گونج جاتے ہین اور اس پھرتی کے ساتھ اوس آگ کے بجھانے مین مشغول ہوتے ہین گویا آگ مین حرارت اور سوزش نہین

کسی مکان کو آگ لگ جانا قیامت کا نمونہ ہے - پیرا کے جس ہوٹل
مین ہم اوترے تھے اوسکے متصل مکان کے اوپر کے حصّہ مین کچھ
دھوان معلوم ہوا تھوڑے ہی عرصہ مین محلہ بھر مین خبر ہوگئی کہ فلان
گھر کو آگ لگی ہے مین بھی دیکھنے کے لیے دوڑا گیا دیکھتا کیا ہون کہ
ایک گھر مین آگ لگی ہے تمام محلہ مین رونا پیٹنا ہو رہا ہے مکان کے
ہر درجے سے بچون جوانون بوڈھون کے سر دریچون سے نکلے ہوئے
ہین اور جس گھر کو آگ روشن کر رہی ہے اوسکی طرف نظر خوف سے
دیکھتے ہین اور جیسے جیسے شعلہ بڑھتے ہین ویسا ہی اون کا رونا
اور دہاڑین مارنا زیادہ ہوتا ہے -

یہانکے مسلمان اور عیسائیون کے لباس مین
کوئی فرق نہین ہے سب کے سب ایک ہی قسم کا لباس اور ٹرکی
ٹوپی پہنتے ہین - جو غریب لوگ ہین نیلگون کوٹ اور پائجامہ پہنے رہتے
ہین - نظر کبھی فرق نہین کر سکتی کہ فلان مسلمان اور فلان عیسائی ہے
اونکی معاشرت بالکل آزادانہ ہے مسجدون مین اوسی کوٹ پتلون
جوتے سے جاتے ہین نماز پڑھتے ہین مسلمان جو پابند نماز ہین
وہ اپنے جوتے پر ایک اور قسم کا جو عیسائی شل سلیپر کے پہنے رہتے ہین
مسجد مین داخل ہوتے وقت وہ سلیپر نکال دیتے ہین اور ندہی فرض

ف یہ غلاف ہے جو جوتے کے اوپر پہنا جاتا ہے + من

ادا کرتے ہین - سیاح یہی عموماً مسجد ونکو اوسی آزادی کے ساتھ دیکھہ سکتے ہین لاکن بوٹ پر ادنیٰ قسم کا جوتا محافظ مسجد پہنا دیتے ہین اس قسم کے کئی جو رہتے ہین - فوجی افسر ہمیشہ ملٹری ڈریس مین اور تلوار لٹکائے رہتے ہین - یہ بات وہان معیوب سمجھی جاتی ہے کہ فوجی آدمی ہو اور تلوار نہ لگائے - ترکی بیگمات کا لباس نہایت پر تکلف ہوتا ہے جو فیشن ایبل بیگمات ہین وہ شام کو ٹہلنے کے لیے گروہ کے گروہ نکلتے ہین اونکا لباس یہ ایک لانبا گردن سے لیکے جوتے تک ریشمی برقہ رہتا ہے اور جس رنگت کا برقہ رہتا ہے دستانہ چپتری جوتا اکثر اوسی رنگت کا ہوتا ہے منہ پر ایک مہین سفید جالی کا نقاب ہوتا ہے اتنا باریک ہوتا ہے کہ چہرہ کی وضع بخوبی معلوم ہوسکتی ہے اس نقاب کو یشماق کہتے ہین آنکھین بالکل کھلی رہتی ہین - یہانکی مستورات نہ ہندوستان کی عورتون کے موافق اپنے لبون کو پان سے سرخ اور آنکھون بھوونکو کاجل سے سیاہ اور نہ بعض یورپین عورتون کے مطابق گالون کو گلابی اور چہرہ پر سفیدی پھیرتی ہین - یہ وہ حسن ہے جو دنیا سے تکلفون سے خالی ہے اونکے فطرتی بیوائی سادی لباس سادی وضع مین جو بانکپن ہے اوسکو ہماری صنعتونکے زیور یا ہماری دستکاری آراستہ نہین کرسکتی چپتری جوان پری تمثالون کے ہاتھہ مین ہے دھوپ اور پانی کے روکنے

ف - جب کوئی شخص سامنے سے گذرتا ہے تو اپنے چہرہ کے سامنے چپتر لگا پردہ کرلیتی ہیں

کے لیے نہین ہے بلکہ اون نظرونکو روکنے کے لیے ہے جو اونکے
جذبات کے سبب گھر سے ہوکے پڑتی ہین بیان شام کو کشتیون مین بھی
بیٹھکے (ان کشتیون کو حقایق کہتے ہین دو یا چار سے زیادہ نہین بیٹھ سکتی
اور دو یا چار رکی چلاتے ہین) دریاے باز فرس پر نکلتی ہین - شام
کا وقت شفق کا کھلنا دریاے باز فرس کا قسطنطنیہ کے بیچمین سے آہستہ آہستہ لہرونکے
ساتھ بہنا اور ان بیگمات کا اس طرح نکلنا قدرتی سماں معلوم ہوتا ہے بعض
اعلے درجے کی بیگمات سے ملاقات کا موقع ملا اونکی لیاقتین تہذیب دیکھنے
سے تعجب ہوا - فرنچ - انگریزی - عربی - اس طرح بولتی ہین جیسے اونکی
مادری زبان ہے بعض بیگمات کو تمغہ مجیدیہ بھی سلطان سے مرحمت ہوا ہے
جو بڑی بڑی تقریبون مین زیب گلو کرتی ہین -

جو لوگ قسطنطنیہ مین سیاحت کی نظر سے جاتے ہین
سے پہلے حضرت سلطان المعظم کے دیدار سے مشرف ہونا چاہتے ہین
وہ دیدار جمعہ کو نصیب ہوتا ہے جس وقت سلطان نماز کو جاتے ہین -
بڑا ہی پر اثر سماں ہے - بعض وقت سلطان اپنی حویلی سے بذریعہ کشتی مسجد
باصوفیہ مین تشریف لیجاتے ہین - یہ خاصہ کی کشتی شونیٹ لانبی سپید رنگت
اور طلائی حاشیہ کی ہے جسکو چھتیس ترکی چلاتے ہین اور مصاحبین وغیرہ
دوسری کشتیون مین ہمراہ رہتے ہین - بنادر کے تمام جنگی جہازات سے
ماہی سلامی سر ہوتی ہے - مگر اکثر اوقات اپنی محلسرا کے متصل مسجد مین

نماز ادا فرماتے ہین جو معزز مسافر اس سوار یکو دیکھنا چاہتے ہین اونکے
لیے اوس مسجد اور حویلی کے درمیان مین ایک بنگلہ بنایا گیا ہے اجازت
حاصل ہونے کے بعد وہان جاتے ورنہ گاڑیو پر سے دیکھا کرتے ہین
شایقین دس ہی بجے گاڑیان کرایہ کرکے آموجود ہوتے ہین ورنہ تھوڑی
دیر مین جائے کا ملنا دشوار ہو جاتا ہے (۱۱) بجے سے فوج آنی شروع
ہوتی ہے (۱۲) تک حویلی اور مسجد کا پورا گھیرا کرتی ہے - یہ پیدل و
سوار تقریبًا دس ہزار ہوتے ہین انکی وردی ہتھیار گھوڑے سب اعلیٰ
قسم کے ہین (۱۲) بجے موذن نے منار پر چڑھکر بالہجہ مین گھوستے
ہوئے اذان دینی شروع کی ہزارہا مشتاق آنکھین مسجد کے دروازہ پر
جمع ہوئی ہین - لوگ اپنی اپنی گاڑیو سے نکلکر کوچ باکس پر چھپر مین لئے
چڑھگئے ہین - کیونکہ سوارونکی قطار نظر کو روک رہی ہے - اور بنگلہ پر
سے بھی بڑے بڑے ڈیوک اور شہزادیونکی گردنین دیکھ
نکلی ہوئین سلطانی محل کیطرف موڑی ہوئی ہین - پہلے بند گاڑی
دو زبردست مشکی گھوڑے جتے ہوئے ہین اور جنکی باگین ایک خو
ترکی کے ہاتھ مین ہے جسکے بازو پر ایک دیو کے موافق خو
لیل و نہار بتلاتا ہو بیٹھا ہے اور دو وحشی گھوڑے تھامے ہو
نکلی اور مسجد مین داخل ہوئی معلوم ہوا کہ حضرت کی والدہ ما جدہ
دو منٹ ہوئے اوسیطرح دوسری گاڑی برآمد ہوئی تمام فوج

ازدیاد عمر کی دعا نوہ کے ساتھ دی معلوم ہوا کہ حرم محترم اور ولیعہد ہین - اد تنے ہی فاصلے کے بعد ایک کھلی ہوئی گاڑی نہایت شان و شوکت سے بہت آہستہ آہستہ جسمین سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ رونق افروز ہین چلی آتی ہے - آپ دبلے پتلے میانہ قد مختصر موشن و ریش رکھتے ہین سیاہ کوٹ پتلون زیب تن ہے بائین بازو پر ایک نقرئی تمغہ مجیدیہ جو کلدار روپے کی برابر ہے آویزان ہے معمولی تلوار کمر مین پڑی ہے سر پر سادی کلاہ رومی ہے چہرہ پر بشاشت ہے سلطانی اخلاق کے ساتھ - ترکی قاعدہ سلام کا دوسرے یہ ہے کہ اپنے ہاتھ بوسہ دیکے پیشانی پر لگاتے ہین ہر سلام کا جواب دیتے ہوئے ہزار ہا زبانونسے دعا و سلامتی پکاری جاتی ہے اس حشمت و جلال سے لوگونکے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین آپ کے سامنے ادسی گاڑی مین دو افسر ہین کہ جنکی زرق برق فوجی وردیمین آفتاب کی شعاعون کو دہندہلا کر رہی ہین متعدد تمغہ اونکی تہمندی شجاعت و بہادری بتلاتے ہین - ایک اونمین سے جنرل عثمان پاشا ہین شہنشاہ کی جنگ روم روس مین جنکی کارنمایان استقلال دلیری مثل روز روشن کے سب پر عیان ہے - دوسرے محمد علیشاہ ہین - اسی گاڑی کے دونو بازو پر ایڈیکانگ اور دوسرے فوجی اعلے درجے کے افسر قل دریشا جو ۱۰۰ سے زیادہ ہونگے ہمراہ ہین اور گاڑی کے ساتھ نرم نرم

قدمون مین نہایت ادب کے ساتھ گردنین جھکائے ہوے چل رہے ہین اسیطرح سے گاڑی مسجد مین داخل ہوئی - سلطان المعظم گاڑی سے اوترے ہین علما و فضلا شیخ الاعظم جو مسجد مین پہلے سے موجود تھے استقبال کیا اور دست انور کو بوسہ دیا - ایک بجا نماز سے فراغت حاصل ہوئی - فوج مجتمعہ داخلہ کے لیے بڑھنی شروع ہوئی - سلطان ایک کمرہ مین جو مسجد سے ملا ہوا ہے تشریف لائے فوج کا ملاحظہ شروع ہوا ڈھائی بجے تک یہ تمام فوج نظر انور سے گذری اب برخاست ہوئے - ایک مختصر گاڑی مین جو سیل فٹن کی قسم مین سے ہے سلطان تن تنہا سوار ہوئے اور خود ہانکتے ہوئے داخل محلسرا ہوئے - کاش ہماری پارلیمنٹ بھی اسکی تقلید کرتین - یہ ہی وہ جگہ ہے جہان سفرا دول یوروپ یا اعلے درجے کے لوگونکو شرف ملازمت حاصل کرنے کی اجازت ہوتی ہے - سلطان کا اسم گرامی عبدالحمید خان ہے ۱۸۴۲ء مین پیدا ہوئے اور سلطان مراد کے (جو سلطان عبدالعزیز خان کے جانشین ہوئے تھے) خلاء خلافت کے بعد ۱۸۷۶ء مین جلوہ افروز تخت عثمانیہ ہوے - ظاہرا آپ کی تندرستی نازک معلوم ہوتی ہے

سلاطین روم کا یہی طریقہ ہے کہ ایک سلطان کے معزول یا انتقال کے بعد انکا جانشین انکا بھائی ہوا کرتا ہے جو موجودہ بھائیونمین کلان ہو - چنانچہ اسوقت محمد رشید افندی ولیعہد سلطنت ہین جو ۳ دسمبر ۱۸۴۳ء مین پیدا ہوے کہتے ہین کہ یہ ولیعہد نہایت لایق ہین -

اور خواہ آپ کے اتنے قوی نہین ہین جتنا کہ آپ اونسے کام لینا چاہتے ہین
ملک کی بہبودی اور اصلاح کا بہت کچھ خیال ہے عہدہ دار افسر رعایا
آپ سے بہت خوش معلوم ہوتے ہین ایشیائے خیالات کے مطابق
یہانکا ولیعہد اور شاہی خاندانکے اکثر لوگ بطور حراست کے رہتے ہین
اونکی تعلیم ایسی نہین ہوتی کہ وہ سلطنت کے فرائض اور ذمہ داریونکو
پورے طور سے اوٹھانے کے قابل ہون - لاکن اونکی طبعی تیزمانی
فطرتی جودت و قوت تھوڑے ہی سے سہارے پر بہت کچھ اوبھر جاتی
ہے اور سلطنت کے کام چلانے مین پورے قابل سمجھے جاتے ہین -
سلطان کے روبرو کسی عورت کو نقاب سے آنا جائز نہین اور کوئی
عورت یا حرم سلطان سے پردہ نہین کرسکتی خواجہ سراونکا بندوبست
ڈیوڑھی پر رہتا ہے خانگی انتظام کو یہی لوگ انجام دیتے ہین اور
بہت منہ چڑھے ہین - یہانکے امراؤن کی سواری اور مکانات مین
ایشیائی شان و شوکت نہین ہے بالکل منزلی بوباس ہے - ہر سال
۲۶ - رمضان یعنے شب قدر کو سلطانی حویلی مین ایک رسم ادا
ہوتی ہے غالبًا وہ رسم نئی نظرون مین مذموم معلوم ہو لاکن قسطنطنیہ مین
معمولی سالانہ جشن ہے - حویلی دولمہ بغچہ مین جو ایک بڑا شاندار
اونچا گنبد ہے جسمین تمام سنہرے کام اور سنگ مرمر کا فرش اور
دو منزلہ نشست کی جگہ ہے - جسکے ایک کونہ دو منزلہ پر ترکی

عورتون کا بیانڈ بجتا ہے دوشیزہ لڑکیان نہایت حسین وجمیل مختلف ملکونکی جمع ہوتی ہین - انمین اکثر سرکشیا - ہنگریا - بلگریا - ترکش - مصری پریوشون کا جھرمٹ ہوتا ہے - دنیا مین یہ وہ شہر ہے جہان قدرت کے بناؤ سنگار نے کوئی کسر نہین رکھی - اسکی اداسے سی کاریگری اپنی سادگی کا شاخسانا دکھاکر ہماری صنعتون کو چاہین جس قدر کوشش دکھائین سبکو خاک مین ملادیتی ہے - یہ قدرت کے نمونہ دور سے کل پہلائے جاتے ہین - کہا جاتا ہے کہ سلطان اس نما یشگاہ حسنان مین چکر لگاتے ہین اور جسپر ہاتھ رکھدیتے ہین وہ حرم مین داخل ہوتی ہے صبحکو تمام دن اس مسرت مین قلعہ اور جنگی جہاز وسے برابر سلامی ہوتی ہے

اسلامبول جو پہلا حصہ شہر کا ہے اسمین زیادہ اسیا معلوم ہوتی ہے قدیم طرحکا لباس - قدیم وضع کے مدرسے - نماز روزہ کی پابندی - حدود شرع کا خیال - قدیم اشیا کی دوکانین - ترکش حمام غلامون کا بازار - مقبرہ - مسجدین - راستہ وصفائی مین بھی شرقی طرز اسی حصے مین باقی ہے اور حصہ یوروپ کے طریقہ پر ہین - یہانسے چند میل کے فاصلے پر ایک جزیرہ ہے جسکو پرنس آئیلنڈ کہتے ہین یہ نہایت پرفضا دلچسپ مقام ہے اکثر تفریحًا لوگ جایا کرتے ہین اور دعوتین ہوا کرتی ہے - اسی جزیرہ کے قریب ۱۸۵۴ء مین انگریز وفرانسیسی جہازون نے روسیون کو قسطنطنیہ کے محاصرہ کرنے سے روکا تھا جبکہ روسی فوج خشکی کے

راستہ سے قسطنطنیہ کی دیوار کے پیچھے پہونچ گئے تھے اگرچہ ترک انگلستان کی اس معاونت سے ممنون ہین لاکن یہ ضرور سمجھتے ہین کہ انگلستان نے مدد کرنے مین بہت دیری کی اور وعدہ کو وقت پر پورا نہین کیا کیونکہ یہ وقت اس حد تک پہونچ گیا تہا کہ عثمان بادشاہ گرفتار ہوگئے مختار بادشاہ کو اینیائے کوچک مین ترک ملی قلعہ قرص چہن گیا ارض روم کا محاصرہ ہوا اوسوقت جنگی بیڑہ جہازات بحر اسود مین پہونچا۔ روسکی فوج اس قدر قریب آ لینے پر بھی ترکون کا یہ عقیدہ تہا کہ ہم بغیر کسی بیرونی طاقت کی مدد کے اپنے ہی فوج دشمن کو شہر مین داخل نہ ہونے دینگے یہ درست ہے کہ جس استقلال اور ثابت قدمی بہادری جفاکشی وفاداری سے ترکی سپاہیون نے اپنے دشمن کا مقابلہ کیا اور اگر پہلے اپنے صوبون سے اونکو جنگ نہ کرنی پڑتی۔ اور سلطانون کا غزل ونصب نہ ہوتا اور اندرونی انتظامات اطمینان کے قابل ہوتے اور بعض افسرونکی غفلت اور بے پروائی نہ ہوتی تو یہ نوبت ہرگز نہ پہونچتی مگر اسوقت مشکل تہا کہ بغیر بحری معاونت کے دشمن رک سکتا جبکہ زیر دیوار پہونچ گیا ہو۔ دنیا کی تاریخ مین ترکون کا یورپی قیام اپنا آپ ہی نظیر ہے۔ یہ اسلامی سلطنت یوروپ مین تیس دانتون مین بمنزلہ زبان کے ہے اگر ان مین دلیری اور بیحد شجاعت بغیر آپ دوانہ کے رلنے کا مادہ نہ ہوتا کبھی کی یہ زبان دانتون مین پس جاتی اب بھی کسی ترک سے لڑائی کا ذکر کیجئے اور جب کبھی قسطنطنیہ مین ایسے

تذکرہ کا اتفاق ہوا ہے تو دیکھیے اونکے جوشونکو اور اومنگونکو اور ولولونکو حالانکہ اخیر لڑائی کو زیادہ زمانہ نہین گذرا لاکن اوسیکی پرجوش طبیعتین اوسی قسم کی ہین اور ہر وقت اپنے روسی دشمن کے خونکے پیاسے ہین انگلستان مین بہت سی کتابین بہت سے خیال ایسے بھی پائینگے کہ جنکی سرخی ترکس ان یوروپ ہے (ترکون کا قیام یوروپ کی حصہ مین) کہ جنھون نے اپنی کتابون مین انصاف کے حد سے تجاوز کرکے دل کے پھپھولے پھوڑے ہین اور شیخ چلی کے سے خیالات باندھے ہین وہ ہرگز نہین پسند کرتے کہ اسلامی سلطنت کسی یورپی حصہ مین رہے - مگر یہ نرا خیال ہے نہ وہ خیال پورے ہونگے نہ اسلام کا اخراج یوروپ سے ہوگا - اس چار سو برس مین جب سے کہ سلمانون نے قسطنطنیہ کو بزور شمشیر فتح کیا ہے کتنے حملہ ہوئی کتنی ہی لڑائی

تاریخ سراسین مسٹر گبن پروفیسر سے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۶۶ء مین بعہد خلافت معاویہ سلمانون کی فوج قسطنطنیہ کی فتح کی غرض سے روانہ ہوئی تھی اور اس فوج مین حضرت حسین بن علی اور ابوسفیان اور ابو ایوب موجود گان جنگ بدر اور احد بھی شریک تھے سلمانون کے جہاز ونکا بیڑا قسطنطنیہ سے سات میل تک پہونچا اسیطرح چھ سات برس تک ہر سال حملہ ہوتے رہے آخر کار بے نیل مرام سنہ ۶۸ء مین صلح ہوئی حسن

رہی کیا کیا کوششین اس کے چھیننے کی مین نے کین کن کن سے مقابلہ کیا
مگر آفرین ہے اوس قوم پر جنہون نے اپنے تاج اپنے مالک اپنے اسلام
کے بچاؤ کے لیے اپنی جانین مال و متاع جورو بچون کو نثار کیا
شاباش ہے اونکی شجاعت پر جنہون نے بادلون سے اُمنڈتی ہوئی
فوجونکو تہ تیغ کرتے ہوئے ۱۱۸۳ھ میں پائے تخت روس تک پہونچ گئی جب
کبھی کوئی وقت ترک کی مدد بھی کی ہے تو وہ ایسے جیسے آٹے مین نمک
۱۸۵۴ء مین کریمیا کی جنگ ہوئی ہے جسمین انگلستان اور فرانس نے
مدد دی تھی فوج کا شمار ملاحظہ کر لیجئے کہ کیا نسبت تھی کانگریس برلن جو
آخر لڑائی کے بعد یہ میز مجلسی پرنس بسمارک ہوئی اور اس سے ترکون کو
جو نقصان اوٹھانا پڑا یہ توقع نہ تھی کہ یہ حکومت اب سنبھلیگی مگر سلطان کی
روشن دماغی بیدار مغزی مستقل انتظام سے اوس صدمہ کا اثر پورے طور

دوسرا حملہ سنہ ۷۱ھ مین سلیمان خلیفہ ششم بنی امیہ کے وقت ہوا مسلمہ سپہ سالار
اور فرزند خلیفہ وقت نے قسطنطنیہ کو اپنے شدید محاصرہ سے مغلوب اور خراج
گذار بنا لیا تھا اور خود تنہا قسطنطنیہ کی ہر گلی کوچہ مین سیر کر کے ایا صوفیہ سے جو اسوقت
نصارا کی گرجا تھا صلیب نصارا کو اتار فتح مین لگا کر واپس ہوئے خلفائے
بنی عباس کے وقت مین بہت سے حملہ قسطنطنیہ پر ہوتے رہے آخرکار
سنہ ۸۵۷ھ مین سلطان محمد خان ثانی کے ہاتھ سے قسطنطنیہ فتح ہوا اور قیصر مارا
قتل کیا گیا۔ حسن

پر نہین ہوا انہی سلطان نے قسطنطنیہ کے اطراف اور بعض دریائے
سقامات مین عمدہ اور مناسب موقعون پر قلعہ تیار کرائے ہین اور بہت
سے پہلے قلعون کو درست کرائی ہے فوج اور توپ خانہ رکھتے ہین
وقت معینہ کے بعد کسی جہاز کو اوس دریا پر سے گذرنے کی مجال نہین
چنانچہ جس وقت ہمارا جہاز دریائے ڈارڈینلز پر پہونچا یہان ایک
قلعہ ہے جہان سے قسطنطنیہ رات بھر کا راستہ تھا جہاز کے لنگر کرتے ہی
ترکی آفیسر نے موافق قاعدہ کے جہاز کو روکا کہ بعد آگے جانے کی اجازت
دی یہ وقت شام کا تہا قلعہ سے توپ چلی - جہاز کے کپتان نے
کہا کہ اگر اس توپ کے چلنے کے بعد ہم پہونچتے تو ہمارا جہاز کل صبح تک
یہین لنگر کئے ہوئے ہوتا - یہ توپ علامت اسکی ہے کہ اب کوئی جہاز
گذر نہین سکتا -

معاف کیجئے مین آپ کو قسطنطنیہ کی سیر دکہاتا دکہاتا
اخیر مین ایک اور ہی طرف نکل گیا تہا چلئے بہت وقت درکار ہے
نہ اسوقت اوسکا موقع ہے اب قسطنطنیہ کے وہ مقامات بتا دئے جاتے
ہین جو قابل دید ہین تفصیل سے پھر ملاحظہ کر لیجئے گا وقت مختصر ہے -

ولمہ بگچہ (حویلی سلطانی) بازار (یہ بازار کئی
مسجدون اور علیحدہ کیفیت ہمارے دوست میر لیاقت علی صاحب نے بہ تشریح ارقام فرمانیکا
وعدہ کیا ہے اسلئے ہم کوئی نوٹ اس مسجد کی نسبت نہین لکھتے حسن

میل مین ہے) مسجد ابا صوفیہ[13] (دنیا کی مشہور مسجدون مین ہے)
مقابر[4] (جہانگہ سلاطین دفن ہوئے ہین) مدرسہ[5] شفاخانہ[6]
ب[7] عالی (دارالوزارت) بیار بکس[8] - حمام[9] - بازار غلامان[10] -
یونانیون[11] کے قدیم معابد - مسلخ خانہ[12] - خزانہ[13] (اس مین تمام سلاطین
عثمانیہ کی پوری قد کی بنی ہوئی تصویر ہے معہ اصلی جواہر و ہتھیار و پوشاک
جو زیب تن فرماتے تھے) قسطنطین کا کسٹن[14] (شاہ قسطنطین کے وقت کا
ایک رکان ہے جسمین ایکہزار ایک ستون ہین) عجائب خانہ[15] لباس قدیم سکونترا
مین وہ جائے جہانگہ انگریزی فوجکی بے شمار ہڈیان اسطرح سے ایک
جائے پر جمائی گئی ہین جیسے کتب خانہ مین کتابین - ڈانسنگ درویش[16]
(وہ فقیر جنکو حال آتا ہے) ہنڈروم[17] (عجائب خانہ قدیم)

لیاقت علی

اطلاع

ف ۱ اس رسالہ کی قیمت پیروی نجات کے خریدار بذریعہ منی آرڈر یا کاغذ زر بادلہ ارسال فرما کے بیخبر کو ممنون فرمائین۔

ف ۲ ناظرین اپنے تبادلہ مقامات سے دفتر کو اطلاع فرمانے نہین بسبب اوقات عدم دریافت مقام سے رسالہ نہین پہونچتا ہے واپس آتا ہے۔

ف ۳ بہت سے حضرات جنکی آمدنی کم ہے رسالہ حسن کی قیمت کی تخفیف کرنیکے بارہین درخواست کرتے ہین ماہ مارچ سے کاغذ قسم دوم پر جو رسالہ طبع ہوتا ہے اوسکی قیمت سالانہ (۱۲) ہوجائیگی اور نیز ان دونون پچھلے رسالونکی خریداری کی درخواست ہر طرف سے آرہی ہے یہ تو علم نہ تھا کہ اس رسالہ کی اس درجہ ملک مین قدر دانی ہوگی۔ اسوقت ہمارے پاس پچھلے رسالے بہت کم موجود ہین اگر سو درخواست سے زیادہ وصول ہوئین تو ہم پچھلے پرچے دوبارہ چھاپ بیٹھیگے

ف ۴ اگرچہ رسالہ حسن چند اخبارات کے معاوضہ مین بھیجدیا جاتا ہے مگر یہ تو نہین ہوسکتا کہ تمام ہندوستان کے اخبارات کا معاوضہ اس رسالے سے ہوسکے۔ مگر اکثر صاحبان مطابع اخبارات ارسال فرمانے کے معاوضہ مین رسالہ حسن طلب کرتے ہین ہم اون حضرات کا معاوضہ بھی قبول کرینگے جو صاحب اپنے اخبار مین ماہواری ایکبار رسالہ حسن کا اشتہار جو عند الطلب علیحدہ مرسل ہوگا طبع فرمائین +

محمد عبد الصمد خان منیجر رسالہ حسن۔

اشتہار باغستان

اس باغ مین ایشیا اور یورپ کے مشہور مشہور اور دور دراز سے آئے ہوئے مختلف قسم کے میوہ دار درخت موجود ہین جنکی نظیر شاید تمام ہندوستان مین بہت کم ہوگی - یہان پر چند پودہونکے نام مع تعداد و اقسام لکھے جاتے ہین جو صاحب شوق و خواہش کرین طلب فرمالین - جو پودے تیار نہون تاریخ اطلاع سے دو ماہ کے اندر بھیجدیے جائین گے -

(۱) قلمی (پیوندی) آم	۴۴	اقسام فی	۱۲ر
(۳) شفتالو	۱۷	"	۸ر
(۵) انار	۵	"	۴ر
(۶) پیر انگریزی میوہ	۶	"	عدد
(۹) جام (امرود)	۷	"	۴
(۱۱) جیکوترا	۵	"	عدد
(۱۳) انگور	۵۲	"	۸
(۱۵) لکاٹ	۵	"	عدد
(۱۷) سیتھا پھل			۴ر
(۱۹) ہرتالوڑی			۴ر
(۲۱) زیتون			عدد
(۲۳) نکرن (انگریزی میوہ دو قسم)			عدد
(۲۵) پپنس		"	۸
(۲۷) کمرک		"	عدد
(۲۹) جل پھل (الہ آبادی)		"	۸ر
(۳۱) بھو	۲	"	عدد

(۲) سیب	۳۳	اقسام فی	عدد
(۴) آلو بخارا	۹	"	۸ر
(۶) شہتوت	۲	"	۴ر
(۸) زردآلو	۵	"	عدد
(۱۰) سنترا	۱۲	"	عدد
(۱۲) انجیر	۵	"	۴ر
(۱۴) وامبی (چین کا پھل)	۲	"	عدد
(۱۶) سورساپل (ایک انگریزی میوہ ہے)			عدد
(۱۸) رام پھل			۴ر
(۲۰) پپیتہ (یہ نہایت عمدہ انگریزی میوہ ہے)			عدد
(۲۲) تمور مختلف اقسام			۴ر
(۲۴) اسٹرابیری		"	عدد
(۲۶) بریڈ فروٹ (روٹی پھل)		"	عدد
(۲۸) ترنج		"	۴ر
(۳۰) کاجو		"	۹ر
(۳۲) کوئیٹ			

(۳۳) گلابی جام ۴۰ | (۳۴) گلاب پیل ۴۰

(۳۵) کھجور ۸/ | (۳۶) پیر ۳۰ قسم ۸/

المشتہر

منجم مطبع حسن

کارخانہ گوڑہ حیدرآباد دکن

اشتہار تاریخ عرب

ہمارے مطبع مین ترجمہ تاریخ سلاسین مولفہ گبن پروفیسر عربی یونیورسٹی کیمبرج طبع ہوتی ہے اور قریب ہی مین پوری ہوجائے گی

جن حضرات کو خریداری منظور ہو پانچ روپیہ بھیجکر طلب فرماوین یا

بذریعہ ویلو پے ایبل پارسل کے۔

المشتہر

منجم مطبع حسن

اعلان

بکلز ہسٹری آف سویلیزیشن کی جلد اوّل ترجمہ ہوکر تیار ہے
یہ وہی عدیم الوجود کتاب ہے جس کا آرٹیکل ہمارے رسالہ نمبر ۵ جلد ۲
مین درج ہے یہ کتاب غایت شہرت سے محتاج تعریف نہین اگر
خریداری کی تودرخواستین بہم پہونچ جائین تو ہم اوسکو چھاپ دینگے

اشتہار طبع اشتہارات

ہمارے مطبع مین تجارتی اور معمولی حسب ذیل اجرت پر
اشتہار طبع ہوتے ہین اجرت فی سطر فی ماہ ایک سال کے لیے ۱ر
نشاہ کے لئے ۱ر سہ ماہ کے لیے ۲ر
مگر ایک روپے سے کم کا اشتہار درج نہ ہوگا۔

المشتہر
منیجر رسالۂ حسن

اشتہار

(۱) اس رسالے کی قیمت موصول ڈاک سالانہ ۔ ۵ روپے

(۲) کم آمدنی والوں سے یعنے جنکی تنخواہ دو سو سے زاید نہو لوپر

(۳) جو صاحب سب سے اعلے مضمون یا ترجمہ عنایت فرمائین گے اونکو ایک اشرفی نذر دیگی

(۴) دفتر مین مضامین ہر مہینے کی ۲۰ تاریخ تک پہونچ جانا چاہیے ۔

(۵) ناپسند مضمون نہ طبع ہوگا ۔ نہ واپس ۔

شرحد سنخط

حسن بن عبداللہ المخاطب بہ نواب عماد نواز جنگ بہادر

ذیل کی کتابین ہمارے دفتر مین موجود ہین

۱ ۔ ترجمہ تاریخ افغانستان مصنفہ ۔ بی ۔ اے ۔ واکر بر سٹرائٹ لائبریری

۲ ۔ بچون کی پرورش کے طور و طریقے ڈاکٹر ہارویصاحب کی کتاب کا

ترجمہ مس ایڈتھ بورڈسن صاحبہ نے کیا ہے اور انعام پایا ہے ۸

(۳) ۔ زراعت دکن مصنفہ حسن بن عبداللہ المخاطب بہ نواب عماد نواز جنگ بہادر

المشتہر

محمد عبدالصمد خان منیجر

حیدرآباد دکن

جلد دوم　　حسن　　نمبر

آگست سنہ ۱۸۹۹ عیسوی

مضامین

لکچر ترکی کے عام ترقی و شائستگی پر۔ از پروفیسر زیمبری (لندن) .... ۱ صفحہ

آئین تعمیری باب دوم ..... از شمس العلماء خان بہادر مولوی محمد ذکاء اللہ صاحب فیلو آف دی الہ آباد یونیورسٹی (دہلی) ۱۷

مین کیون مسلمان ہوا ..... از مولوی محمد اصغر حسین صاحب کلکتہ ... ۴۱

دیباچہ سفرنامہ یورپ ..... از نواب فتح نواز جنگ بہادر بار ایٹ لا ... ۵۷

بقیہ سفرنامہ کوہ نیلگری چار کا بیان] از عالیجناب معلی القاب نواب امیر الملک بہادر رسین المہام مالگذاری سرکار عالی ۸۱
] حیدرآباد دکن

مطبع حسن مین چھپا

جلد دوم　　حسن　　نمبر ۸

لکچر

ترکی کے عام ترقی اور شائستگی پر

از پروفیسر ویمبری

(یہ لکچر لندن کے ایک بہت باوقعت مجمع کے روبرو دیا گیا جسمین کثیر تعداد سوسائٹی و لٹریری اخبارون اور پارلیمنٹ کے ممبرون کے علاوہ تقریباً تمام دیگر معززین شامل تھے)

تمدن و طرز معاشرت

انیسوین صدی مین جو عظیم الشان تغیرات اور تبدیلیان ترکون کے طرز تمدن اور معاشرت مین ہوی ہین مین چاہتا ہون کہ ان تعجب انگیز غیر معمولی واقعات کو بیان کرون جس سے ہم سب لوگون کو تعجب ہوگا کہ ترکون نے کہان سے کہان تک ترقی کی اور انکے ہمسائے جو وسط ایشیا مین ہین بالمقابلہ کسیبی ابتدائی حالت شائستگی مین ہین باستثنائے سادگی اور غیر شگفتگی کے جو رومیون کے چہرون سے عیان ہے اور جو غالباً تقدیر پر بالکل بھروسہ کرنے یا مسایل صوفیہ پر چلنے کا نتیجہ ہے ترک عثمانیہ بالکل ہلکون کی طرح یورپین ہین۔ پوشاک کے لحاظ سے وہ لوگ بجز ٹوپی کے بالکل ہمارے ہوگئے۔ اعلیٰ طبقہ کے لوگون کی غذا بھی یورپین اعلیٰ طبقہ والون کی سی ہے۔ سیر و تفرج مین تو مجھے افسوس ہے کہ رومیون کا ہمسے بھی بڑھا چڑھا ہے کیونکہ بعض وقت ایسے تفریحی مشاغل مین مصروف ہوتے ہین جنکی اجازت قرآن مجید سے نہین ہے اور وہ وہی ہین جو انسانی زندگی اور صحت کو مضر ہین۔ زمانہ حال کے ترک ایسے تماشاؤن کو بہت پسند کرتے ہین جو فرانسیسی یا ترکی زبان مین ہوا کرتے ہین۔ وہ بہت شوق سے ہمارے

تھیٹروں کو دیکھتے سنتے ہیں اور جس شائستگی اور ضروری تربیت اور تکمیل کو وہ لوگ عورتوں کی سوسائیٹی میں ظاہر کرتے ہیں اوسکے دیکھنے سے آپ لوگوں کو مشکل سے یقین ہوگا کہ یہہ لوگ ایشیائی ہیں اور اسکو تو آپ اور بھی مشکل سے مانینگے کہ یہہ وہی ترک کے اولاد ہیں جنکے روبرو عیسائی یا یورپین کا نام لینا ہی غضب تھا۔ یہاں تک کہ حرم میں جو فی الواقع ایشیائی طرز معاشرت میں نہایت مذموم شے ہے بہت تبدیلی ہوئی اور ہو رہی ہے۔ بیشک یہہ بہت اچھا ہوتا اگر اس خراب طریقہ کا بالکل قلع قمع ہو جاتا لیکن تعلیم نسوان جو ترقی پذیر ہے اس کی اصلی اصلاح کریگی اور اس خوفناک قفل کی کنجی صرف لڑکیوں کے عمدہ مدرسہ میں تیار ہو سکتی ہے۔ لیکن صدہا ایسے آثار پائے جاتے ہیں جو خود بہت بڑی تبدیلی بتلا رہے ہیں چنانچہ ترکی لیڈیوں نے اپنے پوشاک میں ایک جدت پیدا کی ہے۔ میرے سامنے جو لباس ترکی لیڈیوں کی تھی وہ ایسی بدشکل تھی کہ مثل ایک بوڑے کی بالکل بدنما معلوم ہوتی تھی۔ اب بجاے اوسکے مین ٹلا کا استعمال کرتی ہیں جس سے کمر کا اندازہ ہوتا ہے اور خوبصورتی معلوم ہوتی ہے۔ برقع ناک سے ٹھوڑی تک ہوتا ہے اور بجاے زرد نیٹو شل اور بوٹون کے اب یورپین شوز (جوتا) استعمال کیا جاتا ہے۔ اب ٹرکش لیڈیان اسطرح شرمیلی نظروں اور جھجکتی ہوئی قدموں سے عام مجمعوں میں نہیں آتی جسطرح پہلے زمانہ میں آتی تھیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ پوری آزادی کے دن جو بہت جلد آنیوالے ہیں اوسکا یہہ آغاز ہے۔ ہلوگ یوروپین ابتک اسی خیال باطل کی پیروی کر رہے ہیں

کہ اسلام مین حرم کا حکم قرآن سے ہو اور اسلام ہی نے دونون فرقون مین سخت امتیاز قایم کیا ہے۔ لیکن حقیقت مین یہہ ہماری سخت غلطی تہی۔ قرآن مین کہین حقوق عورات پر سختی نہین کیگئی۔ چنانچہ اس ملک مین جب ضرورت حفاظت نسوان ثابت ہوئی جسکو چندہی سال گذرے تو ایک قانون موسومہ حفاظت جایداد عورات۔ (وومنس پراپرٹی ایکٹ) نافذ ہوا حالانکہ اسلام نے ہزار برس پہلے یہہ ضرورت رفع کردی۔ کئی سو برس گذرے کہ مسلمانون کی عورتون کو اپنے مکانون مین پورے پردہ داری کے ساتہہ کامل آزادی رہی ہے۔ نہین نہین بلکہ تاریخ سے ثابت ہوا ہے کہ اسپین اور دوسرے مقامات مین عرب کی عورتون نے طارق کی ماتحتی مین فتوحات مین شریک رہین۔ حرم وکہنا صرف مسلمانون کی ایجاد نہین ہے یہہ کیفیت برہمنون اور بدہون مین بہی ہے بلکہ شرقی عیسایئون مین بہی رواج ہے جسکو وہ اوسیقدر مضبوطی سے چلانا چاہیے جسطرح مسلمان یہہ صرف حرم ہی نہین ہے جسمین اسقدر تبدیلیان ہوی ہین بلکہ انکی سبب سے معاملات خانگی مین اصلاح ہوئی ہے جو مغربی تہذیب کا اقتضا ہے۔ مکانات۔ اسباب آرایشی وغیرہ۔ اور پوشاک اور آپس کا میل جول اعلیٰ درجہ کے عثمانیون نے ایسا رکہا ہے کہ شکل سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ وہی شرقی لوگ ہین جنکے بہائی بندایران اور ہندوستان مین پائے جاتے ہین اور جنمین کونسٹان اس تہذیب و شایستگی کا نہین پایا جاتا اگرچہ ہندوستان مین آپ کے تعلیم سے اس سے بہی زیادہ عمدہ نتیجہ پیدا ہوسکتا ہے لیکن یہہ بہی ملحوظ خاطر رہے کہ اس مہذبانہ رفتار مین

بارہا بڑے بڑے روکین ڈال دی گئین اور جو اسباب و قوت ترقی آلات تہذیب و تربیت کے تھے انکا استعمال جنگ اور جنگی ہتیار مین ہوگیا - اعلی طبقہ مین جو مغربی علم و تہذیب مین کی ترقی ہوی ہے اوسکا اثر روز افزون ترقی کے ساتھ متوسط اور ادنی طبقہ مین ہوتا جاتا ہے اور اگر صلح اور امن امان قایم رہا تو سلطان روم علوم کی ترقی مین بہت سے توجہ ہونگے جسکی جانب ابتک افسوسناک بے پروائی رہی ہے

عام تعلیم

سلطنت ترکی کے تعلیمات کا ذکر کرتے ہوے مجھکو سب سے پہلے یہہ ریمارک کرنا ہے کہ وہان ابتک قدیم اسلامی طریقہ پر خواندگی جاری تہا جو غالب درجہ مذہبی لباس مین ملبوس تہا اور جو کیفیت کچھہ کچھہ ہماری مڈل ایجز یعنے وسط ایام مین تہی چونکہ تعلیم کا سلسلہ طالب علم کے سولہوین برس تک رہتا تہا تاکہ وہ قابلیت سے پڑھہ سکے اسلئے پڑہے لکھے کی تعداد بہت کم ہوتی تہی اور عورتون مین تو بجز چند عالے خاندانون کے بہت کم رواج تہا - تیس برس کا زمانہ گذرا کہ یورپین علوم و فنون کی تحصیل برائے نام تھی اور جو لوگ کچھہ بہی فرانسیسی بول سکتے تھے وہ تاریخ جغرافیہ اور دوسرے علوم طبعی سے محض نابلد تھے -

اب ترکی مین تین قسم کے مدارس جاری ہین - اول مدرسہ صبیان یعنے مدارس تعلیم ابتدای جسمین لکہنا پڑہنا - کچھہ دینیات حساب اور جغرافیہ بتلایا جاتا ہے اس قسم کے بہت سے مدارس سلطنت کے مختلف مقامات مین فی الحال

کھولے گئے ہین انمین سے بہت مشہور حیدریہ واقع شنکنک - جس المعارف قائم استنبول - خریف واقع سقوطری اور اسیطرح سمرنا ترابزن اور سلونیکا وغیرہ مین متعدد مدارس ہین - اسکے بعد اعلی مدارس اداویہ ہین جنکو انگریزی مین کالج اور جرمنی مین جمنازیم کہہ سکتے ہین - یہان ترکی - عربی - فارسی جغرافیہ تاریخ علوم طبعی اور فرانسیسی پڑہائی جاتی ہے - صرف قسطنطنیہ مین ایسے کالج بیس ہین اور اور مفصلات مین سو سے زاید - اسکے علاوہ ایک قسم کے اور کالج ہوتے ہین جہان طلبا فوجی کالجون مین داخل ہونیکے لیے تیار کیے جاتے ہین - اس قسم کے مدارس قسطنطنیہ مین دس ہین اور چھ سو سے زاید طلبا تعلیم پاتے ہین مفصلات مین ان مدارس کی تعداد زیادہ ہے - حال مین بلکہ خاصکر موجودہ سلطان کے عہد مین تعلیمات کی بہت ترقی ہوی ہے اور قاسم پاشا کے مدرسہ مین ان طلب علمون کے لیے جو بحری خدمت لینا چاہین انگریزی بھی پڑہائی جاتی ہے - وہان کے ہائی اسکول فرانسیسی لیسیز کے مقابل ہین - ان مین سے نمبر اول گلاٹاسرای کا کالج ہے جسمین ایک ہزار سے زاید طلبا زیر تعلیم ہین زبان فرانس لازمی ہے اور لاطینی - انگریزی - یونانی - اٹالی - جرمنی ارمنی عربانین سکھلای جاتی ہین - اسکے علاوہ علم کھدیدہ کی بڑے شور زور سے تعلیم ہوتی ہے مثلاً طبعیات - نیچرل فلاسفہ - کیمسٹری - جیالوجی (علم طبقات الارض) وغیرہ ان قسم کے کالج مختلف صوبون کے اعلی شہرون مین کہولے گئے ہین - گلاٹاسرای کالج کے بعد ملکیہ مدرسہ ہے جسمین خدمات ملکی اور نظم و نسق کے لیے طلبا کو سول سروس

تعلیم دیجاتی ہے - اس مدرسہ مین ملکی اور انتظامی یعنے جسقدر پولیٹیکل عہدہ
داروں کو اندرون وبیرون سلطنت مختلف قسم کا تعلق رکھنا پڑتا ہے تعلیم ہوتی ہے
اور چونکہ اس مدرسہ کے تعلیم یافتہ مفصلات مین اعلیٰ خدمات پر لازمی طور سے مامور
ہوتے رہینگے اسلئے وہان کے حسن انتظام مین بہی ترقی ضرور ہوتی رہیگی - سول
سروس کے مدرسہ مین پانچ یعنے ہین اور چھ سو طالب علم داخل ہین فوجی کالج
زیر اہتمام وان ڈی گولٹز پاشا اور زیہی پاشا تمام یورپ مین سب سے افضل
ہے - اس مین روسی زبان لازمی کر دیگئی ہے - اسکے سوا کالج آف لا یعنے
قانونی مدرسہ ہے جسمین علاوہ فرانسیسی اور علوم جدیدہ کے دیوانی فوجداری
تجارتی - بحری - (جہازی) اور ملکون کے باہمی قوانین سکہلاے جاتے ہین -
میعاد تعلیم چار سالہ ہے اور تعداد طلبا تین سو سے زاید - سول انجینر - بحری عہدہ دار
اور ڈاکٹرون کے مخصوص مدارس ہین - مدارس طبی سے تمام فوج اور صوبون مین
فارغ التحصیل اطبا بھیجے جاتے ہین - ایک مدرسہ صنعتی بہی ہے جسمین تصویر کا
کام سکہلایا جاتا ہے دیکھو یہہ وہی ملک ہے جسمین چند سال پہلے تصویر کشی
گناہ کبیرہ سمجہا جاتا تھا - لڑکیون کے مدرسے اسوقت تک بہت کثرت سے ہین
ہین مگر اس خیال سے کہ جہان عام مدارس مین لڑکیون کا بھیجنا نہایت درجہ
مذموم خیال کیا جاتا تہا وہان اسوقت کئی سو لڑکیون کا مختلف ابتدائی اور
اعلیٰ مدارس مین زیر تعلیم ہونا بہت بڑی کامیابی سمجہی جاتی ہے - اور ابہی چند
روز ہوئے کہ سلطان نے ایک عمدہ معلمہ کو تمغہ سے سرفراز فرمایا - الغرض

تمام سلطنت مین تعلیم قریب قریب لازمی کے ہوگئی ہے اور وہ وقت دور نہین ہے کہ وہان کے تعلیم یافتہ کی تعداد یورپ کے اور ممالک کے برابر ہوجائیگی۔ یہہ ایک قدرتی بات تہی کہ عام تعلیم کے جدید طرز کا اثر قوم کے ولولہ پر ویسہی طرح پڑے اور زبان دانی و ادب مین تبدیلی پیدا کرے۔

زباندانی اور ادب

جبکہ ہم یورپین کے نزدیک زبان اظہار خیالات یا تقریر و تعلیم کا آلہ سمجھا جاتا ہے مشرقیون مین اپنے مطالب کو بڑے پیچیدہ عبارت اور باریک نکات سے بیان کرتے ہین (اور اسلئے زباندانی اور ادب مین فرق ہے) ایسی عبارت کا لکھنا جو عام اور زود فہم ہو اہل مشرق بازاری اور قابل نفرت سمجھتے ہین اور اسلئے ایک مطلب کے لئے چار چار فقرے بیان ہوتے ہین اور پیچدار آہنگ گل وغیرہ مستعمل ہوتے رہتے ہین۔ تاکہ فقرہ خوبصورت اور مرصع ہو ترکون کا دستور ہے کہ لاکھون عربی فارسی الفاظ اپنے زبان مین بھرتی کرتے ہین بلکہ جس مقام پر خاص اپنے زبان کا لفظ صحیح طور سے کہا سکتے ہین وہان بہی غیر زبان کے الفاظ استعمال کرتے ہین اسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ عثمانیہ ترکون کی زبان تین بالکل مختلف زبانون کی مرکب ہوگئی اور کسیصورت سے اپنے سے ادنے درجہ کے لوگون کے سمجھہ مین نہین آتی۔

بارہا مجھکو اتفاق ہوا ہے کہ مین نے اپنے ترکی نوکرون سے ترکی زبانمین باتین

کہین مگر انلوگون نے بالکل سمجھا ہی نہین اور کسیقدر عمدہ زبان تو عام لوگون کے سمجھ سے باہر ہے۔ کتابین لکھی گئی مگر طبع نہین ہوئین اور وجود ایسے کتابون کا کالعدم ہے۔ پس اس معاملہ مین ایسی عمدہ اصلاح ہوی ہے کہ مجھکو سخت تعجب ہوا ہے۔ بجاے اسکے کہ بڑے بڑے فقرے لکھے جائین جو بعض اوقات دو دو صفحون تک پہونچ جاتے تھے اب چھوٹے چھوٹے جملون مین لکھتے ہین اور الفاظ عربی و فارسی کے جگہہ پر موزون ٹرکی الفاظ اس ترتیب و تصریف سے آتے ہین کہ غالب تعداد عوام الناس کی بخوبی سمجھتی ہے۔ اس جدت اور آسان طریقہ رائج پا جانے سے اخبارات نے بعجلت عجیلہ ترقی کی ہے اور جبکہ میرے وقت مین صرف ایک اخبار جریدہ حوادث نامی چھپتا تھا جسکو چند منتخب آدمی پڑھ سکتے تھے اب ترکون نے کئی روزانہ اخبار تک نکالے ہین جسکے ناظرین اوسیقدر زیادتی کے ساتھہ ہین جسطرح یورپ کے ممالک جنوب مشرق مین اخبار پڑھنے والے ہین۔ ہفتہ وار اور ماہوار اخبارات اور رسالے بھی جاری ہین اور ہر دلعزیز لٹریچر روز افزون ترقی کے ساتھہ ادنی درجہ کے لوگونمین پھیلتا جاتا ہے۔ آپ لوگون کو صاف طور سے معلوم ہو سکتا ہے کہ علوم اسلامیہ مین خاصکر مذہبی جزو تھا جسمین دینیات تفسیر بیان منطق کی تعلیم تھی یہ سلسلہ تعلیم بجنسہ ہمارے یہان مڈل ایجز (زمانہ وسطی) مین مروج تھا۔ ہمارے علوم مغربی یعنے موجودہ علوم جدیدہ جس سے جدید شائستگی مراد ہے اوس زمانہ مین صرف بے توجہی سے نہین دیکھے جاتے تھے

بلکہ انپر نفرت کی نگاہین اُٹھتی ہین - یہہ بات نہایت خوشی کی ہے کہ ترکون نے کامیابی کے ساتھہ اپنے قدیم تعصب اور خیالات کو کھو دیا جسکی بنیاد ہملوگ غلطی سے قرآن کی طرف منسوب کرتے تھے موجودہ سلطان کے عہد سلطنت مین ہمارے علوم جدیدہ کی کل شاخون کی ترکی مین خوب ترقی ہوئی اور مین اسبات کے کہنے مین مطلق مبالغہ نہین کرتا کہ جسطرح ترکی مین علوم جدیدہ اور علوم دینیہ کی ساتھہ ساتھہ تعلیم ہوتی ہے اوسکی نظیر یورپ کے کسی مقام مین نہین پائی جاتی - پس آپکو موجودہ علم ادب کی کتابین عمدہ اور موزون زبان ترکی مین ترجمہ شدہ ملینگی جہان جابجا اصلی کتابون کا حوالہ دیا جائیگا جو بات کہ قابل لحاظ ہے کیونکہ اہل مشرق اسطرح اپنی معلومات سے اہل یورپ کا مقابلہ کرسکینگے -

بوعلی سینا ابن ظہر حاجی خلیفہ وابن خلدون وغیرہ کی کتابین اور محققین ہنوز اہل مشرق کے دلون سے جاتی نہین رہین - اگر انکو اعانت - مہلت اور امن نصیب ہو تو وہ بجاے خود بہت ترقی کرسکتے ہین -

جس شے نے مجھے زیادہ متعجب کیا وہ یہہ ہے کہ موجودہ ترکی لٹریچر اس امر مین کوشش کر رہا ہے کہ ہملوگون مین سے نامور لوگون کی پبلک لائف کو جانچے اور ہمارے علما و فضلا کی حالات کو قلمبند کرے - چنانچہ مشاہیر نامی مجموعہ مین انگریزون کے نامور سلاطین - مدبرین - فوجی جنرل - حکما - صناع - سیاح - انجنیر - تماشا گر وغیرہ کے تذکرے ملتے ہین - اور اما سیا یا دیا کر کے ترکون کو شکسپیر - گیرک - ڈارون - جیمس واٹ - ہربرٹ اسپنسر کی

کتابین اور اونکے تذکرے پڑھتے ہوے دیکھکر مجبوراً اقرار کرنا پڑتا ہے کہ اونکی یہہ حالت غیر معمولی اور بالکل عجیب ہے۔ گذشتہ زمانے مین کسی مسلمان کیلئے یہہ بات ناممکن تھی کہ وہ اپنا کچھہ وقت کسی غیر مسلم بے ایمان کے حالات پڑھنے مین صرف کرے جسکے لیئے اوسکا نام ہی سخت حرارت کا باعث ہوتا تھا جسطرح دیندار عیسائی مکریزی۔ بخاری بیضاوی۔ جلال الدین رومی وغیرہ وغیرہ کا نام تک سننا گوارا نہین کرتے۔ لیکن اب ایک عجیب تغیر تبدل ہوگیا ہے سخت تعصب اور بے ایمانی تو ہمیشہ خطرناک ثابت ہوی ہے لیکن اب خود غیر مذہبون نے اپنے مداح ملاؤن کو پایا ہے چنانچہ آپ کے مشہور کنین ٹیلیر کے اہل اسلام بہت کچھہ معترف ہین میری راے مین یہہ بہت اچھی بات ہے کہ ایک دوسرے کی قدردانی کرے اور باہمی تعارف کا نتیجہ جانبین کا فائدہ ہے۔ ترکی کے جدید لٹریچر مین جو تبدیلی کیگئی ہے اوسکا ذکر کرتے ہوے یہہ بیان ضروری ہے کہ جو تبدیلیان حال مین کیگئی ہین انکا اثر صرف زبان تک محدود نہین رہا بلکہ اسی طرز تحریر اور عبارت مین اعلیٰ درجہ کی انشا پردازی اور مختلف علوم وفنون مین بحث کیجاتی ہے پرانے ترکی شاعری مین جو باتباع عربی اور فارسی سے تھی ہر ہر موقع پر بلبل شیدا کا نالہ۔ باد صبا سے سرو چمن کا جھومنا۔ عشاق سوختہ دل کے سینون سے دھوان نکلنا۔ اس ناپائیدار زندگی پر لعنت ملامت۔ اور بہت سی اسیطرحکی فضول اور بے سروپا مبالغہ آمیز باتین جو ایشیائیون کے خمیر مین داخل ہوگئی ہین لکھی جاتی ہین یہہ باتین ترکون کے ساتھہ اوسوقت تک تھین جب تک وہ ایشیائی طرز طریقہ

سے لپٹے ہوئے تھے۔ اور جب تک گذشتہ نقش قدم پر چلنا لازمی سمجھا تھا۔
جبانکو معلوم ہوا کہ علم و شائستگی کا آفتاب یورپ سے نہین نکلتا بلکہ پچھم مین تو فوراً
وہ اوس جانب پھر گئے اور اپنے زندگی نئے طرز پر لگادی جدید سامان تفریح و دلچسپی
کے مہیا کئے۔ پھکیلی فوق البھڑک ایشیای لباس کیجگہ پر یورپین سادہ اور
کارآمد پوشاک اختیار کی۔ صرف کسیقدر رنج کی یہہ بات ہے کہ فرانسیسیون کی
جو انبک وہان مقبول استاد تھے قدم بقدم پیروی کی ہے لیکن یہہ ممکن
نہین ہے کہ فرانس کا جدید ترقی یافتہ لٹریچر ایسے قوم پر اثر نکرے جو مغربی
تہذیب کیجانب بہت کچھ جھک چلا ہے۔
بیشک یہہ بہتر ہوگا اگر ٹرکی علمی رفارم انگریزی مفید علم ادب کیطرف خیال رجوع
کرین اور نمونتاً اپنے یہان جاری کرین اور پولیٹکس سے اپنے علم ادب کو خلط
ملط نکرین لیکن ہلوگون کو اس معاملہ مین زیادہ زور دینا نہین چاہیئے کیونکہ
خود اونہون نے اس جدید روش مین بہت کچھ ترقی کی ہے۔ حال کے
ٹرکی مصنفین مثلاً کمال بے شناسا افندی۔ فیا پاشا حامد بے سکرٹری
سفارت عثمانیہ لندن وغیرہ وغیرہ پر پورا پورا جدید روش کا اثر پہونچا ہے
اور انہون نے اس معاملہ مین بہت کچھ ترقی کی ہے۔ انکو اپنے ملک کی اعلیٰ
خدمت کرنیکا جوش ہوا ہے اور بعض انمین ایسے علمی قابلیت والے ہین کہ
نہایت افضل اور اعلیٰ یورپین قوم کے فخر ہو سکتے ہین۔ نہایت درجہ نگرانی
اور غور کرنے اور بار بار پیچیدہ مجلسون کے منعقد کرنے سے بالآخر وہ اسقدر کامیاب

ہوے کہ ملک کی خیر خواہی اور خود اعزازی خیالات کو بھڑکایا ہے جسکی ترکون
مین مثل جملہ مسلمانون کے سخت ضرورت تھی لیکن اگر اس خیال کی ایسی طرح
پرورش ہوی اور ہدایت معقول ذریعہ اور طریقہ سے ہوی تو ایسے عمدہ نتایج
پیدا ہونگے کہ علم عقلاے یورپ دنگ ہو جائینگے خاصکر مدبرون کا وہ گروہ جو گمان
کرتا ہے کہ ہلوگون کو صرف ترکون کی لاشون کو یورپ اور ایشیا سے باہر
پھینکدینا باقی ہے - اس امر کے بیان کی بہت کم ضرورت ہے کہ موجودہ
ترقی یافتہ جدید لٹریچر کی اشاعت سے مسلمانون کو عیسایئون کے ساتھہ نفرت
کم ہوگئی اور آئندہ اور بھی کم ہو جائیگی اس تعصب اور اختلاف کی وجہہ قرآن
مین ہے جیسا کہ علی العموم سمجھا جاتا ہے بلکہ ہلوگون کا سلطنت روم کے ساتھہ
پولیٹیکل برتاو ہے جو ہمیشہ جائز طور سے نہین ہوتا - اور جسکی وجہ یہی ہے کہ
تمام سلاطین کی بالاتفاق یہی خواہش ہے کہ جہانتک ممکن ہو سلطنت عثمانیہ
کے شاہی اقتدار کو صدمہ پہونچاہیے - جب ترکون کو معلوم ہے کہ ہم عیسایئ
انکو نظر محبت و التفات سے نہین دیکھتے تو انسے اس قسم کی امید رکھنی فضول
ہے - اگر ہم اس امر کے خواہشمند ہین کہ ہماری اصلاح دینا مین کارگر ہو تو
ہمکو ترکون کے دلو پر منقش کر دینا چاہیے کہ ہم ان مدبرین کے ہمراہی نہین
ہین جو مسلمانون سے مخالف راے رکھتے ہین بلکہ انکو اپنا بہای سمجھتے ہین -

خاتمہ

اے میرے معزز لیڈیو اور جنٹلمنو - ٹرکی مین جو نمایان طور سے عام ترقی

ہوی ہے اوسکا یہہ خوش کن خلاصہ ہے جو مینے ابہی پیش کیا۔ اور ان واقعات
کے روبرو جس سے کوی شخص انکار نہین کرسکتا ہلوگ اپنے دل مین خیال
کرتے ہون گے کہ اس عام ترقی نے کیون ملک کی حالت مین ساتہہ ہی ساتہہ
ہی بہتری پیدا نہین کی۔ اور سب سے بڑھکر یہہ بات ہے کہ ان باتون کے
ہوتے ہوئے پہر سلطنت مین بظاہر انحطاط اور تعصب اور جکڑبندی کیون ہے۔
اسکا جواب یہہ ہے کہ مشرق مین ظاہری حالت سے حقیقت مین اصلی
کیفیت نہین معلوم ہوتی۔ صرف وہی شخص نہین جو سرسری طور سے ملک
کی سیاحت کرے بلکہ مدت دراز تک ایک یورپین کوٹھی مین قیام کرنے سے
بہی اکثر اوقات حقیقت حال سمجہنے مین غلطی ہوجاتی ہے۔ علاوہ برین
ایشیا اور یورپ کے اصلاح اور جدت پسندی مین بڑا فرق ہے جب ہلوگون
نے اپنی جدید مہذب عمارت تعمیر کی تو زمین ہموار صاف اور بالکل خالی پائی۔
برخلاف ایشیائیون کے کہ انکو اپنی جدید کوشش مین قدیم ترقی یافتہ
اور نہایت وسیع و مضبوط مشرقی تہذیب کو ڈہاکر نئی عمارت کہڑے کرنی
ہوتی ہے ان کو ایسے کہنڈرات اور آلودگیون کو دور کرنا ہوتا ہے جو محبوب
قلوب ہورہے ہین۔ جب یہہ مشکل مرحلہ طے ہوجاتا ہے اور انکے قدیم
نقش جو دلون پر مرتسم ہین رفتہ رفتہ مٹجاتے ہین تب نئی زندگی کی بنیاد
پڑتی ہے اور ایسے خیالات کی کچھ گنجایش ہوتی ہے جو پہلے نفرت کی
نگاہ سے دیکہے جاتے تھے۔ اب آپلوگون کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ ایشیا مین

کس بے سلیقگی اور بیدلی سے تبدیلیان واقع ہوتی ہین اور یورپ کے تجملی کارروائیون سے کسقدر فرق ہے - آپ لوگ (انگریز) جو ہمارے جدید تہذیب کے سرتاج ہین اگر ذرا غور سے اپنے پڑوسی عیسائی اقوام کو ملاحظہ کرین تو بہت ہی بڑا فرق خاص ملک یورپ مین پائینگے - اگرچہ آرٹ اور سائنس کی بہت کچھ ترقی ہوگئی ہے مگر اب بھی ایک سے زیادہ عیسائی اقوام کو اوسی تاریک سوسائٹی اور تدابیر ملکی مین پائینگے جو گذشتہ زمانہ مین انکا حال تہا اور اسلیئے ابتک وہ ایشیای کہلاے جاسکتے ہین کیونکہ میری راے مین یورپین سویلزیشن کی شان شوکت بڑی بڑی فوج رکہنے مین نہین ہے بلکہ آزادی عطا کرنے اور بے روک ٹوک علمی اور دماغی جوہر کے آزادانہ اظہار مین ہے -

پس اگر یہ بہت ہماری مقوم اہل مذہب (عیسائی) انیسوین صدی کے بڑے مستقید نہین ہوسکے تو آپ کیون امید رکہتے ہین کہ ترک اس قدر جلد اسپر قادر ہوجائین اور کیون اُنسے کہا جائے کہ وہ یکبارگی مشرق سے اچھلکر مغرب مین چلے آوین اور سینکڑون برس کی مسافت یکبارگی طے کرین آپ لوگون کی یہہ کہنے کی عادت ہوگئی ہے کہ ہم انتظاری کرتے کرتے اور اپنے تہذیب آموز کوششون کے نتیجہ کی راہ تکتے تکتے تہک گئے - لیکن یہہ آپ کی غلطی ہے آپ ان نتایج سے ناواقف ہین جو اس وقت سے دوست اپنی کامیابیت کو پہونچگئے - جو تخم چند عشرہ پیشتر بویا گیا تہا اوس سے جو نازک کونپل نکلی ہے آپ نے اوسکی پوری طور سے قدر نہین کی - میری

رائے مین سب سے بہتر یہی ہے کہ صبر اور انتظار کرین اور مجھکو کامل یقین ہے کہ ہماری موجودہ تہذیب ضرور بالضرور مشرق مین ترقی کریگی اور عثمانیہ ترک بانسبت مسلمانان ہندوستان کے سب سے پہلے مسلمان ہونگے جو ہمارے ترقی کے قدم بقدم چلینگے اور انہین سے یورپین علوم و فنون تہذیب و شائستگی کی اشاعت دور دراز اہل مشرق مین ہوگی۔

یہ مرا ایمان اور وثوق کامل ہے بجائے اسکے کہ اہل اسلام کو حوصلہ دیا جائے اور انکی اعانت کیجائے مین کسیطرح مسلسل الزام دہی اور بدنامی کو جو مسلمانون کیلئے کیجاتی ہے ہرگز پسند نہین کرتا۔ اور اس سے زیادہ مین اس گروہ مدبرین سے مخالف رائے رکھتا ہون جنکا سرمایہ ناز صرف یہی ہے کہ وہ ہر طرح کی دقتین جانفشان ترکون کی راہ مین ڈالنا چاہتے ہین اور ایسے قوم کی لعنت ملامت کرنیکو مستعد ہوجاتے ہین جنکا حال بہت ہی کم جانتے ہین۔ اس غیر منصفانہ برتاو سے صرف ہمارے تہذیب آمیز کوشمشون کو جھوٹا ہی نہین سمجھتے اور ہماری اغراض مین بٹہ نہین لگتا بلکہ ہمکو اپنی عام ترقی اور تہذیب کا اس سے سخت خطرہ ہوگیا ہے کیونکہ حال مین جسقدر ترکون کی قوت مین انحطاط ہوا ہے اوسیقدر یورپ کی عام امن و امان کا سخت خطرہ ہوگیا ہے۔ روس روم کے آخری جنگ کے بعد سے یورپ کی افواج سہ گنہ ہوگئی یہانتک کہ انگلستان کے محصول ادا کرنے والے جنکو مخصوص طور سے کبھی یہ کہنے کا فخر نہین ہوا کہ "ہماری تمام قوم مسلح ہے" بہت کچھ اپنے شاہی مفاد کی محافظت کے لیئے روپیہ دینے پر مجبور کیے گئے ہین اور

بجاے معمولی اشاعت تہذیب و شائستگی کے جسکے لئے وہ ہمچشم اقوام مین ممتاز تھے
اب اہل انگلستان کو جنگ اور خونریزی کے سامان ہم پہونچانے مین وقت صرف
کرنا پڑیگا۔ اے عزیز لیڈیو اور جنٹلمنو یہہ نہایت ہی مناسب وقت ہے کہ ہم ان تعصب
انگیز اور غلط کارون سے جو ابتک معاملات مشرقی کی نسبت ہماری رہنما تھین
خیرباد کہین۔ انہین اسباب سے انگلستان جسکو پہلے تمام مسلمانان ایشیا دوست
اور محافظ مسلمانان کہتے تھے اب رفتہ رفتہ وہ روش اختیار کرنا چاہتا ہے اور
اہل طنت کے مطابق کارروائی کر رہا ہے جسکو تباہ کنندۂ اسلام کہتے ہین۔ آپ کی مشہور
اور شاندار ملکہ جو ایسا پانچ کرور مسلمانون پر حکومت کرتی ہین وہ اپنے اس رعایا کی جو
کل مین چھٹوان حصہ ہے علانیہ دشمن نہ بنیگی اور نہ اسے باشندگان انگلستان
جو اپنی اصول انصاف پسندی اور آزادی سے مشہور آفاق ہوا اس ہمجنس قوم کی
دل آزاری جایز سمجھوگے۔ جو صرف تم سے رنگ مذہب مین جدا۔ نہین۔
ہرگز نہین کیونکہ میری بات یقین کرو کہ جب تک تم اپنے شریفانہ اصول
انصاف و ہمدردی کو اپنا دستور العمل بنائے رکھوگے تمام دنیا مین عزت
دہر دلعزیزی ہوگی اپنے نامور بزرگون کی بیش قیمت میراث قایم رکھنے
سے انگلستان صاحب عظمت۔ قوی اور خوش رہیگا۔

آئین قیصری

سلسلہ کے لیئے رسالہ حسن نمبر ۳ جلد ۲ ملاحظہ ہو

باب دوم

ڈپارٹمنٹل سسٹم یعنے سررشتہای ملکی کا نظم ونسق

ہم نے باب اول مین یہہ بیان کیا ہے کہ سلطنت انگریزی نہ تو شخصی ہے نہ نوعی ہے نہ جمہوری ہے بلکہ وہ تینون سے مرکب ہے اسلئے اسمین تمام اغراض ملکی شامل ہین اور ہر فرقہ حکمرانی مین داخل ہے - وہ پادشاہ اور پارلیمنٹ کے دو ہوس یعنے دیوان اعلیٰ اور دیوان ادنے پر منقسم ہے - خاندان شاہی تمام خاندانون کا سرتاج ہے اپنا یہہ استحقاق رکھتا ہے کہ اس مین سے موروثی پادشاہ ہو خواہ مرد ہو یا عورت - جو امرا ایسے ہین کہ وہ مالک اراضی کے حیثیت سے امارت رکھتے ہین وہ پارلمنٹ کے دیوان اعلیٰ ہوس اوف لارڈز مین اعتبار اور اقتدار رکھتے ہین متوسط درجہ کے لوگ اور پیشہ ور اور تاجر اور کاشتکار زنجنکی کارپردازی سے سرمایہ زندگی سرانجام پاتے ہین اور جو اپنی محنت سے دولت ملک بڑہاتے ہین وہ دیوان ادنے یعنی ہوس اوف کامنز مین سارا اختیار اپنے مٹھی مین رکھتے ہین - پارلمنٹ کے دونو دیوان کا کام یہہ ہے کہ قانون بنائین - کاروبار سلطنت کے لئے روپیہ فراہم کرین - بنام تو توضیع قوانین وآئین کا اختیار پادشاہ کو حاصل ہے - مگر درحقیقت عملاً یہہ اقتدار منسٹری یعنی وزرا کو حاصل ہے جو پادشاہ کے نام سے احرار قوانین

کرتے ہین - یہہ مجمع وزرا پارلمنٹ کے دونون دیوان کے منتخب ممبرون سے بنتا ہی - یہہ وزرا اپنے اپنے تمام کامون کے لیئے پارلمنٹ کے روبرو جوابدہی کے ذمہ وار ہوتے ہین جب پارلمنٹ کو ان پر اعتبار نہین رہتا تو پادشاہ کو کاروبار سلطنت کے لیئے مشیر اور وزیر انتخاب کرنے پڑتے ہین -

پادشاہ کے لیئے ضرور ہی کہ اس کا مذہب پروٹسٹنٹ چرچ اوف انگلنڈ کا ہو - اسکو صلح وجنگ کا اختیار ہی جس مجرم کا چاہے جرم معاف کردے پارلمنٹ کے اجلاس کو ملتوی کردے - جب چاہے اس کو جمع کرلے - سکہ جاری کرے - خطاب دے - کوی قانون بغیر پادشاہ کی منظوری کے جاری نہین ہوسکتا - اصل یہہ ہی کہ پادشاہ کے سارے اختیارات وزرا کے ہاتہہ مین رہتے ہین اور انہین کی بدولت تمام کاروبار سلطنت چلتے ہین - پادشاہ کے نام سے وہ سلطنت کا کام کرتے ہین مذہبی اور دنیاوی ممبر پارلمنٹ کے دیوان اعلی مین بتفصیل ذیل ہوتے ہین -

انگلش آرچ بشپ	۲	انگلش بشپ	۲۴	کل	۲۶

دنیاوی

انگلش بورنی پیر	۲۸۷
اسکوٹ لینڈ ؛	۴۳

ائرلینڈ	۷۸
سکوٹ لینڈ کے منتخب ممبر ہر پارلیمنٹ کیلئے	۱۶
ائرلینڈ کے "	۲۸
	۴۵۲

اس دیوان اعلیٰ کا صدر انجمن لارڈ چانسلر ہوتا ہی - سب سے اعلیٰ درجہ کی عدالت یہہ ہی - اس مین تمام محکمہ جات ماتحت کا اپیل ہوتا ہی - سوا اون قوانین کے جو روپیہ سے متعلق ہوتے ہین اور تمام قوانین کے مسودات کا آغاز اسی دیوان سے ہوتا ہی -

دیوان ادنے کامن* ہوس کے ممبر کو تمام ملک کے قصبات و دیہات کی رعایا مین سے وہ لوگ منتخب کرتے ہین جو کچھ مالی اور تعلیمی حیثیت قدرے قدرے رکھتے ہین - اسکی تفصیل یہہ ہے -

	انگلستان	اسکاٹ لینڈ	ائرلینڈ	میزان
از مختلف اضلاع (کونٹی)	۱۸۷	۳۲	۶۴	۲۸۳
از شہر و قصبات (سٹی و بورو)	۳۰۱	۲۶	۳۹	۳۶۶
از دارالعلوم (یونیورسٹیان)	۵	۲	۲	۹
میزان	۴۹۳	۶۰	۱۰۵	۶۵۸

اس دیوان کی صدر نشین کو سپیکر (انجمن کی طرف سے تقریر کرنے والا) کہتے ہین - اسی کو پادشاہ تک تقرب ہوتا ہی جب پارلمنٹ جدید مقرر ہوتی ہی تو اسکے شروع سال مین ایک نیا سپیکر انتخاب ہوتا ہی - روپے سے جو متعلق قوانین ہوتے ہین ان کے مسودات کا آغاز کامن ہوس مین

* ہوس آف کامنز -

ہوتا ہے۔ اس لئے کہ رعایا ہی حقیقت مین ملک کی تنومندی اور شادمانی
کا سرمایہ ہوتا ہے۔ وہ چشمہ دولت ہوتا ہے جس کی آبیاری سے
ملک کی خشک سالی رفع ہوتی ہے۔ اسی کی خوش دلی کے نسیم
سے ملک کا گلبن سرسبز و شاداب ہوتا ہے۔ غرض دولت کے
خزانون کی کنجی اس دیوان کے ہاتھ مین رہتی ہے۔ یون اسکا دباؤ
بادشاہ پر بھی ہوتا ہے۔ ضرورت اور احتیاج کے وقت تو وہ دیوان
اعلیٰ پر بھی غالب ہوتا ہے منسٹری یعنے مجلس وزرا کو کومن ہوس*
بڑا سہارا دیتا ہے وہ بادشاہ کو یہہ مشورہ دے سکتا ہے کہ نئے پیر
(امیر) کا جنکی تعداد کافی ہو مقرر کرے کہ جس سے ہوس آف لارڈز مین
غلبہ آراان کی طرف ہو۔ اس قسم کی دھمکی اکثر لارڈ کے ہوس کو ہتمت
دلاتی ہے۔ اس سبب سے وہ کامن ہوس کی اطاعت کرتی ہین۔
توضیع قانون کا دستور یہہ ہے کہ مسودہ قانون کا آغاز اس دیوان مین
ہوتا ہے۔ اور اس کے پاس ہونے مین یعنی نافذ یا اجرا ہونے مین ایک
عرصہ لگتا ہے اول دفعہ صرف قانون کا مسودہ بغیر کسی مباحثہ کے پڑھا
جاتا ہے اور اسکے چھپنے کا حکم ہوتا ہے۔ اسکی تفصیل سے ممبرون کو
اطلاع دی جاتی ہے۔ اور اسکی اشاعت ہوتی ہے۔ پھر دوسری
دفعہ پڑھنے کی تاریخ معین ہوتی ہے۔ مباحثہ اسپر ہوتا ہے
اور رائین دی جاتی ہین کہ وہ اس پڑھنے کے بعد پاس ہوگا یا نہین۔

* ہوس آف کامنز

اگر پاس ہوتا ہی تو دیوان کے ممبر اس کے ہر فقرہ پر مباحثے کرتے ہین اور رائے دیتے ہین - پھر وہ ایک منتخب کمیٹی کے سپرد ہوتا ہے - جسکے ممبر انہین ممبرون مین ہوتے ہین جو اس ہوس کے ہوتے ہین جس مین مسودہ قانون پیش ہوا ہے - جو اس کمیٹی کا پریسیڈنٹ ہوتا ہی وہ ہنسرڈ سپیکر کے ہوتا ہے - مباحثون کی قواعد وضوابط کی شدید پابندی اکا ردا کے وقت ذرا ڈھیلی ہوجاتی ہے - جب کمیٹی و قانون ترمیم وتغیر پاکر پاس ہوجاتا ہے تو اسکی اطلاع دیوان کو دی جاتی ہے جو اوس کے تیسری دفعہ پڑہنے کے لیئے تاریخ معین کرتی ہے - جب یہہ تیسری دفعہ پڑہ کر ایک دیوان مین پاس ہوتا ہے تو وہ دوسرے دیوان مین بہیجا جاتا ہے - اس دیوان مین بہی وہ سب مراتب طے ہوتے ہین جو اوپر بیان ہوئے - اگر اس دیوان مین کچہ اسکی ترمیم وتغیر ہوئی تو وہ پہر اس دیوان مین بہیجا جاتا ہے جہان سے آیا تہا - اگر اس نے اس ترمیم اور تغیر کو تسلیم کر لیا تو قانون پاس ہوجاتا ہے نہین تو پہر دونو دیوان ایک کنفرنس (یعنے اجتماع) کر کے اختلافات کا فیصلہ کرتے ہین -

جب یہہ بل یعنے مسودہ قانون دونو دیوان مین جس طرح اوپر بیان کیا ہے پاس ہوجاتا ہے تو پادشاہ کی منظوری ہوتی ہے اور پہر وہ ایکٹ بنجاتا ہے - پادشاہ یہہ منظوری بذات خاص دیتا ہے یا کمیشن کے ذریعہ سے - پادشاہ کبھی اس قانون کے منظور کرنے مین عذر

نہین کیا۔
بادشاہ کی صلاح کار اور مشیر وزیر جو پریوی کونسل کہلاتی ہے اسکے ہر ممبر کے اعزاز کے لیئے اسکے نام کے ساتھ رائٹ آنریبل کے الفاظ لکھے جاتے ہین پارلمنٹ کی مدت قیام سات برس ہے۔ مگر ۱۷۱۶ء سے چھ برس سے زیادہ کوئی پارلمنٹ کا رفیق نہین رہی۔ جناب ملکہ معظمہ کے عہد سلطنت مین تو کوئی پارلمنٹ پانچ سال سے زائد قائم نہین رہی۔
برٹش کولونی اور ان کے متعلقات اور مضافات مین تمام معاملات سلطنت گورنر اور اوسکی کونسل کے اختیار مین ہوتے ہین۔ وہ بادشاہ کی طرف سے مقرر ہوتے ہین اور ایک سکریٹری اوف سٹیٹ لنڈن مین رہتا ہے۔ جو گورنر سب کونسل کا افسر اعلی ہوتا ہے۔ وہ کی بی نٹ کا ممبر ہوتا ہے۔ جو کولونی قدیمی ہین اور خوب آباد وشاد ہین انکی سلطنت کی بنیاد مسیاف گورنمنٹ پر رکھی گئی ہے یعنے لیجس لیٹو گروہ (مجلس توضیع قوانین) ہوتا ہے جو رعایا کی طرف سے منتخب ہوکر مقرر کیا جاتا ہے۔
کینیڈا مین اس قسم کی گورنمنٹ کی ایک مثال ہے جس مین گورنر جنرل کو اگزیکیوٹو پور (یعنے تنظیم وتنسیق ملک کے اختیارات) حاصل ہین اور ایک پریوی کونسل اسکی معاون ہے۔ جو بادشاہ کی طرف سے

مقرر ہوتی ہے۔ لیجس لیٹو کونسل مین دو ہوس ہین ایک سینٹ یعنی اپر ہوس (دیوان اعلیٰ) جس مین ستر ممبر ہین جو گورنر جنرل اور اسکی کونسل کی طرف سے مقرر ہین اور دوسرا کامن ہوس* (دیوان ادنےٰ) ہے جس مین دو سو ممبر رعایا اپنی طرف سے پانچ سال کے لئے منتخب کر کے مقرر کرتی ہے۔ پھر لوکل گورنمنٹ مین جس مین لفٹننٹ گورنر مقرر ہین وہ اپنی اپنی توضیع قانون مختص المقام کے واسطے جدا کونسل رکھتی ہین۔ اس مین دو ہوس ہوتے ہین جنکی کیفیت اوپر بیان ہوئی آسٹریلیشیا کی کولونی مین اس قسم کا انتظام گورنمنٹ کا ہے لیکن لیجس لیٹو کے اپر ہوس (دیوان اعلیٰ) ہین ممبر بادشاہ کی طرف سے مقرر ہوتے ہین۔

نیوزیلینڈ — نیو ساوتھ ویلز — کوینس لینڈ۔ مین سے ہر ایک کولونی مین گورنر ہوتا ہے اور اسکے ساتھ ایک ایکزیکیوٹو کونسل ہوتی ہے جسکے چار یا پانچ ممبر ہوتے ہین۔ ایک لیجس لیٹو کونسل جس مین پندرہ یا بیس ممبر ہوتے ہین۔ ان سب کا تقرر بادشاہ کی طرف سے ہوتا ہے مگر ایک دیوان ادنےٰ توضیع قانون کا ہوتا ہے جس کو رعایا انتخاب کر کے مقرر کرتی ہے۔ ساوتھ آسٹریلیا مین تمام کولونی کی رعایا لیجس لیٹو کونسل کے لئے ممبر انتخاب کرتے ہین۔ اور ٹیسمانیا اور وکٹوریا مین دولت مند اور

* ہوس آف کامنز

بڑے آدمی رعایا مین سے ان کو انتخاب کر کے مقرر کرتے ہین - باقی اور سب باتین انمین یکسان ہین ہندوستان بارہ حصون مین منقسم ہے - ایک گورنر جنرل اور وائس رائے ہوتا ہے - مدراس - بمبئی جس مین ملک سندہ بھی داخل ہے ان مین سے ہر ایک مین گورنر رہتا ہے اور اسکے ساتھ ایک کونسل ہوتی ہے - بنگال - ممالک مغربی جس مین اودہ شامل پنجاب ان مین سے ہر ایک لفٹننٹ گورنر رہتا ہے بنگال اور ممالک مغربی مین کونسل بھی ہے - سنٹرل پراونس یعنے ممالک متوسط - آسام - برما مین سے ہر ایک مین چیف کمشنر رہتا ہے اجمیر - برار - کورگ - اندمان - جزائر نیکوبار یہہ سب گورنر جنرل کے ماتحت ہین ان مین ایک گورنر جنرل کا ایجنٹ رہتا ہے - لنکا یعنے سیلون جو ہندوستان سے علیحدہ ہے - اس مین لوکل اور امپیریل گورنمنٹ دونو شامل ہین مگر امپیریل گورنمنٹ کو غلبہ و ترجیح ہے - گورنر اور اکزیکیوٹیو کونسل کے پانچ ممبرون کا تقرر پادشاہ کی طرف سے ہوتا ہے لیجس لیٹیو کونسل مین پندرہ ممبر ہوتے ہین - پانچ ..... اکزیکیوٹو کونسل کے ممبر اور چار اور ملازم گورنمنٹ اور چھ ممبر غیر ملازم - آئین قیصری کے سمجھنے کے لئے اوپر کی باتین ضرور یاد رکھنی چاہیے بغیر اُن کے بہت سے باتین اس کتاب کی سمجھ مین نہین آینگے -

(۲) حکام متعہد و غیر متعہد یعنے اہل قلم کا حال جو کہ سے نیٹڈ اور اُن کو نے نیٹڈ

کہلاتے ہین انتظام ملکی کا مدار اہل سیف اور اہل قلم پر ہوتا ہے - اہل تیغ ہی فتنہ و فساد کے خس و خاشاک کو اپنی قہر و غضب کی آگ سے جلاتے ہین اور آسایش اور آرام کا چراغ روشن کرتے ہین - اہل قلم ہی کے دانش کی آبیاری سے ملک کا گلستان طراوت پاتا ہے - اول ہم اہل قلم کا حال لکھتے ہین جنکے سر پر تمام کاروبار سلطنت کا بار رہتا ہے - سارے ملک کی شادمانی اور آسودہ حالی - خوشدلی انہین پر موقوف ہے - اہل قلم دو قسم کے کہلاتے ہین ایک کو سے نینڈ یعنے متعہد دوسرے اَن کو می نینڈ یعنی غیر متعہد - اسلئے ہم حکام متعہد کی حکایت سناتے ہین کہ ان کا آغاز کیونکر ہوا اور اب انکا کیا حال ہے - وہ کس خوبی سے اس ملک کے اس انتظام سلطنت کو سنبھالے ہوئے ہین کہ کہین اسکی نظیر مشکل سے ملیگی جب سرکار کمپنی کی کارگاہ تجارت نے جون بدل کر بارگاہ سلطنت کی صورت مین اپنے تین دکھایا تو ضرور ہوا کہ اسکے ملازمون کی بھی لیاقت جو تجارت کے فن حسب حال تھی وہ کاروبار سلطنت کے لئے موزون کی جاے - یہہ ملازم ایسے تھے کہ جہنون نے انگلستان مین بھی تربیت اور تعلیم اچھی طرح نہین پائی تھی اور جیسی تعلیم اِن کی ہوئی تھی وہ تجارت کے لئے تھی نہ حکومت کے واسطے - ان مین اکثر سوا نقل نویسی کے کام کے اور کوئی لیاقت نہ رکھتے تھے الکاتب کالحمار کے مصداق تھے بھی کہاتے کے جوڑ میزان تین پانچ سات

پانچ کر کے لگا لیتے تھے۔ حکومت کے کاموں کی اوآز بھی ان کے کان میں نہیں پڑی تھی۔ یہہ کیونکر ہو سکتا تھا کہ ان میں ایک سے یہہ کہا جائے کہ تو تجارت کو ہاتھہ نہ لگا۔ اور ایک ضلع کا حاکم اور مجسٹریٹ بن جا۔ ہزارون لاکھون آدمیون کے حقوق کا انفصال کر۔ دوسرے سے یہہ ارشاد ہو کہ تو کلکٹر بن اور تحصیل داگذاری کر۔ جو ایسے انجینیر کا کام تھا جسکی سمجھنے میں اچھے اچھون کی عقل حیران ہوتی تھی۔ تیسرے کو یہہ حکم ہو کہ ہندوستانی دربار میں رزیڈنٹ بن۔ چوتھے کو یہہ فرمایا جائے کہ سفیر بن کر ہندوستانی سرکار میں جا۔ بھلا کجا یہہ کام کجا سودے سلف کے بیچنے خریدنے کا کام۔ ان کاموں میں زمین آسمان کا فرق ہے جس دماغ میں کہ تجارت کے سود و زیان کا سودا ہو اس میں سلطنت کا خیال کہان سے آئے علاوہ اسکے جو غلطی کہ لارڈ کارنوالس نے کی کہ گورنمنٹ کے کام کو کوی ہندوستانی ہاتھہ نہ لگا وہی لارڈ ولزلی کو بھی مرغوب ہوئی تو اب ظاہر ہے کہ گورنمنٹ کا سب سے پہلے یہہ کام تھا کہ وہ اپنے اسباب حکومت درست کرے۔ سو لارڈ ولزلی کو اپنے دماغ عالی سے یہہ تدبیر سوجھی کہ نہایت عالیشان مدرسہ بنام فورٹ ولیم کالج ملازمون کی تعلیم و تربیت کے لئے بغیر منظوری کورٹ آف دائرکٹرز کے کلکتہ میں قائم کر دیا۔ اور اپنی سیر چشمی اور تونگر دلی سے فقط طالب علمون کے کہانے کا خرچ

ماہوار پانچہزار روپیہ مقرر کیا اور انگلستان سے بڑے بڑے عالم اس کی تعلیم کے لیئے بلائے اس بلند خیال نے اس کالج کا تقرر دو خیال سے کیا اول یہ کہ ملازمون کی تعلیم انگریزی کی تکمیل ہو دوم ہندوستان کے حالات اور ہندوستانیون کے زبانون اور علمون اور رسم و رواج و آئین انکی قوانین کی تعلیم ہو۔ پہلا خیال تو سراسر غلط تہا اس لئے کہ ہندوستان مین انگلستانی تعلیم کی تکمیل کرانی گھوڑے کے منہ مین دمچی دینی اور دم مین لگام لگانی تہی پہلا انگلستان کا سا اسباب تعلیم و تربیت یہان کیونکر بہم پہونچ سکتا تہا۔ مگر ہان دوسرا خیال نہایت صحیح تہا کہ یہان دوسرے قسم کی تعلیم ہندوستان مین ہو سکتی تہی اس کا انگلستان مین کرانا کے کو دوڑانگ سے چلنا سکہاتا تہا۔ وہان یہہ اسباب کیسے بہم پہونچ سکتا تہا کہ انگریز پنڈتون کے سہا مین بیٹہے ہوئے پاتین کرتے ہین۔ دہرم شاستر پڑہ رہے ہین اور سمرتی نرایں کی کتہا سن رہے ہین۔ مولویون سے فقہ اور شرع کا سبق لے رہے ہین ان کے پند و وعظ سے محظوظ ہو رہے ہین۔ بے تکلف ہندوستانیون سے زبانین بول رہے ہین۔ اور سیکھ رہے ہین۔ ہندوستانیون کے رسم و رواج و آئین قوانین خود بخود آئینہ بنے ہوئے آنکہون کے سامنے چلے آتے ہین۔ گورنمنٹ انگریزی جو قانون اس ملک کے لئے بنائے اس کو بے محنت و مشقت سمجہتے ہین۔ کورٹ آف ڈائرکٹرز نے اس خیال سے

کہ معلوم نہین ہندوستان کا اس کالج کے قائم رکھنے مین کسقدر روپیہ
خرچ ہوگا۔ لارڈ ولزلی کو قطعی حکم بھیجدیا کہ مدرسہ برخاست کرو۔ اس حکم کے
پہنچنے سے لارڈ صاحب کو نہایت رنج و ملال ہوا۔ ان کو اپنی اس تجویز پر
وہ فخر و ناز تہا کہ فتح میسور پر تہا۔ حکم کی تعمیل مجبوری کرنی پڑی اسلئے حکم تو
لکھا دیا کہ مدرسہ بند کیا جاے مگر اٹھارہ مہینے اس کو لیت و لعل
مین رکھا اور مدرسہ کچھ نہ کچھ جاری رہا۔ اس عرصہ مین اپنے دوستون کو
واویلا کے خط لکھے۔ کورٹ آف ڈائرکٹرز کو تبلایا کہ خرچ سے نہ گھبراؤ
ساہوکاری کا ایک نیا ٹیکس لگاتا ہون کہ اس کالج کا تمام خرچ وصول
ہوجائیگا۔ اسپر ڈائرکٹرز نے حکم بھیجدیا کہ فورٹ ولیم کالج کا فقط اتنا
حصہ قائم رہے کہ اس مین ہندوستان کی زبانون کی تعلیم ہو۔ اور
باقی ملازمان ہند کی تعلیم کے لیے ولایت مین ایک بڑا شاندار ہیلی برری
کالج قائم کرلیا۔ کیا زمانہ تہا کہ ایک وحشیانہ ٹیکس سے تعلیم کا خرچ
تجویز ہوتا تہا۔

غرض جب سے کہ سرکار کمپنی کے تجارت کے کارخانے سلطنت کے
کارخانون سے بدلنے شروع ہوئے اور انتظام ملکی کے لیے ایسے
ملازمون کی ضرورت پڑی کہ جنکی لیاقت اور استعداد اور اخلاق
اور عادات اعلی درجہ کے ہون۔ اور شرافت خاندان بہی اسکے
ساتہہ ہو۔ تو اس وقت سے اس سرکار نے ان کی تعلیم و تربیت اور

انتخاب اور تقرر کے قاعدے مقرر کرنے شروع کئے اور ہمیشہ اس مین کچھ تغیر و تبدل کرکے عمدہ بناتی گئی ظاہر ہو کہ ایسے گروہ توجوان شرفا کا صاحب لیاقت جب تک نہین ہو سکتا تھا کہ اسکے لئے کوئی خاص ترغیب و تحریص نہ ہو۔ اسلئے اس سرکار نے اسکے ساتھہ ایک معاہدہ کیا جس مین اس گروہ کی امارت اور شروت کی صورت پیدا ہوتی تھی۔ خاص استحقاق ان کو ملکی خدمات مین دئے اور تمام اعلیٰ خدمات کا ٹیکہ انہین کو دیدیا۔ ان کی مدت ملازمت بھی دراز نہین رکھی کہ جس سے وہ اس ملک مین رہ کر گھبرائے نہین رخصت پنشن کے حقوق بھی ان کو فیاضی کے ساتھہ عطا کئے۔ سال بھر مین دو مہینے کی رخصت بلا وضع تنخواہ۔ پھر تین برس مین فرلو۔ اکیس ۲۱ برس کی ملازمت کے بعد پنشن دس ہزار روپیہ سال تنخواہ مین ادنے درجہ مین چار ہزار روپیہ سال سے لیکر بارہ ہزار روپیہ سال تک متوسط درجہ مین چھبیس ۲۶ ہزار سال سے لیکر تیس ہزار روپیہ سال تک پھر اعلیٰ درجہ کے خاص عہدے جنکی تنخواہ تیس ہزار روپیہ سال سے لیکر ایک لاکھہ روپے سال تک۔ ان مین سے دس فیصدی تیس ہزار روپیہ سالانہ سے زیادہ تنخواہ پاتے رہتے ہین۔ غرض اس سرکار نے ایسے معاہدے ان افسرون سے کئے کہ اسکی خواہش بڑے بڑے عالی خاندان نوجوانون کو پیدا ہوئی ان کی تعلیم و تربیت کا انتظام مدت تک ہیلی بری کالج مین رہا۔ اگرچہ یہ کالج اس وقت سے ٹوٹ گیا ہو

جب سے کہ مقابلہ کا امتحان شروع ہوا ہے۔ مگر اب تک بعض دانشمند اس کالج کے طرفدار چلے جاتے ہین اور چاہتے ہین کہ ایک پبلو لیسا کالج مقرر ہو جائے جس مین انگریز اور ہندوستانی دونو ملکر تعلیم پاسکین اور قومی افتراق جیسے ملکی معاملات مین خلل پیدا ہوتا ہے کم ہو جائے۔ سوشیل اتحاد یوں نکل معاملات مین برا اثر رکھتا ہے۔ جب تک یہہ کالج قائم رہا اس مین عالی خاندان نوجوان جو ایک ہی تھیلی کے چٹے بیٹے تھے ایک ہی چشمہ تعلیم سے فیض یاب ہوتے تھے۔ ایک ہی کارخانہ کے گڑھے ہوئے اوزار ہوتے تھے وہ ایک ہی جگہ سے یہان روانہ ہوتے تھے۔ سب ہم خیال۔ ہم حال اس غیر ملک مین آتے تھے اور آپس مین آشنا و دوست ہوتے تھے۔ اسلئے اون مین آپس کا اعتبار اور حسن ظن باہم بہت ہوتا تھا جو کام ایک ان مین سے کرتا تھا دوسرا اس کو اپنا کام سمجھتا تھا۔ غرض ان کا ہم لیاقت۔ ہم حالت اور متحد ہونا اس ملک کے حق مین زیادہ نافع تھا۔ جب سے مقابلہ کا امتحان شروع ہوا ہے ایسے حاکم یہان آتے ہین جو جزائر برطانیہ اعظم کے مختلف مقامات کے رہنے والے ہوتے ہین۔ آپس مین کوئی اتحاد نہین ہوتا۔ ایک دوسرے سے ناآشنا ہوتے ہین۔ ان کی عادات اور خصایل مختلف ہوتی ہین۔ غرض اس ملک کو وہ فائدے نہین حاصل ہوتے جو ہیلیبری کی تعلیم یافتہ سول افسرون سے حاصل ہوتے تھے

مقابلہ کے امتحان پر بعض بڑے بڑے عالم جو یونی ورسیٹون کے
پروفیسر ہین معترض ہین کہ اسکے سبب سے یونی ورسیٹی کے تعلیم
مین خلل پڑگیا ہے تعلیم جن کو تشبیہ غذا سے دی جاتی ہے۔ ایسی غذا سے
فائدہ ہوتا ہے جو ہضم ہو جس سے وہ بدل مایتحلل کا بنے۔ یون کوئی غذا
ٹھوسی جاے اور وہ ہضم نہ ہو تو اسے کچھ فائدہ نہین۔ یہی تعلیم کا
حال ہے کہ جو غذا نامرغوب کی طرح ہضم نہ ہو اور اسکی جگالی کرنی کی مہلت
نہ ملے اور اوپر تلی جو لے ٹھوسی جاے تو وہ کچھ اثر اپنا دل و دماغ
پر نہین کریگی۔ سول سروس کے امتحان پاس کرنے کے شوق مین
بچے بن سمجھے علمون کو ذہن مین بھرتے چلے جاتے ہین اور ایسے امتحان
پاس کر لیتے ہین کچھ اس پر خیال نہین ہوتا کہ یہہ علم ہم کو ہضم بھی ہونگے
اور علم سے جو اصلاح فہم ہوتی ہے وہ ہوگی یا نہین۔ مگر ان معلمون
کی داد فریاد کو کون سنتا ہے انگلستان کی پبلک اپینین (عام رائے)
یہہ ہے کہ مقابلہ کا امتحان ہو۔ وہان اس پبلک اپینین (عام رائے)
کا کوئی مقابلہ نہین کرسکتا۔

اسلئے کہدیا کہ اگر تمہاری یونی ورسیٹون کی تعلیم بگڑتی ہے تو تم اسکی
خود اصلاح کرو ہم اپنا قاعدہ نہین توڑینگے۔ یہی ایک طریقہ ہے کہ جسمین
کوئی نالایق افسر بھرتی نہین ہونے پاتا۔

غرض سیکڑون نقائص ابتدار سلطنت انگریزی سے اس سول سروس کے

تعلیم و تربیت - انتخاب و تقرر کے باب مین چلے آتے ہین - اب بھی سول سروس کمیشن کی ایک بہاری رپورٹ وزرا انگلستان کے روبرو پیش ہے - دیکھئے وہ کیا فیصلہ کرتے ہین -

۱۸۵۳ء تک تو سول سروس مین تقریباً کل انگریز ہی تھے - صرف اس سن مین یہہ تجویز ہوئی تھی کہ بہتر ہو اگر پانچ چھ حصے انگریزون اور ایک چھٹا حصہ ہندوستانی - لارڈ ولٹن کے عہد مین قانون سول اسٹیٹیو ہند جاری ہوا جس کے موافق یہہ امر قرار پایا کہ نہین ہندوستان کے عالی خاندان نوجوان اس خدمت پر مقرر ہون - مگر اب بہت سے آدمی یہہ کہتے ہین کہ یہان کے عالی خاندان آدمیون کی تربیت و تعلیم ایسی نہین ہوتی کہ وہ اس خدمت کے فرائض کو کماحقہ ادا کر سکین اسلئے قانون تبدیل ہونے کے قابل ہے - غرض یہہ مباحث ایسے طول طویل ہین کہ ان کی گنجایش ہمارے اس مختصر کتاب مین نہین ہے

اس سول سروس مین سے ایک افسر اعلیٰ ضلع کا حاکم ہوتا ہے جس کا دوہرا لقب کلکٹر و مجسٹریٹ ہوتا ہے - اگر اسکی تمام منصبی کامون کے مجموعہ کو بالتفصیل دیکھیے تو اس دوہرے لقب سے بھی وہ سمجھہ مین نہین آتے - کئی نام رکھے جائین تو شاید سمجھہ مین آئین ضلع کا رقبہ تین ہزار میل سے لیکر گیارہ ہزار میل تک ہوتا ہے - جسکی آبادی پانچ لاکھہ آدمیون سے لیکر بیس لاکھہ آدمیون تک ہوتی ہے - اب

یہ ایک افسر ہوتا ہے جسکو اس قدر رقبے اور اتنی رعایا کی رکھوالی اور ہر قسم کا بندوبست کرنا پڑتا ہے ایک افسر انگریزی جو ہندوستانیون پر سلطنت کرتا ہے نہ اتنے گدھون پر کمہار اور نہ بھیڑ بکریون پر گڈریہ حکومت کرسکتا ہے اتنا بڑا کام اوسی ایک افسر سے سرانجام ہوسکتا ہے کہ جسکی جسمانی اور روحانی قوا نہایت قوی ہون - اس حیثیت سے وہ ضلع کا کلکٹر ہوتا ہے - کہ زمین کی سرکاری جمع تحصیل کرتا ہے اور تمام خراج اور ٹیکس خواہ کسی قسم کی ہون ان کو وصول کرتا ہے - زمین کا بندوبست اسکے ذمے ہوتا ہے - آبپاشی خواہ نہرون سے ہو یا اور ندی نالون سے اسکا انتظام اسکو کرنا پڑتا ہے اور پبلک ورکس تمام اسکے ماتحت ہوتے ہین - تمدن و تہذیب رعایا کی ذمہ داری اسکے ذمہ ہوتی ہے میونسپل کے کام - لوکل بورڈ کا انتظام - زراعت خبرداری تجارت کی نگہبانی - اس حیثیت سے کہ وہ مجسٹریٹ ہوتا ہے اوسکو سارے ضلع کے رعایا کی جان و مال کی حفاظت کرنی پڑتی ہے - چورون - ڈاکوؤن - رہزنون - بدمعاشون کی گرفتاری اور تمام اقسام جرائم کی تحقیقات پولیس کا انتظام اوسکی امداد کے واسطے اسسٹنٹ کلکٹر و مجسٹریٹ اور ڈپٹی کلکٹر و سب ڈپٹی کلکٹر تحصیلدار پیشکار اور اونریری مجسٹریٹ ہوتے ہین اور عملہ مین اہل کار ہیت سے ہوتے ہین اور ایک سول انجینیر مع عملہ کے ماتحت ہوتا ہے - جو سڑکون اور تمام اضلاع کی عمارات تعمیر و مرمت کرتا ہے - مگر ان سب ماتحت افسرون کے کامون کی جوابدہی اور ذمہ داری اسکے ذمہ ہوتی ہے - ان کلکٹرون ہی کا کام ہے کہ وہ ملک کی

نصف آمدنی وصول کرتے ہین اور سارے ملک مین امن وامان قائم رکھتے ہین
رعایا کی تہذیب اور اور اصلاح تمدن اور تعلیم کرتے ہین۔
حکام ضلع اکثر ایک ضلع سے دوسرے ضلع کو تبدیل ہوتے رہتے ہین۔ کیونکہ
ان کی ملازمت کی صورت ایسی ہی ہے۔ ترقی کا ہونا۔ قدیمی ملازمون کا ملازمت
سے کنارہ کش ہونا۔ رخصت بوجہ بیماری۔ فرلو۔ وغیرہ ایسی ان کی ساتھ لگی
ہوی ہین کہ انکی تبدیلی ایک ضلع سے دوسرے ضلع مین لازمی ہے۔ اکثر ایسا
ہوتا ہے کہ ایک افسر کو ابھی ایک ضلع کا تجربہ حاصل نہین ہونے پاتا۔ اپنے ماتحت
افسرون کی عادات اور طبایع کا علم نہین ہونے پاتا۔ عملون کی کارروائیون سے
واقف نہین ہوتا کہ وہ دوسرے ضلع بدل جاتا ہے۔ جہان اوس ضلع سے
بہی زیادہ اجنبی ہوتا ہی۔ ایک ضلع مین بعض نہایت نازک معاملات پیچ در پیچ اسکے
سامنے پیش تھے کہ ابھی انکا فیصلہ کرنے نہ پایا تھا کہ دوسرا کام اجنبی کے لیئے
امو جود ہوا۔ وہ سارے معاملات ناتمام رہے۔ برسون۔ وہ جہیلے مین پڑے
رہے۔ بعض عاقل و دور اندیش یہہ راے رکھتے ہین کہ جب ہندوستان کی
حالت ترقی و تہذیب سے بدیگی تو سول سروس کے واسطے انگلستان کی بار
مین جو بڑے کارگذار ہونگے وہ منتخب ہوکر یہان آیا کرینگے۔ اور ہوم گورنمنٹ انکو
مقرر کیا کریگی۔ سول کے حاکمون کی مقرر کرنے کا جو طریقہ بالفعل ہی اسکے اچھے
نے مین شبہ ہے۔ اب اسکا آخری فیصلہ ہونیوالا ہے۔

اب ضلع کے یہہ حاکم متعہد اپنی طبیعت کے موافق کسی صیغہ مال یا دیوانی فوجداری کو پسند کرتے ہین - اُسی صیغہ مین ان کی ترقی ہو جاتی ہے - وہ سول سیشن جج مقرر ہو جاتے ہین یا کمشنر مال - اور سول جج سے ہائی کورٹ کے جج اور کمشنر سے بورڈ آف ریونیو پر ترقی کرتے ہین - سول جج دیوانی کے مقدمات کے اپیل سنتا ہے جو اسکی ماتحت عدالتون سب جج اور منصفون کی عدالت مین فیصل ہوتے ہین - اور بعض ابتدائی مقدمات بھی دیوانی کے فیصل کرتا ہے - اپیل فوجداری ضلع کے مجسٹریٹون کے فیصلون کی سنتا ہے اور جو ہمارے مجرم ضلع کے حاکم دورہ سپرد کرتے ہین ان کا فیصلہ کرتا ہے - کمشنر کلکٹر کے کامون کی نگرانی کرتا ہے اور ان کے فیصلون کی اپیل سنتا ہے - جج کے فیصلون کے اپیل ہائی کورٹ یا چیف کورٹ مین ہوتا ہے - یہی عدالت ہائی کورٹ سب سے بڑی عدالت ہے - گورنمنٹ کے دار الحکومت مین ایک ہائی کورٹ یا چیف کورٹ ہوتا ہے کلکتہ مدراس - بمبئی - الہ آباد مین ہائی کورٹ اور لاہور مین چیف کورٹ ہے - یہہ اختیار اسی عدالت کو ہے کہ وہ برٹش رعایا یعنے وہ رعایا جو جزائر برطانیہ مین پیدا ہوے ان کو فوجداری کے مقدمات کی تحقیقات کرے اور فیصلہ کرے - جتنے اضلاع اسکے ماتحت ہین ان کے عدالتون مین جو مقدمات فیصل ہون ان کا اپیل سنے - وقائع نویسون کی اصلاح اور اجرا مین بھی گورنمنٹ کی مدد گار ہوتی ہے - وکٹر کٹ مین جو سولیسٹر ہوتے ہین وہ اپنے ساتھہ ولایت سے کوئی تجربہ و علم ہندوستان مین نہین لاتے ہین بلکہ وہ یہین اپنی ملازمت کے عرصہ مین حاصل کرتے ہین - وہ انگلستان کے

بارمین یا ان کورٹ مین یہان آنے سے پہلے کچھ کام نہین کرتے - باوجود اس بات کے ان کے سامنے یہان جو مقدمات پیش ہوتے ہین وہ بڑے پیچ دار ہوتے ہین ہندوؤن کے دہرم شاستر اور مسلمانون کے شرع کے دقیق مسائل ان مین ایسے شامل ہوتے ہین کہ ان کا فیصلہ کرنا نہایت دشوار ہوتا ہے اسلئے یہہ راے قرار پاگئی ہو کہ ہندوستانی دیوانی مقدمات کو بہ نسبت سولیمن کے زیادہ عمدہ طرح سے فیصل کرتے ہین - زیادہ تر اختیار دیوانی مقدمات مین ہندوستانیون ہی کے اختیار مین ہے -

ہای کورت کی تفصیل یہہ ہے کہ

بنگال

ایک چیف جسٹس	تنخواہ چھہ ہزار روپیہ ماہوار
چودہ جج ...	تنخواہ ۴۱۶۶ روپیہ ماہوار

مدراس

چیف جسٹس	تنخواہ پانچ ہزار روپیہ ماہوار
چار جج	تنخواہ ۳۷۵۰ ماہوار

بمبئی

چیف جسٹس	تنخواہ پانچ ہزار روپیہ ماہوار
سات جج	تنخواہ ۳۷۵۰ روپیہ ماہوار

ممالک مغربی و شمالی

چیف جسٹس	تنخواہ پانچ ہزار روپیہ ماہوار

چار جج تنخواہ تین ہزار سات سو پچاس روپیہ ایک جج کی رسائی ہمیشہ خالی رہتی ہے

پنجاب

ایک چیف جسٹس	تنخواہ چار ہزار روپیہ ماہوار
تین جج	تنخواہ تین ہزار روپیہ ماہوار

ممالک متوسط اودھ مین سے ہر ایک مین

ایک جوڈیشل کمشنر

برٹش برہما مین

ایک ای کورڈر اور ایک جوڈیشل کمشنر

ای کورٹ مین چیف جسٹس اکثر انگلستان کے بار سے بیرسٹر مقرر ہوتے ہین اور تمام ای کورٹ کے ججون کا تقرر پادشاہ کی طرف سے ہوتا ہے۔

حکام متعہد کا تقرر اور خاص محکمون و سررشتون کے لیے بھی یہی ہوتا ہے۔ جیسے سمندر کا کلکٹر۔ پریس پاکسٹم کا کمشنر۔ پوسٹماسٹر جنرل۔ نمک کا کمشنر۔ افیون کا کمشنر۔ اکونٹنٹ جنرل۔ آب کاری کا کمشنر۔ جنگلات کا دائرکٹر۔ اور متفرق صیغے ہین جن مین حکام متعہد کو توکل گورنمنٹ افسر بنا دیتی ہے جیسے کہ دائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن۔ محکمہ زراعت کا دائرکٹر۔ سمال کاز کورٹ۔ یعنے محکمہ خفیفہ کے بھی حاکم سول ملین مقرر ہوتے ہین۔

ہم نے ابتک ان اہل قلم کا ذکر کیا جو کوی نینڈ سروس یعنے حکام متعہد سے متعلق تھے ان کی تعداد فہرست مین کچھ اوپر نوسو ہے جن مین دسوین حصہ کے قریب ہیلیبری

کالج کے تعلیم یافتہ ہین مگران کی تعداد ہر سال کم ہوتی جاتی ہو اور چند سال مین اسکی نوبت صفر پر پہونچ جائیگی - باقی سب مقابلہ کے امتحان مین پاس ہوکر مقرر ہوئے ہین - ان نوسو(۹۰۰) مین سے چند سو کے قریب بنگال و ممالک مغربی شمالی و اودہ و پنجاب و ممالک متوسط مین ہین اور مدراس مین ۱۵۵۰ - اور بمبئی مین ۱۴۰ ہر سول کا حاکم ڈولاکیہ اوسیون پر فرمان روای کرتا ہے - ان حکام کی تنخواہ کا خرچ اس ملک کے ہر باشندہ پر دو پائی پڑتا ہے - جو لوگ یہہ راے رکھتے ہین کہ سویلین کی تنخواہ کم کردی جاے وہ بڑی غلطی پر ہین - اگر یہان انگریزون کی ضرورت ان عہدون کی واسطے ہے تو ضرور ہی کہ وہ اپنے کامون کے لایق سب طرح سے ہون - ان کی جسمانی قوا نہایت قوی ہون دیانت دار ہون - راست گفتار - راست کردار ہون - ان مین کم از کم متوسط درجہ کی لیاقت ہو - یہہ لیاقتین سفت اور سستی تو ہاتھ نہین لگ سکتین - ارزان لیلت گران بحکمت - گورنمنٹ جب زیادہ تنخواہ نہ دے تو کون یہان ہندوستان مین آنا قبول کرے - یہان کام کرنا ایسا مشکل ہو کہ انگلستان کے تمام کالجون اور اسکولون کے وہ طالب علم اچھی طرح چلا سکتی ہین جو کہ ان مین لب لباب اور انتخاب ہون -

گورنمنٹ ہند تمام ملکی خدمات کے لیئے ان کو لایق سمجھتی ہو - بعض دفعہ وہ ان کو ایسے کام سپرد کردیتی ہو جن کو وہ بالکل نہین جانتے - اور ایسے افسرون کے سر پر بٹھا دیتی ہو کہ جنکی ساری عمر اس کام مین بسر ہوتی ہو - اور اُن کی حسن خدمات سے ایسے جگہہ بھی وہ اچھی نتیجے پیدا کرلیتی ہو - بس ملازمون کی تنخواہ کی کمی کی صلاح

رہی اس ملک کے ساتھ دشمنی کرنی ہے۔

سویلین آغاز جوانی مین بڑے جوابدہی کے مناصب پر ہندوستان مین مقرر ہوکر آتی ہین وہ خوشی خوشی تن دہی کے ساتھ سخت قواعد کے پابندی کرتے ہین اور بندات خاص انتظام سلطنت کے بڑے بڑے بھاری کام ایسے لوگون مین بجالاتے ہین کہ جن کی زبان مذہب۔ دستور بالکل ان کی ملت۔ رسم و رواج مختلف ہوتا ہے۔ جتنا کوئی مشکل کام ان کے روبرو آتا ہے اسکے سرانجام دینے مین وہ ہی استقلال اور نرمی کو کام مین لاتے ہین۔ اپنے حسن انتظام کے لیے بہا فائدون سے یہان کی رعایا کو مستفید کرتے ہین وہ اپنی قوم کی نیکنامی کرتے ہین۔ جو سوا اس اور فرایض منصبی کے اس ملک کے علم بڑہانے مین پرجاتے ہین۔ مثلاً کسی کو یہان کی زبانون کی تحقیقات کا شوق ہوگیا۔ کوئی علوم قدیمہ مین بال کی کھال نکالنے لگا۔ کوئی عمارات کہنہ اور آثار قدیم کے تفتیش کے درپے ہوگیا کسی کو علم جغرافیہ مین تفحص کی سوجھی۔ کوئی شکار گاہون کا تجسس کرنے لگا۔ کوئی حیوانات نباتات معدنیات کی تلاش مین رات دن ادھیڑ بن کرنے لگا۔ تو اسکی زندگی یہان ایسی لطف اور مزہ سے گذرنی لگتی ہے کہ وہ انگلستان کو بھول جاتا ہے۔ ہندوستان اس کو زیادہ دل کش اور دل چسپ معلوم ہوتا ہے۔ اس کا چھوڑنا سخت ناگوار ہوتا ہے۔ بعض سویلین ان علمون مین ایسے نامور گذرے ہین کہ ان کا نام قیامت تک قایم رہیگا۔ مگر جو سویلین یہان اوپر کی باتون سے خالی رہتے ہین۔ ان کی ہندوستان کی ملازمت ایک بے لطف جلاوطنی ہے۔ مدت ملازمت ایک قید گران حالت ہے ان کی دل لگی سوا اسکے یہان نہین ہے کہ وقت فرصت مین مئی ناب سے تکلم ہوان اور خالی بیٹھے ہوے وقت کاٹا کرین۔

اب یہہ تو اُن اہل قلم کا بیان ہوا جو کوئی نینٹڈ سوبلین یعنی نکام متعہد کہلاتے ہین۔ اب ہم تمکو غیر متعہد اہل قلم کا ذکر سناتے ہین کہ یہہ اہل قلم پہلے ہندوستانی اور یورشین یا ایسٹ انڈین یعنی وہ دوفلی اولاد جو سابق کے اہل یورپ کی ہندوستانی عورتون سے پیدا ہوی) اکثر ان مین سے سرکاری دفترون مین کلرک یا ماتحت افسر اضلاع مین ہوتے تھے۔ لیکن اب پچھلے زمانہ مین جب سلطنت انگریزی اپنی معراج پر پہونچی۔ اور ملک کی ترقی اور اسکے خزانون کی انکشاف کی ضرورت پڑی تو یورپ سے غیر متعہد اہل قلم بلائی گئی۔ اور بڑے بڑے عہدون پر مقرر کیگئی۔ گورنمنٹ کے سکرٹریٹ دفترون مین وہ مقرر ہوے۔ ایجوکیشنل ڈپارٹمنٹ یعنی سررشتہ تعلیم مین مقرر ہوے۔ ٹیلیگراف (تار) فورسٹ (صیغہ جنگلات) آبپاشی۔ نہر۔ سیٹ ریل وی۔ اور بہت سے سرکاری سررشتون مین وہ ملازم ہوے۔ بعض انمین سے ایسے منا لیاقت ہوتے ہین کہ وہ اپنی متعہد سوبلین سے کسیطرح کم نہین ہوتے۔ وہ اپنے کام سے خوب آگاہ ہوتے ہین ان کی تعلیم بھی کچھہ اپنے متعہد بھائی بندون سے کم نہین ہوتے۔

نمک۔ افیون۔ آبکاری۔ سٹامپ۔ جنگلات۔ آبپاشی۔ پبلک ورکس (تعمیر عمارات) تعلیم ریلوے ٹیلیگراف صیغون مین عہدے پاتے ہین اور ان مین متعہد سول افسر اعلی مقرر ہوتے ہین۔ ان سب کے واسطے ہندوستانی دعوی کرتے ہین کہ ہم کو ملا کرین۔ ان سے زیادہ ہم ان کامون کو لیاقت سے سرانجام دے سکتے ہین فقط

محمد ذکا اللہ

مین کیون مسلمان ہون

اپریل سال گذشتہ مین ایک پرجوش و آزاد رسالے حامی مذہب کی طرف سے ناظرین "نارتھ امیریکن ریویو" کو اس خیال سے بے بنیاد ہونیکا یقین دلایا گیا تھا کہ "قرآن کا قانون مردے کے ہاتھ کی طرح سرد اور اکڑا ہوا ہے۔ اور سین ملایت اور سی وقت پیدا ہو سکتی ہے کہ وہ ہاتھ کاٹ ڈالا جاوے" اور "مسلمانون کے خیالات کا پہلا قاعدہ یہہ ہے کہ تبدیلی کی گنجایش نہین" ؎ اردو مین ان خیالات کے پیش کرنیوالے کو بڑا افسوس ہے کہ تربیت یافتہ راقم کے حالات سکان و زندگی کی اطلاع نہ مل سکی۔ پھر بھی ناظرین "حسن" کا شوق تلاش مین تمام تر مایوس ہو جانا اچھی بات نہین۔ اسلیے ہم اونکو تمام و کمال تحریر پڑھنے کی ہدایت کرتے ہین۔

مین کیون مسلمان ہون

ایماندارون کی حفاظت اور مہربانی کرنیوالے خدا کے بے انتہا رحمت تھی کہ مین ایشیائی اور مغربی علوم و ادب سے سرفراز ہو کر تلاش روشنضمیری و صداقت مین دنیا کے ارد گرد پھرا۔

اطلاع و معلومات کی نہرین جو بڑے سرچشمہ صداقت سے اس وسیع عالم (یعنے دنیائے ظاہری) تک جاری ہین میری تازگی و شادابی روح کا باعث ہوین تب

؎ "فیوچر آف اسلام" (مصنفہ سٹر ولفرڈ بلنٹ) مین باب "اسلام مین اصلاح" کا ابتدائی حصہ ملاحظہ ہو۔ محمد قیصر حسین

مین سند رجۂ بالا کے جواب پیش تھے ہوا۔

جو سوال کہ اب سے ۳۰ برس قبل ایک تعلیم یافتہ عیسائی نے آگرے کی ایک بازار مین وعظ کرتیوقت کیا تہا بکہ انگریزی انجیل پڑہنے کی حالت مین اکثر مین اپنے دل سے بہی کیا کرتا تہا۔ اور جو میرے دوران سفر یورپ و امریکا مین بعض پڑہے لکہے اور دانشمند لوگونکی زبان پر تہا۔ وہ اہم سوال یہی ہے۔ جو بیقراری اور بیتابی اس سوال نے مجہہ طاری کی خدا ہی کو اوسکا علم ہے۔

اپنے رسول کے اسم پاک کو لایعقل لوگون سے بزبان بے ادبی سنکر یا عیسائی مصنفین کی وہ عجیب وغریب غلط بیانیان پڑہکر جو اونکی مباحثہ انگیز تصانیف نے پیش کین قرط حمیت اسلامی سے بیچین ہو گیا ہون۔

افسوس! کہ مقدس جہاد کرنیوالونمین قدیم تعصب دور نہین ہوا۔ اور ابہی تک (باایںہمہ بیکسی) ایک صبر آمیز اطاعت کے ساتہہ اسلام کو فرمانروا عیسائیت کی اون باتونکا جواب دینا ہے جو اوسکی (اسلام کی) نسبت کی یا کہی جاوین۔

تقریباً ہر ایک مخالف اسلام تصنیف ایک تحقیقات طلب دلکو خشک دریا سے لامذہبی پر کنیچ لاتی ہے۔ اسلئے کہ انکے مصنف کتب الہامی پر بنائے مذہب و ایمان کو پیر کے نیچے روندتے ہین اور شکوک و گمراہی پر اونکا اختتام ہوتا ہے۔

انمین مسٹر سید احمد خان باشندۂ علیگڈہ (شمالی ہند) کی آزاد و حکیمانہ تعلیم کا یہہ نتیجہ نہ تہا کہ مین مدت تک دہریانہ خیالات مین مبتلا رہا۔ بلکہ لندن یونیورسٹی سے متعلق اسکولونکی تعلیم۔ اور خود لندن سوسائٹی کی اخلاقی حالت کسی شخص کا

عقیدہ کراماتی یا الہامی مذہب پر قایم نہین رکھہ سکتی۔

یہ وہی دانا اور میرا ہمقوم معلم (انیریبل سرسید احمد) تہا جسنے کئی سال گذرے انجیل مقدس اوٹہاکر حضرت عیسیٰ کے یہ الفاظ پڑہے تہے کہ "خدا سے تعالیٰ تمام انسانون کی عزت نہین کرتا۔ بلکہ ہر ایک قوم مین وہ شخص اوسکا مقبول نظر ہے جسنے ترس اور سچائی سے کام کئے ہین"

مینے مدتون مطالعۂ انجیل کیا لیکن کسی ایک بہی عیسائی معلم کی طرف سے اوس الہامی صداقت کا نشان نہین دیا گیا ہے جو بلاشبہ عجیب ہے۔ یہہ ایک مسلمان ہی تہا جسنے مجہے عیسائیت کی وسعتِ مجموعی سمجہائی۔ اور آنحضرت کے مستثنیٰ اوصاف اور اعلیٰ اصول ذہن نشین کرائے جس سے بانی اسلام کے منشا و مقاصد بہ نسبت عیسائیت کے اصلاح شدہ معلوم ہوتے۔ اور محبت کئے جا سکتے ہین۔

"اوساکا" واقع جاپان مین مذہب بودہ کا تعجب انگیز طرز پرستش — "قاہرہ" مین درویشی رقص کی خوفناک گردش۔ ویٹیکن[1] مین ترک و احتشام کے مذہبی جلوس۔ لنڈن پروٹسٹنٹ گرجاؤنکی پرشور آوازین ایسی ہی تہین کہ مین کعبہ کے طرز خدا پرستی پر ترجیح دیجاتا۔ یا پرخطر موج انکار مذہب کے تھپیڑے مین آجاتا۔ لیکن انیریبل سرسید احمد خان نے میرے ہاتہہ مین ایک کنجی دیدی

---

(۱) روم کے ایک پہاڑ کا نام ہے جو دریائے ٹیبر کے مغربی ساحل پر واقع ہے۔ یہان پوپ کا مکان۔ لائبریری میوزیم۔ عبادتخانہ۔ اور اکثر عمدہ عمارات ہین۔ مترجم۔

کہ نور صداقتِ باری تعالیٰ سے اختلاف مذاہب کے بند و تاریک کمرے وا اور روشن ہو سکتے ہین اور انسانی غلطیونکو دور کرینکے بعد صراط مستقیم بخوبی دیکھی جا سکتی ہے۔ بانیان اسلام و عیسائیت دونو اصلاح و انتخاب کرنیوالے تھے لیکن آخر کار دریافت ہو گیا تھا کہ نجات اور دلی آرام کا وسیلہ صرف خدائے پاک کی مرضی ہے (۱)

ہولی وار (یورپ کی مشہور مذہبی جنگ) کے بعد سے مذہبی تعصب اور قضیونکا تاریک ابر ہے جو مسلمانون اور عیسائیونکے بین حایل ہے۔ اور یہی ایک چیز ہے جو روشنی کو دھندلا کر دیتی ہے۔ میرے ایک معزز انگریز دوست نے (جو مختلف مذاہب ایشیا کی بابت مشہور محقق شمار کئے جاتے ہین) مجھ سے کہا کہ "ایک تعلیم یافتہ شخص کی اسلامی حمایت امریکا اور انگلستان کے عیسائیون کو نہایت مستعجب کریگی۔ جبکہ مذہب پودہ با اینہمہ بت پرستی اور تدہرانہ اجزا کو انگریزی بولنے والی اقوام مین اثر رکھتا ہے تو مذہب اسلام اپنے اعلیٰ درجہ کے الہیات اور موحدانہ اصول کی وجھ سے ایک بڑی معقول حجت ہوگا کہ لوگ اوسکے ڈیفنس اور اوسکی حمایت کو قبول کرین"

مجھکو ان الفاظ پر یقین کامل ہے کیونکہ اون جاہلانہ اور متعصبانہ حملونکو مجھ سے زاید کسیے نہین پڑھا ہے جنکی اشاعت ہندوستان مین اور متعدد مخالف اسلام تصانیف کے ذریعہ سے ہوی ہے جو برٹش میوزیم واقع لندن مین

(۱) یعنی اسلام اصول فطرت پر مبنی ہے۔ مترجم

تبرکاً رکھی ہوی ہین - اور جنکی نسبت یہہ خیال نہین کیا گیا ہے کہ کسیوقت مین (جو بہت قریب ہے) نفرت کئے گئے مسلمان بے طرفدارانہ سماعت پر متوجہ ہون گے اور انکو دیکھینگے - تاہم ابی سینا - ابوالولید - ابوبا قر - غزالی کے دلون مین معرفت حق کو اعلی درجہ کی تحقیقاتِ فلسفہ کے بعد بھی قایم رکھا -

عیسائیت کے چہرے کو مجلا کرنیوالا - رفتارِ علوم و ادب مین اقوام مختلفہ کی سرگروہی کرنیوالا اسلام ہی تہا اور اسی نے وہریانہ مذہب بودہ سے ہندوستان اور وسط ایشیا کو پاک کیا - وحشی و ناشایستہ فرقون کو سچے خدائے پاک کی پرستش سکہلائی اور اب تک مالدار شہریونکی کوششون کو (جو بجائے سچائی کی اشاعت کے زبردست فریبی فوائد پر مبنی ہین) ناکام کیا - اور دعوے کرسکتا ہے کہ وہ ایک سو اسی ملین بنی نوع کا عقیدہ ہے -

ہر جمعہ کا دن ہزارون منکرین خدا کو اسلام مین لاتا ہے اور یہانتک کہ خود شنری بھی اسکے قایل ہین - سفید پوش عیسائیت قاتحانہ اخلاق و برتاؤ کے ساتھہ نہ تو مشرق مین اپنے وجود کو قایم کرسکی ہے اور نہ اپنے روحانی دعوؤن کے ساتھہ ایشیائی - "وحشیانہ صفت" اقوام کے موافق مزاج و حاجات ہے - مذہب اسلام کی تحقیقات جسقدر زاید کی جاویگی اوتنی ہی اون لوگون کی فرزانگی اور قبولیت کو ترقی ہوگی جنہون نے اوسکی تعلیم اور اصول کی جانچ کی ہے -

"جان لوئیس برکہارٹ" جو سوئٹزرلینڈ کا پروٹسٹنٹ عیسائی - یورپ مین پہلا حاجی (۱) ہوا - مدتہاے دراز کی تحقیق سے مسلمان ہوکر رحلت کرگیا

(۱) بکوا مید ہے کہ ایک دوسرے یورپین حاجی مسٹر الف ایچ برزن کی شخصیت اور اوقات

اور قاہرہ مین من ہوا" پال گریو" نے اپنے سفرنامۂ عرب مین بے انتہا تعصب صرف کیا تھا لیکن جو مضامین اوسنے معاملات مشرق پر لکھے ہین اونمین اوسکی رائے بہت کچھ تبدیل شدہ معلوم ہوتی ہے۔

"سسٹر باسورتھ اسمتھ" جو ایک بڑے عیسائی فرقہ کے عالم تھے اور جنہون نے بلحاظ ایک تعلیم یافتہ شخص کے مذہب اسلام کی تحقیقات کی تھی آخر کار مجبور ہوئے کہ سرور کائنات کو "پیمبر صادق" یقین کرین۔

تمام روے زمین پر دو سو مسلمان بھی نہین ہین جو عیسائیت مین داخل ہوے ہون۔ اور اتنے مسلمانون مین جو عیسائی ہوے ہون گے ایک بھی اپنے جدید مذہب پر قایم نرہا ہوگا۔

کہا جاتا ہے کہ اسلام تکلیف دیتا اور عذاب کرتا ہے۔ مگر بھائی صاحب ذرا ٹھہریے! گھبرایئے نہین!!

مین "اسمتھ فیلڈ" گیا ہون جہانکہ عیسائی اپنے ہی برادران مذہب کے ہاتھون جلائے گئے تھے۔ مین "بوسٹن کامن" مین بھی رہا ہون جہان کویکر[1] عیسائی پیوریٹن[2] عیسائیون کے دست مبارک سے سولی پر لٹکائے گئے تھے ؎

---

(۱) یہ لوگ ایک دوسرے کو اسپین فرینڈ سے مخاطب کرتے ہین مترجم

(۲) یہ وہ فرقہ مذہبی ہے جسنے ملکہ الزبتھ کے عہد سلطنت انگلستان مین پرانی روایات وغیرہ کو الگ کر کے اصل عقاید عیسائیت کو برقرار رکھا تھا۔ اور لوگون نے نفرت سے اس فریق کا نام پیوریٹن رکھا ہے۔ منہ

جلوے میری نگاہ مین کون و مکان کے ہین ✦ مجھ سے کہان چھپنگے وہ ایسے کہانکے ہین

اور امریکا مین بھی غور کرتا ہون تو مورمن[1] کو مذہبی آزادی نہین حاصل ہے۔

لیکن اسلام نے مذہبی آزادی کو نہین روکا ہے اور اس بات کے تو ہمارے عیسائی برادر بھی قائل ہین کہ جب مشرقی عرب کے باشندون نے جوالوالعزم اور دلیر تھے بیت المقدس اور دمشق کو فتح کیا تہا اور شام و فارس اون کے تحت حکومت مین آگئے تھے۔ تو عیسائیون کے ساتھ اونکا برتاؤ دوستانہ تہا اور قلیل شرائط سے اونکو زمین دی گئی تہی۔ اونکی حفاظت کے لیئے ہلکا ٹیکس باندھا گیا تہا اور ہمیشہ سرانجام سوم مذہبی مین وہ آزاد رکھے گئے تھے۔

جب اسلامی فاتح خالد بن ولید نے دمشق کو عیسائیون سے لے لیا تب بھی اونھنے عیسائیون اور مسلمانون کو ایک ہی معبد مین نماز پڑھنے کی اجازت دی تھی۔

مذہب اسلام "نیزے اور تلوار کا مذہب" بھی کہا جاتا ہے لیکن روے زمین پر کون مذہب ایسا ہے جسکی اشاعت فتوحات اور جسکا قیام سختی اور تعصب سے نہ ہوا ہو؟ وسط ایشیا کے ترکمان جسوقت مشرف بہ اسلام ہوے تھے تو عیسائی ممالک کے دہکانیسے بہت زمانہ قبل اونہون نے باشندگان شام ہی کو دق کیا تہا۔

کال مذہبی آزادی زمانہ حال کی ایجاد ہے۔ دنیاے سابق پورے طور پر اس لفظ سے آشنا نہ تہی اور اب بھی اسبات مین ذرا تامل ہے کہ آیا ایک سول میجسٹریٹ

---

[1] یونائٹڈ اسٹیٹس مین ایک شخص جوزف اسمتھ" نے پیغمبر ہونے کا دعوی کیا تہا۔ اس دعوی کو تسلیم کرنیوالے "مورمن" کہلاتے ہین مترجم

بوسٹن کے ایک عیسائی باشندے کے اسلام قبول کرنے پر بے طرفدارانہ رائے دیگا یا نہین؟

اکثر فرطِ عنایت سے یہہ بھی ارشاد ہوتا ہے کہ "اسلام مجموعہ بد اخلاقی ہے" یعنی مصر کا رواج غلامی خلاف اخلاق ہے لیکن "ورجینیا" کی غلامی ایسی نہین ہے "بغداد" کی تلاق بڑی مخالف تہذیب ہے لیکن "چکاگو" (واقع یونائٹڈ اسٹیٹس) کی تلاق امر مستحسن ہے۔ بخارا کی تعداد ازواج اعلی درجہ کی بداعمالی و دشت ہے مگر لندن کی سیمے پرستیان اور طبیعت داریان ایسی نہین ہین۔ اگرچہ یہہ امور اپنی جگہہ پر تسلیم کر لیے گئے ہون کہ قسطنطنیہ کے مسلمان بلگیریا کے عیسائیون سے بہت اچھے ہین اور سلطان کے فوجی سپاہی (گو ایک سے زیادہ نکاح کرتے ہین) اپنی پرہیزگاری اور غیر شراب خواری کی وجہہ سے عیاش برٹش رجمنٹ ہندوستان سے کہین زاید قابل عزت ہین۔ لیکن اسپر بھی اسلام ایسا مورل (مخالف اخلاق) مذہب ہے کہ مسٹر گلیڈسٹون یورپ سے نکلکر مع ریل بیگ و اسباب سفر "اوے" بغداد پہونچانا چاہتے ہین!۔

مخالف اسلام انشاء پردازی کی بنیاد ہمیشہ اسی قیاس پر ہوا کرتی ہے کہ مسلمان ممالک مورلیٹی اور اخلاق مین عیسائی ملکون سے پیچھے پڑے ہوے ہین۔

ہر ایک مسلمان اس قیاس کی واقعیت کو چند ہی ہفتون کے قیام لنڈن پیرس اور نیویارک مین بخوبی دریافت کر سکتا ہے۔

غیر تربیت مسلمان بنظر اعلی اخلاقی اوصاف کے غیر تربیت یافتہ عیسائیون سے ہزار درجہ اچھے ہین۔ اور اگر ہماری انتہاے شایستگی کی حالت مین موافق

فطرت اجازت نکاح و تلاق کوئی لامحدود اجازت ہو گئی ہے۔ تو خود عیسائی تعلیم نے اپنی آبادی کے بڑے بڑے مرکزون مین بدمستی و عیاشی کی اشاعت کی ہے۔ اسلیئے بلورین مکانات مین رہنے والے عیسائیون کو اپنے ہمسایون پر پتھر پھینکنے مین سبقت نہ چاہیئے۔ یا جیسا ہمارے قرآن پاک مین ارشاد ہوا ہے کہ "ایماندارو! غلط بیانی سے باز رہو کیونکہ یہہ بڑا جرم ہے" اپنے طریقہ پر غور کرنا چاہیئے۔ ڈر ہے کہ کہین اوپر کا حصہ بیان خارج از مضمون خیال کیا جاوے اسلیئے مجھکو اصل سوال پر کہ باوجود واقفیت علوم مغربی۔ اور سیاحی دنیا۔ کسلیئے مین آپ کو مسلمان کہتا اور اُمتِ محمد مین شامل کرتا ہون رجوع ہونا چاہیئے۔

ہمیشہ یہی سوال ہر ایک مقام کے تعلیم یافتہ مردون اور عورتون نے مجھہ سے کیا۔ اور مینے اپنی پیدائش پگڑی۔ بلا بوتامون کے کرتہ اور پایجامہ سے زیادہ لوگون کو اسبات پر متعجب پایا کہ فصیح و بلیغ و اعظان عیسائیت کے سلسلہ ہا سے تقریر ایسی نہ تھی کہ مین اب تک قرآن پاک اور اوسکے احکام پر یقین رکھتا ہا۔ چند سال گذرتے ہین کہ مین اپنے بزرگ باپ کی طرف سے وجود باری تعالیٰ پر دلی یقین۔ اوسکی عبادات رحم و ہمدردی۔ خیرات کے ثواب۔ اور مقدس فرایض حج کا تمام عمر مین ایکبار ادا کرنا۔ ان پانچ ابتدائی اصولِ اسلام سے آگاہ کر دیا گیا تھا۔ اور ساتھہ ہی اوسکے یہہ مکمل و اہم اصول دین بھی میرے ذہن نشین کرا دیئے گئے تھے کہ خدا ایک ہے۔ اور کوئی اوسکا شریک نہین۔ اور سنے اپنی پاک مرضی کا اظہار مکمل طور پر آنحضرت سرور کائنات کے ذریعہ سے فرمایا ہے۔ اور

یہہ کہ انسان اپنی فطرت اور سب سے زیادہ خدا کے سامنے اون افعال کا جوابدہ ہے جو اوسنے دنیا مین کئے ہین - نوجوانی مین تو یہہ اصول میرے نزدیک محض خیالات سے تھے - اور ابتدا اُن اجزائے مذہب اسلام کو عیسائی کتب مین پڑھکر مین نے اپنے عقیدہ مین جنبش بہی دریافت کی تہی - مگر تعلیم و سفر دنیا نے ان کی صداقت بخوبی ثابت کردی اور انسانی روح کی تربیت و صفائی کے لیئے جو باتین درکار ہین مین نے سب ان اصول مین پائین -

بلاشبہہ اسلام ایک مکمل و آخری مذہب ہے اور جب کہا جاتا ہے کہ محمد صلعم خدا کے رسول ہین تو کہنے والے کی نیت ہرگز یہہ نہین ہوتی کہ آنحضرت ہی خدا کے رسول ہین -

ہمارے مصنف و مورخ مانتے پہلے آتے ہین کہ وجود اسلام سے قبل ایک لاکہہ ۲۴ ہزار انبیا گذرے ہین جنمین سے ۳۱۰ خاص خاص مذاہب کے پیغمبر تھے - پس عیان امر ہے کہ بانی اسلام نے وحی و الہام کی بابت کبہی وہ رائے نہین اختیار کی جو عیسائیون اور یہودیون کی ہے -

خود کلام مجید مین لقمان حکیم - اور سکندر کے اون اوصاف کی تعریف کی گئی ہے جو اکثر پیمبرون سے مشابہ تھے - لیکن اس سے یہہ لازم نہین آتا کہ افلاطون - سقراط - اور بدہ وغیرہ کو پیمبر مان لیا جاوے -

اسلام ہرگز مخالف عیسائیت نہین - سرور کائنات نے حضرت عیسیٰ کو پیمبر صادق تسلیم کیا - اور بے انتہا عزت کی جو ہر ایک صفحہ کلام مجید سے

ظاہر ہے۔ لیکن آنحضرت نے خود کو صرف خدا کا بندہ اور رسول کہا اور کسی اعلیٰ خطاب سے اپنے اسم پاک کو زینت نہیں دی۔

یہہ صحیح ہے کہ بانی اسلام نے تثلیث کی تعلیم نہیں فرمائی۔ مگر سچا مسلمان جہانتک کہ اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ نور صداقت قبل پیدائش عالم موجود تھا۔ تثلیث کے ماننے والوں سے کہیں زیادہ خیال معرفت کے قریب ہے۔

آنحضرت نے عیسائیت کو ختم شدہ ہی نہیں سمجھا بلکہ حضرت عیسیٰ کی دوبارہ تشریف آوری دنیا سے تمام امت کو منتظر رہنے کی ہدایت فرمائی ہے۔

کوئی اسلامی ملک نہیں ہے جسمیں عیسائیت کو وسعت و کامیابی ہوئی ہو۔ کیونکہ اسلام ایک سادہ اور مشرقی طرز زندگی کے مناسب مذہب ہے اسنے اپنے پرفخر زمانہ میں خود کو قرطبہ اور بغداد کی شائستگی کے موافق حال رکھا۔ اور وسط ایشیا کی بت پرستی اور بداعمالی کے تنزل پر اسکی وسعت و ترقی کا آغاز ہوا۔ یعنی توحید و خدا پرستی کی ابتدا ہوئی۔

جو زبردستی عبادت مذہبی کے بارڈالنے میں انگلینڈ اور امریکا کی شیرینی طرف سے عمل میں آئی یورپ کی تمام قومیں ادسکو بڑی نامہربانی خیال کرتے ہیں۔ کیونکہ جدید عیسائیت طرحدار یورپین زندگی اختیار کرنیکے واسطے نہایت مناسب ہے۔ افسوس! حضرت عیسیٰ کے اصول (جو اپنے خیالات

و اخلاق مین ایشیائی تھے) تمام تر شاعرانہ کر دیے گیے ہین -

آنحضرت کا یہہ دعویٰ ہے کہ وہ نبی آخر الزمان تھے حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ کی رسالت صادق کی طرح (جنکی شہادتین خود اونہین کی کتابین دیتی ہین) زبردست تاریخی ثبوت پر مبنی ہے - اسکے تلاش ثبوت مین ہمارے ناظرین مسٹر ارتھر گلمن کی کتاب "اسٹوری آف دی سارسن" - (S. Story of the Saracens) ملاحظہ فرمائین جسمین حضرت عیسیٰ کی پیدائش اور آنحضرت کی وحی کے حالات صحیح اور با تشریح لکھے گئے ہین -

"محمد خدا کے رسول ہین" یہہ کلمہ کوئی فرضی اور خیالی بات نہین ہے - وقت گیا جب بانی اسلام کو "فریبی" کہا جاتا تھا - خود یوروپین نکتہ چین سمجھنے لگے ہین کہ محمد کی تردید رسالت آخر کار عیسیٰ کی تردید رسالت پر مجبور کریگی -

آنحضرت کے عادات و اخلاق پر بھی احمق و جاہل لوگونکے حملہ ہوے ہین - ڈین پریڈو" جسنے حضرت داؤد اور حضرت سلیمان تک کی رسالت تسلیم کرنے مین ذرا بھی دقت معلوم نہ کی - آنحضرت کی بابت صریحی غلط بیانیون کا جوابدہ ہے - نبی عربی پر خلاف راستی حملہ ہمیشہ عیسائی معلمین کے ضعف دلایل کی خبر دیتے ہین -

قرآن کی نسبت تو سر ولیم میور کا بھی اقرار ہے کہ ایک ایسی کتاب ہے "جو عالی دماغی اور بہت اقتدار سے" مملو ہے - انجیل کی نظر ثانی بارہا کی گئی - لیکن مسلمان ۱۳ سو برس سے وہی ایک قرآن رکھتے ہین جو اون کے رسول کی

دو برس بعد اون کو دیا گیا تھا۔ ریگستان کا باشندہ اوسکو ایک عجیب چیز جانتا ہے اور تعلیم یافتہ مسلمان خدائی باتونکی قابل غور یادداشت خیال کرتا ہے وہ دنیا کی ہسٹری آف لٹریچر مین بلحاظ ایک تاریخ ہونیکے بھی بے مثل ہے۔

انجیل کی نسبت یہہ امر دو صدیون بعد طے ہوا کہ وہ خدا کی کتاب ہے قرآن وہی ہے جو دو برس بعد ہی آنحضرت کے تسلیم کرلیا گیا تھا کہ الہامی یادداشت ہے قرآن پر اکثر مضحکہ بھی ہوا مگر جب روشن ضمیری اور صداقت پر غور کرکے رائے دی گئی ہے تو ہمیشہ اوسکے عجیب ہونیکا اعتراف کیا گیا ہے۔

یہہ یقین یورپ مین دوامی ہے کہ اسلام ضد شائستگی اور انسانیت ہے اور یہی وجہ تھی کہ مسلمانونکی ایک نوآبادی (کالونی) امریکا مین قایم ہوتی جبکی نسبت یہہ امر یقینی تھا کہ یونائٹڈ اسٹیٹس باایںہمہ آزادیِ مذہب اوسکی روادار نہوتی۔

مشنری کوششون کو فیاض اسلام سے موئدانہ رائے کی توقع ہوسکتی ہے۔ مگر لندن مین اگر ایک اسلامی مشن بھیجا جاوے تو غالباً تمام یورپ مسلح ہوکر مقابلہ کریگا۔

اسلامی خلیفہ پولیٹکل رفتار زمانہ پر نظر کرکے مشنریون پر رعایت اور اونکی حفاظت کرسکتا ہے۔ لیکن کیا واشنگٹن کی کانگرس بھی کسی ایک مسلمان واعظ کو مستحق حفاظت و رعایت تصور کریگی؟

کسی قسم کے سوالات پیش اکثر کئے ہین اور جواب پایا ہے

کہ "جو کچھ ہو مگر اسلام ضرور رام مارل ہے"

ہندو مذہب اسلئے مجموعۂ بد اخلاقی خیال کیا جاتا ہے کہ ایک سے زیادہ نکاح کرنیکی اجازت دی گئی ہے۔ مگر کوئی شخص ایک فقرہ بھی اسکی شادی کی بابت انجیل کے کسی باب سے نقل کر سکتا ہے؟ سینے تو تمام انجیل چھانڈالی بجز اسکے کہ بشپ لوگونکو صرف ایک نکاح پر قناعت کرنیکی ہدایت ہوئی ہے اور کچھ بھی اشارہ پایا نہین جاتا۔ فرقۂ پروٹسٹنٹ کے سینٹ لیوتھر نے "فلپ" کو دوسری شادی کی اجازت دی تھی اور کہا تھا کہ "اگر کوئی شخص دو سے زاید نکاح کرنا چاہیگا تو مین اوسکو منع نہین کرونگا اور نہ اوسکے اس فعل کو خلاف احکام خدا جانون گا"

اور پھر سرکردہ فرقۂ کیتھلک نے شاہ نپولین کو ایک ظالمانہ طلاق کی اجازت دی تھی۔ قرآن مجید نے بجاے تعداد ازدواج کی رغبت دلاکر اونکو چار تک محدود کر دیا ہے اور اوسمین یہہ قید سخت لگادی ہے کہ "اگر تم عدل نکر سکو تو ایک ہی کرو"

ایمان کی بات تو یہہ ہے کہ دنیا کے کسی مذہب نے وقوع فعل کو نہین روکا ہے اور کلکتہ کے مسلمانون سے زیادہ "تو چکاگو" کے عیسائی اسمین (طلاق مین) مبتلا ہین۔

ہندوستان اور دوسرے اسلامی ممالک مین اب اس یقین کو ترقی ہے

کہ ابتدا ازدواج احکام قرآن اور انسانی شائستگی دونونکی مخالف ہے۔ معزز مسلمان خاندانون مین طلاق ایسی قابل نفرت چیز خیال کی گئی ہے کہ کہین اوسکا وجود نہین۔

آنحضرت کی نسبت یہ بھی مشہور کیا گیا ہے کہ آپ نے عرب کے متعدد خاندانون کو اجازت غلامی دی تھی۔ پھر بھی حضرت کے پورے ملک شام کے اجازت دینے سے بڑھکر نہین ہے۔ آپ نے قانون مین اوسکے نیست و نابود کرنیکی فکر کی۔ لیکن اگلے انبیا کے کام مین بہت اندازی نامناسب تصور فرمائی۔ ہمارے عیسائی بھائیون کو تعجب ہوگا کہ انجیل مین لفظ "سلیو" (غلام) کا اطلاق "سرونٹ" (ملازم) پر بھی ہوا ہے۔

امریکا نے بڑی قتل و خونریزی کے بعد خود کو قید غلامی سے آزاد کیا ہے۔ لیکن نبی عربی نے پہلے ہی فرما دیا تھا کہ "جو ایک غلام آزاد کریگا آتش دوزخ اوسپر سرد ہوگی"!

اونمین سے صرف ایک ہی صداقت کے حصول مین شائستہ عیسائیت کو انتہا سے خونریزی کا سامنا ہوگا۔ جنکو صدیان گذرین بانی اسلام نے فیاضانہ تقسیم کیا تھا۔ مذہب کی بیان کی ہوئی بہشت بھی ام مارل اور عیاشانہ خیال کیجاتی ہے۔ لیکن اسمین تو سرور کائنات کا منشا بجز تشبیہ کے اور کچھ نہ تھا۔ اور اسکا بھی اقرار بیروقیم میسو کرتے ہین کیونکہ مشرق مین سوا ئے جستجوئے حقیقت رکھنے والونکا ہمیشہ

یہہ یقین رہا ہی کہ وہ مجازی ذریعونسے خود کو خدائی عشق و محبت مین محو رکھتی ہین اور اونکو روحانی خیالات کی صورت اکثر دنیاوی باتونپر قیام پذیر ہوی ہی۔ اور اسی کو وہ نردبانِ حقیقت سمجھتے ہین۔

الہام کی بابت فلسفیانہ ثبوت کی دقتون سے تعلیم یافتہ عیسائی اور مسلمان دونو آگاہ ہین لیکن عقاید مذہب کی بے انتہا ضرورت پر مسلمان تاریخی شہادتون اور روحانی تصدیقات کی طرف سے مجبور کئے گئے ہین۔ اور سر نہین اوٹھا سکتے۔ وہ سب سے زیادہ خدا کی مدد پر جیتے ہین اور روزانہ عبادت مین جبہہ سائی کرکے استدعا کرتے ہین کہ "اے خدا ہمکو راہِ راست پر ہدایت کر اور اون لوگون کی راہ پر لا جنپر کہ تو مہربان ہی"

۳ سال کا عرصہ ہوتا ہے کہ مجھکو اتفاق حج ہوا تہا۔ اور جوش اسلامی سے یہہ صدا میرے لب پر تھی کہ "اے ذات پاک مین تیرے سامنے سر بسجدہ ہون"۔ اوسی وقت مین مجھ سے کہا گیا تہا کہ رسوم حج قدیم وحشیانہ رسوم عرب کی باقی ماندہ نشانی ہین۔ بجا ہے۔ اگر ہونگی تو قدیم یہودی عبادتخانون کے مجمعونسے زیادہ وحشیانہ نہونگی!!

آخر کار مخالف اسلام اقوام سے میل جول نے میرے دلمین رسول اور خدا کی محبت چوکنی کردی اسلیئے اور بہی لکہا جا سکتا تہا لیکن مختصر یہہ ہی کہ "مین ایک مسلمان ہون"، چونکہ مینے اسلام مین اون بڑے روحانی راز و نیاز پایا ہی جنکی آگہی بغیر عرش صداقت تک رسائی ناممکن امر ہی فقط

مترجمہ
محمد اصغر حسین کلکتہ

ابن عباس
(از نارتہہ امریکن رسی ویو)
اپریل ۱۸۸۸ء

دیباچہ
سفر نامۂ یورپ
مصنفہ
نواب مہدیحسین خان فتح نواز جنگ بہادر
مترجمہ
مولوی محمد عزیز مرزا صاحب - بی - اے - ایم آر اے - ایس - وغیرہ

ابھی چند روز کی بات ہے کہ ہمارے ہندوستانی دنیا کے اوس حصہ کے نام سے بھی مشکل سے واقف تھے جو سمندر کے اوس پار واقع ہے سمندر کا سفر عام خیال مین کالے پانی سے مرادف تہا - یہ سچ ہے کہ اس صدی کے وسط مین بعض سخن طبیعتین رسم و رواج کی سد سکندری کو اپنے پر زور زدی ہمت ہاتہون سے توڑ کر انگلستان پہونچین لیکن جو وہان گیا وہین کا ہو رہا واپس آنیوالون کے نام انگلیون پر شمار ہو سکتے ہین - اور سچ بھی ہے کوئی جانیکا نام لیتا تو کیونکر ایک طرف نوفطری دقتون کے خیال سے رونگٹا کہڑا ہوتا تہا دوسری طرف مذہبی خیالات تھے جو ایک قدم بہی آگے نہ بڑہنے دیتے تھے - انگلستان جانیکے یہ معنی تھے کہ انسان اپنے ذات برادری سے ہاتہہ دہو بیٹہے - اوس زمانہ مین جبکہ مغربی علم کی شعاعین ملک مین طلوع بہی نہونے پائی تہین کون شخص ایسے سخت نقصان کو گوارا کر سکتا تہا - جو لوگ کسی طرح انگلستان چلے بہی جاتے تھے وہ واپس آکر کچہہ ایسے

بجاتے تھے کہ گویا اس ملک کے باشندے ہی نہین اونہین کیا غرض تھی کہ وہ اپنے گئے گذرے ہموطنون کو انگریزون کے اخلاق طرز تمدن اور طرق معاشرت سے آگاہ کرنیکی مصیبت مین پڑتے - اگر اس نظر سے دیکھا جاے تو یورپ کا ایک صرف دلچسپ سفرنامہ ملیگا کہ جو میرے دوست سر سید احمد نے ۱۸۷۰ء مین لکھا تھا لیکن اونکی توتعلیم سے ایسی لو لگی ہوئی تھی کہ اونہون نے اون چیزون کا بہت ہی کم خیال کیا کہ جو اونکی دلفریب مضمون سے متعلق نہ تھین علاوہ اسکے امتداد زمانہ کے سبب سے اب سے اور تب سے زمین و آسمان کا فرق ہو گیا ہے - جو چیزین کہ اوس زمانہ مین اونکی نگاہ مین حیرت انگیز اور دلچسپ معلوم ہوئی تھین اونسے اب ہندوستان کا بچہ بچہ واقف ہے اسلیے اونکا حال اس زمانہ مین لکھنا تحصیل حاصل ہے -

انگلستان جانیسے میری اصل غرض یہہ تھی کہ دونو قوموں کے دقیق اختلافات پر غور کرون اور اون وسیع تمدنی اور اخلاقی اصولون کو نگاہ بصیرت سے دیکھون کہ جنکے لحاظ سے انگریز اور ہندوستانی تمیز کیے جاتے ہین اور یہہ بھی دریافت کرون کہ آیا کوئی ایسا بھی طبقہ ہے کہ جسمین ہم اور وہ برابری کے ساتھہ ملسکتے ہین اور اگر ملسکتے ہین تو کس حد تک - میرا یہہ خیال بھی تھا کہ انگلستان کے رسم و رواج آئین و قوانین کا مطالعہ بھی عمیق نگاہون سے کرون اور اون لوگون کے درجہ کی نسبت راے قائم کرون کہ جو ہمپر حکومت کرنیکے لیے آتے ہین - چونکہ مین بخوبی واقف ہون کہ بدقسمتی سے ہم انگریزون کی چال چلن طور طریقون کے ایجاد کرنے سے بھی واقف

نہین ہمارے اور اونکے طرز خیال مین زمین و آسمان کا فرق ہی آپسکی غلط فہمیون سے انبار کے انبار لگ گئے ہین اور کچھ ایسی بارود کی سی خاصیت کہتی ہین کہ کبھی وقت بھبک اٹھین تعجب نہین اسلیئے میرا ہمیشہ سے خیال ہی کہ ہر ہندوستانیکا جو ملکہ معظمہ کی وفاداری اور ملک کی ہواخواہی کا دم بھرتا ہی فرض ہے کہ انگلستان جاکر ان تحریک سے کام لون کا مطالعہ کرے اور اپنے علم کی روشنی سے اپنے ہموطنون کی تاریک غلط فہمیون کو دور کرے - اسوقت اگر مجھے افسوس ہی تو یہ ہے کہ کاش کوئی ایسا شخص اس کام کو اپنے ذمہ مین لیتا کہ جو بلحاظ اپنی درجہ اور لیاقت اور ذی وجاہتی کے مجھسے زیادہ اسکا مستحق ہوتا لیکن ہماری ایسی قسمت کہان جو کوئی ایسا عالیدماغ اس بار عظیم کو اپنے گردن پر لے اسلیئے مجبوراً یہ سمجھکر کہ ع قرعہ فال بنام من بیچارہ زدند - مین ہی اس پرانے مقولے پر ع کس بشنود یا نشنود من گفتگوئے می کنم - عمل کرتا ہون - اور امید کرتا ہون کہ میرے نابل ہموطن اور اپنے پرزور تحریرون سے میری رایون کی وکالت کرینگے اور اون باتون کو کر دکھائینگے کہ جو میرے دلمین ہین -

مین نے انگلستان کی چیزون کو ایک معمولی پیشین یا افتادہ متمسح نظر سے نہین دیکھا ہی اور اسلئے مینے چھوٹی سی چھوٹی بات کے بیان کرنے مین بھی مضایقہ نہین کیا کیونکہ میری سمجھ مین صرف یہی ایک ایسا طریقہ تھا کہ جسکے ذریعہ سے مین اوس حالت کو اپنے ناظرین پر پیدا کرسکتا تھا کہ جو تجربہ نے میری دلپر کی تھی - مین بخوبی جانتا ہون کہ مجھ ایسے کس پرپرس ناچیز شخص کو روزنامچہ لکھنے سے کیا تعلق

لیکن تاہم مین خیال کرتا ہون کہ شاید اون لوگون کو جو کبھی انگلستان نہین گئے میری دہانگی حالت کی زندہ تصویر دیکھنے اور میرے اون خیالات مین شریک ہونیسے کہ جو انگلستان اور انگریزون کے متعلق ہین کچھ نکچھہ فائدہ ہو رہی۔

انگلستان کی عام حالت پر ایک اجمالی نظر

خدا نے جیسا عظیم المرتبہ اس قوم کو بنایا ہے ویسا ہی عظیم الشان شہر لندن بھی ہے۔ شہر کا ہی کو ہی میدان حشر ہے نہ ابتدا کی خبر ہے نہ انتہا کی۔ گاڑیون کا تو ذکر ہی کیا ہی ریل مین بیٹھکر گھنٹون سن سن کرتے فراٹے بھرتے چلے جاو مگر پھر بھی ہر طرف لندن ہی لندن نظر آئے گا۔ سڑکین وسیع صاف ستھری پختہ مین ستونون پر تختے لگے ہوے ہین جنپر لکھا ہے "بائین ہاتھہ" سڑکون پر عجب دلفریب سمان نظر آتا ہے لوگ ہین کہ اہلے کی طرح ٹوٹے پڑتے ہین خوبصورت خوشنما کاڑیان چمکتی جھمکتی بجلی کی طرح ادہر آئین اودہر گئین چمکڑے بھی رینگتے گھسٹتے لدے لدائے جا رہی ہین کرائے کی لنبی لنبی وکٹین (آمنی بسین) مسافرون کو بٹھاتی اوتارتی چلے جاتی ہین۔ لندن مین ہزارون محلے ہین مگر ہر مکان کا پتہ بے کھٹکے لگ جاتا ہے۔ اپریل تک سردی اور کہر کی انتہا نہین ہوتی۔ آفتاب مہینون اپنا جمال جہان آرا نہین دکھاتا نہین معلوم کس کونے مونہہ چھپائے پڑا رہتا ہے۔ میری سمجھہ مین تو انگریز ضرور آفتاب پرست ہونگے۔ اس زمانہ مین درختون کی ننگی شاخون پر ایک پتہ نظر نہین آتا لیکن سڑکون کے

شور وغل اور کامی لوگون کے پائے استقلال کو کوئی بلا نہین روک سکتی - سردی ہو کہر پڑے برف گرے مگر کیا ممکن جو آمد و رفت مین کمی ہو - کاروبار کی کثرت نے ہر شخص کے وقت کو قیمتی بنا دیا ہے - اگرچہ گاڑیون کی کمی نہین مگر پاپیادہ چلنے کا بہت رواج ہے سڑکون پر اکثر امیر آدمی پیدل جاتے ہوئے ملینگے - چونکہ ہزارون ہی پاپیادہ جاتے ہین اسلئے سڑک کے دونون طرف روشین بنی ہوئی ہین پہر کرائے کی آمنی بسین (یہ گاڑی ٹرمیوے کی گاڑیون کے طور پر ہوتی ہین صرف اسقدر فرق ہے کہ آہنی سڑک نہین ہوتین ہر طرف جاتے ہین کہین ایک لحظہ ٹہیر جائے جہان جانیکا قصد ہے اوسی جگہ کی آمنی بس موجود ہو جائیگی - بلکہ اس کثرت سے چلتی ہین کہ ٹہیرنے کی ضرورت ہی نہین ہوتی - ہر محلہ کی گاڑی کے جدی رنگت ہے مگر اجنبی آدمی اپنی ناواقفیت کا دفعیہ کو چوانون سے پوچھکر کر لیتے ہین -- آمنی بسون سے سستی کوئی گاڑی نہین - انکے بعد تہ زمین کے ریلین ہین جو ہر اسٹیشن سے چند منٹ کے بعد چھوٹتی رہتی ہین اور بالکل سطح زمین کے نیچے چلتی ہین - اسٹیشنون کی یہ کثرت ہے کہ لندن بہر مین کوئی مقام ریلوے اسٹیشن سے پانچ منٹ کے فاصلہ سے زیادہ نہین - تہ زمین کی ریلون کے علاوہ معمولی ریلین ہین جو اونچی اونچی پہاڑیون پر جنکی سطح مکانون کی چھتون کی برابر ہے چلتی ہین - لندن مین بیشمار ریلین ہین اور آپسمین مقابلہ بہی خوب ہے - ہر مقام سے دوسرے مقام کو جانیکے متعدد راستے ہین - گریٹ نارتھرن - (شمالی) گریٹ ویسٹرن لنڈن اینڈ نارتھ ویسٹرن - مڈلینڈ (درمیانی) گریٹ ایسٹرن

(مشرقی) سوتہ ایسٹرن (جنوبی مشرقی) سوتہ ویسٹرن (جنوبی مغربی) لنڈن برائٹن اور سوتہ کوسٹ (ساحل جنوبی) لنڈن پیٹہم اینڈ ڈوور نارتہ لنڈن اور بہت سے اور ریلوے کمپنیان ہین۔ ان ریلون کے آخری اسٹیشن پیڈنگٹن یوسٹن کنگز کراس سینٹ پنکراس لورپول اسٹریٹ واٹرلو اسٹریٹ چیرنگ کراس لنڈن برج وکٹوریہ اور دوسرے مقامات ہین۔ اسٹیشن بلحاظ تعمیر کے بہی عالیشان ہین۔ بعض مقامات مین مثلاً وکٹوریہ مین کئی ریلون کا ایک ہی اسٹیشن ہے اس لیئے مسافر کو بڑی پریشانی ہوتی ہے۔ پہر ہر اسٹیشن پر کئی پلیٹ فارم ہوتے ہین اسلیئے ٹکٹ لیتے وقت یہ بہی دریافت کرلینا چاہیئے کہ کونسے پلیٹ فارم سے سوار ہونگے۔ بڑے بڑے اسٹیشنون پر عجب ہنگامہ برپا رہتا ہے لحظہ بہر یہ حال رہتا ہے کہ ادہر ریلین آئین اور ادہر گئین۔ اگر آپ لنڈن اور اوسکے مضافات کے نقشے کو ملاحظہ فرمائینگے تو ریلون کا ایک اچہا خاصہ جال پہیلا ہوا نظر آئیگا۔ لنڈن اور اوسکے مضافات مین قریبًا چھ سو اسٹیشن ہین۔ صرف کلیپہم جنکشن سے ہر روز چودہ سو ٹرینین گذرتی ہین مال گاڑیون کا ذکر نہین۔

انکے علاوہ کینٹین[1] ہین چار پہیہ کی گاڑیان ہین۔ ہنسین ہین ہنسین دو پہیہ کی ہوتی ہین اور ایسی کشادہ ہوتی ہین کہ سیر و تماشے مین حارج نہین ہوتین چوکڑیان بہی بکثرت ہین اکثر بیرونی مقامات کی سیر کو اونہین ٹیکر جاتے ہین اور سرسبز کہیتون کے لہلہاتے ہوئے سمان دیکہکر زندگی کا لطف اوٹہاتے ہین بعض

[1] کرایہ کی گاڑیون کے نام ہین۔

ایسے بہلے مانس بھی ہین کہ ہین تو شوقین مگر اتنا صبر نہین کہ خود چڑھ کر گاڑیان کرایہ کرین اسلیئے مالکون کو کچھہ دیکر ہانکنے کی اجازت لے لیتے ہین - مالک بھی یہ سمجھتے ہین ایک تو کوچبان کی تنخواہ بچے دوسرے کچھہ پتے بھی پڑگیا -

لندن اور اوسکے مضافات مین متعدد باغات ہین مثلاً ہائڈ پارک کنسنگٹن گارڈنس گرین پارک - رچمنڈ پارک کیو گارڈنس - اور زوالوجیکل گارڈنس (باغ حیوانات) وغیرہ وغیرہ - اکثر باغ نہایت خوبصورت خوشنما قابل دید ہین درخت پھول پودے سب اپنی فطری حالت پر ہین کہین دست صنعت نے آثار بناکر کاری گری دکہائی ہے کہین خوشنما تالاب اپنی سین سطح کی جھلک دکہا رہے ہین - ان باغون مین گاڑیون گھوڑون اور پیدل چلنے والون کے لیئے علیحدہ علیحدہ سڑکین ہین - ادہر دن ڈہلا اور ادہر ہائڈ پارک مین جان پڑی ہزارون نفیس گاڑیان جنکے اندر وضعدار لوگ اور کوچ بکس پر کوچبان اور چپراسی خوش وضع وردیان پہنے ہوے بیٹھے ہوتے ہین نکلتی ہین - کبھی گاڑی گھوڑون کی یہ کثرت ہوتی ہے کہ آمد و رفت بالکل بند ہوجاتی ہے - پیدل چلنے والون کی تو یہ مجال کہان کہ پولس کنسٹیبل کی مدد کے بغیر سڑک کے اس سرے سے اوس سرے پر چلے جائین - سڑک کے دونون طرف کرسیان پڑی ہوی ہین - ہر فرقہ اور ہر درجہ کے ہزارون مرد عورت باغ کی شفاف پیچدار دلفگار روشون پر گلگشت کرتے پہرتے ہین - اور تہک تہک کر کرسیون پر بیٹہہ جاتے ہین مجکو بے اختیار اس سمان کو دیکہکر حکیم قاآنی کے یہہ اشعار یاد آگئے کہ گویا اونہی

اسی موقع کے لیئے لکھے تھے ؎

تو گوئی ساحت بستان بہشت وعدن ماند — ز بس غلمان وحور آنجا قطار اندر قطار آید
یکی بر کف نہد لالہ کہ ترکیب قدح دارد — یکی بر گل کند تحسین کہ رو بوی نگار آید
یکی با دلبر سادہ بصحن بوستان گردد — یکی با ساغر بادہ بطرف جوببار آید
یکی بیند چمن را بے تامل مرحبا گوید — یکی بوید سمن را مات صنع کردگار آید
یکی بر لالہ پا کوبد کہ ہے ہے رنگ بے دارد — یکی از گل بو جوید کہ بخ بخ بوی یار آید
یکی بر سبزہ می غلطد یکی در لالہ می رقصد — یکی گاہی رود از خویش یکی گہ ہوشیار آید
بہر جا چشمہ و جوشی بہر کامی قدح نوشی — نماند غالبا ہوشی چو فصل نوبہار آید

ہائڈ پارک کی دائن رو پر وضعدار لوگ جو ہر شہسواری دکھاتے ہین - کیسے کیسے نادر جانور اور کیسے کیسے بانکے جوان نظر آتے ہین - اس ملک مین سائیس ہمارے ہندوستان کی طرح گھوڑے کی دم پکڑے یا پیچھے پر ہاتھ رکھے بھاگتے دوڑتے نہین جاتے بلکہ آقا کے برابر دوسرے گھوڑے پر سوار رہتے ہین -

اتوار کے دن باغون مین بڑی چہل پہل ہوتی ہے - لندن کے تمام مزدوری پیشہ محتاج مفلس لوگ جمع ہوتے ہین - بعض لوگ ہوا خوری اور پر فضا سمان دیکھنے کی خاطر آتے ہین بعض اس غرض سے آتے ہین کہ بڑے بڑے جلسے کرین اور زور شور کے ساتھہ تمام مذہبی اور تمدنی اور سوشیل مسائل پر بحث کرین اور جوش کی زیادتی سے علم کی کمی کو پورا کرین ہائڈ پارک ..... اور کیو گارڈنس مین ٹفن کے کرے ہین - جس مین دوستون کی دعوتین ہوا کرتی ہین میدانیس مین دخانی کشتیان ہر وقت

پھرتی رہتی ہین - اکثر اتوار کے دن دوستون کے چھوٹے چھوٹے گروہ دریا کی ہوا خوری کو جایا کرتے ہین - بہت سے مقامات مثلاً ہیمپٹن کورٹ مین بہت ہی نہایت ہی خوشنما ہے - لندن کے مضافات مین بہت سے دلکش دلربا مقامات ہین جہان اتوار کے دن ہر درجہ اور ہر فرقہ کے لوگ جمع ہوتے ہین -

خالی دل بہلانے کے مقامات بھی بے انتہا ہین - تھیٹر کنسرٹ (جہان گانا ہوتا ہے) پکچر گیلری - (جہان تصویرین ٹانگتے ہین) میوزک ہال (جہان باجہ بجتا ہے اور گانا ہوتا ہے -) عجائب خانے وقس علیٰ ہذا - اور ہین بھی تو اس کثرت سے ہین کہ آپ مہینون لندن مین رہئے اور روز نیا تماشا دیکھئے کبھی ایک مقام کو دوبارہ جانیکی ضرورت نہو گی - سوائے اتوار کے ہر روز تھیٹر کھلے رہتے ہین - تماشا ہون کی بہتات یہ کثرت ہوتی ہے کہ کئی دن پہلے سے ٹکٹ لئے بغیر چارہ نہین - "ڈیوڈ گیرک" کے ناٹک کا تماشا سات سو رات تک برابر ہوا اگر پھر بھی کوئی ایسی کمبخت رات ہو گی جو تمام روئے زمین کر سیان بخیین سونڈ ہے بھرے ہوئے نہون - سوانگ بھرنا فن اب نصف النہار کمال پر پہونچ گیا ہے اور فطرت انسانی کے فلسفہ سے مستحد ہو گیا ہے - مسٹر اردنگ - مسٹر ونڈہم - مسٹر ولسن بیریٹ - مس میری مور - مس میری انڈرسن عجیب و غریب کامین فن ہین - بلا مبالغہ اونہین یہ قدرت حاصل ہے کہ ہنسنے کو دو لاوین اور رونے کو ہنسا دین تھیٹر مین جاکر انسان اپنی ہستی کو بالکل محو کر دیتا ہے اور سمجھنے لگتا ہے کہ جو کچھ ہو رہا ہے اوسمین مین بھی شریک ہون - ہائیڈ پارک مین ہر روز صبح ہی کو دیکھ لیجئے کہ شام کو کونسا

تماشا ہونیوالا ہے - ہر معتبر اخبار کے ایڈیٹرون کے طبقہ مین بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہین کہ جنکا صرف یہہ کام ہوتا ہے کہ نغمہ و سرود ناٹکون پر نکتہ چینی کرین اون لوگون کو بڑا فائدہ یہہ ہے کہ بلا ٹکٹ ہر تماشے مین جا سکتے ہین -

اب مین مختصر طور پر بیان کرونگا کہ خود انگریز کیسے ہوتے ہین اور کن جسمانی اخلاقی دماغی اور سوشیل صفتون سے موصوف ہین جسمانی لحاظات سے عموماً قوی اور خوبصورت ہوتے ہین - اس اعتبار سے انگلستان کی عورتون کو فرانس کی عورتون پر بدرجہ اولے ترجیح ہے - مدرسون اور کالجون مین جاکر دیکھئے کیسے قوی چست و چالاک لڑکے نظر آینگے صحت اور مسرت اونکی رگ رگ سے ٹپکتی ہے - قریباً ہر انگریز کو کھیل کود اور جسمانی ورزشون سے سچی محبت ہے - بہت سے لوگ بالسکل (دو پہیہ کی گاڑی جو پاؤن سے چلائی جاتی ہے) ہی کو آلۂ ورزش سمجھتے ہین اور براعظم یورپ مین اسی پر ہزارون کوس کا سفر کرتے ہین - بعض لوگ تو اس قدر مشاق ہین کہ پکی ڈلی سی مقام مین بھی کہ جہان آمدورفت کی کثرت سے تل رکھنے کی جگہہ بھی نہین ملتی بے تکلف گاڑیان دوڑاتے پھرتے ہین - کرکیٹ - کشتی بانی - گھوڑے کی سواری بندوق اور کتون کا شکار یہہ سب اون کے غم غلط کرنیوالے مشغلے ہین - سوشیل اعتبار سے بھی انگریز دنیا کے قومون مین بہت ترقی یافتہ ہین - جس مقام کو کہ وہ اپنا گھر کہتے ہین وہان امن عافیت خانگی خوشی کا مرکز ہوتا ہے اگر آپ کسی انگریز کے گھر مین جائین تو بی بی خاوند بچے (ساس سسرے بہن بھنوئی اکثر علیحدہ ہی رہتے ہین) سب کے سب

خوش حال معلوم ہونگے کونے کونے حقیقی مسرت کی بو آئے گی پیارے پیارے بچے
صاف ستھرے لباس پہنے ہوئے خوش فعلیان کرتے پھرتے ہون گے مگر اون کی
خوش فعلیان بھی سلیقہ سے خالی نہ ہونگی - پیاری ننھی جانین اپنی والدین کی محبتون کا
مرکز اور سارے گھر کی جان ہین - اونکو عموماً ایک علیحدہ کمرہ دیدیا جاتا ہے جب
والدین کام کرتے ہین تو دھاوسین کیلئے کودتے رہتے ہین - مین ایک دفعہ ایک
دوست کے گھر گیا اونکی چھوٹی لڑکی جسکی عمر دس گیارہ برس کی تھی کمرہ مین کھیل
رہی تھی اوسنے دیکھتے ہی بڑھ کر نہایت تپاک سے ہاتھ ملایا اور پھر ایک شیرین
لہجہ مین کہا "اگر آپ ایک منٹ تنہا بیٹھنے کا مضایقہ نفرمائین تو مین اماں جان کو
ڈھونڈلاؤن" ہندوستان مین اسی عمر کا بچہ کبھی ایسی خوش اخلاقی اور ایسے
تپاک سے پیش نہ آتا - انگریزون کے بچون کو ایک عجیب نعمت حاصل ہے وہ انکی
تعلیم یافتہ ماؤن کی تربیت بارصحبت ہے -

انگلستان مین ہر درجہ کے لوگون کے مکان اونکی حیثیت کے
مطابق نہایت خوشنما و آراستہ ہوتے ہین - امرا کے مکانات جو دیہات
مین ہین وہ تو بالکل نمونہ بہشت ہین - انگریز امیرون اور ہمارے امرا کے
مکانات مین کوئی مقابلا نہین ہوسکتا - لنڈن مین مکانات عموماً کئی منزل
کے ہوتے ہین - سب سے نیچا قطع بطور تہ خانہ کے ہوتا ہے اوسمین باورچیخانہ
ہوتا ہے اور نوکر رہتے ہین - پہلی منزل مین عموماً کھانیکا کمرہ دوسرے مین
ملاقات کا کمرہ اور تیسرے اور چوتھی مین سونیکے کمرے ہوتے ہین سیڑھیون

اور اندرونی راستون مین سوئی سوئی آواز کش قالین بچھے ہوتے ہین - سامنے کا دروازہ مقفل رہتا ہے - ملاقاتی گاڑی سے اُتر کر گھنٹی بجاتا ہے مامایا چپراسی آکر دروازہ کھولتا ہے اور اگر آقا یا میم صاحبہ خالی ہوتی ہین تو ملاقات کے کمرہ مین لیجاکر اوسکا نام پکارتا ہے - کیا اچھا طریقہ ہے اور آرام سب کو ہے تکلیف کسی کو بھی نہین -

انگریز اجنبی لوگون سے نہایت ہی خوش اخلاقی اور فروتنی سے ملتے ہین اونکی کشادہ دلی مہمان نوازی خالص ہوتی ہے - دعوتون کے طریقے خاصکر دو ہین یا تو ڈنر یا "ایٹ ہوم" - جن لوگون سے زیادہ ربط وارتباط ہوتا ہے وہ ڈنر پر بلائے جاتے ہین اور امیر لوگ ہر فصل مین دو ایک "ایٹ ہوم" دیتے ہین جو عموماً رات کے دس بجے سے شروع ہوتے ہین یہ جلسے بہت عالیشان ہوتے ہین انکے ذریعہ سے اکثر لوگون کو ایک دوسرے سے ملنے کا موقع ملتا ہے - ایک صاحب رتبہ میزبان اپنی مہمانون کی خاطر اپنی آرام وآسایش کو قربان کر دیتا ہے - اگر آپ کسی انگریز کے گھر مہمان رہین تو آپکو اپنے گھر سے زیادہ آرام ملے گا اور ذرا ذرا سی بات مین بھی آپکے آرام کا خیال رکھا جائیگا - جسقدر زیادہ رتبہ کا آدمی ہوتا ہے اوسی قدر خوش اخلاقی اور مہربانی سے پیش آتا ہے -

تھیٹر اور روڈ کانین اور شراب خانے بلا مبالغہ بادشاہون کے محل معلوم ہوتے ہین اور بڑی بڑی ہوٹلین تو نہایت ہی عالیشان ہین -

معلوم ہوتا ہے کہ انگریزون کی باریک نظری ہمیشہ انسان کے آرام و آسایش کے بحر ذخار علم کو مطالعہ کرتی رہتی ہے - مثلاً آرام کرسیان تشریح اعضاے جسم انسان کے لحاظ سے بنائی جاتی ہین اور بیٹھکر ہر عضو کو آرام ملتا ہے -

انگریزون کو کلب کا بڑا شوق ہے - لنڈن مین بہت سے کلب ہین جنمین سے بعض بہت ہی محدود ہین - بڑی کلبون کی نسبت یہ کہنا اگر ناممکن نہین تو دشوار تو ضرور ہے کہ کونسا کلب سب سے اچھا ہے کیونکہ ہر کلب کی یہ کوشش ہی کہ عمارات کی خوبی فرنیچر کی شوکت اور کھانونکی تعداد اور لذت مین دوسرے کلبون پر فوق لیجائے - بہت سے معزز کلبون مین جنمین اتحی پنچم ہی شامل ہے ممبرون کی تعداد محدود ہے ممبری کے امیدوارون کی ایک فہرست رہتی ہے جب کوئی جگہ خالی ہوتی ہے تو کمیٹی اون مین سے ایک شخص کو منتخب کر لیتی ہے -

انگلستان مین درجہ کا بہت خیال ہے - خاندان شاہی ایک علیحدہ طبقہ ہے باوجودیکہ آزادی اور ہمسری کا خیال روز افزون ترقی کر رہا ہے مگر پھر بھی ہر شخص کے معبد دل مین اونکی پرستش ہوتی ہے - ملکہ معظمہ اور پرنس اور پرنسز آف ویلز بڑی محبت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہین - اصل یہ ہے کہ اونکا اخلاق ایسا دلربا دلفریب جادو اثر ہے کہ ممکن نہین کہ کوئی شخص اونکی ملاقات کی عزت سے مشرف ہو اور محبت کا دم نہ بھرنے لگے خاندان شاہی کے بعد امرا کا درجہ ہے جو کہ ایوان سلطنت کے ستون اور عروس

انگلستان کے زیور ہین - اوسکے بعد متوسط درجہ کے لوگ ہین جو ملک کی قوت
دولت اور دماغی رفعت کے مرکز ہین - سب سے آخر درجہ مزدوری پیشہ
گروہ کا ہے - ہر درجہ دوسرے درجون سے بالکل علحدہ اور خود مختار ہے
اور اسی وجہ سے ہر شخص اپنی حالت پر قانع ہے اور اوسی مین خوش ہے - ایک
متوسط درجہ کا آدمی کبھی کسی خاندانی امیر سے ملنے کی پرواہ نکریگا وہ اپنی حالت
سے خوش اور اپنے کام پر نازان ہے - مختلف درجون اور فرقون مین ایسی
پریشانی اور گڑبڑ نہین ہے جیسی کہ ہمارے یہان ہے اور اسی وجہ سے انگریز
بے اطمینانی اور رشک وحسد کے موج زن طوفان سے امین ہین - مختلف
فرقے ہی نہین بلکہ ہر شخص فرداً فرداً خود مختار ہے اگر کوی کسی کا محتاج ہے تو
خود اپنی قابلیت اور کاردانی کا درست نگر ہے اور اسوجہ سے کوی کسی امیر کی
امیدواری نہین کرتا جو بہت سے ناپاک خلافانہ خصلتون کی جڑ ہے - چونکہ صاحب
اختیار لوگون کو ستائے جانیکا خیال نہین ہوتا اسلیئے وہ سب سے برابری
کے ساتھ ملتے ہین - مین بعض ایسے لوگون کو جانتا ہون کہ جنکے برابر دروازے
ہین اور اسیطرح مدتین گذر گئی ہین مگر ایک دوسرے سے واقف نہین -
دوستی اور ملاقات سے بعض ذمہ داریان پیدا ہوتی ہین اگر انسان
مین اونکی برداشت کرنیکی قوت نہو تو اس سے پرہیز کرنا ہی مناسب ہے -
ان چند لفظون سے تو انگلستان کی سوشل حالت معلوم ہوگئی ہوگی
اب مین ایک نظر وہان کی دماغی ترقی پر ڈالتا ہون - تعلیم نے اسقدر ترقی کی ہے

کہ بیان کرنا مشکل ہی۔ ادنے درجہ کی تعلیم کی یہ کیفیت ہی کہ کوچبان سائیس ماما سب لکھہ پڑھہ سکتے ہین۔ جب کوچبان خالی ہوتے ہین جیب سے اخبار نکالکر پڑہنے لگتے ہین۔ اخبارات بہی بکثرت ہین۔ سولے ٹائمز کے سب کی قیمت ایک ایک پنی (تین پیسہ) ہے۔ بعض کی تو لاکہون پرچے نکلجاتے ہین کیونکہ کوئی کمبخت ایسا ہوگا جسکو اخبار بینی کا شوق نہو۔ اسکا نتیجہ یہہ ہے کہ انگلستان کے عام رائے کی پارہ کی سی کیفیت ہی۔ ہزارون آدمی اخبارات کے لیڈنگ آرٹیکل پڑہتے ہین اور اپنی رائے اونکی مضامین کی نسبت قائم کرتے ہین۔ وہ لوگ بہی جو نان شبینہ کو محتاج ہین اور چہتری لگائے پہرتے ہین وہ بہی تمام اہم پولیٹیکل مسائل کی نسبت قطعی فیصلہ کئے ہوتے ہین۔ حیثیت تو ماشا اللہ۔ آپکی یہ ہو رہی ہے مگر ہائڈ پارک کی بنچ پر بیٹہکر اور ایک بڑا سا ہینڈ پائپ منہہ مین دبا کر پارلیمنٹ کے اخیر مباحثے اور دو کانون کے جلد بند کرنے غرض تمام تمدنی مسائل پر نہایت زور شور سے رائے زنی کرتے ہین۔

خانگی معاملات مین بہی اخبارات بہت کام آتے ہین۔ اشتہارون کے بعض کالم محض اون لوگون کے لیئے مخصوص ہین جو نوکری کے خواستگار ہین یا مکان کرایہ لینا یا دینا چاہتے یا شادی کی فکر مین یا کسی یوسف گم شدہ کی تلاش مین وعلی ہذا القیاس۔ علاوہ اسکے ہر مضمون کے لیئے علیحدہ علیحدہ اخبار ہین مثلاً بعض علمی ہین بعض گہوڑدوڑون ورزشون وغیرہ سے متعلق ہین بعض مالی ہین وغیرہ وغیرہ۔ ان تمام اخبارون کا کام دفع الوقتی ہے۔ کلیون ہوٹلون

عامون مجامون کی دوکانون وغیرہ مین اخبارات ایک شایستہ طریقہ سے ایک مقام پر رکھے رہتے ہین اور جب آپ خالی ہون تو ایک طرف بیٹھکر پڑھیئے اور وقت گذاری کیجئے۔ انگلستان مین وقت کی بڑی قدر ہی۔

اب مین چند لفظ انگلستان کے آئین و قوانین کی نسبت کہونگا۔ گورنمنٹ کے تین شعبے ہین بادشاہ اور (ہوس پارلیمنٹ۔ بادشاہ سلطنت کا مالک سمجھا جاتا ہی لیکن زمانہ گذشتہ کے مقابلہ مین اب اوسکے اقتدارات کچھ بھی نہین ہین۔ لیکن پھر بھی بادشاہ ابھی تک عام قوم کی نگاہون کا مرکز ہے۔ بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ گویا قوم مجسم ہے۔ ہر فرقہ کے لوگون کو ملکہ معظمہ سے دلی محبت ہی اور گو کہ اونکا اثر براہ راست کچھ زیادہ نہین لیکن معاملات سلطنت مین اسقدر دخیل کہ اوسکا اندازہ کرنا دشوار ہے۔

پارلیمنٹ کے دو ہوس ہین۔ ہوس آف لارڈز اور ہوس آف کامنز جو عام طور پر بیت اعلیٰ اور بیت ادنےٰ کے لقب سے موسوم ہین۔ بیت اعلیٰ کو امور ملکی مین چندان دخل نہین۔ اوسکی ممبرون کی دو قسمین ہین ایک تو امرائے روحانی اور ایک امرائے دنیاوی۔ پہلے طبقہ مین کینٹربری اور یارک کے دو آرچ بشپ اور بیس بیس بشپ داخل ہین۔ یہ لوگ اپنی حین حیات تک ممبر رہتے ہین۔ امرائے دنیاوی کے کیئے درجہ ہین ڈیوک (جاہ) مارکوئس (امرا مع صفت خاص مثلاً عمدۃ الامرا) ارل (ملک) وائے کونٹ (دولہ) بیرن (جنگ)۔ اونکی تعداد پانچ سو کے قریب ہی۔ یہ اعزاز خاندانی ہوتا ہی

بعض خاندان تو بہت پرانے ہین لیکن زیادہ تر نئے ہی ہین کوئی منحوس سال ہوتا ہے جسمین دو چار شخص پولیٹکل ڈپلومیٹک یا فوجی خدمات کے صلہ مین یا کبھی حیرت کی بات ہے بہت دولتمند ہی ہونیکی وجہ سے طبقہ امرا مین داخل نہوتے ہون - گو کہ بیت الامرا بیت العوام کے درجہ کو نہین پہونچتا مگر معاملات ملکی مین اوسے بھی بہت دخل ہے - کوئی مسودہ اوسوقت تک قانون نہین ہوسکتا جبتک امرا اوسکو منظور اور بادشاہ پسند نکرے - مگر بادشاہ کے پسند کا تو اب یہ حال ہے کہ کوئی مسودہ خواہ وہ کیسا ہی اس بزرگی سے محروم نہین رہتا اور بعض اوقات اون مسودون کو جو ہوس آف کامنز سے آتے ہین منسوخ یا اونمین ضروری ترمیمین کردیتے ہین -

ہوس آف کامنز (بیت العوام) مین ۶۷۰ ممبر ہین - یہ لوگ رعایائے برطانیہ کے بڑے گروہ کے وکیل ہین - ہر مالک مکان کو ممبرون کے انتخاب مین رائے دینے کا حق ہے - ممبرون کے تین بڑے فریق ہین لبرل (آزاد) کنسرویٹو (قدامت پرست) اور آرش (دکلائے آئرلینڈ) - بالفعل کثرت رائے کے لحاظ سے کنسرویٹو غالب ہین کیونکہ فریق لبرل کے ہوم رول یعنے آئرلینڈ کے انتظام اندرونی کے لیئے علیحدہ پارلیمنٹ قایم کرنیکی مسئلہ کی وجہ سے دو گروہ ہوگئے ہین - کنسرویٹو فریق کی پالیسی (حکمت عملی) ہیئت مجموعی یہ ہے کہ ملک کے آئین و قوانین مین کوئی ایسی ناگوار اور اہم تبدیلی نکیجائے کہ جو حالت موجودہ کی کایا ہی پلٹ دے - مسئلہ ہوم رول سے قطع نظر کرکے

کنسرویٹیون اور لبرلون مین صرف یہ فرق ہے کہ کوئی کسی حد تک اصلاح و تغیر جایز رکھتا ہے اور کوئی کسی حد تک۔ ہوس آف کامنز مین تمام مسائل حکمت عملی اندرونی و خارجی پر بحث اور راے زنی ہوتی ہے۔ اور ملک کی ضرورتون کے لحاظ سے روپیہ کی منظوری دی جاتی ہے۔ ہوس آف کامنز کا بڑا کام شکایتون کا سننا ہے۔ ہوس کی توجہ ان امور کی طرف وہ ممبر دلایا کرتے ہین جو گورنمنٹ مین داخل نہین ہوتے۔ وزرا کا انتخاب اوس فرقہ سے ہوتا ہے جسکی طرف ہوس آف کامنز کی کثرت راے ہوتی ہے۔ ملکہ معظمہ غالب فرقہ کے سب سے نامور شخص کو بلاکر انتخاب وزرا کا ایما فرما دیتے ہین۔ بارہ وزرا کابینٹ (مجلس شوریٰ) مین داخل ہوتے ہین اونہین کی راے پر گورنمنٹ کی حکمت عملی مبنی ہوتی ہے کیبنٹ مین دو نو بیوت کے ممبر شامل ہوتے ہین۔

قوانین انگلستان مین اب بھی امارت کو بہت دخل ہے۔ ابھی تک ہوس آف لارڈز (بیت الامرار) ذی اختیار ہے ہوس آف کامنز مین بھی بہت سے ممبر بڑے عالیخاندان ہین لیکن جمہوری گروہ کی جیسی چلتی ہے ویسی کسی کی نہین چلتی۔ مختلف قانونہای اصلاح انتخاب (رفارم بل) کا جو ۱۸۳۲ء اور اور زمانہ حال کی مابین منظور ہوے ہین یہ نتیجہ ہوا ہے کہ انتخاب کرنیکی قوت تمام ذکور مالکان مکان اور کرایہ دارون کے متعلق ہوگئی ہے۔ انتخاب عام عموماً چار یا پانچ سال مین ہوتا ہے گو کہ ممبری کی اصل میعاد سات برس ہے۔ جس زمانہ مین کہ انتخاب ہوتا ہے عام راے جلسون اور اخبارون کے

ذریعہ سے ظاہر ہوتی رہتی ہے جلسون مین یا تو گورنمنٹ وقت کی پالیسی کی تائید کیجاتی ہے یا اوسپر جرح کیجاتی ہے مختصر یہہ ہے کہ جس فرقہ کے لوگ جلسہ مین ہوتے ہین اوسی قسم کی رائین ظاہر کیجاتی ہین - اس قسم کے جلسون کے قایم کرنیکا حق بڑی نعمت عظمیٰ سمجھا جاتا ہے - مقرر کو اسقدر آزادی حاصل ہے کہ گورنمنٹ کا تو ذکر ہی نہین ملک کے قدیم سے قدیم اور مقدس سے مقدس آئین مثلاً تخت و تاج ارکان مذہب وغیرہ کی نسبت وہ بے تکلف اوڑاتے ہین کہ خدا پناہ مین بیچ گورنمنٹ عالیہ کے علاوہ مقامی گورنمنٹون کا ایک پیچیدہ سلسلہ ہے - اکثر شہرون مین کمیٹیان ہین اور شہر کا اندرونی انتظام اونہین کے سپرد ہے - ان شہرون کے باہر بہت سے منتخب شدہ گروہ ہین جو مقامی کامون کو انجام دیتے ہین مجلس محافظان (بورڈ آف گارڈینس) جسکے متعلق محتاج خانون کا انتظام ہے مجالس شوارع عام مجالس حفظ صحت وغیرہ وغیرہ - ایک نیا ایکٹ یعنے لوکل گورنمنٹ ایکٹ (قانون انتظام امور مقامی) ابھی پاس ہوا ہے اوسکا خاص یہ منشا ہے کہ مقامی امور کے انتظام مین جو بے ترتیبی اور فضول پیچیدگی آج کل ہے وہ رفع ہوجائے یہ مجلسین اس لحاظ سے بہت مفید ہین کہ بہت سے لوگون کو اپنے ملک کے انتظام مین شریک ہونیکا موقع ملتا ہے - انگریز لوگ اپنے حاکم آپ ہین یا کم سے کم اگر تکلیف گوارا کرین تو اپنے اوپر حکومت کر سکتے ہین لیکن اکثر ایسی بد انتظامیان ہوجاتی ہین کہ جنکا باعث صرف یہہ ہوتا ہے کہ اوس ضلع کے لوگ اپنے معاملات مین کافی دلچسپی نہین رکھتے - اسنے عموماً بددلی پیدا

ہوتی ہے۔ لیکن باوجود ان تمام نقائص کے جو کہ زیادہ تر آلات انتظام سے متعلق ہین پردۂ دنیا پر کوئی اعلیٰ درجہ کے قوم اتنی آزاد نہین ہے جتنے کہ انگریز ہین۔

علوم وفنون نصف النہار کمال پر پہونچ گئے ہین اونکی ترقی نے سحر و اعجاز کو بھی گرد کر دیا ہے کلون نے وقت اور محنت دونون مین بے انتہا کفایت کر دی ہے۔ شاہی دار الضرب اور سلح خانہ اور دوسرے بڑے بڑے کارخانون مین نہایت نازک نازک کامون کو کہ جو معمولی طور پر مہینون مین ہوتے تھے منٹون مین ہوتے ہوئے دیکھکر سخت حیرت ہوتی ہے۔ دار الضرب مین چاندی سونا پگھلایا جایا ہے سانچون مین ڈھالتا ہے گول ٹکلیون مین کٹتا ہے چرخ پر چڑھتا ہے ٹھپہ لگایا جاتا ہے وزن کیا جاتا ہے اور جلا دی جاتی ہے مگر یہ سب کام بہت ہی تھوڑی دیر مین ہو جاتے ہین۔ ایسی ایسی سچی ترازوئین ہین کہ ایک تولہ کے سو ین حصہ کی کمی بیشی بھی معلوم ہو جاتی ہے۔ اشرفیان ایک نلی کی راہ سے ایک کل مین ڈالی جاتی ہین پوری وزن کی ایک طرف جمع ہو جاتی ہین اور کم وبیش وزن کی دوسری طرف گرتی ہے ایک دوسری کل کے ذریعہ سے انکے ٹکڑے ہو جاتے ہین۔

ٹایمز یا کسی دوسرے معتبر اخبار کا چھاپہ خانہ علوم وفنون کی ترقی کی دوسری مثال ہے۔ کام کی کثرت کے لحاظ سے بہت ہی کم لوگ کام کرتے ہین ایک کمرہ مین ٹیلیفون اور تار ہین جو پارلیمنٹ اور تمام بڑے بڑے مقامات سے ملے ہوئے ہین ادہر تو پارلیمنٹ مین بحث ہو رہی ادہر تمام نامور مقررین کی

اسپیچین لفظاً لفظاً چھپ رہی ہین - بعض خود رو تار کی کلین ہین جو بیانات تار برقی کو کاغذ کے لنبے لنبے پرچون پر لکھدیتی ہین - کلبون مین بھی یہ کلین لگی ہوئی ہین اسلیئے انگریزون کو دینا کے ہر حصہ مین ہر واقعہ کی اطلاع اوسکے وقوع کے ساتھہ ہی ملجاتی ہے - چھاپہ کی کلین حیرت انگیز ہین ہر کل کے چلانیکے لیئے صرف ایک شخص کی ضرورت ہوتی ہے - رولر خود کاغذ کو کھینچ لیتا ہے - حروف پر سیاہی لگجاتی ہے کاغذ چھپتا ہے مڑتا ہے مناسب ٹکڑون مین کٹتا ہے تہ ہوتا ہے اور پرچہ گن بھی لیئے جاتے ہین - یہ سب کام خود بخود ہوتا ہے اور اسقدر جلدی ہوتا ہے کہ کئی ہزار پرچے چند منٹ مین تیار ہوجاتے ہین -

جہازون کی تعمیر کا مرکز گلاسگو ہے - یہ بھی ایک عجیب حیرت انگیز صنعت نما کام ہے - یہہ بننے والے عالیشان محل کنارہ پر بنائے اور کلون کے ذریعہ سے سمندر مین ڈالے جاتے ہین - مانچسٹر مین ایک عجیب حیرت مین ڈالنے والے طریقہ سے چھینٹ چھاپی جاتی ہے - خوبصورت چھوٹے چھوٹے نمونون کا عکس ایک آئینہ کے ذریعہ سے بڑہا کر دہات کی تختی پر لیتے ہین - ایک کل کے ذریعہ سے جسکا چلانا اسقدر آسان ہے کہ ایک خورد سال بچہ کے سپرد کیا جا سکتا ہے ان تصویرون کو حالت اصلی پر لاکر ایک رولر پر منتقل کرتے ہین - اس طریقہ سے آناً فاناً پھول پتیون کی ایسی عمدہ نادر تصویر اوتر آتی ہے کہ جو انسان کے صناع ہاتھہ دنون اور ہفتون مین بھی نہ اوتار سکتے

جب رولر تیار ہو جاتے ہین تو بات کرنے مین کپڑے کے ہزارون گز چھپ جاتے ہین - دوسری کلین چھاپتی خشک کرتی اور رنگون کو جلا دیتی ہین اور بعض اور کلون کے ذریعہ سے لوہا لگتا ہے چمکایا یا پاتہ کیا جاتا ہے اور پھر وہ کاپر ایسے گٹھے بنائے جاتے ہین کہ جو آسانی سے تھوڑی سے تھوڑی جگہ مین دور دراز ملکون کو پہونچ جائین - مجھکو شیفیلڈ مین مسرس برون کے سلاح سازی کے کارخانہ کو دیکھکر اور بہی حیرت ہوئی - لوہے اور فولاد کے توڑے کے توڑے گل گلا کر موٹے موٹے چادرون کی صورت مین منتقل ہو جاتے ہین اور اسمین آدہ گھنٹا بہی نہین لگتا اور نہ اتنی دقت ہوتی کہ جتنی ہمارے کمہارون کو مٹی کے کہلونے بنانے مین ہوتی ہے -

اخلاقی اعتبار سے انگریز عموماً ایماندار اور راست باز ہوتے ہین - یہہ اونکا قومی تمغہ ہے گو کہ بعض لوگ اس سے محروم بہی ہین - مگر وہ مستثنی ہین ایکدفعہ مین ایک کرایہ کی گاڑی مین تین سو روپیہ کی انگوٹہی رکہکر بہول گیا دو دن کے بعد خود گاڑہی والا آکر واپس کر گیا - ایک اور ہوٹل مین انگوٹہی کہو گئی ایک ماما کو اتفاقاً ملگئی اوسنے فوراً مجکو لاکر دیدی -

یہہ انگریزون اور لندن کی بے بہا خوبیون کا بہت مختصر اور سرسری بیان ہے - اجانا گوی یہ خیال کرے کہ مینے بیجا مدح سرائی کی ہے اسلیئے مین بعض اور شہرون اور ملکون کا حال بہی لکہتا ہون جنکے دیکہنے کا مجکو اثنائے سفر مین اتفاق ہوا - سب سے پہلے پیرس کا حال سنئے - عروس البلاد پیرس

عجب دلچسپ خوشنما شہر ہے وہان کے بعض بعض مقامات بیشک قابل تعریف ہین - چوڑی چوڑی خوبصورت سڑکین ہین جنکے دونون طرف درخت لگے ہوئے ہین شیشم الی سبز ہے جہان - روشون پر درخت اپنی سبز تازگی بخش پتونسے سایہ کیئے ہوئین اور قسم قسم کے شراب خانے ہین اور رات کے وقت برقی روشنی ہین تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ؎

اگر فردوس بر روے زمین است ✤ ہمین است و ہمین است و ہمین است

بوی ڈی بلون ایک باغ ہے جسمین بڑے بڑے عظیم الشان درخت اپنے تنی بہری شاخون کو پھیلائے ہوئے ہین - ہر طرف خوشنما روشین ہین اور تھکے ماندون کے لیئے جا بجا بنچین بچھی ہوئی ہین - کسی طرف چھوٹے چھوٹے تالاب اور آبشارین ہین کہین پانی مین ہزارون مرغابیان گلگشت لگا رہی ہین - ایک خوبصورت چوک ہے جہان فوارین چھوٹتے ہین اور پتھر کی ہوش ربا تصویرین رکھی ہوئی ہین - اس مقام کا نام پلیس ڈی لا کنکارڈ کہتے ہین - پیرس کے یہ مقامات فی الواقع لاجواب ہین تمام شہر تاریخی اور فرانسیسیون کی فتوحات کی یادگارون سے بھرا ہوا ہے - ان لحاظات سے لندن بہت کم مایہ ہے لیکن محنت کاردانی تجارتی ترقی مین لنڈن سے ٹکر کھانا محال ہے - تجارت کے اعتبار سے لندن سے پیرس کو وہی نسبت ہے جو دیو کو باشتے سے -

فرانسیسی نہایت خلیق اور ملنسار ہوتے ہین پہلی دفعہ دیکھکر اجنبی شخص کا دل انگریزون کی بہ نسبت اونکی طرف زیادہ کھینچتا ہے - مگر وہ ظاہر پرست بہت ہین

اُنمین وہ متانت تدین اور مروت نہین ہوتی جو انگریزون پر ختم ہو غور کرنیکی بات ہے کہ وہ اپنے ملک کی انتظام اندرونی مین کیا خاک اُڑا رہے ہین - ہر روز پارلیمنٹ مین شرمناک قضیے ہوتے ہین ذرا ذرا سی باتون پر ایک دوسرے سے لڑ بیٹھتے ہین گو کہ لڑنے والون کو شائستی دینے کا مقام ہو کہ وہ اتنی ہوشیاری ضرور کرتے ہین کہ کسیکی چوٹ نہ آئے بیتظمان ملک اپنی اپنی بڑائی کی تدبیرون مین متفرق رہتے ہین اور بیغرضی کے نام سے واقف نہین انگلستان ممکن ہو کہ تمام خوبیون سے جیسا چاہیئے ویسا آراستہ نہو مگر انصاف یہ ہے کہ وہان کے لبرل اور کنسرویٹو دونون اپنے ملک کے سچے ہوا خواہ ہین - انگریزون کی حکومت جب کسی دوسرے ملک مین ہوتی ہو تو وہ ہمیشہ اپنی رعایا کی تعلیم و تربیت تہذیب و شایستگی اور فلاح و بہبودی کی فکر مین رہتے ہین اسکے برعکس فرانسیسی اونکو چاہ جہالت مین ڈالے رکھتے ہین - مینے یہ چند لفظ فرانس کی نسبت اس وجہ سے لکھے ہین کہ وہ ابھی تک دنیا کا شایستہ ترین حصہ اور اوسکا دار السلطنت بہترین شہر سمجھا جاتا ہے - یوروپ کے دوسرے شہرون مثلاً ویس ٹیورن میلان فلارنس نیپلز روم وغیرہ مین بھی خاص خاص باتین پائی جاتی ہین مثلاً کوئی اچھے موقع سے واقع ہو کوئی تاریخی واقعات اور عمدگی عمارات کے لحاظ سے شہرت یافتہ ہے کہین صنعت و حرفت کے عمدہ عمدہ نمونے موجود ہین مگر لندن کے سامنے سب گرد ہین فقط

بقیہ سفر کوہ نیلگری

(سلسلہ کے لئے نمبر ۲ جلد ۲ ملاحظہ ہو)

۱۴ رمضان ۱۳۰۶ھ روز چہارشنبہ

شب کو سردی کی وجہ سے آج مین ساڑے آٹھہ بجے بیدار ہوا دس بجے چھوٹی حاضری ہوئی اور ساڑے بارہ بجے برک فاست ہوا۔ تین بجے بعد کرنیل اور مسز پیل اور لیڈی سر آلیور سینٹ جان رزیڈنٹ میسور سے ملاقات ہوئی سر آلیور سینٹ جان اور مسز ہاڈسن مکان مین نہ تھے اسلیئے کارڈ چھوڑ کر چلا آیا چھہ بجے بعد گھوڑے پر پولوگرونڈ اور تالاب کا چکر لگاکے سات بجے مکان کو واپس آیا آج سردی شدت سے ہے۔ ہمراہی باورچی عبداللہ کو کہ ضعیف ہے بخار آگیا ہے۔

برن فٹ مکان سطح زمین سے آٹھہ ہزار سو فٹ بلند ہے۔ اور اوسکے اندر پہاڑ آٹھہ ہزار تین سو فٹ بلند ہے اس بنگلہ مین اقسام کے رنگارنگ گل وبیل ہین۔ سنکونہ اور صندل اور کافور کے درخت بہی بکثرت ہین۔ تالاب مین پانی کم ہے اور جسقدر ہے وہ مہری سے روز نکل کے کم ہوتا جاتا ہے بارش نہوسے یہان کے لوگونکا بیان ہے کہ امسال گرمی ہی مگر ہمکو تو ابہی سردی معلوم ہوتی ہے۔ تالاب مین چلانے کو اس سے کشتی چھوٹی منگوائی گئی ہے شاید آج آجائے۔ رات کو وسکٹ[1] ہوا اور دو بجے بعد آرام کیا۔

۱۵ رمضان ۱۳۰۶ھ روز پنجشنبہ

شب بیداری کی وجہ سے ہم نو بجے بیدار ہوئے بعد حمام وغیرہ گورنمنٹ

[1] قسم کوہل۔

ہوس ٹھیک بارا بجے پہونچگئی تک ایڈی کانگ نے پیش وائی کی اور پریوٹ سکریٹری نے ملاقاتی کمرہ مین لیجاکر گورنر صاحب کو اطلاع دی صاحب معزز آفس روم مین تھے وہین طلب فرمایا یہ مجرد دروازہ مین داخل ہوینگے لارڈ کنیمارا گورنر مدراس نے نہایت تپاک سے پہلے آپ ہی اوٹھکر دروازہ تک بڑہے اور خیریت پرسی کی ہاتھہ مین ہاتھہ ملایا برابر بیچیں بیٹھ محبت آمیز گفتگو ہوتی رہی۔ انہین لارڈ صاحب نے ہماری دعوت لندن مین بھی کی تھی۔ بڑے بہائی کی مزاج پرسی بہی کی اور بلدہ کی فوج کی تعداد اور اقسام اقوام فوج اور کچھہ مال گزاری کی کیفیت دریافت کیا اور فرمایا کہ آپکو یہان جو کچھہ مطلوب ہو بلا دریغ مجھسے مدد لیجئے مین بخوشی مدد دونگا اور یہہ بہی کہا کہ دعوتی کارڈ ۲۴ مئی کے لئے پہونچے گا آپ ضرور تشریف لائینگا بعد رخصت لینکے دروازہ تک مشایعت کی۔ اور ایڈی کانگ نے گاڑی تک پہنچایا۔ وہان سے مین نے سر چارلیس آربتھنٹ کمانڈر انچیف حشمت مدراس کے ملاقات کو گیا دس منٹ کی ملاقات رہی معلوم ہوا کہ یہہ فوجی آفسر مدمغ ہین معمولی سوال وجواب ہوے گویا آفیشل ملاقات ہوی وہان سے نکل کے مین نے مسٹر شیشادری ایڈمنسٹر میسور کے ملاقات کو گیا وہان پہنچکے اپنے ملازم مسٹر سیبون کو کارڈ دیا سیبون زینہ کے قریب پہنچا تہا کہ ایک ہندو صاحب دہوتی باندہے ٹوپیٹ کا لانگ کوٹ جو بمنزلہ اوور کوٹ کے تہا پہنے ہوے سر پر سفید ململ کا کوی چار رکنی پٹکہ باندہے ہوے موجود سیبون میرا یورپین ملازم یہ نہ سمجہا کہ یہی دیوان صاحب ہین بلکہ

ان کے سادہ مزاجی سے سمجھا کہ دیوان صاحب کے یہی ملازم ہین فی الفور کارڈ انہی کو دیا اور کہا کہ یہ کارڈ دیوان صاحب کو دین پس وہی صاحب جو درحقیقت خود دیوان تھے زبان انگریزی مین کہا کہ اہا نواب میر الملک بہادر آیئے آیئے یہہ کہتے ہوئے خود بڑہے اور گاڑی کے پاس آئے معلوم ہوا کہ یہی صاحب شیشادری ایرسٹر ہین اور نہایت لایق اور فہمیدہ آدمی ہی ہین کوئی دس منٹ ان سے ہی ملاقات رہی۔ آج برک فاست ۲ بجے دن کے ہوا بعد تغذائے دوست کی بازی رہی۔ پانچ بجے منہہ ہات دہوکر ہوا خوری کی غرض سے۔ بروم گاڑی مین پولو گرونڈ اور تالاب ہوتے ہوئے سلک ہوٹل پہنچا وہان اوترکے سوڈا پیا سات بجے شام کو مکان واپس آیا آٹہہ بجے ڈنر ہوا اور مسٹر مری اور مسٹر ورڈ کو کل کے برک فاسٹ کی دعوتی چٹھیان روانہ ہوین ڈنر کے بعد دو بازی وسٹ کہیلے گیے اور ۱۲ بجے استراحت ہوئی۔

۱۶ رمضان سنہ ۱۳۰۶ روز جمعہ

آج نو بجے بیدار ہوا سردی بہ نسبت ایام گذشتہ کے کم ہے اگرچہ ہر یک بیڈ روم مین آتشدان موجود ہے لیکن ہمکو آج تک اوسکے گرم کرنیکی ضرورت نہوی۔ ٹہیک گیارہ بجے مسٹر مری ایجنٹ بینک آف بنگال اور مسٹر ورڈ جسکے انخارج ہمارا بنگلہ تھا اور انہین کے معرفت خریدا گیا تہا آئے ۱۲ تک اونسے مکالمت رہی سوا ۱۲ کو میز پر گئے قریب ایک کے کہانیسے فراغت ہوئی یہہ لوگ ۲ بجے تک یہان رہے بعد ازان تبدیل لباس کرکے مع ڈاکٹر صاحب لیڈی سوتر کر

ملاقات کو بمبئی ہوس گئے برابر ایک گھنٹہ وہان رہا یہہ لیڈی صاحبہ نہایت خلیق ہین اور اونکی فکر معاش نہایت اچھی ہے انکا ذاتی چار کا باغ یہان موجود ہے اور انکا بنگلہ یہان کے سب مکانات سے اچھا ہے انکا ارادہ ہے کہ اسکو فروخت کرکے لندن جائین لیکن قیمت مکان سمہ فیر نیچر ۲ لاکھ سے کم نہین بتلاتین فی الواقع مکان نہایت اچھا اور فرنیچر اول درجہ کا موزون ہے۔ یہانسے ہم معہ ڈاکٹر صاحب اور سید غلام رسول صاحب اور میر فیاض علی صاحب اور پنور نگم فینسی بازار گئے۔ یہان کے موجودہ لیڈیون نے آج اور کل کیواسطے ایک فینسی بازار قایم کیا ہے۔ داخلہ کا ٹکٹ فی آدمی ایک روپیہ ہے۔ یہہ بازار اوسی کمرہ مین تھا جہان ٹہٹیر ہوا کرتا ہے۔ کمرہ نہایت وسیع ہے اسمین ہر ایک لیڈی نے اپنی اپنی دوکان علیحدہ لگائی تھی اور ہر قسم کے ارایشی سامان اور مٹھائی اور میوہ وغیرہ سے آراستہ تھی ہم نے ٹکٹ ایک لیڈی سے جو دروازہ پر کھڑی تھی لیکر داخل کمرہ ہوے کمرے مین داخل ہوتے ہی سب سے پہلے ایک مہوش لیڈی نے ایک ایک گلدستہ پیش کیا جسکی قیمت ممنونیت کے ساتھہ ایک ایک روپیہ ادا کیگئی پھر تو یہہ حال تھا کہ ہر ایک دوکاندار لیڈی اپنی اپنی طرف توجہ دلاتی تھی اور سب سے زیادہ لطف مٹھائی کے دوکانون پر تھا بہرحال دو سو روپیہ کا سامان متفرق دوکانات سے خریدا گیا۔ یہان گورنر صاحب اور کمانڈر انچیف اور سر الیور سینٹ جان وغیرہ سے بھی ملاقات ہوی گورنر صاحب اور مہاراجہ میسور بہت جلد واپس چلے گئے

اور کمانڈر انچیف صاحب اس بازاری جلسہ مین بھی تمغہ زیب سینہ کئے ہوئے تھے۔ ڈاکٹر گے جو میرے دوست ہین وہ بھی ایک دوکان پر ملے۔ سر آلیور سینٹ جان نہایت خلیق افسر ہین بہت دیر تک گفتگو کرتے رہے اور ڈاکٹر یوسف علی صاحب کو پہچانا اور کہا کہ مین نے تمکو نواب سر سالار جنگ کے اسٹاف مین کلبرگہ مین دیکھا تہا اور فارسی زبان بول سکتے تھے آغا سید علی صاحب شوستری کو بہت پوچھا اور کہتے تھے کہ مجھے چھ سال سے فارسی زبان بولنے کا اتفاق نہین ہوا ہے باین ہمہ فارسی خوب بولتے تھے ہم ساڑے چار کو اس بازار سے باہر نکلے۔ اور سیدہے مکان آئے۔ اسوقت مدراس سے قالین اور کرسیان وغیرہ جو برن فٹ مکان کے واسطے طلب ہوئے تھے پہونچے مکانکی ارائستگی مین ایک گھنٹہ گذر گیا چھ بجے بعزم سلک ہوٹیل بسمہ سید غلام رسول اور ڈاکٹر صاحب کے روانہ ہوئے اور ارادہ تہا کہ آج بلیرڈ کہیلینگے لیکن اکوڈک برج تک جو ہمارے بنگلہ سے شاید چار سو گز ہوگا پہنچے تھے کہ غلیظ ابر نمودار ہوا اور شدت سے پانی برسنا شروع ہوا اگرچہ ہم بروم گاڑی مین تہے اور پانی سے کچھہ ضرر نہین تہا مگر دوسرے ہمراہیونکے بہیگ جانے کے خیال سے واپس مکان آئے۔ یہہ بارش صرف ہمکو تکلیف دینی آئی تہی جبکہ ہم گہر پہونچے پانی بند ہوگیا لیکن شام ہوگئی تہی اسلیئے باہر جانا نہوا ساڑہے سات بجے ڈنر ہوا۔ اور گیارہ تک وسٹ ہوتا رہا قریب بارہ بجے کے استراحت کیا۔

۱۷ رمضان ۱۳۰۶ھ روز شنبہ

آج بھی آٹھ بجے بیدار ہوا۔ شکار کے چندہ مین دو سو روپیہ دیا کیونکہ یہان کو لیئے یہہ لازمی بات تھی جنابت ملاحظہ ہوئے ساڑھے بارہ کو برک فاسٹ ہوا اور بلدہ وغیرہ کو چند خطوط تحریر کیا۔ بعد برک فاسٹ قریب ۲ بجے مسٹر شیشادری۔ ایر۔ سی لئس۔ آئی۔ دیوان میسور باز دید کو تشریف لائے۔ آج کا لباس کچھ مہذب تھا قریب نصف ساعت کے مکالمت رہی اور یہہ قرار داد ہوا کہ یکشنبہ کے روز نہر ہنیہار جی میسور کی ملاقات کو جائین اور دوشنبہ کے روز ۲ بجے مہاراجہ میسور ہمارے باز دید کو برن فٹ مکان مین تشریف لائین ۲ بجے سے ۴ تک دو بازی وسٹ کی ہوئی قریب ۵ ساعت کے گھوڑے پر سوار ہو کر فرن ہل تک گیا راہ مین سید غلام رسول اور ڈاکٹر صاحب اور میر فیاض علیصاحب جوڑی گاڑی بردم مین ہوا خوری کو نکلے تھے ملے اور ہم سب ملکر فینسی بازار کے مکان تک گئے معلوم ہوا کہ بازار بھی ختم ہوا اور بہت سے لیڈیان اور جنٹلمن واپس چلے آئے تھے۔ یہان میرے خود ہانکنے کی گاڑی محبوب خان لائے مین سمہ ڈاکٹر صاحب کے اس گاڑی پر سوار ہوا ساڑھے چھ بجے مکان کو واپس پہنچا گیارہ بجے شب تک وسٹ ہوتا رہا کل کے روز جو سامان کہ فینسی بازار مین خریدا تھا آج آیا۔ ۱۲ بجے استراحت ہوئی۔

۱۸ رمضان ۱۳۰۶ھ روز یکشنبہ

سات بجے بیدار ہوا آج دس بجے مقیاس الحرارت ۶۵ درجہ پر ہے آج

اتوار ہے اسلیئے کل ۱۰ بجے ہی سے یہان کے دوکانین بند ہین۔ نواب
نواب وقار الامرا بہادر کے برک فاسٹ پر دعوت تھی اسلیئے صبح کہین
جانا نہوا ٹھیک سوا بارہ کو نواب صاحب ممدوح تشریف لائے۔ جنکا انتظار
۱۲ بجے سے تھا ساڑے بارہ کو ٹیبر پر بیٹھے بعد فراغ از طعام وسٹ کا ایک
گیم ہوا حسین مین اور اقبال الدولہ بہادر ایک طرف اور ڈاکٹر یوسف علیصاحب
و جنرل محمد اکبر صاحب ایکطرف تھے انہی موخر الذکر شخص نے گیم جیتا۔ برابر ۱ بجے
نواب صاحب محتشم الیہ رخصت ہوئے مین منہ ہاتھہ دہوکر کپڑے بدلا
اور ڈاکٹر صاحب کو ہمراہ لیکر چار بجے مہاراجہ صاحب بھادر میسور کی ملاقات کو
گیا گاڑی تک ایڈی کانگ اور پریوٹ سکریٹری مسٹر مارٹن نے استقبال
کیا ملاقاتی کمرہ مین دو کرسیان صدر مین بچھی ہوئی تہین یہ مجرد داخل ہونے
کے مہاراجہ بہادر نے سر و قد تعظیم دیکر شیک ہنڈ کیا اور برابر کی کرسی پر بٹھایا۔
حضور پر نور کی مزاج پرسی فرمائی اور معمولی اخلاقی مکالمت کے بعد عطر پھول
پان دیکر رخصت فرمایا اور مشایعت بھی اوسی قسم سے ہوئی گاڑی مین
سوار ہوتے وقت پریوٹ سکریٹری نے کہا کہ مہاراجہ بہادر کل ڈیڑہ بجے
باز دید کو رونق بخش ہونگے وہانسے مینے پانچ بجے کے قریب نواب
وقار الامرا بہادر کے بنگلہ پر پوشاک بدلی اور سواری کے کپڑے پہنے
اور نواب صاحب موصوف کے ہمراہ تالاب پر سیر کو نکلا سید غلام رسول اور میر
فیاض علی صاحب بھی بروم مین سوار ہوکر پونے چھہ بجے تالاب پر پہونچے

یہان آٹھ دس کشتیون مین اکثر یورپین معہ پریوان فرنگ بعشق مین ایک ایک جوڑا اور بعض مین دو دو جوڑی حسب مرضی تالاب مین چکرین لگا رہی تہی عجب سیر کی جاے ہی اور یہی ایک مقام بہت خوشگوار ہے چونکہ مین بہی اس کلب کا ممبر ہون ایک چہوٹی کشتی مین تنہا سوار ہوا اور خوب گشت ہوی اور نواب وقار الامرا بہادر بہی کشتی مین گشت کرتے رہے - الغرض ساڑے چھ بجے تالاب پر نواب وقار الامرا بہادر سے رخصت ہوکر سیدہی سلک ہوٹیل کو گیا - بلیرڈ روم کہلوا کر ڈاکٹر صاحب کے ساتہہ ایک گیم سوکا کہیلا یہان مسٹر ڈرو سے ملات ہوی چونکہ روز یکشنبہ تہا یہانکے مقیم یورپین گرجا گئے تہے - ساڑے سات بجے مکان واپس ہوے آٹہہ بجے ڈنر ہوا - ۱۲ بجے آرام کیا شب کو بدخوابی بہی رہی - آج شب کو ۱ بجے تک بارش ہوتی رہی اس اثنا مین مین یہان کے چارکے طور طریقون کی دریافت کرتا رہا یہان کے چارکے باغات اکثر یورپین کے قابو مین ہین جیسا کہ سنکونا کی کاشت مین فواید ہین چارکے فواید بہی اس سے کچھ کم نہین بڑے بڑے دولت کے ذریعہ جو ہندوستانیون مین افسوس ہی کہ خود اہل ہند اسپر توجہ نہین کرتے بخلاف اسکے اہل یورپ ہزارون کو ہین سے یہان آکر ایسے سودمند کام کو جاری کرتے ہین اور بڑی دولت کماتے ہین اب مین چارکی مفصل کیفیت بلا کم و کاست نقل کرتا ہون اور امید کرتا ہون کہ کبہی نہ کبہی ہمارے اہل وطن بہی اس سودمند زراعت کے جانب توجہ کرینگے - شبہ

چار کا بیان

زراعت اور انتظام

جسقدر تجربہ اسوقت تک حاصل ہوچکا ہے کہا جاتا ہے کہ انکے موافق انتظام غالب درجہ بہتر ہی ہوگا۔ پس ضرورت کے موافق قطع زمین تلاش کرکے سب سے پہلے سڑکون پر لحاظ کرنا چاہیئے۔

سڑک

اگر وہ قطع زمین کسی وادی کوہ مین واقع ہو تو سڑک بلند ترین مقام سے شروع ہونی چاہیئے اور رفتہ رفتہ اوسکا ڈھال نشیب وادی مین اسقدر لیجانا چاہیئے کہ زیادہ سے زیادہ ایک اور اٹھارہ کی نسبت ہو بعدہ متوازی سڑکین اوسی اُتار چڑھاو کی بنائی جائین جنمین باہمی سو گز کا فرق ہو جیسا وہان کے زمین کا اقتضا ہو بعدہ ان متوازی سڑکون کو آخر مین ملا دینا چاہیئے۔ اگر یہہ کام اچھی طرح کیا جائے تو آیندہ کے بہت سے تکالیف اور اخراجات سے پناہ رہے۔

پہلے پہل پوری حد تک سڑکون کا وسیع کرنا ضرور نہین چار میل کے چوڑائی غالباً برسون تک کیلئے ضرورت رفع کریگی لیکن یہہ مناسب ہوگا اگر سڑک پر جا بجا گڑھے کھود دئے جائین تاکہ یہہ معلوم رہے کہ پوری وسعت کہانتک ہے ان مقاصون پر زراعت نہو۔ اسنے سڑک کی حد قائم رہیگی اگر ضرورت ہو تو اس سے زیادہ سڑکین اسقدر وسعت کے ساتھہ کھولی جائے کہ عمارات کا موقع موزون واقع ہو اوسی وقت اس امر کی بہی فکر رکھنی چاہیئے کہ اگر سڑک کے راہ مین کوئی ندی واقع ہو جائے تو کنارے کنارے پانی

بہانے سے فائدہ اٹھایا جائے۔

عمارات

چار کے باغات مین عمارات کا موقع منتخب کرنے کیلئے یہہ خیال ضرور ہے کہ صرف دو ہی مجموعہ عمارتون کا ہو۔ بنگلہ دفاتر اور کارخانہ ایک مجموعہ ہون اور اور محررون کی نشست گاہ۔ قلیون کی لائن اور مویشیون کے باندھنے کی جگہ دوسرے مجموعہ مین ہو اور عمارت جہان بنانے ضرور ہے کہ وہان صاف ہوا اور راحت جملہ متعلقین کا خیال رہے۔ اگر سرکین اسیطرح بنائی گئی ہون کہ ان سے کسی مین پانی بغیر زمین توڑے بہتا رہے تو سایہ دار مناسب جگہ عمارت بنانیکی ملجائیگی اگر ہوسکے تو عمارت لب سڑک نہر کے قریب تعمیر ہو کیونکہ اس سے پانی اکثر صاف رہا کرتا ہے اور جو نہر عمارت سے فاصلہ پر ہوتی ہے اوسکا پانی اکثر خراب رہتا ہے۔

جب موقع تعمیر مکان کا ملجائے تو تعمیر شروع ہو سڑک سے متصل بنگلہ ہو اور اوسکے پیچھے کارخانہ۔ اگر موقع ہو تو عمارتون کا مجموعہ مستطیل خواہ مربع ہو جو بہت موزون اور آرام دہ ہوگا۔ بشرطیکہ وضع وغیرہ درست ہو۔ اگر عمارتون کا مجموعہ اسطرح واقع ہو کہ سڑک پر نصف دائرہ بنجاے تو اور خوبصورت اور آرام دہ ہو۔

اگر عمارت اس وضع کی بنائی جائے تو کارخانہ کسی عارضی خیمہ یا جھونپڑی مین

ہوا ور جب اسکی تکمیل ہوجائے تو سڑک کے پیچھے عمارت اور باغ سے ملحق پودہ رکھنے کا مکان یعنے نرسری بنایا جائے۔ رقبہ کل احاطہ کا جسمین باغ۔ سڑک مکانات وغیرہ ہون ایک یا دو یا تین ایکڑ زمین سے زیادہ نہو۔ اگر پودہ رکھنے کا مکان اور دوسرے تعمیرات ٹھیکہ پر ہو تو بہتر کیونکہ پہر قلیون کی لائن کی جلدی نرہیگی اطمینان سے تعمیر ہوگی۔

اگر کوئی گانو بدا کا لوگون کا ملجاے تو ٹھیکہ پر کام چلانے مین بہت آسانی ہوگی کیونکہ یہ لوگ ٹھیکہ کا کام بہت خوشی سے کرتے ہین اگر درمیان مین جنگل واقع ہو تو درختون کو نکال ڈالین اور زمین کو کنکر اور درختون کے جڑون سے خوب صاف کرین اوسوقت زمین پودہ رکھنے کے لیئے تیار ہوجائیگی۔

پودہ رکھنے کا بیان

اس مکان کے گرد کٹہرا لگا دینا چاہیئے اور کٹہرے کے آس پاس بربری یا گلاب کی جہاڑیان ہون۔ اسوقت ہی بہت کم قلیون کی ضرورت ہوگی اگر بدا کا ملجائین تو بہتر ہے کیونکہ قلیون کی قطارون کے بنانے مین سب مہلت ملجائیگی۔

پودہ رکھنے کے لیئے مکان مسطح کھودنا چاہیئے کیاری درخت رکھنے کی پانچ فٹ اور راہ دو فٹ ہو زمین کے توقع کے لحاظ سے اختیار ہے کہ کیاریان بیڑی ہون یا لمبی کیاریان عمدہ طور سے برابر کرنی چاہیئے اور پتھر اور جڑ اندسے نکالکر

راکھ سے ڈھانپ دینا چاہیئے اور جب یہہ باتین ہوجائے اور سڑک ہی بنجائی اور پودہون کے لیئے مکان بہی تیار ہوجائے اور پانی کی نہر بہی درست ہوجائے تو تخم ریزی شروع کردینی چاہیئے۔

تخم ریزی

نیلگری پر چار کے عمدہ باغات سے فی الحال تخم بہت اچھے ملتے ہین۔ اگر موسم سوزون ہو تو فوراً تخم لیلینا چاہیئے۔ پودہ رکہنے کے مکان سے یہہ دیکھہ لینا چاہیئے کہ اسمین پہلے ہوسے درختون کی کہانتک گنجایش ہوگی پس اوسیکے موافق زمین کو پیرخواہ آلہ سے خوب مضبوط کرنا چاہیئے زمین مسطح ہو بعدہ تخم اوس سطح زمین پر بونا چاہیئے۔ تخم ریزی باقاعدہ اور تمام برابر ہو۔ دو تین انچہ دبیز گہاس یا سڑی پتی بچہادینی چاہیئے۔ گہاس برابر اور باقاعدہ بچہنی چاہیئے گہاس کی دبازت موسم کے موافق ہونی ہے۔ برسات کے ایام مین گہاس ایک انچہ دبیز ہو بشرطیکہ خوب سڑے گرمی کے موسم مین دبازت کی زیادہ ضرورت ہے تاکہ دہوپ تخمون تک نہ پہونچنے کیونکہ دہوپ ہونے سے تخم خراب ہوجاتے ہین۔ اگر گرمی کے ایام مین تخم ریزی ہو تو آنکی دیکہنے کے بعد ہی پانی سے خوب تر کرنا چاہیئے بعدہ دو ہفتہ تک کسی قسم کی فکر نہ کہانی ہوگی اسکے بعد دیکہنا چاہیئے کہ اگر کلدہ دہوپ گیا ہو تو فوراً نرسری مین لیجاکر پودہ لگادینا چاہیئے تجربہ سے معلوم ہوا کہ آدہ سڑے گہاس مین

پودہ کا اگنا بہتر ہے اور برسات کے شروع مین بھی پودے دوسرے جگہہ پر لگا دئے جائین کچہ زیادہ عمر ہونے سے پودہون کو زیادہ ضرر کا خوف نہین ہوتا جب تخمون سے کلا ہونے یا دوسرے جگہہ لگانیکے قابل ہون تو ہر کیاری مین دو آدمیون کو مقرر کیا چاہیے انکی پاس دندانہ وار کہیت کا ایک تختہ اور تخمون کا ایک ٹوکرا ہونا چاہیئے کیاری کے چوڑائی کے برابر تختہ کی لمبائی ہو اور عرض مین صرف دو انچہ ہو اور چار چار انچہ پر دندانے بنے ہون - دندانے کے مقابل سب بیچ بونا چاہیئے - تختہ کا کنارہ لائن پر بولنے سے یہہ فایدہ ہوگا کہ کل درخت چار کے باقاعدہ مسلسل ہو جائنگے کیارون مین خاصہ ایک فٹ کا ہونا چاہیئے - یہہ ضرور ہے کہ پودہون کی نازک جڑین سلامت رہنے - مٹی کے ساتہہ ہون برتعلیی آس خاص امر مین بیقید ہے جب کافی تعداد پودہون کی لگ گئی تو پہر کسی قسم کی فکر باقی نرہیگی صرف کیاس کا دور کرنا اور کبہی کبہی پانی دینا ہوگا - بہت سے حالتون مین کم عمر پودہون کی محافظت ضرور ہوتی ہے اور اسکا کاشت سے زیادہ آسان طریقہ یہہ ہے کہ کیاریون کے چارون طرف سے کیڑا لگا دیا جاے اور اگر موسم مین کیاس کی ضرورت ہو تو پرانی کیاس کو نکالکر نئی کیاس درستگی کرنی چاہیئے اگر اسی اثنا مین کہرا پڑے تو بہت احتیاط سے رات ہونیسے پہلے اس مقام پر سایہ کر دینا چاہیئے جب کاشتکار کو اس سے فرصت ہوگی تو مستقل بیضکار خانہ کی طرف توجہ ہوگی اور دو ایک برس کے بعد پودہون کیجانب توجہ ہوگی -

قلیون کی لائن

اگر ممکن ہو تو بداکالوگون کو ٹیکہ دینا چاہئے کہ اسقدر کفایات کیلئے اس قدر رقم دیجائیگی بشرطیکہ مکانات قلیل معمولی درجہ کے بنالے ہون نا ہموار پتھرون یا اینٹون سے مکان بنوانا اور کہیریل سے چھوانا بہتر ہے اسکا کفایتی نتیجہ آخر کو بہت مفید ہوگا۔

بنگلہ

ہر حالت مین وسعت عمارت کا انتظام کا مشتمار چاہے کے رلے اور وسعت مقام پر منحصر ہے جب بنگلہ تیار ہوجاے تو جو عارضی مکان کارخانہ کے مرتب بنا رہتہ تھا اوسکو منہدم کردینا چاہئے بعدہ کارخانہ کی تعمیر ہو اور سب کے پہلے اوسکا نقشہ مرتب کرکے اچھی طرح غور کرلینا چاہئے۔

کارخانہ

جب سے مجھکو چاء سازی کے اصول معلوم ہوے اوسوقت سے مینے گرم پانی کو گرمی پہونچانیکا ایک عمدہ ذریعہ خیال کیا مینے ابتک نہین سنا کہ کسی کارخانہ مین کامیابی کے ساتھہ اس سے کام لیا گیا ہو لیکن مجھکو یقین کامل ہے کہ اس طریقہ سے بہت سا بڑا فایدہ ہوگا۔ پانی ضرورت سے زیادہ گرم کیا جاتا ہے یہانتک کہ بندرچاء بنانے سے جو پانی جلانے کیلئے حرارت پہونچای جاتی ہے وہ بھی بہت زیادہ ہوتی ہے اب ہم نہایت مفید اور کم خرچ طریقہ بتلاتے ہین جنمین پہلے خوبی یہ ہے کہ اگر اس طریقہ سے

عمل درآمد کیا گیا تو لکڑی کا کوئلہ جو اندنون نہایت قیمتی ہو گیا ہے بالکل بیکار
ہو جائیگا۔ کل آلات بھوسنے اور گرم کرنیکے ایک دیگدان کے ایک سے
گرم ہونگے خشک کرنے والی آلات اسطرح ترتیب دیئے جائین جو نہ
صرف تیار شدہ چاء کو خشک کرین بلکہ چاء کو بھی گرم کرین جو نلون کے
اوپر طاقون پر پھیلی رہین اور اسطرح ایام برسات مین بھی پتیان خشک
ہو جائین اور جھوٹ موٹ ہوائی موسم مین جو مسلسل مشکلات بڑی ہے
وہ بالکل جاتی رہینگے۔ دوسرے یہہ کہ کارخانہ کے اندر نکلی دھول مادھوان
نہ جائیگا۔ اور اگر انتظام اچھی طرح ہو جائے تو کمرون کی تعداد مین تعمیری آلات
مین اور محنت مین بہت کمی ہو جائیگی پائپ کی حرارت مین کمی بیشی حسب
ضرورت کیجا سکتی ہے اور اسیطرح چاء کے جلجانیکا خوف نہین ہر قسم کے
بوائلر مکانات اور دوسرے قسم کے عمارتون کے گرم کرنے کیلئے اب
بنائے جاتے ہین۔ چنانچہ انگلستان کا کرسٹل پیلیس اور اعلیٰ درجہ کے گرجے
اور دوسرے سرکاری عمارتین گرم پانی کے ذریعہ سے محرور کیجاتی ہین
اور اسطرح عین ایام سرما مین مکانون کے اندر گرم ملکون کی حرارت قایم
رکھی جاتی ہے چاء کے کاشتکارون کیلئے بوائلر (پانی گرم کرنیکا ظرف)
نہایت مفید چیز ہے جو بغیر کسی قسم کی عمارت جدید کے موجودہ کے ساتھہ
قایم ہو سکتا ہے۔ اور چاء انچہ کا پائپ معہ اور ضروری سامانون کے بہت
ارزان ہے اور کلان بوائلر سے مساوی درجہ کی حرارت قایم رہتی ہے۔

طشت جنمین دو تین نلیان پانی بہنی کی ہون حسب خاطر ہوا یا جا سکتا ہے
اوسکی نلیان باہم ایک دوسرے سے ملی رہینگی اور ان سب کا سلسلہ اصلی
بوائلر اور پائپ سے مسلسل رہیگا۔ صرف یہی ایک آلہ ہوگا جسمین (پانی
گرم کرنے کے آلات) بنا نیوالیکو تعلیم کی ضرورت ہوگی کیونکہ بطور خود
سمجھ لینا آسان نہین ہے۔ جسقدر حرارت پہونچانی کی ضرورت ہو اوسی
نسبت سے بوائلر ہی جسیم ہو اور پائپ کی طولانی بھی۔ کارخانہ کے ایک
مسقف مکان مین یہہ بوائلر معہ ایندہن کے رکھا جا سکتا ہے۔ پانی گرم ہوتی
ہے طشتون مین اور پائپ کے ذریعہ سے تمام کارخانہ مین پہونچ جائیگا قبل
اسکے کہ بوائلر مین پھر گرم ہونیکے لئے واپس آئے اس انتظام سے چاء بنانیکا
کمرہ مکمل ہو جائیگا کیونکہ ایک کنارہ پر چاء بہونے کا طشت پتیون کے رگڑ
نیکی نیز خواہ کل درمیان مین خشک کرنیکے پائپ ہر چہار طرف کمرے مین۔
اور بلندی پر دیوار مین رات کو سبز چاء پھیلانیکے طاق۔ یہہ آخری انتظام
نہایت کم خرچ اور مفید ہی کیونکہ گرم پائپ کے ذریعہ سے کل ترتیبون مین
جو طاقون پر رہینگی برسات کے ایام مین راتون کو حرارت پہونچیگی اور
چینیون کے طرز تیاری چاء سے زیادہ مفید ہوگا کیونکہ اوس مین دہوان یا
خاک نہ پہونچیگی چھوٹے چھوٹے باغون سے ممکن ہے کہ یہہ طریقہ زیادہ
مناسب نہو حالانکہ مجھکو یقین ہے کہ وہان بھی اس سے بخوبی کام چلیگا۔
ایک کمرہ مین لوہے کے طشت ہوتے ہین جو اینٹ اور چونے کے چولہے

جمے رہتے ہین نیچے آنچ ہوتی ہے یا ہر طشت علحدہ علحدہ گرم ہوتا ہے اسمین
بتی رگڑنیکا میز بھی رہتا ہے۔ دوسرے کمرہ مین خشک کرنیوالی آگ لکڑے کے
کولون کی ہوتی جو چولہون یا ٹوکرون یا چلمنون مین رکھی جاتی ہے اور کمرہ مین
بندھتیان پھیلائی جاتی ہین اور کوئلہ و لکڑی جمع کیجاتی ہے اگر بہت ہی عمدہ انتظام
ہو تو بھی یہہ مکانات خاک آلودہ۔ گڑبڑ سڑ براور دھوان دیار ہوتے ہین۔
اسمین شک نہین کہ بہت کچھہ اصلاح کی ضرورت ہے۔ انتظام اور طریقہ تیاری
دونون مین سخت محتاجی ہے۔

اسوقت جبکہ دفتر بنگلہ۔ اور قلیون کے مکانات تیار ہو جائین گے اور کارخانہ
کا نقشہ مکمل ہو جائیگا تو نرسری مین درختون کی نشو نما اسقدر ہو جائیگی کہ
مستقل طور سے جہان زمین صحت کیگئی ہو لگا دی جاے یا زمین اسکے لئے
درست کیجاے مگر چونکہ جنگل اور کپاس کی زمین کے ساتھہ خاص طور سے
خدمت کیجاتی ہے اسواسطے ہر دو کا بیان یہان مناسب ہوگا۔

جنگل

اگر ممکن ہو تو ٹھیکہ کے ذریعہ سے جنگل کٹوا کر جلوا دینا چاہیئے بدا کا قوم کے
لوگ بہت خوشی سے ٹھیکہ لینگے جہانتک ممکن ہو مانسون کے ختم ہوتے اس
کام کو شروع کر دینا چاہیئے جس مین کاشتکارون کو ایام قلبہ رانی تک برابر
مصروف رہنا پڑیگا اسوقت ایک معقول تعداد اوزار کی لینی ہوگی مگر بسا
اوقات بدا کا لوگون کے پاس انہین کے اوزار ہوتے ہین۔ بیتون کے چھانٹنے کا

چاقو اوسوقت تک لینا ہوگا جب تک کہ پودے زیادہ عمر کے نہوں اگر موقع ہو اور یہہ سمجھہ لیا جاسے کہ کارخانہ پورانے طریق پر چلایا جائیگا تو جنگل کی لکڑیون کا کوئلہ لینا چاہئیے اگرچہ اوسکے فی الفور استعمال کی ضرورت نہو کیونکہ کوئلہ سڑجانے والی چیز نہین ہے بلکہ اگر خشک بدار موجود ہو تو بروقت کوئلہ سے اچھی قیمت آجاتی ہے جب زمین صاف ہوجاسے تو درختون کے جڑون کو کھود کر نکال ڈالنا چاہئیے - اور اس کام کو اگر ممکن ہو تو گرمی کے موسم مین شروع ہو کیونکہ اکثر برسات کے ایام مین سنا کی جڑین کام کو خراب کردیتی ہین پانچ فٹ مربع فاصلہ سے چاہئے پودہون کا لگانا بہت مناسب ہے اس سے کم وسعت دینا مقرر ہے آٹھہ برس کے درخت پالے گئے جنکا پھیلاو ۹ فٹ تہا اور اوسیقدر جڑ پھیلی ہوی تہی بلکہ بعض حالتون مین اس سے بہی زاید اگر ۵ فٹ کم وسعت مین پودے لگاے جاینگے تو جو اعلیٰ درجہ کی زمین ان درختون کے نشو نما کی باعث ہوگی وہ بجاے ۸ برس کے بہت جلد گرجائیگی جسسے خود درختون کے نشو ونما مین فرق آجائیگا - خراب زمین پر اگرچہ پہلے سال مین پتیان زیادہ نکلین لیکن درختون کے زیادتی سے زمین کی بالکل قوت کم ہوجائیگی اور بہت ہی چند روز مین کہاد دینے کی ضرورت ہوگی حالانکہ اور حالت مین جلد کہاد کی ضرورت نہوتی -

کہونٹی گارڈنا

پہلے ایک طول لائن بچھا دینی چاہیئے اور پانچ پانچ فٹ کے فاصلہ پر مضبوط کھڑا لگا دینا چاہیئے اسیطرح ایک دوسرے لائن عرض مین بچھانی چاہیئے جسکا زاویہ قایمہ ہو اور یہہ لائن سے اوسیطرح پانچ پانچ فٹ کے فاصلہ پر ہون - پس جب عرض اور طول کی لائنین ملینگی تو پانچ فٹ کا مربع بنجائیگا - جہان جہان اتصال طرفین کی لائن کا ہو وہان کپونٹی گاڑ دینا چاہیئے مگر لائن خوب سیدھی ہون کہونٹیان مضبوطی سے گاڑی جانین کیونکہ زمین کہودنے کے پہلے عرصہ تک کہونٹیان اسیطرح رہینگی -

زمین کہودنا

زمین کہودنیکا کام ٹھیکہ پر دینا چاہیئے مگر یہہ لحاظ ضرور ہے کہ ٹھیکہ دار بہت سلیقہ کے ساتھ کام کرین ۱۸ انچہ کا خندق چار کے پودہون کیلئے کافی ہوگا اور جب اس مقدار کے خندق تیار ہو جاے تو انکو بند کر دینا چاہیئے - جب پہاڑ کے مغربی حصہ پر جنوبی مغربی موسمی ہوا اچھی طرح آجاے اور اسیطرح مشرقی حصہ پر شمال مشرقی ہوا اور زمین کافی طور سے تم ہو گئی ہو تو پودہون کے لگانیکا نہایت عمدہ وقت یہی ہے -

پودہا لگانا

چار کے پودہے لگانے مین تین گروہ کرنا چاہیئے ایک مختصر مگر ہوشیار گروہ نرسری یعنے ذخیرہ مین درختون کا اٹھانا دوسرا گروہ لانیوالون کا اور تیسرا گروہ لگانیوالون کا ہو - ہر روز ایک آدمی دوسو درخت سے جنکی عمر

۲ برس کی ہو زیادہ نہ لگائے اگر زیادہ کی ہوس کریگا تو ممکن ہے کہ کام خراب ہو جاے یہہ دیکھہ لینا چاہئے کہ پودہون کی جڑین اوس تیار شدہ سوراخ مین آسکتے یا نہین اگر زیادہ ہون تو تیز چاقو سے مختصر کرڈالنا چاہئے اور جسقدر گہرے پودے ذخیرے مین تھے اوسیقدر کرے یہان لگانا مناسب ہے پودہے کے جڑکی مٹی آس پاس دو تین انچہ اونچے رہے تاکہ زمین کے ڈہالو ہوتے یا زیادہ پانی گرنے سے کچھہ نقصان نہو۔

سایہ

بیشک سایہ کرنا درختون کو مفید ہے .. پودہے کے گرد اور اوسکے قریب مین فرن یا اور کوی دوسرے گہاس سے جو قابل سایہ کرنے کے ہونگا دینی چاہئے یہہ مناسب نہین ہے کہ پودے کو ایسا ڈہانپین کہ روشنی نہ پہونچے بلکہ آفتاب کی تیز دہوپ جو بعضے اوقات خاص وسط مانسون مین ہوتی ہے رکاوٹ ہو۔

گراس لینڈ

جس زمین پر گہاس ہوتی ہے اوسکی زراعت و پرداخت جنگلات سے مختلف ہے ۔ پہلے گہاس کہودنا چاہئے جسکا خرچہ فی ایکر دس روپیہ سے زاید نہوگا انگلستان مین بعض مواقع پر دس شلنگ فی ایکر خرچ پڑا ہے اگر زمین پر ہل چلادیا جاے تو کام مین بہت آسانی ہوگی ایک اور منافع کی یہہ بات ہے کہ اگر ان ڈہیلون کو سڑا کر کیا دینا ہے تو بہت مفید ہوگیونکہ

ایک مقدار سیر کھاد کی کیت کی دو چند گوبر کے برابر ہوتی ہے علاوہ برین اوسکے ہر وہ ڈھیلے جب توڑ ڈالے جائینگے تو بعد کو حسب خاطر زمین پیدا ہو جائیگی ڈھیلون کو وہین سکھلانا یا اوسکے گھاس کو جلانا بہت مقرر ہے جب زمین کھد جاے تو جو طریقہ آیندہ ترتیب کا جنگل کے بیان مین موجود ہو وہی یہان کی جاے یہہ سمجھنا غلطی ہے کہ اس کھودنے سے آیندہ پودہون کے سوراخ بنانیکی ضرورت نرہجائیگی - پڑی پودہون کے قابل سوراخ ضرور بنانا چاہئے اور درخت لگانے کے ایام سے بنانا بہت تکلیف دہ ہوگا اس سطح اراضی پر دوسری جگہہ کی مٹی ڈالنا مقرر ہوگا - ڈھیلون کا مٹی کرنا اور بعدہ آفتاب اور ہوا کھلانا بہت مفید ثابت ہوگا -

گھاس چھیلنا

اگر پودہے لگانیکے ایام مین باغات مین گھاس وغیرہ زیادہ اُگی ہون تو اوسکو فوراً صاف کروالنا چاہئے جب باغات ایک مرتبہ اسطرح صاف ہو جائینگے تو پھر چھہ روپیہ سالانہ فی ایکڑ خرچ پڑا کریگا -

انتظام درختان چار

اول - دوم - سوم سال

جب کوی گھاس یا اور کوئی وجود دوسرے پودہون کی قوت کھینچ لینا چاہین تو ایسی شے کو فوراً اکھاڑ کر پھینک دینا چاہئے -

اگر اسطرح کی احتیاط عمل مین لاے جاے تو درخت کے پانچوین سال تک

کاٹ چھانٹ کی ضرورت نہوگی - اوسوقت جو ضرورت بھی ہوگی وہ درختون کے خوبصورت اور باقاعدہ بنانیکے لئے کیجائیگی -

چھانٹنا

قاعدہ ہے کہ اگر عرصہ تک غفلت نہ کیجاے تو زیادہ کانٹ چھانٹ کی ضرورت نہ پڑے - اگر کم عمری مین وقت ضروری پر پتیون کو چنگیون سے توڑتے رہین تو چاقو استعمال کرنیکی ضرورت لاحق نہو - جب وہ ایک معقول حالت تک ترقی کر جاتے ہے اوسوقت سے کانٹ چھانٹ برابر رہتی ہے جس سے شاخین مدمنا اور ٹھٹھرے ہوے معلوم ہوتے ہین بہتر ہے کہ ایسے درختون کو بالکل کاٹ ہی ڈالین اور عمدہ موسم مین از سر نو ترقی دین جسکے لئے جنوری مہینہ بہت اچھا ہے -

کترنے کیلئے چاقو استعمال ہو نہ کہ قینچی اور اس امر کا خیال رہے کہ شاخ کاٹھٹھرا ہوا آخری حصہ کترتے وقت شاخ کی سطح چوڑی اور برابر رہے - کیونکہ اسی سطح سے پھر کونپلین پھوٹینگے - اور آیندہ اوسکی زندگی کا دارمدار یہی ہوگا -

زینت باغ

جہانتک ممکن ہو باغ کو ارایشی اور نمایشی درختون سے آراستہ کرنا چاہئے بیرونی اور سرکون کے کنارون پر اسطرح لگائے جائین کہ خوبصورتی اور فایدہ دونو ہو - درخت اکاسیا تو باغ کے اندر جہان چاہے پودے ہون نہ لگانا چاہئے - ہان بلندی خواہ گھاس کے میدانون پر یہہ درخت اور یوکلپٹی جلانیکے لئے

لگائے جاسکتے ہین - مگر زینت کے لئے - پنیس - کپڑے سے اور اور بہت سے
نمایشی درخت بلندی اور عمدہ اراضی پر جو انکے لئے موزون ہو لگائے جاسکتے
ہین سڑکون پر سنکونا - شفتالو - اور نارنگی وغیرہ کے درخت لگانے سے زینت
اور فایدہ دونون ہے - لیکن کوئی درخت لگائے جاے بشرطیکہ ہے کہ انکی
حفاظت خوب ہو کیونکہ سمبر پر تین اکثر کہا جاتی ہے اور اگر نہین کہائین تو بہت
نقصان پہونچاتی ہے -
سڑکون کے نشیبی حصہ مین کنارے کنارے گھاس لگا دینے چاہئے کیونکہ
اس سے دو فایدہ ہے اول تو زینت ہو کی دوم پانی کے بہاو سے کنارے
مسمار نہو جاینگے - اور گھاس والی زمین مین آخری حصہ صاف رکھنا چاہئے
جبکہ سڑک بنی ہو اور جب زمین کھود دیگئی ہو تو پہر گھاس جما لینا چاہئے -

باغات

کونور - کٹاگیری وغیرہ مین جہان باغ میوہ جات ہوسکتے ہین لگانا چاہئے
لگاٹ - امرود - شفتالو - سیب - بیر - نارنگی - لیمبو - انار وغیرہ پانچہزار
سے چہہ ہزار فٹ بلندی پر ہوتے ہین اور اگر ذری محنت زیادہ کیجاے تو
انگور اور اسٹرابری اور راسبری وغیرہ بہی بخوبی پیدا ہو -
ترکاری اور پہول کے باغات بہی لگاے جاسکتے ہین مگر یہہ ایک ایسا
معاملہ ہے جسپر بہت کچہہ رایون کا رد و بدل ہو گا کیونکہ مقامی کاشتکارون
کی رغبت پر منحصر ہے -

طریقۂ تیاری

کالی چاء

کالی چاء بنانیکے لئے غیر محدود طریقے ہین - بہت کچھہ کاریگرون کی ہوشیاری اور موزونیت وقت وسعت کارخانہ اور آب وہوا پر منحصر ہے - اور اسلئے خود تیار شدہ چاء سے فرق رہا کرتا ہے جو کارخانہ کافی طور سے وسیع ہوتا ہے ایندہن بکثرت اور انتظام درست رہتا ہے اوس مین چاء بنانیکے لئے موسم کی کچھہ پابندی نہین کیجاتی اور اگر بہہ باتین نہون تو تیار شدہ چاء کے اوصاف مین فرق ہوجاتا ہے کیونکہ وسعت کارخانہ - وقت اور حرارت کافی طور سے نہین ہوتی - چاء کے تیاری مین پہلا کام سبز پتیون کے جمع کرنیکا ہے - فصل کاٹنے کے پہلے پودھون کی عمر اور جملہ ضروری باتون کو دیکھہ لینا چاہیئے -

دو باتون کا لحاظ ضرور ہے اول یہہ کہ پتیان زیادہ نکلین دوم یہہ کہ درختون کے صحت وقوت مین فرق نہ آئے - اس معاملہ مین بہت سخت غلطیان ہوجایا کرتے ہین چاء کی پتیون اور جڑون کا برابر لحاظ رکھنا چاہیئے اگر پتیان زیادہ ٹوٹین تو جڑ کمزور ہوجائینگے اور پھر پتیان کم نکلینگے چین مین تین مرتبہ یعنے بہار - خزان اور گرمی مین پتیان توڑتے ہین - لیکن توڑنے کے پہلے وہ اوسکو بڑہنے خوب دیتے ہین - اہل چین کا اقرار ہے کہ موسم بہار مین جب وہ پیکو چاء کم عمر درختون سے توڑتے ہین تو آیندہ ترقی مسدود ہوجاتی ہے یہہ غلط ہے کہ زیادہ توڑنے سے زیادہ پتیان آئینگے -

زیادہ توڑنے سے ہر مرتبہ پتی کم ہوتی جائیگی۔

عورتون کا ایک معتدبہ گروہ ۱۸ - ۲۰ پوند سبز پتیون کو اکٹھا کرسکتے ہین بعض تو ۲۹ پوند تک توڑتی ہین لیکن ۲۴ سے ۲۸ پوند تک تو معمولی ہے۔ درختون کی پیداوار اور عمر کے لحاظ سے پتیون کے توڑنیکی اجرت بحساب پوند دینا چاہیئے۔ ایک شخص کا قاعدہ تہا کہ جیون جیون عورتون کو اس کام مین مہارت ہوتی جاتی تہی اجرت مین کمی کرتا جاتا تہا یعنے آدہ آنہ فی پوند سے لیکر پاؤ آنہ سال کے آخر تک کردیتا تہا۔ پس جب عورتین شام کو اپنی اپنی پتیان لائین تو ل کر دیکھہ لینا چاہیئے کہ پتیان سب عمدہ ہین یا نہین اگر موٹی پتیان ملی ہون تو مزدوری ضبط ہو تاکہ بار دیگر ایسا نکرین۔ اسکے بعد کپڑا یا بوریا پر پتلی پتلی برابر پہیلا دینا چاہیئے۔ موٹی پہیلے سے خمیر ہو جاتا ہے۔ شام سے دوسرے صبح تک اسطرح پہیلی رہین اگر آفتاب نکلے تو اور ہوا کہلانا چاہیئے یہانتک کہ نرم اور کنارے بھورے ہو جائین۔ اور اگر آفتاب برآمد نہو تو خاصکر برسات مین اندرون دروازہ عمل کرین۔ بڑے باغون مین اسکا پورا سامان ہونا چاہیئے۔ خشک کرنے کے بعد اسقدر بھوننا چاہیئے کہ کرکراہٹ پیدا ہو۔ یہی کمی بیشی نقصان دہ ہے۔ جب پتیان نرم ہو جائین تو میز پر بانس کی بوریا بچھا کر پتیون کو رگڑنا چاہیئے۔ رگڑنا اسطرح ہو کہ پتیان بغیر توڑے ہوے مڑ کر گول ہو جائین۔ رگڑنے مین اکثر بے پروائی کرتے ہین۔ عموماً کم عمر بچے اس کام کو اچھا کرتے ہین۔ پتیون کا باقاعدہ مگرنا ضرور ہے کیونکہ مسلم اور برابر رگڑے جانے سے آیندہ پتیون کی اچھی قیمت

آئیگی - خاص غرض رگڑنے سے یہہ ہے کہ پتیون پر سبز رنگ نمودار ہو یعنے اندرونی عرق پتیون پر نمایان ہو جاے - پتیون کی حیثیت سے وقت صرف ہوتا ہے بعض اوقات ایک شخص ۲۰ پونڈ تک رگڑتا ہے - بعدہ سایہ مین کپڑے پر ہلکی ہلکی پہیلا دینا چاہئے اور دن کے خاتمہ پر پتیون کو باندھکر صبح تک تو کڑی مین رکھی ہین مگر بہت کسکر نہ باندہین اور ایسی جگہہ رکھین جہان آلہ تہرمامیٹر کی ستر درجہ گرمی ہے -

سردی یا گرمی مین پتیون کے رکھنے یا زیادہ و کم کسکر باندھنے سے اوسمین خمیر پیدا ہو جاتا ہے یعنے پتیون کے موقع کی حیثیت سے اوس مین کم یا زیادہ خمیر پیدا ہوتا ہے - اگر خمیر کا اچھی طرح انتظام کیا جاے تو صبح کو خوشگوار خمیری بو آجائیگی اور حقیقت بانخی رنگ اور حرارت پیدا ہوگی -

صبح کو تو کڑون سے پتیون کو نکالکر ہانتون سے علحدہ علحدہ کرنا چاہئے اور بہوننے کیوقت حرارت پتیون کو ہوتی ہے - گرم اور نمی دور ہونے پر چاہین بناتاتی خوشبو آجائیگی - ہوا مین پھیلا کر پھر بہونا چاہئے سارے تمام شب اور صبح کو بشرطیکہ آفتاب ہو ہین - تو آخر مرتبہ کویلی کی آگ پر بہوننے کو اٹھا رکھنا چاہئے بہوننے سے یہہ ضرور ہے کہ نہ دہوان لگے اور نہ جلجاے اگر گرم پانی کی حرارت پہونچانیکا طریقہ مستعمل ہو تو پتیون کا جلنا یا اوسمین دہوان لگنا ناممکن ہو -

اسوقت لکڑی کا کوئلہ جلایا جاتا ہے اور اسمین بہت احتیاط کرنی پڑتی ہے پتی کا آگ پر گرنا یا ادہ جلے کوئلہ کا پتی سے جانا دونون بدبو پیدا کرتے ہین جب دہوان نہ ہے اور خالص آگ روشن ہو تب چار کو احتیاط سے بہونا چاہئے

پاو پاو گھنٹہ کے بعد چاء کو اتنا رخوب حرکت دینا چاہئے۔ جسقدر چاء ہوتی جائیگی اوسیقدر جلجانیکی قابل ہو جائیگی اسلئے آخر مین آگ ٹھنڈی کر دینی چاہئے اسکے بعد چاء کو بحیثیت اقسام کاٹلو۔ سچانگ۔ پیکو آرنج کو علحدہ علحدہ کر ڈالنا چاہئے۔ اگر چاء کی مختلف پتیان باہم ملگئی ہون تو تا اختتام فصل ذخیرہ مین جمع رکھین مگر یہہ کارروائی بہت کچھہ ان بازارون کی مکری پر منحصر ہے جہان یہہ چاء بھیجی جانیکو ہین۔ اسکے سوا اور بھی بہت سے طریقہ کالی چاء کے تیاری کے ہین۔ مثلاً دھوپ مین سکھلانا۔ طشت مین آگ پر رکھنا۔ بھوننے کے پہلے رگڑنا۔ اور دوبارہ سہ بارہ بھوننے کے بعد رگڑنا یا سایہ مین خشک کرنا وغیرہ۔

لیکن کل طریقہ مین یہہ امر ملحوظ خاطر رہے کہ جلد سکھلانے مین سبز چاء کی خاصیت پیدا ہو جاتی ہے اور خاصکر جبکہ خشک کرنیکی حرارت مصنوعی ہو یہہ صحیح ہے کہ جسقدر عجلت کے ساتھہ چاء خشک کیجائیگی اوسی عجلت کے لحاظ سے چاء مین فرق ہوتا جائیگا۔ لیکن اور دوسرے عمل متعلقہ تیاری چاء سے اوسکی برائی رفع ہو سکتی ہے لیکن اگر چاء بہایت عمدہ ہو یا اوسمین خمیر برابر سے اٹھایا گیا ہو بعدہ طشت مین فوراً رگڑی گئی ہو تو نسبتاً اس طریقے سے چاء مین اصلی عرق پتیون پر نمودار ہو جائیگا اور اسلئے اوسمین سبز چاء کی بہت خاصیت پائی جائیگی۔

چاء کے علحدہ علحدہ کرنے مین دو طریقے اختیار کرنا چاہئے اول یہہ کہ جتنے وقت پیکو۔ سوچنگ۔ کانگو اور بوہیا پتیون کو علحدہ کرین اور منتخب پتیون کو علحدہ۔ اس کام کیلئے پتی چننے والون کا دو گروہ علحدہ ہونا چاہئے نہایت آسان کم خرچ طریقہ

یہہ ہی کہ پتیون کو موندھی کے چاہیے اور بعد اوسکے نرم پتیون کو علحدہ کرنا چاہیئے اس کام کیلئے دو چھینون کی ضرورت ہوگی اور چھینون کا سوراخ پتیون کے علحدہ کرنیکے لئے چوتھائی انچہ سے لیکر آدھ انچہ تک ہونا چاہیئے اگر ضرورت ہو تو ان کے درمیانی مقدار کی چھینان استعمال ہون جھوٹی چھینی سے انچ پیکو اور بڑی سے سو خیک چالی جائیگی - مناسب ہے کہ عمدہ چاہ پہلے چالی جاسے کیونکہ اگر ایکدفعہ یہہ چھلجائیگی تو دوسرے قسم کے چاہ کے ٹکڑون سے بہت کم ملیگی

فلاوری پیکو

یہہ چاہ نئی کوپل سے جو بڑہنے نہین پائے حاصل ہوتی ہی اور اس چاہ کے چننے مین بہت بڑی احتیاط کرنی چاہیئی اور صرف تجربہ کار اور ہوشیار عورتین دن بھر مین آٹھ دس اونس تیار چن سکتے ہین اگر اس چاہ مین کچھہ ملاوٹ نہو تو نہایت قیمتی ہوگی - ضرور ہے کہ ان کو پلون کی چننے کی اجرت فی اونس وہی ہو جو معمولی چاہ کے فی پونڈ کی ہوتی ہی اس چاہ کے چننے مین اسقدر وقت ہوتی ہی کہ یہہ اجرت بہت کم سمجھی جاتی ہی جسکے لینے مین عورتونکو سخت پس و پیش ہوتا ہی - اسکی مقدار زیادہ نہین ہوتی اور اسکو ایک عمدہ تحفہ سمجھنا چاہیئی نہ کہ بازاری بکری کیلئے - کیڑون پتیون کو رات بھر اور صبحکو دھوپ مین دس بجے تک پتلی پتلی پھیلا رکھنا چاہیئے - تاکہ اسکا عرق اڑجاے اوسوقت وہ کرکری معلوم ہوگی - بعد اوسکو ہلکی آگ پر بھون لینا چاہیئے اسکے رگڑنیکی ضرورت نہین کیونکہ دھوپ ہی مین رکھنے سے اسکا عرق اڑجاتا ہے علاوہ برین کچھہ قدر تادہ سخت اور اگری ہوی رہتی ہی - بعد بھوننے کے جسمین اسقدر احتیاط ضرور ہے کہ اوسکے سفید رویں ضایع نہون سایہ مین کپڑے پر ہلکی ہلکی پھیلا دینا چاہیئے اور اسطرح دوسرے صبح تک پھیلی رہین اسکے بعد دو ایکدفعہ تک دھوپ دکھلانی چاہیئے اس اثنا مین ہاتھہ سے حرکت بھی ہوتی رہی آخر مین لکڑی کے کوٹہ پر اوسکو کوٹہ کر عمدہ صندوقون مین بند کر دینا چاہیئے کیونکہ اعلیٰ درجہ کی چاہ مین بہت جلد پھپھوندی لگ کر خراب ہو جاتی ہے ۔

سبز چار

سبز و سیاہ چار مین بہت بڑا فرق یہہ ہے کہ سبز چار کو بہت جلد خشک کرتے ہین اور سیاہ کو آہستہ آہستہ - سبز چا کو کارخانہ مین لاتے ہی خشک کرنا شروع کر دیتے ہین اور اسلیئے اوسکے عرق اور رنگ مین کیمیائی تبدیلیان بہت کم ہوتی پاتی ہے - پتیون کے وزن ہونے بعد فوراً ہونکرات کو گرنا چاہیے اور اگر زیادہ محنت کا خیال ہو تو رنگ لانیکی فکر نکیجائے - ان پتیون کو رات کے ایک پتلی کاغذ پر پھیلا دینا چاہیئے اور صبحکو زاید دہوپ دکھلائے یا پھیلائے ہوئے بہون لینا چاہیئے - کالی چار کے گرم کرنیکی نسبت اس چار کو اس حالت مین زیادہ گرم کرنا ہوگا قبل اسکے کہ کافی مقدار عرق نکلجائے اور پتی ملایم ہو - اس کام کے آسانی کے لیئے طشت کو زیادہ گرم کرنا چاہیئے - جب پتیان کافی طور سے گرم ہوجائین تو بہت احتیاط سے رگڑنا چاہیئے اور اس امر کا خیال رہے تلخ عرق پتیون پر نمایان ہو - ایک بہت اچھی ترکیب یہہ ہے کہ پتیون کے رگڑنے کے بعد اونکو کسی چیز سے اچھی طرح دبانا چاہیئے تاکہ عرق خوب نمودار ہو اس دباو سے ان پیچیدہ پتیون کو کچھہ نقصان نہوگا اور خشک آسانی سے ہوگی اور یقیناً خوشبو بھی بڑھ جائیگی جب پتیان پورے طور سے گرڑی جائین اور عرق اچھی طرح نمودار ہوجائے تو دو ایک گھنٹے کیلئے کپڑے پر پتلی پتلی پھیلا دینا چاہیئے تاکہ جو کچھہ عرق ہو وہ بھی اڑجائے - اگر موسم برسات کا ہو تو پتیون کو سایہ مین پھیلا دینا چاہیئے - یہان اگر گرم پانی سے حرارت پہونچانیکا طریقہ جاری ہو تو

بہت فائدہ ہوگا - پائپ بینے نلیون کے ذریعہ سے پتیون کا عرق اڑجائیگا گو کوئی موسم ہو - اور اسطرح طشت پر گرم کرنیکی زحمت باقی نرہجائیگی جب پتیون کو اسقدر دھوپ مین رکھین کہ اوسمین کچہہ کرکراہٹ آجائے تو اوسکو طشت مین ڈالکر برابر حرکت دین یہانتک کہ وہ بالکل خشک ہوجائے اور حسب مقصد رنگ آجائے - چین کے سبز بے رنگ چار بطور نمونہ کے اپنے پاس رکھین اور جب حسب خاطر اپنے عمل ہوجائے تو طشت آگ پر سے علیحدہ کرلیا جائے - سبز چار کا طشت مین گرم کرنا نہایت سخت اور تکلیف دہ کام ہے کیونکہ ایک شخص دس گیارہ گھنٹہ تک چار کو حرکت دیتے ہوے قائم نہین رہ سکتا اور نا ممکن ہے - اسلیئے تبدل و تغیر لازم ہے - بعض وقت مناسب خیال کیا گیا ہے کہ ایکروز صبحکو چار پانچ گھنٹے تک چار خشک کیجایا کرین اور دوسرے روز صبحکو رنگ پیدا کرنا چاہیئے -

پیداوار

نیلگری کے عمدہ منتخب موقع پر فی ایکر تیار شدہ چار دو سو پونڈ تیار ہوسکتی ہے بشرطیکہ زمین کہلی ہوئی نہو - سوا ایکر زمین سے جسمین چار کی کاشت ہو بیس ہزار روپیہ سے لیکر تیس ہزار روپیہ تک نیلگری پر وصول ہوگا - اس رقم مین نہایت عمدہ طور سے کل کام درست و مرمت ہونگے موقع کے لحاظ سے کام کی اجرت مین کمی بیشی ضرور ہے اور ہر شے کا انحصار کاشتکار کے انتظام اور لیاقت پر منحصر ہے -

نیلگری پر چار کا مختلف تجربہ ہوا ہے - ایک ایکر زمین پر پانچ پانچ مربع فٹ کے فاصلہ سے درخت چار لگائے گئے اور ۱۷۵۰ ہوئے اگر بعض ناگزیر امور کا لحاظ کر کے اس تعداد مین کچھ تخفیف بھی کرین تو ۱۷۰۰ سے کم نہونگے -

ایک قطع اراضی جسپر گھاس ہوا کرتی تھی اچھی طرح سے خدمت کرنے سے تیسرے برس مین ۱۴۹ پونڈ چوتھی برس مین ۲۳۵ - اور پانچوین برس مین ۲۶۴ پونڈ چار ۱۷۰۰ پودھون سے نکلی -

ایک موقع پر ایک ایکر زمین سے ۲۳۳ پونڈ تیار شدہ چار نکلی حالانکہ اوس اراضی پر برسون پودھے یونہی بے پروائی سے پڑے رہے اور دوسری فصل کاٹ کر لگائی گئی ہے جب بھی اسقدر چار نکلی اور یہہ اراضی وہ تھی جسپر گھاس ہوا کرتی تھی -

ایک اور موقع پر جنگل کی ایک ایکر زمین سے جہان مذکورۂ بالا کیطرح پودے برسون سے یونہی پڑے رہے تھے ۲۹۷ پونڈ تیار شدہ چار ہوئی -

بہر صورت یہہ خیال کیا جاتا ہے کہ ایک عمدہ موقع پر اوسط درجہ دو سو پونڈ چار فی ایکر پیدا ہوگی اور اگر عمدہ زمین اور اچھا انتظام ہو تو چھ برس مین زمین پورے طور پر پیداوار کے قابل ہو جائیگی -

چونکہ ساٹھہ روپیہ فی ایکر سالانہ خرچ پڑتا ہے بشرطیکہ عمارت وغیرہ کل تیار ہو اسلیئے نیلگری پر پوری پیداوار والی باغون کا انتظام کرنا بہت آسان ہے ہر طرح پر یقین کیا گیا ہے کہ نیلگری کی ایکر وپیہ پونڈ فرخت ہوگی -

انگلستان مین نیلگری سے ایک مرتبہ چار کے چند نمونے بھیجے گئے تھے مگر اتفاق سے اوسمین کچھہ ایسا نقص آگیا کہ وہ نمونے خراب ہوگئے اور اپنی واجبی قیمت نہ لا سکے۔

سبز چار کا نمونہ بہت بیفکری سے باندھہ کر ۴ مہینے تیاری کے لیے بھیجا گیا جس اثنا مین اوس مین بہت خمیر ہوگیا اور اسلیے انگلستان مین اُن تین نمونون کی قیمت فی پونڈ ۱ شلنگ سے لیکر ۲ شلنگ ۴ پنس تک تشخیص ہوئی اگر عود نمونہ پہونچتا تو ۳ شلنگ ۳½ شلنگ فی پونڈ سے لیکر ۳ ¾ (پونے چار) شلنگ تک قیمت لگائی جاتی +

جلد دوم　　حسن　　نمبر ۹

ستمبر ۱۹۱۰ء

مضامین

صفحہ

والٹیر کی حیرت افزا تاریخ اور حیدرآباد — از نواب عماد نواز جنگ بہادر — ۱

خوط کی ہوئی لاشین ..... منقول از تصنیف مولوی خیر الدین خان محمود جنگ بہا — ۱۵

انتقال پر ملال مہاراجہ از مدرس پرشاد بہادر پیشکار ..... از عالی جناب ہز ایکسلنسی پرشاد بہادر نبیرہ مرحوم — ۲۳

دیباچہ سوانح عمری نواب سر لائق علیخان بہادر عماد السلطنت کے سی آئی ای — از جب علی صاحب اڈیٹر "پنجاب ریویو" — ۳۳

قومی تعلیم ..... از نواب عماد نواز جنگ بہادر — ۵۳

بقیہ سفرنامہ نیلگیری بیان قہوہ — از نواب معلی القاب مہر الملک بہادر معین المہام مالگذاری — ۵۷

مدرسۃ العلوم مسلمانان علیگڈھ ..... ایضاً

حیدرآباد دکن

مطبع حسن میں چھپا

والنٹیر کا حیرت افزا بیان

اور حیدرآباد

ملک کے واسطے یہ ایک نیک فال ہے کہ عالیجناب مدارالمہام سرکار عالی نے پھر رسالۂ والنٹیر کے اصلاح کے جانب التفات فرمایا ہمارے ملک مین خصوصاً اور ہندوستان مین عموماً جابجا والنٹیر کے قایم ہونے کی فی الحقیقت شدید ضرورت ہے مگر افسوس ہے کہ جیساکہ اکثر ہمارے ہم وطن اپنے اور ضرورتون سے بیخبر ہین ایسا ہی والنٹیر کی حالت سے بھی واقف نہین۔ گورنمنٹ قیصری جو دنیا کے سلطنتون مین نہایت دانشمند حکومت ہے بلاشبہ اپنی رعایا کو جب ایسی ضروری امر سے واقف اور ہمہ تن اسطرف مائل پائیگی تو بلاریب نہایت خوشی سے والنٹیر مین بھرتی ہونے کی اجازت دیگی چنانچہ نظیراً بیان کیا جاتا ہے کہ جس زمانہ مین ہماری سرکار ابد پائیدار **نظام الملک آصفجاہ** خلداللہ ملکہ کے جانب سے والنٹیر کے رسالہ کے قایم ہونے کی تجویز ہوی تو گورنمنٹ قیصری نے نہایت خوشی سے اس تجویز کے ساتھہ اتفاق کیا۔ اب ہم حیدرآباد کے طرف متوجہ ہوکے والنٹیر کی فرایض منصبی اور مقاصد بیان کرتے ہین نظام والنٹیر کی معنی مجاہد جنگی معاون کے ہین مگر درحقیقت یہ صرف جنگی فوج ہی نہین ہے بلکہ اپنی ذات اور اپنے سرکار اور اپنے ملک کے دلی خیرخواہ اور انکے ہر قسم کے کامون کے معین و معاون ہے۔

دنیا مین والنٹیر فوج کی ابتدا ۱۸۵۹ء سے ہے والنٹیر فوج علاوہ جنگی کامون کے اسوقت امور تار برقی پتہ خانہ اور سگنل وغیرہ ابواب کو بھی انجام دیتے ہین اور نیز

کا تار آنے ریل دے اور پولیس اور محافظت راہ بھی ان کے ذمہ قریب ترہونے کو ہے جو لوگ کہ صرف یہ سمجھ رکھے ہین کہ والنٹیر فوج سے فقط جنگی امور متعلق رہینگے اور اسوقت سرکار کے حسن انتظام سے کوئی اندرونی دشمن یہان ایسا نہین ہے کہ جسکا دفعیہ والنٹیر فوج سے ہوسکے وہ غالباً غلطی پر ہین بلکہ یون سمجھنا چاہیئے کہ والنٹیر فوج صرف جنگی کامون کی ہی معاون نہین ہے بلکہ سرکار کے ہر قسم کے کامون کے معاون ہوا اور ہوگی۔

علاوہ اسکے جو قوم امور فوج کا مشق حاصل کرے بلاشبہ اسقوم مین شائستگی قوتہ جیسی اور قوت دماغی بوجہ احسن حاصل ہوتی ہے بلکہ یہان تک اسبات کو عقلا تسلیم کر چکے ہین کہ ایسے قوم کے اولاد بھی رفتہ رفتہ قوی العقل اور قوی الجسم ہوجاتی ہے چنانچہ اسبات کے ثبوت مین ہم مسلسل والنٹیر کی تاریخ ذیل مین درج کرتے ہین۔

فوج و النٹیر کی تاریخ

وزرائے دولت انگلستان جو قوم و ملک کے حامی اور نگران کار تھے جنگ واٹرلو کے بعد کچھ ایسے مطمئن اور بیخبر و بیحرکت ہو گئے کہ بجز اندرونی اصلاح اور فریقی جھگڑوں کے تصفیہ کے اور کسی جانب خیال ہی رجوع نہین کرتے تھے فوج بحری اور بری کی درستگی کیطرف کچھ بھی توجہ نہ تھی۔ انہون نے تمام فوج کو گمراہی مین ڈال رکھا تھا اور صرف روپیہ پیدا کرنے اور عیش منانے کی ہدایت تھی۔ اس خواب راحت اور حماقت اثر سے قوم یکبارگی چونکی اور فوراً نہایت تیزی کے ساتھ متوجہ ہو گئی۔ جزیرہ برطانیہ کے دور دراز مقامون تک اوسکی تحریک پھیلگئی اور ہر دل متاثر ہو گیا۔ قوم کی یکبارگی جوش سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا عام رعایا اپنے گمراہ کنندہ پولیٹیکل افسرون سے بدلا لینے کے لئے دست بشمشیر ہو گئی۔ اہل سیف کی فراہمی کا غلغلہ تمام ملک مین پھیلگیا۔

اسوقت انگلستان کو جو زبردست خطرہ اپنے عزیز محفوظی کا تھا اوسکو ملکہ معظمہ وکٹوریا قیصرہ ہند کے شوہر سے زیادہ کوئی نہین جانتا تھا۔ کسی انگریز نے قومی عزت قایم کرنے اور بحری عظمت مضبوط رکھنے مین اُن سے زیادہ کبھی فکر نہین کی۔

وہ ہمیشہ وزرائے ملکہ سے تاکید کہتے رہے کہ اپنے ملک مین بری فوج کی قوت اور مضبوطی نہایت ضروری ہے۔ پس حکام با اختیار سے وہ اپنی تحریر اور اپنے دانشمند مشیر کے ذریعہ سے بالاستقلال مسلسل یہی کوشش کرتے رہے۔ ڈیوک

آف ولنگٹن اور ارڈ پامرسٹن کیطرح پرنس البرٹ شوہر ملکہ وکٹوریا اُن حضرات سے خوب واقف تھے جو فوج کی کمی اور محافظت کی عدم موجودگی بلکہ دریائے ٹیمس اور اوسکے معبرون کے بے حفاظت رہنے سے تھا۔ پس ۱۸۵۸ء نہایت مبارک اور اطمینان بخش سال تھا کہ اہالی انگلستان نے اپنی کمزوریون پر نظر کرکے والنٹیر فوج کی ترتیب دی۔

جسطرح ایک ملاح بعد ایک بڑے تاریک اور دیرپا طوفان کے آفتاب کی روشنی دیکھکر بے انتہا خوش ہوتا ہے اوسیطرح پرنس البرٹ شوہر ملکہ معظمہ نے اس عالم آشوب خواب غفلت کے بعد والنٹیر فوج کے مرتب ہونے پر اطمینان اور مسرت ظاہر کیا۔ بعدہ انہون نے اوسکے قواعد اور نظم ترتیب دیا۔ جو ۲۲ مئی ۱۸۵۹ء کو محکمہ جنگ سے شایع ہوا۔ پرنس نے اپنی افسوسناک موت تک حتی المقدور اس جدید فوج کی مضبوطی اور دائمی قیام کیلئے بڑی کوشش کی اور یہی چاہتے رہے کہ ملک کے عام نظم ونسق مین اسکا بھی شمار ہو۔

فی الحقیقت ۱۸۵۹ء مین والنٹیر کا قایم ہونا انگلستان کے زبردست اور نہایت اہم تاریخی واقعات مین سے ہے اگرچہ ملکہ وکٹوریہ کے زمانہ سلطنت سے، لڑائیان اور اصلاحی قانون وغیرہ وغیرہ کی دھوم رہی اور نہایت خوبی سے تمام دنیا مین ریل کا جال بچھ گیا اور تار سے زمین گھر گئی۔ ذلیل اور حقیر نوآبادیان ترقی پذیر ہوئین جمہوری خیالات نے بھی آہستہ آہستہ اپنا گھر کرلیا۔ بلاشبہ ان واقعات کا اثر قوم اور ملک کی بہبودی پر بہت کچھ

پڑ... کسی ملک مین ایک بڑے فرقہ کو پوری جنگی قوت کا حاصل ہونا جو اپنی جان و مال و عزت اور ملک کو دشمن سے بچا سکے قومی عزت اور عظمت کی نشانیان ہین اور جو لوگ اس عزت کی قدر کرتے ہین وہ بیشک تسلیم کرینگے کہ والنٹیر کی تحریک تمام واقعات مصرحہ بالا کی وجہ سے قوم اور ملک کے لیئے بدرجہ افضل ہے۔ یہہ بات تسلیم کرلی گئی ہے کہ جو فوائد قومی تعلیم ملک کے لئے متصور ہین اوسیقدر فایدے دوسرے طریق مین والنٹیری سی قوم کو حاصل ہوسکتے ہین یا یون کہنا چاہیئے کہ قومی تعلیم اور والنٹیری ہر ملک کے بہبودی کے لیئے لازم و ملزوم ہے۔

والنٹیری کا اثر تمدن پر

قبل اسکے کہ ہم والنٹیری کا اثر جنگی بیان کرین مناسب ہے کہ اوسکے تمدنی رخ کو بھی تو جانچین اور جو اثر انگریزون کی زندگی پر اس سے پڑتا ہے بنظر غور دیکھین یورپ کے اعلیٰ سلطنتون نے زبردستی سے رعایا کو فوج مین بھرتی کرنے اور فوجی خدمات کے دینے کا جو طریقہ نکالا ہے اور جو مثل قانون حال کے بھی طریقہ پشت بہ پشت مسلسل جاری رہیگا کچھہ شک نہین کہ اوس سے لوگون کی آیندہ جسمی قوت قدرتی بناوٹ اور تندرستی مین ترقی ہوگی اس قاعدہ کے موافق تقریباً ہر جوان آدمی کو لازمی طور سے بچپن سرکار خوراک ڈریس اور مکان دیا جاتا ہے اور ابتدائی جوانی کے دو تین برس فوجی تعلیم مین بسر ہوتے ہین جس سے فوائد ذہنی اور مدبرانہ تربیت کا عمدہ اثر

ہوتا ہے - بعدہ وہ نوجوان سپاہی نظم و تربیت کی عادت - افسرون کی اطاعت - جسم کی صفائی اور وقت کی پابندی سیکھتا ہے - غرض اوسکو وہی تعلیم و تربیت ہے جس سے وہ خیر خواہ ملک اور نیک رویہ باشندہ ہو - اوسکی طبعی ترقیون کی طرف بہت خیال رجوع ہوتا ہے - جنلوگون کی اسطرح تعلیم و تربیت ہوتی ہے نہ صرف وہ بہی تندرست اور صحیح سالم ہوتے ہین بلکہ انکی اولاد بہی توی طور سے چاق اور توانا ہوتی ہے - اور بمرور دہون لازمی سلسلہ کا یہہ نتیجہ ہوتا ہے کہ قوم کی قوم جسمانی اور دماغی قوتون سے مالا مال ہوجاتی ہے -

فوجی مسلون کو اگر قطع نظر کیجیے تبہی میری دانست مین فوجی تعلیم کا سلسلہ ہر قوم کے لئے مفید ہے بہت سے لوگون کا خیال ہے کہ سلطنت کا یہہ فرض عظیم ہے کہ گو کتنا ہی خرچ ہو مگر ایک ایسی تربیت کا قایم کرنا ضرور ہے جس سے تمام قوم کے صحت جسمانی و دماغی درست ہوتی ہو - جس قوم کے آدمی دبلے پتلے - پست قد - اور رگ پٹھے ضعیف اور خلقی کمزور ہون تو اس بدنصیب قوم کو گو کیسی ہی ملکی آزادی ہو اور تمام عمر کتابی تعلیم دیجاے مگر کوئی فائدہ نہوگا اور وہ فطرتی نقص کی تلافی نہوسکے گی - یہہ سچ ہے کہ تجارت اور صنعت سے دولت اکٹھا کرنا ملک و قوم کے لیئے نہایت عمدہ بات ہے مگر قوم کے آدمیون کا مضبوط - بہادر اور تندرست ہونا افضلترین قومی اور ملکی دولت ہے -

جس وقت دو قومون کو لیجیے جو ایک دوسرے سے پہلو بہ پہلو آباد ہون اور

قومیت اور تہذیب مین برابر ہوون انمین سے ایک قوم کو جرمنی فوجی قواعد اختیار کرنے دیجئے اور دوسرے کو اپنے حال پر چھوڑ دیجئے - پھر دیکھ لیجئے کہ ایک صدی نہ گذرنے پائیگی کہ اول الذکر قوم کے بچے قوی الجثہ اور رعونہار اور جوان ہونگے اور دوسرے قوم کی اولاد ایسی ہوگی جیساکہ گنجان آبادی یا بخار زدہ دیہات اور قصبات کے لوگ ہوا کرتے ہین -

یہ سچ ہے کہ بمقابلہ ان ممالک یورپ کے جہان نوجوانان ملک سے جبری فوجی خدمت لیجاتی ہے انگلستان مین والنٹیر فوج سے وہ نامور ی اور عزت پیدا نہین کی - تاہم جو کچھ کیا اور کر رہی ہے وہ بہت کچھ ہے - ممالک غیر مین جسقدر جبریہ فوجی خدمت سے نام پیدا ہوا ہے اوسکا کچھ حصہ انگلستان کو بھی والنٹیرون کے بدولت حاصل ہوا - ۱۸۵۵ء مین فوج والنٹیر مین تعدادی ۵۴۷۵۴ سپاہ نوجوان داخل ہوے انمین سے ۷ ہزار سپاہ کی تربیت معمولی خواہ امدادی افواج مین پہلے سے ہوی تھی - دوسرے سال والنٹیرون کا داخلہ ۱۹۴۷۰ ہوا ان دونون سالون مین تخمیناً ۸۸ ہزار تربیت یافتہ جوان اپنے خانگی کامون پر واپس آگئے اسوقت تخمینہ کیا جاتا ہے کہ فی الحال انگلستان مین ۸ لاکھ سپاہ ہین جو والنٹیر فوج مین رہکر ضروری قواعد و تربیت سے فراغت پا چکے ہین اگر انمین ۳ لاکھ ۲۶ ہزار ۷ سو ۵۲ سپاہ اور داخل کئے جائین جو حال مین شریک ہوکر قواعد سیکھ رہے ہین تو مجموعی تعداد تخمیناً دس لاکھ کے ایسے سپاہ کی

پائی جائیگی جنہون نے دماغی اور جسمانی قوتون مین ترقی کی ہے اور جنکو والنٹیر کہتے ہین -

لاریب اس معاملہ مین شاہنشاہ جرمنی کو بدرجہا تقدم اور تفوق حاصل ہے جنہون نے اپنے ملک کے نوجوانون سے فوجی خدمتین لین اور انکے آرام و راحت جسمانی و روحانی ترقی و مسرت کیلئے کل ضروری سامان و مکانات ڈریس وغیرہ نہایت عمدگی سے مہیا کیئے اور تربیت دی - انگلستان مین جو کچھ والنٹیرون نے اوسی نمونہ پر کارروائی کی وہ بھی حسب حیثیت ضرور قابل قدر ہے جس سے قومی صحت و تندرستی مین بڑی ترقی ہوئی اور ہوگی یہہ فایدے نہایت بیش قیمت ہین جب ۱۲ مئی ۱۸۵۹ء کو محکمہ جنگ سے ایک اعلان والنٹیر فوج کے تقرر کے بارے مین جاری کیا گیا تھا تو لوگون نے اسقدر اشتیاق کے ساتہہ شرکت کی درخواستین کی اور اس زیادتی کے ساتہہ آئل پڑے کہ گویا سحر معلوم ہوتا تھا - انگلستان کے اعلی سے اعلی درجہ کے لوگون نے بہی افسریت کی خواہش کی - سپاہیون سے بہت سے ایسے بہی تھے جو فوج مین پہلے خدمتین کر چکے تھے -

سنہ ۱۸۶۰ء کا موسم گرما ختم نہین ہوا تھا کہ ایک لاکہہ ۱۹ ہزار والنٹیرون کا نام درج رجسٹر ہوگیا - اوس زمانہ سے پہر برابر نہایت مضبوطی کے ساتہہ یہہ قومی امتیاز کا قابل فخر پودا بڑہتا گیا - نومبر ۱۸۶۶ء مین اشخاص رجسٹر شدہ کی تعداد ۲۱۰۷۵۲ تہی جنمین سے ۲۲۰۸۲۹ تو اعدوان اور فارغ التحصیل تہی

خزانہ سرکاری سے ہتیار۔ پوشاک۔ اور گولہ بارود اس فوج کو دیجاتی ہے اور جب کیمپ مین ہوتی ہے تو ضروری سامان اور ڈیرے وغیرہ دیئے جاتے ہین۔ وردیں اور مکانات اور دوسرے اخراجات فوجی کے لئے گورنمنٹ ایک لندن اسٹنگ سنہ پ سالانہ فی کس قواعدوان اور فارغ التحصیل کے لئے دیتی ہے۔

انگلستان مین منجملہ مذکورہ بالا تعداد فوج کے ۱۴ ہزار ایسے گولندار ہین کہ اگر انکو توپخانہ باقاعدہ مین شریک کرکے کسیقدر اور تعلیم ہو تو بلاشبہ اس قابل ہوجائینگے کہ جنگ کے وقت ساحل البحر کے فوجی توپخانون مین شریک ہوکر برابر کام دیسکین۔ تمام افواج لیمشیا یومینری۔ اور والنٹیر مین کوئی میدانی توپ (فیلڈ گن) نہین ہے امید ہے کہ ہم بہت جلد لیمشیا اور والنٹیر فوجون مین میدانی توپین دیدینگے اور پورانے تعصب انگیز خیالات جو ہمارے رایل آرٹلری کے افسرون مین ہین یقیناً بہت جلد جاتے رہینگے۔

والنٹیر کی فوج اسوقت تار پٹہ خانہ اور سگنل وغیرہ کا کام ہی دیتی ہے امید ہے کہ طبی کاموں کے متعلق بھی انسے کام لیا جائیگا علاوہ برین ریل اور پولیس اور محافظت راہ وغیرہ کام ہی انسے متعلق ہوگا۔

بڑی تعریف والنٹیرون کی اسلئے ہے کہ اوسمین ہر طبقہ کے لوگون نے جب اوطنی اور جوش قومی سے شریک ہوکر اسطرح کام کیا ہے کہ آج اونپر

پورا بھروسہ رکھہ سکتے ہین کچھ شک نہین کہ والنٹیرون کو شروع شروع مین بڑے بڑے دقتون کا سامنا ہوا۔ انکی پنج اخبارون مین برابر تضحیک ہوتی تہی بعض جہوٹے لطیفے اور قصے اونکے بدنامی کیلئے گڑہے جاتے تھے اور جلسون مین اونپر قہقہہ لگایا جاتا تہا۔ فوج کے افسر باستثنا چند کے والنٹیرون کو عموماً نگاہ نفرت سے دیکہتے تھے۔ لشکری افسر جو ہمیشہ افوج کو پسند نہین کرتے ہین تعجب اس جرات اور نوزائیدہ فوج والنٹیر کو کب محبت بہرے آنکہون سے دیکہہ سکتے۔ اور یہہ ہی سمجہا گیا تہا کہ اگر والنٹیر فوج مستقل طور سے قایم ہوگئی تو عجب نہین کہ فوج باقاعدہ کسیقدر کم ہوجاوے۔ جب والنٹیرون کی پریڈ پر قواعد ہوتی اور نئی فوج کے قایم ہونے کی وجہ سے قواعد مین غلطی ہوتی (جو لازمی بات ہی) تو لشکری افسر از راہ تحقیر خوب قہقہہ کرتے اسیطرح انکی اور چال ڈہال پر جو ابتدائی حالت مین جنگی نمونہ اور واقف کاری کے ساتہہ نہ تہی افسران فوج ٹھٹہا مارتے تہے۔ اگر انسے کوئی کہتا کہ یہی والنٹیر کسی زمانہ مین خوب ترقی کرینگے جیسے آج آپ قہقہہ لگا رہے ہین تو اوسکو وہ ہنسی دلگی مین اڑا دیتے کیونکہ وہ تو سمجہے ہوئے تہے کہ والنٹیر بچون کا کہیلونا ہے۔ انکا قیاس تہا کہ جس طرح کسی بغاوت کے فرو کرنیکے لیئے ایک عسکیت عارضی طور سے قایم کیجاتی ہے اور اسیطرح والنٹیر فوج کا بہی حال ہے اور جب وہ ضرورت عارضی رفع ہوجاویگی تو

یہ عار نہ ہی جاتا رہیگا مگر ہمارا خیال غلط نکلا اور والنٹیرون کی عزت وعظمت روز افزون رہی۔

منجملہ ان تین زمانون کے جنمین تخت انگلستان پر شورتون نے حکومت کی ملکہ الزبتھ کا نام اس لیئے روشن رہیگا کہ اون کے ایام سلطنت مین ہسپانیہ کا بیڑہ جہاز است جو انگلستان پر حملہ آور ہوا تہا تباہ ہوا اور ملکہ ایزابل کی سلطنت اس غرض سے یادگار رہیگی کہ اسکے عہد مین انگلستان کی بحری قوت بہت ترقی پذیر ہوئی اور وزیر بارلیورد سے ایک عالم ڈرتا تہا ملکہ معظمہ وکٹوریا کا زمان سلطنت بدیں وجہ مشہور رہیگا کہ اسکے عہد سعادت مین والنٹیرون کی ایجاد ہوئی جو آج دس لاکھ تک موجود ہین۔

فوج والنٹیر کی کوئی نظیر دوسرے ملک مین نہین ہے۔ اسکے آمدنی کے ابواب اسطرح ہین کہ جس قدر اسکا خرچ ہے منجملہ اوسکے تین حصہ (یعنے روپیہ مین بارہ آنہ) افواج باقاعدہ کے فنڈ سے ملتا ہے اور بقیہ اخراجات کے لیئے اہل ملک بطور عطیہ کے وقتاً فوقتاً دیا کرتے ہین جو اونکے حب الوطنی اور فوج والنٹیر کے مقبولیت عام کی دلیل ہے۔ پہلے کیطرح فوج باقاعدہ کے ممبر اب والنٹیرون سے نفرت نہین کرتے بلکہ اونکی قدر کرتے ہین کیونکہ انہین کے گروہ سے باقاعدہ فوج کے لیئے اچھے اچھے

دہندہ اسٹاف ملتا ہے۔ ہم شکر گذار ہین کہ فوج والنٹیر نے بہت سی ضروری ترمیمین کین اور فضول باتون کو قواعد سے نکال ڈالا۔

اسوقت والنٹیر فوج ہر حصہ ملک کے مقامی فوج مین شمار کیجاتی ہے جو پیدل اور سوار توپخانون مین تقسیم ہے۔ امید ہے کہ موجودہ ارتباط مختلف قسم کے پلٹنون مین روز افزون ترقی کریگا۔ والنٹیرون کے پاس اسوقت مارٹین ہنری رائفل ہین مگر کچھ عجب نہین کہ بہت جلد جدید نمونہ کے رائفلین انکو دیجائین۔

سنہ ۱۸۶۰ء مین نیشنل رائفل ایسوسی ایشن قایم ہوئی جو والنٹیر کی ترقی کی ایک دلیل ہے ملکہ وکٹوریہ نے بندوق چلا کر اوس کی بنیاد کی

پس ہمکو ہر صورت سے امید کرنی چاہیئے کہ اب حیدرآبادی والنٹیر جن کی از سر نو زندگی ہوئی ہے اوسمین اہل ملک اپنے فرایض حب وطنی کے بجا آوری مین نہایت خوش دلی سے شریک اور مستعد ہون گے اور جس طرح انگلستان کے امرا و شرفا جوش حب الوطنی و رہبودی قوم کے لیئے بکمال صدہا قالب ہو گئے ہین اسطرح ہمارے اہل ملک جنہون نے پہلے پہل نہایت خوشی سے اس نامور اور مشہور رسالہ مین حصہ لینے کی جد وجہد کی ہے اپنے حب الوطنی و رہبودی قومی کا ایک ایسا نمونہ قایم کرینگے جس سے دوسرون کو جو اب تک کسی وجہ سے شریک نہین ہوے ہین ترغیب پیدا ہوگی۔ ہم شروع مین بیان کر چکے ہین کہ والنٹیر کوی ایسی فوج نہین ہے جس کو کسی قسم کا معاوضہ

نقدی ملے بلکہ یہہ فوج ملک کی مجسم عزت ہے اور چونکہ اسمین نامی مشاہیر اور اراکین خاندان شاہی اور معزز باشندگان ملک برضامندی خود شریک ہوسکتے ہین اسلیئے اسکے اعزاز اور ملکی فخر و امتیاز کے نسبت کسی قسم کا شک ہی نہین رہا ہے یہہ ظاہر ہے کہ بادشاہ اور ملک کی عزت و عظمت جنگی افواج کی عمدگی اور ترتیب و تہذیب پر منحصر ہے مگر ہر ملک عام افواج مین پہلے سے تہذیب اخلاق کا سبق نہین دیا جاتا اور اونکی حالت بھی مقتضا ے تعلیم و ترتیب شائستہ ما قبل شرکت افواج نہین ہوا کرتی اسلیئے اونکے چال چلن درست رکھنے اور جملہ اور امور متعلقہ کی درستی افواج والنٹیر کے پرتو سے ہوتی ہے جنکے ممبر شریف اور عالیخاندان ہونے سے مہذب اور شائستہ زندگی کا معتدبہ حصہ صرف کرچکتے ہین حقیقت مین والنٹیر فوج باقاعدہ افواج کی مصلح ہوتی ہے یا یون بھی کہہ سکتے ہین والنٹیر بجاے خود مصلح قوم ہے — امید ہے کہ جن امیدون سے والنٹیر از سر نو اس ریاست عظیمہ مین قایم ہوا ہے اوسکو وہ لوگ اپنے جملہ فرایض متعلقہ سے ثابت کردینگے — یہہ امر کسقدر فخر کے قابل ہے کہ خود ہمارے حضرت بندگانعالی ظلہ العالی اس والنٹیر فوج کے آنریری کرنل ہین جیسا کہ ملکہ وکٹوریا والنٹیر کے مجلس مین بذات خاص شریک ہوکر سب سے پہلے ایک بندوق چلانے سے والنٹیر کی عزت افزائی کی اسیطرح ہمارے حضرت بندگانعالی اس فوج کے

آنریبل کرنل ہونے سے والنٹیر کی حرمت کو دوبالا کردیا اور نیز جیسا کہ ملکہ معظمہ کے زمانہ مین والنٹیر قابل فخر یادگار ایجاد ہوا ہے اسیطرح ہمارے ملک مین حضرت بندگانعالی کے عہد میمنت مہد مین اس رسالہ والنٹیر کی یادگار اور ایجاد قابل فخر ہی۔

قدیم زمانہ کے حنوط کئے ہوئے لاشین

سنہ ۱۲۹۹ ہجری مطابق سنہ ۱۸۸۱ء مین قدیم زمانہ کے حنوط کئے ہوئے سلاطین کی لاشین شہر اتینس نواح مصر سے برآمد ہوے اسکی کیفیت یہہ ہے کہ شہر اتینس کا رئیس اعظم ابوالرونال نامی قدیم زمانہ کی نادر چیزین جو اوس شہر کے ویران زمینون اور قدیم کھنڈیرون اور عمارتون سے ملتی تہی لوگون کو دکہلاتا اور اونکو فروخت بہی کرتا تہا اور کبہی کبہی ایسی چیزین خود عوام کو بہی ملجایا کرتے تہین۔

اہل فرنگ جو ہمیشہ نادر چیزون اور قدیم اشیاء کے خواہان اور راہی جستجو مین رہا کرتے ہین اور اسکے تلاش مین تمام دنیا کی سیر و سیاحت کرتے پہرتے ہین شہر اتینس کی یہہ کیفیت سنکر اس شہر مین بہی آنے جانے لگے اور نادر قدیم قومون کی پرانی چیزین خرید کرنیلگے۔ سنہ ۱۸۸۱ء مین ایک شخص قوم فرانس کا رہنے والا اتینس کو گیا اور وہان بہت سی ایسی چیزین دیکہی کہ خود دار السلطنت فرانس کے عجائب خانہ مین موجود نہین ہر چند اوس شخص نے دریافت کیا کہ یہہ چیزین کہانسے ملتی ہین مگر اسکا اصلی پتہ نہ لگا۔ مگر اس شخص کو کہین سے ایک لٹہو ملا جسپر سنہ ۳۰ طوفان نوح کندہ کیا ہوا تہا پہر اوس فرانسیس نے اس لٹہو کو پیرس دار السلطنت فرانس مین لیگیا اور پروفیسر موسورس کو بتلایا انہون نے اوس خط کو بآسانی پڑہ لیا

لہ فرانس۔ انگلنڈ۔ اور جرمنی مین علم و فضل اور حکمت و ہنر و صناعت کے تعلیم کے سینکڑون

بعد اسکے خود پروفیسر کو اتینس جانیکا شوق پیدا ہوا۔ اور اسی غرض کیلئے دو
مہینون کی رخصت لیکر چار پانچ آدمیونکے ساتھ مصر ہوتے ہوئے شہر
[illegible] پہنچا اور ابوالرونال رئیس اعظم کا مہمان ہوا۔ جب موسو رس پر
[illegible] چیزون کی کیفیت دریافت کرنے لگا تو ابورونال سخت ناراض ہوکر موسو رس
کو ہیرا ہیون کے ایک تنگ و تاریک حجرہ مین قید کر دیا اور تیسرے دن
اُن کو کھانا پانی دیتا تھا۔ دو مہینون تک اونکو ایسی ہی مصیبت اور بے
غرتی مین رہنا پڑا مگر کوئی صورت رہائی کی نظر نہ آتی تھی آخر کار جب اپریل
[illegible] کے مدرسہ السنہ قدیم کے امتحان کا زمانہ قریب آیا تو پیرس
کے حاکمون نے مصر کے خدیو کو لکھا کہ پروفسر موسو رس کی تلاش کرکے
جلد روانہ کرو۔ مگر خدیو مصر اونکو مصر مین نہ پایا اور مصر بالا کے حاکم محمد کو لکھا
کہ پروفسر مذکور کی تلاش کرین اور بڑی کوشش سے دریافت کیا کہ
کہان ہین اور کیا حیلہ ابوالرونال کے پاس لگا حاکم موصوف اور رئیس کی سخت
سرزنش کی اور کہا کہ ایسی بدچال سے یہہ ڈر ہے کہ کہین فرانس جنگ کو آمادہ ہو
تمہارے شہر کو برباد نکر دے۔ یہہ سنکر ابوالرونال نے معافی چاہی اور پروفسر
موسو رس اور اوسکے ساتھیون کو قید سے چھوڑ دیا۔ من بعد پروفسر مذکور نے مصر ہوکر
یہہ اشتہار دیا کہ جو شخص قدیم زمانہ کے قبرون کے آثار کے چیزون سے

[illegible] اس مین آرا بکلدیہ پرانی زبانون اور پرانی خطون کی بھی تعلیم کیجاتی ہے اسی مدرسہ کے واسطے
کے بڑے معلم کا نام موسو رس تھا۔

کہا کرتی ہین اطلاع دیگا تو اوسکے پانچہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ پھر
پروفیسر کو دسنے مسٹر ہارون اشبیلی کو کہ جو شہر مصر مین قدیم اور عجائب
چیزون کے پیدا کرنے اور تلاش کرنیکے مہتمم اور عجائب خانہ کے ناظم
تھے اسکام مین اپنا نائب مقرر کیا اور خود پیرس کو چلے گئے بعد چند روز
کے مسٹر ہارون اشبیلی کے پاس ابوالرونال کا چھوٹا بھائی آیا اور کہا
کہ اگر وعدہ کے مطابق انعام دو تو مین نہایت عجائب چیزونکا پتہ بتلادون
پھر مسٹر ہارون اشبیلی نے بلا تامل اسکو پانچہزار روپیہ دے دیا اور اپنے
ہمراہ پانچ آدمی اور لیکر ابوالرونال کے بھائی کے ساتھہ انتیس کوروانہ ہوا
اور وہان پہونچکر اونسے اونکو ایک دن مہمان رکھا۔ صبحکو اونکے ہمراہ انتیس
کے مغربی دروازے سے ایک ہولناک بیابان مین پہونچا وہان ایک
چھوٹا سا تالاب اور پہاڑ تہا اور نہ کوئی انسان اور حیوان دکہلائی دیتا تہا۔
پھر وہان سے بہی آگے چلے تو ایک ٹوٹا کنوان ملا اس سے بہی آگے
چلے تو ایک پہاڑی نظر آئی اسکے دامن مین ایک بہت بڑا پتہر رکہا ہوا
تہا اور وہ پتہر ایک غار کے منہہ پر تہا جو پہاڑ کے دامن مین تہا۔ اور
اوس پہاڑی اور پتہر سے دو زنجیرین بڑی بڑی اندر ہی اندر ایسی
بندہین تہین کہ سوائے واقف کار کے اور کسی کو نہین معلوم ہوسکتا کہ
یہہ کس لیئے ہین اور کس چیز سے بندہی ہوئی ہین۔ مگر ابوالرونال کے
بہائی نے مسٹر ہارون اشبیلی کو ہمراہ لیکر وہان اترا اور کہا کہ ایک

بہاری سل اس پتھر پر رکھدو جہان زنجیرین ہین پھر ابوالرونال کے بھائی نے پہاڑی پر چڑھکر زنجیرونکو ہلانے لگا اور اسی کے کہنیکے مطابق مسٹر ہارون اشبیلی نے نیچے سے ان زنجیرونکو ہلاتا تھا چند جنبشون کے بعد وہ بہاری پتھر غار کے منہ پر سے ہٹ گیا نیچے پہاڑ کے دامن مین ایک اندھیرا غار بہت عمیق نمودار ہوا - ابوالرونال کے بھائی اور ہارون اشبیلی نڈر بے خوف اس غار مین اتر گئے بیس بیس گز کے لانبے وہان دو صندوق تھے اور ایک بڑا چرمی صندوق بھی تھا انکو تنوآدمیونکی مدد سے باہر نکال لائے اور کھول کر دیکھے تو چرمی صندوق مین خانہ داری کے اسباب اور صناعون کے اوزار اور ہتیار اور بہت سی پرانی اور قدیم سلاطینون کے سکے تھے - اور ہر ایک صندوق مین تیرہ تیرہ موم کی کشتیان اور ہر کشتی مین ایک ایک لاش حنوط[1] کئے ہوئے آلائش سے بالکل صاف و پاک دہری ہوی تھی - ان لاشون کے دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی نے انکو پاک و صاف کرکے روغن لگائے اور سبز پتے اوپر جمائے رکھا ہے - علاوہ اسکے ایک سنگین گاڑی اور گھوڑا بھی وہین ملا - ان سب کو دس بارہ چھکڑون اور بہت سی مزدورونسے اٹھوا کر قاہرہ مین لائے اور پروفسر موسورس کو تار پر اطلاع دیگئی - یہہ سنتے ہی پروفسر فوراً قاہرہ پہونچے

[1] یہہ ایک قسم کا مرکب دوا ہوتا تھا جسکو مردہ جسمون پر لگاتے تھے جسسے جسم سڑنے اور گلنے سے محفوظ رہتے تھے +

چونکہ وہ پروفیسر السنہ قدیمہ اور پرانی حروف و خطوط سے خوب آشنا تہا ہر ایک سکہ کو بہت غور سے دیکہا اور بتلایا کہ یہہ سکہ فلان فرعون[1] کیوقت کا ہے اور یہہ سکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ کا ہے اور ہر ایک لاش حنوط کیئے ہوئے اور اوپر باریک حریر کے کپڑے لپٹے ہوئے اور سبز پتہ جائے ہوئے تہے۔ اور اون لاشون کے پشت پر ایک ایک پتہر کی تختی لگی ہوئی تہی۔ اونپر نادر نقش و نگار اور قدیم حرفون اور اگلے زمانہ کے زبان مین عبارتین کندہ تہین جو ان لاشون کی زندگی کی ایک مختصر تاریخ تہی پروفیسر موصوف تختیون کی عبارتون کو پڑہلیا اور بیان کیا کہ ان تختیون مین سے اکثر تختیان قدیم ایرانی[2] زبان مین لکہی ہوی ہین۔ یہہ لاشین بڑے بڑے پادشاہ اور اونکی بیگمون اور شہزادونکی تہین۔ انکے مرنیکے بعد قوم کے قدیم رسم و رواج اور بت پرستون کے مذہب کے دستور کے موافق بطور تبرک و یادگار کے حنوط کئے رکہے ہوئے تہے

تختیون مین ہر لاش کی زندگی کا تہوڑا تہوڑا احوال اور سوانح عمری طوفان نوح کے سنہ کے حساب سے کندہ کئے ہوئے تہے چونکہ اس زمانہ کے لوگ سنہ طوفان نوح سے بہت کم واقف ہین اسلئے اس

---

[1] اُس زمانہ مین فرعون مصر کے ہر پادشاہ کو کہتے تہے

[2] یہہ وہ عبرانی تہی جو محمد صلعم کے زمانہ مین قوم یہود کی زبان تہی اور یہی حضرت موسیٰ پیغمبر کیوقت بنی اسرائیل کے قوم کی زبان تہی۔

فاصل پروفیسر نے ان عبارتوں کے ترجمہ میں بجائے سنہ طوفان نوح کے سنہ قبل ولادت حضرت مسیح لکھ دیا۔ اور اوسکوق۔م۔ سے تعبیر کیا بعد ولادت مسیح کو۔ ب۔ ق۔

پہلے صندوق میں تیرہ لاشیں بادشاہوں کے عطر سے بسے ہوئے اور کرگدن کے گینڈے کے چمڑے میں منڈھی ہوئی اور موم کے پتیلوں میں لپٹی ہوئی موم کے کشتیوں میں دھرے ہوئے تھے۔

(۱) پہلی لاش۔ بادشاہ رہان ابن کارالاسل ۲۵۵۲ ق۔م۔

(۲) دوسری لاش۔ بادشاہ لکھوی ابن رہان ۲۵۰۲ مدت سلطنت ۴۸ سال۔

(۳) تیسری لاش سرتاج سلاطین بادشاہ کچیلو ابن لکھوی ابن رہان ابن کارالاسل نسل بست و یکم (۲۱) ۱۷۵۲ ق۔م۔

(۴) چوتھی لاش بادشاہ سرتاپیلو نسل بست و چہارم (۲۴) ۱۹۰۲ ق۔م

(۵) پانچویں لاش بادشاہ لچھمنہ ابن سارانگا چا ابن دودم سانل بست و سیوم ۱۳۰۳ ق۔م

(۶) چھٹی لاش بادشاہ لڈلینا ابن پودیپیچ نسل بست و چہارم (۲۴) از شاخ سیوم ۱۹۲۷ ق۔م۔

(۷) ساتویں لاش بادشاہ ہولم ہوا ابن کارک تالیسی مدت سلطنت ۷۶ سال ۲۰۷۷ ق۔م۔

(۸) آٹھویں لاش بادشاہ وڈی یونا ابن عبران قلی ساکلان ۱۶۰۷ء - ق - م
(۹) نویں لاش بادشاہ جہلک ابن لمسان نسل ہفدہم ۱۶۶۶ء - ق - م
(۱۰) دسویں لاش بادشاہ بجرجو ابن کرجان جی جہم کزر ۱۸۰۲ء - ق - م
(۱۱) گیارہویں لاش شہزادہ لولوانی ابن بادشاہ بجرجو ابن کرجان جی جہم کند - نابالغ ۱۸۳۷ء - ق - م
(۱۲) بارہویں لاش شہزادہ لیتن ابن بادشاہ جہلک ابن لمسان نسل ہفدہم نابالغ ۱۹۹۹ء - ق - م
(۱۳) تیرہویں لاش شہزادہ بجرجو پانیرفنین ابن بادشاہ لم فونی فس ہاما - نابالغ ۲۰۷۹ء - ق - م

دوسرے صندوق میں تیرہ لاشیں عورتوں کی ہر لاش حنوط کئے ہوئے اوسی طرح پر جسطور پر کے مردوں کی لاشیں تھیں شیشوں میں دھری تھی

(۱) پہلی لاش - ملکہ سریوانی کرسی بنت بادشاہ تی سالی زوجہ کرمینی ۲۰۵۶ء - ق - م -
(۲) دوسری لاش ملکہ ہیسرنی پاتی بنت بادشاہ لم فونی فس بارا - زوجہ ہولم ہوہوہو ۲۰۵۶ء - ق - م -
(۳) تیسری لاش ملکہ ترنیولی جدہ اعاظم نسل چہاردہم (۱۴) ۱۹۰۲ء - ق - م
(۴) چوتھی لاش ملکہ اسدی بای بوا سنی کی - نی بنت بادشاہ

کو اسان زوجہ شہزادہ جہانگیر پانچویں نسل دوازدہم سنہ ۱۰۳۰ ق م

(۵) پانچویں لاش ملکہ نورجہاں نالائق بیگم شہزادہ قمر نار وجو سنہ ۱۰۳۴ ق - م

(۶) چھٹی لاش شہزادی کوہتیا بنت بادشاہ قمر نار سنہ ۱۰۴۶ ق م

(۷) ساتھویں لاش شہزادی لیلی بانو زوجہ کرپان جی جہم کسنہ سنہ ۱۰۵۱ ق - م

(۸) آٹھویں لاش شہزادی قمر سن برجی زوجہ شہزادہ لالتا ہمشیرہ بادشاہ اُرکنای نسل پنجم سنہ ۱۰۶۲ ق - م

(۹) نویں لاش شہزادی دلل بنت شہزادہ لوکمان نسل بستم سنہ ۱۰۷۴ ق - م

(۱۰) دسویں لاش شہزادی کامت یا کی بنت شہزادہ لوتا نسل پنجم سنہ ۱۰۸۲ ق م

(۱۱) گیارہویں لاش ملکہ اُدنا بکم یارن نالا بنت نسل چہارم از شاخ دوم سنہ ۱۰۹۶ ق م

(۱۲) بارہویں لاش شہزادی رفت ہان شہزادی دلی شہزادی ام ہاس سنہ ۱۱۴۷ ق - م

(۱۳) تیرہویں لاش - ملکہ لی لی با خانا بنت بادشاہ لوراس نابالغ نسل بست و دوم سنہ ۱۱۶۶ ق - م

کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ

راجہ نریندر بہادر پیشکار مہاراجہ کا انتقال

الموت وہ شے ہے جو ہر ذی روح کے لئے امر لازمی ہے ایک دن سب کے لئے فنا ہے۔ گوشۂ قبر میں آرام کرنا ہے۔ دنیا و مافیہا سے ہاتھ دھونا ہے۔ اس سے کسیکو نجات نہیں۔ کسیکو ہمیشہ کے لئے حیات نہیں۔ عجب حیرت ہے اور کیسی غفلت ہے کہ ہوشیاری نہیں۔ عجب نیند ہے کہ جسکو بیداری نہیں۔ یہہ وہ نحوست ہے کہ استغراق سے بھی سبقت لیگئی ہے۔ یہہ وہ عالم ہے کہ جسکو آرزو نہیں۔ یہہ وہ بیخودی ہے کہ خودی کی خبر نہیں نہ تمنا ہے۔ نہ فکر ہے۔ نہ غم ہے۔ نہ حسرت ہے۔ ایک ناپیدا کنار سمندر ہے۔ کہ جسکے ڈوبنے کا پتا نہیں۔ یہہ ایسا سخت مرض ہے کہ جسکی دوا نہیں۔ یہہ ایسی سخت بلا ہے کہ جسکی دعا نہیں۔ کیا لڑکا کیا جوان کوئی اس سے نجات نہیں پایا۔ سیکڑوں شیر خوار آغوش مادر سے گہوارۂ لحد میں آرام کئے۔ اور ہزارہا نوجوان عروس لحد کے ساتھ ہم آغوش ہوئے۔ اور ایسے بیخود پڑے ہیں کہ کبھی اوٹھینگے ہی نہیں۔ خدا جانے کس قیامت کے نیند میں سوئے پڑے ہیں۔ اور کس نشہ میں سرشار مست خواب میں از خود رفتہ پڑے ہیں کہ سانس بھی نہیں لیتے۔ کسی طرف آنکھ اوٹھا کے دیکھنے کی قسم کھائی ہے۔ اون کے پس ماندہ ہزاروں طرح سے چلاتے اور پیٹتے ہیں کہ دو دو باتیں کرے۔ مگر اونہیں کب اونکی پروا اور غرض ہے۔

کسیکی تمنا دل کا خون ہو جائے۔ اور آرزوئین خاک مین ملین۔ مگر اونہین اپنے کام سے کام ہے۔ اونکی حیثیت انسانی دیکھی جائے تو کیا چیز کم ہے سب کچھ ہے۔ اگر حفظ صحت دیکھی جائے تو اونہین ہم سے زیادہ ہے۔ مگر اندر سے بیخودی۔ کیسی پرلے درجہ کی بیخودی ہے۔ ہمارے آدمزاد اسکو ترس کہاتے ہین۔ نہ ہمارے درد آمیز باتین اس طرف متوجہ کر سکتے ہین ساری دنیا اس سے عاجز ہو گئی۔ اچھے اچھے فیلسوف کا بھی زور نہ چل سکا۔ اور نہ عقل قابو پا سکی۔ کیا مزے مین ہین اور کس تماشہ مین مصروف ہین۔ جولوگ اونکی قسمت کہاتے ہین ؎

جو کوئی جاتا ہے پھر آتا نہین کیا عدم بھی دل لگی کی جائے ہے

ہان یہہ حالت موجودہ سب کے لئے ہے۔ مگر جنہون نے اس دنیائے فانی کو لات مار کر سامنے سے ہٹا دیئے ہے۔ اور سر پر دا بیٹھے ہے جنکو ابتدا اور انتہا پر نظر نہ تھی۔ اور نہ بھلی بری کسی غرض رکھتے تھے۔ جسطرح دنیا مین آئے تھے اوسیطرح سفر کئے ہین۔ اور جنہون نے کل کائنات کا خلاصہ پا چکے ہین۔ اور خالی ہاتھہ چل بسے ہین۔ اور جنکی شانمین یہہ مصرع موزون ہے۔ کان راکہ حساب پاک است از محاسبہ چہ باک۔ اونکے سب سے نرالے ڈھنگ ہین۔ اور ہی مزے ہین۔ اونہون نے اس موت کو عین حیات سمجھا۔ اسخواب کو عین بیداری جانا۔ اس جدائی کو عین وصل تصور کیا۔ اونکو اس قیامت کا اطمینان حاصل ہے۔ کہ کسی کو بھی نصیب نہوگا۔ غرض

دنیا کے عجب معاملات ہین کہ اسکا بیان حیطۂ تحریر سے خارج ہے - مگر یہہ مضمون
دل جو پہلو مین مثال سیماب مچلتا پڑا ہے اسکی اور ہی حالت ہے - الاامان
اس دل پُر درد کا برا ہو - جو انسان کو ہر ایک طرح سے مجبور کر رکھا ہے الفدیۃ
کیا اسکا حال بیان کرون یہہ وہی دل ہے جسنے یوسف کو زلیخا کے چاہ الفت
مین جھوک دیا - یہہ وہ ہی آفت جان ہے جسنے مجنون کو لیلا کے فرقت مین
راہ نوردی کروایا - غرض جسکے ساتھہ رشتۂ الفت کا سلسلہ باندھتا ہے اوسپر
سو جان سے فدا ہوتا ہے - لگاوٹ اسقدر ہاتی ہے کہ از خود رفتہ ہو جاتا ہے -
آہ وہ وقت یاد آتا ہے اور صدمہ دلگداز سے سینہ بھر آتا ہے جب میرے جد
مرحوم کا انتقال یاد آتا ہے - اوسحالت کا بیان مختصر طور پر بیان کرنا مناسب نہین
سمجھہ کر مجمل حالات سے ناظرین کو خبر کرتا ہون - مہاراج کے خاندان کے حالات
تواریخ دیکھنے سے بخوبی ظاہر ہونگے - اسکا بیان طوالت سے ہے - اب رہے
مہاراج کی ذاتی حالات - وہ ایسے ہین جسکے لکھنے کو ایک دفتر چاہیئے - اسقدر
کہنا کافی ہے - کہ مہاراج بیشک فرد فرید اور لاجواب تھے - اونکے اخلاق اور
مروت اور سخاوت اور شجاعت مالک کی فرمانبرداری یہہ اوصاف فطرتی
تھے - جس سے ہر فرد بشر واقف ہے - ماسیوا اسکے مہاراج کے
عقاید اور طریقہ بالکل صوفیانہ تہا - ہر چند کے ظاہر مین مذہب ہنود سے
اسقدر تعلق تہا - کہ اونکی پیدائش خاص اس مذہب مین تھی - مگر باطن مین تا سف
ملت و مذہب اور شرک و کفر سے بری تھے - بلکہ ایک اچھی خاصہ موحد تھے -

مرحوم کے اکثر بیان سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ عالم طفولیت سے فقرا کے ساتھہ یکدلی تعلق تہا جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ وہ فنا فی الفقر کا درجہ حاصل کیا۔ اونکا مذہب یہہ تہا کہ خذا صفا دع ما کدر۔ مرحوم کے ہی فیض تربیت کا باعث ہے بلکہ امر موروثی کہو تو بجا ہے۔ کہ یہہ راقم کو بہی عالم طفولیت سے فقرا کے ساتھہ دلی تعلق اور اعتقاد ہے۔ چنانچہ مرحوم کے پند دلپذیر اور نصیحت فیض اثر اسقدر موثر ہوئے کہ حضرت چندا شاہ صاحب قادری ساکن بیدر دام فیوضہ باخدا ولی کامل جو اسوقت حیدرآباد مین قریب اسٹیشن بادہ حیدرآباد رونق افروز ہین۔ اور جنکا ہر ایک فرد بشر مداح ہے۔ اور ہزارہا شخص معتقد ہین ایک زمانہ سے اونکے قدم میمنت لزوم سے مشرف ہوا۔ اور ہنوز فیض صحبت سے شرف حاصل ہے خدا تعالی ہمیشہ با اعتقاد ثابت قدم رکہے۔ جب کے مرحوم اسمات سے مطلع ہوئے کہ راقم حضرت ممدوح کا معتقد ہوا۔ اسقدر خوش ہوئے کہ گویا اپنے ذات کے لیے انکو حاصل ہوا بے ساختہ یہہ لفظ فرمائے کہ الحمدللہ ہمارے فیض صحبت کا کچہہ تو اثر ہوا۔ اور یہہ کہتے تہے کہ کبہی اسلاف ملت و مذہب نہین رکہنا۔ اور اس جملہ پر عمل کرنا۔ خذ ما صفا دع ما کدر مصرعہ متاع نیک بہر دوکان کہ باشد۔ غرض اونکی محبت دلی اور عنایت سرفرازی کا حال کہان تک بیان کرون۔ اور کس منہہ سے اونکے تفضلات بزرگانہ کا شکریہ ادا کرون۔ اللہ تعالی مغفرت کرے سیوائے ان اوصاف مبینہ کے مالک کی فرمانبرداری اور خیرخواہی کا اسقدر خیال تہا۔ کہ جسکا بیان۔ بارہا سیوا

اور نصیحتونکے فرماتے تھے کہ دنیا کی بہبودی چاہے تو مالک کی فرمانبرداری اور خیرخواہی مین اپنے مایہ عمر کو صرف کرے - اور عقبی کی بہتری اور فلاح چاہے تو مرشد اور رہبر کی اطاعت گذاری کرے - اسکے سوا اور کوئی خیالات دونو جہان کے بہبودی کے لیئے بڑھکر نہین - القصہ جامۂ بشر مین ایسے باکمال بہت ہی کم نظر آئین گے - افسوس صد افسوس ہزار افسوس - اس چرخ کج رفتار نے کیسون کو تہہ خاک کر دیا - بتاریخ ۱۲ ماہ رمضان المبارک ۱۳۰۶ھ آشب سہ شنبہ کو مجیب دوا استعمال فرمائے اور اوسی شب کو نو بجے شب کے بخار اس شدت سے آیا کہ قریب ایک بجے شب کے بیہوش ہوئے - تمام رات بیہوشی رہی - صبح مین ہوش آیا اور بخار کم ہوا - بعدازان ایک بار اجابت ہوے جسمین خون شامل تہا جب کہ ہوا ضروری سے فارغ ہوئے - شمس الحکما ڈاکٹر جو معالج تھے اونکو طلب فرمائے - اسوقت مزاج اسقدر درست تہا کہ اپنی کیفیت مفصلہ بیان کرے - بشرہ سے بہی کوئی علامت موت کی ظاہر نہین ہوتی تہی - اور حکمائون کی تشخیص سے کوئی ایسے مہلک کیفیت ظاہر نہین ہوئے چنانچہ راقم نے بہی مزاج کی حالت دریافت کی بہت ہی اچہی طور سے کیفیت بیان کرے - اور یہہ ارادہ ہوا کہ حضور پر نور دام ملکہٗ سے بغرض تبدیلی آب و ہوا بہئی جانیکے لیئے اجازت لینا چاہیئے - چنانچہ ایک شخص معتبر کو - روانہ ہونیکے لیئے حکم دیئے - بعدازان کچھ ہلوڑیسی دوا استعمال فرمائے اور کرسی پر

بیٹھے رہے۔ قریب گیارہ بجے کے۔ جب تمازت آفتاب زیادہ ہوگئی۔ راقم نے اور چند صاحبون سے کہا کہ اس مکان مین گرمی زیادہ ہے۔ حسب معمول تہہ خانہ مین تشریف لیجا ئین تو مناسب ہوگا۔ اوسوقت مین ہر چند کے ہوش تہا۔ مگر مزاج صاف نہ تہا۔ غرض اوٹھے اور تہہ خانہ مین تشریف لیگئے۔ بسبب نقاہت دو شخص سنبھالے ہوئے تہے۔ جب اوس تہہ خانہ مین پہونچے۔ بعد پانچ منٹ کے دوبارہ اجابت ہوئے۔ جسکے ساتھ بیہوشی طاری ہوگئی۔ قریب بارہ بجے کے جوشمس الحکما معالج تہے آئے اور مزاج کی حالت دریافت کی اور نبض دیکہا جس سے یہہ معلوم ہوا کہ پھر بخار کی آمد ہے۔ غرض بخار شروع ہوا۔ اور مرض بڑہتا چلا اور بیہوشی کا غلبہ ہوا۔ شمس الحکما کی یہہ رائے ہوئی کہ اوس تہہ خانہ سے کوئی ہوادار مکان مین لیجانا چاہیئے۔ کیونکہ جہان ہوا نہین آتی ہے اور سردی زیادہ رہتی ہے مسامات بند ہوتے ہین اور عرق نہین آتا ہے جسکے باعث بخار مین تخفیف ہی نہین ہوتی۔ اونکے کہنے موافق۔ وہان سے بچیرا اوٹھایا گیا۔ اوس بیہوشی مین تہوڑے دور یعنے اخیر دروازۂ تہہ خانہ تک از خود چلتے ہوئے گئے۔ جب قریب پہونچے قوت رفتار نے جواب دیا۔ دفعتاً گہڑے ہوئے ہر چند کہ منشی مرزا اسحاق بیگ اور راقم نے اور اور لوگون نے اون کے چلنے کے لیئے سعی کی مگر بکار آمد نہین ہوئے۔ آخر کرسی پر بٹہلاکر دوسرے مکان مین لے گئے۔ رفتہ رفتہ بخار کی شکایت بڑہنے لگی۔ اور

خداوند نعمت بندگانِ تعالیٰ شعالے

بیہوشی کا غلبہ زیادہ ہوا۔ چنانچہ حکیم محمد باقر علیخانصاحب کو طلب کیا انہون نے بعد تشخیص مزاج باتفاق ڈاکٹر شمس الحکماء دوا تجویز کیا۔ جسکے دو خوراک حسب تجویز اونہون کے پلائے گئے۔ بعد ازان نواب سر آسمان جاہ بہادر نے ڈاکٹر اعتماد الحق کو روانہ کیا۔ مگر چونکہ اوس وقت مین مزاج حد اعتدال سے تجاوز کر گیا تہا اس لیئے اونہون نے کوئی اپنی راے نہین دیا واپس چلے گئے۔ قریب چھ بجے کے ڈاکٹر لاری صاحب کو طلب کیا گیا مگر ڈاکٹر صاحب نہ پہونچ سکے باتفاق راے حکماے مذکور سنگیان بہی دی گئی تہی۔ ماسوا اسکے بہت سے تجویزین جو کرنے کی تہین کیے۔ مگر بمصداق۔ اذا جاء اجلہم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون۔ مرض بڑہتا چلا جون جون دوا کی کا نقشہ جم گیا۔ سب کے دلون نے جگہ چہوڑ دیا۔ یاس کا ہجوم چہا گیا۔ قریب نو بجے کے نزع کی حالت شروع ہوئی۔ پونے گیارہ کو روح قالب عنصریسے جدا ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ناظرین یہہ خیال کرین کہ انکا اس عالم فانی سے گذرنا کس قدر شاخ گذرا ہوگا جسکی حالت حیطۂ تحریر سے خارج ہے۔ وہ شب ایک آفت کا سامنا اور قیامت کا نمونہ تہا۔ ہاے واے کی صدا در و دیوار سے گونجتی تہی زیادہ مصیبت کا سامنا یہہ تہا کہ ایسے حادثہ جانکاہ کے وقت ہمارے سرتاج ظل سبحانی شکار کے لئے رونق افروز ہوئے تہے عرض

اوسیوقت بذریعہ تار برقی اطلاع دیگئے تھے۔
ہان کیا کہتا تہا اور کیا کہہ چلا۔ مرحوم کا اکثر یہہ خیال تہا کہ لباس ظاہری بدلدیا
جاوے۔ مگر مشیت ایزدی مین کیکو دخل ہنین کچہہ بن نہ پڑی۔ خیر
تمام رات قیامت سے گذری صبح مین میت کی تیاری ہوئی۔ جب
میت روانہ ہوئی یہہ دیکہا گیا کہ مکان سے تا بہ رُود موسی دو طرفہ
خلایق کی پرچول جمع تہی۔ بلکہ سنا ہی گیا کہ اکثر لوگ کرایہ سے مکانات لیکر
بیٹہے تہے۔ ہر ایک فرد بشر کے زبان سے۔ سوائے افسوس حالت وفات
اور تعریف ایام زندگی کے اور کوئی بات ہنین سنے گئے۔ چنانچہ اوسوقت
مین تمام فوج کا اوٹہے بندوقین لئے ہوئے چلنا۔ اور غم کے باجہ دلگداز
کی آواز جان لیتی تہی۔ جب رُود موسی کے کنارے پہونچے۔ ایک بیشمار
تودہ ہیزم صندل وغیرہ مین میت کو رکہکر اگ دئے افسوس کسقدر سنگدلی
اور بیرحمی کی بات ہے۔ جو ایسے ناز و نعم کے پلے ہوئے اور جسکا جسد آغوش
محبت والدین مین ایسے آسایش و آرام کے ساتہہ رہا ہو ایک چشم زدن
مین جلکر خاک ہوا۔ مگر ہان یہان یہہ ہی ایک بات جو بیان کی جاتی ہے
خالی از تعجب ہنین ہے۔ اور ہر ایک کے لئے یہہ بات سہونا بہت دشوار
ہے۔ یعنے اوس جسد مین سے جسکو گنجینہ عرفان کہیئے تو بجا ہے بہت دیر تک
نہ جلا۔ بلکہ اسقدر ضرورت ہوئی کہ سوائے اوس بیشمار تودہ ہیزم کے
اور لکڑی بہت سی دی گئی۔ جب وہان سے واپس ہوا تو ایسے ایسے

خبر ین سُن پایا کہ ہیبت زدہ ہوگیا۔ جسقدر مخالفین تھے آمادۂ شرارت ہوئے۔ مگر بفضل ایزدی اور توجہات خداوندی یعنی ظل سبحانی بندگانعالی محفوظ رہا۔ حضور اقدس و اعلیٰ سے نواب سراسمانجاہ بہادر کے پاس تار برقی پہونچا اور اوس سے یہہ بات ظاہر ہوئی کہ حضرت اقدس اعلیٰ نے اپنے ایک نمکخوار قدیم کے گذرجانیکا نہایت تاسف فرمایا۔ اور اس راقم کے نسبت جو موروثی خانہ زاد ہے تشفی اور تسلی کا ارشاد ہوا۔ جسے دوبارہ زندگی ہوئی اور ہر ایک امر کی توقع ہے وہ حکم عالی سے مخالفون کو عقد اللسان کا اثر کیا۔ سچھ بھی یہہ ہے کہ میرے آقا خداوند نعمت کی سرفرازی اور پرورشی کی نظر اس راقم کے شامل حال ہے۔ خدا یتعالی اس راقم کو اپنے آقا کی اطاعت گذاری اور جان نثاری مین تا دم زیست ثابت قدم رکھے۔ اور میرے مالک کو مجھہ سے خوشنود و خورم رکھے۔ ناظرین بھی دعا فرمادین۔ بفضل ایزد ذوالجلال وجیبہ۔ آقا نامدار ظل سبحانی بندگانعالی مسند حکومت پر دیرگاہ باحشمت و اقبال دایم و قایم رہین ٭ این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد ٭

کشن پرشاد عفا عنہ

سوانح عمری یا لائف

ارم آرامگاہ جناب نواب سر میر لایق علیخان بہادر

سالار جنگ رابع منیر الدولہ مختار الملک عماد السلطنتہ

کے۔ سی۔ آئی۔ ای مستعفی

وزیر اعظم حیدر آباد دکن

انٹروڈکشن

یہ امر نہ صرف قدیم مصلحت ہی ہے بلکہ اشد ضروری اور لازمی ہے کہ فردوس منزل کے۔ حالات زندگی لکھنے سے پیشتر ایک مقدمہ لکھون جس سے اس نادر اور عزیز الوجود علم یعنی سوانح عمری یا لائف کی تعریف اور فلاسفی اور اسکے عدیم النظیر فائدے ناظرین پر مسمریزم کا سا عمل پھونک کر انکو دنگ کر دین۔ اگر ایسا نہ کرون تو خاص کر ہمارے ملک مین زمانہ کی ہوا کچھ ایسی چل رہی ہے۔ کہ ناظرین اسکو ایک ناول یا افسانہ یا ہسٹوری سمجھ کے پڑھ لینگے اور جو غرض اسکے لکھنے یا پڑھنے سے ہے وہ ہرگز حاصل نہ ہو گی۔ حالانکہ اس تالیف سے خاص الخاص مہر اسطلب یہ ہے کہ ناظرین کو اس سے الوالعزمی وغیرہ صفات اہلیت و انسانیت بھی حاصل ہون۔ اور یہ کہ ایک طور کی تنبیہ بھی میسر ہو۔ کیون کہ ناول افسانہ اور ہسٹوری اس علم کے مقابل

خواب پریشان کی سی وقعت رکھتا ہے جس کو محققین اضغاث احلام کہتے ہین۔

(۲) اس علم یعنے سوانح عمری کے چوٹ اور ٹکراگر ہے تو علم تاریخ ہی ہے یہہ بات بہی خوب یاد رہے کہ علم سوانح عمری اور علم تواریخ مین باہم فرق تو ہے جسکو مین آگے چل کر بیان بھی کرونگا مگر جزوی فرق ہی کچھہ بہت ایسا فرق نہین۔ سوانح عمری کے لکھنے مین اور پہر اوسکے پڑہنے مین عام اس سے کہ وہ زندہ آدمیون کے ہو جیساکہ مہذب ملکون مین دستور ہے یا اُنکی جو اس فانی دنیا سے رخصت ہو کر غیر فانی جہان مین بسے ہین میرا بہت کچھہ بیان ہے کیونکہ مین نے اس علم کی تعریف فلاسفی ماہیت اور حقیقت اور تنقیح مین سو صفحہ کے ایک یادداشت پہی لکہی ہے مگر افسوس ہے کہ اس رسالہ مین اُسکے درج کرنے سے روکا گیا ہون۔ اس نظر سے اس شریف علم کے نسبت اس رسالہ مین محض اسی قدر لکھنے کی اجازت پاتا ہون کہ جو ذیل مین عرض کرتا ہون۔ البتہ احتیاطاً یہہ بات بہی یاد دلاتا ہون کہ علم سوانح عمری کا تالیف کرنا ایک الگ امر ہے اور اوسکا پڑہنا دوسرا پوائنٹ ہے۔ مگر مین اس بحث مین علیحدہ علیحدہ بحث نہ کرونگا بلکہ دونون امرون کی اس رسالہ مین خاص کر جیسے اختصار کی تید اور اُسکا لحاظ ہے مشترک بحث کرونگا۔ بہرحال دونون امرون کا مدار بہی واحد ہی ہے۔

(۳) علم سوانح عمری یا لائف ہی وہ علم ہے کہ جسکے مطالعہ سے ناظرین اور شایقین اصل انسان ہو سکتے ہین۔ ورنہ وہ نرے اور خالص

آدمی ہی رہتے ہین - مین خالص آدمی اُسکو کہتا ہون کہ جسمین ہنوز انسانیت نے سرائت نہ کی ہو - اور یہہ ایک مسلّمات مین سے ماہیت ہے کہ آدمی اور انسان مین وُہی فرق ہے جو حیوان مطلق اور حیوان ناطق مین ہے - خیرالناس انسان کی سوانح عمری کا لکھنا یا پڑہنا تو ایک طرف رہا - اگر کسی اشرالناس آدمی کے لائف بھی لکھے یا پڑہے گئی ہے - تو وُہ بھی پاکیزہ مزاج انسان کی لئے عبرت اور تنبیہ کا باعث ہوی ہے - یہہ بات بھی درست اور صحیح بلکہ تسلیم کے قابل ہے - کہ اور شریر النفس اُسکے مطالعہ سے شرارت سیکھتے ہین مگر ایسا مؤلف جو سچے فلاسفرون نہ کہ جھوٹے فلاسفرون کے نقش قدم پر چلتا ہو اور یہہ کہ سگ دنیا لوگون سے ہمیشہ خلاف ہو قابل کی اور نومُراد دونون مین سے کسی کو بھی پوشیدہ رکھنا نہین چاہتا جب کسی خیرالناس کی سوانح عمری لکھتا ہے تو اُوسکے پڑہنے والون کو اوسکی پاکیزہ زندگی پاکیزہ چال ڈہال اور پاکیزہ روش سے ایک ایسی لیپن ٹرن حاصل ہوتی ہے کہ جسکے دلربا اور نورافزا روشنی مین وُہ چلتے ہین - اور پھر ہر جگھہ اور اُونچ نیچ اور نشیب و فراز کے موقع پر سنبھال سنبھال اور تول تول کر قدم رکھتے ہین - جس سے کہ کج روی اُنکے پاس تک پھٹکنے نہین پاتی - اخلاقی کتابون نے دُنیا پر لاریب بے انتہا احسان کئے ہین اُنکے مؤلفون کی شکرگزاری لازمی ہے جو آدمیون کے سچے دوست اور اُونکے پورے ہمدرد تھے - مگر وُہ زمانہ خیرباد کہہ چکا ہے - اب محض علمی دعوؤن سے کچھہ نہین بنتا اب

اگر میدان ہاتھ مین ہے تو عملی نتیجون کے - کیون کہ ایسا ہونا چاہیئے لاکلام ایک اچھا حکم ہے مگر ایسا کرکے دکھاؤ جو فلان خیر الناس نے کرکے دکھایا ہے پہلے حکم پر بدرجہا غالب ہے - یہہ وہ زمانہ ہے کہ حکم ہی نہین کیا جاتا بلکہ کچھہ کرکے ہی دکھایا جاتا ہے -

(۴) سوانح عمری کے علم کا عالم یا ماہر نہ وہ جو اوسکو ایک افسانہ اور معمولی ناول سمجھہ کے پڑہتا ہے اوس سے فراست کا مادہ اور جوہر اوس قدر حاصل کرتا ہے - کہ اوسکے اوس تفرس کا نام اکثر خوش اعتقاد کہو یا سریع الاعتقاد لوگ پیش گوئی رکھہ دیتے ہین - حالانکہ وہ تفرس ہی ہوتا ہے پیش گوئی اور نہ پیش خبری - بڑے بڑے معزز اور گردن کش ایم - اے - اور پی ایچ ڈی - ہی بتائین کہ اس علم سوانح عمری کے بغیر اس ضروری مسئلہ پر عبور ہوسکتا ہے - کہ دنیا بھر کے قومون کی ترقی اور تنزل کے اسباب کیا ہے اور کیسے اقبا لمند قومین ادبار کے گڑہے مین سر کے بل گر پڑے اور پھر وہ قومین جو ادبار کے گڑہے مین سر کے بل گرے ہوئے تھے کیونکر معراج یا یون سہی کہ اوج اور عروج پر پہنچ گئین - ایک دستور کی بات ہے کہ بیٹا باپ کے نام سے نام پاتا ہے - مگر سوانح عمری کے علم کا فاضل کہتا ہے کہ یہہ کوئی عجیب واقعہ اور طرفہ ماجرا نہین بلکہ دنیا کے پردہ پر صحیح نظیرین موجود ہین - کہ باپ نے بیٹون کے نام سے نام پایا - جیسے کہ شیخ مبارک بزرگ مقدس نے اپنے بیٹون ابوالفیض فیضی فیاضی - ابوالفضل - ابوالبرکات ابوالخیر

ابو المکارم ۔ ابو تراب ۔ ابو حامد ۔ ابو راشد سے شہرت پائی ۔ پہلے دو تو اس رتبہ کو پہنچے کہ چغتہ خاندان کے آفتاب محمد جلال الدین اکبر شاہنشاہ مملکت ہندوستان کے وزیر اعظم اور دستور اعظم ہوئے جب ممدوح الاوصاف اہل عرفان نے ہمارے موتیون والے اکبر ہی کے دولہ اور رامنگ سے اس تاجدار سے ملاقات کی ۔ تو فلاسفر اگر وتیوی فلاسفر نہین بلکہ سچے فلاسفر نے بیٹون ہی کے استفسار پر حکم لگا دیا ۔ کہ ظل اللہ کا مزاج اقدس نیچرلی ایسا واقع ہوا ہے اور اس سے ایسے کام ظہور مین آئین گے اور ویسے کام ظہور مین آئین گے وغیرہ ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا ہے کیا جیسا کہ اوس واجب التکریم و تعظیم اور وحید الدہر بزرگ نے فرمایا تہا ۔ اب یہہ سوال خود بہ خود لازمی ہو گیا ہے ۔ کیا اوس واجب الآداب فرید عصر نے واہیات علم نجوم اور محض جہوٹے علم رمل اور نرے وہمی اور خیالی علم جفر سے اکبر کریم الشیم منبع رحم کی مزاج اقدس کو پہچان لیا تھا ؟

نہین نہین صرف علم سوانح عمری کے بدولت اور اوسکے زور سے پہچانا تہا ۔ سچ بات تو یہہ ہے کہ یہہ (سوانح عمری) پیشگوی ہی ہے ۔

(۵) **فزی آکنومی** یا فزالوجی جس کو اپنے زمانے کے ترقی کے عہد مین عرب کے نامدار فاضل **علم قیافہ** کہتے تہے اور آرین محققین اسی علم کا نام اپنے اقبال کے دنون مین سائکولوجی رکہتے تہے ۔ ایک بہت ہی دلپذیر عجیب و غریب اور دلربا علم ہے ۔ اگرچہ صوبہ پنجاب کے لیٹ فنانشل کمشنر جان

جنت آرامگاہ جنرل ایڈورڈ ٹھامس صاحب سے تحقیقی رائے کے مطابق اہل یورپ اور عرب کے محققون اور آرین مدققون کے تصانیف مین یہہ فرق ہے کہ پہلے گروہ والی چین کو متاخرین مدققی اور بال کے کھال نکالنے والے اور ہر بات کے تہ کو خواہ وہ کیسی ہی باریک و دقیق اور لاحل کیون نہو پہنچنے والا کہا جاتا ہے اور کہنا ہی پڑتا ہے اس علم کا موضوع لہٗ صرف آدمی کے چہرہ کو گردانتے ہین - اور دوسرے تیسرے فرقے والے انسان کے تمام جسم کو اسکا موضوع لہٗ ٹھہراتے تھے - خیر خواہ کچھ ہی ہو مین یہان نہ اسکی بحث ہی کرنا چاہتا ہون اور نہ اس موقع پر اسپر جمنٹ ہی لکھتا ہون اگرچہ ایک اور مقام پر لکھون گا اور ایک موقع پر لکھ بھی چکا ہون - اس وقت فلسفہ مصر کے عزیز یا ناظرین جو کہون سو سچ ہے (ہیملٹن) جنت آرامگاہ کے ہمعصر ہو کر صرف یہہ کہتا ہون - کہ وہ ایک بڑا ہی نادر اور حیرت کے عالم مین ڈالنے والا علم ہے - اسکا حاصل کرنا یون تو کچھ بات نہین لیکن پنجاب کے بااقبال اور باخبر اور فلاسفر دماغ امیر ابن امیر ابن امیر جناب سردار دیال سنگھ صاحب بہادر مجیتیہ دام حشمتہم کے قول معقول کے بموجب اس علم مین پرفیکشن برسون کے پریکٹس پر منحصر ہے - غرض کہ سوانح عمری کا علم ایک ایسا علم ہے کہ جو ٹھیک ٹھیک فزاگنومی یا فزالوجی یا قیافہ یا سامدریک سے ملتا جلتا ہے - جیسا فزاگنومی کے علم کا موضوع لہٗ آدم زاد کا چہرہ ہے ویسا ہی علم سوانح عمری کا موضوع لہٗ کیا ہے دنیا بھر کے دو مرد

یا شخصون کی ترقی اقبال اور زین اُنکے تنزل اور ادبار کی حقیقے
اور واقعی اسباب کا پہچاننا - اس شریف اور اعلیٰ درجہ اور
دقیق علم کا ڈاکٹر یا حکیم ایک قوم یا شخص کے افعال و کردار خصوصاً اُسکی
سوانح عمری علی الخصوص اُسکے لائف اُسکے چوچال ڈھال اور رنگ ڈھنگ
ظاہر ہو معلوم کرکے قطعی حکم لگا دیتا ہے اور لگا سکتا ہے بلکہ لاکھون تجربون
سے ثابت ہوا کہ لگا دیا ہے - کہ یہہ قوم یا شخص اقبالمندی کے آثار رکھتا ہے
یا ادبار کے - اور ساتھہ ہی یہہ بھی کہ اگر وہ قوم یا شخص اقبالمند ہے تو اُس
سے گرا چاہتا ہے یا اوسکو قائم رکھنے والا ہے - اور اگر ادبار زدہ ہے تو
اقبال کے آسمان سا اونچی منزل پر پہنچ سکتا ہے کہ نہین - اور اگر پہونچ سکتا
ہے تو کیسی - جناب باری تعالیٰ جل جلالہٗ و عم نوالہٗ کی حمد و ستائش ہو کہ جس
نے فانی انسان کو ایسا دماغ اور عقل دی کہ وہ ایک سچا علم ایجاد کرتا ہے
اور پھر اوسکے ذریعہ سے گویا غیب کے باتین بیان کر دیتا ہے جو ٹھیک ٹھیک ویسی ہی
ہوتے ہین -

(۶) زیرک اور فہیم آدمیون نے (جسمین ناظرین کا فرمانبردار مولف بھی ایک شامل
ہے) اسی علم یعنے سوانح عمری سے ایسی آنکھین پائی ہین - کہ ہمایون ہمارے
موتیون والے شہنشاہ اکبر ظل اللہ کے والد کے تکلیفات کو بڑہیون
کی سی کہانیون یا اپنی زبان کے اوتا لناظمین یون کہون کہ افسانون اور فرنگی
عاقل لوگونکے لینگویج مین یون کہا جائے کہ ناولون کی سی وقعت نہین دیتی

اور یا اگر بادلون کو نیند نہ آتی ہو تو اُنکے سُلانے کے لیئے اونکا منتر نہین پہونکتے۔ نہین نہین ہم لوگ اُن تکلیفات سے جب کہ وُہ اولی العزم شہنشاہ ہندوستان نیز کے میوٹنی کے فلینگ کا مقابلہ نہ کرسکا (جیساکہ ہماری برٹش گورنمنٹ نے اسی ہندوستان مین ۱۸۵۷ء ایک ہزار آٹھہ سو ستاون عیسوی مین مقابلہ کیا اور اپنے اقبال خداداد کے تصدق سے اسی فلینگ کو اپنی تیز تلوار کی دھار اور آب سے بالکل فرو کردیا) اور ہندوستان سے بھاگ گیا۔ اور پھر اُسکے نمایان کامیابی سے جو ۱۸۱۵ء پندرہ سو چودہ عیسوی سے ۱۸۵۷ء اٹھارہ سو ستاون عیسوی تک جو تین سو تینتالیس برس کی مُدت ہوتی ہی رہی تکلیفات کا عادی ہونا اور کامیابی کے لیئے مُستعد رہنے کا بہت ہی نادر اور اکسیر صفت اور دونون جہان مین مُفید سبق سیکھتے ہین۔ اسکے علاوہ فرانس کے مشہور و معروف سفرور گردن کش مگر دانا شہنشاہ فرسٹ نیپولین بونا پارٹ کی ترقی اقبال جو سولجر کے عہدہ سے شہنشاہی کو پہنچا۔ اور پھر اُسکی مصیبت جو ہمارے شہنشاہ انگریزی قوم کے ہاتھہ سے ۱۸۱۵ء اٹھارہ سو پندرہ عیسوی مین گرفتار ہوکر قید فرنگ مین رہا اور سات سال تک قید رہکر۔ ۱۸۲۱ء اٹھارہ سو اکیس عیسوی مین قید کی حالت مین مرگیا۔ خالقین علم سوانح عمری کو ذی حوصلہ ہونے کا سبق سکھاکر مصیبتون مین برداشت اور تحمل کی تعلیم بھی دیتا ہے۔ پھر ارم نشین اور شیخ مبارک (فیضی اور ابوالفضل وغیرہم خلف الصدقون کے والد) کی مصیبتین باوجودیکہ علم مین

سمندر اور صفات مین فرشتہ تہا ایک بار تو پتہر دل سے پتہر دل آدمی کو بہی حیرت
مین ڈال دیتے ہین اور پہر اکبر اپنے رحم کے عہد معدلت مہد مین اُسکے رسائے
کی آزادی (لبرٹی آف اُپنین) جس پر وہ علامہ العصر شیفتہ اور فریفتہ تہا اور
فرزندون کے اعلیٰ سے بہی اعلیٰ رتبہ کے اقبالمندی حوصلہ بخشتی ہے۔
حضرت موسیٰ کے پیدا ہونے کے وقت ہی مصر کے بادشاہ فرعون نام کے در پے
پوشیدہ کیا جانا پہر فرعون ہی کے بیٹی کا بیٹا کہلا کر مصر کے بادشاہی محلون مین
پرورش پانا اور اُسکے بعد فرعون کے دختر نیک اختر کے شاہزادے کہلانیکی نسبت
اپنے قوم کے مصیبتون مین ساتھ دینے کو ترجیح دینا جوان دنون
مصر مین قید تھی۔ اور پہر شعیب نام ایک مشہور بزرگ کے یہانتک
اہل اسلام حضرت شعیب کہتے ہین۔ بکریان چرانا اور آخر اپنے قوم بنی اسرائیل کو
فرعون کے بندی خانہ سے چہڑانا علم سوانح عمری کے پڑہنے والے کو خدائے
قادر مطلق کی حیرت بخش قدرت اور عظمت کا سمجہہ دار اور زیرک انسان کا تو کیا
ذرا اسکے پاک ہستی کے منکر کو بہی قایل کر دیتا ہے۔ اورنگ زیب کے متعصب بلکہ ایک
لامزاج کا ہندوستان کی بادشاہت کا حقدار نہونا تو بہی ایک شہنشاہ عالیجاہ
ہو جانا۔ اوبا وجود اہل شرع اور نمازی ہونے کے اپنے محسن والد شاہجہان کو
آگرہ کے قلعہ مین قید رکہنا۔ اور اپنے بڑے بہائی یورپ کے اہل عرفان اور
صوفی الطبع پر دلالہ وشیدا داراشکوہ اور اپنے اور بہائیون کو بے رحمی سے
مروا ڈالنا اور سرمد جیسے تارک الدنیا نہ کہ متروک الدنیا کو قتل کروا ڈالنا اُسکے سلطنت

ادبار اور تباہی کے **علامتون** کو انکے ان کامون سے معلوم کرلینا سوانح عمری ہی کے علم کے شایق کا خاص الخاص کام ہے۔ ناول اور افسانون کے شایق کو معلوم نہین ہوسکتا۔ اجو دیہا پوری کے سورج بنسی راجہ سرت کے سعید خلف الصدق **سری رام چندر جی** کا باپ کی فرمان برداری سے بارہ برس تک بن باس کا قبول کرنا اور اودسی وکہن سے جسکے دارالسلطنت حیدرآباد فرخندہ بنیاد سے یہہ رسالہ شایع ہوتا ہے طرح طرح کے مصیبتون کا مقابلہ کرنا مگر ائف نکرنا۔ صرف سوانح عمری کے نادر علم ہی کے شائق ہی کو معلوم کراسکتا ہے۔ کہ جسمین اصل خدا پرستی کی بنیاد اور پوری **اقبالمندی** کی علامتین ہوتی ہین۔ وہی صرف وہی باپ کی فرمان برداری کرتا ہے۔ ایسا ہی اقبالمند اس امر کو اپنا پرنسپل گردان لیتا ہے کہ۔ نوکر چاکر ہو تو بدل لون باپ بڑا ہو یا بھلا اسکو کیسے بدلون۔ اور یہہ کہ اگر اسکی فرمانبرداری نہ کرون تو وہ والد اور مین بیٹا کیونکر ہوا نافرمان شخص والد کو اپنا بیٹا اور نوکر سمجھتا ہے اور آپ کو اسکا باپ اور آقا اور یہہ آثار اسکے **ادبار** بلکہ جہنمی ہونے کے ہین۔

(۷) اب مین اس انٹروڈکشن کو ختم کیا چاہتا ہون۔ کیون کہ اس مختصر رسالہ کے لیئے سوانح عمری کے علم کے فلاسفی اور اوسکے فایدے کافی ہین۔ مگر پہر بھی ناظرین سے دو ایک اور بھی ضروری امرون کی جو اسی علم کے متعلق ہین گذارش کی اجازت چاہتا ہون۔

(۸) مصیبت ہر فرد بشر کے لیئے جب تک کہ وہ جسم کے قید مین ہے

کیلسی ہے۔ اور جب وہ روح مین آزادی حاصل کریگا تو پھر اس کہنے سے بھی آزاد ہو گا۔ ایک بڑا ہی تجربہ کار شخص جس نے اپنے کو ایک ادنی درجہ بلکہ اگر اور بھی سچ کہون تو اسفل السافلین کے سے رتبہ سے اعلی درجہ کے بلکہ قاب قوسین اُو ادنی کی سی عالی پایگاہی مین اپنے ہی دست و بازو اور تدبر اور اوسپر بے ذریعون کے ذریعہ خدا کی مہربانی سے پہونچایا۔ کہتا ہے جس کو مین بادنی ایزادی یاد دلاتا ہون کہ انسان کی عمر خواہ کوئی کیون نہو ہمیشہ خوشی اور خرمی سے نہین گذرتی۔ اور پھر کس زور سے کہتا ہے کہ یہی عالم تو ایک ہے کہ انسان کو گویا خوش نصیب کہنا چاہیئے کیون کہ اگر ایسا ہو تو وہ آرام اور غفلت مین بسر کرکے جفاکش اور دوربینی کا مادہ ہی اپنے مین سے بشرطیکہ دنیا کی پیدا کرنیوالے نے اُسے دیا ہو کھو بیٹھے گا۔

(۹) مجھکو خود تقریباً پچاس برس سے تجربہ ہے اور یہہ کہ صحیح تجربہ ہے صرف ایک خیال ہی نہین جس کو اکثر مجرب احمق اپنے زبان پر رکھتے ہین اور ہر موقع اور بے موقع اُسکو فلسفی ریزن کے جگہہ استعمال مین لاتے ہین۔ کہ بعض آدمیون کے طبیعتین قدرت اور نیچر ہی سے ایسے واقع ہوئی ہین۔ کہ مصیبت اُنکے حق مین اصل معلم اور سچا استاد بلکہ ایک دردمند اقابق ہے۔ ایک پرانے زمانے کا بڑا پرافٹ جو اپنے وقت کا بہت بڑا بادشاہ تہا کہتا ہے کہ بھلا ہوا کہ میں نے دکھ اُٹھایا کہ مین تیرے حکمون کو سیکھون یہہ اُس نے اپنے سچے خدا کو جس کو وہ اپنا حقیقی معبود سمجھتا تہا مخاطب کرکے کہا ہے

اور بہت ہی سچ کہا ہے - مین نے اپنے واجب الادب معلم کے قول کو یون ہی اندھا دھند اپنی آنکھین بند کرکے قبول نہین کیا بلکہ ہر طرح سے کسوٹی پر پرکھ کر اور ترازو مین تول کر اور دوربین عینک سے دیکھ کر اور رہبہ کہ تا سلاک کر ہی قبول کیا ہے کوئی مجھکو اس وجہ سے کچھ نہ کہے کہ مین اسکو جو ایک طرف تھا ہے کیون پرکھا اور کیون تولا اور کیون دیکھا اور کیون تا سلاک لیا یون ہی اندھون کی طرح سے کیون نہ مان لیا - مگر رسالہ کے ناظرین صاحبان !!! مین مجبور ہون میری کچھ اختیار مین نہین کیونکہ میری طبیعت ہی ایسی واقع ہوئی ہے کہ جو امور تجربہ کرنے کے قابل ہوتے ہین مین انکا بار بار تجربہ کر ہی لیا کرتا ہون - اور یون اگر آسمان سے فرشتہ ہی مجھے کہے تو نہین مانا کرتا کیون کہ میرے وہ دن گئے کہ اس سے جو لن م ماہیتون پر یون ہی علم الیقین یعنے ہسٹاریکل فیتہ رکھون اور عین الیقین یعنے ٹرسٹنگ فیتہ کے مرتبہ پر ترقی نکرون - اے کاش اس سے رسالہ کے ناظرین اسی علم سوانح عمری کے متعلق امور مین ہی پسندیدہ شیوہ اور شائستہ روش قبول فرماین یون ہی الکل بچو کسی ماہیت کی ذمہ دار نہ ہو جائین -

(۱۰) میرا بار بار کا دعوے کہ صحیح بالکل صحیح تجربہ ہے یہہ ماہیت ہی بتاتا ہے - کہ البتہ بعضی آدمیون کے مزاج ایسے بھی واقع ہوئے ہین کہ ان کو مصیبت کی کچھ ضرورت ہی نہین - مگر ساتھہ ہی یہہ بات بھی ہے کہ ایسے فرشتہ طینت یا ہوا بہالے لوگ کم بہت ہی کم بلکہ نادر الوجود ہوا

کرتے ہین - ایسی ہی پاکیزہ دل رکھنے والون کو بزرگ یا ولی اللہ کہا گیا اور کہا جاتا ہے اور آئندہ بھی کہا جائیگا - اور بعض انسانون کی گویا خیر ہی ایسی ہے کہ مصیبت اور دکھ انکا اصل مسلم اور سچا استاد یا درد مند اتالیق ہنین ہوا کرتا - ہان یہہ امر سخت بحث طلب ہے کہ ایسے آدمیون کے کانشنس اور قوت تمیز اور خصوصاً انکے دی سپشن آف کیرکٹر مین ضرور فتور ہوتا ہے کہ نہین - برسون بلکہ اگر اور سچ کہون تو صدیون کے پہان بین اور تحقیق اور نیز تدقیق سے یہہ امر مسلم الثبوت ہوا ہے کہ ایسون کا حال یہہ ہے کہ انکے کانشنس قوت تمیز اور علی الخصوص انکی دی سپشن آف کیرکٹر یا تو سن اویا بالکل ہی مردہ ہوتی ہے - ایسے بڑے بڑے واقعات شاہد موکد اور عادل ہین اور ہر ایک قوم مین اسکے گواہ پائے جاتے ہین - یہود یون مین فرعون کا واقعہ ایک ایسا واقعہ ہے کہ بہت ہی مشہور اور غیر قومون مین زبان زد خاص و عام ہے - پھر عیسائیون مین یہودا اسکریوطی کا معاملہ ایک ایسا معاملہ ہے کہ گویا ہیرے کی نوک سے عقیق پر تحریر کے مانند ہے - علاوہ اسکے آریہ لوگون مین راون اور کنس کا واقعہ ایک ایسا واقعہ ہے کہ ہزارون برسون سے عام و خاص کے زبان پر ہونے کے علاوہ اعلیٰ درجہ کے سچے تاریخون مین بھی درج ہے - اور ایسے تاریخین کہ جنکو صحیح اصولون کے مطابق تاریخی وقعت دی گئی ہے - اور دیکھتے ہین اہل اسلام مین ابوجہل اور ابی لہب کا ایسا ماجرا ہے کہ ہرگز ہرگز

پوشیدہ رکھنے سے بھی پوشیدہ نہین رہ سکتا - غرض کہ اس رسالہ کے ناظرین کو متذکرۂ بالا شخصون کے لائف پر جیسا کہ چاہیئے عبور ہو تو انکو بہت اچھی طرح سے ثابت ہو جائے - کہ درحقیقت نہ اونکے کانشنس مین کچھ دم تھا - اور نہ اونکے قوت تمیز مین کچھ جان تھی اور یہہ کہ انکی دی سشن آف کیرکٹر مین بھی کچھ حس نہ تھی - مجھکو اس وقت خصوصاً اس محدود صفحون اور محدود موقع پر انکی سوانح عمریون بیان کرنے کی نہ تو فرصت ہی ہے اور نہ اجازت - مگر انکے لائف اور انکے کیرکٹر آفتاب کی روشنی سے بھی زیادہ تر ظاہر ہے - اگر کوئی شخص انکی حیرت انگیز حالات اور واقعات سے ناواقف ہے تو نہ اوسکو علم تاریخ ہی سے مسئلہ فائدہ پہنچے گا اور نہ علم سوانح عمری سے ہی کچھ حاصل ہوگا - وہ بڑے عبرت دہ واقعات ہی

(۱۱) مین جب لائف آف نیچر مین غور اور تامل کرتا ہون تو صریحاً اور بدیہتاً دیکھتا ہون - کہ لوہا جو ایک مشہور ترین دھات ہے بہت ہی تیز آگ سے پگھلتا ہے اور چاندی جو وہ بھی ایک مشہور دھات ہے لوہے کے نسبت ذرا کم آگ مین پگھلتی ہے - اور کندن یعنے طلا جو ایک سب سے مشہور دھات ہے اور بڑی قیمتی ہے ایک ذرا سی آگ دکھانے سے موم کے مانند نرم ہو جاتا ہے - مگر پتھر کو (جس کو دکھن ولیس مین گنڈو کہتے ہین) کیسی ہی تیز آگ بلکہ جلتی ہوئی آگ مین ڈالو - ہرگز ہرگز نہین پگھلتا اور مطلق نہین پگھلتا موم ہونا تو کمکن اور رہا ہوتی بات ہے - پس آدمیون کے گروہ مین سے بعض آدمی لوہے کی سی

طبیعت رکھتے ہین - اور بعضون کا مزاج چاندی کا سا ہے - اور بعض کندن کی سی اصلیت رکھتے ہین اور بعض کمبخت پتھر ہین - ناظرین کو ذرا اب دل کے آنکھین کھول کر اور ذرا گہری نظر کرنی چاہیئے - کیونکہ بڑا نازک موقع ہے - اور وہ یون ہے - کہ دنیا کے پردہ پر پرافٹ لوگون کا ایک گروہ ہے - اور فلاسفرون کا ایک مجمع ہے - پھر راجاؤن مہاراجون بادشاہون شہنشاہون کا ایک سلسلہ ہے - ان تینون مقدس مہذب اور معزز گروہون مین سے چند کا نام پیش کرتا ہون جو مصیبتون سے نہین بچ سکے جیسے کہ حضرت نوح ابراہیم یعقوب یوسف دانیال موسیٰ اور خداوند مسیح - پھر عرب کے نبی سری کرشن جی - سری رام چندر جی وغیرہ - لقمان سقراط فیثاغورس جارڈینو برونو وغیرہ حضرت داؤد سکندر ہمایون عالمگیر بونا پارٹ ظفر - واجد علیشاہ وغیرہ - مین اس وقت اس امر کی بیان کی مصلحت نہین سمجھتا کہ ان تینون مقدس مہذب اور معزز گروہون مین کس گروہ یا کس شخص کو لوہے چاندی طلا اور پتھر سے تشبیہ دون - کیون کہ میرا یہہ بیان ایک معمہ یعنی مبہم ہو جائیگا جو مجھے بیان اسوقت منظور نہین - تیسرے مین اس بات کے بیان سے اپنے دل کے ولولے اور امنگ اور فیلنگ کو روک نہین سکتا کہ ان تینون گروہون مین ایسے شخص تھے جو تذکرہ بالا دھاتون اور گنڈو (یعنے پتھر) سے تشبیہ تمام رکھتے تھے - چنانچہ جو شخص علم تاریخ اور نیز علم سوانح عمری سے ماہر ہوگا اُسپر جیسا کہ چاہیئے مسلم الثبوت ہو چکا ہوگا

کہ اصل معاملہ جیسا کہ مینے چیلنج ہی کیا ہے حقاً اور تحقیقاً یون ہی ہے
اب مین بہر ٹوے زور سے اصلی سبجکٹ پر آتا ہون کہ میرے پیری گراف
چہارم - ششم - دہم - اور یازدہم کے عبرت بخش بحثون کا اوسی
سبجکٹ سے جس سے میرے اس تحریر کا عنوان معنون ہے یہہ تعلق ہے - کہ
جب تک ایک آدمی سوانح عمری کے علم کا ماسٹر نہین ہوتا - وہ نہ تو اس
جہان ہی مین چین اور ارام کے ساتھہ اپنی زندگی گذران سکتا ہے - اور نہ
آیندہ لے جہان مین جو فانی نہین بلکہ غیر فانی ہے اور جس کا یہہ جہان
ایک نمونہ ہے تسلی اور اطمینان کے ساتھہ رہ سکتا ہے غرض کہ انسان دنیا
مین رہ سہ کر آدمیون کے مختلف خاصیتون سے واقف نہین ہونا چاہتا
تو اسکو نہ آدمی کہلانا چاہیئے اور نہ انسان بلکہ کچھہ اور کہلانا چاہیئے جو اوسکو
موزون اور انسب ہو - پھر اسکے لیئے کیا یہہ دنیا اور کیا وہ دنیا ایک ہی
سی ہے - کیون کہ ایک عارف باللہ نے جو سچا فلاسفر بھی تھا سچ کہا ہے
کہ کیا راحت دلی اور تسلی قلبی اور کیا دلی عذاب اور قلبی تکلیف عارف
اور اہل علم کے لئے ہی ہے - اجہل اور بے علم کو نہ راحت اور تسلی
سے کچھہ سروکار اور نہ عذاب اور تکلیف سے کچھہ کام - وہ بالکل پتھر
کے مانند ہے جو نہ تو آگ مین جلے اور نہ پانی مین سڑے - یہہ جو کچھہ دنیا مین
زمین اور آسمان آفتاب اور مہتاب جہنم اور بہشت ہے اہل عرفان اور
ذی علم کے لئے ہی ہے اجہل اور بے علم کے لیئے کچھہ بھی نہین -

(۱۲) اے اس رسالہ کے ناظرین! آپ گھبرا نہ جائین اب مین انٹرڈکشن کے ملاحظہ کے لیئے آپکا قیمتی وقت اور نہ لونگا۔ صرف دو تین باتین ہی اسکے خاتمہ مین اور عرض کرکے اس مقدمہ کو تمام کرتا ہون اور پھر اصل مطلب یعنے فردوس منزل ممدوح الاوصاف کے لائف شروع کرتا ہون مجھے یقین ہے کہ اس مقدمہ کے ساتھ آپ اسکو ایک سٹوری نہ سمجھینگے

(۱۳) الحاصل جن لوگون کا تذکرہ یعنے پیرے گراف یازدھم مین کیا ہے ان سب کے عجیب وغریب اور حیرت انگیز سوانح عمری پڑھنے سے ایک تعجب خیز اور حیرت بخش اثر دلمین پیدا ہوتا ہے۔ اور انکے لائف مین اس درجہ تک اٹریکشن ہے کہ ناظرین اور شایقین کو ایک ایسی بینا انکھین ملتی ہین کہ وہ اس نیلی چھت کے پردہ مین جو کچھ ہے دیکھ لیتے ہین اور پھر چودہ طبق کی بھی خبر رکھتے ہین۔ ہان مین اس بات کو بھی عرض کئے بغیر نہین رہ سکتا کہ انکے لائف کے اٹریکشن کا عمل انہین پر ہوگا جو صحیح اور سالم کانشنس رکھتے ہین پس ایسون کے حق مین یہہ علم اکسیر سے بھی بڑھکر کام کرتا ہے۔ خاص کر یہہ علم یعنے سوانح عمری کا علم اپنے شایقین کو بتاتا ہے۔ کہ جن لوگون نے اپنی غیر فانی اور ابدی روح کو اس جہان مین جو ابدی اور غیر فانی جہان کا عکس ہے عرفان تقدیس اور نیکی کے خاص الخاص درجون اور خزانون کو طے کرلیا ہے۔ ایسا کہ یہہ افعال انکے عادت ثانی اور سکنڈ نیچر ہوگئے ہین تو ان لوگون کے روحین جو اصل انسان

یہی ہین آنیوالے جہان مین گویا پرنس اور ڈیوک ہونگے - اور جنہون نے
ایسا نہین کیا وہ اس جہان مین گویا پرنس اور ڈیوک کیون نہون گر دہاتی
پہنچ کر قلیون اور گداگرون کی اداس اور نا امید گھبراہٹ اور بے
چینی مین ہونگی - اور یہہ بات یاد رہنے کہ بہت سی کارگر اور اطمینان دینی
والے دلیلون اور برہانون سے یہہ امر ثابت ہو کر تسلیم کیا گیا ہے کہ انسان
کی روح فانی نہین بلکہ ابدی اور غیر فانی ہے اگر اس رسالہ کے ناظرین مین
سے کوئی اس مابیت اور حقیقت کا منکر ہو یا یون سمجھی کہ اسکے سمجھ مین
نہ آتا ہو - تو مین اُن وجہون اور دلیلون کو انکے سامنے پیش کر کے انکے
اقرار اور تسلی کا ذمہ وار ہون کیونکہ اگر انسان کی روح ہی چند روزہ
اور فانی ہوئی تو پھر نہ عقاب اور عذاب کچھہ چیز ہے اور نہ ثواب اور
نیکی - اور یہ کہ بہشت ہی پھر کچھہ چیز نہین ٹھہرتا ہے اور نہ جہنم - بلکہ جناب
باری تعالیٰ عز اسمہ جو اپنے ذات اقدس اور اعلیٰ مین قادر مطلق ہے اور نور کا
بانی مبانی ہے اور آپ اسمین رہتا ہے اور جو ازلی اور ابدی ہے اور
جس نے انسانون کی روحون کو پیدا کر کے انمین ابدیت اور عدم فنا پذیری
کے خاصیت خاص رکھی ہے اور اگرچہ اسکے علم ازلی مین انسانون کے
روحین تھین مگر وجود فی الخارج کے عرصہ مین نہ تھین (پناہ بخدا)
ہی کوئی نہین - حالانکہ یہہ بات ہرگز ہرگز نہ ہونے چاہیے کہ ہر ایک چیز
کا پیدا کرنے والا کوئی نہ کوئی ضرور ہی ہوتا ہے پس جسنے آسمان اور زمین

آفتاب اور مہتاب اور چیزون کو پیدا کیا ہی اس کا مبارک نام اللہ یا خدا ہی جسپر اسکے سچے عارف تصدق ہوتے ہین اور یہہ کہ ہر ایک انسان اپنی غیر فانی روح کے اعتبار سے اسکا مظہر خاص اور گویا آئینہ ہی۔

(۱۴) اس عہد مین بھی جو عین روشنی کا زمانہ کہلاتا ہی اور لاریب ایسا ہی ہو بھی اس ہیئت سے انکار نہین کیا گیا۔ اور نہ بڑے بڑے فلاسفر اور عارف کامل انکار کر سکتے ہین۔ کہ یہہ جہان جسمین ہم اب آباد ہین آنیوالے جہان کا نمونہ اور عکس بلکہ فوٹو ہے۔ ایک کامل صاحب عرفان اور ایقان کا قول ہی کہ جن لوگون نے اسی دنیا مین اپنے سچے معبود کو جان کر اسکی پرستش کی ہی۔ جس سے کہ رضا اور تسلیم کا عالی رتبہ حاصل کر لیا ہے وہ اس دنیا مین فردوس آرامگاہ ہونے کے لیئے قابل اور مستعد ہو گئے ہین اور جنہون نے اسی جہان مین اسباب اور موقع کے میسر آنے پر بھی دنیا کی مبدع برحق کو نہین پہچانا اور اپنی زندگی کا مناسب حصہ اسکی حمد و ستایش مین صرف کر کے اسکی رضا مندی کا عالی درجہ نہین پایا۔ اگر وہ جنت نصیب ہو بھی گئی تو بھی جس کو کاملین دلی راحت اور قلبی تسلی کہتے ہین نہ پا سکین گے۔ جس شخص کو ذرا بھی عرفان اور ایقان سے لگاؤ اور انسی ہی وہ ہر روز اپنی آنکھون سے دیکھتا ہی۔ کہ انسان جس سوسائٹی اور صحبت کا ہوتا ہی اسی سوسائٹی اور صحبت کو پسند کرتا ہی۔ چور چورون کی جماعت پر دل دیتا ہی متوالا متوالون مین خوش رہتا ہی اہل عرفان اہل عرفان ہی کے محبتون مین روحانی فرحت حاصل کرتا ہے فلاسفر فلاسفرون کے گروہ سے تسلی پذیر ہوتا ہی۔ غرض کہ۔ جنسیت علت ضم کا مسئلہ جو یونانیون کا ایک پرانا اور قدیم مسئلہ ہی صداقت

ثابت ہو گیا ہو۔ چھ ہزار برس کے تجربوں نے یعنی جہان تک کہ تاریخ کے دفتر ملتے ہین وان تک اس مسئلہ کو بالکل صحیح ثابت کر دیا ہو۔

(۱۵) نظر بران فاضل اور فلاسفر پہل خوان اسی دنیا مین اسی جسم کے ساتھہ جسمین فانی کا غیر فانی کے ساتھہ گہرا تعلق ہو۔ تقدیس باطنی اور سچی شناخت اور دنیا کے مخترع برحق کی محویت کو اپنی عادات ثانی کر لیتے ہین جسکو سکینڈ نیچر بھی کہا جاتا ہو۔ جو امر انسان کے حق مین سب سے ضروری ہو وہ یہی ہو کہ صرف علم الیقین کے ہی مرتبہ مین نہ رہے بلکہ اُس سے ترقی کر کے عین الیقین کے اعلیٰ درجہ پر بھی آ جائے۔ کیونکہ کلام ایک چیز ہو اور عمل دوسری ماہیت ہو ظاہری دلیلین بھی بجا خود ایک چیز ہین مگر جب تک کہ محویت کا عالم حاصل نہ ہو اور نیز اسمین کاملیت نصیب نہو اُس باطنی انسان کے حق مین جو روح سے مراد ہو اور کوئی تدارک اور چارہ نہین۔

(۱۶) ناظرین آپ صاحبون کے گھبراہٹ اس بیان کو جو دل لبھانے والا ہو ہنوز ادھورا ہی چھوڑ کر اصل مگجٹ یعنی ممدوح الوصف جنت آرامگاہ کی سوانح عمری کی جانب توجہ دلاتی ہو

(۱۷) ہمارے فہیم ناظرین یہ جو سمجھ گئے ہونگے۔ کہ اصل مطلب یعنی مرحوم منفور کی سوانح عمری کے بیان سے پہلے بڑے شد و مد کے ساتھہ یہہ انٹروڈکشن اس بنا پر لکھنا پڑا۔ کہ لائف کو علم کے فائدون سے جیسا کہ چاہیئے واقفیت ہو جائے۔ اور یہہ کہ فردوس منزل کی لائف ہمی اور فسانون اور سٹوریون کے مانند پڑھے جائے۔ بلکہ عبرت کے نگاہ اور ادبار کے بچنے اور اقبال کے حاصل ہونیکی نظر سے پڑھی جائے۔

راقم
رجب علی

قومی تعلیم

آجکل لفظ تعلیم اور قومی تعلیم پر جا بجا عظیم مباحثہ ہو رہا ہے - مدرسۃ العلوم علیگڈھ کے متعلق جو مباحث ہو رہے ہین اونکی وجہ سے غیر معمولی جوش کا اظہار تعلیم کے متعلق بعض حلقون مین ہے - قومی تعلیم کے مفہوم کو بعضون نے بہت ہی دور جا پھینکا اور بعضون نے ایک مدرسہ کی کتابی تعلیم کو قومی تعلیم کا حاصل قرار دیا - قومی تعلیم اپنے اصل معنی مین اسقدر مبسوط ہے کہ اگر ہم بھرپور مجال بیان کرنے پر آمادہ ہون اور اوسکے مختلف کیفیت جو مختلف ملکون مین ہے اور زمانہ گزشتہ مین تھی لکھین تو تمام رسالہ کیا ایسی کئی جلدین کافی نہون - باوجود اس ناقابلیت کے ہم قومی تعلیم کا بیان مختصر اور ناکافی سلسلہ اور جا بجا کی پچھلی تعلیمی حالت [illegible] نذر ناظرین کرتے ہین اور اقرار کرتے ہین کہ عشر عشیر حصہ بھی نہین کر سکے -

اس بیان مین ہندوستانی تعلیم کا کوئی ذکر نہین ہے بلکہ صرف یورپ - انگلستان - اور ممالک متحدہ کے ان مدارس اور انتظام تعلیم کا مختصر بیان ہے جو پچھلے دنون اپنے اپنے مقام پر تھے - مسلمانون کے ملک اور انکی تعلیمی حالت ہمیشہ افسوسناک رہی اور اس زمانہ مین بھی یہ افسوسناک دھبہ نہین مٹا - ممالک اسلام کی قومی تعلیم گاہون مین مصر کا مدرسہ یا جامع ازہر بمقابلہ کسی اسلامی قومی تعلیم گاہ کے زیادہ شہرت یافتہ ہے - سلطنت ترکی کی تعلیم گاہون کی شرح اور جدید کیفیت ہمارے ناظرین

گزشتہ رسالہ مین مسرت کے ساتھ پڑہی ہوگی مسرت اسلئے نہین کہ بقیہ دیگر شائستہ ملک کے وہان علوم وفنون کی ترقی ہوئی بلکہ اسلئے کہ جہالت کی تاریکی مین شعاع علم پہونچی - عرب - ایران - بخارا وغیرہ کی قومی تعلیم کا بڑا حصہ غالبًا مذہبی اور اخلاقی تعلیم ہی - علوم جدیدہ کی طرف قومی رجحان نہین ہی - اسلامی ممالک کی مجموعی آبادی مین تعلیم یافتہ بالمقابلہ بہت کم ہین افسوس یہ ہی کہ یہی حالت مسلمانان ہند کی ہی جہان کی قومی تعلیم کے سلسلہ سے مسلمان فرقہ نے اپنے تئین عرصہ دراز تک علیحدہ رکھا -

ہندوستان کے مسلمانون کو اس زمانہ مین تعلیم جاری رکھنا اونکی قومی اور مذہبی حیثیت کے لحاظ سے آسان نہین ہی - غیر زبان کا سیکھنا اپنی مذہبی اور اخلاقی تعلیم کے ساتھ لازمی ہی - ایک کے کھونے سے دوسری بھی جاتی رہتی ہی - غالبًا یہ حالت ہندوستان مین کسیدوسرے فرقہ کی نہین ہی - گورنمنٹ جسکی ماتحتی مین مختلف اقوام آباد ہین کوئی ایسا طریقہ اختیار نہین کرتی جو سب کی ضرورتون کو کافی ہوا سلئے اونسنے اپنے مدارس سے ایک بڑا ضروری جز اوڑا دیا جو بہت کچھ مسلمانون کی علیحدگی کا باعث ہوا -

ہندوستان کے مختلف اقوام کی ضروریات اسقدر ایک دوسرے سے جدی ہین کہ اونکی مجموعی تعلیم کو قومی تعلیم صحیح معنی مین نہین کہہ سکتے - آنریبل سر سید احمد خان بہادر نجم الہند نے علی گڈہ مین مدرسۃ العلوم کی بنیاد اس غرض اور نیت سے ڈالی کہ اوس مین مسلمانون کی وہ تعلیم ہو

جس کو ایک محدود معنی مین مسلمانون کی قومی تعلیم کہہ سکین - چنانچہ خوشی کی بات ہو کہ وہ بہت کچھ اپنے اس ارادہ مین کامیاب ہوے - مگر اس وقت وہ کالج ایک کشمکش مین پڑا ہوا ہو - دیکھنا چاہیئے کہ قوم اس پندرہ سالہ نوجوان کالج کے لئے آیندہ کیا انتظام کرتی ہو (۱) آیا عمدہ حالت مین قومی امت بانی قایم رکھنے کے لئے باقی رہتا ہو - (۲) یا ذلت کے ساتھ اوسکا آیندہ قیام رہتا ہو - (۳) یا دنیا سے معدوم ہوجاتا ہو - تاوقتیکہ ہماری قوم الوالعزمی سے کام نہ لے اور نتیجہ کو اچھی طرح سوچ سمجھکر موجودہ گتھیون کو نہ سلجھائے پہلے طریقہ مین اس مدرسہ کی زندگی محال ہو - اگر دوسری حالت مین مدرسہ کا رہنا ہو تو ہماری خواہش ہو کہ وہ تیسری حالت مین آج ہی پہونچ جاے -

ہم مختلف ممالک کے قومی تعلیم کو بیان کرتے ہین امید ہو کہ ہمارے ملک کی تعلیمی حالت کا موازنہ اس سے ہوجائیگا اور مسلمانون کی تعلیم کی ایک ذہنی تصویر آنکھون کے سامنے جلوہ گر ہوجائیگی - مخصوص مدرسۃ العلوم علی گڑھ کی نسبت علیحدہ طور سے دوسری جگہ بحث کیگئی ہو -

ہندوستان کی موجودہ تعلیمی حالت اگر پورے طور سے قومی تعلیم کے معنی مین نہو تو ۱۸۸۱ء کی مردم شماری کی رو سے حسب ذیل ہو -

اسمین دیسی ریاستین شامل نہین ہین جہان بالمقابلہ زیادہ تاریکی چھائی ہوئی ہو مگر جسقدر برہما اوس زمانہ تک انگریزی مقبضہ مین تھا شریک ہو - اسمین مجموعی آبادی برٹش ہندوستان مع برہما کی قریب ۲۵ کروڑ کے ہو - اسمین سے پڑھے

کر دے سے کسیقدر زاید صاحب سواد ہین خواہ وہ ہنوز زیر تعلیم ہون یا نہون
انمین سے مسلمان لڑکون کی حالت حسب ذیل ہے۔

زیر تعلیم ——— ۴۷۳۶۱۱

قابل نوشتخواندہ جو زیر تعلیم نہین ہین ——— ۸۶۷۰۰۳

کل آبادی مرد مسلمانون کی ——— ۲۳۱۴۴۲۴۳

اور مسلمان لڑکیون کی تعلیمی حالت یہ ہے زیر تعلیم ——— ۲۳۶۳۴

اور قابل نوشت وخواندہ جو زیر تعلیم نہین ہین ——— ۳۲۴۹۵

اور مسلمان عورتون کی آبادی ——— ۲۱۹۸۲۷۹

غرض ——— ۴۵۱۲۷۰۳۳ ——— مسلمانونمین

۱۳۹۶۷۴۳ صاحب سواد ہین ———

قومی تعلیم

لفظ تعلیم سے عام طور پر وہ فعل مراد ہے جس سے انسان کی تمام قوتین اور قابلیتین بلتیز زور اور آزادی کے ساتھ کام مین لاسکین۔

قومی یا ملکی تعلیم وہ ہے کہ اس فعل تعلیم کا اطلاق کسی خاص ملک کے عام باشندون سے ہو تاکہ عوام الناس اپنے اپنے مقامون پر اس قسم کی دماغی قوت حاصل کرین جو مہذب زندگی بسر کرنے کے قابل ہو۔

قومی تعلیم کے بارے مین تین امر تحقیق طلب ہین۔ فرداً یا مجموعاً تعلیم سے کیا مراد ہے؟ کون اوسکا ذمہ دار ہے؟ اور کارروائی کس طرح ہونی چاہیئے؟ پہلے سوال کا جواب اصول تعلیم پر مبنی ہے اور ہمکو دیکھنا چاہیئے کہ ہر ایک شخص کو تعلیم یافتہ سمجھنے کے پہلے کس قسم کی تعلیم دینی چاہیئے۔ دوسرا اور تیسرا سوال عملی ہے۔ ایک مین مناسب ذرایع تعلیمی پر لحاظ رکھنا چاہیئے۔ اور دوسرے مین موزون طریقہ تعلیم قومی کا خیال رکھنا چاہیئے۔

اصول تعلیم

تعلیم کے معنی جو اوپر بیان ہوے وہ تعلیم کا صحیح خیال ذہن مین پیدا کرنے مین اور اوس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تعلیم کا کام یہ نہین ہے کہ علمی ذخیرہ انسانی دلون مین اسقدر نقود کر دیا جاے کہ اوس سے قابلیت اور قوت کے ساتھ کام لین اور دماغی فہم اور طاقت کو ان خارجی چیزون سے مدد ملے جنکا تعلق

ذہنی قوت سے ہی۔ انسانی خلقت اپنی ازلی بناوٹ سے اس طرح رکھی گئی کہ اوسکو بے انتہا دنیاوی تعلقات سے ہر دم سامنا رہتا ہی اور وہ اپنے حواس خمسہ سے مستفید ہوتا رہتا ہی۔ قلب کی قوت اس طرح بنائی گئی ہی اور اس دنیا کے تعلقات اور مناظر سے اس طرح مناسبت پیدا کی گئی ہی کہ جو اشیا خارجی طور سے اوسپر منکشف ہوتے ہین اوسی کے مناسب حال اندرونی قوتین فوراً حرکت مین آتی ہین اور اوس منظر کا فوراً ایک نقشہ دماغ مین گڑھتے ہین اور ذہنی تصویر قایم کر لیتے ہین اور اس طرح علم اور تجربہ کے سانچے مین ڈہل جاتے ہین اگرچہ دنیاوی خیالات کا مادہ پیش نظر نہین ہوتا مگر اوسکی شکل دلمین کھچ جاتی ہی۔ اور یہ قوت حیوانیہ کا نتیجہ ہی

فطرتی قوتین اور قلبی اور دماغی کششین جو اوسکو قبضہ مین لاتی اور ذہنی شکل مین متشکل کرتی ہین باہم مختلف طریقون مین رہتی ہین۔ انسان کے بچپن مین فطرتی قوتین غالب رہتی ہین۔ چارون طرف کے نظائر انسانی خیالات و قوت پر غالب آجاتے ہین کیونکہ قوائے عقلی جو فطرتی زور کے مقابلہ مین ہوتے ہین اور جنپر فطرت کا زیادہ اثر پڑتا ہی دفعتاً ترقی نہین کر سکتے اس لئے طبعی خواہشات پر انسانی قوتین ذرہ مشکل سے غالب آسکتی ہین اس لئے ذہنی قوتین جو پیچیدہ خیالات تہذیب کو درستگی کے ساتھ مرتب کرنیوالی ہوتی ہین اکثر بیکار گزر جاتی ہین اور پر اثر کسی قسم کا اثر نہین پیدا کرتین۔

بخلاف اسکے جب انسان کی عمر بڑھتی ہی تو انسان اپنی زیادتی عمر کے سبب فطرت کا تدارک کر سکتا ہی۔ اور اوسوقت انسان کی قوت عقلی قوت فطری سے جو چارون طرف کی قدرتی اشیاء کے نظارہ سے اوسپر اثر پڑتا ہی زیادہ قوی ہوجاتی ہی اور رفتہ رفتہ فطرت مغلوب ہوجاتی ہی اور فطرت بجاے فرمانروائی کے انسانی خواہشات کی فرمانبردار ہوجاتی ہی۔ انسان کی زندگی کی ترتیب اس باقاعدہ طرز سے ہوتی ہی کہ وہ رفتہ رفتہ اپنی مشہور عالمگیر ذہنی قوت پر قادر ہوجاتا ہی اور بجاے اسکے کہ محض عقل انسانی کا وجود رہے وہ ہر روز انسانی ضروریات کی راہ نکالنے کے لئے زور دکھلاتا ہی...

پس جو کچھ انسان کی دو حالتون مین فرق ہی وہ حقیقت مین تعلیم کا تفاوت ہی بشرطیکہ اوسکے وسیع معنی لئے جائین انسان اپنی خلقی ذہانت سے ہر کام مین زیادہ کامیاب ہوسکتا ہی اور اپنی عقل و تجربہ سے عمدہ کام کرتا ہی اوسکا نور عقل اور اوسکے خیالات ہر کام مین رہنمائی کرتے ہین اور یہ سب باتین تعلیم کے وسیع استعمال پر زیادہ منحصر ہین جون جون انسان اپنے خفتہ اور مخفی جبلی قوتون کو باہر لاکر کام مین لگاتا ہی اوسیقدر اپنے عقل و فہم مین روز افزون ترقی کرتا جاتا ہی۔

خود اختیاری تعلیم

انسان کا جب کوئی بڑا گروہ کسی خاص مقام مین آباد ہوتا ہی اور وہان اوسکو

اپنی ترقیات کے تدریجی مواقع مہیا ہوتے ہین تو وہ گروہ لازمی طور سے تہذیب کی جانب مائل ہوتا ہی۔ لوٹ مار یا شکار کی عادت اور اسی طرح سے وحشیانہ طریقے رفتہ رفتہ چھوٹتے جاتے ہین اور آخر کار مستقل طور سے ایک شہر یا قصبہ مین آباد ہو کر کسی صنعت یا زراعتی مشاغل مین مصروف ہوتے ہین ان مشغلون سے جائداد اور مال پیدا ہوتا ہی اور جب مال و متاع اکٹھا ہوتا ہی تو ضرور تاً وہان کے انتظام کے لئے حکومت قایم ہوتی ہی اور قانون بنایا جاتا ہی تاکہ جان و مال کی حفاظت ہو اور آیندہ ترقیات کا بھروسہ رہی۔ اور جب گورنمنٹ کے مقررہ اصول قوانین کے موافق لوگون کی جان و مال کی حفاظت ہو جاتی ہی تو تجارت و اسباب و زر کا ایک دوسرے سے تبادلہ شروع ہو جاتا ہی اور دولت اکٹھی ہونے لگتی ہی۔ اور اسقدر مہلت ملنے لگتی ہی کہ ہوشیار آدمی اپنے اوقات فرصت مین زندگی کے اور ہنرون کی طرف متوجہ ہو سکتا ہی۔ لیکن جب کسیقسم کا علم و فن دنیا مین پیدا ہوا گروہ کیسا ہی ابتدائی حالت مین ہو پھر اوسکی رفتہ رفتہ ترقی ہوتی جاتی ہی خواہ اوسکا حسن ظاہری و باطنی کی طرف مائل ہو خواہ اوس سے کوئی فائدہ حاصل کرنا منظور ہو اور یا کسی بڑے اور نامور شخص کی نظم مین تعریف کرنا ہو۔ انسان کی رفتہ رفتہ خود رو ترقی کا یہی طریقہ ہی اور اسی ترقی کے ساتھ ہی مذہب کا بھی خیال پیدا ہوتا ہی اور خراب و بد نما بت پرستی سے ترقی کرتے ہوئے

خالص خدا کی عبودیت پر انسان پہونچ جاتا ہے۔

ان سب باتون کو خود اختیاری نظام تعلیم کسی ایک قوم کی کہی جاتی ہے جسکے معنی یہ ہین کہ کوئی ایک قوم موزون حالت مین متواتر کوشش کرتی رہیگی اور دنیا کی کوئی بڑی قوم ایسی نہین جو اس خود اختیاری تعلیمی ترقی کی ممنون احسان نہو۔ تاریخ حقیقت مین خود اختیاری ترقیات اقوام کا ایک معتبر دفتر ہے جو ہمین علاوہ اس ترقی کے جو اور خارجی ترقیات اپنے اپنے زمانہ مین ہوتی ہین ساتھ ساتھ درج رہا کرتی ہین اور فلسفہ تاریخ بتلاتا ہے کہ کیونکر انسانی ترقی مختلف ذریعون سے ہوئی۔

ایرانی تعلیم

دنیا کے مختلف قومون کی تاریخ تعلیمی دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے ابتدائی اور اول ایرانی ہین جنکی تعلیم کے طریقہ اور تفصیلی کیفیت ایک سلسلہ کے ساتھ اب تک موجود ہے۔ ان لوگون مین پوری تعلیم پانچ برس سے لیکر بیس برس تک ہوتی تھی۔ اور اس اثنا مین وہ تین باتین سیکھتے تھے سواری۔ تیراندازی۔ راست بازی۔ اول کی دو باتین وحشیانہ طریقہ کا پتہ دیتی ہین مگر موخر الذکر اس امر کی شاہد ہے کہ وحشیانہ طریقہ سے انھون نے اعلیٰ تہذیب کی جانب توجہ کیا۔ اور جسمانی عمل سے گزر کر اخلاقی ترقی مین پہونچے اور طلبار کی جسمانی ترقی کے ساتھ علمار زمانہ نے روحانی ترقی

کی بھی فکر کی ۔ اس طرح اخلاقی تعلیم کا چرچا ایرانیون مین قبل مذہبی تعلیم کے معلوم ہوتا ہی ۔ لیکن اب اوسکا ایرانیون مین بالکل اثر نہین پایا جاتا بجز ان چند مستثنیات کے جنکو مذہبی تعلیم دی گئی ہی ۔

یونانی تعلیم

جب ہم مشرقی دنیا سے مغربی دنیا کی طرف نظر کرتے ہین اور یونان کے طرز تعلیم اور یونانی تہذیب کی زندہ تصویر دیکھتے ہین تو ان نی زندگی کی آب و ہوا کو وہان بالکل تبدیل شدہ پاتے ہین ۔ وہان خلقت انسانی تابع حواس خمسہ نہین پائی جاتی اور نہ انسان کی رہنمائی محض خارجی تاثیرات سے ہی ۔ ہر یونانی جانتا ہی کہ خدا نے روح اور عقل اوسکو عطا کی ہی جس سے وہ تاثیرات عالم کے مقابلہ مین کہڑا ہوسکتا ہی اور اندرونی و بیرونی قوتون سے بخوبی کام لے سکتا ہی ۔ اپنے اندرونی قوتون کی حرکت کو جانچتا ہی اور بیرونی اثرون کو اپنی مستقل مزاجی سے دور کرتا ہی ۔ خلاصہ یہ کہ اہل یونان اپنے دلون مین تاثیرات عالم کا ایک خیالی نقشہ کھینچتا ہی لیکن اوسکو محض خیالی سمجھکر وقعت نہین دیتا ۔ اور جو کچھ دلو پر اوس کا اثر ہوتا ہی اوس سے بخوبی واقف ہی ۔

رومی تعلیم

یونانیون کا جو کچھ طرز تعلیم تھا وہ غالب درجہ عملی نہ تھا بمقابلہ رومیون کی تعلیم کے جو بالکل عملی ہی ۔ یونان مین ہر ایک شخص انسان کی ترقی کے متعلق خیال

کیجاتی تھی اور اوسکی عزت و عظمت اونکے دلون مین اوسیقدر ہوتی تھی جسقدر اوسکا خیالی حسن و خوبی کا اثر اونپر ہوپنچتا تھا۔ بخلاف اسکے رومیون مین ہرشئی کا عملی فائدہ ملحوظ نظر رکھا جاتا تھا چنانچہ اہل یونان علم ریاضی مین مصروف رہتے تھے مگر انکی مصروفیت کسب باطن کے لئے تھی حال آنکہ علم ریاضی اور علم حساب اہل روم کے نزدیک محض جنگ یا تجارت مین کام مین لانے کے لئے تھا۔ یونانی علوم طبعی کو جسمانی خوبصورتی کے لئے پڑھتے تھے حال آنکہ رومی اس سے محنت کی توہین اور زیادتی اوقات چاہتے تھے رومیون کے سلسلۂ تعلیم مین لکھنا پڑھنا اور حساب تھا اسکے سوا کسیقدر جغرافیہ اور اپنے ملک کی تاریخ پڑھاتے تھے۔

جب یورپ مین مذہب عیسوی کا چرچا ہوا اور یکی بعد دیگرے اہالی ملک اس مذہب کو قبول کرتے گئے گو اس جدت مذہب کے ساتھ ہی علم و تہذیب بھی جدید ہوئی اور قدیم عمارات ڈھاکر بالکل از سر نو جدید تعمیر کھڑی کی۔ اگرچہ اوس زمانہ مین بھی یونانی عقل و حکمت بڑے زور و شور پر تھی

زمانۂ وسطی کی تعلیم

اس زمانہ کی تعلیم کے دو حصہ قرار دیے جاسکتے ہین اول اصولی۔ دوم عملی اول مین بہادری۔ عزت۔ مروت۔ عورتون کا اعزاز۔ سچائی۔ حاضری۔ پرہیزگاری جو شخص کہ ان اوصاف کے ساتھ متصف ہوتا تو اوس کو پورا جنٹلمین کہتے اس مین تعلیمی شاخ کوئی بھی نہ تھی یہانتک کہ لکھنا پڑھنا بھی شرط نہ تھا

دوسرے حصہ مین صرف ونحو۔ بلاغت۔ ریاضی۔ اقلیدس۔ ہیئت اور موسیقی تھا
لیکن یورپ مین علم کی تجدید اچھی طرح سے اوسوقت ہوئی جبکہ
ترکون نے حملہ کر کر قسطنطنیہ فتح کرلیا۔ یورپ کے شایق طالب علم علم
حاصل کرتے اور تمام یورپ مین اشاعت دیتے تھے اوسکے ساتھ چند باتین
اور ہوگئین جس سے علمی دنیا کی بہت جلد ترقی ہوئی یعنی چھاپے کی کل جاری
ہوئی اور امریکہ ظاہر ہوا اور رفارمیشن شروع ہوا رفارمیشن کے پہلے سے
تمام جرمنی اور انگلستان وغیرہ کے تعلیمی جسد مین روح پڑ گئی۔

مختلف قسم کی تعلیمین

انسان کو عموماً پانچ قسم کی تعلیم دیجاتی ہے ۱ طبعی۔ ۲ دماغی۔ ۳ اخلاقی
۴ ملکی۔ ۵ مذہبی۔ اِن پانچ صیغون مین انسانی آیندہ زندگی پختہ ہوجاتی
ہے۔

تعلیم طبعی — اِس قسم تعلیم کا انحصار قدرت اور اتفاق پر رکھا گیا ہے۔
اسمین مفصلۂ ذیل امور قابل لحاظ ہین۔ اول حفظان صحت کا قایم رکھنا یعنی
صفائی۔ تازہ ہوا۔ کثرت خوراک۔ تبدیج محنت اور تفریح۔ دوم قوائے بدن
کو قوت دینا جسکے اسباب جنگی مشق سیر اور ریاضت ہین۔ سوم کسی خاص قسم کی
عادت پیدا کرنا۔

تعلیم دماغی — تعلیم دماغی کا بڑا اصل الاصول مادہ خیالات کی درستگی ہے
جب انسان کی نظر سے کوئی شے گزرتی ہے تو فوراً قلبی حرکت سے اوسکا نقشہ اوسکے

دماغ مین جمع جاتا ہی۔ اسیطرح دوسرے حواسون سے جس بات کا علم ہوتا ہی اوسکا اثر فوراً دماغ پر عمدگی کے ساتھ ہوتا ہی۔ ایک نہایت قابل شخص کا قول ہی کہ جس قدر مینے اپنے زندگی کے ابتدائی تین برس مین تحصیل کیا اوسکے برابر بقیہ تمام عمر بھی حاصل نہوا۔ دوسری بات اسکے متعلق یہ ہی کہ جن باتون سے دل پر اثر پڑتا ہی اوسکو ظاہر کرنا۔ ذہنی قوتون کا بڑا کام باتون کا سننا محفوظ رکھنا۔ اور بروقت ظاہر کرنا ہی۔

اخلاقی تعلیم ۔ اخلاقی تعلیم وہ ہی جس سے انسانی مرضی قوت ممیزہ کی تعلیم کے موافق اجرائے افعال مین کام کرے جسطرح قوت ذہنی پہلے پہل محض ابتدائی تصور وادراک سے رفتہ رفتہ بڑھتے بڑھتے کمال عقل وفہم ودانائی تک پہونچتی ہی اوسی طرح انسانی مرضی ہی جس مین پہلے محض خیال کی ایک تحریک پیدا ہوتی ہی بعد رفتہ رفتہ پوری آزادی اور خود اختیاری حالت تک پہونچ جاتی ہی۔ اور جسطرح ذہنی تعلیمات قوائے عقلیہ کو بتدریج مضبوط کرتی ہین اوسیطرح اخلاقی تعلیمات انسانی خواہشات کی خود اختیاری حالت کو مضبوط کرتی ہی۔ لڑکون کی ابتدائی متصور حالت مین ضرورت ہوتی ہی کہ اونکی خواہشات کی ہوشیاری سے رہنمائی کیجاے۔ کیونکہ لڑکون کی خود اختیاری حالت کی ترقی پہنائی قوتون کے ساتھ بمناسبت تعلقات بیرونی ہوا کرتی ہی

پولٹیکل تعلیم

پولٹیکل تعلیم کسی ایک گروہ کی بہت کچھ اختیار کی ہوتی ہے رفتہ رفتہ اور

مختلف قسم کے تجربات حاصل کرنے سے ایک قوم کو خود اختیاری حکومت کا طریقہ آتا ہے اور پولیٹیکل نظروں سے ایک شخص واحد اپنے گروہ میں امتیاز پا سکتا ہے۔ بہت سی نہایت ضروری باتیں ایک آزاد شہر کے باشندے کے لیے ہوتی ہیں جنکا جاننا اور سیکھنا ضرور ہوتا ہے جنکے نہ جاننے سے شخص واحد اور نیز سلطنت کو نقصان پہونچتا ہے۔ اور وہ یہ ہیں کہ گورنمنٹ کی چال ڈھال اور اوسکے فرائض کا علم۔ ہر شخص کو اپنی ذاتی آزادی سے عام بہبودی کے متعلق کیا کیا کرنا چاہیئے۔ اوس گروہ کے کل مفید قواعد کی پابندی اور متابعت کی ضرورت جایداد کی اقسام اور اوسکے حقوق۔ راس المال اور محنت کے باہمی تعلقات اور آقا و ملازم کے باہمی فرائض۔ دولت پیدا کرنے کے قواعد و قانون۔ تجارت میں آداب مشارکت۔

اگر ان ضروری باتوں کی ابتدائی تعلیم کسی گروہ میں نہیں ہوتی تو ایک جانب بغاوت و سازش اور تہلکہ انگیز اور فسادات اور دوسری جانب مفلسی ناخوشی۔ برائی اور ابتری پھیلجاتی ہے۔ اس لئے لازم ہے کہ ہر لڑکیکو اسطرح کی تعلیم و تربیت دیجاے کہ وہ تمدنی مسائل اور شہریت کے ابتدائی مراتب سے آگاہ ہو جاے۔

مذہبی تعلیم

مذہبی تعلیم کل قسم کی تعلیمون کی سرتاج ہے اس سے بڑی غرض یہ ہے کہ ہم اپنے کل اخلاقی ضروریات اور قانون میں خدا کی مرضی حاصل کریں۔ مذہبی تعلیم ہمکو

سکھلاتی ہی کہ ہم اپنے خیال کو زور کے ساتھ خداوند تعالےٰ اور اوسکے لامحدود قوتون کی جانب مائل کرین یعنی ہمیشہ موجود رہنے والے قادر مطلق خدا تعالےٰ جل شانہٗ کا خیال کرین جو سبکو دیکھتا ہی۔ اور حکومت و ہدایت کرتا ہی خواہ وہ اچھے ہون یا بُرے۔ اسمیں یہ خیال پیدا ہوتا ہی کہ خدا کی مرضی کا کیا ثبوت ہی کہ آیا عالم مین اوسکا ظہور بذریعہ قدرتی اشیاء کے ہی یا براہ راست کسی اور حیثیت مین منکشف ہوئی ہی۔ مذہبی تعلیم بچپن مین دینا۔ یا قبل اسکے کہ طالب علم کو باریک مذہبی باتون کی سمجھنے کی قدرت حاصل ہو تبلانا انجام خراب کرنا ہی۔

انگلستان بلکہ علی العموم تمام یورپ مین کوئی تعلیم یافتہ شخص ایسا نہوگا جسنے ان پانچون اقسام تعلیم سے بقدر موقع وحوصلہ فائدہ نہ اٹھایا ہو۔ مین شروع مین بیان کرچکا ہون کہ ہندوستان کے سرکاری مدارس مین مذہبی و اخلاقی تعلیم بالکل نہین ہوتی جسکا خود گورنمنٹ کے اعلیٰ افسر فنکو بہت کچھ افسوس ہی اور جسکی برائی کا روز بروز ثبوت ملتا جاتا ہی۔ ہمارے علی گڈھ کالج مین آنریبل سرسید احمد خان نے اس قسم کی ضرورت کو جو تمام ہندوستانی مدارس و کالج مین پائی جاتی ہی اپنے یہان رفع کردیا ہی اور باستثنای پولیٹیکل کے میری خیال مین کل اقسام کی تعلیم ہوتی ہی گر پولیٹیکل تعلیم کا براہ راست سلسلہ نہوگا سلف ریسپکٹ (خود احترامی) تعلیم کا بہت بڑا اثر ہی مذہبی تعلیم کا مجھکو اپنے ایک عزیز کے داخلہ سے جو وہان فی الحال زیر تعلیم ہی بڑا اطمینان ہوگیا ہی۔ لارڈ ڈفرن نے حال مین جب مدرسۃ العلوم علی گڈھ کا ملاحظہ فرمایا تو وہان کی اخلاقی تعلیم کی تعریف کی جس کی سرکاری مدارس مین ضرورت پائی جاتی ہی۔ پس مجموعی نظر سے اس مدرسۂ قومی مین اعلیٰ اقسام کی تعلیم ہوتی ہی۔ حسن

تعلیم جرمنی

تمام ملکون سے زیادہ جرمنی مین باقاعدہ اور نہایت مکمل طریقہ سے قومی تعلیم کا سلسلہ جاری ہی اس لئے کچھ اوسکا اصول اور مختصر حال بیان کیا جاتا ہی۔ اول یہ کہ جرمنی مین کسیخاص گروہ کے لئے تعلیم نہین ہی بلکہ علی العموم بلا استثنا احد سے تمام رعایا کو تعلیم دی جاتی ہی اور صرف ابتدائی تعلیم ہی نہین دیجاتی بلکہ اعلیٰ درجہ کی تعلیم بھی دیجاتی ہی۔ کل مدارس سرکاری ہوتے ہین اور کل احکام وزیر تعلیمات سے جاری ہوتے ہین جو صرف بادشاہ کا ماتحت رہتا ہی۔ تعلیم کے تین صیغے ہین۔ اول یونیورسٹی۔ دوم اعلیٰ مدارس سوم ابتدائی مدارس۔ ابتدائی مدارس قصبات و دیہات مین بھی ہین۔ انتظام تعلیمات کا اسطرح سے ہوتا ہی کہ تمام سلطنت کو دس صوبون مین تقسیم کیا ہی ہر صوبہ مین اضلاع اور ہر اضلاع مین حلقے اور ہر حلقے مین گروہ تقسیم ہین یہ ملکی تقسیم ہی اور اسی تقسیم سے تعلیم کا سلسلہ بھی جاری رہتا ہی۔

اول صوبون کو لیجیے تقریباً ہر ایک صوبہ مین ایک یونیورسٹی ہی۔ یونیورسٹیونکا انتظام ایک ایک کمشنر سے رہتا ہی اور کمشنر کا تعلق براہ راست گورنمنٹ سے رہتا ہی اس لئے درمیان مین کسی صیغہ کے افسر کی مداخلت ہونے نہین پاتی اور کل تقررات اور انتظام براہ راست گورنمنٹ سے ہوتے ہین۔

اب اعلیٰ مدارس کو لیجیے - انکا تعلق صوبون کے افسرونسے رہتا ہے
ہر صوبہ مین ایک مجلس مقرر ہوتی ہے جسکا تعلق گرجون مدرسون اور عام حفظان
صحت سے رہتا ہے ان مین سے جن لوگون کو تعلق مدارس سے رہتا ہے اونکی
تقرری اور تنخواہ گورنمنٹ سے ملتی ہے اور جنکا تعلق گرجون سے رہتا ہے وہ
سب پادری ہوتے ہین اور مدارس کے متعلقین پر سب دار رہتے ہین اس
طرح سے مذہبی و غیر مذہبی تعلقات ملے نہین پاتے - پس جسطرح سے یونیورسٹیون کا
تعلق صدر حکومت سے رہتا ہے اوسیطرح اعلیٰ درجہ کے مدارس کا تعلق صوبہ کی
حکومتون سے رہتا ہے -

اب مدارس ابتدائی کو لیجیے - انکا تعلق ملک کے چھوٹے چھوٹے تقسیم
شدہ حصون سے رہتا ہے - مثلاً ضلع یا چلے کرده - ہر گروہ مین ایک ابتدائی
مدرسہ لازمی ہے - ہر ایک لڑکے کو مدرسہ آنا ضروری ہے تا وقتیکہ اس لڑکے
کی معقول تعلیم جو اور ذریعہ سے ہوتی ہو بیان نہ کرے - ان مدارس کے
نظام کے لئے یہ بندوبست کیا گیا ہے کہ پچھلے زمانہ کے جو فنڈ اور اوقاف مدارس
ہین وہ بہت ہوشیاری سے قایم رکھے جائین اور کام مین لائے جائین
دیہات کے زمیندار اور طلبا کے باپون کو مدرسہ کے مجلسون مین شریک
ہونا ہوتا ہے جنکے اوپر یہ فرض ہے کہ باہمی مساوات سے قیام مدرسہ کے لئے
تجویز کرین جبکہ کسی مدرسہ مین وہانکے لوگون کی غربت کی وجہ سے فنڈ
قدر کافی اکھٹا نہو تو جہان جہان زیادہ روپیہ وصول کیا گیا ہو وہ روپیہ

ایسے مفلس مقامون کے مدرسون کے لئے تمام ضلع مین برابر تقسیم کردیا جاتا ہی
نگرانی کا سلسلہ بھی بہت معقول رہتا ہی۔ صوبون کے ناظرون کے اوپر
ایک نگران رہتا ہی جو بطور وزیر تعلیم کے کام کرتا ہی اور مقامی مدارس کے
کمیٹیون اور صوبہ وار حکومتون مین یہی افسر درمیانی رہتا ہی۔ مقامی منتخبون
کو بہت کم اختیار دیا گیا ہی۔ اور قانون بنانے کی مطلق اجازت نہین ہی
اونکا کام صرف فنڈ جمع کرنا ہی یا مدرسون کے بارہ مین کہنے سننے کا استحقاق
ہی لیکن اونکے اجزاء کار مین دخل نہین دیسکتے اور نہ طریقہ تعلیم مین مداخلت
کرسکتے ہین۔ یہ گورنمنٹ کا کام ہی کہ مدرسون کی لیاقت کو جانچے جو بغیر
امتحان مقابلہ دے ہوے مقرر نہین ہوسکتے۔ چونکہ مدرسون کو طریقہ تعلیم
سے واقفیت رہتی ہی اور اونکو گورنمنٹ بعد امتحان لینے کے مقرر کرتی
ہی اسلئے یہ اپنی جگہ پر خودمختار اور اپنے سوسائٹی مین ممتاز رہتے ہین

سنہ ۱۸۴۸ء مین مدارس جرمنی کی تعداد حسب ذیل تھی۔

ابتدائی مدارس ۔۔۔ ۲۳۰۳۰ دیہاتی اسکول ۔۔۔ ۱۲۰۲
قصباتی اسکول ۔۔۔ ۱۰۰ مجموعی تعداد ان مدارس کی ۲۴۳۳۲
جن مین ۲۵۴۰۷۷۵ طلبا تھے۔ انکے علاوہ ۱۱۷
اعلی مدارس جنمین ۲۹۴۰۴ طلبا تھے۔ اور ۳۸۲
بچون کے مدرسہ تھے جنمین ۲۵۰۰ شاگرد تھے۔

سنہ ۱۸۴۸ء مین جرمنی کی آبادی ایک کروڑ ساٹھ لاکھ تھی جنمین

قیاساً قابل مدرسہ طلبا کی تعداد تینتیس لاکھ تھی - انمین سے چھبیس لاکھ ۲۶ سرکاری مدارس مین تھی باقی چار لاکھ یا خانگی تعلیم مین مصروف تھی یا کسی وجہ سے داخل مدرسہ نہ تھی - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جرمنی مین علی العموم اعلیٰ و ادنیٰ سب کے لئے تعلیم کا سلسلہ جاری ہے -

پس آپ مہربانی سے غور کیجئے کہ مجموعہ تین لاکھ کے چھبیس لاکھ لڑکون کا عمدہ تعلیم پانا کس درجہ حیرت کے قابل ہے اور پھر کیونکر اتنی قوم دنیا کی تمام قومون سے لایق و فایق نہ ہوگی - اب اس قوم کی مقابلہ مین ہندوستان کے مسلمان لڑکون کا مقابلہ کیجئے جو اسوقت تعلیم پاتے ہین پھر آپ کو ہماری پست حالی کا اندازہ نہایت آسانی سے معلوم ہو جاوے گا اور نیز اس بات کو خیال کیجئے کہ جس قوم کی تعداد ایک کروڑ ساٹھ لاکھ ہو اسکے قریب پچیس ہزار کے مدرسہ ہین - مسلمان جنکی تعداد پانچ اور چھ کروڑ کے درمیان مین ہے پھر ایک مدرسہ علی گڈھ سے کیا کام نکلسکتا ہے جسمین کچھ قومی حیثیت سے تعلیم ہوتی ہے

تعلیم ہالینڈ

جرمنی اور ہالینڈ مین بہت فرق ہے یہان تعلیمات کا تعلق براہ راست گورنمنٹ سے بہت کم ہے بلکہ منتظمون کے ہاتھون مین ہوتا ہے - صرف وزیر داخلہ کو مدارس سے کچھ تعلق رہا کرتا ہے - گورنمنٹ کی طرف سے مدرسہ کے انسپکٹر مقرر ہوتے ہین جو اپنے اپنے اضلاع مین بغرض نگرانی تعلیم سفر کرتے ہین - مدرسہ کے ناظر گاہ گاہ بطور مجلس اعلیٰ کے جمع ہو کر تعلیم کے متعلق

بحث کرتے ہین ہر ضلع مین ایک انتظامیہ مجلس بھی ہوتی ہے۔ میونسپل کو کوئی اختیار نہین رہتا۔ ابتدائی مدارس کی کل کیفیت ناظرون کے ہاتھ مین رہتی ہے اور مدرسہ کے قیام کے لیے فنڈ کا کوئی قانون نہین رہتا بلکہ ضرورت کے وقت اہل قصبات سے روپیہ وصول کیا جاتا ہے تاکہ ایک سلسلہ سے مدرسہ قایم رہے۔

تعلیم فرانس

اب فرانس کا حال سنیئے کہ مثل جرمنی اور ہالینڈ کے تعلیمات کا سلسلہ تین حصون مین تقسیم ہے۔ اول یونیورسٹی۔ دوم کالج۔ سوم ابتدائی مدارس۔

یونیورسٹیون مین پانچ صیغے ہین۔ یعنی علم الٰہیات۔ قانون۔ طبعیات اور ادب۔ اور یونیورسٹیان براہ راست گورنمنٹ کے ماتحتی مین زیر حکم وزیر تعلیمات رہتی ہین۔ فرانس کے کالج دو قسم کے ہوتے ہین۔ اول شاہی کالج جو بالکل سرکاری ہوتے ہین۔ دوم امدادی کالج جس مین کچھ گورنمنٹ امداد دیتی ہے کچھ میونسپلٹی مگر انتظام سرکاری رہتا ہے۔ ابتدائی مدارس مین پہلے بہت سے عیب تھے مگر جب سے گورنمنٹ نے براہ راست اپنا ذمہ لیا ہے تب سے بہت کچھ درستگی ہو چلی ہے۔ ۱۸۳۱ء مین ریم کرن جرمنی اور ہالنڈ بھیجا گیا تاکہ وہان کے سلسلۂ تعلیم پر رپورٹ کرے۔ جس کی رپورٹ پر جدید قانون بنے۔ سب سے بڑی بات یہ ہوئی کہ تعلیم عام کردی گئی اور سکے چند قواعد یہ ہین۔ ہر ایک دیہات مین ایک مدرسہ ضرور

ہونا چاہیئے جس مقام مین چھ ہزار کی آبادی ہو تو وہان اعلی درجہ کا مدرسہ ایک اور ہو۔ ہر ضلع مین ایک نارمل اسکول بھی ہونا ضرور ہی۔

سنہ ۱۸۴۰ء مین مفصلہ ذیل مدارس وطلبہ وغیرہ تھے۔

تعداد دیہات فرانس	۳۷۰۴۸۰	تعداد ان دیہات کی	۳۴۵۷۸
تعداد دیہات بغیر مدارس	۲۴۶۰	جن مین مدارس ہین	
کل تعداد ابتدائی مدارس	۵۹۸۲۸	تعداد ناظران مدرسہ	۸۷
تعداد نائب ناظر	۱۱۳	مدارس مزدوران خبکوشام	۶۴۳۴
تعداد طلبا مدارس ابتدائی	۳۱۶۴۲۹۷	کو درس دیا جاتا ہی۔	
تعداد طلبا رخیراتی	۷۶۳۸۲۰	تعداد نارمل اسکول	۷۸
تعداد مدرسان نارمل اسکول	۴۹۵	تعداد کالج	۳۵۸
طلبا رکالج	۳۱۳۱۶		

اس حیرت انگیز تعداد مدارس وشاگردون کے دیکھنے کے بعد آپکو (ناظرین) معلوم ہوگا کہ مسلمانون کو اپنی قوم کے واسطے بہت کچھ کرنا باقی ہی باقی کا لفظ غلطی سے لکھا گیا ہی اسکا معنی یون نہ سمجھین کہ ہمنے بھی کچھ کیا ہی اور کچھ باقی ہی بلکہ جو کچھ اجتک ہوا ہی وہ فی الحقیقت کچھ بھی نہین ہی اگر آیندہ کچھ کیا جاوے تو یون سمجھنا چاہیئے کہ یہین سے ابتدا ہی۔ دیکھئے خداوند کریم کب ہماری قوم کے کشت امید پر علم وہنر کا باران رحمت نازل فرماکے سرسبز کرتا ہی۔

تعلیم امریکہ

ممالک یورپ سے امریکہ کا طرز تعلیم بالکل جدا ہی وہان تعلیم بالکل جمہوری گورنمنٹ کی جانب سے ہی مگر بواسطہ رعایا دارالسلطنت سے کبھی اس بات کی منظوری نہین ہوتی کہ کہان کہان مدارس جاری ہون بلکہ ہر صوبہ کی گورنمنٹ پر چھوڑ دیا گیا ہی کہ وہ بطور خود تحقیقات کرکے رپورٹ کرین کہ آیا انکے صوبہ مین سرکاری مدارس کی ضرورت ہی یا نہین چنانچہ اس بنیاد پر کئی صوبے ایسے بھی ہین جنمین کوئی سرکاری مدرسہ نہین لیکن غالب تعداد ایسی ہی جہان قانوناً سلسلہ تعلیم کا قایم ہی اور ایک صوبہ کی کیفیت دوسرے سے بالکل جدا ہی۔

ہر قصبہ جہان ڈیڑھ سو خاندان آباد ہون وہان کے لوگون سے اس قدر خرچ لیا جاتا ہی جس سے دو مدرسہ نو مہینے تک یا تین مدرسہ چھ ماہ تک قایم رہ سکین اور اگر پانسو خاندان ہون تو دو مدارس تمام سال کے لئے یا تین مدارس آٹھ ماہ کے لئے بالضرور قایم رہین باقی مہینون کے مصارف سرکار سے ملتے ہین — ان مدارس مین ابتدائی تعلیم۔ لکھنا پڑھنا حساب۔ انگریزی۔ صرف ونحو اور جغرافیہ ہوتی ہی۔

ہر قصبہ جس مین پانسو خاندان ہون انکو یہ بھی لازم ہی کہ ایک مدرسہ اعلیٰ درجہ کا رکھے جسمین اقلیدس۔ جبر ومقابلہ۔ پیمایش۔ تاریخ اور بعض علوم جدیدہ پڑھائے جاتے ہین۔

جس مقام مین چار ہزار آدمی آباد ہون وہان علاوہ اور مدارس کے ایک اعلی غیر ملکی زبان کا مدرسہ بھی ہو اور یہ کل مدارس عام و خاص لوگون کے لئے کھلے ہین۔ اخراجات کے لئے ہر ضلع سے ایک مساوی رقم کا ٹیکس لیا جاتا ہی۔ اگر تعلیمی خرچہ ادا کرنے مین کسی ضلع نے غفلت کی تو اسکو اپنے حصہ کا دوچند ٹیکس بطور جرمانہ کے دینا ہوتا ہی اگر بیوجہ کوئی لڑکا مدرسہ سے علیحدہ کیا جاوے تو وہ اپنے والدین یا مربی پر نالش کر سکتا ہی۔ بشرطیکہ والدین تعلیم سے باز رکھنا چاہین۔

تعلیم انگلستان

انگلستان کی عام تعلیم بمقابلہ کسی دوسری ترقی یافتہ قوم کے نہایت پست حالت مین ہی۔ جن لوگون کو بیس تیس برس کی گزشتہ حالت یاد ہی وہ لوگ خوب جانتے ہین کہ کس قدر تاریک حالت طریقہ تعلیم قومی کی تھی۔ رفارمیشن کے بعد سے لوگون کو تعلیمی سرگرمی کا خوب اظہار ہوا اور خیراتی رقمین وغیرہ تعلیم کے لئے وصول ہونے لگین۔ انمین سے بعض رقمین تو بالکل فضول مدارس مین مثل گرامر اسکول کے دی گئین۔ اور بعض محض چند محدود سی غربا کو گرجون مین تعلیم کے لئے رقمین دیگئین۔ یقین کیا جاتا ہی کہ اگر اس قسم کی رقمون کا استعمال مناسب طرح سے کیا جاوے تو تمام ملک کے سلسلہ تعلیم قومی کے لئے نہایت مناسب اور موزون ہوگی۔ باوجود ان سب باتون کے اس صدی کے شروع مین عام تاریکی جہالت کی چھائی ہوئی تھی۔

لنگاسٹیرین اسکول

۱۸۰۸ء مین جوزف لنگاسٹر نے لندن مین آکر رات دن تعلیم کی متعلق محنت و جانفشانی کرنے پر آمادہ ہوا اور بہت سے لڑکون کو اپنے گرد جمع کیا بلکہ معقول تعداد جوان مرد اور عورتون کو اپنے طریقہ اور طرز تعلیم کے ساتھ مختلف مقامات مین تعلیم دینے کے لئے بھیجا اسی سے موجودہ نارمل اسکول کی بنیاد پڑی۔

انگلستان مین مدارس کی ترقی اور تعلیم کی اشاعت برٹش اینڈ فارین نیشنل اسکول سوسائٹی کی وجہ سے ہوئی جنکے اراکین تمام ملک مین پھیلکر تعلیم کی اشاعت کرتے رہے۔ لیکن ملک کی ضروریات ایسی ادنی تعلیم سے رفع نہین ہوسکتی تھی۔ مدارس کے لئے اخراجات بھی کم تھے مدرسون کی خود عمدہ تعلیم نہ تھی۔ کوئی نارمل اسکول اپنے صحیح معنی مین اوسوقت نہ تھا۔ اوس زمانہ کی تعلیم محض پند و نصیحت تک منحصر تھی۔

۱۸۳۳ء تک یہی حالت رہی بعدہ پریوی کونسل کے لارڈون نے انہین مجالس کے ذریعہ سے مدارس کی تعمیرات وغیرہ کے لئے تھوڑی تھوڑی رقم دینا شروع کیا جب ۱۸۳۹ء مین اس قسم کی رقمون کا مقابلہ زیادہ ہونے لگا تو تعلیمات کے مقابلہ اور اوسکے طرز کو درست کرنے کے لئے ایک کمیٹی قایم ہوئی۔ نارمل اسکولون کو بھی امداد پہونچائی گئی اور ایک تجویز اس قسم کی قرار پائی کہ سرکاری امداد کے ساتھ سرکاری نگرانی بھی ضرور ہو

۱۸۴۹ء مین سر جیمس شٹل ورتھ معتمد تعلیمات نے ایک یادداشت پیش کی جسمین طالب علمون کو مدارس مین عہدۂ مدرسی کا امیدوار کرنا اور تنخواہ دینا۔ مدرسون کو امتحان مقابلہ کے سرٹیفکیٹ پیش کرنے پر عہدہ عطا کرنا قرار دیا تھا۔ اسکے سوا آلات نقشہ جات وغیرہ کا بہم پہونچانا ذکر تھا۔ اوس وقت سے برابر تعلیمات مین ترقی ہوتی رہی اور کل مذاہب بلکہ خانگی اشخاص کو بھی امداد تعلیمی دی گئی چنانچہ انگلنڈ اور اسکاٹ لینڈ مین صرف ۱۸۵۶ء مین مختلف ابواب سے تعلیمات کا خرچ ۴۲۳۶۲۳ پونڈ ۲ شلنگ ۴ پنس ہوا۔ یہ کل باتین ملک کی حاجت رفع کرنے کو بھی کافی نہین تھین گورنمنٹ صرف انھین کو امداد پہونچاتی جو طالب امداد ہوتے ہین ہر قسم کے مذہب کے قدیم مدارس اب تک قایم ہین گورنمنٹ کی امداد کل مدارس نہین چاہتے بعض تو مداخلت سرکاری سے انکار کرتے ہین اور بعض اوسکے قواعد کی پابندی اور اوسکے امتحان وغیرہ سے پرہیز کرتے ہین اسوقت بہت سے دیہات وقصبات مین گرجون خانقاہون اور اور ذریعون سے تعلیم اس قدر پہلگئی ہے کہ ضروریات رفع ہوجاتین اسیطرح اعلی شہرون مین مدارس کی کثرت سے ضروریات وقتیہ رفع ہوگئی ہین مگر جب ہم کثرت آبادی کا لحاظ کرتے ہین اور بنظر غور تعلیم کی مجموعی حالت دیکھتے ہین تو ہنوز بہت کم درجہ کی تعلیم معلوم ہوتی ہے چنانچہ تعلیمی حالت آخری مردم شماری سے نہایت کم ثابت ہوگئی۔ مارچ ۱۸۵۱ء مین اوسط

حاضری تمام مدارس کی از روے تحقیق ۱۴۸۴۵۱۷ تھی یعنی انگلستان اور ویلز مین جسقدر آبادی پانچ اور پندرہ سال کے بیچ مین ہی اوس مین سے صرف ۳۴ فیصدی تعلیم پاتے ہین اور جب یہ خیال ہوا ہی کہ اس مجموعی تعداد مین اعلی اور متوسط خاندان کے بچے شامل ہین اور ادنے درجہ کے لوگون کے بچے بھی جو نہایت ابتر مدارس مین زیر تعلیم ہین جنکا تعلیم پانا برائے نام ہی اسی مین شامل ہی تو اس تعلیم کی نہایت درجہ ابتری معلوم ہوتی ہی

انگریزی یورپین اور امریکہ کی تعلیمون کا مقابلہ

ممالک یورپ کی تعلیم تقریباً بالکل گورنمنٹ کے ہاتھون مین ہی رعایا کو صرف فنڈ جمع کرنا اور کسیقدر نگرانی کرنا ہی۔ مدرسون کی تقرری مین انسے کچھ رائے لی جاتی ہی مگر طریقہ تعلیم مین کچھ مزاحمت کرنا یا کسیقسم کی رکاوٹ ڈالنا انکے اختیار کے باہر ہی جابجا خانگی مدارس (مذہبی چندہ سے بھی پائے جاتے ہین مگر علے العموم کل مدارس سرکاری ہین۔

بخلاف اسکے انگلستان مین کوئی مدرسہ سرکار کی طرف سے نہین قایم ہوتا ماسوا جنگی اور بحری اور غربا کے مدارس کے اور نہ سرکار کو ان مدارس کے انتظامات مین کچھ دخل ہی صرف اوسکا کام خانگی مدارس مین بشرایط مشروطہ امداد دینا ہی۔

امریکہ مین ان دونون مقامات کی تعلیمی طریقہ سے اجنبیت ہی

وہان کی گورنمنٹ مدارس کا تقرر بلحاظ مقامی آبادی کے اپنی جانب سے کرتی ہی اور جو ابدہی اپنے تعلق رکھتی ہی مگر گورنمنٹ کے اور تعلقات باقی نہین رہتے - مثلاً مدرسہ کی تعمیر کس وضع کی ہونی چاہیئے - مدرسون کی تنخواہ کیا ہو - طریقہ تعلیم کیا ہونا چاہیئے - تدابیر نگرانی کس قسم کی ہون اور مدارس کے فیس کی مقدار کس طرح قایم کرنی چاہیئے اور کل سامان تعلیم کیونکر مہیا کرنا چاہیئے - یہ سب کام مقامی آزاد باشندونکا ہی -

امریکہ اور یورپ کے تعلیمی طریقون سے انگریزی طریقہ بالکل جدا ہی اگر اوس کا کچھ صحیح حال بیان ہوسکتا ہی تو انہین مختصر لفظون مین کہ وہان ہر فریق مذہب اپنے طور سے عوام الناس کو تعلیم دیتا ہی اور گورنمنٹ خواہشمندان امداد کو یکسان اعانت کرتی ہی -

انگریزی طریقہ تعلیم کے فواید

انگریزی موجودہ طریقہ مین چند فواید بھی ایسے ہین جو دوسرے ممالک کے طریقہ تعلیم مین مفقود ہین - سب سے اعلی بات یہ ہی کہ اس طریقہ تعلیم سے مقامی لوگون کا تعلق بہت رہتا ہی - گورنمنٹی یا میونسپلٹی کے متعلق مدارس مین گورنمنٹ کے افسرون کی پوری مداخلت رہتی ہی - اور اگرچہ افسران سرکاری کی مداخلت سے مدرسہ کا کاروبار پورے انتظام کے ساتھ چلایا جاتا ہی مگر یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ جہان زیادہ جہالت اور تاریکی ہو وہان سرکاری انتظام کے مدارس سے زیادہ خود اختیاری مدارس

کی خواہش کی جاتی ہے۔ مدارس کے طلبا اور اونکے والدین ہمیشہ اس امر کے خواہشمند رہتے ہین کہ اون کو اپنے سے اعلیٰ درجہ کے لوگون کے ساتھ ملنے جلنے کا موقع ملے جو اون کی خیر خواہی کی کوشش کیا کرتے ہون۔ پس سب سے عمدہ بات مدارس اور طلبائے مدارس کے لئے مقامی لوگون کی دلچسپی ہے جس سے روز افزون لوگون کو حوصلہ ہوتا ہے اخلاقی امداد پہونچتی ہے۔ پس جو لوگ غریب ملکون مین عمدہ خیالات اور تعلیم کی اشاعت چاہتے ہین وہ لوگ غور کرین گے کہ اگرچہ انتظام اور کارروائی مدارس کی بذریعہ افسران سرکار بہت اچھی ہوتی ہے مگر بخیال اونکی حالتون کے زیادہ تر مناسب ہے کہ وہ طریقہ اختیار کیا جاے جس سے روزمرہ اون کو دلچسپی کے ساتھ تعلیم سے تعلق پیدا ہو۔ پس انگلستان کا یہی طریقہ موجودہ زمانہ مین ہے جس کی عمدگی پر اکثر دیگر ممالک حسد کرین تو بجا نہین

انگریزی تعلیم کے نقایص

جہان اوسکے فوایدبیان کئے گئے وہان اوسکے مین نقایص بھی ملاحظہ ہون۔ اول۔ ابتدائے تعلیم کا سلسلہ بالکل کمالیت کو نہین پہونچا۔ عام لوگون کی طرف سے مدارس کے ضروری سامان کی فراہمی محض اتفاق پر چھوڑ دی گئی ہے۔ اگر کسی مقام پر مدرسہ جاری کرنا چاہتے ہین جاری کرین مگر قیام مدارس کی کوئی ضمانت نہین ہوتی۔ اسلئے محض اضلاع مین ضرورت

زیادہ مدارس ہین اور بعض اکثر آباد اضلاع مین ایک مدرسہ بھی نہین ہے بلکہ جسقدر غربت زدہ اضلاع ہونگے اوسیقدر وہان مدارس کی کمی ہوگی کیونکہ ایسے مقامونپر کم ایسے لوگ ہوتے ہین جو انتظام اور نگرانی یا کچھ امداد کرسکتے ہین - دوسرے یہ کہ طریقۂ تعلیم قومی طریقہ نہین کہا جاسکتا - انگریزون کی کچھ بھی عموماً تعلیم سے نہین بلکہ عموماً تجارت مین منہمک ہین - خیریت تو یہی ہے کہ تعلیم کا سلسلہ مذہبی مجالس کیطرف سے جاری ہے - علاوہ براین انگلستان کا طریقۂ تعلیم بہت کچھ فریقی ہے - یعنی مذہب کے مختلف فریقون کے لحاظ سے تعلیم ہوتی ہے اگر تعلیم ایک طریقہ سے تمام فریقون کے لئے ہوتی اور دینی اور دنیوی تعلیم مین برابر امداد کرتی جسمین تمام ملک یکسان دلچسپی رکھتا ہے اور صرف اپنے ناظرون کے ذریعہ سے رپورٹ مدارس سنا کرتی تو ایک سلسلہ تعلیم کا قرار پاتا - اور یکجائی بات ہونے سے بہت قوت ہوتی - موجودہ طریقہ مین کفایت شعاری بھی نہین ہوتی - اگر ملکون کی تقسیم اضلاع مین ہوتی اور اس لحاظ سے تعلیم کا سلسلہ قایم کیا جاتا تو کفایت اخراجات بہت ہوتی اسوقت بحیثیت نام فریق کے مدارس کو کہین جو امداد دیجاتی ہے جس سے فائدہ کم اور خرچ بہت ہوتا ہے -

اصلاح طریقہ تعلیم انگریزی

انگریزی تعلیم کے نقص و صواب بیان کرنا پر ضرور ہوا کہ جو امور قابل اصلاح ہین انکا بھی ذکر کرنا چاہیے -

سب سے پہلے ملک کی تقسیم از روے تعلیم ضلع وار ہونی چاہیئے۔ موجودہ تقسیم مذہبی تعلیم بہت اعتراض کے قابل ہے۔ دوسرا امر اصلاح طلب یہ ہے کہ مقامی لوگون کی طرف سے نہین بلکہ سرکاری افسرون کی طرف سے اس امر کی تحقیق کی جاے کہ کن مقام مین کیسے اور کسقدر تعلیم کی ضرورت ہے اور اس امر کے دریافت کے لئے موجودہ مدارس گو وہ کسی قسم کے ہون کافی نہیں تیسری بات اصلاح طلب یہ ہے کہ پارلیمنٹ کی طرف سے ایک مجلس امانت داارون کی مقرر ہو جنکو اختیار دیا جاے کہ وہ ہر مقام کی امانت اور خیراتی رقمون کو اپنے اختیار مین لیکر اوس کو مناسب طریقہ سے استعمال کرین اور آمدنی پیدا کرنے کا ایک عمدہ ذریعہ نکالین۔ چوتھی بات یہ ہے کہ ہر مقام مین از روے حیثیت اخراجات مدرسہ جائداد پر محصول لگایا جاے اور محصولات مدرسون اور عام اخراجات مدرسہ مین صرف ہون۔ پانچوین بات یہ ہے کہ محصول دینے والون کو ایک جماعت منتظمون کی مقرر کرنے کا اختیار دیا جاے جنکے پاس وہ آمدنی رہے اور اپنے اختیار سے بشرایط مشروطہ مناسب طور سے مختلف مدارس مقامی مین تقسیم کرین۔ چھٹی یہ ہے کہ جن مدارس مین عام رعایا کے محصول سے کام چلتا ہے اوس مین سرکاری ناظرین امتحان لیکر رپورٹ کیا کرین۔ موجودہ انتظامات متعلقہ مدارس مقامی مین مداخلت کی چنداں ضرورت نہین ہے صرف یہ انتظام کرنا ہے کہ مذہبی تعلیم بالکل جدا کرنی چاہیئے اور والدین کو اختیار ہو کہ اگر وہ معترض ہون تو مذہبی مدارس سے

لڑکون کو علیحدہ کر سکین - اسکے سوا اور کوئی اصلاح یا مداخلت مذہبی مدارس مین کرنی مناسب نہین ہی اور نہ وہان کی رپورٹ سرکاری طور سے کرنی لازم ہی - یہی طریقہ ہی جسپر عمل درآمد کرنے سے انگلستان کی تعلیم مین ترقی ممکن ہی -

نارمل اسکول

اول اور سب سے زیادہ عمدہ طور سے قومی تعلیم جاری رکھنے کا ذریعہ نارمل اسکول ہی - جہان عمدہ اور مکمل طور سے مدرسون کی تعلیم و تربیت ہو یہی کافی نہین ہی کہ مدرسون کا علم کافی ہو بلکہ یہ ضرور ہی کہ کام کرنے کی اونمین پوری قابلیت ہو - وہ لڑکون کی خاصیت کو سمجھین اور اونکے دل لگانیکا طریقہ جانین - بغیر سختی کیے ہوے پوری تربیت دین اسکول کی تہذیب اور تنظیم عمدہ طور سے جانین اور طالب علمون کے قابل پسند طریقے جاری کرین کہ اونکے دل بستگی ہو - انکی مشکلات کو روکین - راستہ صاف کرین حوصلہ بڑہائین سستی دور کرین ترغیب پیدا کرین اور دماغی ترقی بزیبہ بزیبہ بڑہاتے جائین - یہ سب باتین خاص طور سے ترتیب دینی سے حاصل ہوتی ہین اور اس قسم کی تربیت صرف نارمل اسکول مین ہو سکتی ہی

تنظیم مدارس

مدارس تین قسم کر کہے جا سکتے ہین اول وہ کہ جس مین مدرس کے سوا خلیفہ پڑہاتے ہین خلیفہ ہر روز تہوڑے عرصہ کے لئے ادنے درجہ کے طالب علمکو

تعلیم دینے ہیں جو خود چند روز پہلے وہ حاصل کر چکتے ہیں اس سے گو مدرس کو تھوڑی سی فرصت ملجاتی ہے مگر اس سے عمدہ تعلیم میں فرق ہو جاتا ہے اور جو نہایت ضروری باتیں متعلق اخلاق اور تہذیب ہیں اوس کی تعلیم خلیفوں سے نہیں ہوتی دوسرا ذریعہ تعلیم کا مجموعی گروہ کو ایک سبق دینا ہے وہ اسطرح کہ زینہ بزینہ لڑکوں کو مسلسل بٹھا دیتے ہیں کہ مدرس کی نظر سب پر ایک آن میں پڑتی ہے اس میں اس بات کی کوشش کیجاتی ہے کہ ایک سبق ایک ہی وقت میں سب لڑکوں کو دیدیا جاے۔ اخلاقی تعلیم میں کچھ مدد اور فائدہ اس سے ملتا ہے مگر دماغی تعلیم کے لئے سخت مضر ہے۔ کیونکہ مختلف لیاقت و طبایع کے طلبا ایک ہی قسم کے سبق سے کیونکر مستفید ہو سکتے ہیں — تیسرا طریقہ ان دونوں طریقہ مذکورہ بالا کے بیچ میں ہے جس میں لڑکوں کو بحیثیت اونکی عمر اور لیاقت کے تفریق کی جاتی اور ہر فریق کے لئے ایک مناسب درجہ کا مدرس مقرر کیا جاتا ہے۔

مدارج اسکول

عام مدارس کو رفتہ رفتہ ترقی دینا۔ یا طالب علموں کو ایک مدرسہ سے دوسرے مدرسہ میں ترقی کرنیکا موقع دینا نہایت ضروری ہے جرمنی میں تین قسم کے مدارس ہیں — اول کنٹری اسکول جس میں حرف ابتدائی تعلیم ہوتی ہے — دوم ٹون اسکول جس میں کسیقدر علم ریاضی اور علوم جدیدہ اور جدید زبانیں سکھلائی جاتی ہیں — سوم جمنازیم یعنی اعلی مدارس جسمیں

اعلیٰ درجہ کی تعلیم علمی اور پیشہ وری کی ہوتی ہے — ہالینڈ مین پانچ قسم کے مدارس ہین - مدارس غربا - مدارس درمیانی - مدارس قصباتی - فرنچ اسکول (اس مین خدمت خواہ تجارت کی تعلیم ہوتی ہے) گرامر اسکول جس مین قبل داخلہ یونیورسٹی کی تعلیم ہوتی ہے -

مذکورۂ بالا کیفیت تعلیمی تمام ملک کے لئے سودمند ہے کیونکہ دنیا مین کوئی قوم اور ملک ایسا نہین ہے جہان کبھی نہ کبھی قومی ترقی کمال درجہ کو نہ پہونچی ہو مگر ان کی موجودہ حالت نہایت ابتر ہے یا ہوتی جاتی ہے کہ وہان تہذیب اور تعلیم ضروری کا سلسلہ قایم نہین ہوا - پس ہر ایک قوم کی خوشحالی و بدحالی اہل شہر کے خیالات و رفتار پر منحصر ہے جہان اون کی قوت عمدہ اور مضبوط حالت مین ہے وہان اہل قوم صرف اپنے رتبہ پر قایم نہین رہتے بلکہ ترقی کرتے ہین اور جہان جہالت تعصب اور ضعف اعتقادی کی حکومت ہوتی ہے وہان رفتہ رفتہ شیرازہ ملکت ہو جاتا ہے اس مین شک نہین کہ موجودہ اقوام کی آیندہ عزت و عظمت انکی تہذیب و شایستگی مین حصہ لینے کے موافق ہوگی — حسن

بقیہ سفرنامہ نیلگری

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

۱۹ رمضان ۱۳۱۸ھ مطابق ۱۲ جنوری ۱۹۰۱ء دوشنبہ

آج سات بجے بیدار ہوا۔ چھوٹی حاضری دس بجے ہوئی اور ساڑھے بارہ کو برک فاسٹ۔ ایک بجے میں تبدیل لباس کرکے تیار ہو گیا کیونکہ مہاراجہ کے تشریف آوری کا وقت قریب تھا۔ سید غلام رسول صاحب ڈاکٹر آف ریپون رنگم سے ایونگ ڈریس پہنا۔ مگر میر فیاض علی صاحب اپنے قدیم ڈریس میں تھے یعنی قبلے شال دربر دستار سرخ بر سر۔ میر کاظم علی صاحب بھی مغلائی ڈریس میں تھے اور سیاہ رنگ کا قبا پہنے ہوئے تھے کہ مہاراجہ بہادر کی سواری آئی بڑے ڈھانچے کی لینڈو گاڑی تھی جوڑی نیلیا سرنگ کلان راس نہایت اچھے تھے کوچ باکس پر کوچمان کے بازو چپراسی بیٹھا ہوا تھا ہر دو فل ڈریس میں تھے چپراسی کا پائجامہ ابال مشروع کا تھا گاڑی میں سیدھی طرف خود مہاراجہ صاحب اور بائیں طرف مسٹر مارٹن پریوٹ سکریٹری جنکی عمر اسی سال کی ہوگی مگر چاق و چوبند اور ذہین مہاراجہ انکے ایڈی کانگ ہے یہ صاحب خوشرو اچھے جوان ہیں اور مہاراجہ کے داماد بھی ہیں اور کسیقدر اردو بھی بولتے ہیں لیکن انگریزی اچھی جانتے ہیں پریوٹ سکریٹری اور ایڈی کانگ ایونگ ڈریس میں تھے مہاراجہ بہادر بھی انگریزی ڈریس پہنے ہوئے تھے مگر سر پر سرخ بنارسی رومال تھا اور بکلہ ہون پر ملک کے رواج کے موافق زرین پٹکہ ڈالے ہوئے

جون ہی بگی پورٹیکو مین پہنچی مین نے استقبال کو گاڑی تک گیا اول ایڈی کانگ اترے بعد مہاراجہ بطریق دربار ہی سب لوگونکا سلام ہوا - ورائنگ روم مین کوچ پر مہاراجہ بہادر تشریف رکھے اور سید ہے ہاتھہ کی کرسی پر مین اور بائین ہاتھہ کی کرسی پر پریوٹ سکریٹری اور دوسرے کرسیون پر ایڈی کانگ اور باقی سب لوگ درجہ بدرجہ بیٹھے بھر پریوٹ سکریٹری مہاراجہ کے اتالیق ہین جو زمانہ خوردسالی مین گورنمنٹ قیصریہ کی طرف سے مقرر تھے - بعد از تشریف رکھنے مہاراجہ بہادر کے ہمراہی کے لوگون سے نذرین گذرانی مہاراجہ بہادر نے ہاتھہ رکھکے واپس کیا - مہاراجہ چہرہ سے نہایت چالاک اور مدبر پائے جاتے تھے اردو نہین بول سکتے انگریزی اور کشمیری زبان کے مشاق ہین اور نہایت خلق سے ہمکلام رہے کوئی دس منٹ کے بعد مین نے اپنے ہاتھہ سے مہاراجہ بہادر کو پھول پان اور عطردان دیا اور پریوٹ سکریٹری کو - ایڈی کانگ کو میر فیاض علیصاحب نے پھول پان دیا کیونکہ یہہ کام ہمارے شہر مین یہی اہنی کا تہا - رخصت کے وقت بگی تک مشایعت ہوی قبل سوار ہونیکے کمر راجہ صاحب بہادر نے سب کا سلام لیا اور بعد سوار ہونیکے خود بہی سب کو سلام کیا - واپسی کے وقت داہنی ہاتھہ پر پریوٹ سکریٹری اور بائین ہاتھہ پر مہاراجہ صاحب بہادر بیٹھے تھے ۲ بجے کے بعد مین معہ ڈاکٹر صاحب کال کرنے کی غرض سے گاڑی مین سوار ہوکر روانہ ہوا اور لارڈ ارٹن ایڈی کانگ - گورنر اور میجر چرچن ملٹری سکریٹری اور مسٹر کلارڈ وزن پریوٹ سکریٹری گورنر بہی سے ملاقات ہوی ملٹری سکریٹری

صاحب نے مجھکو پولو میں شریک ہونیکی دعوت دی جو آج ہوگا۔ میں نے حسب معمول گورنمنٹ ہوس کے بک میں جو خاص ملاقاتیوں کی فہرست ہوتی ہے اپنا نام بھی لکھدیا۔

۲ بجے بنگلہ کو واپس آیا اخبارات اور خطوط وتار وغیرہ جو پٹہ سے آئے تھے ملاحظہ کیا چار بجے چار پیا پانچ بجے رائڈنگ ڈرس (لباس سواری) میں معہ ڈاکٹر صاحب کے سوار ہوا اور پولو گرونڈ پہنچا پولو شروع ہوا۔ میں بھی گورنمنٹ ٹیم میں شریک ہوا اور ایک ٹیم کھیلا۔ ساڑھے چھ بجے مکان کو واپس آیا۔ راہ میں نواب قاراللہ بہادر سے ملاقی ہوا بہادر ممدوح کا مزاج دو روز سے سست ہے اور زیادہ میں بخار ہی آتا ہے آج ہی کے روز ساڑھے ۳ بجے کرنل سر الیور سینٹ جان رزیڈنٹ میسور جو منصرم رزیڈنٹ حیدرآباد ہی رہ چکے ہیں ملاقات کو آئے تھے۔ مہاراجہ میسور چہارشنبہ کو بنگلور اور وہاں سے میسور جانیوالے ہیں۔ اب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کا سیزن (موسم) قریب الختم ہے۔ آج مہاراجہ وزیا نگرم بھی نیلگری میں داخل ہوئے۔ آٹھ بجے ڈنر ہوا۔

۲۰ رمضان ۱۳۲۶ھ یوم سہ شنبہ

آج سات بجے بیدار ہوا۔ پولس گارڈ (حسین چہرہ جوان اور ایک حوالدار ہے) آج صبح کو ہمارے تعینات کے لیے سرکار سے آیا اور ہمارے قیام نیلگری میں رہیگا۔ ساجاؤن اور نوابون کے مکان پر جو نیلگری میں بطریق ہوا خوری آیا کرتے ہیں گورنمنٹ قیصری سے پہرہ تعین نہیں ہوتا آج گورنمنٹ ہوس سے

ڈاکٹر میر یوسف علیصاحب کے نام دعوتی کارڈ بھی آیا جو ۲۴ من کو کوئنس برتھہ ڈے کے بال مین جانا ہوگا - دس بجے کے بعد یہان کے جنگلی لوگ جنکو ٹوڈہ کہتے ہین معہ چند اپنی عورتون کے آئے جنکو مین نہایت دلچسپی سے دیکھا علی العموم یہ لوگ سیاہ رنگ کے ہوتے ہین مرد عورت سب کے سر مین لانبے لانبے بال ہوتے ہین حسین ناریل کا تیل ڈالتے ہین اور تمام بدبو اوسکی پہلی رہتی ہے مردون کے ہاتھہ مین لاٹھی کی یا لوہے کی چھری رہتی ہے اور کمر پر سر رہتی ہے اور دھوتی ایک اوڑھی ایک باندھی رہتی ہین - عورات چولی نہین پہنتے ہین اور ایک ہی کپڑا کمر سے پیر تک لپیٹ لیتے ہین اونکی بات چیت کا ایک حرف بھی سمجھ مین نہین آتا آپسمین بہت دھیمی آواز سے بات کرتے ہین اور صدا بالکل بندرون کے چیخ کی سی نکلتی ہے بچے بالکل برہنہ اور زاد رہتے ہین الغرض ان عورتون نے بعد آپسمین بات چیت کرنیکا شروع کیا - اسمین کوئی تلفظ نہ تہا بلکہ صرف آواز تہی جسمین غین کا بہت استعمال ہوتا تہا اس گانے اور بجانے مین اونمین چڑاؤ کچھ نہ تہا حلق سے آوازین برابر نکالتی تہین بہت چھوٹے چھوٹے آوازون مین راگ تمام کرتے تہے مگر لہجہ کچھ عربی سے ملتا تہا یہ انکو دس روپیہ انعام دیا گیا اور یہہ لوگ ہم سب کو بہت محظوظ کرکے رخصت ہوے -

آج ۱۱ بجے برکفاست سے فارغ ہوے اسہی وقت ایک اور ٹولی جنگلی اور شہر سے لوگون کا باجا بجاتے ہوے پہنچا تخمیناً ۱۰۰ آدمی ہونگے

دور سے باجے کی آواز نہایت مست و سُریلی معلوم ہوتی ہے یہ باجا قریب قریب بیسرم کی بانٹ یا افغان پولیس کے باجے کی آواز سے ملتا ہے ان باجے کے آلات مین چھوٹے چھوٹے دف اور شہنا ئیونکی شکل کے آلات تھے بجانیوالے بالکل جنگلی آدمی ہین اور ناچنے والے قریب ایک درجن کے شہری تھے - یہہ قوم بُر گرٹ کے نام سے مشہور ہے جو قدیم سے یہان بستے ہین ناچنے والونکا لباس جگمگاتی کاہتہ بند قوزکا ہوا لطو لنگ گھیر دار کے تہا اسکے نیچے بعضون کے پائجامے اور بعضی دھوتی پہنے تھے اور بعض تو بالکل برہنہ تھے سب کے جسم مین کوٹ تھی جو ایک ہی رنگ کے تھے اور انکے سر وں پر لال رنگ کے پٹکے تھے انکا ناچ بھی قریب قریب انگریزی اور عربی ناچ کے تھا یہ لوگ حلقہ باندھکر ناچتے تھے - اور باجون کی تال پر پاؤن ڈالتے تھے اور جیسا جیسا باجے کا ٹیون لاؤ انہدلتا تھا انکا رقص بھی بدلتا تھا اور پاؤن کی حرکات بھی - گانا کسی قسم کا نتھا ایک بوڑھا چھڑی ہاتھہ مین لیے ہوئے بطور بیانڈ ماسٹر کے اشارہ کرتا جاتا تھا - بعد اسطرح کے قابل یادگار ناچ کے ختم ہونے کے یہہ لوگ رخصت ہوئے اور انکو ۵ اروپیہ انعام دیا گیا آج بطور پک نک پارٹی کے واٹر فال پر جو ہمارے بنگلہ کے حد مین ہے اور اوسی راہ سے برن فٹے مکان کے تالاب مین پانی آتا تہا اوپر کے پہاڑون سے شب و روز تین سو فٹ کے برابر پانی گرتا رہتا ہے ہم تمام لوگ گئے تھے تھوڑی دیر ٹہرے اور چا رخوردی بھی وہین ہوئی - سوا پانچ کو مین معہ ڈاکٹر صاحب و مرزا کاظم علی صاحب ایک گاڑی مین اور سید غلام رسول میر فیاض علی صاحب

پھر رنگم دوسرے گاڑی مین سوار ہوئے اور اوس بنگلہ کے دیکھنے کو گئے جو حال مین اعلیحضرت نبدگانعالی ظلہ نے خرید فرمایا ہے - ہمارے مکان سے یہہ بنگلہ تین میل ہوگا جسمین ایک میل سے زاید کی چڑہائی ہے - یہان کے سب مکانون سے اسکی بلندی زاید ہے یعنے آٹھہ ہزار نو سو فٹ بلند ہے سڑک نہایت کہاؤ سے لگیا ہے اوسکے اوپر کوئی بنگلہ نظر نہین آتا - اور اوس مقام سے دیکہا گیا تو کوئی پہاڑ بہی اوس سے بلند نہین ہے - احاطہ بہت وسیع ہے اور مکانیت بہی بہت ہے - ہر ایک کمرہ نہایت وسیع اور فرش تمام چوبین ہے ڈائنگ روم ڈرائنگ روم تو بہت بڑے بڑے تہے اور پانچ بڈروم معہ حجرہ جات متعلقہ کے موجود ہین طویلہ اور خدام کے مکانات اور بہت سے اکمنہ چہوٹے چہوٹے کثرت سے ہین اور ایک ناچ گہر یا تہیٹر گاہ بہت وسیع ہے - اور اوسکے متصل طویل تین یا چار یکی بعد دیگرے بڈروم وغیرہ جوڑنا نہ رکہنے کے لیئے نہایت موزون ہین بہرحال مکان نہایت عمدہ اور خوش وضع ہے اور اعلیحضرت کے لایق لیکن ابادی سے بہت دور اور حالت موجودہ بہت خستہ ہے اگر ۲۰ ہزار روپیہ اس مکان کے مرمت اور ترمیم مین خرچ کیا جائے تو یہ مکان مستحکم ہوجاویگا احاطہ بہی بہت بڑا ہے اور ایک چہوٹا سا کنٹہ بہی واقع ہے اور سب سے علیحدہ مگر قریب مین ایک بنگلہ چار آدمی کے رہنے کے لایق کاٹیج کے نمونہ پر بنا ہوا ہے - اس بنگلہ کا نام اسنوڈن ہال ہے جسمین سابق جنرل رابرٹ کمانڈر انچیف رہتے تہے اعلیحضرت نے اس بنگلہ کو سوائے اخراجات وکلار کے

لاوے ہزار روپیہ مین خرید فرمایا ہے غرض وہان سے مکان کو سات بجے
واپس آیا اور آٹھہ کو ڈنر کہایا بعد ڈنر ایک عرضی کیفیت معاینہ مکان اور ضرورت
ترمیم کی اعلیحضرت کے پیشگاہ مین گذرانے گئی شب کے بارہ بجے
خوابگاہ مین گیا۔

۲۱ رمضان سنہ ۳۰۶ یوم چہارشنبہ

سات بجے بیدار ہوا۔ سردی بہت کم ہی تھرمامیٹر (مقیاس الحرارت) ۶۹ درجہ
پر ہے ایک جوڑی اسپ سبزہ رنگ جو سابق کے چوکڑہ کے ساتھہ ملتی ہے بارہ
سو روپیہ کو خریدا مہاراجہ میسور آج آٹھہ بجے سے حیدرآباد کو بذریعہ ڈاک گاڑی کے
روانہ ہوئے میسور یہان سے ۴۸ میل ہے اور ٹانگے کا پٹہ ہے۔ سوتھہ انڈین ریلوے
تیار ہوچکی ہے ابھی بنگلور نہو نیسے پاسنجر ٹرین نہین چلی چند روز مین چلنا شروع ہوگی
اوسوقت بمبئی اور پونہ کے لوگ میسور تک آکے وہانسے پٹہ پر بنگلوری کو آئینگے۔
اگر ایسا ہو تو بنگلور کی ہر سال موسم گرما مین بہت جمع ہوا کریگا آج تمام دن مین کافی
کے حالات کی تحقیقات کرتا رہا حیرت ہے کہ یہان کے لوگ روپین لوگ کسقدر سودمند
کامون مین اپنے آپکو مصروف کرتے ہین۔ ساڑہے بارہ کو برک فاست ہوا
تین پہر کی چارخوری پہر اوسی واٹر فال پر ہوئی جسکا ذکر ہوچکا ہے۔ بعد چاءنوشی
کے بلندی کوہ پر ۳ میل تک پیدل مشی کیا فی الحقیقت یہ نہایت ہی پرفضا
جائے ہے ساڑہے پانچ بجے مکان مین داخل ہوا۔ ڈنر آٹھہ بجے
ہوا اور گیارہ بجے استراحت۔

۲۲ ماہ رمضان ۱۳۰۶ھ ہجری یوم پنجشنبہ

آج آٹھ بجے بیدار ہوا شب مین بہت سردی تھی خصوص آخر حصہ شب مین ٹھنڈی ہوا چلی - ۵ بجے لمقیاس الحرارت دیکھا گیا تو (۶۰) درجہ پر تھا - اور اوسوقت تک ہوا مین اچھی برودت تھی دس بجے مقیاس ۶۸ درجہ پر تھا ۱۲ بجے برک فاسٹ ہوا - آج بھی تمام دن کافی کی کیفیت اور اسکی تاریخ دیکھا اور دریافت کرتا رہا علاوہ اسکے - چند تحقیقات انعام بھی دیکھا - سوا پانچ بجے مین اور ڈاکٹر صاحب سیل فٹن مین سید غلام رسول میر فیاض علی صاحب مرزا کاظم علی صاحب نیو رنگ کہلی گاڑی مین سولہ لارنس اسپلم روڈ سے دامن پہاڑ ہوتے ہوئے بلیرتی ہوا خوری چلے تین میل کے بعد تمام جنگل مین چاول اور سنگونا کی زراعت نظر آنے لگی سوائے اسکے اور کوئی مکان یا آبادی کا نشان نہ ملا - ہم فرن ہل کے گیٹ پر سے گذرے جو مہاراجہ میسور کا بنگلہ ہے احاطہ نہایت وسیع ہے چونکہ مہاراجہ صاحب میسور روانہ ہو چکے ہین اسکے دیکھنے کے لیے مکان کے اندر گئے مکان بہت وسیع اور شاندار ہے شاہی پیالیس ہے اور ایک دوسرے کے متصل مکان کے دو قطعہ بنائی گئی ہین ایک تو انگریزی فشن کا اور دوسرا محلہ ہندوی وضع کا - آرایشی سامان بھی بہت بہتر اور اول درجہ کا ہے پورٹیکو پر جھنڈا اڑتا ہے - اب مہاراجہ کے نہ رہنے کی باعث سے پھر میرا پیٹا ہوا ہے - اسی مکان مین زمانہ سابق مین چھ روز کے واسطے مین قیام بھی کیا تھا - بلیرڈ روم علیحدہ بنی ہوئی ہے - طویلہ بہت بڑا اور باوسعت

کتون کے رکھنے کا مکان علیحدہ بنا ہوا ہے اوسی احاطہ مین بطور کاٹیج ایک ٹیلہ کے نیچے چھوٹا سا ایک مکان علحدہ بنا ہوا ہے جسمین ریذیڈنٹ یا دیوان رہتے ہین۔ اوسمین ۵ بیڈ روم۔ ڈائننگ روم۔ ڈرائنگ روم۔ وغیرہ بنی ہوئے۔ پیچھے کی طرف طویل گلیاری کے ہیئت مین کچھ کمرے ہین جو آفس کا کام دیتے ہین اس مکان کی نگہداشت کی غرض سی مارٹن صاحب نامی ایک انگریز ۱۵۰ تنخواہ سو روپیہ پر ملازم ہین۔ اسکے متصل ایک بنگلہ جنرل اسٹورٹ صاحب کا ہے جسکو حال مین مہاراجہ نے خریدا ہے۔ الغرض بعد ملاحظہ اکمنہ ہم سب سلک ہوٹل کو پہونچے بڑے بڑے روم مین بغرض بازی گئے تو معلوم ہوا کہ اس ہوٹل مین بہت سے مسافر ہو جانیکی وجہ سے منیجر نے بڑے روم مین بھی ۲ پلنگ ڈالدیا ہے اور وہ صاحب فروکش ہین بدین سبب وہانسے واپس ہوئے اور ساڑھے سات کو مکان پہونچے پہانچی سدی عمر خانسامان کے تارے معلوم ہوا کہ بڑی بھاوج پوتہ ہوا ہو چکے ہین آج شب کو بلدہ مین داخل ہون گے۔ ۸ بجے ڈنر ہوا۔ ۱۲ بجے آرام کیا۔

۲۳ رمضان ۱۳۰۶ آیوم جمعہ

آج سات بجے بیدار ہوا۔ مقیاس الحرارت ۷۵ درجہ ہے۔ صبح ہوتے ہوتے بلدہ سے ایک مغلائی باوری آیا۔ ساڑھے بارہ کو برک فاست ہوا۔ اور کچھ سامان از قسم جواہر وغیرہ فروخت کیلئے ایک پارسی لایا تھا۔ بعد ملاحظہ مین نے تین چار سو کا اسباب خریدکیا۔ ساڑھے ۵ کو پولو دیکھنے گیا۔ گورنر ٹیم و باگاہ ٹیم کھیل رہا تھا تھوڑی دیر ہم وہان ٹھیرے اسی عرصہ مین نواب وقار الامرا بہادر بھی

لائے چھ بجے دس منٹ پر ملک ہوٹل کو گئے۔ پونے ۷ کو مکان پہونچے
مین نے جلد تبدیل لباس کیا اور لیوی دی دس مین گورنر ہوس کو ڈنر کی دعوت مین
گیا اور ڈاکٹر صاحب بعد غذائے شام ۹ بجے بال کی دعوت مین آکر شریک ہوئے
ساڑھے بارہ بجے شب کو واپس آیا ڈنر کے میز پر کوئی لیڈی نہ تھی قریب
سو اسکے سب مرد تھے مین گورنر صاحب کے مقابل کے کرسی پر بیٹھا۔ نواب
وقار الامرا بہادر اور راجہ وزیانگرم۔ اور راجہ پدا کوٹہ اور میرے سوائے دوسرا
کوئی نیٹو مدعو نہ تھا۔ بال مین ۳ حصہ لیڈیان اور ایک حصہ جنٹلمین تھے۔ گورنر صاحب
سے اور مجھسے میز پر بہت ہمکلامی رہی اور بوقت مراجعت یہہ بھی فرمایا کہ مین
بوجہ کم فرصتی بازدید نکرسکا پرسون ضرور آونگا اور اوسکی اطلاع آپکو ہو جائیگی
۱ بجے شب کے بلاوے سے بڑے بھائی کا تار آیا کہ اگر تین کمرے خالی ہون تو مین
ہی نیلگری کو آتا ہون۔ کل صبح جواب جائے گا۔

آج بھی کافی کا بیان دیکھتا رہا چونکہ کافی کی کاشت اور اسکی تجارت نہایت
سودمند ہے اور اسکا بیان بڑا ہی دلچسپ ہے لہذا مین اپنے ہموطنون
کے آگہی کے لئے بطور خلاصہ تاریخ کے ذیل مین درج کرتا ہون۔

قہوہ کی تاریخ

معلوم ہوتا ہے کہ قہوہ کی بنیاد ابی سینیا کے کوہستانی ملک انادیا اور

کفا مین ہوئی - جہان سے سولہوین صدی مین عرب آئے اور سترہوین صدی مین
لنکا اور میسور مین اور ۱۷۱۸ء مین جزیرہ مارشیس اور بوربن مین اور ۱۷۲۳ء مین
بٹاویا مین اور بعد ازان جزائر ویسٹ انڈیز مین - کافی کی کاشت شروع ہوئی -
عبد القادر محمد الاظہری الجزیری الشبلی جنہون نے مصر مین قریب ۱۸۰۰ء کے
ایک کتاب لکھی بیان کرتے ہین کہ پندرہوین صدی کے وسط مین جمال الدین ابو
عبد اللہ محمد بن سعید الذبانی عدن کے قاضی تھے - اتفاق سے انکا ابی سینیا
جانا ہوا جہان کے لوگون کو قہوہ پیتے ہوئے دیکھا - بوقت واپسی وہ قہوہ کے
چند درخت ہمراہ لیتے آئے اور انہون نے تمام عرب مین اسکی اشاعت کی -
شیخ علی شاذولی بن عمر نے ۱۲۵۸ء مین سمندر کے قریب میدان موخا مین
سکونت اختیار کی - انکی شہرت اسقدر جلد پھیلی کہ قرب جوار کے لوگ وہین آنکر
آباد ہونے لگے اور رفتہ رفتہ ایک گاؤن آباد ہوگیا انہون نے وہان کے لوگون کو
قہوہ کے استعمال کی بہت تاکید کی تہی جو بعد وفات کے انکے معتقدین نے وہین
انکا نہایت عمدہ مقبرہ بنایا -
ٹیریور نیر اپنے کتاب "کلکشن آف سیول لیشن" مین لکھتا ہے کہ ہندوستان
اور ایران مین قہوہ پیدا نہین ہوتا - بلکہ ہالنڈ کے تجارون نے ہر فرسے ایران
اور تاتار مین اور بلبسار ایسے کالدیا - عرب - ماوراالنہر اور دیگر صوبجات ترکی مین
پہونچایا - اسکو پہلے پہل ایک فقیر گوشہ نشین شیخ شاذولی نے ظاہر کیا جسکے پہلے کسیکو
معلوم نہ تہا -

تقریباً اوسی زمانہ مین جبکہ قہوہ کا حال عربون کو معلوم ہوا۔ مدینہ مین اوسکے پودے لگائے گئے۔ ایک حاجی بابا بودن نامی نے عرب سے لاکر یہان پہیلایا۔ اونہون نے پہاڑی پر ایک کالج اسکے متعلق تیار کیا اور وہین سے تمام اشاعت ہوئی۔ یہہ کالج ابتک انکے نام سے مشہور ہے وہ اپنے ہمراہ صرف سات درخت لائے ہین جسکی ترقی اسقدر ہوئی جتنی کہ انسانی ہاتھون سے ترقی اور غرت کسی شے کی ممکن ہوسکتی ہے۔ مارچ۔ اپریل اور مئی مین قہوہ کے خوبصورت اور خوشبودار پہول ہوتے ہین اور پہل نومبر ڈسمبر جنوری مین ہوتا ہے۔ اسکے پہل مین نہایت خوشگوار عرق ہوتا ہے اور بھوننے کے بعد نہایت عمدہ غذا ہو جاتی ہے جسکو چارکو کوا وغیرہ کے طرح بہت شوق سے لوگ پیتے ہین اور تمام یورپ ایشیا۔ افریقہ امریکہ مین علاوہ چارکو کوا وغیرہ منشی عرقون مین بہی کافی کو ملاکر استعمال کرتے ہین۔ اگرچہ اسکے بناوٹی خاصیت مین باہم کچہہ فرق ہو اور باہم اقسام ہی کچہہ مختلف ہون مگر خوشبو مین قریب قریب سب اقسام برابر ہین اور یہہ عمدہ قیمتی جزو ضرور قایم رہتا ہے۔

عرب مین اکثر پتیون اور چھلکون کو جوشاندہ اور جوشاندہ کرتے ہین اور بعض اوقات اکیلے چھلکون کو۔ کین کا بیان ہے کہ لفظ قہوہ پہلے عرب مین شراب انگوری کا مترادف تہا۔ اور ڈاکٹر شارٹ اپنے کتاب ہینڈ بک تو کافی پلانٹنگ مین لکہتے ہین کہ وائین اور اسپرٹ قہوہ کے تازہ گودہ اور نیز اوسکے خشک چھلکے سے بناتے ہیتے۔

لیبرین قہوہ - اس قسم قہوہ کی پتیان اور پھل بڑے ہوتے ہین اور عرب کے قہوہ سے زیادہ خوشبو بھی ہوتی ہے اور پیداوار بھی نسبتاً زیادہ ہے بعض وقت خیال کیا گیا ہے کہ اسمین ہمیلیا کی بیماری ہوگی ہو اور پتیون مین لگ جاتی ہے کیونکہ اسکی پتون مین اس قسم کی بو ہوتی ہے کہ وہ عارضہ نہین ہونے پاتا۔

انگلستان مین جسقدر قہوہ لنکا اور دیگر انگریزی مقبوضات خواہ برازیل و وسطی امریکہ اور دیگر مقامات سے گیا ہے اوسکی تفصیل حسب ذیل ہے

سنہ	وزن ہندرویٹ	قیمت
۱۸۷۷	۱۶۰۹۷۱۷	۷۷۸۸۰۱۴ پونڈ
۱۸۷۸	۱۲۷۳۴۱۰	۶۰۱۲۹۷۷
۱۸۷۹	۱۶۱۷۳۸۹	۷۲۴۷۵۶۸
۱۸۸۰	۱۵۵۹۳۹	۷۰۶۲۰۱۶

لیبرین قہوہ ایسی بلندیون پر ہوتی ہے جہان عربی قہوہ نہین ہوسکتی سنہ ۷۷ء کے آخر مین لنکا مین پانسو ایکڑ زمین مین لیبرین قہوہ لگایا گیا تھا اور سنہ کے آخر مین ۴ ہزار سے دس ہزار ایکڑ تک تخمینہ کیا گیا ہے۔ اگرچہ ان پتیون کو وہ عا ضرور لگے رہے مگر نرقی اور پیداوار مین زیادہ نقصان نہین پڑا۔ لندن کے لوگ ان پھلون کو زیادہ پسند نہین کرتے مگر امریکہ مین بہت قدردانی ہوی ہے

---

۱۱۲ پونڈ (رطل) کا ایک ہندرویٹ۔

کاشت قہوہ

اگرچہ قہوہ کی کاشت ہندوستان مین بہت تھوڑے دنون سے ہوئی ہے مگر اس سنفعت بخش جنس کے جانب بہت سے لوگون کی کشش ہوگئی ہے اسکے کاشت مین خرچ بہت ہوا ہے اور لنکا اور جنوبی ہندوستان مین نقصان بہت کچھہ آیا اور بعض حالتون مین تو کاشتکار دنکی بالکل تباہی ہوگئی۔ اور گنین سے انہا فائدہ ہی ہوا۔

گورنمنٹ و پچ اپنے مقبوضات ہند مین قہوہ کی کاشت سرکاری طور سے کراتی تہی اور کوئی دوسرا شخص قہوہ بونے کا مجاز نہ تہا اور جاوا سے یہان بہت قہوہ پہونچا کرتا تہا مگر آخر کو معلوم ہوا کہ قہوہ کی سو نوپولی (مخصوص سرکار مین کاشت) گورنمنٹ کیلئے کچھہ مفید نہین۔

برٹش انڈیا مین قہوہ کی کاشت مغربی گہاٹ کے چوٹی اور اوسکے ڈھالو مقامات پر یعنے سرحد میسور سے لیکر راس کمارن کے جنوب تک ہوتی ہے علاوہ برین کورگ۔ ٹراونکور۔ ویناد۔ نیلگری۔ اور شیوری پہاڑی اور رینی پہاڑیون پر بہی ہوتی ہے۔ میجر بیون نے ۱۸۲۲ء مین ویناد مین قہوہ ایک عجب شے سمجہکر بویا۔ مسٹر کین نے کچھہ دنون کے بعد میسور مین اسکا ایک باغیچہ تیار کیا۔ اور مسٹر گلیس نے ۱۸۴۰ء مین منوٹوڈی مین ایک باغیچہ بنایا۔ اور ۱۸۴۶ء مین قہوہ بلگام مین اچھی طرح ہونے لگا

اوس زمانہ سے قہوہ کی خوب ترقی ہوئی اور ۱۸۸۰ء مین کوچین۔ ٹراونکور

میسور - اضلاع مدراس لوہرو گا واقع بنگال مین ۴۱۲۹۴۷ ایکڑ زمین
مین کاشت قہوہ ہوی انمین سے ۱۶۲۸۴۷ - ایکڑ مین اوسوقت تک کمزور پودے
تھے پس زراعت مین ہرسال ترقی ہوتی رہی اور یورپ کے ملکون کو روز
افزون ترقی کے ساتھ قہوہ روانہ ہوتی رہی - چنانچہ ۱۸۵۵ء مین ۶۴۷۹۶
ہنڈرڈویٹ قہوہ ۵۵۹ ۱۰ پونڈ کی روانہ ہوی اور ترقی کرتے کرتے ۱۸۷۹ء
مین ۳۶۱۰۳۷ ہنڈرویٹ قیمتی ۱۶۲۳۰۳۲ پونڈ کی روانہ ہوی -

لنکا

پرتگالیون کے آنیکے پیشتر عربون نے لنکا مین قہوہ کی بنیاد ڈالی تہی - لیکن
باشندگان لنکا اوسکی نرم پتیون کو پکاکر بطور بھاجی کے کہاتے اور اوسکی خوشبو
کو جو مثل چمبیلی کے پہول کے ہوتی ہے دیولون مین استعمال کرتے تہے - ڈچون
نے ۱۶۹۰ء مین قہوہ کے پودہون کو بٹادیا لگنے اور اوسیوقت انہون نے
خود لنکا مین بہے اوسکی کاشت شروع کردی لیکن ۱۷۳۹ء مین بند کردی گو
اوسکی زراعت عام طور سے لوگ کرتے رہے - جب انگریزون کا قبضہ ہوا
تو سلطان ابسکو دیہاتمن جمع کرکے گاے اور کو لمبو مین لاتے اور بمعاوضہ
چہوڑی - چاقو - روئی وغیرہ کے دیجاتے -
چڑیون اور شغالون کے ذریعہ سے قہوہ کی اشاعت تمام ملک مین بہت
ہوی - ۱۸۲۱ء سے قہوہ کی روانگی انگلستان مین روز بروز ترقی ہوتی رہی
گر یہہ قہوہ وہان کے باشندے بہت بے پروائی سے جمع کرتے - اوسکے

پہل عمدہ طور سے تیار نہ کئے جاتے - اور ہر قسم کے قہوہ سے یہان کا نمبر گھٹا ہوا تہا - سنہ ۱۸۳۰ء مین وہان کے گورنر سر ایڈورڈ بارنس نے پہلے مرتبہ زیادہ ہوشیاری اور احتیاط سے تیار کرایا اور چونکہ نتیجہ نہایت کامیابی سے ہوا سنے اور لوگون کے اپنے جنگلون اور افتادہ اراضیات مین اسکی کاشت کا شوق پیدا ہوا - سنہ ۳۲-۱۸۳۳ء مین سات ہزار ایکر زمین سرکاری خریدی گئی اور کچہہ صاف کرکے کاشت کیگئی - سنہ ۱۸۳۶ء مین ۶۰۳۳ ہنڑویٹ قہوہ پیدا ہوی - سنہ ۱۸۴۰ء پیاشیں گریا پہاڑ پر ایک چھوٹا باغیچہ لگایا گیا - سنہ ۱۸۴۶ء مین پچاس باغیچہ ہوگئے جنمین ایک بدرجہ اوسط دو سو ایکر کے تہے اور اسی ہزار ہنڑویٹ قہوہ نکلتی تہی - آخر سنہ ۱۸۴۷ء مین پچاس ہزار ایکر مین کاشت ہتی خرچ مجموعی پچاس لاکہہ پونڈ ہوا - ۱۷ برس مین یعنے سنہ ۵۵-۱۸۵۴ء تک مین زراعت قہوہ کی ترقی ۱۷۵ فیصدی ہوی اور ۴۰۴ باغیچہ سے لیکر ۱۰۸ باغیچے ہوگئے اور پیداوار ۴۰۰۰ ۳۷ سے لیکر ۷۶۰۰۰۰ ہنڑویٹ ہوی -

سنہ ۱۸۵۵ء مین لنکا کے ۷۳ ضلاع مین کاشتکاری قہوہ کی تہی اور زمین مزروعہ مجموعی ۴۸۱۵۲۹ ایکر ہی -

لنکا مین قہوہ کی کاشت مین نقصان ہوا کیونکہ شروع کے کاشتکارون نے اس جایداد حاصل کرنے کیلیے بہت قیمت دی - جسکے وہ جایداد دین بلحاظ خاصیت اراضی کے مستحق نہ تہین - چنانچہ سنہ ۷۱-۱۸۷۰ء کی فصل مین بالکل ٹوٹا آیا اور سنہ ۷۲-۱۸۷۱ء مین بہت کم فصل ہوی کیونکہ اوسی سال سے پیتون مین عارضہ

شروع ہوا۔ ۱۸۸۱ء سے ۱۸۸۸ء تک سالانہ پیداوار ۷۰۰۷۵۹۰ ہنرویٹ بدرجہ اوسط لنکا سے روانہ ہوئی ۱۸۸۹ء مین ۷۷۴۴۷۰ ہنرویٹ اور ۱۸۹۰ء ۱۸۹۸ تک سالانہ پیداوار ۶۵۸۵۷۵ ہوئی جب سے اس قسم کے خراب نتائج پیدا ہوئے تو لوگون کا خیال ادہر سے پھر کر کوا سکونا۔ اور چار کیطرف رجوع ہوا۔

عرب

قہوہ کی کاشت خاصکر اطراف یمن اور اضلاع عدن اور موخا مین ہوتی ہے۔ اگرچہ عرب کے میدانون مین سخت حرارت ہوتی ہے مگر پہاڑون پر اعتدالی موسم رہتا ہے اور قہوہ کی کاشت پہارون کے نصف بلندی پر ہوتی ہے۔ جب قہوہ کی کاشت میدان مین کیجاتی ہے تو محافظت کے لیئے بڑے بڑے درخت لگاتے ہین جس سے دہوپ کی سختی رکی رہتی ہے اور پہل قبل از وقت خشک ہنین ہونے پاتی۔ سال مین تین بار فصل کی درو ہوتی ہے زیادہ مقدار مئی کے مہینے مین ہوتی ہے جبکہ کاشتکار درختون کے نیچے کپڑا بچھا دیتے ہین اور شاخون کو زور سے ہلا کر پہلون کو گرا لیتے ہین اور بوریا پر خشک کرتے ہین بعدہ ایک وزنی بیلن سے اوسکو دررتے ہین اسکے بعد اندر کی گری اسہی دہوپ مین خشک کرتے ہین قبل اسکے کہ ذخیرہ مین جمع کیجائے خاص مقامان پیداوار قہوہ بنجبر سیلہ تزیا وغیرہ ہین سب سے نزدیک موقع عدن سے ۸۰ میل پر ہے۔ گرد جوار کے اضلاع سے بازار صنعا مین ماہ جنوری اور دسمبر مین قہوہ پہونچتا ہے۔ قہوہ کے اقسام کئی ہوتی ہین مگر شرزی سب سے افضل ہے۔

صنعا سے نصف یوم کے راستہ پر قہوہ کی کاشت ہوتی ہے۔ عرب مین قہوہ کی کاشت اکثر دامن کوہ۔ وادی اور دوسرے سایہ دار مقامون مین ہوتی ہے جہان کہ بلندی سے پانی بہہ کر آتا ہے اور چارون طرف اسطرح سنگین دیوار اٹھا دیجاتی ہے کہ مسافر کو دور سے کھیلی ہوئی چھتین معلوم ہوتی ہین۔ ان پودھون کو نم زمین کی ضرورت ہوتی ہے گو بہت پانی نہ برسے۔ جہان کوئی چشمہ بہو وہان باغیچہ نہایت لطف انگیز معلوم ہوتا ہے مگر پودھون کیلئے پانی کی مقدار زیادہ چاہیئے تاکہ اچھی طرح سے پہلون مین ترقی ہو۔ مسٹر پالگریو کا بیان ہے کہ نہایت عمدہ قہوہ یمن کا ہوتا ہے لیکن دو تہائی تو عرب اور شام اور یمن مین صرف ہو جاتا ہے باقی تہائی حصہ یورپ پہونچکر ترکون اور آرمینیا کے مصرف مین آتا ہے گول سبزی مائل بہوری رنگ کی پھلیان سب سے افضل سمجھی جاتی ہین۔

نیبہر کا بیان ہے کہ عربون نے قہوہ کو ابی سینیا سے لاکر یمن مین لگایا۔ جہان سے لائے اور جہان لگایا وہ دونون ملک بہت کچھ آپس مین ملتے ہین۔ انہون نے عرب مین لاکر برسون اور صدیون پہاڑون کے صحت بخش مقامون پر لگایا جہان اکثر بارش ہوتی تہی اور تالاب اور چشمے بھرے ہوے رہتے تھے۔

لنکا

لنکا مین قہوہ کی کاشت سمندر کے سطح کے برابر ہی ہوتی ہے اور دو ہزار فٹ مرتفع مقام پر بھی کئے جاتی ہے۔ پودے اپنی نوجوانی مین نہایت دلفریب

معلوم ہوتے ہین - کافی کے درخت بہت جلد بالغ ہوجاتے اور پہل کثرت لاتے ہین مگر پہلیان ہلکی اور ادنی ہوتی ہین لنکا مین قہوہ کے عمدہ باغات ۳۰۰۰ ہزار سے ۵۰۰۴ فٹ بلندی تک ہوتے ہین جہان عموماً سوا انچ سالانہ بارش ہوتی ہے اور ۱۵ درجہ سے ۸۰ درجہ تک مقیاس الحرارت رہتا ہے - تین ہزار فٹ سے پانچ ہزار فٹ کی بلندی تک نہایت عمدہ خوشبودار پہلیان ہوتی ہے جسقدر بلندی پر شبنم کو نیچے کاشت ہوگی اوسیقدر افضلیت پہلیون مین ہوگی اگرچہ مقدار کم ہوجائیگی کانڈے کے باغیچون مین نہایت عمدہ پیداوار قہوہ ہوتی ہے جہان کی حرارت ۷۶ سے لیکر ۶۰ درجہ تک رہتی ہے ان بلند مقامون سے قہوہ کی پہلیان کو لمبو کو آتی ہین - جہان سخت موسم ہونے سے خوب سکھائی جاتی ہین - جنوبی مقام کے وسیع اراضی مین قہوہ کی کاشت مین بہت نقصان ہوا کیونکہ پہلے تو موافق موسم کے ہونے سے پودھون کو قوت ہوئی لیکن بعد کو موسم مین خرابی آجانے سے پودھے رفتہ رفتہ بالکل کمزور ہوگئے - خاص کاشت نومبر اور اکٹوبر مین ہوتی ہے اور دوسرے بار کسیقدر ماہ مئی مین -

لنکا مین عمدہ اراضی قابل کاشت کی قیمت فی ایکر آٹھ پونڈ سے لیکر ۲۰ پونڈ تک ہوئی اور ۲۵ پونڈ سے لیکر ۳۰ پونڈ تک فی ایکر خرید شدہ اراضی مین تیاری باغ تعمیر مکان سڑک راہ وغیرہ مین خرچ ہوتے ہین - تخم کاری کیلئے زمین عمدہ قسم کے دو فٹ عمیق ہو کیونکہ قہوہ کی جڑین دو تک پہونچتی ہین اور تخم نصف فٹ کے فاصلہ پر بوئے جائین - اگر زمین خشک ہوجائے تو سبز شاخون سے

ڈاپ کر رات دن پانی دینا چاہیئے۔ اگر بارش عرصہ تک متواتر رہیگی تو عجب نہین کہ زمین کے اندر تخم سڑ جائین نمی اور گرمی کے لحاظ سے چھ ہفتہ سے لیکر تین ماہ تک تخم اُگنے کے لئے ضرور ہین اور بعدہ چار ماہ کے بعد درختون کا نقل مقام کیا جائے۔

سیلون مین کام کرنیوالے جنکی تعداد ۲ لاکھ بیس ہزار ہے مدراس کے جنوبی مقامات سے مئی اور اکتوبر مین آتے اور جنوری اور اپریل مین واپس جاتے ہین۔ نشیبی باشندگان جزیرہ اس کام کیلئے ناکافی اور ناقابل ہین۔

۱۸۴۱ء سے ۱۸۴۶ء تک شمال کے مزدورون نے ۳ لاکھ ۸۵ ہزار سے لیکر چار لاکھ پونڈ تک بچایا یا اپنے وطنون کو بھیجا ہوگا مگر جہان اسقدر مالی فایدہ ہے وہان جان کا بھی بڑا خطرہ ہے اس آٹھ برس مین ستر ہزار قلی ملاباری مر گئے۔

جنوبی ہند

جنوبی ہندوستان مین قہوہ کی کاشتکاری ۳۵۰۰ فٹ بلندی سے لیکر ۴۰۰۰ فٹ تک ہوتی ہے۔ کنین نے پہلے پہل کامیابی سے قہوہ کی کاشت کی اور "کنینس میسور" اونکی قہوہ کا نام مشہور ہوا یہان کی پہلیون کے رشون کی باہمی چسپیدگی اور زیادتی کی خوشبو زیادہ مشہور ہے۔ ۱۸۳۲ء سے اہل یورپ اس کے زراعت کے جانب مائل ہوئے اور بہت جلد کنین کی قہوہ

تمام شہرت پذیر ہوگئی پانچ سے ۹ شلنگ فی ہنڈرویٹ سے لیکر ۱۵ شلنگ فی ہنڈرویٹ قیمت پہونچی اور دیسی لوگون کی قہوہ بجاے فی من ایک روپیہ کے چھ اور آٹھ روپیہ فی من قیمت ہوگئی (ایک من ۲۸ پونڈ یعنے چودہ سیر کا) پہلا باغ بودن بابا کے پہاڑی پر لگایا گیا بعدہ منظور آباد مین۔

اس امر کی بہی کوشش کیگئی کہ میدانون مین پودے لگائے جائین مگر کامیابی نہوئی۔

۱۸۶۲ء مین اراضی قابل کاشت قہوہ کی بڑے قدر ہوئی دو برس کے پورانے پودے ۱۲-۱ اور ۱۴ پونڈ فی ایکر بکنے لگے۔ اسی طرح جس قدر پورانے بنی دیسی ہی قیمت مین ترقی تہی اور قہوہ ۵۷ شلنگ سے ۵۹ شلنگ فی ہنڈرویٹ قیمت تہی۔ اوسی زمانہ سے کاشتکارون کو شک پیدا ہوا اور بعض اضلاع مین نتیجہ نہایت تباہ کن ہوا۔

کرگ مین قہوہ کے دشمنون نے (کیٹرپلر۔ گبونس۔ چوہے۔ سرمایہ کی کمی مالک کی عدم توجہی) زور شور سے حملہ کیا اور اگرچہ مزدوری ارزان تہی مگر کارکن سڑک پختہ موجود لیکن ۱۸۶۶ء مین باغیچہ ناقابل فروخت تہا ٹراونکور مین ۱۸۶۵ء مین ۷۸۱۷ ایکر اراضی ۲۱۴۷۶۱ روپیہ کو فروخت ہوئی تخمینہ کیا گیا ہے کہ ایک ایکر جنگل واقع نیلگری سمیت کل اخراجات دو سو روپیہ مین تیار ہوچکا ایک عمدہ مکانات سکونت چہار ہزار مین تیار ہوگا اور گری نکالنے۔ کل رکھنے اور گودام بنانے مین چار ہزار اور خرچ ہونگے۔ غرضکہ سو ایکر زمین کی تیاری مین تیس ہزار کا خرچ

تخمینہ کیا گیا ہے۔

زمین

جنوبی ہندوستان (برٹش انڈیا) کی زمین باغ بنانیکے لیئے عمدہ کہی جاتی ہے موقع مرتفع اور سیلاب اور ہوائی طوفان سے محفوظ ہے جس دامن پہاڑ مین اسکے کہیت ہون اور اونپر سایہ ہو وہ ہر موسم مین فایدہ مند ثابت ہوے اور جہان ہمیشہ دھوپ رہتی ہو اور سکے پہلیان قبل از وقت پک جاتی ہین کورگ مین قہوہ اچھی ہوتی ہے۔ دستور ہے کہ جہان خفیف حرارت اور نمی ہوتی ہے وہان قہوہ کی خوب پیداوار ہوتی ہے۔ کورگ مین چھ مہینے خوب بارش ہوتی ہے اور بقیہ ایام مین خوب تیز دھوپ۔ پہاڑی ملکون مین مٹی کو بہجانے سے روک رکھنے مین گھاس کی جڑ بہی آب و ہوا قہوہ کیلئے موزون ہے۔

تخم ریزی

جو تخم کہ تخم ریزی کے لیئے علیحدہ رکھے جاہین مناسب ہے کہ اونکو جلد تر کام مین لانا چاہیئے کیونکہ بہت جلد اونمین سے اُگنے کی قوت زایل ہو جاتی ہے کم عمر و نٹھی کے تخم مین وہ اوصاف نہین ہوتے جو چار پانچ سالہ و نٹھے کے تخم مین ہوتے ہی صاف عمدہ اور بعض جراحت سے پاک پہلیون کو نرسری مین بونا چاہیئے خود وہ عمدہ کہاد والی زمین ہو یا کوی سایہ دار ظرف ہو فاصلہ ایک معقول درجہ تک ہو کیونکہ تا وقتیکہ وہ کچھ بڑہی نہین وہین رہینگی۔ سات مہینے کے بعد نرسری (پنیر گاہ) سے پودے نکالے جا سکتے ہین

ایک بوشل مین دس ہزار پودے ہے ایک ایکر زمین مین ہونگے۔ قہوہ کے پودے قطار در قطار چھ چھ خواہ آٹھ آٹھ فٹ کے فاصلہ پر (۲) انچہ عمیق اور ۸ انچہ دور کے سوراخون مین لگانا چاہیئے۔ پتیون کو اسطرح کاٹنا چاہیئے کہ ہر شاخ پر دھوپ پہونچے تیسرے چوتھے سال مین عموماً درخت تیار ہوجاتے ہین۔ قہوہ کے درخت اگر بڑہنے پائین تو ۱۵ فٹ تک بلند ہوتے ہین مگر پہل توڑنیکے لیئے اسکو بڑہنے نہین دیتے اور صرف اس آسانی کے لیئے اوسکو تین ساڑہے تین فٹ تک جانے دیتے ہین اس سے پیداوار مین کمی ہوتی ہے کم سے کم ۲۵ فیصدی کا نقصان ہے۔ اگر کوی شاخ نکلی تو توڑ دالنا چاہیئے کبھی زاید شاخون کا کاٹنا نہین چاہیئے۔ درختون کو حرارت آفتاب سے محفوظ رکہین ایسا ہو کہ جل جائین اور اسلیئے سایہ کے قرب مین باغیچہ بہتر ہے اور اسطرح کہاد بنانے سے مٹی کو محفوظ رکہنا چاہیئے۔ جس عمر تک قہوہ کی درخت پہونچتے ہین اسکی اب تک کامل طور پر تحقیق نہین ہوئی۔ لنکا۔ دیناد۔ میسور وغیرہ مین دیسی کاشت کار قہوہ ایسے درختون کو بکرشت پاتے ہین جنکی صحیح تعداد عمر معلوم نہین اور جو کئی پشتون سے برابر چلے آتے ہین۔

پھل

پہول پہولنے سے پہل لگنے تک آٹھ نو ہفتے کا فرق ہوتا ہے سبز پتیون پر سفید پہول نزدیک اور دور سے نہایت دلفریب معلوم ہوتا ہے پہولون کی عمر صرف یکروزہ ہے۔ آدہی انچہ کا پہل دنٹی کے جڑ مین لگتا ہے جب

پورا بڑھ جاتا ہے تب ہی سبز ہی رہتا ہے اور پکنے ایک ماہ پہلے زرد ہو جاتا ہے اور مختلف قسم کے سایہ پہونچانے سے مثل یاقوت کے آخر مین سرخ ہو جاتا ہے - آخری وقت مین تراوت زیادہ چاہیئے - جب مثل خون کے سرخ ہو جائے تب بالکل پختہ سمجھنا چاہیئے - پکنے کے بعد فوراً توڑ لینا چاہیئے -

سیلون کی قہوہ

بازارون مین سیلون کی قہوہ کو دھوئی ہوئی قہوہ کہتے ہین موخہ کی قہوہ کو چھلکے دار کہتے ہین اور یہہ عمدہ و افضل ہوتی ہے -

موخہ کی قہوہ

اسکی کاشت بہت مختصر مسطح کہیتون مین ہوتی ہے اور جب تک پھل خود پک کر گر نہ جائین یا گرائے نہ جائین درخت ہی مین لگے رہتے ہین - آب و ہوائے ملک عرب کے اقتضا سے اندر کا شیرہ سخت ہو جاتا ہے اور ہاتہہ سے اوسکے کل اجزا علیحدہ کرتے ہین -

لنکا کی قہوہ

جب پہلیان باغیچہ سے ذخیرہ مین لائی جاتی ہین تو گودہ علیحدہ کیا جاتا ہے - تانبے کے ایک پیلن سے جسکو پلپیر کہتے ہین پہلیان دبائی جاتی ہین کہ اوپر کا چھلکا علیحدہ گرتا ہے اور اندر کی گری دبکر نکلتی رہتی ہے - گودہ کے ساتہہ بیج بہی نکل جاتا ہے جسکو ایک حوض مین لیجا کر پہر دہوتے ہین اور اسطرح سے بیج جو عمدہ ہوتے ہین وہ پانی کے اندر بیٹھہ جاتے ہین اور جو خراب اترائے ہین

اسکے بعد وہ بیچ تین روز تک دھوپ مین سکھلائے جاتے ہین۔ سیلون سرد مقامون مین قہوہ کی درستگی کا کام اچھی طرح نہین ہوتا اسلئے کولمبو مین پہونچاکر اور خاص کلون کے ذریعہ سے غیر ضروری اجزا علیحدہ کئے جاتے ہین اور اوسکے بعد وہ جہازون پر روانہ کئے جاتے ہین۔

تجارت کی نظر سے قہوہ کی غرت بلحاظ اوسکے جسامت شکل رنگ اور خوشبو کی ہوتی ہے۔ علاوہ چکنے کے جو ضروری ہے بشرطیکہ ممکن ہو ایک اور عمدہ ذریعہ اوسکے شناخت کا یہہ ہے کہ تازہ پسی ہوئی قہوہ مین خوشبو خوب آتی ہے۔ عمدہ قسم کے قہوہ پیسنے کے بعد مجموعی نظر مین سیاہ معلوم ہوتی ہے۔ بعض قسم کے پہلیان جب بھونی جاتی ہین تو بھنے اونکا موٹا اور سخت پوست قایم رہتا ہے۔ خاص کر میسور کے قہوہ مین۔ برخلاف اسکے موخہ کی قہوہ جب بھونی جاتی ہے کھرکھری اور مختلف الالوان ہوجاتی ہے۔

ابی سینیا کی قہوہ بہی افضل ہوتی ہے مگر مین کے قہوہ سے اوسکا نمبر ادنی ہے اوسکے بعد ہندوستانی قہوہ کا نمبر ہے۔ عرب مین قہوہ کو لوگ کڑاہی مین بھونتے ہین جب تک کہ کرکری اور سرخ نہو جائے اور دھوان پیدا نہو۔ بعدہ نہایت ہوشیاری سے قبل اسکے کہ اوسمین سیاہی آئے یا جلجائے آگ پر سے اتار لیتے ہین اور کانچ کے برتن مین سرد کر لیتے ہین۔ بعدہ گرم پانی مین ڈالکر ابالنے کی حالت مین متواتر ایک لکڑی

حرکت دیتے رہتے ہین) ہاون دستہ سے چورچور کرتے ہین اسا تہ وقت زعفران اور دوسرے خوشبودار چیز ڈالتے ہین بعدہ چہان لیتے ہین۔

کھاد

جن باغیچون مین خوب کہاد دیگئی اوسکی سرسبزی کی دہوم بہی خوب رہی۔ مویشی سے اچہی اور مفید کام کہاد کا لیا جاتا ہے۔ درختون کی پتیان جو زمین پر گرین ہون اور مقامی گہاس سے عمدہ کہاد ہوتی ہے گائے کا گوبر کہاد کیلئے سب سے زیادہ مفید ہے۔ گوبر ہی اوسمین داخل کر دینا چاہیئے لیکن بوسیدہ لکڑی پتی وغیرہ سے علیحدہ رکہنا چاہیئے کیونکہ قہوہ کے دشمن بوسیدہ کہاد مین پیدا ہوتے ہین۔ تمام باغیچہ مین ایک مرتبہ کہاد پہونچانیکی کم ضرورت ہوتی ہے۔ بلکہ تکڑے تکڑے کرکے ہر دوسرے تیسرے سال کہاد پہونچانا چاہیئے ایک مرتبہ سیلون کے ایک باغیچہ مین بے انتہا خرچ سے تمام وکمال خوب کہاد دیگئی اوسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ فی ایکڑ ۲۰ سنہر دویٹ قہوا پیدا ہوئی

کہاد کے لیئے ہڈیون کا چورا گائے گا گوبر لکڑی کی راکہہ نہایت مفید ہین اور آسانی سے ملتی ہین۔

اگر اور چیزین نملین تو چونا وغیرہ بجاے اونکے مستعمل ہو۔ ایک ڈاکٹر نے بعد آزمایش کے لنکا کے قہوہ کی نسبت لکہا ہے کہ قہوہ کی ایک ہزار پونڈ کچی پتیون

مفصلۂ ذیل اجزاے کیمیادی ترکیب پاتے ہین - پوٹاش ۳۷ پونڈ چونا ۱۴¾ پونڈ میگنیشیا ۲¾ پونڈ - لوہا ۱¼ پونڈ سلفورک ایسڈ (نمک کندھک) ۲½ پونڈ کلورین ¾ پونڈ کاربونک ایسید ۱۱¾ فاسفورک ایسڈ ¾ پونڈ سلفٹ آف لایم اور کاربونیٹ آف میگنیشیا اور فاسفورک ایسڈ کھاد کیلئے نہایت ضروری اجزا بتلائیگئے -

نفع ونقصان

جنوبی ہندوستان اور لنکا مین یورپین کو قہوہ کی کاشت خاصکر اراضی کے خرید و فروخت مین بہت اچھا نفع حاصل ہوا - لیکن نقصان بھی ایسا عام اور زبردست ہوا کہ گورنمنٹ کے ملازم اور اراضی خرید و فروخت کرنیوالون کی کل جمع پونجی بالکل صاف ہوگئی چنانچہ ۱۸۸۱-۸۲ء مین عام نقصان ہوا - قہوہ کی پیداوار مین موسم کے لحاظ سے بہت تبدیلی ہوئی ہے اسکے سوا درختون کے مختلف الاقسام دشمنون کے زبردست حملہ سے عام تباہی ہوگئی -

لنکا مین پہلا باغیچہ ۱۸۲۵ء مین باقاعدہ مرتب ہوا ۱۸۷۵ء تک تباہ کن کیڑون کی کثرت نہ تھی لیکن رفتہ رفتہ ترقی ہوتے ہوتے ۱۸۷۶ء مین وہ زور ہوا کہ عام کاشتکاران قہوہ مین عظیم تہلکہ مچگیا یہ وہ زمانہ تھا جبکہ یورپ مین ایسا ہی غدر آلو انگور مین عام پیدا ہوگیا تھا ہوا تھا ان کیڑون کی عجیب و غریب حالت ہے جس درخت مین لگ جاتی ہین پہر اوسکی ترقی بلکہ اوسکا وجود معدوم ہوجاتا ہے انکا عدم اور وجود بھی تعجب انگیز ہے کبھی تو نہایت عجلت سے تمام باغیچہ مین پہیلا ہوا دکھلائی

دیتا ہے اور کبھی ہزارون درختون مین سے صرف ایک ہی پر ہے کسی باغیچہ مین بلکہ ایک ہی باغیچہ کے کسی ایک مقام پر سال سال بھر غایب اور دوسرے مقام مین بارہون مہینہ موجود تحقیقات سے معلوم ہوا کہ دنیا مین کوی باغیچہ ایسا نہین ہے جہان ان مضر کیڑون کا وجود کم بیش نہو۔ یہہ کیڑے چھوٹے مختلف الاجسام اور مختلف الالوان ہوتے ہین۔ سفید۔ بھورے۔ سیاہ وغیرہ وغیرہ۔

ان کے علاوہ قہوہ کا ایک اور سخت دشمن گھونس ہے یہہ جانور پہلیان نہین کہاتے مگر چہال ایک انچہ تک نہایت صفائی اور ہمواری سے کہا جاتے ہین اگر درخت کم عمر ہوتے ہین کہ نرسری سے نکال کر لگاے گئے ہون تو وہ نیچے ہی نیچے درختون کو کھود کر مسلم اپنے سوراخ مین لیجاتے ہین باغیچون مین ان گھونسون کا آنا ہمیشہ نہین ہوتا بلکہ گاہگاہ۔ لیکن لنکا مین کوی باغ ایسا نہین ہے جہان انکا قدم نہ آتا ہو۔ وہان کے باشندون کا بیان ہے کہ گھونس کی خاص غذا ایک پودا نیلو نامی ہے جب اوسمین کمی پڑتی ہے یا نہین ملتا ہے قہوہ کی جانب توجہہ کیجاتی ہے۔

دوسرے نقصان رسان جانور ایسے سخت اور مہلک نہین ہین گلہری پہلیون کو کہاتی ہے مگر قہوہ چھوڑ کر گودہ ہضم کرجاتی ہے اسیطرح شغال اور بندر گاہگاہ تصرف کرتے ہین ہرن بھی کبھی کبھی جنگل سے آکر پودھون کی پہنگیون کو کہا جاتی ہے۔

ان نقصانات کا علاج مختلف طور سے کیا گیا اور ابتک بہت کم فایدہ ہوا منجملہ بہت سے علاجون کے ایک یہہ تہا کہ سرخ چیونٹی (دیمک) بہت سی لاکھوڑی گئین مگر بجاے علاج کے یہہ نقصان ہوا کہ کہیتون کے اندر قلیون نے جانے سے انکار کیا کیونکہ یہہ دیمکین بہت زور سے کاٹتی ہین بعدہ یہہ تجویز ہوی کہ ان کیڑون کو جو پودہون کے تنون اور شاخون مین لپٹے رہتے ہین ہاتون سے مل ڈالا کرین۔ گو اس سے بہت سے جانور فورا مرجاتی ہین مگر لاکہون کا مارنا آسان نہ تہا اسلیے کامیابی کم ہوی پہر درختون کے جڑون مین روغن تارلگایا گیا مگر اوس سے بہی خاطر خواہ فایدہ نہوا بعدہ یہہ خیال ہوا کہ اعلی درجہ کی کاشت مین شاید یہہ جانور نہ پہونچین مگر معلوم ہوا کہ جب تک کوی ایسی تبدیلی نہو جسکا طبعی اثر کہیتون پر پڑے کوی فایدہ مترتب نہوگا۔ پس کہلے ہوے گرم اور ہوادار کہیتون کی تجویز ہوی جنمین ہویرا کیڑا جو سخت مہلک ہے مشکل سے زندہ رہیگا۔ یا اگر باغون کی وسعت مین کمی کیجاے اور کچہ حصہ اس تقلیل کے اعلی درجہ کی کاشتکاری سے کام لیا جاے تو یقین ہے کہ یہہ کثرت دشمنون کی باقی نرہیگی۔

احاطہ مدراس مین قہوہ کے درختون مین گہن لگنا ہے پہلے یہہ جانور شاخون مین چند سوراخ کرتے ہین جس سے انکا وجود معلوم ہوجاتا ہے مگر چند ہی روز کے بعد لاکہون کروڑون سوراخ نظر آتے ہین اور سفوف مثل برادہ کے گرتا رہتا ہے۔ درختون کی پتیان رفتہ رفتہ زردی مایل ہوجاتی ہین یہان تک کہ وہ مرجہا کر گر پڑتی ہین اور درخت خشک ہوجاتا ہے اگر یہہ نقصان سیکڑون درختون تک محدود رہتا تو بیچارے کاشتکار کسی نہ کسی طرح اس چہوٹے مگر خوفناک دشمن کا مقابلہ کرسکتے تہے اور نقصان برداشت کرلیتے۔ مگر صدہا ایسی

مثالین موجود ہین جس سے پایا جاتا ہی کہ ہزارہا باغیچے اسطرح تباہ ہوگئے۔
عرصہ دراز تک تو گھن کا علاج نہو سکا مگر آخر کار معلوم ہوا کہ ان کے بیضے جس سے بچے نکلتے ہین اور نسل کی افزایش ہوتی ہی درختون پر ہین سیئے جاتے ہین۔ روشنی اور دھوپ لازمی ہی۔ پس قہوہ کی درختون کو دوسرے بڑے درختون کا سایہ پہونچایا گیا جس سے بہت مفید اثر پہونچا۔

پتیون مین عارضہ

لنکا مین پہلے پہل ۱۸۶۹ء مین اور جنوبی ہندوستان مین ۱۸۷۰ء مین پتیون کا عارضہ دیکھا گیا اس بیماری مین پہلے زرد داغ ہوتا ہی پودہ رفتہ رفتہ سیاہ ہوجاتا ہی۔ اس زرد داغ پر تاریکی رنگ کی خاک پڑی رہتی ہی جو آسانی سے مل ڈالی جاسکتی ہی۔ یہہ داغ رفتہ رفتہ بڑہکر تمام پتیون مین ہوجاتا ہی یہانتک کہ پتیان زمین پر گر پڑتی ہین اور درخت بالکل برہنہ ہوجاتا ہی۔ موسم بہار مین پہر پتیان پہوٹتی ہین اور دشمنون سے پہر نجات نہین ملتی۔ یہانتک کہ فصلین پامال ہوجاتی ہین۔ پس لنکا مین ۳ لاکہہ ہندرد ویٹ قیمتی دس لاکہہ ۲۵ ہزار پونڈ کا سالانہ نقصان ہوتا ہی۔ کہتے ہین کہ یہی عارضہ جو درختون مین ہوتا ہی بھیڑون کے گوشت اور ریشے مین چیچک سی پیدا ہوجاتا ہی جو اسی قسم کے بیماریون کے اسباب انسان اور دیگر ادنی حیوان مین ہوتے ہین۔ ابہی تک اُن ذرہ نما پودہون کی دور کرنیکی کوئی ترکیب نہین نکلی جنکے تخم ناقابل فہم قلیل المقدار کے ہواؤن مین نہایت کثرت سے اڑتے ہین اور درختون کے پتیون پر پہونچکر اونکی غذا ہوجاتے اور بیماری پیدا کرتے ہین۔ گندھک کی استعمال سے کسیقدر فائدہ ہوتا ہی جو سیلون مین اور استعمال کیا جاسکتا ہی۔
ہندوستان مین پہلے پتیون کے عارضہ سے کچہہ زیادہ اضطراب نہین ہوا لیکن جب اوسکی

ترقی برابر ہوتی رہی تو عظیم تہلکہ کاشتکاروں مین پڑگیا تقریباً سب کے سب متفق ہین
کہ کہا دسے زیادہ مفید علاج ہے جب لیبرین پودے شروع شروع مین لگائے
گئے تو امید کیگئی تہی کہ دشمنون سے اسکو کچہہ خطرہ نہوگا مگر تجربہ سے یہہ امید غلط ثابت ہوئی
کہارگی کثرت سے پہیلجاتا ہے اور بلا وجہہ غایب ہوجاتا ہے۔ اور اثر نہایت مضر چہوڑجاتا
ہے۔ محض پتیون پر حملہ ہوتا ہے اور دیکہتے ہی دیکہتے شاخین برہنہ پائی جاتی ہین اس
عارضے سے درخت کی صحت و قوت پر حملہ نہین ہوتا مگر جب پتیان جو پہلیون پر سایہ
کئے رہتی ہین گرجاتی ہین پودہ آفتاب کی تپش سے رفتہ رفتہ مرجہا جاتی ہین اور فصل
خراب ہوجاتی ہے۔ ۱۸۷۲ء تک اس بیماری سے سیلون کے پودہون کو کم نقصان ہوا تہا ویناڈ
مین کوی باغیچہ نہین بچا مگر ٹراونکور کی ۲۵۰ باغیچون مین سے صرف ایک مین نہایت ہی کم اثر اس
عارضہ کا ہوا۔ ایک شخص لکہتا ہے کہ پوٹاش گنپیے شیا اور امونیا کے استعمال سے پتیون کے
اس عارضہ مین تخفیف ہوجاتی ہے اور تجربہ کیا گیا ہے۔ چونہ کا استعمال نہایت مفید ثابت ہوا ہے
بہت سے ماہرین علم نباتات نے مختلف ادویہ تجویز کیا ہے۔ بیرین مدراس کا بیان ہے کہ ۱۸۷۸ء مین لنکا مین
پتیون کے عارضہ سے ۲۰ لاکہہ پونڈ نقصان ہوا اگر جسقدر بیچارے دیسی اس دشمن کے پامال خراب خستہ
ہوگئے مین وہ آفت کسی پر نہین آئے جہان تقریباً بالکل کاشت کاری ترک کردیگئی ۱۸۷۸ء کی پہلے
دیسی کاشتکاروں کا دو گروہ تہا ایک خواہشمند تہا کہ دفعیہ کی عمدہ تدبیر صرف اعلی درجہ کی کہاد ہے
دوسرا اس رای کا مخالف لیکن متواتر تباہیون سے سب کے سب بہت جلد زراعت کے نقص دفع کرنے پر متفق ہوگئے
لنکا مین پہلا عارضہ پتیون کا ۱۸۶۹ء مین معلوم ہوا ۱۸۷۱ء مین عام طور سے پہیلگیا ۱۸۷۲ء مین ۱۰ لاکہہ
ہندرد ویٹ تہوہ انگلستان دانہوی مگر ۱۸۷۸ء مین ۹ لاکہہ گئی تہی اوسکے بعد سے فی ایکڑہ ہندرد ویٹ

پر کبھی نہین ملی۔ بلکہ چوتھے برس فی ایکر ۳ ہنڈرویٹ ہوگیا۔

پتیون مین بوسیدگی

کولا روگا ایک قدیم دشمن اوراق شجر ہی جو میسور کے قہوہ کی پتیون مین پایا جاتا ہی یہ یا
مین اسکی زیادتی ہوجاتی ہی اور جس پتی پر اسکا اثر ہوتا ہی وہ سیاہ ہوجاتی ہی اور گر پڑتی ہی
اسکے بعد کل پتیان ہی زمین پر آرہتی ہی لیکن جو باقی رہ بھی جائین تو وہ پختہ ہونیکے قبل ہی
پک جاتے ہین۔ آزمایش کرنے پر معلوم ہوا کہ پتیون کے نیچی کی سطح سفید سفید ہوجاتی ہے
بہر جاتی ہی مگر تصفیہ طلب ہی کہ سیاہی جو پتیون مین دوڑ جاتی ہی وہ اوسکا نتیجہ ہی یا سبب
اسمین شک نہین کہ اسی بوسیدگی کی وجہ سے کافی آبرسانی اور ثمانون کا ہر جہار طرف سے ہیر

اسٹمپ

ایک اور نقصان رسان شے قہوہ کی باغیچون مین ہوتی ہی جبکو اسٹمپ یعنی جڑ کہتے ہین جب بالکل
کیا جاتا ہی تو ایک خاص قسم کی دخت مین پیوست ہوتی ہی کہ اوسکا اثر عرصہ دراز کے بعد
درختونکو نقصان پہونچاتا ہی اور یہہ درخت بظاہر معلوم اثر سے مرجھانا شروع ہوتا ہی یہہ
کو رگ مین ہوتا ہی۔

ایک اخبار نے قہوہ کی پتیون کے دشمنونکے لیے ایک ترکیب بتلائی اور آزمایش کرنے پر پوری اتری ایک
بہت سے کیڑے لیکر قوت دار خوردبین کے نیچے رکھا اور ایک قطرہ سوڈہ واٹر کا چھوڑ دیا
فوراً ان کیڑون نے علیحدگی اختیار کی اور مر گئے ایسا کوئی عرق درختان
قہوہ کیلئے مفید ہوگا

ابتک گندھک کا استعمال نہایت مفید ثابت ہوا ہے۔

اس سارے بیان کا خلاصہ یہہ ہو کہ ہمارے ملک کے لوگ دیکھین کہ شائستہ قومون نے اپنے فراست اور دانائی سے کہان تک ان تمام سود مند کاشت اور تجارت مین ترقی کی ہو اور یوماً فیوماً ترقی کرتی جاتی ہین برخلاف اسکے ایک ہمارے قوم کی حالت ہے کہ اسطرح کے مفید اور نفع بخش کامونکی طرف مطلقاً توجہہ نہین کرتے اگر کوئی شخص دل سوزی سے قوم کی طرف متوجہہ ہوا اور انکے فائدہ کی کہے تو اس سے بھی جی چراتے ہین کچھ ایسے ہین کہ جن کا مونہین - نفع عظیم ہو اس مین جان و مال کا نقصان بھی ہوتا ہو مگر ہمت اور عزم جزم اور سعی و غور و فکر سے تمامی قسم کے نقصانات کی تلافی ہوتی ہو ہمارے ملک مین دامن کوہ چندرگتی واقع پرگنہ امرآباد اور نیز پاکہال اور ایٹورنا گارم وغیرہ غالباً کافی کے کاشت کے واسطے مفید ہون اس نواح مین کہین کہین ساٹ (۶۰) ستر (۷۰) انچ تک بارش ہوتی ہو اور یہہ مقامات سطح سمندر سے بہت اونچے ہین اور یہان بڑے بڑے اشجار بھی موجود ہین اور جابجا پہاڑ کا سلسلہ چلا گیا ہو کچھہ عجب نہین کہ ایسے مقامات مین کامیابی ہو بشرطیکہ عمدہ طریقہ سے امتحان کیا جائے ہمارے ملک مین اسوقت مولوی عبدالحی صاحب مددگار مہتمم بندوبست ضلع کہم کافی کے باغات اور اسکے کاشت کے حالات سے خوب واقف ہین اور وہ اسوقت اپنی مقامات مین دورہ کر رہے ہین جہان - کافی کی کاشت ہونا عین الیقین سے مشاہدہ کیا جاتا ہو اس کا کیا وجہہ ہو کہ ہمارے لایق مددگار اسطرف توجہہ نہین فرماتے اور ایسے مفید عام کاموں سے عام کو اطلاع نہین دیتے -

کچھہ سال گذرے کہ ولی احمد صاحب بتقدار سابق ضلع ایلگندل نے تعلقہ سرسلہ مین ایک کافی کا باغ امتحاناً لگایا تہا من بعد علی بن عبداللہ سابق مہتمم افزایش نسل چوپایان کے نگرانی مین

وہ باغ دیا گیا تھا مجھکو یاد ہے کہ اس باغ کی کاشت مین کامیابی ہوئی اور ایک بار
سات (۷) پلے کافی وہان سے تیار ہوکے بلدہ کو آئی اور فروخت ہوئی سکتے ہین کہ کافی عمدہ
تھی علی ہذا علی بن عبداللہ نے باغ عامہ مین آم کے بڑے بڑے درختون کے سایہ مین
بہت سے کافی کے درخت کے پودے لگائے تھے چنانچہ وہ تمام درخت اسوقت مین کمال
شادابی کے حالت مین موجود ہین اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سرزمین پر کافی
کی کاشت عمدہ ہوسکتی ہے بشرطیکہ مختلف قسم کے بیماریون سے اسکو بچایا جائے
اور مختلف مقامون مین اسکا امتحان ہو۔
مین نے خود ارادہ کیا ہے کہ بہت قریب اپنے جاگیر کے کسی عمدہ موقع کو تلاش
کرکے وہان کافی کے کاشت کا امتحان کرون۔
اور مین وعدہ کرتا ہون جو شخص ہمارے ملک مین کافی کا باغ لگائے اور
کامیاب ہو بشرطیکہ ایسا باغ ایک ایکڑ اراضی سے کم نہو تو مین خود اپنی جیب
خاص سے ایسے شخص کو پانچ سو روپیہ انعام دونگا فقط

مدرسۃ العلوم مسلمانان علیگڈھ

علی گڈھ کالج کے آیندہ بہبود اور انتظام کے بارہ مین آجکل بہت کچھ شور غل مچا ہوا ہے۔ یہ ایک ایسا اہم معاملہ ہے کہ صرف ممبران مدرسہ ہی کا حق نہین ہے کہ وہ اسمین اپنی راے کا اظہار کرین بلکہ تمام قوم اور علی الخصوص اہالی حیدرآباد جنکی اعانت بمقابلہ کسی شخصی یا ریاستی امداد کے بدرجہا زیادہ کالج موصوف کو مل رہی ہے اپنی خالص راے اور اظہار مافی الضمیر کا حق رکھتے ہین۔ بیشک۔ یہ وقت ہے کہ کالج علی گڈھ کا آیندہ انتظام آج ہی سوچ لیا جاے مبادا سہل انگاری مین دیکھتے ہی دیکھتے حالت مرض کی اسقدر ردی ہو جاے کہ آخر کار آخر لعلاج بھی کوئی فائدہ نہ پہونچاے۔

اگر کالج کے اعضاے رئیسہ کی درستی آج ہی کر لی جاے تو آیندہ نہ کوئی اختلال واقع ہو اور نہ ضعف۔ کوئی شخص اس سے انکار نہین کر سکتا کہ آنریبل سید احمد خان بہادر آفتاب لب بامیم اگرچہ اونکے تمام دوستون اور قوم کے بہی خواہون کی زبان پر ہر وقت یہی دعا ہے کہ خدا اون کی عمر مین زیادہ برکت دے اور جسقدر مدت مافوق العادت تک طبیعت زور لگا سکتی ہے اونکو سلامت رکھے۔ سید صاحب موصوف نے جو نتیجہ کام قوم کے لئے کیا وہ ایسا اظہر من الشمس ہے کہ اسکے اعادہ کی حاجت نہین۔ ممکن نہین ہے کہ اگر انتظام مدرسہ انکی زندگی مین خاطر خواہ نہوا تو انکو قبر مین چین پڑے۔ جس شخص نے اپنی تمام زندگی کا حاصل

قومی بہبودی قرار دے لیا ہو اور اپنا کل وقت صرف ایک ہی خیال
مین صرف کرکے بہت دور تک اوسکو کامیابی کی صورت مین دکھا دیا ہو
تو کیونکر ممکن ہو کہ اوسکے آیندہ خلل انداز مشکلون کو دیکھکر حوصلہ
نہو جاے اگر فی الواقع قومی ترقی کا زینہ تعلیم ہو تو تمام بہی خواہان
قوم کو لازم ہو کہ اس معاملہ مین بنظر غایر غور کرین۔

سید احمد خان بہادر تمام ہندوستان کے مسلمانون مین فرد بین
اور دنیا کے لایق ترین اشخاص مین شمار ہوتے ہین اونکا تجربہ تعلیم اور
انتظام تعلیم کے متعلق مستند اور مجرب اور قابل تقلید ہو۔ انہون نے اپنی
بیش بہا زندگی کا معتد بہ حصہ صرف کرنے کے بعد ایک مدرسہ قایم
کیا جسمین ہزارون مزاحمتون کے بعد اونکو اسقدر کامیابی ہوے کہ تمام
ہندوستان کے کالجون مین من حیثیت المجموع اوسکو افضلیت ہو۔
نہایت درجہ کی جانکاہی اور استقلال و تحمل کے بعد قوم
کے روبرو فقیرانہ جھولی ڈالکر دریوزہ گری کرکے لکھو کا روپیہ کا سرمایہ
جمع کرلیا جو حقیقت مین اون لوگون کے نزدیک جو ہندوستان اور
ہندوستانیون کی طبایع خصوصاً مسلمانون کے موجودہ حالت سے واقف
ہین ایک امر غریب بلکہ ممتنع الوقوع معلوم ہوتا ہو۔ سید صاحب
نے تمام موانع و عوایق کو تمام وقتون اور مشکلون کو جھیلکر آخر کار وہ کامیابی
حاصل کی جو کم کسیکو نصیب ہوتی ہو۔ صلاح و خیر کی کشاورزی مین

اگر کسی نے زمین ہموار کو کما کر تیار کیا تو بڑا کام کیا اور اگر زمین جوت کما کر تخم ریزی بھی کر پایا تو اوسکا کیا کہنا ہے گویا نور علیٰ نور ہے۔ مگر سید صاحب نے نہ فقط زمین کو درست اور تیار کیا بلکہ تخم ریزی بھی اپنے ہاتھون سے کی اور نہ فقط تخم ریزی اپنے ہاتھون سے کی بلکہ اپنے کاشت کو سرسبز وشاداب ہوتے دیکھہ لیا اوسکو بار آور ہوتے دیکھہ لیا بلکہ اپنے ہاتھون سے خرمن کیا اپنے ہاتھون سے اوسکے دانون کو جمع کیا اور حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ السلام کی طرح آیندہ کی خشک سالیون کے واسطے غلہ کا انبار لگا دیا۔ اگر مسلمانون مین کوئی شخص قومی خدمت کے معاوضہ مین شکریہ کا مستحق ہے تو یہی ایک غریز الوجود سر سید احمد ہین۔ لیکن کالج جو حقیقت مین سید احمد خان کی ہمیشہ قایم رہنے والی زندگی ہے آیندہ خطرات سے بے کھٹکہ نہین ہے اس لئے ایک دور اندیش اور پختہ کار ناخدا کی طرح جو حتی المقدور طوفان سے محفوظ رہنے کے لئے وقوع واقعہ سے پہلے ہی انتظام کر لیتا ہے۔ سید صاحب کو ضرور ہوا کہ وہ ابھی سے اون تدبیرون کو مضبوط کرین جنسے یہ قومی جہاز آیندہ کے خطرون سے بچکر لنگر گاہ مقصود تک پہونچ جاے اور ہمیشہ کے واسطے مامون اور مصئون ہو جاے۔ اور ہم لوگون کا فرض عین اور عین فرض ہے کہ اپنے اعلےٰ درجہ کی سعی وکوشش کو اون کی کمک اور مدد مین صرف کرین اور اس کام مین غرض اور نفسانیت کے دواعی کو نزدیک نہ پھٹکنے دین

قوم کے لیے یہ تو خوشی کی بات ہی کہ اتنا بڑا تیار شدہ کالج جو پندرہ برس سے باقاعدہ جاری ہی اونکے سپرد کیا جاتا ہی مگر یہ بڑے حیف کی بات ہوگی کہ وہ اوس کو اپنے سورند بیری سے پست حالی مین پہونچاے۔ اسکے تحفظ کے لئے ضرور ہی کہ ایک مستحکم مدبرانہ حصار اوسکے گرد کھینچ دین تاکہ پست خیالی کے مضر اثرون سے محفوظ رہے۔ ایسے قواعد نہ ہون جو صرف گنتی کے لئے کثرت اور قلت کے ناموزون فیصلہ پر مبنی ہون کیونکہ ایک لایق اولوالعزم اور تجربہ کار شخص کی راے سیکڑون آدمیون کی راے پر فایق ہوتی ہی۔ ہان مین ہان اور نہین مین نہین ملا دینے والے تو دنیا مین بہت ہین مگر بات کی تہ تک پہونچنے والے معدودے چند ہوتے ہین۔ جہان پبلک معاملات مین ذاتیات پر حملہ کرنا فرض خیال کرلیا گیا ہو اور جس ملک مین مفید عام رایون سے قطع نظر کرکے اہل الراے کی شخصی محاسن اور معایب کی تفتیش جزو اعظم قرار دی گئی ہو وہان کی مجارٹی اور مناریٹی (کثرت و قلت آراء) کا خدا ہی فیصلہ کرنے والا ہی ہمارا ملک ہنوز ان معزبی شایستگی کی نعمتون سے مالامال نہین ہوا اور جب تک پبلک اور پریوٹ معاملات مین تمیز نہوگی ہم آزادی راے کی عزت کے مستحق نہین۔ یہ اعتراض ہوسکتا ہی کہ علی گڈھ کالج کے کل انتظام کثرت و قلت راے پر فیصلہ ہوا کیے آیندہ ہونا کیا معنی مگر تھوڑے سے غور اور کالج کی تاریخ ملاحظہ کرنے سے معلوم ہوگا کہ تنا فور

فیصدی معاملات کا تصفیہ محض سید احمد خان صاحب ہی کی رائے پر ہوتا رہا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ ع دولھا کے دم کے ساتھ ہی ساری برات ہے۔ جب تک سید احمد خان کے دم میں دم ہے اوس وقت تک کوئی مشکل مشکل نہیں ہے مگر بطیب یہی گردش وہ زمانہ کالج کو دکھائے گی کہ سر سید نہ ہوں تو قضیہ بدلجائیگا قضیۃ لا اباحسن لہا کا معاملہ ہو جائیگا۔ اسواسطے ضرور ہے کہ ہم ابھی سے اوس وقت کی پیش بندی کر لیں اور سید صاحب کے جیتے جی اس کام کو معطل نہ چھوڑیں۔

میرے نزدیک ایک سید ہی اور صاف رائے یہ ہے کہ جس طرح ہمنے گزشتہ زمانہ میں معاملات کالج کو سید احمد خان کے صوابدید پر چھوڑا تھا اوسیطرح ہمکو ضرور ہے کہ اوسکے آیندہ کے بہبود میں بھی اونہیں کے صوابدید پر تکیہ کریں اور اونکے تجویزوں کو خود پسندی کی مقراض سے نہ تراشیں۔ یہ امر محتاج شرح و بیان کا نہیں ہے کہ قوم نے ابتداے کار سے سید صاحب پر بھروسہ کیا۔ سید ہی صاحب کی امانت و خلوص نیت پر اعتماد کر کے والیان ملک نے امداد کے ہاتھ بلند کئے۔ میرے والد خلد اللہ نواب مختار الملک سر سالار جنگ بہادر مرحوم بھی سے۔ ایس۔ آئی۔ نے جو ایک عالم کی نظروں میں ممتاز تھے محض سر سید احمد خان کی رائے پر بھروسہ کر کے جیب خاص اور اپنی سرکار دولت مدار کی طرف سے کالج کی اعانت فرمائی اسیطرح میرے بھائی ارم نشین نواب سر لائق علیخان بہادر کے سی۔ آئی۔ ای

عماد السلطنت سالار جنگ مرحوم نے بہ نفس نفیس کالج کو ملاحظہ فرمایا اور ہمدردی کے ساتھ بیش رقم امداد سے باعث رونق کالج ہوئے۔ علی ہذا سر آسمان جاہ بہادر۔ اور بہت سے رؤسائے ریاست نے بکشادہ پیشانی بیش بہا امداد سے مدرسۃ العلوم کی عزت افزائی کی۔ یہ امرائے عظام سوائے سید احمد خان کے کسی اور کے نام تک سے واقف نہ تھے فقط اونہین کے اعتماد پر بیدریغ شاہانہ اعانت کرتے رہے اب کیا وجہ دکھائی جاسکتی ہے کہ وہ اپنے اعتماد مین کمی کرین اور سید صاحب کی رائے کو ضعیف سمجھین۔

اسوقت کالج کے متعلق دو امر مابہ البحث ہین۔ اول آنریبل سر سید احمد کو بحیثیت سکرٹری اختیارات کامل ہونا۔ دوم سب سے بڑا اور نہایت ضروری امر سر سید کا جانشین مقرر کرنا۔

جب یہ امر مسلم ہے کہ آنریبل سر سید کی ذاتی کوششون سے مدرسۃ العلوم کا وجود قایم ہوا اور انہین کے ذاتی وجاہت اور اخلاقی مراسم سے آج کالج اپنے قابل فخر حالت تک پہونچا ہے تو پھر مین نہین سمجھ سکتا کہ اون کو وہ ضروری اختیارات کیون ندیے جائین جو نظم ونسق اور حسن وخوبی مدرسہ کے لئے وہ مناسب سمجھتے ہون۔ آنریبل سر سید احمد خان کی مختلون کا کوئی شخص انکار نہین کرسکتا اگرچہ قوم کے اور چند بزرگون نے اپنے اپنے مقامونپر کوششین کین چندہ جمع کیا لیکن حقیقت مین مختلف خیال کے لوگون کو اپنا ہمداستان بنا لینا خود سید صاحب کے انتہا درجہ کی مدبری

کا بیّن ثبوت ہے۔ قوم کو ان مختلف سرگرم ممبروں کا بھی سید صاحب کے ساتھ شکر گزار ہونا چاہیئے اور میری دانست میں وہ ممبر بھی بجائے خود مشکور ہونگے کہ اونکی خدمتوں سے قوم نے چشم پوشی نہیں کی اور اونکی سعی و کوشش نامشکور نہیں ہوئی۔ سید صاحب کے خدمات کا اعادہ مشکل ہے کیونکہ اونکی عمر کا کوئی حصہ نہیں ہے جو اسی سعی و کوشش میں صرف ہوا ہو۔ اپنی زندگی اپنا مال اپنی جان اپنا وقت غرض سب کا سب اونہوں نے قوم کی راہ میں صرف کیا۔ علم کا چرچہ پھیلایا۔ مسلمانوں کے حقوق کیواسطے سرکار سے وکالت کرتے رہے۔ انجمنیں قایم کیں۔ سوسئیٹیاں بنائیں مفید اخبار جاری کئے۔ مفید کتابیں تصنیف کیے اور کراتے رہے۔ آخر جب مسلمانوں کی تعلیم اور اسلامی مدرسہ کے قیام کا خیال اونکے ذہن میں راسخ اور مضبوط ہوگیا اوسوقت اونہوں نے پہلا کام اپنے ارادہ کو صرف کرنے کا یورپ کا سفر کیا۔ اپنے وطن کی بہتری کے واسطے غربت اختیار کی۔ انگلنڈ میں رہکر ادہر سر ولیم میور اور عیسائی پادریوں کے حملوں کا دندان شکن جواب دیتے رہے اور ادہر آکسفورڈ اور کیمبرج یونیورسٹیوں اور اوسکے جملہ امور متعلقہ تعلیم کے چربے اُتارنے میں مشغول رہے اور وہاں تعلیمی قواعد کو ہندوستان کے مسلمانوں کے ضرورتوں سے مقابلہ کرتے رہے۔ انگلستان سے واپسی کے بعد سید صاحب مدتوں مسلمانوں کی ترقی تعلیم انگریزی اور دوسرے امور متعلقہ پر انعامی مضامین لکھواتے رہے۔ جب وہ اپنے ابتدائی مقاصد میں کامیاب

ہو گئے تو ایک طرف مدرسہ کی بنیاد ڈالی اور دوسرے طرف تہذیب الاخلاق شایع کیا گو میری ذاتی راے تہذیب الاخلاق کے بعض مضامین کی نسبت کچھ ہی ہو لیکن اس مین کوئی مرد انصاف بین شک نہین کر سکتا کہ تہذیب الاخلاق نے قوم کو بڑا فائدہ پہونچایا۔ مین یقین کہہ سکتا ہون کہ جب وہ زمانہ آویگا کہ کوئی بڑا نقاد معنی و سخن ہندی زبان کی تاریخ لکھیگا تو وہ سید احمد خان اور تہذیب الاخلاق کو اپنے زبان کی لٹریچر کے طبقہ ریفارمرز مین سب سے زیادہ عزت کی جگہہ دیگا۔ غرض یہ کہ قوم کے فائدہ اور کالج کے قیام کے لئے جو ذرایع انہون نے اختیار کئے وہ انہین کے لئے مخصوص ہین کیونکہ عام طور سے روپیہ وصول کرنا جبکہ نہ سرکاری زور ہو نہ دینے والے کو ذاتی منفعت یا معاوضہ کی امید ہو کچھہ آسان بات نہین ہو بلکہ یہی ایک امر اونکی جانفشانی۔ وجاہت ذاتی۔ ہر دلعزیزی کی کافی دلیل ہو۔ یہ ظاہر ہو کہ سر سید قدیمی باشندے دہلی کے ہین اونہون نے صرف مدرسہ کے لئے اپنا عزیز وطن چھوڑا اور استقلال کے ساتھہ مدرسہ سے متصل بود و باش اختیار کرکے اپنی تمام بقیہ زندگی اوسکے تعمیر۔ انتظام۔ نگرانی۔ خط کتابت تحصیل وصول مین وقف کر دی۔ میرے نزدیک یہ واقعات اس امر کے کافی شہادت دیتے ہین کہ مدرسہ کا وجود۔ اوسکا نظم و نسق اوسکی موجودہ حالت بالکل سید صاحب کی ذات سے وابستہ ہو۔ جو استحقاق کالج کے جملہ امور کے متعلق اونکو حاصل ہو اوسکا کوئی دوسرا شخص مدعی نہین ہو سکتا اور اگر مدعی ہو تو اوسکا

دعوی قابل سماعت نہین ہی۔ میری رائے مین جہانتک مدرسۃ العلوم کا سود اور بہبود متعلق ہی سید صاحب کو سیاہ وسفید کا مالک بنانا اور تمام اقتدار بالکل اونکے اختیار مین چھوڑنا فقط مقتضاے انصاف بلکہ عین دانائی ہی۔

تمام ہندوستان مین پانچ کرور سے زیادہ مسلمان ہین اور اس کثیر مجموعہ کے لئے یہی ایک مدرسۃ العلوم قومی حیثیت سے قایم کیا گیا ہی۔ بیشک یہ افسوس ہوگا اگر اوس مین کوئی ضروری بات جو قومی شان وشوکت کے لئے مناسب ہو چھوڑ دیجاے یا اوسکی آیندہ کی کامیابی اور ترقی مین کوئی خلل واقع ہو۔ میرے نزدیک جسطرح آغاز اس کام کا سید احمد خان کے ہاتھون ہوا ہی اوسیطرح انجام بھی اسکا اونہین کی راے سے ہونا چاہیئے اگر یہ کام اون کی راے پر محمول نہ کیا گیا اور اون کے بعد کسی ایسے شخص یا اشخاص کے ہاتھ مین آگیا جنکو سید صاحب کی راے اور ارادون کے ساتھ پوری ہمدردی نہین ہی گو نیت اون کی کیسی ہی درست اور خالص ہو تو مدرسۃ العلوم کا خدا ہی حافظ ہی۔ اسکی بھی وہی صورت ہو جاوے گی جو اور دس پچاس لنگڑی کوششون کی صورت ہوئی ہی۔ اختلاف اور نفسانیت کی کشمکش مین اس ناز پروردہ اور ہونہار درخت کی ٹہنیون سے نا بنائیون کے تنور گرم ہونگے۔ ایک اولوالعزم خالص النیت شخص کی عمر بھر کی محنت ایک آن کی آن مین خاکستر ہو جاے گی۔

کالج کی آیندہ قسمت

اب رہی یہ بات کہ مدرسۃ العلوم کی ترقی کے واسطے کس قسم کی تدبیرین درکار ہین اور سید احمد خان کی تجویزین ان تدبیرون کے موافق ہین یا منافی اس مسئلہ مین غور کرنے سے پہلے ہی پہل ایک اصول موضوعہ کو سمجھہ لینا چاہیئے جسکے بغیر یہ بحث بے سود ہی۔ وہ اصول موضوعہ یہ ہی کہ مدرسہ سے غرض تعلیم اور مدرسۂ قومی کی غایت تعلیم قوم ہی اور تعلیم کے یہ معنی نہین ہین کہ چند کتابین پڑہا دین۔ چند شکلین صاف کرا دین۔ چند مسئلہ یاد کرا دین تعلیم سے یہ مراد ہی کہ متعلم صفات انسانیت پیدا کرے اور مکتب یا مدرسہ سے آدمی بنکے نکلے۔ اوسکے قوائے جسمانی و روحانی کو صیقل ہوجاے۔ اخلاق درست ہوجائین۔ جوہر کھلجائین۔ دنیا مین اپنے ابنائے جنس کے ساتھہ مردانہ معاشرت و معاملت کرسکے۔ حقوق عباد و حقوق معبود کو سمجھے۔ اور خداوند عالم اوسکو جس حالت مین رکھے اوس حالت کے مقتضا کے موافق اپنے فرایض منصبی و ملتی کے ادا کرنے پر قادر ہو۔ ظاہر ہی کہ یہ صفات فقط مکتب مین بیٹھنے اور سبق پڑہنے سے نہین حاصل ہوتے۔ اور یہ امر بھی مسلم ہی کہ ہمارے ملک کے نوجوان تعلیم یافتہ گو۔ ایم۔ اے۔ اور ایل ایل ڈی کیون نہون ابھی اسکے قابلیت نہین رکھتے کہ اونکے اخلاق اور طرز معاشرت کی اوسسے کم عمر کے لڑکے تقلید کرین۔ اونمین سے عمدہ سے عمدہ لوگ ابھی مجھی اس کوچہ مین طفل مکتب ہین۔ اونہون نے ایک حد محدود تک علم حاصل کیا ہی مگر اونمین وہ اثر کہان ہی جو سیکڑون برس کے تمدنی ترقی کے بعد کسی اعلی درجہ

کی سوسائٹی کو حاصل ہوتی ہے۔ ہمارے ہان ابھی تک سوسائٹی کوئی چیز ہی نہین ہے کہ ہم اوسکی عمدگی یا عدم عمدگی سے بحث کرین۔ ہم ابھی ایک مدت تک اہل انگلستان کے مدد کے محتاج ہین۔ اونہین کے اعلی طبقات کے لوگون کو اسوقت یہ شرف حاصل ہے کہ ہمکو اپنے مقاصد کے موافق پوری تعلیم دے سکتے ہین۔ پس ایک مدت مدید تک ہم اوسکے محتاج ہین کہ انگلستان سے صاحب علم اور شریف خاندان لوگون کو پیدا کرکے اپنے مدرسہ کی تعلیم اونکے دست اقتدار مین تفویض کردین۔ اسکے بغیر نہ کوئی چارہ ہے نہ کوئی دوسری راہ ہے۔ یہ مسئلہ ہندو مسلمان سب کے نزدیک ایسا مسلم ہے کہ اگر آج کسی بڑے کالج مین سے انگریز پروفیسر اور پرنسپل لوگ نکال لئے جائین تو کل تعداد طلب کی چوتھائی رہجائیگی۔ پس جو لوگ کہ یورپین لوگو کو بلانے اور بلاکر خوش رکھنے کی اہلیت نہین رکھتے وہ کیونکر کالج کی سرپرستی کی اہلیت رکھہ سکتے ہین۔ جو لوگ اسکے درپی ہین کہ پروفیسرون کی تنخواہین گھٹائی جائین اونکو کیونکر لایق پروفیسر مل سکتے ہین۔ گھوس اور بوس مثل مور و ملخ ملین گے بوچڑون اور چاردن کے تعلیم یافتہ اولاد انگلستان ہی بہت دستیاب ہونگے مگر شرفازادون کی تعلیم و تربیت اونکے ہاتھ سے نہین ہوسکتی۔ مدرسہ کی غایت و غرض ہی فوت ہوجائے گی اور مدرسہ قالب بیجان رہجائیگا۔ حق یہ ہے کہ مدرسۃ العلوم مین شریف اور مہذب انگریزون کا موجود ہونا مدرسہ کی خوش قسمتی ہے۔ اور اس وقت تک جسقدر

ترقی اور نام آوری مدرسہ نے حاصل کی ہی وہ اونہین کے طفیل سے ہی۔
اگر اس خوش قسمتی کی کوئی وجہ قرار دی جاسکتی ہی تو وہ آنریبل سید
کی سکریٹری شپ ہی جس کے بھروسہ پر دور دور از مقامات سے اعلیٰ درجہ
کے یوروپین جنٹلمین آتے ہین اور بلا ضمانت کافی اور بلا امید پنشن کے مصروف
تعلیم ہوتے ہین۔ اگر سید صاحب نہوتے تو ایسے نامور لوگون کا ایسے مدرسہ
مین آنا جہان گورنمنٹ کی ذمہ داری تک نہین ہی قریباً محال تہا۔ مگر دنیا مین
کوئی عمر سرمدی لیکر نہین خلق ہوا آخر ایک نہ ایک دن سید صاحب حسرت
بھرے سینہ سے کالج کو الوداع کہین گے۔ اس حادثہ ناگزیر کے بعد اس کالج
مین کسی یوروپین تعلیم یافتہ کا آنا ناممکن ہی تا وقتیکہ اون کو کافی ضمانت نہ ملے
اور ہر طرح سے بھروسہ نہو۔ لازم ہی کہ اونکے بعد ایسا وجیہ اور با اختیار اس
خدمت کا جائزہ لے جس کا اعتبار یوروپین سوسائٹی مین سید صاحب سے کم
نہ ہو۔ اب یہ سوال پیش ہوتا ہی کہ وہ کون ہی جو مدرسہ کی سکریٹری شپ
کا بلحاظ قابلیت اجرائے کار مستحق ہو۔ مولوی سمیع اللہ خان صاحب بی
ام۔ جی۔ اور آنریبل جسٹس محمود اس عہدہ کے متعلق نامزد کئے جاتے ہین۔
جناب مولوی سمیع اللہ خان صاحب منجملہ اون بزرگان قوم کے ہین
جنکا نام پوری تعظیم کے ساتھ لینا چاہیئے۔ عدالتی کامون مین انکو بہت کچھ
عزت حاصل ہی۔ انہون نے ہائی کورٹ کی وکالت سے ترقی کرکے وسٹرکٹ
ججی کی عزت حاصل کی۔ ہمیشہ تعلیم کی طرف بھی اون کی توجہ مبذول رہی

اور مدرسۃ العلوم کے انتظام مین بھی انہون نے سید صاحب کو بہت کچھ مدد دی علی گڈھ کالج کے متعلق جسقدر علیحدہ علیحدہ کمیٹیان ہین سب مین سمیع اللہ خان بہادر کو ممتاز جگہہ ملتی ہے —

آنریبل جسٹس محمود کی ہائی کورٹ کی ججی اس امر کی کافی شاہد ہے کہ انہون نے اپنے ذاتی علم و قابلیت اور نیک کرداری — اور معاملہ فہمی سے کہان تک عزت حاصل کی ہے۔ پانچ کرور مسلمانون مین آج ہائی کورٹ کے ججی کی عزت انہین کو حاصل ہے۔ تمام قوم کے فہمیدہ اشخاص نے ان سے آیندہ بڑی بڑی امیدین قایم کی ہین اور کچھہ شک نہین کہ انکو اس قسم کے موقعے ہین کہ وہ اپنے نامور باپ کے قدم بقدم چلکر گورنمنٹ اور قوم کی نظرون مین اعزاز حاصل کرین۔ آنریبل سید محمود نے صرف ہندوستان ہی مین نہین بلکہ انگلستان کی اعلی سوسائٹیون مین بھی اعزاز حاصل کیا۔ انکو میرے والد مرحوم نے اصلاح عدالت کے لئے یہان طلب کیا تھا مگر زیادہ عرصہ تک قیام نفرمایا اور بخوشی خاطر چلے گئے۔ اس شہر کے قیام کے زمانہ مین انہون نے اپنی لیاقت اور انسانیت اور خوش اخلاقی سے ہر شخص کی نظر مین عزت حاصل کی۔ یہ امر ہر صاحب رائے کے نزدیک مسلم ہے کہ آج انگریزی لیاقت مین وہ اپنا نظیر نہین رکھتے اور جسطرح سے اونکی لیاقت مسلم ہے اوسیطرح اونکی دیانت و امانت اور سلاست طبع اور استقامت رائے بھی مسلم ہے ان کو سرسید سے زیادہ مشہور کیمبرج کے طرز تعلیم کا ذاتی تجربہ حاصل ہے انکو یورپین سوسائٹی مین اپنے نامور باپ سے زیادہ معاشرت کرنے کا اتفاق ہوا ہے۔ انکو اہل یورپ کے

خصایل اور طرز معاشرت کا زیادہ تجربہ حاصل ہی وہ خود ایک اعلی تعلیم یافتہ شخص ہین جسقدر انکو یورپین اخلاق کی معلومات ہی اوسیقدر اوسکے محاسن حاصل کرنے کے بھی ذرایع معلوم ہین اہل انگلستان بھی انکی مستقل مزاجی - اخلاق اور خوبی اوصاف سے جو یورپین سوسائٹی مین قابل تعریف ہین بخوبی واقف ہین - علیگڈھ کالج کے انتظامی اور علمی معاملات مین آنریبل جسٹس محمود کی رائین ہمیشہ قابل لحاظ سمجھی گئین اور وہ جان و دل سے مدرسہ کے بہبود مین اپنے اوقات گرانمایہ صرف کرنے کو موجود ہین - پس میرے خیال مین اس وقت سید محمود صاحب کو کئی وجہون سے خود سر سید احمد پر تفوق ہی یعنی اول تو وہ یورپین تعلیم یافتہ ہین اور انگلستان کی اعلی سوسائٹی ان سے خوب واقف ہی اور اونپر اعتماد رکھنے کی کافی وجہ سمجھتی ہی - دوم مدرسہ کے کامون سے بقول مولوی محمد سمیع اللہ خانصاحب کے انکو پوری واقفیت ہی - تمام افراد قوم مین گورنمنٹی نظرون سے انکو عزت ہی نیز مسلمان سوسائیٹی مین اُن سے زیادہ کوئی اور موقر نہین - پس جہانتک میرے خیال کو وسعت ہوتی ہی مدرسۃ العلوم کے لئے ایک ایسے سکرٹری کی ضرورت سمجھتا ہون جو ایشیائی اور یورپی تعلیمی طریقون سے صرف آگاہ ہی نہو بلکہ دونون جگہ کی مغز سوسائٹیان اوس کو خود نظر عزت سے دیکھتی ہون اوس مین ضروری اوصاف ایسے ہون کہ اونپر اپنی اور غیر قوم کو اعتماد کلی ہو وہ کسی فریق یا مذہب یا جزو مذہب سے تعصب نہ رکھتا ہو - خود تعلیم و تربیت یافتہ انگلستان ہو اور گورنمنٹ مین بھی اوسکا اقتدار ہو -

اِن مجموعی صفات کے ساتھ اگر کوئی شخص کالج کا آیندہ باقاعدہ لائف سکرٹری ہو سکتا ہے تو وہ بجز سید محمود کے اور کوئی مستحق نہیں آنریبل سر سید جو کالج کے جُزو کُل اُمور سے خوب واقف اور صحیح نتیجہ نکالنے کے قابل ہیں بلا لحاظ رشتۂ پدری و فرزندی انہوں نے محض مدرسہ کی بہبود اور قیام دوام کے لحاظ سے آنریبل سید محمود کی نسبت فیصلہ کیا ہے۔ اگر آنریبل جسٹس محمد سید صاحب کے فرزند نہ بھی ہوتے تو بھی انہیں کے حق میں فیصلہ ہوتا۔ یہ حسن اتفاق ہے کہ آنریبل جسٹس محمود سید صاحب کے فرزند بھی ہیں۔ مگر فارقی رشتہ آیندہ کی سکرٹری کے لئے لازمی نہیں تھا اگر کسی لیاقتوں اور خداداد عزتوں کی جامعیت اِن میں نہ ہوتی۔ اگرچہ آنریبل سید محمود نے اپنے باپ کے حین حیات میں زیادہ سرگرمی سے مدرسہ کے متعلق کام نہیں کیا۔ مگر جو لوگ کہ اونکی آفشل زندگی سے واقف ہیں اور دیکھتے ہیں کہ پیچیدہ مقدمات میں کیسی کوشش اور جانفشانی کرتے اور حل عقود میں سرگرمی دکھلاتے ہیں وہ پورے طور سے قائل ہیں کہ جب انپر اس اعزازی خدمت کا بار پڑے گا تو لامحالہ کالج کی عزت کے لئے اپنے نامور باپ کی عزت کے لئے۔ اپنی اور قوم کی عزت کے لئے وہ ویسی ہی دلچسپی ظاہر کرینگے جیسا کہ ہم سمجھتے ہیں۔

ایک ضعیف اعتراض آنریبل سید محمود کی نسبت اور ہے۔ کہ وہ انگریزی پوشاک پہنتے ہیں اور اونکے خیالات انگریزوں کے سے ہیں یا یہ

کہ مسلمانون کے مدرسہ کے لئے ایک متشرع اور پورا مسلمان سکرٹری ہونا چاہیئے۔ مگر مجھکو ایسے ضعیف اعتراض پر تعجب آتا ہی کیونکہ خود سید احمد خان صاحب انگلش ورپس رکھتے ہین اور خیالات انگریزی رکھتے ہین اور انھین کے ہاتھون مدرسۃ العلوم کو کامیابی ہوئی ہی تو ہمکو گزشتہ تجربہ آیندہ کی خبر دیتا ہی کہ سید محمود کے زمانہ مین کوئی جدید مزاحمت نہ ہوگی بلکہ خوب ترقی ہوگی۔

اگر ہمارے متشرع اور مقدس حضرات ایسے عظیم الشان کالج کے سکرٹری شب انجام دینے کے قابل ہوتے تو آج چارون طرف قومی فوحون کی آواز سمع خراش اور جانگداز نہوتی بلکہ اور بھی بہت سے کالج اس وقت ہندوستان مین موجود ہوتے۔

خاتمہ پر مین نہایت افسوس سے لکھتا ہون کہ اس کالج کے متعلق لائق اور واجب التکریم لوگون مین اختلاف آرا ہوگیا۔ اگرچہ مخالفت کیسی ہی کمزور ہو۔ بہرحال اگر ہماری قوم کے نامور افراد نے ان دونون زیر بحث مسائل پر غور سے توجہ فرماکر کالج کو آیندہ مصائب سے بچانے کی فکر کی تو امید کی

سعی قوم کی نظرون مین مشکور ہوگی والا مدرسۃ
العلوم مسلمانان اور خود مسلمانان
کا خدا حامی و نگہدار ہو۔

اطلاع

ف۱ اس رسالہ کی قیمت خریداران ممالک محروسہ سرکار عالی بذریعہ زر مبادلہ اور خریداران ممالک انگریزی بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمانے کے منجملہ کو ممنون فرمائین ۔

ف۲ ناظرین اپنے تبادلہ مقامات سے دفتر کو اطلاع فرماتے رہین بسا اوقات عدم واقفیت مقام سے رسالہ نہین پہنچتا ہے یا واپس آتا ہے ۔

ف۳ اگرچہ رسالہ حسن چند اخبارات کے معاوضہ مین بھیجا جاتا ہے مگر یہ تو نہین ہوسکتا کہ تمام ہندوستان کے اخبارات کا معاوضہ اس رسالہ سے ہو سکے ۔ مگر اکثر صاحبان مطابع اخبارات ارسال فرمانے کے معاوضہ مین رسالہ حسن طلب کرتے ہین ہم ان حضرات کا معاوضہ بھی قبول کرینگے جو صاحب اپنے اخبار مین ماہواری ایکبار رسالہ حسن کا اشتہار جو عند الطلب علیحدہ مرسل ہوگا طبع فرمائین +

محمد عبد الصمد خان منیجر رسالہ حسن

اشتہار باغبانان

ہمارے باغ واقع منیرآباد مین ایشیا اور یورپ کے مشہور مشہور اور دور دراز سے آئے ہوئے مختلف قسم کے میوون کے پودے موجود ہین جنکی نظیر شاید تمام ہندوستان مین بہت کم ہوگی - یہان پر چند پودہون کے نام معہ تعداد اقسام لکھے جاتے ہین جو صاحب شوق و خواہش کرین طلب فرمالین جو پودے تیار ہون تاریخ اطلاع سے دو ماہ کے اندر بھیجدئے جائینگے کرایہ باربرداری ذمہ خریدار ہوگا -

(۱) قلمی (پیوندی) آم	۴۴	اقسام فی	۱۲/
(۲) سیب	۳۳	اقسام فی	عصہ
(۳) شفتالو	۱۷	" "	۸/
(۴) آلو بخارا	۹	" "	۸/
(۵) انار -	۵	" "	۴/
(۶) شہتوت	۲	" "	۴/
(۷) پیر انگریزی میوہ	۶	" "	عصہ
(۸) زردآلو	۵	" "	عصہ
(۹) جام (امرود)	۷	" "	۴/
(۱۰) سنترا	۱۲	" "	عصہ
(۱۱) چکوترا	۵	" "	عصہ
(۱۲) انجیر	۵	" "	۴/
(۱۳) انگور	۵۲	" "	۸/
(۱۴) واپسی (چین کا میوہ)	۵	" "	عصہ
(۱۵) لکاٹ	۵	" "	عصہ
(۱۶) سورساپ یہ ایک انگریزی میوہ ہی)			عصہ
(۱۷) سیتھاپیل			۴/
(۱۸) رام پہل			۴/
(۱۹) ہرفالیوڑی			۴/
(۲۰) سلپوڈیلا (یہ نہایت عمدہ انگریزی میوہ ہی)			عصہ
(۲۱) زیتون			عصہ
(۲۲) مورز مختلف اقسام			۴/
(۲۳) نکرٹن (انگریزی میوہ دو قسم)			عصہ
(۲۴) اسٹرابیری		"	عصہ

(۲۵) پنیس	۸/	(۲۶) بریڈ فروٹ (روٹی پھل)	عدد
(۲۷) کمرک	عدد	(۲۸) ترنج	۴/
(۲۹) بیل پھل الہ آبادی	۸/	(۳۰) کاجو	۸/
(۳۱) لیمو ۲	۴/	(۳۲) کویٹ	۸/
(۳۳) گلابی جام	عدد	(۳۴) گلاب پھل	عدد
(۳۵) کھجور	۸/	(۳۶) بیر ۳	قسم ۸/

المشتہر
منیجر رسالہ حسن
کاچی گوڑہ حیدرآباد دکھن

اشتہار تاریخ عرب

ہمارے مطبع میں ترجمہ تاریخ سراسین مولفہ گبن پروفیسر عربی یونیورسٹی کیمبرج طبع ہوتی ہے اس مشہور کتاب کے تعریف کی حاجت نہیں جن حضرات کو خریداری منظور ہو بانگرد پیہ بھیجکر طلب فرمائیں یا بذریعہ وی پی ایبل پارسل کے۔

المشتہر
منیجر مطبع حسن

اعلان

بکلز ہسٹری آف سویلیزیشن کی جلد اول ترجمہ ہوکر تیار ہے یہ وہی عدیم الوجود کتاب ہے جس کا آرٹیکل ہمارے رسالہ نمبر ۵ جلد دوم مین درج ہے یہ کتاب غایت شہرت سے محتاج تعریف نہین اگر خریدار یکی سو درخواستین بہم پہنچ جائین تو ہم اوسکو چھاپ دینگے -

اشتہار طبع اشتہارات

ہمارے مطبع مین تجارتی اور معمولی حسب ذیل اجرت پر اشتہار طبع ہوتے ہین اجرت فی سطر فی ماہ ایک سال کے لئے (آدھا آنہ -
شش ماہ کے لئے ۱ر سہ ماہ کے لئے ۲ ر
مگر ایک روپیہ سے کم کا اشتہار درج نہ ہوگا -

لمشتہر
منیجر رسالہ حسن

ضمیمہ رسالہ حسن

ہم ذیل مین اجرتی اشتہار بجنسہ درج کرتے ہین ۔

تدبیر نوجوانی

پیر کو کرتا ہے یہ روغن جوان

یہہ روغن قوت باہ کیلئے حکم اکسیر اعظم کا رکھتا ہے جس سے ۔ ان ہفتاد سالہ تگ کو یکسان نفع ہوا ہے اوسکے استعمال مین نہ کسی قسم کے پرہیز کی ضرورت ہو نہ آبلہ وغیرہ کا کچھ خطرہ رگ و پٹہ کو حیرت بخش استحکام بخشتا ہے اور ہر قسم کے امراض نامرد یکو خواہ وہ کسی سبب سے عارض ہون بجنسہ خلقی یا مادرزاد نامرد کی اپنی معجز نما اثر سے دفع کرتا ہے اور صرف ایک ہفتہ کے استعمال سے فایدہ کامل ہوتا ہے ترکیب کاغذ ہمراہ تیل کے ملتا ہے قیمت فی شیشی پانچ روپیہ محصول ۴ر اور ہر ایک شیشی مین ۱ تولہ روغن رہتا ہے ۔

دوائے عجیب یعنی کشتہ زمرد

زمرد کا کشتہ جو ہمارے مناسب تیار کیا گیا ہے چھ حصہ چانول کے برابر خوراک ہوتی ہے قیمت فی خوراک ایک روپیہ پانچ روز یا گیارہ روز کی خوراک مین بفضلہ فایدہ کلی ہوتا ہے خواص ان بڑھاتا ہے قوت باہ اور تمام امراض متعلقہ اوسکے خواہ وہ کسی قسم کے ہون اور سوزاک کہنہ ہو یا جدید ۔ دافع جریان مقوی دماغ و اعضاے تناسلیہ دافع وسواس نفس مسرت کہنہ خواہ جدید خشک ہو یا تر اور لاغری بدن اور دفع دباے ہیضہ مین تو حکم اکسیر اعظم کا رکھتا ہے یعنی کیسی ہی مریض کیسی ہی مرض کیسی ہی حالت رد ہی ہو کر خراب ہو گئی ہو بفضلہ صحت ہو گی (اکسیر حیات) یعنی عرق نجاہ ۔ امراض ضعف بصر و صفاد انواع ورود اقسام تپ جڑیا چوتھیا تپ دق استسقاء طحال آتشک سوزاک ۔ جریان ۔ سفید داغ ۔ ناسور ۔ بواسیر خونی و بادی اور شراب خواری اور چاند و نوشی سے جو خشکی یا لاغری اور ضعف جگر وغیرہ لاحق ہوتے ہین سبکو بغیر پرہیز دفع کرتا ہے ایک بوتل ایکماہ کو کافی ہو گی قیمت فی بوتل پانچ روپیہ محصول ایک روپیہ علیحدہ ۔ (عجیب چیز)

تحلیل بواسیر خونی و بادی و تحلیل درد مسکن عجیب چیز ہے پہلی ہی روز ایک دو بار کی استعمال سے درد و جریان خون رفع ہوتا ہے اور تین ہفتہ مین بفضلہ درد مسہ بالکل دفع ہو جاتی ہین اور پھر کبھی عود نہین کرتی دو زن عرق ۶ ماشہ قیمت پانچ روپیہ محصول ۴ ر جہان نما اس عرق کو لگانیسے آنکھونکی روشنی تیز ہوتی ہے - ہولی - دہند- درد و سرخی چشم جملہ بیماریون کو دفع کرتا ہے قیمت پانچ روپیہ محصول ۴ ر زن عرق ۶ ماشہ -

خضاب نایاب

ہیمتل رنگ و ہنگ ہے نادر خضاب ہے
گویا کہ آمد آمد فصل شباب ہے

جیسکی خواہش مین خضاب سے دقتین واقع ہوتی ہین ہر شخص پر ظاہر ہین یعنی جو تہی آٹھوین روز مہندی لگاکر باندہنا اور بعد دو تین گھنٹہ کے پھر وسمہ لگاکر باندہنا اسمین قریب ۶ گھنٹہ کے وقت ضایع ہوتا ہے اور بالون کے سیاہ ہونے کے سوا اور کوئی فایدہ نہین اور نقصان بہت ظاہر ہے کہ مہندی اور وسمہ کا پانی جب دماغ مین جذب ہوگا تو اوس سے سوائے نقصان کے اور کوئی فایدہ نہین جیساکہ ایام سرما مین مثل سردی وغیرہ کے جسقدر کہئے بجا ہی نہین وقتوں کے سبب سے یہہ خضاب نایاب تیار کیا گیا جسقدر تعریف کیجاے بجا ہی ناظرین سے امید ہے کہ قیمت بیحکر طلب کرین اسمین کوئی مبالغہ نہین - تھوڑی تعریف اسکے اجزا کی ظاہر کرتا ہون دافع بالوں کا خارشت سر ضعف دماغ علاوہ براین خوشبو مین بے نظیر مثل کیوڑہ باعث درازی مفرح دماغ ہے بالون مین سختی نہین آنے دیتا بلکہ ملایم رکھتا ہے سیاہی مین بالون کو مثل اصل بالون کے کرتا ہے دو سر روز بطور روغن چنبیلی لگانا ہوتا ہے کسی چیز سے باندہنی کی ضرورت نہین دو سر تیسرے روز لگائی تو بال مثل اصلی بالوں کے سیاہ ہون گے کوئی تمیز نکر سکیگا کہ یہ خضاب ہے - ایک بوتل مین ۳۰ روپیہ بھر یعنے ڈیڑھ پاو ہوتا ہے قیمت فی بوتل عہ

علاوہ محصول نصف تیسری دو روپیہ چہارم شیشی عہ اس سے کم غیر ممکن ہے میری شفاخانہ مین علاوہ اسکے ہر قسم کا علاج ہوتا ہے ۔

اطلاع ضروری واضح ہو کہ بہت سی سندی خطوط یعنی سرٹیفکٹ جو صاحبان یورپین بہادران نے میرے عمدہ علاج کے ثبوت مین عطا فرمائے ہین اونیز ہندوستانی خطوط۔ صحت قریب ہزار بارہ سو کے موجود ہین جو شاید اور کارخانون مین نہو گئے چاہئے کہ طلب فرماکر ملاحظہ ہون میری ادویہ سے ہزارون نے صحت پائی ہے اور بغیر سفارش بہت سے ملکون کی سارٹیفکٹ موجود ہین آوہ آنہ کمٹ بھیجکر طلب کرین کیونکہ بعض حکیمون نے اپنے شہر کے رئیسون سے خوشامد کرکے سرٹیفکٹ بنا لئے پس میرے سرٹیفکٹ اور اون حکیمون کے سرٹیفکٹ مین بڑا فرق ہے لازم ہے کہ پہلے سرٹیفکٹ منگاکر ملاحظہ فرمائین تا کہ دھوکا نہو ۔ ایک طویل فہرست بہت سی ادویہ کی جو اخبارین گنجایش طبع نہین رکھتی اور جسکے لطف زندگی تا دم مرگ انسان قایم رہتا ہے ۔ قابل ملاحظہ ہے جو صاحب چاہین کارخانہ سے طلب کرین مفصل کیفیت ادویہ کی فہرست سے ظاہر ہوگی ۔

المشتہر

حکیم ابوالحسن شفاخانہ حکیم صفدر حسین صاحب شہر بنارس محکمہ الممتدی

مجرب از مودہ شرطیہ دوائین

امراض ذیل کے ادویہ شفاخانہ زبدۃ الحکما ڈاکٹر غلام نبی اڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور مین جو سنہ ۱۸۷۲ء سے جاری ہی ملتی ہین مفصل فہرست و سارٹیفکٹ کمٹ آوہ آنہ سے ملسکتی ہین

(طلائ) جو استعمال پچہ پن کے نقص گونکی رطوبت و بگاڑ دور کرتا ہے فی تولہ ۱۱ لہ ، (سرپا) دافع نامردی رقت منی جوان سرعت انزال احتلام دائمی قبض ضعف اعضای رئیسہ و معدہ تاریکی چشم درد سر وغیرہ جو کثرت

ضمیمہ حسن

مسکرات واقسام فواحش سے کمی اشتہا ضعف جگر دستی لاحق ہو دور کرتا ہے فی بوتل
للعہ (سوزاک وقرحہ) بنا ہوا برانا علی العموم ۸ ۴ گنٹھہ مین اپنا اثر شرن
ریم وغیرہ کو دور کرتا ہے فی تولہ ۵ر (ہیرائیل خوشبودار) بالون کو
سیاہ رکھتا ہے نزلہ زکام ریزش درد سر ضعف دماغ و بصر کو مٹاتا ہے فی شیشی ملے (حب
آتشک) بامنبہ آمی فی دوست دور کرتا ہے ہر ہوتا نہین دو ہفتہ للعہ (کحل الجواہر)
سرمہ مقوی بصر حافظ بینائی دافع نزول دو ہفتہ جالا خارش پانی جانا ۳ ماشہ سے ۵ر
(عجیب الاثر سنون) دانت کا ہلنا کیڑا لگنا بدبو میل خون جانا مسوڑون کی
۴ تولہ عصا (حب بواسیر) بادی خونی سوکی تیسین قبض کو مفید دو ہفتہ عصا
(حب ذیابیطس) بار بار آنا پیشاب کا و پیاس و کمزوری و لاغری کو دافع ہے فی تولہ عصا
(حب قایم مقام) افیون و چانڈو بلا ضرر و ہر نشہ چھوٹ جاتے فی تولہ ۵ر
(عرق ماء الکحم انگوری) مفرح مولد خون مقوی دماغ ضعف جگر و دل دماغ و معدہ
درد سر تاب تپ دمع امفاصل لاغری ضیق النفس سرفہ کہنہ ابی قاعدگی
ایام حیض لقوہ فالج رعشہ فی بوتل عصا ۳ بوتل سے کم —
(روغن اعجاز) ناسور ہگندر - تالو کا سوراخ - خارش - بدکیڑی زخمون
کے کالی کہانسی - قے ایام حمل - خسرہ چیچک کو دفع کرتا ہے ۲ تولہ عصا
رسالہ دافع آتشک و سوزاک رسالہ ہیضہ رسالہ بواسیر مضرات و مسکرات رسالہ حافظ صحت سالانہ
عصا ۱۰ر ۹ر ۱۰ر ۹ر عیان ۱ر

المشتہر

الحکماء ڈاکٹر غلام نبی ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور

اشتہار

(۱) اس رسالہ کی قیمت بمحصول ڈاک سالانہ ۶؎ ماہانہ ۸؎

(۲) کم آمدنی والوں سے جنکی تنخواہ ۳۰؎ سو سے زاید نہو سالانہ ۴؎ ماہانہ ۱۲؎ ار

(۳) جو صاحب سب سے اعلیٰ مضمون یا ترجمہ عنایت فرمائینگے اُنکو ایک اشرفی نذر دیجائیگی۔

(۴) دفتر میں مضامین ہر مہینے کی ۲۰ تاریخ تک پہنچ جانا چاہیئے۔

(۵) ناپسند مضمون مطبع ہوگا نہ واپس۔

مشرح دستخط

حسن بن عبداللہ المخاطب بہ نواب عماد نواز جنگ بہادر

ذیل کی کتابیں ہمارے دفتر میں موجود ہیں۔

(۱) ترجمہ تاریخ افغانستان مصنفہ بی۔ اے واکر بیرسٹر ایٹ لا قیمت ۔ ۴؎

(۲) بچوں کی پرورش کے طور طریقے ڈاکٹر ہارروی کی کتاب کا ترجمہ مس ایڈتھ بورڈمین صاحبہ نے کیا ہے اور انعام پایا ہے ۔ ۸؎

(۳) زراعت دکن مصنفہ حسن بن عبداللہ المخاطب بہ نواب عماد نواز جنگ بہادر ..... ۱؎

المشتہر

محمد عبدالصمد خان

منیجر

حیدرآباد دکن

جلد دوم　　حسن　　نمبر ۱۰

اکتوبر سنہ ۱۸۸۹ء

مضامین

صفحہ

تجارت کی دلچسپ تاریخ .. .. از نواب عماد نواز جنگ بہادر ۱

مسلمانوں کے جوش و خروش کی سچی تصویر از مولوی محمد اصغر حسین صاحب ۲۵

بقیہ سفرنامہ نیلگری از عالیجناب معلی القاب نواب منیر الملک دبیر الدولہ معین المہامی دربار عالی مالگاہر کارعالے ۳۱

عربوں کے سویلزیشن کی تاریخ از مولوی محمد یوسف صاحب مالک و ایڈیٹر آئینہ ۵۵

(اس مضمون کے ترجمہ کرنے میں ایک اشرفی نذر دیگئی)

مسجد دمشق .. .. .. از نواب عماد نواز جنگ بہادر ۶۵

جرمن کے جعلی پیغمبر ایضاً ۷۳

حیدرآباد دکن

مطبع حسن میں چھپا

رسید زر

منیجر شکریہ کے ساتھ اون حضرات کے اسمائے گرامی درج ذیل کرتا ہے جنہوں نے زر چندہ سے اعانت فرمائی ۔ امید کہ دوسرے حضرات بھی چندہ سے ممنون فرمائینگے ۔

جناب مولوی محمد کرام الدین خانصاحب عہ	جناب سید محمد عبداللہ صاحب جمعدار عرب ملٹری
مددگار مال	" غلام علی صاحب قریشی منصرم اول تعلقدار عہ
جناب مولوی عبدالملک خانصاحب سوم تعلقدار امیر	" مولوی عضنفر علی صاحب عہ
جناب نواب بشیر نواز جنگ بہادر اول تعلقدار عہ	" ملا محمد علی صاحب عہ
" مولوی سید غلام رسول صاحب عہ	" میرزا امہدی خانصاحب عہ
" مولوی حافظ محمد محی الدین صاحب مددگار عدالت عہ	" مولوی نجم الدین صاحب فقیہ ہوبندی لے
" مولوی محمد امجد علی خانصاحب عہ	" غلام غوث خانصاحب عہ
" نواب غلام زین العابدین خان بہادر جاگیردار عہ	" مولوی عبدالحی صاحب چنداسی عہ
" مولوی سید علی حسن صاحب امیر	" مولوی عبدالاحد صاحب تحصیلدار عہ
جناب مولوی کی الدین خانصاحب مددگار عہ	" میر فیاض علی صاحب عہ
" میر احمد شریف صاحب میر منشی نظامت عہ	" مولوی بشیر الدین احمد صاحب مددگار عہ
" ڈاکٹر میر زا یوسف علی صاحب صدر	" نواب منصور یار جنگ بہادر عہ
" جناب حکیم سعید الدین صاحب عہ	" نواب سید محمد زین العابدین خان بہادر عہ
" نواب یار جنگ بہادر رامپور عہ	فیروز جنگ آصف الدولہ شجاع الملک

اطلاع

۱ اس رسالہ کی قیمت خریداران ممالک محروسہ سرکار عالی بذریعہ زر مبادلہ اور خریداران ممالک انگریزی بذریعہ منی آرڈر ارسال فرما کر منیجر کو ممنون فرماوینگے۔

۲ ناظرین اپنے تبادلہ مقامات سے دفتر کو اطلاع فرماتے ہین بسا اوقات عدم واقفیت مقام سے رسالہ نہین پہنچتا ہی یا واپس آتا ہی۔

۳ اگرچہ رسالہ حسن چند اخبارات کے معاوضہ مین بھیجدیا جاتا ہی مگر یہ تو نہین ہوسکتا کہ تمام ہندوستان کے اخبارات کا معاوضہ اس رسالہ سے ہوسکے۔ مگر اکثر صاحبان مطابع اخبارات ارسال فرما کے معاوضہ مین رسالہ حسن طلب کرتے ہین۔ ہم اون حضرات کا معاوضہ بھی قبول کرینگے جو صاحب اپنے اخبار مین ماہواری ایکبار رسالہ حسن کا اشتہار جو عند الضرورت علیحدہ مرسل ہوگا طبع فرمائین۔

اعلان

بکلز ہسٹری آف سویلزیشن کی جلد اول ترجمہ ہوکر تیار ہی۔ یہ وہی عدیم الوجود کتاب ہی جسکا آرٹیکل ہمارے رسالہ نمبر ۵ جلد دوم مین درج ہی۔ یہ کتاب غایت شہرت سے محتاج تعریف نہین اگر خریداری کی سو درخواستین ہم پہونچ جائین تو ہم اوسکو چھاپ دینگے۔

اشتہار باغستان

ہمارے باغ واقع منیر آباد مین ایشیا اور یورپ کے مشہور مشہور اور دور دراز سے آئے ہوئے مختلف قسم کے میوون کے پودے موجود ہین جنکی نظیر شاید تمام ہندوستان مین بہت کم

ہوگی - یہاں پر چند پودوں کے نام تعداد و اقسام لکھے جاتے ہیں جو صاحب شوق خواہش کریں طلب فرمالیں جو پودے تیار نہوں "تاریخ اطلاع سے دو ماہ کے اندر پہنچ جائیں گے کرایہ بار برداری ذمہ خریدار ہوگا۔

(۱) قلمی (پیوندی) آم ۴۴ اقسام فی ۱۲ر	(۲) سیب ۳۳ اقسام فی عدد ۴
(۳) شفتالو ۱۷ " " ۸ر	(۴) آلوبخارا ۹ " " ۸ر
(۵) انار ۵ " " ۴ر	(۶) شہتوت ۲ " " ۴ر
(۷) پیراگنریزی میوہ ۶ " " عدد ۴	(۸) زردآلو ۵ " " عدد ۴
(۹) جام (امرود) ۷ " " ۴ر	(۱۰) سنترا ۱۲ " " عدد ۴
(۱۱) چکوترا ۵ " " عدد ۴	(۱۲) انجیر ۵ " " ۴ر
(۱۳) انگور ۵۲ " " ۸ر	(۱۴) وایی (چین کا میوہ) ۵ " " عدد ۴
(۱۵) لکاٹ ۵ " " عدد ۴	(۱۶) سوساپ یہ انگریزی میوہ ہے) عدد ۴
(۱۷) سیتاپھل ۴ر	(۱۸) رام پھل ۴
(۱۹) حرفا لیوڑی ۴ر	(۲۰) سپوٹ ڈیلا یہ نہایت عمدہ انگریزی میوہ ہے) عدد ۴
(۲۱) زیتون عدد ۴	(۲۲) موز مختلف اقسام ۴ر
(۲۳) نکٹرین (انگریزی میوہ) دو قسم عدد ۴	(۲۴) اسٹرابیری عدد ۴
(۲۵) پپنس ۸ر	(۲۶) بریڈفروٹ (روٹی پھل) عدد ۴
(۲۷) بکمکہ عدد ۴	(۲۸) نرنج ۴ر
(۲۹) بیل پھل الہ آبادی ۸ر	(۳۰) کاجو ۸ر

(۳۱) لیمو ۲ ۴ (۳۲) کوبٹ ۸ر
(۳۳) بگلابی جام ۴ (۳۴) گلاب پہل ۴
(۳۵) کھجور ۸ (۳۶) ہیر ۳ قسم ۸ر

المشتہر

منیجر رسالہ حسن کاچی گوڑہ حیدرآباد چادرگھاٹ

پیسہ اخبار گوجرانوالہ پنجاب کے لایق اڈیٹر نے پبلک کو مختلف مضامین مفیدہ سے وقتاً فوقتاً مطلع کرنیکے لیے ایک نہایت آسان اور کم خرچ ذریعہ قرار دیا ہے یعنی کتابوں کی حیثیت میں اون مضامین کی سلسلہ وار بحث چھپتی جائے گی جو ہمارے پولیٹیکل سوشیل اور مارل ضروریات کو ایک حد تک رفع کرسکیں گے۔

ان کتابوں کی قیمت فی جلد ۴ سے زایدہ نہ ہوگی۔ ہمکو امید ہے کہ اس آسان اور عمدہ ذریعہ سے مختلف کارآمد اور ضروری باتیں پبلک کو معلوم ہوتی رہیں گی۔ اور پبلک لایق اڈیٹر کی مالی امداد سے حوصلہ افزائی کرتی رہے گی۔

اڈیٹر صاحب پیسہ اخبار گوجرانوالہ پنجاب سے یہ کتابیں مل سکینگی

المشتہر

منیجر رسالہ حسن

تجارت اور اوسکی دلچسپ تاریخ

دنیا مین تو کوئی ایسا شخص نہین ہے جو کچھ نہ کچھ تجارت نکرتا ہو۔ کیونکہ تجارت صرف سامان معیشت ہی کے تبادلہ کو نہین کہتے بلکہ علم و اخلاق و تجربہ و طرز معاشرت یک قوم کے دوسرے قوم کو ایک شخص کے دوسرے شخص کو اسطرح فائدہ کے ساتھہ معلوم ہوتے ہین کہ تجارت مال و زر سے بدرجہا مفید ہوتا ہے۔ اور اس قسم کی تجارت جس سے انسانی خیالات مین تبادلہ ہوا ایک ہی شہر بلکہ ایک ہی مکان کے افراد مین اسقدر آسانی سے ہوتا ہے۔ کہ ایک دوسرے کو خبر نہین ہوتی۔ مگر دنیا کے ایک حصہ کا حال دوسرے حصہ مین ظاہر کرنے کا آلہ ہمیشہ تجارت ہی رہا ہے۔ اور اس معنی مین ہم اوسی تبادلہ اشیا کا ذکر کرینگے جسکو عرف مین تجارت کہتے ہین تجارت کے استعمالی معنی تو کسی شے کا معاوضہ کسی شے خواہ زر نقد کے بدلے مین لینا یا دینا ہے۔ اس قاعدہ کے لحاظ سے قدیم زمانہ مین تجارت محض اشیا کے مبادلہ پر منحصر تھی کیونکہ سونا اور چاندی جو زمانہ کے ترقی کے ساتھہ ہر شے کی اصل قیمت ٹھہری بعد کو مستعمل ہوئی۔ اس زمانہ مین جبکہ سونے اور چاندی کے استعمال سے ہم لوگون کو ہر شے کی ایک مقرری قیمت دینے مین نہایت درجہ آسانی ہے جب قدیم زمانیکے مشکلات کو جو مبادلہ باہمی اشیا سے ہوتی تھی سوچتی ہے تو کسقدر نقصان محنت اور وقت کا حال معلوم ہوتا ہے کیونکہ جب ایک شخص کو جسکے پاس کپڑا ہوتا جوتی کی

ضرورت ہوتی تو وہ اپنا کپڑا بمعاوضہ جوتہ کے دیتا اگر جوتے والے کو کپڑے کی ضرورت نہوتی بلکہ ایک آہنی اوزار کی تو مجبوراً کپڑے والے کو آہنی اوزار کیلئے کسی لوہار کے پاس جانا ہوتا اور کپڑا دیکر وہ مطلوبہ اوزار لیتا بشرطیکہ لوہار کو پارچہ کی معاوضتاً ضرورت ہوتی ورنہ اوسکے سب خواہش کپڑے والے کو کہیں اور سے کوئی شے بدلے مین لاکر فراہم کرنا ہوتا۔ غرض ہزار دن دقتون سے کوئی ضروری شے حاصل ہوتی ہے۔ اب ترقی یافتہ ملکون مین مبادلہ کی رسم موقوف ہوگئی اور زر نقد خرید و فروخت کا ٹھہرایا گیا۔ مگر کاروبار تجارت اب بھی ہنوز بڑی مقدار مین بمبادلہ اسباب ہوتا ہے۔ ہندوستان کی دولت بصورت اسباب خام و زر نقد تمام دنیا مین عموماً اور انگلستان مین خصوصاً بہت زیادتی کے ساتھہ جاتی ہے کیونکہ ان اسباب خام کو قابل استعمال و تکمیل تک پہونچانیکے لیئے ہنوز اس نامور گورنمنٹ نے بھی یہان کارخانے قایم نہین کیئے۔

تجارت کے اس بیان مین تین باتون کا ذکر ہوگا۔

تاریخ تجارت ۔ اصول تجارت ۔ زمانہ حال مین تجارت کا گھٹاؤ بڑھاؤ۔

تاریخ تجارت

سب سے لائق لوگون نے اس امر کی تحقیقات کی ہے کہ تجارت کی ابتدا کس قوم مین سب سے پہلے ہوئی۔ مگر چونکہ تجارت کی ابتدا کو کسی خصوص

قوم سے خصوصیت نہین اسلیئے وہ سوال یون اٹھایا گیا کہ چونکہ تجارت کا انحصار کثرت آبادی پر منحصر ہے اسلیئے یہہ دیکھنا چاہیئے کہ سب سے پہلے نہایت گنجان آبادی کہان ہوی - تحقیق اور قرائن سے معلوم ہوا کہ گرم ملکون مین آبادی سب سے پہلے اُن مقامون پر ہوی جہان سیرابی کے کچھہ نہ کچھہ قدرتی سامان موجود تھے - خواہ وہ دریا کے فصلی سیراب سے ہوی ہو یا پہاڑون پر سے پانی بہنے سے ہو یا کوی اور ذریعہ سے چنانچہ مصر مین دریاے نیل - شام مین دریاے فرات اور ہندوستان مین دریاے گنگ اس قرائن کے موید ہین کہ ان ملکون مین مذکورۂ بالا دریاؤن کے جوار مین آبادی کی کثرت اور تجارت کا پہلے پہل شیوع ہوا گرم ملکون مین ایسے تراوت بخش مقامات نہایت فرحت انگیز ہوتے ہین ان مقامون کی سبزی آنکھون مین ٹھنڈک پیدا کرتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ دور و دراز کے لوگ جذب مقناطیسی سے ان سرسبز مقامون پر آنکر آباد ہوتے ہین ؎

ہر کجا چشمہ بود شیرین ✣ مردم و مرغ و مور گرد آیند -

اس قدرتی لہلہاہٹ اور خدائی فرش مخمل اور خوشگوار آب و ہوا سے بیچارے سرد ملک کے باشندے بالکل ناواقف ہین کہ ان ملکون مین ان اوصاف کے ساتھہ کوی قدرتی یا مصنوعی مقام نہین -

تجارت کی ابتدا تو اوسی زمانہ سے سمجھنی چاہیئے جبکہ انسان کی آبادی کسی مقام مین کثرت سے ہوی ہو - ہندوستان مین قدیم الایام سے تجارت

ہوتی ہو اور باوجودیکہ قدرتی زرخیزی یہان روز اول سے ہی مگر اہل ہند نے ازروے تجارت ہمیشہ نکتہ چینی حاصل کی ہی حضرت یوسف کا اپنے بھائیون کے عربون کے ہاتھہ فروخت ہوجانا جو اونٹون پر مسالحہ اور خوشبو اور دیگر اشیا لیجاتے تھے تاریخی شہادت ہے عربون کی تجارت بھی زمانہ قدیم سے مشہور ہے - یہ عرب تجارت سے اپنے ملک اور شام کیلئے غلہ لایا کرتے تھے - جس شغل سے بنی آدم کا اسقدر تعلق ہو اور جسمین رفتہ رفتہ ترقی اور تسہیل پیدا ہونی خلاف منشای قدرت ہے - شروع مین اسباب تجارت بموجب اقتضای زمانہ کم مقدار مین خرچ ہوتا تھا تاجر اپنے پشت پر لادھکر فروخت کیا کرتے تھے جیون جیون ضرورت زیادہ ہونے لگی اور انسانی قوت گرانبار اسباب کی متحمل نہوسکی تو جانورون سے کام نکالنا شروع کیا - اور انہین کے پشت پر اسباب لادکر شبیب دراز گلی کوچون مین دورہ کرنے لگے مگر جب زمانہ کی رفتار نے تجارت کی وقعت زیادہ بڑہای تو اس ابتدائی ترقی سے متجاوز ہوکر زیادہ مہذب طریقہ کی جستجو ہوی تاکہ کثرت کار اور آسانی و قلت وقت سے کام ہو اوسوقت سڑکون کی بنیاد پڑی - گاڑیون کی راہین نکالی گئین بعدہ سڑکون کی پختگی اور گاڑیون مین مفید ترمیمین ہونے لگین اس سے اور بہت سی ایسی مثالون سے ظاہر ہے کہ زمانہ اپنے ساتھ اپنی روش پر ہمکو چلاتا ہے ہم زمانے کو الٹے اپنے طرف نہین کھینچ سکتے ایک مشہور مثل ہے زمانہ باتو نہ سازد تو با زمانہ بساز اور ضرورت مصدر ایجادات ہے - اسکا اثر منجملہ اور امور کے تجارت کی روز افزون ترقی مین بخوبی پایا گیا -

اور سلسلہ سے معلوم ہوا کہ کیونکر انسان نے اسباب تجارت کو اپنے پشت سے جانوروں پر اور جانوروں کے پشت سے بیل گاڑیون پر رکھا بعدہ تیز رفتاری کے لحاظ سے لوھے کی پٹریون پر ریل گاڑیان بنائین - اسکے بعد اسٹیم انجن جاری کیا جس سے ہزارون بیل گاڑیون کا بار بہت عجلت سے نقل و حمل ہوتا ہے ادھر فانی کو قابو مین لانے اور مشرق و مغرب کو تجارتانہ سلسلہ مین منسلسل کرنے کو جہازون مین روز بروز ترقی ہوتی رہی اور بالآخر بادی خطرناک جہازون سے متجاوز ہوکر دخانی کشتیون سے کام لینا شروع کیا - ملکون مین اندرونی تجارت اور ملکی زراعت کی ترقی کیلئے ہزارون میل لمبی سڑکے تار ٹیلیفون نہرین - غرض زمانہ کی ضرورت سے ہزارون راہین کھولین - اگر بفرض محال ایک شخص سترھوین صدی کا اس انیسوین صدی مین زندہ ہوکر اپنے ملک کی موجودہ حالت کو دیکھے اور اسے وقت سے مقابلہ اور موازنہ کرے تو اوسکو معلوم ہوگا کہ گویا وہ اس دنیا مین پیدا ہی نہین ہوا تھا -

جب یہہ قرائن سے ثابت ہوچکا کہ عربون - شامیون مصریون اور ہندیون نے اپنے آبادی کا مجموعی حصہ بمقابلہ دوسرون کے زیادہ وسیع کیا انکی تجارت بھی سب سے افضل رہی ہوگی لیکن جو کچھہ ہو بحری تجارت مین ان لوگون نے بہت ہی کم ترقی کی کیونکہ علم جہازرانی عمل کے طرح ہوا ہی نام تھا جسلئے اس زمانہ مین ہر ملک کے مشہور شہرون مین جو سمندر سے قرب واقع ہین ایک حصہ بحری تجارت اور جہازی خدمت کا پایا جاتا ہے اوس زمانہ مین مخصوص شہر ان ہے

برای نام چند اشخاص اس کام کا بیڑا اوٹھاتے تھے کشتیون کی ساخت ہی ایسی ہوتی جو اوس زمانہ ابتدائی کے جہاز رانون کو کسیطرح اجازت ندیتی کہ وہ ساحل چھوڑکر کچھہ آگے بڑھنے کی جرأت کرین حالانکہ وہی اصول اس ترقی یافتہ زمانہ مین جہاز رانی کیلئے خطرناک خیال کیجاتے ہین کیونکہ اگر ملک کے متصل کشتی ہانی ہو تو ہوا کی قلت اعانت سے محض ہاتھہ پیر کے بل پر سارے جہاز رانی کا انحصار ہوجاے جو خطرناک اور دشوار ہے۔

تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل مصر نے سب سے پہلے بحری تجارت کو شہرت دی۔ بحر قلزم اور جوار مصر مین انہین کے جہازون کی آمد و رفت رہا کرتی۔ اب تک ٹھیک معلوم نہین ہوا کہ بحر قلزم کی راہ سے مصر اور ہندوستان کے مابین کب سے تجارت جاری ہے۔ جب پونا پارٹ مصر پر حملہ کی تیاری کر رہا تھا تو اوسنے ہندوستان اور مصر کو اوروی تجارت مسلسل کرنیکا ارادہ کرلیا تھا۔

جزیرہ کریٹ۔ سب سے پہلا مقام ہے جہان مصریون کی آمد و رفت سے شائستگی نے اپنا جنم لیا۔ اسکے بعد پھر اور جزائر سرفراز ہوتے رہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ایک ہزار برس پہلے مصریون نے یونان اور جزیرہ کریٹ مین بود و باش اختیار کی اور پانسو برس اوس شائستگی کے حاصل کرنے مین یونان نے صرف کئے جو اوسکے پولیٹیکل شہرت کا باعث ہوا جبکہ ایران نے بڑی کروفر سے اوسپر چڑھائی کی تھی۔

اب ہم چند قدیم شہرون کا کچھہ حال تجارتی لکھتے ہین اوسی ضمن مین

بعض اولوالعزم بادشاہون کا تذکرہ بھی آجائیگا جس سے معلوم ہوگا کہ اُن لوگون کو اوس غیر ترقی یافتہ زمانہ مین بھی ملکی سرسبزی کے وسائل سے غفلت نہ تھی۔ اور جو سامان ترقی آج میسر ہین اور ذرایع ملکی بہبودی کے بتلائے جاتے ہین حقیقت مین اونکی ابتدا ایسے زمانہ مین ہوئی جسکو ہم لوگ تاریک اور غیر تربیت یافتہ کہتے ہین۔

قائن:- یہہ شہر بلحاظ وسعت تو کچھ قابل وقعت نہ تھا مگر موقع تجارت کے لحاظ سے وہ ہمیشہ سرسبز اور عمدہ رہا۔ حضرت سلیمان علیہ السّلام کے زمانہ سے سکندر اعظم کے حملہ تک جسکو سات سو برس کا عرصہ گذرتا ہے اس شہر کی تجارتی شہرت رہی۔ جب یونانی فوج بمالحتی سکندر نے اس شہر پر حملہ کیا اور اہل شہر نے جس طریقہ سے اوسکی محافظت کی تو یونانیون کے دل مین عموماً اور سکندر کے دلمین خصوصاً اوسکی وقعت بلحاظ موقع تجارت بڑھ گئی۔ سکندر اعظم نے اپنے ہمراہیون پر اس امر کا بھی زور دیا کہ مفتوحہ اقوام کے طرز معاشرت اور آداب تجارت سیکھین جو اوسکے حقیقت مین مدبرانہ چال تھی۔

سکندریہ کی بنا سکندر اعظم کے اعلیٰ درجہ کی دوربینی اور خداداد عقل کی شاہد حال ہے جسکو روز اول سے آجتک ترقی ہی ہوتی رہی ہے یہہ مقام از روے تجارت ایسے عمدہ اور مفید موقع پر واقع ہوا ہے کہ یورپ و ایشیا اور افریقہ کی منڈی ہوگئی ہے۔ سکندر اعظم اسکے ترقی مین ہمیشہ کوشان رہا۔

اوہر یونان کے دارالحکومت اتھینیہ کی تباہی ہوتی رہی اُدہر سکندریہ کو ترقی۔

گران دونون مقامون سے افضل ترکارتھیج تھا جسکی تباہی کا بدنما داغ سلطنت رومیہ کبریٰ کے تاریخی صفحات پر ہمیشہ رہیگا۔

کارتھیج بڑے عمدہ تجارتی موقع پر آباد تھا۔ محفوظ بنادر تھے تجارت مشرق اور مغرب مین ہوتی تھی۔ مصر کے ساتھہ دوستانہ تعلق تھا اور فرانس۔ اسپین۔ سیسلی وغیرہ مین کوئی مدمقابل نہ تھا۔

رومیہ اور کارتھیج مین بڑا فرق یہی تھا کہ اول الذکر جنگی اور زبردستی کارروائی کرتا رہا اور موخرالذکر عدم آزاری اور سبک روی۔ اہل روما نے جہازرانی مین کبھی اعلیٰ عزت حاصل نہین کی ہے چنانچہ جب رومیون اور کارتھیجون سے لڑائی ہوئی تو رومیون نے اپنے جہازی ناتجربہ کاری سے بہت نقصان اُٹھایا مگر بالآخر کامیاب ہوئے اور اس فتح سے انکی وسعت سلطنت ایک جانب افریقہ کے شمالی حصہ اور دوسرے جانب یونان و مقدونیہ تک ہوگئی۔ جس سے تجارت کو بہت فروغ ہوا۔ بحری رہزنی موقوف ہوئے۔ بحیرہ روم۔ بحیرہ ہند۔ بحر قلزم اور خلیج فارس مین رفتہ رفتہ جہاز رومی پہونچنے لگے اور سوقت تک جہازی کمپاس مستعمل نہین تھا بلکہ ہوا پر سارا دارمدار تھا اور اسیکے موافق جہازرانی ہوتی تھی۔

مسلمانون نے اپنے زمانہ حکومت مین تجارتی مواقع خوب ڈھونڈے تھے جس سے اونکی دانشمندی کا ثبوت ملتا ہے۔ اگر سکندر نے سکندریہ بنایا اور اس خصوص مین لوائے نیکنامی بلند کیا تو عربون نے بصرہ۔ بغداد جبرالٹر (جبل طارق) عدن۔ قسطنطنیہ۔ کارتھیج۔ سکندریہ۔ وغیرہ تعمیر کیا یا اپنے

قبضہ مین لائے جو ابتک دنیا کے مشہور بندرگاہون اور تجارتی موقعون مین ممتاز جگہہ پاتے ہین۔ اِسکے سوائے مسلمانون نے نہایت عمدہ اور باموقع ممالک جزائر پر قبضہ کیا جس سے معلوم ہوتا ہی کہ اون کو پولیٹیکل دوربینی کسقدر تھی اور کہانتک تجارتی مواقع ڈھونڈھنے مین جان کھپاتے تھے چنانچہ صقلیہ۔ (سسلی) صنوبر (سیپرس) روڈز۔ کریٹ۔ یونان۔ مصر۔ ٹرپولی۔ ٹیونس وغیرہ جہازرانی اور تجارت کے لئے نہایت باوقعت اور ضروری مقامات ہین ان مشہور اور کارآمد تجارتی موقعون اور ملکون مین سے باستثنای جبرالٹر۔ عدن۔ سسلی۔ اونیان کے کل مسلمانون کے قبضہ مین ابتک ہین۔ عدن کا صرف بندرانگریزون کے پاس ہی باقی شہر عدن پر مسلمان قابض ہین جزیرہ کریٹ تیس برس جنگ کے بعد مسلمانون کے ہاتھہ لگا۔ جو آجکل ملکی زرمگاہ ہو رہا ہی۔

یون تو دنیا مین کوئی سلطنت قیامت تک کے لئے سند لیکر آئی نہین ہمارے اعتقاد کے موافق ہر شی کی ابتدا و انتہا ضرور ہی سلطنت کی بنیاد۔ ترقی کمال بعدہ انحطاط زوال اور آخر مین تباہی لازمی ہی۔ پس جو آج کیفیت اعلی درجہ کی کسی ایک سلطنت کی ہی وہی حالت حسب اقتضای زمانہ کل ہماری تھی۔ ہم دنیا کے روبرو مجبوب نہین تھے کہ اپنے عروج کے زمانہ مین مدبرانہ کارروائی نہین کی اور آسانی سے عنان سلطنت حملہ آورون کو دیدی بلکہ دنیا کی تاریخ ہماری فراست و دانائی اور پولیٹیکل دوربینی علوم کی اشاعت فنون کی دستگیری کی شاہد ہی اور اس پر آشوب زمانہ مین بھی جو مرتبہ آج سطح زمین پر ہمکو حاصل ہی وہ بھی کم شکریہ کے

قابل نہین گو فخر کو ندامت سے مبادلہ ہوگیا ہی۔ ہماری تجارت مین کساد بازاری آگئی۔ ہمارا راس المال لٹ گیا۔ جنس بجالت ناپرسانی جہالت کے تاریک غار مین پڑی ہی۔

سلطنت رومیہ کبری جسکا بول بالا افریقہ اور یورپ کے بہت بڑے حصہ مین تھا آج حسرت بھری آنکھون سے اپنی پچھلی عظمت کو رو رہی ہی۔

جب سے اس سلطنت نے اپنا دارالسلطنت بمقام قسطنطنیہ تبدیل کیا اوسکو روز بروز باوجود سخت فکر اور عمدہ جنرلون اور فوجون کے انحطاط ہی ہوتا رہا۔ اور پانچوین صدی مین اسقدر قوت باقی نرہی کہ وحشی دشمنون سے اپنا ملک محفوظ رکھ سکے۔ چنانچہ اسپین۔ اٹلی۔ اور گال مین ہردم فتنہ وفساد برپا رہا اور ملک ومال کی پامالی ہوتی رہی۔ شہر ویران ہوتے گئے۔ طوائف الملوکی پھیل گئی اور تجارت کا خیال لوگون کے دلون سے بالکل جاتا رہا کیونکہ ہر موقعہ پر تلوار کا کام لیا جاتا تھا۔ جب سلطنت رومیہ کا یہ حال دیکھا تو سوداگرون نے وینس مین بود وباش اختیار کرنی چاہی۔ یہ مقام عجب پرفضا اور دلکش ہی اور اپنی مثال دنیا مین نہین رکھتا۔ تمام شہر پانی پر آباد ہی۔ شاہراہین پانی کی ہین گلی کوچون مین سے کشتیان چلتی ہین۔ مکانات نہایت نفیس آبادی پرفضا آب وہوا خوشگوار۔ غرض اوس دلکش اور محفوظ مقام مین تاجرون نے مستقل مقام اختیار کیا۔ اور تجارت کو بہت فروغ ہوا۔ جن شہرون کو قدیم زمانہ مین تجارتا نہ فروغ ہوا تھا اونمین وینس کو بہت بڑی شہرت تھی

اور اوسکا دلفزا مقام دور و دراز کے تاجرون اور سیاحون کو کھینچ لاتا تھا ونیس کے بعد پیسا کو تجارتی شہرت ہوئی۔ ہمارے ناظرین شہر جنوا کے نام سے کم سے کم بہت واقف ہونگے کیونکہ وہان کی اور وہان کے طرز کی گھیریون نے پچھلے زمانہ مین بڑی ناموری پیدا کی۔ جنوا کے برابر پیسا کو فروغ نہین ہوا کیونکہ اس شہر سے بیرونی تجارت کا تعلق بہت زیادہ نہ تھا۔ سنہ ایکہزار عیسوی سے چودھوین صدی کے نصف ثانی تک جنوا نے اپنی شہرت از روے تجارت قایم رکھی اسی زمانہ مین ونیس اور جنوا سے خانگ ہو گئی اور تجارت مین زوال آگیا۔

قسطنطنیہ پندرھوین صدی تک جنگی حملون سے بچتا چلا آیا تاہم اس اثنا مین بہت سے خفیف صدمے پہونچے تھے۔ یہ وہ وقت تھا جبکہ مغربی یورپ مین تہذیب پھیل چکی تھی اور چھاپہ کی ایجاد سے ایک عظیم تغیر پیدا ہونے والا تھا۔ اگرچہ مشرقی یورپ مین بمقابلہ مغربی یورپ کے علم و تہذیب کا اوس وقت زیادہ چرچا تھا مگر یہ خوش قسمتی کی بات ہے کہ قدیم علوم و فنون تجارت و صنعت مشرقی حصہ یورپ مین محفوظ اور قایم تھی۔

قسطنطنیہ کی تجارت ایک جانب سکندریہ سے دوسری جانب ونیس اور دیگر بنادر اٹلی سے اور تیسری جانب ہندوستان سے تھی۔ جب عربون نے مصر پر قبضہ کرکے ہندوستان کا راستہ بحر قلزم سے بند کیا تو تجارت براہ بحر خضر خلیج فارس اور دریاے فرات جاری تھی۔

تجسس راہ ہندوستان

چونکہ ابتدا سے زمانہ مین عربون کی تہذیب و شایستگی ایک تاریخی سند شہادت ہے اس لئے انھون نے اپنے اندرونی و بیرونی تعلقات کی وسعت کے ساتھ تجارت مین بھی حسب ترقی زمانہ وسعت دی - یورپ اور بہت سے ایشیائی ممالک مین ہندوستان کی بیش بہا اور خوشبویات کا چرچا حضرات عرب کی بدولت ہوا - عرب سے ہندوستان تک تو وہ لوگ چھوٹے چھوٹے جہازون کے ذریعہ سے تجارت کرتے تھے مگر اودھر عرب سے ہندوستانی اشیا راندرونی ممالک کے ذریعہ دست بدست پہونچتی تہین - یورپ مین ہندوستانی اشیا کی بڑی قدر و منزلت ہوتی تھی اور باوجود منافع در منافع در دست بدست فروخت ہونے کے یہان کے مصالحے اور دیگر بیش قیمت خوشبویات وغیرہ یورپ مین ارزان معلوم ہوتی تہین - یہی وجہ تھی کہ اقوام یورپین کو ہندوستان کی طرف بڑہنے کا شوق ہوا -

پندرہوین صدی مین منجملہ دیگر فرنگی قومون کے پرتگالیون کو سمندر کی راہ سے ہندوستان پہونچنے کی بڑی ہی فکر تہی ان سے زیادہ کوئی اور اس تجسس راہ مین نہین لگا ہوا تہا برسون کی سرگردانی اور کوشش مین ہندوستان کی راہ اور طریقے کے گرد سے ہزار دقت و مایوسی دریافت ہوئی - جس مقام سے یہ پرتگالی ہندوستان کی طمع مین اپنے اوپر جبر کرکے بخوف طوفان واپس جاتے تھے وہی مقام بالآخر انکی امیدونکو سرسبز کرنیوالا ہوا اور اسی

راس خوشی امید نام رکھا ۔ اور ۱۴۹۷ء مین ہندوستان کی راہ بین خدا کی قدرت اور انسانی جد وجہد کا یہ نتیجہ ہوا کہ جو عرب یہان یورپین کے آنیکے محرک ہوے اون کا اب نام ونشان نہین اور جن پرتگالیون نے برسون کی لگاتار کوشش وجانفشانی مین ہندوستان کی راہ نکالی اور دوسرون کو بتلائی آج وہ ایک ذلیل ترین گوشہ (گوا) مین خاموش بیٹھے ہین ۔ مگر جنہون نے دوسو برس کے بعد تجارت کا ڈھنگ ہندوستان مین ڈالا جبکہ یہان مسلمانون کی حکومت اوج کمال پر تھی ۔ آج وہ پورے طور سے مالک ہین "تِلکَ الاَیّامُ نُداوِلُھا بَینَ النّاسِ" مین کسکو کلام ہے ۔

امریکہ کی دریافت

فنّ جہازرانی اور تجارت کے روز افزون ترقی سے علم جغرافیہ کے منجملہ اور علوم وفنون کی بہت بڑی ترقی ہوئی مگر پندرہوین صدی تک اس علم نے اوسی ترقی حاصل کی تھی کیونکہ دنیا کا صرف ایک حصہ لوگون کو معلوم تھا اور زمین کو بجاے کرۂ گردشی کے بطلیموسی تعلیم کے موافق مسطح اور قایم بالذات سمجھے ہوئے تھے ۔ اُن کی سمجھ مین نہین آتا تھا جیسا کہ اب تک بہت سے نہین سمجھتے کہ علم جغرافیہ کی رُو سے نشیب وفراز کوئی شے نہین ۔ اور ہم بمتابعت دورۂ زمین کبھی نشیب مین جاتے ہین اور کبھی فراز مین ۔

کولمبس جو اٹلی کا ایک مشہور جہازران تھا سب سے پہلے اس امر کا قائل ہوا کہ سمندر پار ضرور کوئی اور قطع زمین ہوگا ۔ جسکے تجسس مین وہ جان پر کھیلنے کو

تو تیار تھا مگر عرصہ دراز تک روپیہ کی امداد نہ ہوئی

امی زر تو خدا نہی دیتا لیکن بقدر + شعار عیوب ہے قاسنی الحاجاتی

بالآخر ہسپانیہ کے دورین ملکہ ایزابلا کے بدولت دولت ملک و مال نصیب ہوئی اور امریکہ کا وجود کولمبس کی محنت سے لوگون کو ظاہر ہوا۔ مگر زمانے کی ناقدر شناسی کا یہ کافی ثبوت ہے کہ اوس قطع ملک کو جسکو آج ہم لوگ امریکہ کہتے ہین ایک ایسے شخص کے نام پر موسوم ہوا جسنے کلمبس کے بعد امریکہ مین قدم رکھا۔

تجارت کے لحاظ سے امریکہ مقبوضۂ ہسپانیہ کو وہان کے کان طلا نے بہت شہرت دی۔ مگر خود ہسپانیہ کو فائدہ برائے نام ہوا کیونکہ فرانس و جرمنی و انگلستان نے وہان کے طلائی معدنیات سے بمقابلہ خود مالک معدنیات کے بدرجہا زیادہ فائدہ حاصل کیا۔ ایک دوسری بلا ہسپانیہ پر یہ نازل ہوئی کہ اوسنے مسلمانون اور یہودیون کو جو اوس ملک مین صاحب صنعت و حرفت تھے اور جس سے وہان کی تجارت کا اعتبار تھا خارج الملک کر دیا اور کلیتاً تمام ملک خزینۂ جہلا و سست اشخاص کا رہگیا۔

تجارت جو سرسبزی ملک کے لئے لازمی ہے بیجا فریفتی تعصب سے اکثر ملک پامال ہوگئے ہین۔

انگلستان کی تجارت اور جہازرانی جیسی کہ اب ہے زمانہ گزشتہ مین کبھی خیال مین بھی نہ تھی اور یورپ کی تجارت مین کوئی شمار نہ تھا جسکی وجہ وہی ابتدائی اصول تجارت قرار دی جاسکتی ہے یعنی انگلستان کے شہرون مین

بمقابلہ دوسرے ممالک کے شہروں کے گنجان آبادی نہ تھی آبادی کی وسعت اور چند پولیٹکل معاملات کی پیچیدگی سے تجارت مین ترقی ہونے لگی۔ جس کی ابتدا سترہوین صدی کے نصف سے ہوئی۔

اٹھارہوین صدی کے شروع مین جہازون کا مجموعی وزن ۲ لاکھ ۷۰ ہزار ٹن اور پچاس برس کے بعد ۶ لاک اور سو برس کے بعد ایک کرور چھ لاک ٹن ہو گیا۔

۱۸۵۳ء مین کل انگریزی بادی جہازون کی تعداد ۳۱۹۹۳ تھی — اور وخانی جہاز ۱۴۱۴ تھے۔ اور ان دونون کا وزن ۴۰۸۰۳۸۵ اور ۲۲۳۶۱۶ ٹن بالترتیب تھا۔ لیکن اس زمانہ مین تو اور بھی ترقی ہوئی۔ خاصکر وخانی جہازون مین۔ جسکا وزن قریب ۳۴ لاک ٹن کے ہے (۲۸ من کا ایک ٹن ہوتا ہے)

حال مین جب لارڈ سالسبری وزیر اعظم سلطنت انگلشیہ نے بحری قوت کو اور بڑھانا چاہا تھا جسکے متعلق دونون ہوسوسون سے بل بھی پاس ہو گئے اوسوقت بیان کیا تھا کہ انگلستان کو اپنی بحری قوت کے قایم رکھنے کو کم سے کم اسقدر مضبوط رہنا چاہیئے کہ یورپ کی کوئی دو سلطنت متفق ہو کر تنہا انگلستان کا مقابلہ نکرسکین انگلستان کے بعد ازروے قوت بحری ممالک متحدہ امریکہ کا نمبر ہے جسکے دونون قسم کے جہازون کا مجموعی وزن تقریباً ۳۶ لاک ٹن کے ہے۔ اگر انگلستان اور امریکہ کی مجموعی بحری قوتون کا موازنہ کیا جاے تو تقریباً دوچند کا فرق ہو گا۔

اصول تجارت

تاجرون کے اصول مین چند باتین قابل لحاظ ہین

۱۔ مال تجارت کا صدر مقام سے لانا اور جلد فروخت کرنا ازدیادِ اعتبار کی دلیل ہی۔

۲۔ تھورے نفع پر مال جلد فروخت کرنا بہتر ہی بہ نسبت اسکے کہ زیادہ نفع کی امید پر مال عرصہ تک پڑا رہے۔

۳۔ زر سے زیادہ اعتبار کی ضرورت ہی۔

۴۔ باقاعدہ ادائی اور وقت موعودہ پر قرضون کا ادا کرنا آیندہ کے لئے مضبوط کرتا ہی۔

۵۔ تھوڑے نفع پر مال بیچنا شہرت اور کثرت فروخت کا سبب ہی اور جو قلت منافع سے کمی آمدنی کا گمان ہی وہ زیادتی فروخت سے پورا ہوجاتا ہی۔

۶۔ اشیاء کی مقرری قیمت سے سوداگرون اور خریدارون کو وقت اور محنت سے بچاؤ ہوتا ہی اور فضول جھنجھٹ سے نجات رہتی ہی۔

۷۔ ایمانداری سے فروخت مین قوت ہوتی ہی گو یکبارگی فائدہ نہین ہوجاتا برخلاف بے ایمانی کے کہ ایک دو مرتبہ دھوکہ مین کچھ دولت آجاتی ہی مگر پھر ایسا شخص بازار مین منھ نہین دکھا سکتا۔

۸۔ ذاتی محنت سے تجارت مین بڑا تجربہ ہوتا ہی دوسرون پر تکیہ کرنے اور خود آرام کرنے سے بدنامی اور کسادبازاری ہوتی ہی۔ اور تجارت کا

جلد خاتمہ ہو جاتا ہے۔

۹۔ زیادہ فائدہ اُن ملکوں میں ہوتا ہے جو زیادہ آباد ہوں اور جہاں قدیم باشندے ہوں کیونکہ یہ لوگ مالدار ہوتے ہیں اور قیمت باقاعدہ ادا کرتے ہیں۔

۱۰۔ نوآباد ملکوں کے لوگ اکثر خالی ہاتھ ہوتے ہیں۔ ایسے ملکوں سے خرید و فروخت کرنے میں ہمیشہ دقت ہوتی ہے۔

۱۱۔ جہانتک ممکن ہو تجارت آزادانہ ہو۔ رکاوٹ ڈالنے سے نقصان ہوتا ہے۔ گورنمنٹ کا کام یہ ہے کہ وہ رکاوٹوں کو دور کرے تاکہ آسانی پیدا ہو۔

۱۲۔ موٹی پولی یعنی حقوق مخصوص عام تجارت کے منافی پائے گئے۔ اس سے صرف دوسروں کے بیوجہ حقوق سلب نہیں ہوتے بلکہ اصول تجارت پر اہل کمپنی بہت کم رجوع ہوتے ہیں کیونکہ انکو بوجہ محافظت سرکاری کسی قسم کا اندیشہ نہیں ہوتا۔

۱۳۔ جب راس المال کم ہو تو موٹی پولی یعنی حقوق مخصوص کسیقدر ضرورت ہے لیکن راس المال کی زیادتی پر ہرگز قایم نہ رہنا چاہیئے۔

۱۴۔ کارخانجات صنعت و حرفت میں محنتوں کی تقسیم لازمی ہے۔ کیونکہ ایسے کارخانوں میں ہر عمر کے آدمی ارزانی اور آسانی سے ملتے ہیں اور کام کی تکمیل عمدہ طور سے ہوتی ہے۔

۱۵۔ تاجروں کو خرید و فروخت میں آزادی ہونی چاہیئے اونکو اپنے مال فروخت کرنے یا روک رکھنے سے مالکانہ حق ملنا چاہیئے۔ بجز غلہ کے وہ ہر شے کو مناسب موسم تک فروخت کرنے یا روک رکھنے کے پورے طور سے مجاز کئے جائیں۔

محنتون کی تقسیم در تقسیم قلت اور کثرت کارخانۂ تجارت کا اظہار کرتی ہی اور جسقدر کامون مین آسانی اور تکمیل اور عمدگی ہوتی ہی وہ محض محنتونکے تقسیم در تقسیم سے ہوتی ہی لیکن محنتون کی تقسیم کثرت آبادی پر منحصر ہی جہان مختلف صنعتون اور کامون کے لوگ آسانی سے ملجاتے ہین۔ اور مختلف ہاتھون سے ایک شی مکمل طور سے تیار ہوجاتی ہی۔ محنت کی تقسیم کی کمی ایک دوسری اور قسم ہی اور وہ ملکی تقسیم ہی یعنی تجارت کی مختلف شاخ مختلف ملکون مین عمدہ طور سے تیار ہوکر کثیت مجموعی بازار کو رونق دیتی ہی۔

بعض سلاطین کو یہ خبط ہوا کرتا ہی کہ کل اشیا رجو انکے ملک مین خرچ ہوتے ہین وہین تیار ہون اور دوسرے ملک کی محتاجی نہو۔ گو بادی النظر مین یہ اصول ملک کی ہمدردی ظاہر کرتا ہی مگر حقیقت مین خلاف عقل ہی۔ جن چیزونکا مصرف کسی ایک ملک مین ہوتا ہی اگر اوسکے تیاری کے سامان از ابتدا تا انتہا اوس ملک مین کثرت سے موجود ہین اور بنانے والے اور دیگر ضروری اوزار وغیرہ سب کا ملیت وجامعیت سے ہین تو اوسکا بنانا مفید و لازمی ہی۔ لیکن جب ایسا نہین ہی تو بجاے فائدہ کے نقصان ہوتا ہی۔

مثلاً فرانس کو بمقابلہ انگلستان کے دخانی کارخانون مین کبھی فائدہ نہین ہوسکتا کیونکہ وہان کویلہ کی ایسی کانین کہان جو انگلستان مین میلون ہو جو ہین علی ہذا ہندوستان مین تیاری اشیا کے سامان بہت ہین مگر اوسکے بنانیوالے اور ضروری سامان وغیرہ عمدہ موجود نہونے سے فائدہ کے بجاے سب کام

نہین کئے جا سکتے - کاغذ کے کارخانے یہان چار پانچ قایم ہین - مگر جانتک مجھکو تجربہ ہی یورپ کے کاغذات یہان کے مصنوعی کاغذون سے ارزان پڑتے ہین جو تعجب کی بات ہی کیونکہ یہان سب سامان تیاری موجود کارخانے اور بازار موجود - بخلاف یورپین ممالک کے کہ سامان کچا بالکل بیرونی اور ہزارون میل کا سفر کرکے مختلف قسم کے محصولات ادا کرنے کے بعد بازار مین ملکی کاغذون سے ارزان فروخت ہوتے ہین -

غرض ایسی ملکی ہمدردی ملک کے اور اپنے لئے بلاے جان ہو جاتی ہی - ہان خود مختار ملکون مین کچھ رکاوٹ ہو جاتی ہی یعنی اپنے ملک کی مصنوعات کی ترقی کے لئے یا کم سے کم اونکی پوری لاگت آنے کے لئے بیرونی اسباب درآمد پر بھاری محصول لگاتے ہین - یہ بھی ایک طرحکا ملک کو صدمہ پہونچانا ہی کیونکہ اس سے چند آدمیون کو فائدہ اور تمام ملک کو نقصان پہونچتا ہی - چنانچہ فرانس اور امریکہ مین بعض اشیاے مالک غیر پر اسقدر محصول لگا دیا ہی کہ وہ ملکی اشیاء سے ارزان فروخت نہین ہوسکتین اور اگر ایسا گران محصول نہ لگایا جاتا تو ملکی مصنوعات کو کوئی پوچھتا بھی نہین -

اگر تجارتانہ نظر سے ممالک یورپ کو دیکھا جاے تو سب سے پہلے جس پر نظر پڑتی ہی جسنے نکات تجارت کو خوب سمجھا ہی - بعدہ فرانس اور ہالینڈ ہین فرانس اپنی ترقی تجارت مین بڑی کوشش کرتا ہی - ان جملہ نقایص سے اپنے

آپ کو بری کر دیا جو تجارت عامہ کے لئے مضر سمجھے گئے ہین۔
باقی اور ممالک یورپ تو اس کوچہ سے محض نابلد ہین اور جس چیز سے وہ عام تجارت کا اندازہ کر سکتے ہین وہ محض انکی مقامی تجارت ہی۔ خود انگلستان مین ہنوز وہ فریق قوت کے ساتھ موجود ہی جو عام تجارت آزادانہ کا مخالف ہی مگر اسمین بھی زوال آتا جاتا ہی۔

تجارت مین گھٹاؤ بڑھاؤ

یہ تو شاید مقبولہ اور عام طور سے تسلیم شدہ مسئلہ ہی کہ جو شی ایک شی کے وجود و ترقی کی وجہ ہوتی ہی وہی شی بہ تبدیل مزاج و قوت اوسکو نیست و نابود کی بھی طاقت رکھتی ہی۔ جنگ جو اکثر توسیع ملک و ترقی تجارت کے لئے ہوتی ہی اوسکے زوال کا بھی وہی باعث ہوتا ہی اور بعض حالتون مین تو بالکل پامال ہو جاتی ہی۔

ایام جنگ مین انسان کے گروہ کے گروہ سول پیشون سے علیحدہ کر کے جنگ کی طرف مائل کئے جاتے ہین اور جتنے ضروری صیغجات انسانی زندگی بسر کرنے کے ہوتے ہین اونکی جانب توجہ کم کی جاتی ہی۔ صنعت و حرفت کے کارخانے بند یا سست ہو جاتے ہین اور ساری محنت اسباب حرب و ضرب مین خرچ کی جاتی ہی۔ زر نقد کا چلن کم ہو جاتا ہی کاغذی گھوڑے رفع ضروریات کرتے ہین۔ نتیجون سے روپیہ نہین ملتا نرخ نقرہ و طلا بڑھ جاتا ہی اور یہی سامان گرانی اشیاء کے ہوتے ہین بعض اقسام کی تجارت مین فروغ اور اکثر مین زوال ہوتا ہی

اور جب وہی سامان جنگ وجدال مبدل بصلح وامان ہوجاتے ہین تو گرانی اشیا بھی مبدّل بہ ارزانی ہوتی ہی۔

اِسکے سِوا ہندوستان کی طرح جن ملکون مین سکۂ نقرہی کا رواج ہی اونکو ایسے ممالک کے ساتھہ معاوضۂ تجارت کرنے مین سخت مالی نقصان ہوتا ہی جہان سکۂ طلائی کا عام رواج ہی کیونکہ سکۂ نقرئی کی قیمت روز بروز کم اور طلائی کی زیادہ ہوتی جاتی ہی۔ یہ سامان تجارت کے سستی اور تیزی کے ہین۔

تجارتِ ہند

اب ہم کچھہ اپنے ملک کی تجارت موجودہ کا حال پیش ناظرین کرتے ہین۔ امید ہی کہ لطف سے خالی نہوگا۔ ہندوستان باوجود اپنی قدرتی زرخیزی کے ہمیشہ سے تجارت کرتا رہا۔ لیکن زمانے کی رنگت کے ساتھہ اِسکی تجارتون مین عظیم تغیر واقع ہوا مگر اس مین کوئی شک نہین کہ جس طرح اس ملک کے بعض مقرری گروہ ذات کی تقسیم کے لحاظ سے تجارت مین پشت در پشت لگے رہتے ہین اور جنکا کام بجز تجارت کے اور کچھہ نہین یہ مثال دنیا کے کسی حصہ مین نہین ہی اور اسی لئے یہان کے لوگون مین بالعموم حساب و کتاب کا مذاق زیادہ ہوتا ہی۔

مارواڑی۔ کھتری۔ کنبی۔ بنیا۔ ہندون مین۔ خوجہ۔ بہورے میمن مسلمانون مین۔ اور پارسی ہندوستان کے اقوام مین تجارتانہ مصروفیت کے لحاظ سے ہندوستان کے ہندون کی تعداد تو پانچ چھہ ہین مگر اصل مین کلکتہ اور

بمبئی خاص تجارتی بندرگاہ ہے۔ علی الخصوص بمبئی جو روز بروز ترقی کرتا جاتا ہے
ترقی تجارت کے بدولت بمبئی کی آبادی بھی بمقابلہ کلکتہ و مدراس کے نہایت تیزی
سے بڑھ رہی ہے اور آج اوسکو جملہ بلاد ہند پر بلحاظ کثرت آبادی فوقیت ہے۔
ہندوستان کی تجارت گزشتہ پچاس برس میں تقریباً دوچند کے ہوگئی ہے
اس کی تجارت کے چار طریقے ہیں۔ اول بحری تجارت ممالک دیگر سے۔ ساحلی
تجارت بنادر متفرقہ ملکی سے۔ سرحدی تجارت ممالک متصلہ سے۔ اندرونی
تجارت مختلف بلاد ہند سے۔ ہند کی تجارت مجموعی سالانہ ڈیڑھ ارب سے زیادہ
ہے۔ اور اس لئے تمام ایشیا کے ملکوں میں اسکا نمبر اول ہے بلکہ بحیثیت مجموعی
انگلستان۔ فرانس۔ جرمنی۔ اور ممالک متحدۂ امریکہ کے بعد تمام دنیا میں اس کا
نمبر آتا ہے۔ گویا تجارت کے لحاظ سے تمام دنیا میں اسکا پانچوان نمبر ہے۔
مال درآمد و برآمد کے اوپر اور اوسکے نوعیت کے لحاظ سے ملک کی
آسودگی اور لیاقت سمجھی جاتی ہے جس میں ہمارا ہندوستان ناقابل ثابت ہوتا ہے
اگر درآمد مال کی مجموعی قیمت کچھ کم و بیش بدرجہ اوسط ۷۰ کرور ہوتی ہے۔ اور
برآمد کی زاید از ۸۰ کرور۔ مگر بلحاظ نوعیت اسباب ہندوستان ذلیل ثابت
ہوتا ہے۔ کیونکہ علاوہ ایک بہت بڑی رقم یعنی زاید از ۱۵ کرور سالانہ پنشن
وغیرہ کے ہندوستان سے بیش قیمت مال اور پیداوار جو زندگی کا بہت بڑا جزو
سمجھا جاتا ہے۔ مثلاً گیہون۔ چاول۔ چائی۔ شکر۔ قہوہ۔ میوہ۔ روئی۔ سن
تخم روغنی۔ چمڑا۔ ساکھو۔ اون۔ تیل۔ نیل۔ گندھک۔ ریشم۔ افیون۔ سونا

چاندی - لوہا - کوئلہ - موتی - وغیرہ - اسکے معاوضہ مین جو کچھہ ہمکو ملتا ہی وہ بہت کچھہ عطاے تو بلقاے تو بخشدم کا مصداق ہوتا ہی - مثلاً روئی سے کپڑا تنکر آگیا - لوہا گیا اوزار وکل وغیرہ لگگئے - غرض یہان سے سامان اشیا بہم پہونچاے جاتے ہین اور وہان سے پھر ہمارے لئے تیار شدہ چند گنی قیمت پر واپس آتے ہین - اسکے سوا کچھہ مصنوعی ہاتھی گھوڑے - کھلونے - ہمارے فانوس کرسی - میز وغیرہ وآرایشی دلفریب چیزین آتے ہین - غرض ہندوستان سے سامان حفظ روح وروان اور انگلستان وغیرہ سے اسباب آرایشی جسم ومکان جاتے آتے ہین - ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا -

ہندوستان کی تجارت بحری مین ساٹھہ فیصدی انگلستان کا حصہ ہی - بلکہ اب سے بھی کچھہ زیادہ - اس کے بعد چین - امریکہ - فرانس ہین اور ممالک سے تجارت بحری ایسی نہین ہی جو قابل ذکر سمجھی جاے -

ہندوستان کی جو تجارت سرحدی ممالک متصلہ سے ہوتی ہی - یعنی افغانستان ایران - بخارا وغیرہ سے اوس کا شمار بھی بہت خفیف ہی - کیونکہ راستہ نہایت دشوار گزار ہی - سرحدی اقوام اکثر مخل آمد ورفت رہتے ہین - علاوہ برین ان ممالک مین باستثناے افغانستان اوس کا رعب داب روز افزون ترقی پر ہی اوس کے مصنوعات بہ نسبت ہمارے زیادہ فروخت ہوتے ہین - کابل کی راہ سے جو مصنوعات انگریزی روسی عملداری مین پہونچتے ہین اوسپر محصول بہت لگایا جاتا ہی

ہندوستان مین مونوپولی سے نقصان رعایا بہت ہی - جس طریقہ

تجارت کو خود اہالی انگلستان اپنے ملک اور دیگر ممالک مین مذموم قرار دیتے ہین افسوس ہی کہ اوس کا عمل درآمد اب تک تیزی کے ساتھ گورنمنٹ کر رہی ہی افیون جو کروڑون روپیہ کی ہر سال ہمین وغیرہ جاتی ہی اوس کی کاشت اور فروخت بدون اجازت خاص گورنمنٹ کے نہین ہوسکتی - علی ہذا نمک وغیرہ -

ہندوستانی گیہون تمام دنیا مین پسند کیا جاتا ہی اور بڑی کثرت اور سرعت سے اس کی ترقی گزشتہ پندرہ برس مین ہوئی ہی - مگر یہ تعجب کا مقام ہی کہ ۱۴ فیصدی کوڑا کرکٹ نکلتا ہی - جس سے تجارت مین سخت نقصان ہوتا ہی آئندہ اگر امریکہ کی طرح صفائی کا لحاظ کیا جاے تو خرید و فروخت مین آرام و فائدہ ہو -

مسلمانونکے جوش وخروش
کی
سچی تصویر

راقم مضمون کی صرف ذاتی رائے نہین ہے کہ عروس ہندوستان کی دلفریب صورتکو بدنما اور قابل نفرت بنانیکی نہایت کارآمد و موثر تدابیر مین ایک یہہ امر بھی شامل ہے کہ باشندگان ملک اوس فیاضانہ تعلیمی پالیسی کے استفادہ سے بلطایف الحیل روکے جائین جسکا حامی انسان دوست لارڈ ولنگٹن ہیکالے تھا

اس خیال کو عملی اثر پہونچانیکے لیے مختلف صورتین اختیار کی گئین - کبھی صاف صاف ہائی ایجوکیشنل پالیسی پر نکتہ چینیان ہوین - کبھی ورنیکلر زبانون کے ذریعہ سے تحصیل علوم جدیدہ کا خیال دلایا گیا - اور بعض اوقات سنسکرت اور عربی زبانونکی لالچ دلاکر اعلی انگریزی تعلیم سے محروم رکھنے کی فکر ہوئی - جب دیکھا گیا کہ ہم اپنی نادانی محسوس کر چلے ہین تو ایک جداگانہ اسٹپ لیا گیا جو فی الواقع ایشیائی اور مخصوص ہندوستانی طبایع کے مناسب حال تہا -

یعنی ہمارے علوم مذہبی کی اشاعت کی گئی اور زور دیا گیا کہ انگریزی تعلیم نے تدہر اور لامذہبی کی اشاعت کی ہے اور وہ ہندوستانی جو اس طریقہ تعلیم سے جدید زندگی مین در آئے ہین اپنے مذاہب پر یقین نہین رکہتے -

ایک مہربان و خداترس بزرگ برادرانِ اہل ہنود کے مقدس شاستر ونکے واعظ

---

* ملاحظہ ہو رسالہ حسن نمبر ۶

اور قدیمی آریا اقوام کی علوم و ترقی کے حامی پیدا ہوے اور نصیحت فرمائی کہ زمانہ حال کی تعلیم مکر و گمراہی پھیلانیوالی ہے۔ دوسرے صاحب نے مسلمانونکی اعلیٰ انگریزی تعلیم کے منصوبہ کو اس کاہل و حیلہ جو قوم کو ایک مذہبی یونیورسٹی کا خیال دلاکر سست کرنا چاہا۔ مگر شکر صد شکر کہ عزیز سرزمین ہند کے رہنے والے روز بروز ان دوستانہ نصایح و تدابیر کی اصلی تہ کو پہونچتے جاتے ہین۔ اور ان انسانی شائستگی کے مخالف حضرات کی ناکامی ترقی کرتی جاتی ہے۔

ایسی حالت مین کہ انکے مقاصد کو تامتر ناکامیابی ہوی تہین ہمکو کسی باریک مخالفانہ تدبیر کی (چاہے فوری اثر نہ دکھلائے) ضرور توقع تہی۔ جو پوری ہوی۔

یہہ دیکھکر کہ ہمارے ہندو بھائی ایک یا دو پریسیڈنسیونمین معتدبہ حیثیت تعلیم کو پہونچ گئے ہین اسلئے اب تعلیمی معاملات پر بحث و گفتگو کرنا مناسب نہین ہے شاید کہین اور ولولہ نہ پیدا ہوجائے۔ اور یہہ کہ ہندوستانکے پولیٹیکل سواد مین روز افزون ترقی ہورہی ہے۔ پس ضرورت ہے کہ ہندوستانکی ملکی حالت مین دوامی موافق مطلب تغیر پیدا کیا جاوے ولایت کی ہفتہ وار ڈاک کے مطالعہ سے معلوم ہوتا رہتا ہے کہ ہمکو ممالک غیر مین مذہبی و سوشیل ترقی کی کامیابیونکی جانب متوجہ کیا جاتا ہے اور انہین مباحث کی دلچسپی پیدا کی جاتی ہے۔ افریقہ مین وسعت مذہب اسلام۔ ٹرکی کی پولیٹیکل حالت۔ جاپان و تبت کے مسلمانون کے تجارتی اقتدار۔ اور مصر۔ و خرطوم کی باہمی پیچیدگیون کو ہمارے معرض خیال و گفتگو کے اصل مضامین بنانیکے کوشش کی جاتی ہے۔

اور صرف اس خوشگوار نتیجہ کا انتظار ہے کہ ہندوستان کے مسلمانونکی پولیٹیکل حیثیت بالکل جداگانہ قایم ہو۔ انکے مباحث کچھ اور ہی ہون۔ وہ اسی ملک مین رہین۔ یہین کے قانون تعزیرات سے سزا پائین۔ یہین کا غلہ نوش کرین۔ ٹیکس ادا کرین۔ اور یہین کے "کالے آدمی" کہلائین۔ مگر خیالی طور پر اپنے کو کہین اور کا باشندہ خیال کرین۔ بوے حب الوطنی اون کے دلونسے دور رہے۔ اور اونکے مقاصد مستثنیٰ ہو جائین تب اوس وقت ہندوستان کے ساتھہ ان دوستانہ خیالات کا اختتام ہو سکتا ہے۔

اسمین شک نہین ہے کہ اگر ہم اس دانا دوستی کے رازہاے پنہان کو عیان کرین[1] تو خوف طوالت مضمون کے علاوہ اس باتکا بھی خیال ہوتا ہے کہ جو لوگ ابتک اس مضر ذہانت سے متنفی آفرینی۔ اور پر پیچ بندش کو نہین سمجھے ہین نکتہ چینی مین جلدی کرین گے۔ اسلیئے بہتر ہے کہ ہم اونہین دو سوئیز "یونائٹڈ سروس میگزین" کے راقم کو بھی شامل کرین۔ اور جو کچھہ اوس بیچارے نے فرط تشویش وخفقان مین خامہ فرسائی کی ہے واقعات وحالات عالم پر متوجہ کرکے اوسکا خوف رفع کرین۔ "ٹیک نہادی کے پیرائے مین مذہب اسلام کو نقصان پہونچانیکی کوشش" کوئی نئی بات نہین ہے مسٹر ولفرڈ بلنٹ[2]

---

[1] اس خصوص مین آیندہ ایک سلسلہ شروع کیا جاویگا۔

[2] صاحب ممدوح کو سیلون اور ہندوستان کے اکثر حصونمین پان اسلامہ مسلمان آبادی کی طرف سے نذر کئے گئے تھے اور آپنے مدرسۃ العلوم اسلامی (علیگڈھ) کی تعلیم کو ہماری ضرورتونکے

اپنی کتاب "فیوچر اف اسلام" میں گورنمنٹ ہند کو مخصوص دہلی اور پنجاب کے غریب مسلمانوں کی طرف سے ہوشیار کرتے ہیں اور عموماً اونکو خوف ہے کہ "انمیں ہمجنسی پائی جاتی ہے جو کسی دوسری ہندوستانی قوم میں نہیں ہے" اور "یہہ لوگ تاریخ کو جانتے ہیں اور دنیا کے ہر ایک حصّہ کے ہم مذہبوں سے سلسلہ پیام وسلام رکھتے ہیں"

"یونائٹڈ سروس میگزین" میں لکھنے والا ہی "جو بہادری اور پرہیزگاری و نفس کشی سوڈان کے درویشوں نے ظاہر کی" اور جس سے "اونکی مذہبی سرگرمی کا اظہار کافی طور سے" ہوتا ہے۔ نہایت خوف زدہ اور مضطرب ہے اسلیئے اوسکی تسکین خاطر کے لیئے "سب علمائے (۱) یونکو تاکید لازم ہے کہ متحدہ اور متفقہ کوشش سے کل مسلمان سلطنتوں کو قوتِ جنگ سے محروم کردیں"

زمانۂ حال کی اسلامی حکومتیں تاریک دریائے تنزل میں بلکل غرق ہوگئی ہیں اور عام طور پر اونکے سراو بہارنے کا خیال قابل مضحکہ شمار کیا جاتا ہے۔ کسی ایک اسلامی ریاست کا ترقی یافتہ عیسائی ریاست سے مقابلہ قریب قریب نہایت مشکل ہے۔ کیونکہ بقول ہمارے لایق ایڈیٹر کے "کہ اس واجب الرحم قوم کے پاس آلات جنگ ہیں نہ جنگی جہاز۔ نہ علم جنگ سے واقف نہ روپیہ ہے نہ زمانہ موجودہ کے علم و ہنر

---

۱ لحاظ سے ناکافی بتا کر ایک مذہبی اسلامی یونیورسٹی کے منصوبہ کی طرف ہماری کوششوں کو رجوع کیا تھا۔ اور چونکہ یہہ کام کوشش و تدبیر و استقلال کا تھا۔ سلیئے پورا نہوا۔ افسوس!۔

۲ شاید انمیں نیک نیت رحم دل۔ اور انسان و اسلام دوست عیسائی سلطنتیں بلا امتیاز مخاطب کیگئی ہیں

سے آگاہ۔ لطف یہ ہے کہ تعصب و جہالت کسی مفید شے کے حاصل کرنیکے اجازت نہیں دیتا۔ اسکے علاوہ ابتدائی مزمی اسلامی کے زمانہ میں تمام مسلمان اتحاد کے ساتھ ایک ہی سرزمین سے جو لوائے ملک گیری کے جوش میں نکلے تھے۔ کیونکہ حالت جغرافیائی نے اونہیں مجاز کیا تھا لیکن اب وہ اتصال جغرافیائی کہاں ہے؟ گو اونکی حیثیت مجموعی کشادہ اور وسیع ہو لیکن وہ کشادگی اور وسعت منتشر ہے۔ اوسکو بڑے بڑے سمندروں اور بیابانوں نے تقسیم کر رہا ہے۔ جو لوگ مسلمانوں کی ابلہ فریبیان اور خام خیالیان نظر نفرت انگیز سے دیکھتے ہیں"۔ بلاشبہ وہ قوی ہونیکے ساتھ ہی ہوشیار اور دانشمند بھی ہیں۔ جو باتیں اسوقت روز افزون ترقی عالم سے نامزد ہیں اونہوں نے مسلمانوں کو اپنے جہازوں۔ اپنی تجارت۔ اور سب سے زیادہ اپنی اخبارات وغیرہ کے سامنے بے حیثیت و ناچیز کر رکھا ہے۔ ٹرکی خود تباہ ہوگئی۔ ایران آپ غرق ہوگیا۔ ٹیونس چل بسا۔ اور مصر کا تلوا چھین گئی پیکار کوشش ہے کہ لبو تپہ دم والے مردہ کا سر کاٹ ڈالا جائے!۔

ہم نہایت سچائی سے کہتے ہیں کہ مادۂ فساد و بغاوت ہم میں معدوم ہے۔ کیونکہ ہماری تاریخ کے صفحہ غیر اطاعت و غلامی سے پاک ہیں۔ ہمارا سوشیل اور پولیٹکل برتاو جو عیسائیوں کے ساتھ ہے وہ مذہبی جواز سے ہے۔ نہ کہ کینہ خوشامد سے۔ ہم نہ تلوار رکھتے ہیں اور نہ مانگتے ہیں کیونکہ دوسروں نے کانگریس کے ذریعہ اکیٹ اسلحہ میں ترمیم چاہی اور اس ترمیم کی مخالفت ہمارے سوا اور کسی فرقہ کی۔ جس تلوار کے چھین لینے کو دول یورپ متفق کیجاتی ہیں وہ مدتیں گذریں کہ چھین گئی

اب صرف قبضہ باقی ہین - اور شاید اس "اسلامی جوشو خروش" پر ہنسنے والے کی آنکھون مین تلوار کی تصویر خیالی ہوگی جسنے اوسکے دلمین اتنی ہیبت پیدا کی -

ہر ایک سوچنے والے کے اطمینان خاطر کے لیئے یہہ امر کافی ہے کہ ٹرکش کانسٹیٹیوشن مین پرجوش و ذاتی نفرت یا عداوت رکھنے والون کی رائین ہر ایک ملکی معاملے مین نظر انداز کی گئی ہین - چہ جائیکہ راقم "یونائٹڈ سروس" کی رائے (جو نہ تو انوکھی ہے اور نہ نئی ہے) جسکے عملدرآمد پر تمام دنیا کے یورپین تعلقات کو صدمۂ عظیم پہنچیگا -

یہہ بھی یاد رہے کہ ہر ایک سلطنت کے بیرونی تعلقات نرم دل اور باتدبر مدبرون کے ہاتھون سپرد ہوا کرتے ہین جنسے یہہ توقع نہین کی جاسکتی کہ وحشیانہ یا احمقانہ اصول پر کبھی عملی اسٹپ لینگے -

محمد اصغر حسین

بقیہ سفر نامہ نیلگری

(گزشتہ اشاعت سے آگے)

۲۴ رمضان ۱۳۰۶ھ شنبہ

آج ساڑھے آٹھ کو بیدار ہوا۔ میر فیاض علی صاحب جنکو اونکے والد کی سخت علالت کی خبر آئی ہے عازم ہین کہ آج یا کل بلدہ کو واپس جائین چنانچہ اسی وقت تار کیا گیا ہے کہ میر رضا علی صاحب استاد کی صحت سے اطلاع دین ۱۲ بجے پریوٹ سکرٹری گورنر صاحب مدراس کی ایک چٹھی آئی کہ گورنر صاحب ساڑھے چار بجے باز دید کی ملاقات کرین گے۔ بعد برک فاست مین مکان کی آراستگی مین مصروف رہا۔ چار بجے ۳۵ منٹ پر گورنر صاحب مع کمپنی فول ایڈیکانگ آفسر ساتوین ہوزار تشریف فرما ہوئے۔ مین نے گاڑی تک استقبال کیا میر یوسف علی صاحب و میر فیاض علی صاحب و پنور نگم و سید غلام رسول اسٹاف مین تھے۔ گورنر صاحب نے گاڑی ہی مین سے سلام کیا او۔ ٹوپی اونارلی پولس گارڈ نے سلامی دی۔ گورنر صاحب نے فرمایا کہ نواب صاحب معاف فرمائین مجھے پانچ منٹ کی دیر ہوئی ۵۵ منٹ نشست رہی ادہر اودہر کی باتین ہوتی رہین اور بڑے بھائی کی مزاج پرسی کی اور رخصت کیوقت فرمایا کہ میں بخیلع گنجام کو بتقریب دورہ ایک ماہ کے لئے پنجشنبہ کو روانہ ہوتا ہون دہان قحط کا اندیشہ ہے اوسکا بندوبست ضروری ہے ایک ماہ کے بعد پھر

ٹنگیری کو واپس آؤنگا اگر اس عرصہ مین یعنی میری غیبت مین نواب مختار الملک بہادر یہان آئین تو میرا سلام کہنا اور یہ بھی کہدینا کہ مجھکو ملاقات کا بہت شوق ہے آپ سال آیندہ ضرور ٹنگیری آئین ۔۔۔ صاحب ممدوح نہایت ہی خلیق ہین ۔ گاڑی مین سوار ہوتے وقت ڈاکٹر صاحب سے بھی ایک دو باتین انگریزی مین ہوئین ۔ مکان اور مقام کی بہت تعریف کی اور رخصت ہوئے ۔ پھر مین نے چائے پیکر ہوا خوری کا قصد کیا ۔ میرے ساتھ سید غلام رسول اور ڈاکٹر صاحب اور دو نوکر گاڑی مین اسٹاف کے لوگ پنوز نکم اور میر فیاض علی صاحب تھے ۔ سلک ہوٹل کو جاکر واپسی کے وقت تالاب اور پولو گراونڈ پر سے ہوتے ہوئے ۷ بجے مکان مین داخل ہوا ۔ ساڑھے سات کو ڈنر ہوا ۔ سید رسول ملازم فیاض علی صاحب ٹپہ کی بنڈی مین اسباب لیکر ۹ بجے مستاگم کو روانہ ہوا ۔ دو بجے استراحت ہوئی ۔۔

اس موقع پر گورنر صاحب کی نسبت اس بات کا ذکر کرنا بیجا نہ ہوگا کہ یہ اعلیٰ درجہ کے حاکم صرف پانچ منٹ کی تعویق پر بہت دیر تک معذرت و افسوس ظاہر فرماتے رہے ۔ پس ہمارے امراء کو بھی وقت کی پابندی نہایت ضروری ہے اور تمام شائستہ آدمی اپنے اس قسم کے طریقون اور پابندیون سے مہذب گروہ مین داخل ہوسکتے ہین

۲۵ رمضان ۱۳۰۶ یکشنبہ

آج آٹھ بجے بیدار ہوا۔ میر فیاض علی صاحب ڈاک کے ٹانگہ میں مطابع روانہ ہوئے۔ اگرچہ ترشح نہیں ہے لیکن ابر محیط آسمان ہے۔ اس مقام پر جب ابر آجاتا ہے تو طبیعت بہت گھبراتی ہے اور نہایت ہی تنگ وقت معلوم ہوتا ہے اور سردی بھی کسیقدر جو ناگوار امزجہ ہوتی ہے اور مقیاس الحرارت قریب ۱۱ بجے کے ۶۶ درجہ پر تھا۔ ۵ بجے ہم سوہیم ہوٹیل گئے تھے مگر وہاں فرسٹ ممبر مدراس کونسل فروکش تھے اور کل ہوٹل انگیج (بھرا ہوا) تھا لہذا واپس ہو کر سلک ہوٹیل گئے اور سارے کو واپس آئے۔ ۸ بجے ڈنر ہوا۔ ایک بجے استراحت۔ آج کا تمام دن نیلگیری کے حالات کے دریافت کرنے میں گزرا۔ یہاں کا علاقہ بلکہ کل ضلع دوسرے اضلاع مدراس سے بالکل علیحدہ کیفیت رکھتا ہے کیونکہ اس علاقہ کا بڑا حصہ پہاڑی ہونے سے یہاں کے انتظام اور کاشتکاری وغیرہ میں عجب دلچسپی ہے ہم آگے چلکے مفصل کیفیت ایک جا سے لکھہ دینگے۔

۲۶ رمضان ۱۳۰۶ھ دوشنبہ

آج ۶ بجے بیدار ہوا۔ یہاں کے بہت سے جنگلی لوگ آئے تھے۔ ان لوگوں کے حالات اور بود و باش کی کیفیت دریافت ہوئی اور اون کو صدقہ انعام دیا گیا۔ ۱۲ بجے برگ فاسٹ کھایا۔ بوجہ ترشح جو کل ہوئی تھی اور آج بھی صبح سے ہے پولو میچ جو آج مقرر تھا ملتوی ہوگیا۔ لیکن معمولی پولو شام کو ہوا۔ ۵ بجے بعد سلک ہوٹیل کو جا کر واپس آیا۔ آج

شب کو جنرل ہوز اور مسٹر مری و مسٹر ورڈ کا ڈنر تھا۔ یہ سب صاحب وقت پر تشریف لائے۔ آج کی رات ان معزز مہمانوں کے ساتھ لطف سے کٹی۔ ۱۱ بجے رخصت ہوئے۔ یہ جنرل صاحب پنشن یافتہ ہیں۔ ۴۶ سال ہندوستان میں ملازمت کئے ہیں۔ کسی قدر اردو بولتے ہیں۔ مسٹر برسکا سن ہے۔ آدمی نہایت خلیق و خوش مزاج ہیں۔ آجکا دن بھی بنگلیری کے حالات کے دریافت میں گزرا۔

۲۷ رمضان ۱۳۰۶ھ سہ شنبہ

آج ۷ بجے بیدار ہوا۔ صبح میں کچھ ترشح بھی ہوا۔ تمام دن ابر گھرا رہا آفتاب نظر نہ آیا۔ سردی خوب تھی گویا لندن کا سا دن تھا۔ برک فاسٹ پر جنرل ہوز اور مسٹر مری آئے تھے اگرچہ مسٹر ورڈ کی بھی دعوت تھی لیکن صاحب مذکور ایک فوجداری مقدمہ کے جوری (پنچایت) میں شریک تھے اس لئے نہ آسکے۔ بعد غذائے صبح ہم سب لوگ مع دعوتی اشخاص اوس کارخانے کے دیکھنے کو گئے جہاں بیئر شراب بنتی ہے۔ یہ کارخانہ ایک وسیع احاطہ میں جسکے اطراف دیوار گہری ہوئی ہے واقع ہے۔

کارخانہ کا منیجر جو ایک نوجوان خلیق آدمی ہے اور دار ہی مونچھ بالکل صاف کرتا ہے۔ گاڑی تک استقبال کیا۔ پہلے ہم کچہری میں گئے اور وہاں سے یک مشین (کل) دیکھی جو نلی کے ذریعہ سے جس قدر پانی آتا ہے اوسکو صاف کرتی ہے۔ نلی کے ذریعہ سے ایک چکر دار پیچ میں سے پانی کی

دھارین باریک باریک مثل فوارہ کے گرتی ہین۔ اسکے نیچے چوبی بڑا ٹب (لکڑی کا کنڈہ) دھرا ہوا ہی پانی اس مین جمع ہوتا ہی اور دوسرے مشنون کو یہان سے جاتا ہی اور بیئر کو ٹھنڈا کرتا ہی۔ مکانات کارخانہ نہایت وسیع اور عالیشان ہین ہم یہان سے اوس مشین ہوس کو گئے جہان جو کا بھوسہ ایک آدمی ہزارون من اس کل کے ذریعہ سے صاف کرتا ہی۔ اس مشین مین جو ڈالدیتی جاتی ہی۔ اندر والے رولر کے ذریعہ سے پوست علیحدہ ہوجاتا ہی رولر کے اطراف آہنی جالی ہی جس مین سے بھوسہ نکل جاتا ہی اور جو صاف ہوجاتی ہی۔ وہان سے ایک کوٹھہ مین گئے یہ مکان ایک حجرہ نما شکل پر ہی مگر اس قدر طویل ہی کہ چار سو آدمی مقابل یکدگر ڈنر میز پر بیٹھہ سکتے ہین یہ اناج کا گودام ہی۔ یہان جو کے خریطے صدہا رکھے ہوے ہین۔ پنجاب۔ ممالک مغربی و شمالی اور خاص نیلگیری وغیرہ ہر ایک ملک کا جو بھرا ہوا ہی ہمکو ہر ایک قسم اور ہر ایک ملک کے جو دکھلائے گئے۔ یہ مکان دومنزلہ ہی یہان سے ہم بذریعہ زینہ اوپر کے درجہ مین گئے۔ یہ بھی اتنی ہی وسعت کا کمرہ ہی۔ اس عمارت کے ستون اور چھت کل آہنی ہین۔ اوپر کے درجہ مین ایک جانب آہنی حوض ۲۰ گز مربع اور ۵ فیٹ عمیق بنا ہوا ہی۔ یہان جو بھرے جاتے ہین اور کنکر و کچرہ صاف کیا جاتا ہی۔ ایک جانب ۲۰ گز طول اور دس گز عرض کا ایک حجرہ ہی۔ اسکے تھہ مین تمام آہنی باریک باریک جالی ہی اوسپر جو ڈالدیتے ہین۔ اس سے تیسرے درجہ مین نیچے زمین کر

اندر چولھہ ہی جب اوس مین آگ روشن کرتے ہین تو یہ جو اوس چلنی دار توے پر بھونی جاتی ہی اور پھر اوس جال کے روزنون سے نیچے کے درجہ پر گرتی ہی اور یہان حسب ضرورت بریان ہو کر نکال لی جاتی ہی۔ اس نیچے کے درجہ کی جال بہت باریک ہی تاکہ جو چولھہ مین نہ گر پڑے۔ ہم یہان سے اوتر کر چولھہ کے تھہ خانے مین گئے۔ زمین کے اندر بذریعہ زینہ کوئی ۲۵ فٹ اوترنا ہوتا ہی۔ یہان آہنی کشتیان ہین جس مین آگ روشن کی جاتی ہی۔ الغرض یہان سے نکل کر ہم اب اوس بالا خانہ پر گئے جہان پیسنے کی چکی ہی۔ اس مکان سے اوس مکان کو جانے کو ایک چوبی پل بنا ہوا ہی یہان ایک مشین ہی اور اوسپر ایک چوبی حوض بنا ہوا ہی جس مین بریان شدہ جو ڈالتے ہین اور جو چرمی خرطوم کے ذریعہ سے اوس مشین پر گرتی ہی یہ مشین ایک ایک ہاتھہ دو دو بیز رولرون سے ملا ہوا بنا ہوا ہی اور اوسکے اوپر ڈھالو ایک گز طول اور آدھا گز عریض باریک باریک تار کی تختی بنی ہوئی ہی۔ جو اسی پر سے رولرون پر گرتی ہین اور تارون کے کھنچنے سے یہ غرض ہی کہ اگر اور کچھہ کچرہ رہگیا ہو تو وہ بھی صاف ہو جائے یہ دونون رولر ایک سے ایک چکر کھاتے وقت رگڑتے ہین جس مین جو کوب ہو جاتی ہی۔ منیجر کا بیان ہی کہ ایک وقت کسی مزدور نے کسی وجہ سے اسپر ہاتھہ رکھا تھا اوسیوقت اوسکا انگوٹھا چور چور ہو گیا بہرحال یہان جو نیم کوب ہوتی ہی اور پھر خرطوم چرمی کے ذریعہ سے

مین جاتی ہی۔ اس کے نیچے کے درجہ مین دو حوض بہت بڑے بڑے آہنی
دو فٹ عمیق بنے ہوے ہین۔ یہان یہ جوتر ہوتی ہی اور دہوئی جاتی
ہی۔ اس کے بعد ایک بہت بڑا چوبی برج بنا ہوا ہی جس مین جو پکتی ہی
اور یہ تمام کام بلا زحمت انسان کلون کے ذریعہ سے نکلتا ہی صرف ایک
آدمی کی ضرورت ہوتی ہی یہان اوسکا شیرہ نکلتا ہی اور نلیون کے ذریعہ
سے چوبی صندوقون مین جو بطور حجرون کے بنے ہوے ہین آتا ہی اور یہان
خمیر ہوتا ہی۔ دو صندوق دیکھے گئے بادی النظر مین معلوم ہوا کہ روئی سے
بھرے ہوے ہین مگر حقیقت مین کف تھا جو اوپر آگیا تھا اور بو بھی
سے نکل رہی تھی۔ منیجر کا بیان ہی کہ ایک وقت ایک صندوق جو اسی
وقت شیرہ سے خالی ہوا تھا اوس کے صاف کرنے کی غرض سے ایک
آدمی اوس مین اوترا تیزی بو سے بیہوش ہوگیا اور دو آدمی جو اوس کو
نکالنے گئے تھے وہ بھی بیہوش ہوگئے تھے اور وہ تینون فوت ہوگئے
اس مکان مین ایک چھوٹا سا کمرہ ہی یہان تھرمامیتر اور بہت سے پیمایشی کانچ
کے اوزار میز پر رکھے ہوے تھے اور ایک سلیٹ کی تختی پر دو چینی
چھوٹے چھوٹے پیالہ مین جس مین شیرہ بھرا ہوا ہی اور صندلی رنگ کا تھا
کچھ درد آمیز اوسی سے امتحان درستگی خمیر اور شیرہ کا کیا جاتا ہی سب کے
نیچے کے مکان مین انجن تھا جس کے سبب سے یہ سب اوزار کام کرتے ہین اور
ایک آہنی چھوٹا سا حوض ہی جہان نلیون کے ذریعہ سے بیر تیار شدہ جمع

ہوتی ہے اور ٹوٹی کے ذریعہ سے پیپون مین بھری جاتی ہے۔ یہان سے ہم لوگ گودام مین گئے پہلے کمرہ مین دو چار آدمی شیشون کو جس مین پیر بندھی لاکھ کی مہر اور اوسپر انگریزی ٹکڑا اور کارخانہ کے مارک کے چپٹیان لگا رہے تھے۔ دوسرے کمرہ مین تمام شیشہ پرال کی گھاس مین تہہ تجہ دھرے ہوے تھے چونکہ یہان چار قسم کی شراب اوترتی ہے جو مختلف قسم کے غلہ سے بنتی ہے۔ اوسکے ہر ایک قسم کے شیشون کا ذخیرہ علیحدہ علیحدہ لگا یا گیا ہے اور ہر ایک قطار پر چوبی چھوٹی سی تختی پر قسم شراب کی لکھی ہوئی ہے بیچ مین ایک چھوٹی سی میز پر پانچ چھ گلاس ایک کشتی مین تھے۔ منیجر نے ہر ایک قسم کا شیشہ کھولکر ایک ایک گلاس بھر کے تواضع کیا بعضے ہمراہیون نے بعض بعض کا ذایقہ دیکھا۔ یہان کا قاعدہ ہے کہ جو شخص دیکھنے آئے اوسکو یہان کی تیار شدہ شراب کا ذایقہ بتایا جاتا ہے۔ اسکے پہلو مین ایک دوسرا حجرہ ہے اوس مین تمام پیپے سب بیر سے بھرے ہوے ہین ایک ایک پیپا قد آدم برابر ہے اور تمام لوہے کے پٹے پر رکھے تھے تخمیناً ایسے سو پیپے ہونگے معلوم ہوا کہ بحساب اوسط ہر ماہ پچیس پیپے بیر تیار ہوتی ہے۔

ہم یہان سے اوس مقام پر گئے جہان بذریعۂ کل دخانی پانی باولی سے نکالا جاتا ہے۔ اس تمام کارخانہ مین پانی کی بہت ضرورت ہے اس کے بعد اوس مکان مین گئے جہان شیشہ صاف کئے جاتے ہین اور پرال کے غلاف شیشون کے لئے تیار کئے جاتے ہین یہان سب عورتین کام کرتے ہین ہم یہان سے ایک

سفالی پیالے ڈھالیہ مین گئے - یہان پیپے بنائے جاتے ہین کاریگر تمام اپنے اپنے کام مین مصروف ہین - لکڑی ایک طرف چھیلی جاتی ہے اور ایک طرف خراد ہوتے ہین اور ایک طرف پیپہ کی ہیئت بنائی جاتی ہے اور اوسپر لوہے کے کٹ چڑھائے جاتے ہین یہان عجیب لطف ہے دو آدمی ہاتھون مین ہتوڑے لئے ہوئے یکے بعد دیگرے گھوم گھوم کر اوس کٹ کو ٹھوکتے تھے - یہ لوگ اتنا گھومتے ہین کہ اگر دوسرا کوئی شخص ایسا کرے تو چکر کھا کر گر جاے - ایک جاے خالی شانہ پیپے دھوئے جاتے ہین اور کہین اوزار صاف کئے جاتے ہین اور کہین کارک (ڈانٹ) بنائے جاتے ہین اور کہین چوبی دبیز تلے (جس سے پیپون کے روزن بند کئے جاتے ہین) بنتے ہین اس سے تھوڑے فاصلہ پر منیجر کا مکان نہایت خوبصورت وضع دار بنا ہوا ہے جس مین گلکاری بہت ہے - دیلیا کا پھول سرخ رنگ یہان جتنا بڑا دیکھا گیا ایسا کہین نیلگیری مین نظر نہین آیا وہ قریب قریب سورج مکھی کے پھول کے تھا - جب ہم گاڑی کی طرف چلے تو کارخانہ کا آدمی ایک کشتی مین کچھ بناتی قسم کی ایک شئے لایا جس کی شکل سنا کے پتہ کی تھی اور نیم کوفتہ تھی - یہ جو کے ساتھ بیئر کی تیاری مین شامل کی جاتی ہے اور اوسکا بیان تھا کہ اگر اسکو تکیہ مین بھر لین اور سرہانے لیکر سوئین تو نیند جلد آجاتی ہے اسکا چکھنہ کر ذائقہ بھی دیکھا گیا - ہم منیجر سے رخصت ہوے اور سیدھے سلک ہوٹیل گئے بلیرڈ روم خالی تھا مین نے

ڈاکٹر صاحب کے ساتھ دو بازی کھیلا اور ایک بازی جنرل ہوز اور مجھ سے ہوئی۔ ۶ بجے یہاں سے جنرل رخصت ہوئے اور ہم یہاں سے ایک پارسی کی شاپ کو گئے جہاں چینی کے برتن اور جواہر وغیرہ اسباب تھا قریب ہزار روپیہ کے اسباب خریدا گیا پونے سات کو گھر آئے ۸ بجے ڈنر کھایا بوجہ گشت امروزہ طبیعت مضمحل رہی دس بجے آرام کیا۔ آتشدان میں کوئلے روشن تھے۔

۲۸ رمضان ۱۳۰۷ھ چہارشنبہ

آج ۷ بجے بیدار ہوا۔ آسمان نہایت صاف ہے اور دھوپ بہت تیز ہے سردی سے پڑتی ہے سردی کم ہے مقیاس الحرارت ۶۷ درجہ ہے۔ ۱۲ بجے سر چارلس آرتھنٹ کمانڈر انچیف مدراس پریسیڈنسی بازدید کو تشریف لائے ہمراہ کیپٹن رسل ریڈی کانگ تھے۔ ۱۲ منٹ ملاقات رہی بعد رخصت برک فاسٹ کھایا پونے چار کو میں مع ہمراہی تالاب والی سڑک پر سیر کو گیا جہاں آج شرط اور اسپورٹ تھی۔ سڑک کے کنارے والے ٹیلہ پر ایک چھوٹا شامیانہ لگا تھا جس میں چائی و میوہ جات تھے اور بہت سی لیڈیاں اور جنٹلمین بھی موجود تھے۔ پہلی شرط پون میل کی تھی جس میں ۵ گھوڑے کھڑے تھے اسکے بعد ٹینٹ پیگنگ (نیزہ بازی) ہوئی اور پھر ڈبل ٹینٹ پیگنگ اور یا بو پر سوار ہو کر ٹینٹ پیگنگ ہوئی بعد اسکے لیڈیز ریس (عورتوں کی گھوڑ دوڑ) اس میں ۵ لیڈیز تھے اور شرط ایک میل کی تھی

جب یہ لیڈیز اپنے گھوڑوں کو تراٹ چھوڑتے تھے تو عجیب لطف معلوم ہوتا تھا۔ بعدہ آٹھ بابو کی شرط تھی ہر ایک کو دو دو بابو تھے اس شرط مین یہ معاہدہ تھا کہ نصف میل تک دوڑ جائین وہان پر ہر ایک سوار بدلے اور دوسرے گھوڑے پر سوار ہو کر نہایت زور سے ونینگ پوسٹ (مقام منزل) تک آئے جو آگے نکلیگا وہ انعام پائیگا۔ اخیر شرط ایک میل کی تھی اس مین ہر بابو ہی تھا۔ غرض تمام شرطین ریٹیٹ پیگنگ کا انعام پوری ہوئین جب تمام شرطین ختم ہو چکین تو اس شدت سے گھٹا چھائی کہ پناہ بخدا اسوقت کا تماشا قابل دید تھا لیڈیز اور جنٹلمین اپنی اپنی سواری کی تلاش مین تعجب انگیز گھبراہٹ کے ساتھ دوا دوش کرتے تھے ہم اپنے گاریون مین سوار ہوے اور سیدھے مکان چلے راہ مین ابر اس قدر نیچا جاتا ہوا ملا کہ گویا ہماری گاڑی ابر مین سے جاتی تھی ہاتھ پانون یخ ہو رہے تھے مکان پہونچے تک پانی برسا ساتھ بجے تقاطر شروع ہوا۔ آٹھ بجے ڈنر کھایا۔ شب مین دو بجے تک ترشح ہو رہی تھی ساڑھے دس بجے آرام کیا۔

اب مین حالات نیلگیری حسب وعدہ ذیل مین بیان کرتا ہون اس کے مطالعہ سے غالبًا ہمارے ملک کے نوجوانون کو لطف آئیگا اور پھر ملک کے انتظام مین ان حالات سے مدد لین گے۔

نیلگیری

عام کیفیت

تھوڑے دن پیشتر تک ضلع نیلگیری صرف پہاڑی حصہ مین محدود تھا جس کے مختلف مقامون کی بلندی چھ ہزار فٹ سے لیکر قریب نو ہزار فٹ تک ہے حال مین انتظامی نظرون سے ملابار کا کچھ حصہ جو وینا د کہلاتا ہے نیلگیری مین شامل کر دیا گیا۔ اس حصہ کے شامل ہو جانے سے نیلگیری کے رقبہ اور آبادی اور آمدنی اور حدود اختیار مین وسعت ہو گئی۔ چنانچہ ۱۸۸۱ء کی مردم شماری سے جو آخری مردم شماری کہلاتی ہے مجموعی ضلع نیلگیری کا رقبہ ۹۵۷ میل مربع اور آبادی ۹۱۰۳۴ ہے۔

جغرافیۂ طبعی

ضلع کی توسیع کے پہلے یعنی اصل نیلگیری تو کوہستانی دیوارون سے مثل حصار کے گھرا ہوا تھا جو اوسکے نام سے مفہوم ہوتا ہے۔ اس سنگین پہاڑی چار دیواری کے اندر چھوٹی چھوٹی پہاڑیان گھاس اور جنگل سے ڈھکی ہوئی ہین۔ ان جنگلون کو جو جابجا دکھلائی دیتے ہین یہان کے لوگ شولہ کہتے ہین۔ سطح پہاڑ نہایت غیر مسطح ہے۔ پہاڑی کا ڈھال بالکل غیر مساوی ہے۔ کہین اکبارگی نشیب آگیا اور کہین رفتہ رفتہ نشیب و فراز واقع ہوا الغرض کل اس نشیب و فراز کی اوسط مقدار چھ ہزار فیٹ بلند ہے۔

نشیب مین ایک جانب میسور اور دوسری جانب وینا د کی زمین ہے جو سطح آب سے دو ہزار اور تین ہزار فیٹ تک بلند ہے۔ جس سے نیلگیری کے دو حصہ ہو گئے ہین اور بیچ مین ایک دریا بہتا ہے جسکو مویار کہتے ہین۔

جنوب مشرق کے دامن کوہ مین پہلے جنگل تھا مگر اب قہوہ کے باغات روز افزون ترقی کے ساتھ ہین۔

اس پہاڑی ضلع مین چھ گھاٹ یعنی راستہ ہین جن سے قرب وجوار کے شہرون سے آمد و رفت رہتی ہی۔ ان مین سے چار راہین مکمل ہین گاڑیان آتی جاتی ہین خصوصاً کنور کی سڑک سب پر فوقیت رکھتی ہی۔ مویار کے سوا اور ندیان بھی قرب مین واقع ہین یعنی ہوائی۔ کالیکٹا۔ ضلع مین تالاب تو چھوٹے بڑے کئی مگر قابل ذکر ایک ہی ہی جو انکمنڈ مین تفریح و دلچسپی کا مرکز ہی۔ اسکے گرد ایک وسیع سڑک گھوڑون پر سیر و تفریح کے لئے ہی۔ مین نے اسی تالاب مین ایک کشتی خرید کر چھوڑا ہی اور اپنے ایام قیام مین شام کے وقت نہایت لطف سے اوس مین تفریح و سیر کرتا رہا۔

جنگل تو یہان بہت ہی مگر بعض نشیبی مقام مین ساگوان وغیرہ شہتیر کے قابل درخت ملتے ہین۔ گورنمنٹ کے صیغہ جنگلات کو اس سے پچاس ہزار روپیہ سالانہ کا فائدہ ہی۔

تفریح طبع کے وسایل حسب مذاق اہل شوق یہان کثرت سے ہین منجملہ انکے جنگلی جانور۔ شیر۔ چیتا۔ ریچھ۔ وغیرہ۔ مگر شکاریون نے یہان وہ مسلسل طبع آزمائیان کین اور ان جنگلی خوفناک جانورون کو نیست و نابود کرنے کا اس گرمی سے لگاتار سلسلہ باندھدیا کہ چند ہی روز مین جانورون کے سلسلہ کے ساتھ شکاریون کے آیندہ مشاغل کا تار ہی ٹوٹ گیا۔ مگر گورنمنٹ

نے دیکھا کہ اگر یہی شب و روز رہین گے تو لوگون کی تفریح ہی جاتی رہے گی اس لئے دس برس کا عرصہ گزرا کہ جانورون کے موسمی حفاظت کا اعلان دے دیا ۔

تاریخ

اِن لق ودق پہاڑیون کی کوئی ابتدائی تاریخ نہین ملتی اگرچہ پانچ قسم کے پرانی قومون کی یہان آبادی ہے ۔ ان جنگلیون کی کچھ ایسی حالت تھی اور اب تک ہے کہ ان مین کوئی زبانی شہادت قدامت کی ایسی موجود نہین جو پایۂ صداقت کو پہونچے ۔ منجملہ ان اقوام کے ایک قوم لوڈا ہے جسکو یہان کے اصلی باشندے ہونیکا دعوی ہے مگر بلا ثبوت ۔ اور تحقیق سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اونکا دعوی غلط بنیاد پر ہے ۔ یہ بھی نہین معلوم ہوتا کہ ان مین سے کسی نے کبھی حکومت کی تھی ۔ مگر اتنا معلوم ہوتا ہے کہ نواب حیدر علی بہادر نایک کے زمانہ حکومت میسور کے سو برس پہلے نیل گری پر تین راجہ تین مختلف زمانہ مین گزرے جنکی گڑھیان اب تک پچھلی عظمت کا کچھ نشان بتلا رہی ہین ۔

سترہوین صدی مین نیلگری میسور کے زیر اقتدار ہو گیا ۔ اور نواب حیدر علی بہادر نے اپنے سلسلہ فتوحات مین عنان عزیمت نیلگری کی طرف پھیری تو منجملہ اُن تین گڑھیون کے ہوتی کلدرک اور ملیکوٹا پر قبضہ کرلیا ۔ اِن دونون ضروری ناکون پر قبضہ کر لینے سے کوئمبتور اور ملایالم پر بھی قبضہ ہو گیا اور اسطرح مضبوط ہو جانے پر پہاڑی اقوام کو بہت کچھ زیر بار محصول کرانا

کیا اور جب ٹیپو سلطان نے ادہر نظر اوٹھائی تو بقول شخصی کہ اگر پدر نتواند پسر تمام کند بقیہ تیسری گڑہی پر ہی قبضہ کرلیا۔

انگریزون مین پہلے پہل ۱۸۱۴ء مین محکمہ پیمایش کے دو آفسر مسٹر کینیڈی مسٹر میک نظر تحقیقات آئے۔

پانچ برس کے بعد اور دو انگریز اعلیٰ ملازم متعلقہ سول سروس مدراس چورون کے تعاقب مین کوٹ گڑہی کی راہ سے پہاڑ پر چڑھ آئے اور وہان آپنے پر حسب اتفاق ان کو معلوم ہوا کہ یہان کی آب وہوا یورپین ممالک کے موافق ہے

خدا کے دین کا موسیٰ سے پوچھیے احوال
کہ آگ لینے کو جائین پیغمبری ہو جائے

چنانچہ دوسرے ہی سال مسٹر سلیون کلکٹر کو میتور نے گورنمنٹ مدراس کا خیال اگمنڈ کی جانب ملتفت کیا۔ اور ایک سال کے بعد انہین نے پہلا انگریزی وضع کا مکان اگمنڈ مین بنایا۔

آثار قدیمہ

یہان کے آثار قدیمہ مین قدیم زمانہ کی گڑہیان اب تک موجود ہین جو یہان کے راجاؤن نے اپنی حفاظت اور حکومت کے لئے تعمیر کی تہین۔ قوم **تودا** کے مقابر بھی موجودہ وضع کے پائے جاتے ہین اور بہت سی قبرین کھود کھود کر نکالے گئے ہین جن مین مسلمان جنگ۔ ظروف مسی۔ زیورات۔ ظروف گلی وغیرہ پائے جاتے ہین۔ ان مدفنون یا دفینہ اشیاء کے موجودہ اقوام مین کوئی دعویدار نہین پایا جاتا

جس سے اونکی قدامت بہت معلوم ہوتی ہے۔ حال مین ایسے مقابر چالیس کھودے گئے ہین۔

مردم شماری

۱۸۴۸ء مین اس ضلع کی مردم شماری ہوئی۔ جبکہ ۱۷۰۵۷ تعداد تھی آدمی وقت ضلع کا رقبہ ۴۵۰ میل مربع تھا۔ ۱۸۸۱ء کی مردم شماری بحیثیت مجموعی ۹۱۰۳۴ ہوئی جو ۲۱۵۹۰ مکانون مین آباد تھے ازروے تقسیم مذہب ہندو ۷۸۹۷۰ عیسائی ۸۴۸۸ مسلمان ۳۵۳۱ دیگر مذاہب ۴۴۔ پنشنرون کی تعداد مین پہاڑی اقوام بھی شریک کردیئے گئے ہین۔ اس ضلع پر کیا منحصر ہر تمام مدراس مین عیسائیون کی کثرت ہے خاصکر فرقۂ رومن کتھولک ہین کئی ہزار قلی ہر سال میسور سے قہوہ کے باغون مین کام کرنے کو آتے ہین اور اگرچہ غالب حصہ واپس جاتا ہے مگر تاہم ایک معقول حصہ ہمیشہ یہین کا قیام اختیار کرلیتا ہے اوٹکمنڈ کی آبادی ۱۲۳۳۵ ہے۔

پہاڑی اقوام

پانچ قسم کی قومین نیلگری مین رہتے ہین جنکے نام یہ ہین **ٹوڈا**۔ **بداگا** **کوٹا**۔ **کورمبر**۔ **اِرولر**۔

ٹوڈا۔ دراز قد۔ وجیہہ۔ اور بہادر ہوتے ہین۔ وہ فی الاصل یہان کی نسل نہین معلوم ہوتی بلکہ سر اور چہرہ کی بناوٹ سے محققین نوع انسان نے اون کو یہودیون سے نسبت دی ہے۔ پوشاک ایک کپڑے کی ہوتی ہے اور اسکا

ہاے لیسنڈ روالون کی طرح گھنگھریالے پہنتے ہین - عورتون کا لباس یہ ہی کہ ایک کپڑا سینہ سے پیر تک لپٹا رہتا ہی - عادات ورسم ورواج نہایت خراب و قبیح انگیز ہین یعنی دستور ہی کہ ایک عورت خاندان کے کل بھائیون کے لئے بیاہی جاتی ہی - زبان بگڑی ہوئی تیلگو ہی - ہری دیو کی پرستش ہوتی ہی -

سنہ ۱۸۸۱ء مین انکا شمار ۶۹۳ تھا - بڈا کا خیال ہوتا ہی کہ یہ لوگ قحط زدہ ہوکر شمال سے آئے - جس کو ۳۰۰ برس گزرے جبکہ وزیانگر کی سلطنت ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی تھی ان کی تعداد سب سے زیادہ ہی - دولتمندی تہذیب اور خوبصورتی مین دوسری اقوام کو ہی پر فایق ہین مگر اقوام لوڈا کو خراج دیتے ہین - زبان پرانی قسم کی کنڑی ہی - رنگا سوامی کی پرستش کرتے ہین جنکا دیول اوسی نام کی پہاڑی پر یہان بنا ہوا ہی - سنہ ۱۸۸۱ء مین انکی مجموعی تعداد ۲۴۱۳ تھی -

کوٹا قوی الجسم خوبصورت اور مضبوط ہوتے ہین - بال لمبے رکھتے ہین عورتین پستہ قد اور کم خوبصورت ہوتی ہین - زراعت اور کچھ صنعت پیشہ بھی ہوتے ہین یہ لوگ اول کی دونون قومون کی خدمتگاری کرتے ہین - پرستش دیوتاؤن کی تو کرتے ہین مگر مورت نہین بناتے - زبان پرانی اور بگڑی ہوئی کنڑی ہی سنہ ۱۸۸۱ء مین انکا شمار ۱۰۶۵ تھا -

کورمبر تمام اقوام مین یہ لوگ ذلیل اور غیر مہذب ہین - پستہ قد - بدوضع اور بدشکل ہوتے ہین - عورت و مرد کی پوشاک قریب قریب یکسان ہوتی ہی -

سب قومون کی طرح یہ لوگ بھی زیورات آہنی و مسی کے شایق ہین - زبان بگڑی ہوئی ٹامل ہی - چند قدرتی اشیاء کی پرستش کرتے ہین - جنگلی جانور نباتات و شہد وغیرہ پہاڑ پر سے لاکر دوسرے شہرون مین غلہ اور کپڑے سے تبادلہ کرتے ہین - سرکاری باغات سنکونا اور قہوہ مین اکثر کام کرتے ہین سنہ ۱۸۸۱ء مین ۳۱۸۵ تھے -

اِرولر یہ لوگ پہاڑ پر نہین بلکہ نشیب مین رہتے ہین یہ لوگ فرقۂ کورمبر بلکہ کوٹا سے بعض باتون مین افضل ہین عورتین قوی الجثہ مگر سیاہ ہوتی ہین - مرد گھر مین لنگوٹے اور باہر کچھ زیادہ عورتین پارچہ کا استعمال تا بزانو رکھتی ہین باقی کل اوپر کا بدن برہنہ رہتا ہی - عورات زیور کے شایق ہین اگرچہ بظاہر مضبوط ہوتی ہین مگر کامون مین سست نظر آتی ہین - شکار مین مہارت اچھی ہوتی ہی - زبان بگڑی ہوئی ٹامل ہی دس برس مین ان کی تعداد بہت گھٹ گئی پہلے ۱۴۰۰ تھی سنہ ۱۸۸۱ء مین ۹۴۶ رہگئی - رنگا سوامی کی پرستش ہوتی ہی اور وہین اکثر رہتے ہین -

یہ قومین قریب قریب انہین قومون کے ہین جو ہمارے ملک مین بنام چنچو وڈ اور بہیل جو پرگنہ امرا باد اور عملداری سرپور ماندور مین آباد ہین معلوم ہوتا ہی کہ ایک حصہ بنی آدم کا ہنوز جنگلون مین آباد ہی باوجود انگریزی حکومت نیلگری مین ہوتے ہوئے ہنوز ان قومون مین کوئی قابلیت پیدا نہین ہوئی نہ یہ شائستہ

ہوتے ہین۔

زراعت

نیلگری مین گیہون۔ جو۔ مٹر۔ ہلدی۔ پیاز۔ رائی۔ ارنڈ وغیرہ کی کاشت ہوتی ہے۔ سال مین کبھی دو اور کبھی تین مرتبہ آلو کی کاشت ہوتی ہے اور روز افزوں ترقی ہوتی جاتی ہے۔ اسکے سوا یورپ کی کل ترکاریان اور میوے یہان خوب ہوتی ہین۔

یہان کی مشہور تجارتی پیداوار مین قہوہ۔ سنکونا۔ چای ہے۔

قہوہ۔ قہوہ کی کاشت یہان پہلے پہل ۱۸۴۳ مین ہوئی اب کورگ اور وینا مین بھی ہوتی ہے۔ اسوقت دیسیون کے چھوٹے بڑے باغات کے سوا قریب پانسو کے باغیچہ گورنمنٹ کے ہین۔ ۲۵ ہزار ایکڑ زمین مین اسکی کاشت ہوتی ہے۔ ۲۳۰۰ ہزار ایکڑ اراضی جدید ہے اور بیس ہزار ایکڑ مین پہل آنے ہین موجودہ مالیت ایک کروڑ سے زاید ہے بدرجۂ اوسط چار ہزار ٹن ہر سال قہوہ باہر روانہ کی جاتی ہے جس کی ۲۳ لاکھ روپیہ قیصری سکہ کی آمدنی ہوتی ہے دس بارہ ہزار آدمی متعین کارخانہ رہتے ہین ڈیڑھ سو یورپین کاشتکار اور باغات کی سپرنٹنڈنٹ ہین باقی اور باغات کے صرف اہل وطن مالک و نگران ہین

چای ــــ ۱۸۵۱ مین پہلا باغیچہ چای یہان تیار ہوا۔ اسوقت اٹھتر باغات ۱۲ ہزار ایکڑ زمین مین ہین ۴۸۰ ایکڑ جدید اور ۳۳۰۰ ایکڑ مین پیداوار ہوتی ہے۔ مجموعی مالیت ان باغات کی ۵ لاکھ ۷½ لاکھ تخمینہ کیجاتی ہے۔

بدرجۂ اوسط ۵ لاکھ ۱۰ ہزار رتل سالانہ چای تیار ہوتی ہے نشیب مین جہان گھاس اوگتی ہے وہان چای کا تجربہ نہین ہوا تھا جواب ہوا ہے۔ ساڑھے چار ہزار آدمی سے زیادہ مصروف باغات چای ہین۔

سنکونا۔ سنہ ۱۸۶۰ء سے گورنمنٹ مدراس نے سنکونا کا تجربہ شروع کیا۔ اس مین سرکار کو شروع مین نقصان زیادہ آیا اسوقت ۹۰۰ ایکڑ زمین مین ۱۳ لاکھ سے زاید درخت ہین۔ مارچ سنہ ۸۳ء تک کل سرکاری خرچ ساڑھے پچیس لاکھ سے کچھ زیادہ ہوا اور آمدنی ۳۴ لاکھ۔ اب آیندہ اور زیادہ منفعت کی امید ہے کیون کہ اخراجات کثیرہ کا وقت گزر گیا یہ خوشی کی بات ہے کہ گورنمنٹ کے قدم بقدم چند اولوالعزم اہل ملک نے سنکونا کے باغات لگائے ہین جو کثرت سے موجود ہین

جنگل

نیلگری کے جنگلون کی چار تقسیم ہین۔ (۱) وہ جنگل جو مشرق اور جنوبی ڈہال مین ہے (۲) وہ جو شمالی ڈہال اور مویار وادی مین ہے (۳) وہ جو جنوب و مشرق وادی مین ہے (۴) وہ جو میدان اور پہاڑی مین ہے جنکو شولہ کہتے ہین۔

اول مین ساگوان وغیرہ۔ دوسرے مین صندل کے درخت۔ تیسرے مین بھی شہتیر کے قابل درخت ہین اور آبنوس ملتا ہے۔ چوتھے مین مختلف الاقسام درخت ہین جنکی بلندیان ۳۰ فٹ۔ ۴۰ فٹ تک پہونچتی ہے اس جنگل کے درخت بہت جلد بڑہتے ہین خاصکر بلوگم کے کہ ہر دس برس کے بعد کاٹ ڈالنے کے قابل ہوجاتے ہین اور اوس وقت اونکی بلندی سو فٹ کی ہوجاتی ہے ۱۲ ٹن سالانہ نرتی گونہ

مین ہوتی ہے۔

تجارت

ابھی تک یہان عمدہ اور کثرت سے سڑکین نہین ہین کہ تجارت کی گرم بازاری ہو۔ پہاڑ پر گاڑیون کو چڑہانا بہت کچھہ تجارت مین دقت ڈالتا ہے۔ مگر اب یہان پہاڑی ریل کے جاری کرنے کی پختہ تجویز ہو گئی ہے۔ یہان کوئی مخصوص صنعت تو ہوتی نہین۔ صرف قوم بدا کا موٹے کپڑے بن لیتے ہین۔ بہت سے یورپین کارخانے قایم ہین شراب کشی کی دو بھٹیان جاری ہین۔ یہان سے سنکونا چای۔ اور قہوہ۔ جاتا ہے۔ اور یورپ سے کچھہ اسباب آرایشی اور غذائی آتا ہے ہر منگل کو اکمنڈ مین ایک بڑا میلہ ہوتا ہے۔ ٹوڈا اور بداگا قومین اپنے مردون کا سالانہ جشن کرتے ہین اور ناچنے کے سوا بھینس وغیرہ کی قربانی کرتے ہین۔

قحط

اس ضلع مین کبھی قحط نہین پڑا یہان کے قریب کی نشیبی ملکون مین گرانی ہونے سے یہان بھی اثر پڑتا ہے۔ چنانچہ ۱۸۷۶ء کے بروست قحط مین یہان بھی علی العموم کل باشندون کو تکلیف ہوئی تھی۔

موسم و صحت

اس موقع کی بلند آبادی۔ صفائی۔ قدرتی آب و ہوا۔ فضا۔ دو طرف سمندر کا مساوی قرب اور اوس سے مساوی بلندی وغیرہ اس قسم کے لوازمات قدرتی ہین جو جنوبی ہندوستان کے اور مقامات مین میسر نہین۔ گرمی اپریل اور

مئی مین ہوتی ہے۔

عام انتظام

سنہ ۱۸۳۱ تک نیلگری مین ضلع کوئمبتور بھی داخل تھا بعدہ بہت بڑا حصہ ملابار مین ملگیا۔ بعدہ پھر کئی بار تغیر تبدل ہوتا رہا۔

سنہ ۱۸۸۲ مین اس ضلع کا از سر نو انتظام کیا گیا۔ اور بجاے کمشنری کے صرف کلکٹری رکھی گئی۔ جسکو اختیارات شش جہتی کے بھی ہین انکے ماتحتی مین ایک ڈپٹی اسسٹنٹ کلکٹر۔ اور ایک ڈپٹی کلکٹر رہتا ہے۔ اٹکمنڈ مین ماتحت جج رہتا ہے جسکو مجسٹریٹ درجۂ اول اور جسٹس آف دی پیس کے اختیارات ہین۔ اٹکمنڈ کی روز افزون ترقی رہی۔ پہلے ملٹری اسٹیشن ہوا بعدہ سول اسٹیشن بنا اور اب مرکز حکومت ہے اور کل اعلی درجہ کے دفاتر موسم گرما مین یہین رہتے ہین عدالتہاے فوجداری کی تعداد ۹ اور دیوانی ۴ ہے۔ پولیس مین ۱۴۱ آدمی بھرتی ہین جسکا سالانہ خرچ ۳۵۶۱۶ روپیہ ہے۔ اٹکمنڈ مین دو مجلس ہین ایک مخصوص اہل یورپ کے لئے ہے جس مین اکثر سامان راحت موجود ہے اور دوسرا ہندوستانیون کے لئے معمولی مجلس ہے۔

ان مجلسون کے علاوہ اور بھی دو جیمخانے جوار مین واقع ہین۔ کل نیلگری کے آبادی مین سات فیصدی ..... علم جانتے ہین۔ دو قابل الذکر مدرسے ہین لارنس اسایلم واقع اوٹیکل اور مموریل اسکول واقع اٹکمنڈ۔ یہان ایک کتب خانہ بھی ہے جسکا نام نیلگری لائبریری ہے جو ۳۸ ہزار کی

لاگت سے تیار ہوا۔ اس کی سالانہ آمدنی ۷۴۰۰ روپیہ ہے اور گیارہ ہزار جلد کتابیں ہیں۔

لارنس اسایلم میں خاصکر یورپین یتیم اور غیر یتیم بچے تعلیم پاتے ہیں جہاں تعلیم علمی کے سوائے مختلف قسم کے کارآمد پیشوں کی تعلیم ہوتی ہے اور اسکے متعلق ایک دکان بھی ہے۔ سرکاری اور خانگی عطیات اور مصنوعات مدرسہ اور منفعت دکان وغیرہ سے کل آمدنی اس مدرسہ کے لئے ایک لاکھ سالانہ کی ہو جاتی ہے۔

اس ضلع میں ایک انگریزی اخبار بھی چھپتا ہے۔

ضلع نیلگری کا آمد و خرچ ۸۳ء و ۸۴ء

آمد

محصول اراضی	۱۰۵۷۶۳
آبکاری	۱۷۹۵۷۶
جنگلات	۴۳۷۸۱
افیون	۴۶۱۶
لیسنس ٹکٹ	۶۰۰۸
اسٹامپ	۴۷۰۸۶
ڈاکخانہ	۲۹۳۶۰
	۴۱۶۵۰

خراج

انتظامیہ	۱۰۱۹۵۰	
قانون وعدالت	۶۵۴۲۰	
مذہب وتعلیم	۷۵۰۵۰	
الونس وغیرہ	۳۰۶۱۰	
محصول اراضی	۷۰۴۷۳	
جنگلات	۴۲۰۶	
ڈاک خانہ	۱۷۲۴۷۰	
	۵۲۰۱۷۹	

یہاں پر نیلگری کے مختصر بیان کو میں ختم کرتا ہوں اس سارے حالات کے اظہار سے یہ غرض ہے کہ دولت قیصری کے شائستہ احکام ذرا غور کی نگاہوں سے ملاحظہ کریں کہ ایک کوہستان بیابان کو اپنے مدبرانہ کوشش سے کیسا باغستان بنا دیا ہے جس سے باغ ارم کے جگر میں بھی داغ ہے۔ ہمارے ملک میں چند رگتی کا پہاڑ قریب قریب اسی پہاڑ کی ہے غالباً یہاں قہوہ اور چائے اور سنکونا کی کاشت ہونا ممکن ہے۔ اگر یہ چائے سینیٹریم مقام بنایا جائے تو مناسب ہے اور نیز ہمارے ملک میں بہت سے جنگل اور بیابان ہیں جبکہ آبادی اور سرسبزی میں ہنوز بہت کچھ کرنا باقی ہے پس اہل ملک (جو آج کل نہایت سرگرمی سے تعلیم پا رہے ہیں) سے امید ہے کہ ایسے نفع بخش کاموں کی جانب بالضرور توجہ فرماویں گے۔

عربون کے سویلزیشن کی تاریخ

القاہرہ کی یونیورسٹی ازہر نامی سے تعلیم پاکر جو زبردست صاحب تصنیف فاضل نکلے ہین اون مین سے ایک مصری کا نام الفرید الطیاس ہی جو الفیوم (دریائے نیل کے غربی ساحل پر واقع ہی) کا رہنے والا ہی اور اسکندریہ کے کالج مین تاریخ کا پروفیسر رہا ہی۔ اس مصنف نے عربون کی سویلزیشن کی نہایت دلچسپ تاریخ لکھی ہی۔ اس کتاب کا نام تاریخ التہذیب المعروف ہی۔ الفرید نے ۳۵ لیکچرون مین اس وسیع مضمون کو تمام کردیا ہی۔ ان مین سے آخری لیکچر نہایت دلچسپ اور ساری کتاب کا خلاصہ ہی جسکا ترجمہ ذیل مین درج کرکے شایع کیا جاتا ہی

دائرہ منطقہ باردہ شمالی جن ملکون مین گزرتا ہی وہ کرہ زمین کے نصف کرہ شمالی مین غایت درجہ اوپر کو واقع ہین۔ یہ خط امریکہ مین جہیل بیر اعظم (کریٹ بیر) اور جزیرہ الخضرا (گرین لینڈ) اور امریکائے برطنی (برٹش امریکہ) سے گزرتا ہوا مملکت روسیہ اور اسوج نروج (سویڈن ناروی) کو عبور کرتا ہی اور خط سرطان جو طراوت اور اعتدال کا پیش خیمہ ہی صحرائے اعظم افریقہ سے ہوتا ہوا مدینہ دیر سے کچھ اوپر دریائے نیل اور ملک مصر کو قطع کرتا ہی اور پھر وادئ حجاز اور بندر مسقط سے عبور کرکے ہندوستان اور کوشنشین (کوچن چائنا) اور چین کے جنوب سے گزر کر مدینہ مکسیک (مکسیکو) تک پہنچتا ہی اور ان دونون خطون کے درمیان جس قدر ولایتین ہین سویلزیشن کی تاریخ مین ایک خاص حالت

کے لحاظ سے ممالک شتویہ (سرد ملک) کہلاتے ہین اور اکثر یہی ملک شائستگی اور ترقی علم و ہنر کے معدن ہین۔ دائرہ سرطان عرب کے جزیرہ نما کے درمیان سے گزرتا ہی اس لئے وہ تقریباً نصف منطقہ بارہ مین اور نصف منطقہ معتدلۂ شمالیہ مین واقع ہی۔ لیکن یہ عجب معلوم ہوتا ہی کہ منطقہ معتدلہ کی خوشگوار آب و ہوا کا نشان تک اس خطہ مین نہین ہی۔ بلکہ محققین جغرافیہ کے نزدیک دنیا کے تمام ملکون سے زیادہ گرم ملک یہی ہی۔ کنارون کے قریب پست اور ریتلی زمین کا حلقہ ہی جس مین درختون اور سبزہ کا نام تک نہین ہی۔ جو سمندر کے آبی بخارات کے جذب کرنے اور بارش ہونے مین بڑا دخل رکھتے ہین۔ دریا خود ریت مین جذب ہو جاتے ہین اور صحراے اعظم افریقہ اور فارس کے جنوبی میدانون اور ریبوطنہ (راجپوتانہ) کی ریاستون کا حال بھی قریباً ایسا ہی ہی۔ اور اس کا باعث یہ ہی۔ کہ جغرافیہ طبعی اور علم طبقات الارض کے علماء کے نزدیک یہ بے آب و گیاہ اور ریتلی میدان اور صحرا اس بڑے موجزن سمندر کے خشک ہو جانے سے پیدا ہوے ہین جس کے حصے بحیرۂ قلزم بحیرۂ عرب اور بحیرۂ روم مین اس تمام زمین کے معدنی کنکون اور حیوانی (سلیکا کی بنی ہوئی) چٹانون کو بے شمار برسون تک پانی گھستا اور پیستا رہا ہی جس سے یہ ریگستان ابھرے ہین ریتلی زمین جسقدر جلد اور زیادہ حرارت کو جذب کرتے ہین اوسقدر تیزی سے منتشر کر دیتے ہین۔ اس لئے عموماً گرم اور ریگزار میدانون مین جاڑے کی راتین نہایت ٹھنڈی اور گرمی کے دن نہایت گرم

ہوتے ہین۔ سرد اور گرم ملکون مین عمومًا دن کو کام کرتے ہین اور رات کا وقت خواب واستراحت کے لئے مقرر کیا ہی۔ گرم ملکون مین تو خون کی حرکت دینے کے لئے قدرکافی سے زیادہ حرارت موجود ہوتی ہی۔ اگر محنت کے کام کئے جائین تو خون غایت درجہ کی حرارت سے جلجاتا ہی اور باشندہ فکار رنگ سیاہ ہوجاتا ہی۔ بدن کے اجزا مین تفرقہ اور سوزش کا اثر بہت تکلیف پیدا کرتا ہی اس لئے اکثر گرم ملکون مین محنتی آدمیون کی تعداد بہت ہی کم ہوتی ہی۔ سرد ملکون مین انسان کی رگون مین خون جم جاتا ہی۔ اور اوسکو حرکت مین لانے کے لئے محنت سے حرارت پیدا کرنے کی ضرورت ہوتی ہی۔ ان ملکون مین بنجر اور ویران زمینین مزروع اور آباد ہوجاتی ہین۔ محنت کے سامنے زمین خود بخود اپنے معدنیات اگل دیتی ہی۔ اور صنعت وحرفت کے راہین آسان ہوجاتی ہین۔ علم اور شائستگی تمدن اور تجارت خود بخود قومی جوش یا سلطانی طاقت کے متوازی آگے بڑھتے جاتے ہین۔ یہی سبب ہی کہ براعظم افریقہ اور جنوبی امریکہ کے باشندے اب تک جامۂ تہذیب سے مبرا ہین اور یورپ کے دول متمدنہ اور امریکہ شمالی کی جمہوری سلطنتین سرسبز اور ترقی یافتہ ہوگئی ہین۔ لیکن یہان ایک بڑا سوال پیدا ہوتا ہی کہ اگر یہ اصول صحیح ہین تو عرب کے باشندے یکایک خواب غفلت سے بیدار ہوکر کیون اسقدر ترقی یافتہ ہوگئے کہ دنیا کی آنکھون مین حیرت سے پتلیان ساکن ہوگئین چ اور پھر کیون اسقدر جلد زوال مین آکر خاموش ہوگئے۔ کہ عرب کی سنسان گھاٹیان اور سنگلاخ میدان اور جزیرہ نما کے ساحل

پر قلزم کی لہرین ان کی موجودہ حالت دیکھکر سکوت کے عالم مین ہین جو اس کا مجمل جواب یہ ہی کہ جزیرہ نما مین زرخیز زمین صرف سمندر کے کنارون کے قریب ہی اور وہ اسقدر کم اور غیر کافی ہی کہ آبادی کے بڑہنے اور زمین پر قانونی حق پیدا ہونے کے آغاز سے زراعت اور سکونت پر کشت وخون ہونے کی تاریخ شروع ہوئی خاصکر اس حالت مین جبکہ اس روز افزون قتل وغارت کے لئے اور بھی مہلک اسباب پیدا ہوگئے تھے جیسا کہ ابن حاشر کی روایت ایام جاہلیت جلد ۳ سے ظاہر ہی کہ اہل عرب کے دلون مین کئی صدی تک یہ خیال جاگزین رہا کہ ہمارے آس پاس کا سمندر تمام عالم پر چھایا ہوا ہی - اور آباد زمین عرب کے سوا اور کوئی بھی نہین ہی - مزروعہ زمین کی کمی کے پورا کرنے کے لئے اکثر اونٹون کے دودہ اور کھجورون کی قدرتی پیداوار پر گزارہ ہونے لگا - بلکہ مویشی پر لفظ مال کا اطلاق ہونے لگا - چنانچہ عربی زبان مین **مال** اونٹ کو اور **نعم** چارپایہ کو (جس سے لفظ نعمت نکلا ہی) اور **غنم** بکری کو (جس سے لفظ غنیمت نکلا ہی) کہنے لگے اور یہی تبادلہ کا پیمانہ ٹھیہرا - چونکہ مویشی بھی محدود تھے اس لئے آبادی کے بڑہنے پر جسطرح سکونت اور زراعت کے لئے زمینون پر جھگڑے ہوتے رہے اسیطرح مویشی کی چوری اور اسپر ہنگامہ آرائی شروع ہوئی گرم ملکون مین چونکہ محنت کم اور بیماری زیادہ ہوتی ہی اس لئے بیکاری مین فاسد خیالات کی حرکت مین آنیکا باعث ہوئی - اور بیکاری بھی افلاس کا باعث تھی جو اب تک اہل عرب کو ممالک غیر کے حجاج قتل وتاراج کا پانی بہانے پر مائل کرتی ہی اور چونکہ تمام دنیا کو معدوم سمجھتے تھے اسلئے

دنیا کی جماعت تمدنی مین داخل نہ ہونے سے شایستگی اور علم سے محروم ہے
پس جہالت ہی نے انکے عرق شجاعت کو متحرک کیا۔ اور شراب کی مستی اور قوائے
شہوانیہ کی تیزی نے اس آگ پر تیل اور روغن چھڑکا اور آخرکار ہزارون برس
کی کشت وخون اور تاخت وتاراج اور باہمی عداوتون اور لڑائیون کے سبب
انکے قوائے جسمانی ایسے مستحکم ہوگئے تھے کہ ممالک معتدلہ کے عظیم الشان اور متمول
سلطنتون پر بآسانی غالب آگئے جس طرح انکے جسمانی اعضا شہزور اور قوی مضبوط
ہوچکے تھے اسیطرح انکی خاموش روحین ایک قدرتی آواز کی منتظر تھین۔
جو انکے اخلاقی طاقتون کو بھی جو فطرت نے اونکے قالبون مین ودیعت رکھی
تھین کرمادی اور اپنے اپنے کام پر لگادے کہ یکایک اون کی تاریک عالم
تمدن پر فازان اور ملسنا سے نور چمکا یعنی ایک روشن ضمیر ہادی کی للکار نے
جسکی حکمت آمیز نصایح کا ۲۴۰ ملین آبادی نے تہ دل سے اقرار کیا۔ حسن اخلاق
کے کہربائے وادی نشینون کے رگون مین دوڑادی۔ اس ملکہ خداداد (نبوت)
کے چہل سالہ تفکر نے آخرکار صدہا نئی جمعیت سے قوم کے رفرمیشن (اصلاح)
پر کمر باندہی اور وحشیون کے لئے ایک آسان راستہ تیار کیا۔ جو تمام مصلحان
سلف کے تجربون کا نچوڑ اور عرب کے انقلاب پسند طبیعتونکے قابل تھا
اسلام کے وسیع ملت اور آزاد مشرب نے سریع الفہم مسائل سے شجاعان عرب کے
ایسا تسخیر کیا کہ اونکی اخلاقی دنیا بدل گئی اور اب وہ اس قابل ہوگئے کہ اسلام
کے امن گستر سلطنت مین بخوف وخطر اور ملکون مین بحری وبری تجارت کی

راہین کھولین اور اسلامی تہذیب کے علم کے سایہ مین تمام دنیا کو لین چنانچہ سفر کے عادی ہونے اور اوسکے باعث غیر ملکون کے واقف ہونے کے سبب اپنی قدیم شجاعت سے اکاسرہ اور قیاصرہ کی زبردست سلطنتون پر شمشیر آزما ہوکر غالب آئے یہانتک آبنائے ملایا سے کاپ صان ونصان (راس سینٹ وِن سینٹ) تک اور جبال الطای کے مشرقی بازو سے زنزبار تک پھیل گئے۔ ہندوستان مین اور تاتار مین طمر لانی (تیموری) خاندان کے متمول ترین شہنشاہون کی سلطنت وسیع ہوگئی اور دجلہ و فرات کے وادیون مین خلافت عباسیہ کی شان وشوکت علم اور ثروت شایستگی اور عدل کے ساتھ سرسبز ہوئی۔ مصر اور فارس۔ تونس اور الجزایر کے اسلامی حکومتین بھی پیدا ہوگئین۔ اوخاندان بنی عمیہ نے طرابلس اور مراکش سے آگے بڑہکر جزیرہ نما انڈیس اور جنوبی فرانس اور الغرب (پرتگال) مین بڑی عظمت سے ظہور کیا۔ مسلمانون کی بحری قوت اس قدر غالب تھی کہ جزائر سردانیہ (سارڈینیا) اور صقلیہ (سسلی) کے کنارے پر ۱۵۰ اساطیل (جہازات) کا بیڑا گشت کرتا تھا۔ قرطبہ (گارڈوا) غرناطہ (گرینڈا) بغداد۔ بصرہ۔ دمشق۔ اصفہان۔ سکندریہ۔ قیروان مین بیت العلوم (یونیورسٹیان) اور صدرگاہین اور کتب خانے اور عالیشان عمارتین بن گئین جنکے پرانے کھنڈرون پر یورپ کے سیاح آجتک آنسو بہاتے ہین گھڑیون اور رنگین شیشون کی قطار (لیمپ) اور جہازات اور پانی کے

شارل مین شاہ فرانس کو جو گھڑی مامون رشید نے بھیجی تھی اب تک پیرس کے میوزیم مین موجود ہے۔

نل اور بیل بوٹے عمارتی نمونون کی صفت اور نفیس* کپڑون کی ایجاد اور علوم ریاضی اور فلسفہ کی شاخون کو ترقی دینے کے سبب یورپ مین نامور اور اہل یورپ کے اوستاد ہوگئے۔ قرطبہ کے شاہی کتب خانہ کی فہرست ۴۴ موٹی موٹی جلدون مین مرتب ہوئی اور مصنفون کی تعداد یہانتک بڑہی کہ انکے حالات کی تاریخین بن گئین۔ اور مصنفون کے معلومات یہانتک بڑہے کہ ضخیم جلدون مین بھی نہ سما سکے (اللہ اکبر!) چنانچہ خطیب کی تاریخ بغداد ۷۲ جلدون مین اور ابن عساکر کی تاریخ دمشق ۵۲ جلدون مین اور محمد زاہد کی تفسیر ۱۰۰ جلدون مین اور ابوالوفاے ابن عقیل کی انسائکلوپیڈیا (قاموس العلوم) ۸۰۰ جلدون مین مرتب ہوئین۔ (اللہ اکبر!!!) ان حیرت انگیز امور پر جنکو یقین نہ آئے وہ ابن خلکان اور تاریخ عقیری۔ کشف الظنون اور دائرۃ المعارف مطالعہ کرین۔

پھر عدل اور انصاف کے سبب تمام سلطنت ہاے اسلامیہ کی زرخیز اور سیر حاصل ولایتون کا محصول ایک بدم چالیس کروڑ فرنگا تک پہنچ گیا جن مین سے مصر کی آمدنی ۷۰ کروڑ فرنکا خیال کی گئی ہے۔ پھر ایشیا مین جن سلطنتون مین زوال شروع ہوا اور جنجون نے اسلام کے جمہوری اصول کو چھوڑکر عیش طلبی اور تمول مین غفلت شعاری اختیار کی اونکے تنزل اور بربادی کی اسباب پر

---

* دھوپ چھاؤن اور گنگی قسم کے کپڑے مسلمانون نے ایجاد کیے ہین۔

** انگریزی سکہ مروجہ ہند کے روپیہ سے مصر کی آمدنی ۲۸ کروڑ اور تمام اسلامیہ کی کل آمدنی ۴۰ بیل ہوتی ہے

امام فخرالدین رازی کی تاریخ الاول و آثارالاول کے مدلل بیانات کا اشارہ کر دینا کافی ہی اور یورپ مین انکا اقتدار اور عظمت کے انحطاط اور زوال کے اسباب پر مطلع ہونے کے لئے عقیری اور رفاعہ مصری کے خطابات و لیکچر دیکھنے چاہئین جن سے شائستگی کی عمارتون کو صدمہ پہنچا۔ مجمل طور پر یہ ہین کہ جب عرب سرسبز و شاداب ملکون پر حکمران ہو چکے اور انکا معمول امن فراغت کے زمانہ مین از حد بڑھ گیا تو انھون نے اپنی شاہانہ شوکت اور رعونت اور ہوائے نفسانی اور ذاتی اغراض کے سامنے اسلام کی آزادی اور جمہوری اصول کو شکست کر دیا جن کی بنیاد خلفاے راشدین کے وقت پڑ چکی تھی اور بیرونی حملون سے غافل ہو کر عیش طلبی اور فراغت اور راحت مین نہایت شرعیہ مثل زنا و مے نوشی کے مرتکب ہو گئے۔ اور مخلوق خدا کی دادرسی اور شرع نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی حمایت سے ہاتھ کو تاہ کر دیئے اور بیشک اس وسیع الخلقی کا یہی نتیجہ نکلتا تھا چنانچہ عرب کے خفاکش باشندون کا میل جول زرخیز ملکون کے عیاشی اور کاہل سوسائٹی مین حد سے زیادہ بڑھ گیا اور اسیطرح جو نتائج قبیحہ پیدا ہوے انکا اشارہ تیمور کے رفیقون اور بہادر سپاہیون کی اس گفتگو مین پایا جاتا ہی جس مین انھون نے ہندوستان پر حملہ کرنے اور وہان قیام کرنے کے خلاف راے دی تھی

آخر کار سلطانی قوت کے ٹوٹ جانے سے امرا کے زمرے مین جو فرصت کے وقت ایک دوسرے پر طاقت ور ہونے کی تمنا رکھتے تھے بیرونی حملہ آورون کی مدد کی خواہش اور ایک دوسرے پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے باہم کشت و خون

کرنے کی وحشیانہ پیدا ہوئی جس سے بلاد اسلامیہ کو بیرونی طاقتوں کے تزکتازنے پیس ڈالا اور اسلام کے پولٹیکل فریقوں کا جتا ٹوٹ گیا۔ بیشمار اہل عرب تہ تیغ ہوئے۔ اور بڑا نتھا فاتح قوم کے مذاہب میں داخل ہوگئے۔ آخر کار خدا نے اپنی دولت واپس کی۔ اور عجیب تر یہ ہے کہ سلطنت کے ساتھ علم اور تمدن بھی غائب ہوگیا اور سوائے دست افسوس ملنے کے اور کچھ باقی نہ رہا۔ فصدق من قال۔ کل من علیہا فان ویبقی وجہ ربک ذو الجلال و الاکرام ط

اب اخیر میں ہم اس خطابہ (لیکچر) کو جزیرہ نمائے عرب کی ان بقیہ نسلوں کے موجودہ تمدن پر ختم کرتے ہیں جن کی تعداد اب اس اصول کے مطابق کہ گرم اور ریتلی ملکوں میں سویلیزیشن (تہذیب) پھیلنے کے اسباب موجود نہیں ہوتے ہیں۔ جزیرہ نما میں گھر کر کچھ ترقی نہ کر سکے اور اگر کچھ کی تو ایک عجیب شاعرانہ مگر باریک اور طبعی تشبیہ کے مطابق بالکل ریتلی زمینوں کی طرح تہذیب کی گرمی کو جسقدر زیادہ اور جلد جذب کر سکے اسیقدر جلد اسنوں نے اس کو منتشر بھی کر دیا یہاں تک کہ اخلاق حسنہ بھی ان میں سے غائب ہوگئے اور اب بیرونی مسافروں کی آمد و رفت کے سبب صرف بحیرۂ قلزم کی مشرقی کنارہ پر کچھ کچھ تہذیب کے نشان باقی رہ گئے ہیں۔ ورنہ وسطی جزیرہ نما کے بدوی اور اعراب ہر پھر کر دوبارہ اپنے مرکز پر آگئے ہیں جیسا کہ دولت عثمانیہ کے بادشاہوں کی رپورٹوں اور سیاحوں کے سفرناموں اور اکجوائب اور تقویم الوقائع (عمدۂ اکاذیب) سے ظاہر ہے۔

شام کی مسجد

آج ہم دمشق کی جامع مسجد کا ذکر کرتے ہین - جو امیر المومنین خلیفہ ولید بن عبد الملک بن مروان خاندان بنی امیہ کی مشہور یادگار ہے -

اس مسجد عظیم الشان کی تعمیر کے لئے بارہ ہزار صناع و کاریگر ملک روم اور اطراف و اکناف سے طلب کئے گئے تھے - اور ۸۹ ہجری سے ۹۶ ہجری تک سلسلۂ تعمیر جاری رہا - مختلف قسم کے نقش و نگار اور رنگ برنگ کے بلور لگائے گئے -

اس مسجد کے تعمیری مصارف مین ڈھائی لاکھ لیرۂ عثمانیہ یعنی پچیس لاکھ سکۂ قیصری خرچ ہوئے

مشرق سے مغرب تک (۲۰۰) دو سو قدم — اور شمال سے جنوب تک ڈیڑھ سو (۱۵۰) قدم ہے اندر چارون طرف چار رواق چار کھنبو پر قایم ہین - چار دیواری وغیرہ اب تک زمانہ کے ناہنجار ہاتھون سے محفوظ ہین -

فرش مسجد سنگ رخام کا ہے — صحن مین پانی کا حوض لہراتا ہے -

مسجد کے اوپر جا بجا قبے ہین - حرم مسجد مستطیل شرق سے غرب تک نصف مسجد کے برابر چلا گیا ہے - سقف حرم ایسے بلند ستونون پر قایم ہے کہ پچھلی جبروت کا اثر اور گزشتہ شان و شوکت کا نمونہ ظاہر کرتا ہے ستونون کے بیچ بیچ مین بلندی پر ایک قبہ ہے جو صرف تمام عمارات شہر سے بلند ہی نہین ہے بلکہ اپنے نفاست اور معمار کی دانائی سے جو اوس مین خرچ کی گئی ہے - سیاحون کی دلچسپی کا باعث

ہوتا ہی - اس قبہ سے بھی زیادہ وہ منارے بلند ہین جس مین پانچ وقت صدائے اَللّٰہُ اَکبَر بلند ہوتی ہی - فن انجینیری کو اس موقع پر لطافت کے ساتھ دکھلا ہی - مَنارَہ مُؤذّن کے سر پر بلند ہلال بنا ہی جسکو قبۃ النسر کہتے ہین - ہلال مین دو رواقین گرگس کے پر کیطرح بنی ہین اور معلوم ہوتا ہی کہ گویا گرگس ہوا مین بلند پرواز ہی -

وسط حرم مین ایک نہایت خوبصورت قبہ ہی جو قبۂ نبی یحییٰ کہلاتا ہی - چار خوبصورت قابل دید کھنبو پر ایستادہ ہی - ان کھنبون مین اعلیٰ صنعت خرچ کیگئی ہی مسجد کے چار محراب چار صُلے کے لئے جدا جدا ۷۸۸ھ مین تیار ہوے -

علاوہ براین مقدس و مطہر بزرگان دین کی یادگارین تبرّکاً و تیمّناً اس مسجد مین محفوظ رکھے گئے ہین - مثلاً یادگار حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ و حضرات امام حسین علیہ السلام و حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا وغیرہ -

اذان دینے کے لئے تین منارے ہین اوّل موسومہ عیسیٰؑ واقع شرق مسجد جو مسجد کے صدر قبہ سے سو گز بلند ہی - اس منارہ سے تمام شہر دمشق مع قرب و جوار کے دیہات مد نظر ہوتے ہین - اور عجیب پر لطف فضا کا تماشہ ہوتا ہی -

دوسرا منارہ موسومہ "غوالیہ" منارۂ اول کے مقابل مین مغرب کی جانب واقع ہی - یہ اول منارہ سے کیقدر چھوٹا ہی - منارۂ اول و ثانی کی نسبت بعضون کا بیان ہی کہ انکو زمانۂ قدیم مین یونانی اور رومیہ قومون نے رصد کے لئے

تعمیر کیا تھا۔ انکے علاوہ اور قدیم منارے جو شمال وجنوب مین واقع تھے اونکو زمانے کے ہاتھون نے زندہ نہین چھوڑا۔

تیسرا منارہ جسکو خلیفہ ولید نے تعمیر کیا ہی اوسکو مآذنۃ العروس کہتے ہین۔ یہ منارہ اول کے دو منارون سے بلندی مین کچھ کم ہی مگر آرایش و استحکام اور خوبصورتی مین سب سے افضل ہی۔ شعرائے زمانہ اور مابعد نے اس منارہ کی بہت تعریف کی ہی

مسجد کے اندر چار رواق اور باہر سات دروازے ہین۔ ہر رواق ہر ایک چھت مین واقع ہی جو قابل دید اور لایق تعریف ہین۔

منجملہ ان بیرونی دروازون کے جو قبلہ کی جانب ہین اوسکے مختلف نام ہین۔ باب العبرانیہ۔ باب الساعات۔ باب الزیادہ وغیرہ۔ مغرب کی جانب باب البرید۔ اور مشرق کی جانب باب الجیران ہی یہ دروازہ تمام دروازون سے بڑا ہی۔ شمال کی جانب چار دروازے ہین جنکے نام بھی کئی ہین۔

اس مقدس اور مشہور مسجد مین بہت سے قدیم تحائف اور نادر روزگار مجلدات قرآن شریف ہین۔ منجملہ ان کے ایک قرآن شریف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جامع القرآن کے دست مبارک کا لکھا ہوا ہی۔ یہان قدیم زمانہ کی صنعت کا ایک عمدہ نمونہ بھی موجود ہی یعنی گھڑی جس سے ہر موسم مین آفتاب کی روشنی کا صحیح اندازہ معلوم ہوجاتا ہی۔

اس مسجد مین علما اور فضلا اور مدرسین اور قاریون کا ہر روز اجتماع کثیر رہتا ہی اور ہر شب ہزارون چراغ روشن کئے جاتے ہین۔

اِس مسجد کی بناء کے وقت حضرت سُلیمان بن داؤد علیہ السلام کے وقت ایک لوحِ سنگی یونانی عرف و زبان مین لکھی ہوئی برآمد ہوئی جس کی عبارت بترجمہ یہ ہے :-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے بنی آدم اگر تجھکو اپنی تھوڑی سی بقیہ عمر کا حال معلوم ہو جاتا تو تو اپنی لمبی امیدون کو چھوڑ دیتا۔ مرغوبات کم کر دیتا۔ تدابیر سے دست کش ہو جاتا۔ جب تیرا قدم پھسلیگا (یعنی موت آئیگی) تیرے اہل تجھکو چھوڑ دینگے تیرے دوست تجھ سے پھر جائین گے۔ تیرے اقربا رخصت کرین گے تو کیسے قدم جا سکیگا۔ پھر تو ایسی حالت مین پہونچ جائیگا کہ تجھکو لوگ پکارینگے اور تو جواب نہ دیسکیگا۔ نہ اپنے بال بچون کی طرف پلٹ سکیگا۔ اور نہ اپنے اعمال مین کچھ زیادتی کر سکے گا۔ پس موت کے قبل زندگی کو غنیمت جان اور اس سے پہلے کہ تجھ سے مواخذہ کیا جاے۔ اور کسی کار خیر کے کرنے پر تجھکو قدرت نہ ہو اپنی قوتون سے کام لے۔

اور جب مسجد کی بنا تمام ہوئی تو ولید نے حکم دیا کہ لاجورد پر سونے کے حرفون مین مسجد کی دیوار پر یہ لکھا جاے۔ "اے ہمارے اللہ ہم سوائے تیرے کسیکی عبادت نہین کرینگے"۔ جہان آج اس خانۂ خدا کی عظیم الشان عمارت کھڑی ہے وہان زمانۂ قدیم مین ایک بڑی مورت تھی جسکو آرمین اپنا خدا تصور کرتے تھے۔ ایک مذہبی تذکرہ بھی تھا۔ اوسی کے نمونے پر ہیکل سُلیمانؑ وا

بیت المقدس مین ایک یہودی بادشاہ کے حکم سے مذبح بنایا گیا تھا۔
اس مسجد کے ملحق یوحنّا کے نام سے ایک عیسائی گرجا ہے۔ اس اجتماع ضدّین کی عجیب تاریخی حکایت ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شاہان اسلام نے پابندی معاہدہ اور رعایت شعاری سے واجبی شہرت حاصل کی تھی اور قوت و قابو حاصل کرکے بھی اپنے زیر دست غیر مذہب کے معاہدون کو قوی الاثر رکھتے تھے۔
جس وقت شہر دمشق کا محاصرہ تھا۔ اور ایک طرف مشہور آفاق سپہ سالار عرب خالد بن ولید اور دوسری طرف تجربہ کار سپہ آزما ابوعبیدہ بن جراح کی افواج نصاریٰ سے مقابل تھین۔ دشمن کے کل سردار مجبور ہو کر باب الجابیہ پر حاضر ہوے۔ اور دوم سپہ سالار فوج عرب یعنی ابن جراح سے صلح کی گفتگو کی اور کل شرائط پیش کردہ سپہ سالار موصوف کو منظور کرلیا۔ اس کے بعد ابن جراح سو آدمیون کو اپنے ہمراہ لیکر داخل شہر دمشق ہوے جس مین ۳۵ صحابی تھے۔ دوسری جانب خالد بن ولید سپہ سالار افواج عرب نے اسی شب کو باب المشرق کی طرف سے دیوار حصار مین نقب لگا کر بزور شمشیر مع فوج داخل دمشق ہوے اور خون آشام تلوار سے دشمنون کو مزا چکھاتے ہوے کنیسہ مریم تک جسکو اب کنیسہ یوحنّا کہتے ہین پہونچے ان دونون سپہ سالارون کی ملاقات اسی کنیسہ کے قریب ہوئی۔ ابوعبیدہ بن جراح نے خالد بن ولید سے کہا کہ صلح ہوگئی اور شہر فتح ہوگیا۔ اب زیادہ کشت و خون کی ضرورت نہین خالد نے جواباً کہا کہ ہماری فوج ظفر موج نے محض تلوار کے زور سے ملک حاصل

کیا۔ صلح کا نہ کوئی موقع تھا۔ اور نہ اتمام جنگ مصلحت پر ہو سکتا ہے۔ لب شمشیر ہنوز خون آشنا ہے اور شام کے دل بادل میں برق تلوار بدستور کوند رہی ہے۔ دونوں سپہ سالاروں میں گفتگو رہی مگر سلسلۂ قتال و جدال منقطع نہ ہوا۔ ابو عبیدہ نے برعایت مصلحت فوج کو حکم دیا کہ تا وقتیکہ دونوں اولوالعزم سپہ سالاروں میں زیر بحث مسئلہ فیصلہ نہ ہو جائے تلوار میان سے باہر نہ نکلے۔ چنانچہ امرائے عرب کا شورا ہو کر ابو عبیدہ کی رائے مقبول ہوئی اور صلح پر خاتمہ ہوا۔ اور یہاں کی کل کیفیت سے خلیفۂ وقت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں اطلاع دیگئی۔ اتفاق سے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا اوسی فتح دمشق کی شب کو انتقال ہوا گویا فتح دمشق کے منتظر تھے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفۂ دوم نے مجلس شورا کے فیصلہ کو منظور فرمایا۔ جسقدر حصۂ شہر بزور شمشیر بہادر خالد نے بوجہ عدم اطلاع مصالحت فیما بین فتح کیا تھا وہاں کے معابد و کلیسہ منہدم کئے گئے اور بقیہ حصہ جسپر ابو عبیدہ نے صلح کے ساتھ فیصلہ کیا تھا وہانکے گرجے وغیرہ محفوظ رکھے گئے۔ اور اب تک کامل آزادی کے ساتھ ہیں۔

پس دمشق کی جامع مسجد امویہ ایسے موقع پر بنائی گئی ہے جہاں فتح اور صلح کے سرحدات ملتے ہیں اور دونوں کے نمایاں اثر اب تک موجود ہیں۔ کہ دیر و حرم پہلو بہ پہلو استوار آباد ہیں جس طرح خانۂ چشم میں سیاہی سفیدی اس مسجد کے بنا کے وقت پہلے تو خلیفہ ولید نے عیسائیوں کو سمجھایا

کنیسہ کی ملحقہ زمین مسجد امویہ کے لئے دیدین جس کے عوض مین خلیفہ نے بہت سا
مال و زر دینے کا وعدہ کیا مگر قسیسین نے زمین دینے اور روپیہ لینے سے انکار
کیا اور باوجود بہت گفت و شنود کے برابر انکار کرتے رہے۔
عبداللہ الولید نے جوش حکومت سے کنیسہ کا ایک حصہ مسجد مین جبراً ملالیا
اور جب اس واقعہ کے بعد قسیسین نے معاوضہ کا روپیہ طلب کیا تو چونکہ
فہمایش کے وقت انہون نے مطلق توجہ نہ کی تھی اس لئے معاوضہ دینے سے
بھی انکار کر دیا۔
عمر بن عبدالعزیز کے عہد خلافت مین عیسائیون نے اپنے کنیسہ ملحقہ
کا پھر دعوی کیا کیونکہ پوری امید تھی کہ سلاطین اسلامیہ اپنے عہد نامجات
کی عزت کرتے ہین چنانچہ خلیفۂ وقت نے بپابندی احکام شریعت غرا
وہ حصۂ شہر جو بمصلحت قبضہ مین آیا تھا واپس کر دیا اور مسجد امویہ کے ملحقہ حصہ
سے کنیسہ خارج کر دیا۔ چنانچہ اسوقت تک اسی معاہدہ کی تکمیل بدستور
جاری ہے۔
اے انصاف اور پابندی عہود کی مجسم تصویر! کیا تیرے دل لبھانے
والی مبارک شکل ہمارے زمانہ مین عنقا ہو گئی۔

حسن

جرمن کے دو جعلی پیغمبر

نیسٹرین ایک پارچہ فروش نیرڈولنگ نامی رہتا تھا جسنے لوتھر کے مسائل اور تعلیم سے بہت حصہ لیا تھا اور نہایت سرگرمی دکھلایا تھا۔ اوس نے اپنے بہت لوگون کو جمع کیا۔ بشپ اور کلرجی اور پوپ کی مخالفت مین بہت سخت کلامی کی۔ اوس وقت وہان کا بشپ فرانسز ساکن والڈیک تھا۔ یہ شخص خود تعلیمات لوتھر کی جانب بہت رجحان رکھتا تھا فی الحقیقت بعد چندے اوس کا عزم مصمم ہوا کہ مذہب کیتھولک کا قلع و قمع کرے کیونکہ اوسکا پورا ارادہ تھا کہ کسی صورت سے یہ موقع حکومت خاص اوس کے قبضۂ اقتدار مین آجائے اور آیندہ اپنے خاندان مین محدود کردے۔

۱۵۴۳ عیسوی مین کیتھولک کی مخالفت مین جو پروٹسٹنٹ شہزادون اور امرا کا گروہ تھا اوس گروہ مین یہ بھی ملگیا لیکن اوس کی خواہش تھی کہ یہ کارروائی آہستہ آہستہ کی جائے کیونکہ اوس کو خوف تھا کہ تعجیلی کارروائی سے ممکن ہو کہ وہ اوس زرخیز مقام پر ذاتی قبضہ نکرسکے۔

نیرڈولنگ نے ایک نوجوان پریسٹ یعنی مذہبی پیشوا مسمی رائٹ مین کو اپنے مطلب کے لئے گانٹھا تاکہ کسی خاص گرجے مین مذہب کیتھولک کی غلط کاریون پر وعظ کرے۔ یہ واعظ ایسا آتش زبان اور فصیح البیان تھا کہ فوراً برانگیختگی پیدا کردی اور تمام شہر مین بلوہ ہوگیا۔ اور گرجے توڑدئے گئے۔ یہ ازدحام اور بلوہ یہان روز افزون خطرناک ترقی کرتا رہا۔ آخر بلوائیون

نے وہان کے کل پریسٹون کو شہر بدر کر دیا۔ شہر کے متمول لوگ بغیر انجام بینی کے گھر دار چھوڑ کر فرار ہو گئے۔

۱۵۳۳ء عیسوی میں راٹ مین نے اسطباغ طفلی کی مخالفت میں وعظ کرنا شروع کیا۔ اور جس کی مخالفت میں لوتھر نے بھی شکایت لکھنہ بھیجی مگر شنوائی نہ ہوئی۔

شہر منسٹر کی اس موجودہ حالت کی خبر تمام ملک میں بہت جلد پھیلگئی اور جوق جوق لوگ آنا شروع ہوئے۔ ان نو وارد تماشہ بینوں میں شہر لندن کا ایک درزی جان بوکلن نامی تھا۔ راٹ مین نے اس وقت تعلیمات لوتھر سے صاف انکار کیا اور اپنے تئیں ان مسائل کا حیپر لوتھر اوسوقت تک قایم تھا سخت مخالف بیان کیا۔ منجملہ اون مسائل کے ایک اسطباغ طفلی تھا۔ اس نئی شکل سے تمام شہر میں تہلکہ پڑگیا اور از سر نو اضطراب اور بلوہ عام ہوگیا۔

بلوائیون نے کیتھڈرل پر جو کیتھولک مذہب کی عبادت گاہ تھی قبضہ کرلیا اور اہل کیتھولک کو خارج کر دیا اور ادائے نماز و پرستش کی اون کو اجازت نہ دی پھر انھون نے پیروان لوتھر کے گرجون پر حملہ کیا اور سخت اضطراب پھیلایا۔ ۲۸ جنوری ۱۵۳۴ء عیسوی کو بوقت شام ان لوگون (مخالفان اسطباغ طفلی) نے گلیون اور راستون کو بند کر دیا اور خود مسلح ہو کر مجتمع ہوئے پھاٹک بند کر دئے اور ہر جانب محافظ

(سنتری) متعین کردیئے۔ اس اثنا مین علی الصباح ناگہانی دو شخص آموجود ہوئے جنکی پوشاک مثل پیغمبرون کے تھی اور اونکی بڑی بڑی داڑہی تھی اور لمبی چادرین اوڑہے ہوئے تھے اور ہاتھون مین عصا تھا اونھون نے نہایت احتیاط اور سبک رفتاری سے بلوائی مجمع کے ساتھہ گلیون مین قدم رکھا ان بلوائیون نے اون مین سے ایک کو حنوق پیغمبر اور دوسرے کو الیاس پیغمبر قرار دیا۔ حال آنکہ یہ دونون شخص حقیقت مین جان بوکلن اور جان مٹہیلن سرکردہ مخالفان اسطباغ طفلی ساکن ہالنڈ تھے نیز دولنگ اون لوگون سے بے تکلف یکبارگی جاکر مل گیا اور تھوڑے ہی عرصہ کے بعد سخت ہنگامہ پردازیان شروع ہوگئین۔ عورت اور مرد تمام گلیون مین اوچلتے کودتے اور چلاتے ہوئے دوڑا کرتے تھے اور یہ کہتے کہ ہم لوگون نے عالم رویا مین فرشتے دیکھے جو تلوار کھینچے ہوئے ہم لوگون سے پیروان لوتھر اور اہالیان مذہب کیتھولک کو خارج کراتے ہین چنانچہ بہت سے لوتھرین اور کیتھولک خوف زدہ ہوکر اور قتل عام کے خوف سے باہر شہر کے بھاگ گئے۔ مٹہیلن منبر پر چڑہکر یون بیان کرنے لگا کہ خدا اپنے معبد گاہ (گرجا) کی تقدیس چاہتا ہے اور جو شخص راہ راست پر چلتا ہوا ہوگا وہ قتل کیا جائیگا چنانچہ قتل ہونے مین تو توقف نہ تھا لیکن نیردولنگ نے پھر یہ تجویز پیش کی کہ ایسے گمراہون کو قتل کی ضرورت نہین ہے بلکہ اگر پھر سے اسطباغ کا انکار کرین تو شہر بدر کئے جائین پس بہت سے اہالیان شہر اس جرم

مین ایسے سخت ایام مین جب کہ زمین یخ سے ڈھکی ہوئی تھی نکالے گئے جو جلد جلد نہ بھاگ سکتے تھے اونکی سزا ہوئی اور جو بیمار تھے اون کو رات مین دوبارہ اسطباغ دیتا۔ ایک شخص لکھتا ہے کہ ایسے ایام مصیبت دیکھنے مین نہین آئے اپنے گودون مین برہنہ بچون کو لئے ہوئے تپین اور اون کا بدن دھونے کے لئے بے قاعدہ چھتہڑے ڈھونڈتے تھے اور نہین ملتا تھا۔ غریب چھوٹے چھوٹے بچے اپنے باپون کے کوٹون کو تھامے ہوئے دلریش آواز سے چلاتے تھے۔ بوڑھے آدمی ضعف پیری سے کمر شکستہ ہو گئے تھے اور بیمار عورتین لرکھڑا کر برف پر گر پڑتے تھے۔

یہ حالت ناقابل برداشت ہو رہی تھی اس اثنا مین وہان کا بشپ نے فوج مہیا کی ان پیغمبرون کی فوج پر جو شہر مین تھے دھاوا کر دیا سولہ منٹ تک شہر کا محاصرہ رہا۔ اہل شہر کا ناتربیت یافتہ گروہ زیر حکم ٹوچ درزی کے تھا اور ادہر بشپ کی فوج خوب مسلح اور تعداد مین بیشمار تھی۔

اس ایام مین حکومت شہر الہامی ذریعہ سے ہوتی تھی یعنی جو حکم کہ ان فرضی پیغمبرون سے صادر ہوتا تھا اوسی پر عملدرآمد ہوتا تھا۔ ایک دن ان جعلی پیغمبرون نے یہ بیان کیا کہ شہر کے کل حکام اور مجسٹریٹ اپنے خدمتون سے علیحدہ کر دئے جائین اور ان کے عوض اون (پیغمبرون) کے نام زد آفسر متعین ہون۔ دوسرے دن مٹھیلین نے یون بیان کیا کہ مجھکو ہدایت ہوئی ہے کہ باستثنا نئی انجیل کل کتابین جو شہر مین دستیاب

ہوسکین ضایع کردیجائین چنانچہ کل سرکاری دفاتر اور کتب خانہ کی کتابین جمع کرکے سربازار جلادی گئین۔ بعدہ اوسیکو یہ بھی منکشف ہوا کہ گرجون کے منارے توڑکر چھوٹے ستون کے برابر کردئے جائین تاکہ اوسپر سے دشمنون کی نقل وحرکت کی اچھی طرح نگہداشت ہو اور بوقت جنگ اوسپر سے گولہ ماریں چنانچہ وہ منارے توڑدئے گئے۔ پھر اکیدن اوسنے بیان کیا کہ مجھکو حکم ہوا ہے کہ فتح کرنے کے لئے اہل محاصرہ سے آگے بڑہ کر مقابلہ کرون چنانچہ بہت سے اکٹھا کرکے دہاوا کیا لیکن مخالفون نے گھیرلیا اور مع اونکی فوج کے قتل کیا گیا۔

مٹھیلین کے مرنے سے اس گروہ منکر اسطباغ طفلی مین اضطراب اور ضعف واقع ہوا۔ مگر جان بوکلن نے موقع پاکر اپنے آپ کو سرغنہ قرار دیا اوس نے بیان کیا کہ مجھکو الہام ہوا ہے کہ مٹھیلین کے مارے جانے کی وجہ خدا کی نافرمانی احکام ہے کیونکہ اوسنے بہت تھوڑے آدمیون سے مقابلہ کیا تہا حالانکہ بہت سے آدمی ایسے موقع پر درکار تھے۔ بوکلن نے یہ بھی بیان کیا کہ اوس کو عالم رؤیا مین ہدایت ہوئی ہے کہ مٹھیلین کی بیوہ جورو سے شادی کرلے اور بجاے اوس کے خود جانشین ہو۔ چند روز کے بعد یہ الہامی مضمون پیش کیا کہ یہ مقام (منسٹر) آسمانی معبدگاہ قرار دیا گیا ہے اور یہی مقام تمام دنیا کا دارالسلطنت ہوگا اور مین بادشاہ ہونگا بعدہ اوسنے حکم دیا کہ جتنے لوگ یہان ہین سب اپنے بیش بہا اشیا مثل سونا۔ چاندی۔ جواہرات اور کل جنس جو اونکے پاس ہون لاکر اکہٹا کرین اور یہ بندوبست کیا کہ سب لوگ ملکر ایک ہی مقام اور ایک ہی دسترخوان

پر خور و نوش کرین اوس کے بعد پھر یون الہام کا زور ہوا کہ ہر ایک شخص جسقدر چاہے شادی کرے چنانچہ اوسنے خود سولھہ عورتین اپنے حصہ مین رکھین بعضون کو اوس کی یہ حرکت بہت ناگوار ہوئی اور مخالفت مین ایک سازش کیگئی جس مین ایک زرگر اور دو سو معزز آدمی تھے مگر کارگر نہوئی بلکہ ظاہر ہو جانے پر بہت سے اہل سازش گرفتار ہوے اور بہت سے ہلاک کئے گئے یعنی ۲۵ آدمی گولی سے اُڑا دئے گئے - ۶۶ آدمیون کے سر قلم کر دئے گئے - قاتل اس جم غفیر کا نیرو دولنگ تھا جو جان بوکلن کا جلاد مقرر کیا ہوا تھا ان لوگون کے خاتمہ سے مخالفت کا بھی خاتمہ ہوگیا -

اب یہ سوال پیش ہوتا ہے کہ باوجود اسقدر تباہی کے اوس مقام مین پھر بھی اسقدر آدمی کہانسے آئے اس کی وجہ یہ تھی کہ محاصرہ کے قبل منکرین اصطباغ طفلی ممالک ہالنڈ اور شمالی جرمنی سے کثیر تعداد مین جمع ہوگئے تھے کیونکہ اسکو متبرک اور خدا کا پسندیدہ شہر سمجھتے تھے -

اسکے بعد بوکلن نے بارہ دیوک بنائے اور ہر ایک کے خطاب جرمن کے صوبو پر رکھے گئے - یہ سب کے سب درزی جوتہ ساز پیپہ گر اور روئی والے تھے - اوسنے ۲۷ شاگرد بھی مقرر کئے تاکہ تمام یورپ مین گھوم کے لوگونکو منادی کرے اور اس معبد کی جانب رجوع لائے -

ایک با موقع جگہ مین ایک ممبر اور ایک تخت بنا کر رکھا گیا جہان

بوکلن ہفتہ مین تین مرتبہ جاکر عدالت عامہ مین سرگرمی دکھلاتا تھا وہ تخت شاہی لباس مین جلوہ افروز ہوتا اور اوسکے گرد ڈیوک اور ملازمین شان و شوکت سے دست بستہ حاضر رہتے۔ کاروبار عدالت کے ختم ہونے خود ممبر پر پہونچکر وعظ کرتا اسکے بعد بادشاہ مع اپنے سوطہ واعظ عوتش اور امرا وغیرہ کے ملکر رائل ہنڈ کے گیتون پر ناچتا اور گاتا۔

ایک دفع اوس کی ایک عورت نے اِس بیدین اور اپنے ذلت سے بیزار ہوکر شہر کے باہر چلے جانے کی درخواست کی نہ صرف اوس کی درخواست ہی نامنظور ہوئی بلکہ بادشاہ (جان بوکلن) نے اپنی تلوار سے اوسکا سر لوگون کے روبرو قلم کرڈالا۔ اور نیز بشپ کا ایک سپاہی گرفتار ہوگیا تھا اوسکو مجبور کیا کہ منکران اسطباغ طفلی کی تعلیم قبول کرلے۔ اوس بہادر نے نہایت جرأت سے جواب دیا کہ تمہاری تعلیم کچھ ہی کیون نہ ہو مگر اعمال سب شیطانی ہین جسپر جان بوکلن نہایت پریشان اور ناراض ہوکر اپنے ہی ہاتھ سے قتل کردیا

آخر کار نصف ایام گرما مین بوقت شب ۱۵۳۶ عیسوی مین بعد محاصرہ سولہ مہینے کے شہر پر فتح کیا اور بشپ کے ہاتھ آیا۔ بہت سے اہل شہر جو مصنوعی پیغمبر کے ظلم۔ بیرحمی۔ اور حرکات ناشایستہ دیکھتے دیکھتے تھک گئے تھے اور آئندہ کی قوت برداشت باقی نہ رہی تھی دیوارون پر چڑھنے اور دروازہ کھولدینے اور شہر مین ہنگامہ برپا کردینے مین بشپ کی فوج کی پوری مدد کی اور نہایت شدید دست بدست لڑائی شروع ہوئی۔ خون کی ندیان بہہ گئین۔ جان بوکلن

بجائے ہمراہیون کے سربراہی کرنے کے کسی گوشہ مین چھپ رہا لیکن بڑی تلاش کے بعد اسکا پتہ لگ گیا اور گرفتار ہوا۔ اور یہی حال نیرڈولنگ کا ہوا۔

جب شہر بشپ کے قبضہ مین آگیا تو بشپ صاحب بڑی شان و شوکت سے شہر مین داخل ہوے۔ جان بوکلن اور نیرڈولنگ بڑی سختی سے مارے گئے۔ اون کے بدن کا گوشت سرخ گرم کئے ہوے چمٹون سے نکالا گیا اور بعد ایک خنجر سے ہر دو کا سینہ چاک کیا گیا۔ آخر مین اون کی نعشین آہنی پنجرون مین رکھکر منسٹر کے ایک گرجا کے منارہ مین آویزان کردی گئین۔

پس اس طرح سے یہ عجیب و غریب جعلی پیغمبرون کا جنے تمام جرمن کو تہلکہ مین ڈالا تھا خاتمہ ہوگیا۔

اس تاریخی واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ قدیم زمانہ مین یورپ کی حالت اور وہان کے اعتقادات بھی ہمارے ہندوستان کے اعتقادات سے بہت کچھ بڑھے ہوے تھے۔

ضمیمۂ رسالۂ حسن

ہم ذیل مین اجرتی اشتہار بجنسہ درج کرتے ہین۔ منیجر رسالۂ حسن

تدبیر بنو جوانی یعنی

پیر کو کرتا ہی یہ روغن جوان

یہ روغن قوت باہ کے لیے حکم اکسیر اعظم کا رکھتا ہی جس سی پیران ہفتاد سالہ تک یکسان نفع اٹھا سکتے ہین۔ اسکے استعمال مین نہ کسی قسم کی پرہیز کی ضرورت ہی نہ آبلہ وغیرہ کا کچھ خطرہ۔ رگ و پٹھہ کو جبر بخش استحکام بخشتا ہی اور ہر قسم کے امراض نامردی خواہ وہ کسی سبب سے ہون۔ بخر خلقی اور مادنواد نامردی کو اپنی معجزانہ تاثیر سے دفع کرتا ہی اور صرف ایک ہفتہ کے استعمال سی فایدہ کامل ہوتا ہی۔ ترکیب کا فہم ہمراہ تیل کے ملتا ہی۔ قیمت فی شیشی صہ محصول ۴ر۔ اور ہر ایک شیشی مین ایک لہ روغن ہتا ہی

دوائے عجیب یعنی کشتۂ زمرد

زمرد کا کشتہ۔ جو باجزای مناسب تیار کیا گیا ہی چار حصہ چاول کی برابر خوراک ہوتی ہی قیمت فی خوراک ۴ر پانچ روز یا گیارہ روز کی خوراک مین بفضلہ فائدہ کلی ہوتا ہی **خواص آن** برای قوت باہ اور تمام امراض متعلقہ اوسکی خواہ وہ کسیقسم کے ہون۔ اور سوداک کہنہ ہو خواہ جدید۔ دافع جریان۔ مقوی دماغ و اعضای رئیسہ و ارواح و ضیق النفس و سرفہ کہنہ خواہ جدید خشک ہو یا تر۔ اور دماغی مین اور دفع باطنی ہیضہ مین تو حکم اکسیر کا رکھتا ہی یعنی کیسی ہی مریض کی حالت دی ہو کر خراب ہو گئی ہو بفضلہ صحت ہو گی۔

اکسیر حیات۔ یعنی عرق بنجاہ امراض ضعف بصر و ملغ و صفا خون و انواع درد و اقسام تب۔ جڑیا۔ چوتھیا۔ پتہ ق۔ استسقا طحال۔ آتشک۔ سوداک۔ جریان۔ سفید دانع۔ نامردی۔ بادسیر۔ خونی و بادی۔ اور شراب خواری اور چانڈو نوشی سی جو خشکی لاغری اور ضعف جگر وغیرہ لاحق ہوتی ہین سب کو بغیر پرہیز دفع کرتا ہی ایک بوتل ایکماہ کو کافی ہی قیمت فی بوتل صہ محصول ۴ر۔

عجیب چیز۔ تحلیل بواسیر خونی و بادی و تحلیل ورم سہ کے لئے عجیب چیز ہی پہلے ہی روز ایکیا دو

ضمیمۂ رسالۂ حسن

کے استعمال سے رد و جریان خون دفع ہوتا ہے اور تین ہفتہ میں بالفعلہ درد مسہ بالکل دفع ہو جاتی ہے اور پھر کبھی عود نہیں کرتے وزن عرق ۱ ماشہ قیمت ۱ روپیہ محصول ۴ ر

جہان نما — اس عرق کے لگانے سے آنکھوں کی روشنی بڑھتی ہے۔ پھولی۔ درد۔ دھندلاپن چشم جملہ بیماریوں کو دفع کرتا ہے۔ قیمت ۱ روپیہ محصول ۲ ر وزن عرق ۶ ماشہ۔

خضاب نایاب

بیمثل رنگ ڈھنگ ہے نادر خضاب ہے گویا کہ آمد آمد فصل شباب ہے

جیسی کہ عوام میں خضاب سے دقتیں واقع ہوتی ہیں ہر شخص پر ظاہر ہیں یعنی چوتھے آٹھویں روز مینہدی لگا کر باندھنا اور بعد دو تین گھنٹہ کے پھر وسمہ لگا کر باندھنا اسمیں قریب ۶ گھنٹہ کے وقت ضایع ہوتا ہے اور بال سیاہ ہونیکے سوا اور کوئی فائدہ نہیں اور نقصان بہت۔ ظاہر ہے کہ مینہدی اور وسمہ کا پانی جب دماغ میں جذب ہوگا تو اوس سے سوائے نقصان کے اور کوئی فائدہ نہیں جیسا کہ ایام سرما میں مثل سردی وغیرہ کے جس قدر کہیے بجا ہے۔ انہیں دقتوں کے سبب سے یہ خضاب نایاب تیار کیا گیا جس قدر تعریف کیجائے بجا ہے۔ ناظرین سے امید ہے کہ قیمت بھیجکر طلب کرینگے اسمیں کچھ مبالغہ نہیں۔ تھوڑی تعریف اسکے اجزا کی ظاہر کرتا ہوں۔

دافع بالخوبی خارشت سر ضعف دماغ۔ علاوہ برین خوشبو میں بے نظیر مثل کیوڑہ باعث فراری مفرح دماغ ہے بالوں کو سختی نہیں آنے دیتا بلکہ ملایم رکھتا ہے سیاہی میں بالوں کو مقابل اصل بالونکے کرتا ہے دوسرے روز بطور روغن چنبیلی لگانا ہوتا ہے کسی چیز سے باندھنے کی ضرورت نہیں دوسرے تیسرے روز لگانے سے بال مثل اصل بالونکے سیاہ ہونگے کوئی تمیز نہ کر سکیگا کہ یہ خضاب ہے۔ ایک بوتل میں ۳۰ روپیہ بھر یعنی ڈیڑھ پاؤ ہوتا ہے قیمت فی بوتل عہ۔ علاوہ محصول نصف شیشی عہ چہار شیشی عہ اس سے کم غیر ممکن ہے۔

ضمیمہ رسالۂ حسن

میرے شفاخانہ مین علاوہ اِس کے ہر قسم کا علاج ہوتا ہی۔

اطلاع ضروری واضح ہو کہ بہت سی سندی خطوط یعنی سرٹیفکیٹ جو صاحبان یورپین بہادران نے میری عمدہ علاج کی ثبوت مین عطا فرمائی ہین اور نیز ہندوستانی خطوط صحت قریب ہزار بارہ سو کی موجود ہین جو شاید اور کارخانون مین نہ ہونگے۔ چاہیئے کہ طلب فرما کر ملاحظہ ہون میری ادویہ سے ہزارون نے صحت پائی ہی اور بغیر سفارش بہت ملکون کے سارٹیفکیٹ موجود ہین آدھ آنہ ٹکٹ بھیجکر طلب کرین کیونکہ بعض حکیمون نے اپنے شہر کے رئیسون سے خوشامد کرکے سرٹیفکیٹ بنائے ہین پس میری سرٹیفکیٹ اور اُون حکیمون کے سرٹیفکیٹون مین بڑا فرق ہی لازم ہی کہ پہلے سارٹیفکیٹ منگا کر ملاحظہ فرمائین تاکہ دھوکا نہو۔

ایک طویل فہرست ادویہ کی جو اخبار مین گنجایش وسیع نہین رکھتی اور جس سی لطف زندگی تا دمِ مرگ انسان قایم رہتا ہی۔ قابل ملاحظہ ہی جو صاحب چاہین کارخانہ سی طلب کرین مفصل کیفیت ادویہ کی فہرست سے ظاہر ہوگی۔

المشتہر حکیم ابوالحسن شفاخانہ حکیم صفدر حسین صاحب شہر بنارس محلہ دلمنڈی

مجرب آزمودہ شرطیہ دائمین

امراض ذیل کی ادویہ شفاخانہ زبدۃ الحکما ڈاکٹر غلام نبی اڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور مین جو ۱۸۷۲ء سی جاری ہی ملتی ہین مفصل فہرست و سارٹیفکیٹ ٹکٹ آدھ آنہ سی مل سکتی ہین۔

طلا جو استعمال بچہ پن کی نقص رگون کی طوبات و بگاڑ دور کرتا ہی فینولہ للعہر۔

سرب دافع نامردی۔ رقت منی۔ جریان۔ سرعت انزال۔ احتلام دایمی۔ ضعف اعضائے رئیسہ و معدہ۔ تاریکی چشم۔ دردسر وغیرہ جو کثرت مسکرات و اقسام فواحش سی کی اشتہا

ضمیمۂ رسالۂ حسن

جگر و سستی لاحق ہو دور کرتا ہے فی بوتل للہ ر۔

سوزاک و قرحہ نیا ہو یا پرانہ علی العموم ۲۴ گھنٹہ میں اپنا اثر کرتا ہے یم وغیرہ کو دور کرتا ہے فی تولہ صہ ر

ہیر ائیل خوشبودار ۔ بالو کو سیاہ کرتا ہے ۔ نزلہ زکام ۔ ریزش دماغ ضعف دماغ و بصر کو مٹاتا ہے فی شیشی ۱۲ر

حب آتشک ۔ بلا منہ آئے وفی دوست دور کرتا ہے پھر پھوٹتا نہیں ۲ ہفتہ للعہ ۱۲ر

کحل الجواہر ۔ سرمہ مقوی بصر حافظ بینائی دافع نزول و ہنگ جالا خارش پانی جاتا رہے ۱۲ر

عجیب الاثر سنون ۔ دانت کا ہلنا کیڑا لگنا بدبو میل خون جانا مسوڑوں کی خرابیاں ۴ تولہ صہ

حب بواسیر ۔ بادی خونی مسوں کی ٹیسیں قبض کو مفید دو ہفتہ صہ ۔

حب ذیابیطس ۔ بار بار آنا پیشاب کا دپیاس و کمزوری لاغری کو دافع ہے فی تولہ ۱۲ر

حب قایمقام ۔ افیون و چانڈو بلا ضرر و ہر نشہ چھوٹ جاتا ہے فی تولہ صہ ۔

عرق ماء اللحم انگوری ۔ مفرح مولد خون ۔ مقوی دماغ ضعف جگر و دل و دماغ و معدہ و دردسر تاپک تلی وجع مفاصل لاغری ضیق النفس سرفہ کہنہ بیقاعدگی ایام حیض لقوہ فالج رعشہ فی بوتل صہ ۳ بوتل سے کم ۔

لوشن اعجاز ۔ ناسور بگندر تالو کا سوراخ خنازیر بدکیڑے زخموں کے کالی کہانسی قوایام حمل خسرہ چیچک کو دفع کرتا ہے ۲ تولہ صہ ۔

رسالہ دافع آتشک و سوزاک رسالہ حفیہ رسالہ بواسیر مضرات مسکرات رسالہ حفظ صحت سالانہ

۱۰ر ۹ر ۱۰ر ۹ر ۱۲ر صہ

الحسن

زبدۃ الحکماء ڈاکٹر غلام نبی ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت الہ ہو

اشتہار

(۱) اس رسالہ کی قیمت جو محصول ڈاک سالانہ ۹ ششماہی ۴ر

(۲) کم آمدنی والون سے یعنی جنکی تنخواہ ڈیڑھ سو سے زیادہ نہو ۔ ۔ ۔

جلد دوم حسن نمبر ۱۱

نومبر ۱۸۹۹ء

مضامین

صفحہ

کروسیڈ یعنی جنگ صلیبی .. .. از نواب عماد نواز جنگ بہادر ۱

دنیا میں کوئی مسلم سلطنت زندہ یا مقید ہے .. .. از حسام الدین صاحب بی اے ایف سی ایس انسٹیٹیوشن ممبر ۲۵

قرآن مجید کی ترتیب .. .. از رفیع الدین صاحب کاکوروی ۳۱

خیر بر غیر .. .. از عالیجناب مہاراجہ کشن پرشاد بہادر ۴۷

اسپین اور اہل عرب .. .. منقول از مجلہ الاخبار آباد ۵۷

مطبع حسن میں چھپا

اطلاع ضروری

۱ سنہ ۱۸۸۸ء تو ختم ہوگیا اور سنہ ۱۸۸۹ء قریب الختم ہے۔ مگر اکثر حضرات نے زرچندۂ رسالہ حسن منیجر کو مشکور نہیں فرمایا امید کہ بہت جلد منیجر کو شکریہ کا موقع دینگے۔

۲ اس رسالہ کی قیمت خریداران ممالک محروسۂ سرکار عالی زرساوله اور خریداران ممالک انگریزی بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمانے کے منیجر کو ممنون فرمائیں۔

۳ ناظرین اپنے تبادلہ مقامات سے دفتر کو اطلاع فرمائے رہیں۔ بسا اوقات عدم واقفیت مقام سے رسالہ نہیں پہونچتا ہے یا واپس آتا ہے۔

۴ اگرچہ رسالہ حسن چند اخبارات کے معاوضہ میں بھیجا جاتا ہے مگر یہ تو نہیں ہوسکتا کہ تمام ہندوستان کے اخبارات کا معاوضہ اس رسالہ سے ہوسکے۔ مگر اکثر صاحبان مطابع اخبارات ارسال فرمانے کے معاوضہ میں رسالہ حسن طلب کرتے ہیں ہم ان حضرات کا معاوضہ بھی قبول کرکے جو صاحب اپنے اخبار میں ہماری ایک رسالہ حسن کا اشتہار جو عند الطلب مجانا مرسل ہوگا طبع فرمائیں۔

محمد عبد الصمد خان منیجر رسالہ حسن

اشتہار باغستان

ہمارے باغ واقع منیر آباد میں ایشیا اور یورپ کی مشہور مشہور اور دور دراز سے آئے ہوئے مختلف قسم کے پودے موجود ہیں جنکی نظیر شاید تمام ہندوستان میں بہت کم ہوگی۔ یہاں پر چند پودوں کے نام مع تعداد و اقسام لکھے جاتے ہیں۔ جو صاحب شوق و خواہش کریں طلب فرمالیں۔ جو پودے تیار ہوں تاریخ اطلاع سے دو ماہ کے اندر بھیج دیجائینگے۔ کرایہ باربرداری ذمۂ خریدار ہوگا۔

(۱) قلمی پیوندی آم ۴۴ اقسام فی ۱۲ | (۲) سیب ۳۳ اقسام فی ۴۰

جلد دوم　　سن　　نمبر ۱۱

(۳) شفتالو　۱۷ قسم فی ۸ر
(۵) انار　۵ " " ۴ر
(۷) پیرا انگریزی میوہ　۶ " " ۴ھ
(۹) جام (امرود)　۷ " " ۴ر
(۱۱) چکوترا　۵ " " ۴ھ
(۱۳) انگور　۵۲ " " ۸ر
(۱۵) لکاٹ　۵ " " ۴ھ
(۱۷) سیتا پھل　۴ر
(۱۹) ہرفا لیوڑی　۴ر
(۲۱) زیتون　۴ھ
(۲۳) نکرین انگریزی میوہ دو قسم)　۴ھ
(۲۵) پھنس　۸ر
(۲۷) کمرک　۴ھ
(۲۹) بیل پھل الہ آبادی　۸ر
(۳۱) لیمو　۲ " " ۴ر
(۳۳) گلابی جام　۴ھ
(۳۵) کھجور　۸ر

(۴) آلو بخارا　۹ اقسام فی ۸ر
(۶) شہتوت　۲ " " ۴ر
(۸) زردالو　۵ " " ۴ھ
(۱۰) سنترا　۱۲ " " ۴ھ
(۱۲) انجیر　۵ " " ۴ر
(۱۴) واہی (چینی میوہ)　۵ " " ۴ھ
(۱۶) سوپیاں (یہ انگریزی میوہ ہے)　۴ھ
(۱۸) رام پھل　۴ر
(۲۰) سپلوڈیلا (یہ بھی انگریزی میوہ ہے)　۴ھ
(۲۲) موز مختلف اقسام　۴ر
(۲۴) استرابیری　۴ھ
(۲۶) بریڈ فروٹ (روٹی پھل)　۴ھ
(۲۸) ترنج　۴ر
(۳۰) کاجو　۸ر
(۳۲) کویٹ　۸ر
(۳۴) گلاب پھل　۴ھ
(۳۶) بیر　۳　۸ر

المشتہر
منیجر رسالہ حسن
کاچی گوڑہ حیدرآباد چادرگھاٹ

کروسیڈ یعنی جنگ صلیبی

اس کروسیڈ کے بیان میں ہم مسلمانوں کے حملوں کا ذکر نہیں کرتے ہیں بلکہ دفاعی جنگوں کا مختصر بیان ہے جو بمقابلہ عیسائیوں کے ہوئیں اور جو کروسیڈ کا اصل میں مفہوم ہے۔ مگر شاید عام ناظرین کو اس سے ایک تعلق لگا رہے کہ ابتدا بیت المقدس کی فتح کب ہوئی اور کس نے کی۔ اس لئے ہم آیندہ سلسلہ قایم کرنے کے لئے ابتدائی اسلامی پیش قدمی کا مختصر ذکر کرتے ہیں :-

واضح ہو کہ ۶۲۶ء کے موسم بہار میں حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ خلیفہ دوم نے عیسائی رومیوں پر جہاد کا حکم دیا۔ یروشلیم بیت المقدس کے قریب مقام بصان جنگ کا آغاز ہوا۔ نئی اُمنگوں سے بھرے ہوئے سپاہیوں کا مقابلہ بوسیدا در فرسودہ دلوں سے کبھی تو ہوا نہیں۔ رومیوں نے سخت شکست کھا کر افغان و خیران بیت المقدس کی راہ لی شاید کہ روح القدس کا سہارا ہو۔ حضرت عمرؓ کی فوج نے جو فنون جنگ اور مواقعات حرب و ضرب سے واقف تھی جافہ اور غازہ اور دیگر ایسے مواقعات پر قبضہ کر لیا۔ جس سے بیت المقدس کی راہ رُک گئی۔

اضطراب کی حالت میں رومی جنرل قبل اسکے کہ فوج اسلام کا مقدس علم بیت المقدس کے پاک برجوں پر لہرائے مصر کی جانب بھاگ کھڑا ہوا۔ اور بیت المقدس کے بڑے پادری کو اوسی کی قسمت پر چھوڑ دیا۔ فوج ہی نے کیا کیا تھا کہ اب پادری صاحب تن تنہا کچھ کرتے۔

عیسائی مورخوں نے یہاں پر دو ایسی باتیں لکھی ہیں جو ہمارے لکھنے سے

اوّل حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں بیت المقدس کے فتح ہونیکا بڑے پادری متعینہ بیت المقدس کو از روے کتب قدیمہ علم ہونا۔

دوم حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ کی حیرت انگیز خدا پرستی کی سادہ حالت جس میں تجمّلِ حکومت کا کچھ بھی شائبہ نہ تھا۔

پادری کو معلوم ہوا تھا کہ بیت المقدس اوس شخص کے ہاتھ سے مغلوب ہوگا جس کے نام میں صرف تین حروف ہونگے۔ اور اس لئے حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ کو اونکے نام کے حروف ثلاثہ (ع م ر) کے لحاظ سے سمجھا تھا کہ بیت المقدس کی تثلیث کی عمر (زندگی) انہیں کے ہاتھوں ختم ہوگی۔

اسی پیشین گوئی کی یقین سے رومی جنرل پست ہمت ہوکر پہلے ہی روپوش ہوگیا تھا۔

پادری نے صلح کی درخواست کی۔ اسکے ساتھ یہ بھی شرط کی تھی کہ حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ بہ نفس نفیس خود تشریف لائیں۔ کیونکہ جسکی پیشین گوئی یہودیوں کی کتابوں میں ایسے عظیم الشان کام کے متعلق صریح طور سے آئی ہو۔ کم سے کم اوسکا دیکھ لینا بھی نہایت ضرور تھا۔

چنانچہ حضرت حسب الطلب روانہ ہوے۔ نہایت ہی سادہ لباس پہنکر جو اون کا معمولی لباس تھا۔ اونٹ پر سوار ہوے۔ جسکی پشت پر موٹے کپڑے کی تھیلیوں میں سے ایک میں بھنا ہوا غلّہ۔ دوسرے میں کھجور اور خشک میوے تھے۔ سامنے ایک چھاگل پانی کی تھی۔ اور پیچھے کاٹھ کا ایک برتن۔ جسمیں وہ اور اونکے ہمراہی کھانا کھاتے تھے۔ انصاف اسقدر مدنظر تھا۔ کہ سفر میں حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ نصف راہ

تک آپ سوار ہوتے تھے اور نصف راہ غلام کو سوار کراتے اور خود اونٹ کی مہار پکڑ کر پا پیادہ چلتے۔

جب اسطرح حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیت المقدس سے ایک دن کی راہ رہ گئے تو سرداران فوج بڑی شان و شوکت سے اپنے آقائے نامدار کے استقبال کو پہنچے اونکی چمک دمک اور شان و شوکت سے حضرت خلیفہ متعجب ہو کر نگاہ فرمائے اور اس تغیر کا حال دریافت کیا۔ سپہیون نے معذرت کے ساتھ اپنی نمایشی پوشاک کو فوراً پھینک دیا۔ اور اندرونی لباس جو زرہ بکتر تھا دکھلایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خوش ہو کر آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ اور بیت المقدس کی جانب خلعت فرما ہوے۔ جب قلعہ کے روبرو پہونچے تو باری کے موافق غلام سوار تھا اور آپ پیدل۔ جسکو دیکھ کر نصاریٰ کے شاہزادے اور افسر اور پادری وغیرہ بہت حیران رہگئے آخر کار حسب شرایط قلعہ مسلمانون کے تفویض ہوا۔

منجملہ شروط عہد نامہ ذیل کی شرطین بھی تھین:۔

عیسائی نئے کلیسا نہ بنائین۔ موجودہ کلیسا دنمین مسلمان جاسکین۔
غریب الوطن اور مسافرونکی مہمانداری کرین۔ دین اسلام کی قبولیت کا کوئی یہودی مخل نہو۔
ان مین اور مسلمانون مین طریقہ لباس وضع اور گفتگو اور موتراشی مین امتیاز رہے۔
مسلمانون کا ادب و اعزاز کرین۔ سوٴر کا گوشت فروخت نہو۔
گھوڑے پر زین پوش رکھکر سوار نہون۔ ہتیار نہ باندھین۔
کلیسا کے گھنٹے نہ بجین۔ صلیب نہ رکھین۔

اپنے مکانوں میں ایسی کھڑکیاں نہ قایم کریں جس سے مسلمانوں کے مکان کا سامنا پڑے یعنی نہ نظر نہ آوے۔
لباس ہمیشہ ایک قسم کا ہو۔ اور کمربند باندھا کریں۔

الغرض ۱۲۹۲ھ میں بیت المقدس پر مسلمانوں کا پورا قبضہ ہو گیا۔

اب اس کے بعد ہم کروسیڈ کی داستان چھیڑتے ہیں۔ جس میں صرف مختصر طور سے واقعات کا ذکر ہے:۔

وہی مصر جو چند ہزار انگریزی فوج کا آج مقبوضہ ہے۔ برسوں تمام یورپ تن تنہا کامیابی سے مدمقابل رہا۔

جنگہای بیت المقدس کا خونریز سلسلہ سات صدیوں تک رہا۔ اور لاکھوں کروروں جانیں تلف ہوگئیں۔ اگرچہ گوہر مقصود عیسائیوں کے ہاتھ نہ آیا۔ مگر اس متواتر قوت آزمائی سے یورپ کو بے انتہا فائدہ ہوا۔ اور آج جو تمام یورپ میں ترقی اور شائستگی اور علم و دولت کا خوشنما جھنڈا لہراتا ہے۔ بہت کچھ جنگہای صلیبی کا نتیجہ ہے۔ جو فوائد قومی ان جنگوں سے اہل یورپ کو حاصل ہوئے اونکو کسی دوسرے ناظرین کو سنائیں گے۔ صرف سلاطین یورپ کا پرجوش حملہ (کروسیڈ) پونے دوسو برس تک لگاتار قایم رہا ہم اون سب حملوں کو سلسلہ وار نذر ناظرین کرتے ہیں۔

اور یہ کہے دیتے ہیں کہ جو ملک محمد صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور خلفاے راشدین رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین کے وقت فتح ہوا ہے منجملہ اوسکے ایک بالشت زمین کفار کے قبضہ میں نہیں گئی۔

اور یہ پیشین گوئی کرتے ہیں کہ انشاء اللہ تعالے شانہ العزیز تا قیامت یکل ارض مقدس

مسلمانون ہی کے قبضہ مین بدستور رہے گی۔ دیکھیے اسلام کا معجزہ کہ تمام مقدس مقامات اور کل پیغمبرون کے مزارات آج بھی اسلام کے قبضہ مین موجود ہین اور قیامت تک رہین گے۔

آغازِ کروسیڈ

کروسیڈ اُن فوجی حملون کا نام ہے جو یورپ کے عیسائیون نے بیت المقدس کو مسلمانون کے قبضہ سے چھڑانے کو کیا تھا۔ اسلام کے دنیا مین شایع ہونے سے بہت پہلے (یعنی) حضرت عیسےٰ علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کے معتربرس بعد پروشلم پر ٹائیٹس نامی بادشاہ نے قبضہ کرکے شہر مذکور کو تباہ کر ڈالا پھر اس واقع کے ساٹھ برس بعد ہلیڈرین بادشاہ نے شہر مذکور کو از سرِ نو تعمیر کرادیا اور عیسائیون کو وہان واپس آنے کی اجازت دی۔ تب بھی عیسائی ایسے خطرناک حالت مین رہے کہ بہت عرصہ تک اس قوم کو وہان سرسبزی نصیب نہوئی یہانتک کہ کانسٹین نامی بادشاہ نے خود دین عیسوی اختیار کیا اور وہی شاہی مذہب قرار دیا گیا۔ اس تبدیلی سے پروشلیم کے عیسائیون کی حالتون مین دفعتاً تغیر و ترقی عظیم اگر نا پیدا واقع ہوئی سلطنت کے آخری ایام مین جب علم کی کمی ہوئی لگی ضعف اعتقادی کو ترقی ہوئی اور اس ضعف اعتقادی کا یہ نتیجہ ہوا کہ جب احکام شریعت کی عزت مذہبی کے اشیا اور مکانات وغیرہ کی طرف منسوب کیگئی بجاے اپنے صحیح استعمال

اور سمجھا گیا کہ جن اسباب و سامان سے اوس زبردست بانی کا تعلق تھا حقیقت مین وہی اسباب و مکان وغیرہ قابل عزت و عظمت ہین اس لئے سرگرم مگر جاہل عیسائیون کو حضرت عیسٰیؑ کے اون مقامات و غیرہ کے دیکھنے کا بڑا شوق رہتا جہان اونسے معجزات واقع ہوئے تھے اور [illegible] کی زیارت کے لئے کثرت سے عیسائی آیا کرتے۔ اور اس سے بڑھکر کوئی دوسرا ثواب کا کام تمام ممالک عیسویہ مین نہین سمجھا جاتا تھا۔

سنہ ۶۳ء مین عربون نے یروشلیم پر قبضہ کر لیا جس کی تفصیل اوپر بیان ہوئی ہے۔ مگر ان فاتحون نے عیسائی زائرین بیت المقدس [illegible] نہین کیا۔

مگر جب ترکون نے سنہ ۱۰۶۳ء مین بیت المقدس پر قبضہ کیا تو یہ رعایت بھی جاتی رہی۔ اگرچہ ترک جسمی اور فوجی قوت مین زیادہ تھے مگر شایستگی مین مفتوحہ اقوام سے کم تھے۔ اور چونکہ ان لوگون کو عیسائی زائرین کے لوٹنے اور ذلیل کرنے مین کچھ تکلف نہ ہوتا تھا۔ اس لئے جو زائر یہان سے پلٹ کر جاتا تو خوب رنگ آمیزی کر کے مصائب عیسائیون کے بیان کرتا اور مسلمانون پر جہاد کی رغبت دلاتا جو اوس زمانہ مین نہایت مقدس کام سمجھا گیا تھا۔ تھوڑے دن نہین گزرے تھے کہ عیسائیون کے خیالات نفرت آمیز غضبناک شکلون سے منعکس ہونے لگے۔ غیض و غضب کے شعلے بھڑکنے لگے۔ مذہبی جوش سے کچھ ایسے

اندھے ہو گئے تھے کہ اپنی قوت افواج کی طاقت کا کچھ اندازہ نہ کیا بلکہ عام جوش و خروش سے لوگوں کو بھڑکا کر آمادۂ قتال و جدال کیا جسکا نتیجہ نہایت خونریز اور تباہ کن ہوا۔ بدقسمتی سے انہیں دنوں میں ایک رائے تمام یورپ میں اور پھیلگئی تھی کہ جس سے اور بھی بیت المقدس کی طرف حملہ کرنے کا رجحان پیدا ہوا۔ یہ خیال کیا گیا تھا کہ کتاب مکاشفات (متعلقہ انجیل) کے باب بیسویں میں ہزار برس کا جو وعدہ لکھا ہے (حضرت عیسےٰ علی نبینا وعلیہم السلام آسمان سے دوبارہ اور تمام دنیا میں انصاف فرمائیں گے) وہ پورا ہو گیا۔ اس لحاظ سے اگر ضرورت نہ بھی ہو تو بیت المقدس کا سفر باعث ہزاروں خیر و برکت کا ہے کیونکہ اپنے پیغمبر علیہ السلام کی قدمبوسی ہو گی۔ ہر ملک عیسویہ سے ایک جمِ غفیر شایقین اور زائرین کا فلسطین کی جانب جوش مذہب میں بھاگتا ہوا دکھلائی دیتا تھا مگر چونکہ ان بیچاروں کے پاس جوش مذہب کے سوا کوئی آلۂ حرب و ضرب ایسا نہ تھا کہ ترکوں کے بہادرانہ حملوں اور ان کی منجھی ہوئی فوجوں کے دار و گیر سے پناہ میں رہتے اس لئے کلفت راہ ہی ان کے نصیبوں میں تھی اور جب اپنی حد سے آگے بڑھتے اور ترکوں سے دوچار ہوتے تو ان کی تلواروں سے ایک کے دو اور دو کے چار ہوتے۔ جو چھٹ چھٹا کر نکل بھاگتے وہ تمام یورپ میں آتش غضب و عناد بھڑکانے کے لئے کافی ہوتے۔ کچھ واقعی اور بہت کچھ غیر واقعی باتوں سے طبایع عالم کی برانگیختگی کے سامان مہیا کرتے لوگوں سے کہتے پھرتے کہ بیت المقدس

ناپاک ہوگیا۔ تثلیث کے اسرار مکنونہ پر فاتحین مضحکہ کرتے ہین۔ اور غضب تو یہ ہو کہ جہان وہ اسرار ہین اور معجزات کا ظہور ہوا وہین بیٹھے بیٹھے مخالف راے کا اظہار کرتے ہین۔ عام موثر اور دانگیر صدا ایسی نہ تھی کہ بے اثر کے رہتی۔ پوپ گریگری ہفتم نے جسکے ہاتھون مین حسب دستور عقیدت زمانہ تمام سلاطین عیسویہ کی باگ تھی یہ تجویز کی کہ کل عیسائی بادشاہ مسلمانون کی مخالفت مین یک جان و چند قالب ہوجائین۔ مگر اس نے کچھ دن پہلے مختلف بادشاہون کے دیوانی اور خانگی کامون مین اس قدر جابرانہ قوت صرف کی تھی کہ اس راے کی عام طور سے بہت زیادہ تائید نہ ہوئی اس لئے کچھ سکون پیدا ہوگیا مگر یہ سکون ایسا ہی تھا جس طرح کہ قبل طوفان کے ہوا مین سکون ہوجاتا ہو۔ کیونکہ اس قابل یادگار مہمات کا آغاز ۱۰۹۶ء سے ہوا۔

پیٹر جس کو ہرمٹ کے لقب سے نامزد کرتے ہین امینس واقع بکارڈی کا باشندہ تھا۔ اسنے یروشلیم کا سفر کیا اور جب واپس آیا تو اون خطرات اور اندیشہ ناک حالتون کو بڑے زور شور سے بیان کیا جو زائرین بیت المقدس کو تھین اور مشرقی عیسائیون کے مصائب و تکالیف گوناگون کو موثر اور مصنوعی الفاظ مین علی الاعلان بیان کرکے ناممکن العمل تجویز پیش کی کہ سلاطین عیسویہ کو مغرب مین کیسے ہی دور و دراز مقامون پر ہون مجموعی قوت کے ساتھ ایشیاے دنیا کے فاصلہ دراز پر حملہ

آور ہو کر اون جنگی اور تجربہ کار فاتح اقوام سے نبرد آزمائی کریں جنہوں نے بیت المقدس میں بجائے تثلیث کے نعرۂ توحید بلند کر رکھا تھا۔

اوسنے اپنی تجویز اربن ثانی کے روبرو پیش کی جو اوسوقت پوپ تھا۔ لیکن اس پوپ نے بخلاف اپنے فوائد کے جو اس زبردست مہم کو اپنے ذمے لینے سے تھے اپنے اختیارات کو اس طرح پیچیدہ کرنے اور ایسے معاملات میں اوس وقت تک دخل دینے سے انکار کیا جب تک کہ کامیابی کی صورت پیدا ہو۔ اس لئے اوسنے ایک مجلس بمقام پلرسنٹیا منعقد کی جس میں چار ہزار پادری اور تیس ہزار عہدہ دار اور دیگر پیشہ ور جو مذہبی خدمات سے متعلق نہ تھے جمع ہوئے۔ یہاں پوپ اربن ہرمٹ نے بڑی فصاحت اور لسانی سے اُن سماعی تکالیف کا بیان کیا جو عیسائیان مشرق پر تھیں اور کہا کہ بڑی غیرت و ندامت کی بات ہوگی اگر بیت المقدس بیدینون (مسلمانون) کے ہاتھ رہیگا۔ ان خطابات کا سامعین کے دلون پر ایسا اثر ہو چکا کہ فوراً یک زبان ہو کر نہایت جوش و خروش سے جنگ کی آواز بلند کی اور خود اپنی اس عظیم الشان اور ثواب کے کام کو بزعم خود جو خدا کو خوش کرنیکا ذریعہ سمجھا گیا تھا جوش خاطر سے پار

اگرچہ اگلی مین یہ عظیم الشان جلسہ ہوا اور ہزارون دلون مین ولولہ جنگ و جدال پیدا کیا گیا مگر پوپ نے مناسب سمجھا کہ جب تک کامیابی کی پختہ صورت پیدا نہو جاے ایسے عظیم مہم پر جانا خلاف عقل ہے اس لئے

خیال کیا کہ تمام جنگی اقوام یورپ سے امداد لی جاے اور اسے شرکت کے لئے کہا جاے۔ چنانچہ ہرمٹ کو اسی غرض خاص سے یورپ کے بڑے بڑے شہرون مین تالیف قلوب کے لئے بھیجا۔ چنانچہ اوس نے تمام شہرون مین گھوم گھوم کر اپنے پرآشوب وعظ سے لوگون کے دل بھر دیئے۔ اور جب کلرمانٹ مین دوسری مجلس ہوئی جس مین پوپ اور ہرمٹ دونون موجود تھے اور بڑے جوش کے ساتھ لوگون کو متاثر کیا۔ اس مین دور و دراز مقامات کے پادریون کے سوا بے نہایت عالی قدر اور مشہور رؤسا و والیان ملک شریک تھے تو مجمع سے ایک بلند آواز جنگ کی آئی اور کہا کہ یہ خدا کی مرضی ہے اور یہی خدا کی مرضی ہے۔ ان فقرون کو ایسا اثر تھا کہ لوگ سمجھے کہ یہ آواز اراداتاً پیدا نہین ہوئی بلکہ قدرتاً محض جذبہ محبت دینی سے نکل پڑی اور ایسی متبرک خیال کی گئی کہ ہر ایک کروسیڈ کو جنگ مین برابر یہی کلمہ ہر شخص کے زبان پر بطور نعرۂ جنگ یا بجاے اسلامی تکبیر (اللہ اکبر) کے ہوتا۔

پس ہر قسم کے آدمی فوج مین بھرتی ہونے لگے اور صلیب کا تثلیثاً نشان (+) ہر بہادر سپاہی کے داہنے کاندھے پر بطور علامت خاص نصب کیا گیا۔ اس صلیبی نشان کی وجہ سے اس مہم کا نام انگریزی مین کروسیڈ ہوا۔

یہ وہ زمانہ تھا کہ یورپ جہالت کے عمیق دریا مین غرق تھا ضعف

اعتقادی کی حد نہ تھی پادریوں کا قبضہ عیسائیوں کے قلوب پر پورا پورا تھا اور لوگوں کو اپنے سخت سے سخت گناہ کا کفارہ دینے پادریوں کے غلامانہ خدمت کے کچھ بھی نہ تھا۔ لیکن ان ضعف اعتقادیوں اور بداعمالیوں کے ساتھ جنگی حوصلے بھی بڑھتے جاتے تھے جو شاید جہالت کا خاصہ ہے۔ انتظام ملک و شہر ملکہ شخص خاص کا گورنمنٹ پر منحصر نہ تھا۔ بلکہ ہر شہر و حصار اپنے قوت پر بھروسا کرنے والا تھا۔ اسیطرح ہر ملک اور ہر شخص جنگ و جھگڑا کرنے اور اسکے موقوف کرنے کا بطور خود مختار تھا۔ اور یہی وجہ تھی کہ ہر شخص کو جنگی خیالات سے ایک خاص دلچسپی تھی۔ اور اس سے بڑھکر کوئی اور عزت کی بات نہ تھی اور جب مفرد جنگی خیالات ایک عظیم الشان تحریک سے متحد ہوگئے تو تمام یورپ نے بالکل یک خیال یک زبان ہوکر ایشیا پر حملہ کیا۔

چونکہ یہ کوئی دنیاوی مہم نہ تھی بلکہ بہشت میں پہونچنے کا جیسا عیسائیوں کے زعم باطل میں صحیح یہی ایک طریقہ قرار دیا گیا تھا۔ اس لئے ہر طبقہ کے آدمیوں نے بشوق شرکت دی۔ رؤسا۔ کاریگر۔ کاشتکار۔ اور پادری جو جنگی مہمات میں عام طور سے شرکت کے قابل نہ تھے داخل ہوکر روانہ ہوئے۔ اگر کوئی شخص شرکت سے انکار کرتا تو اوس کو بے ایمان اور بزدل قرار دیتے۔ جو رؤسا کہ داخل فوج ہوئے تھے اونکی نسبت یہ خیال کیا جاتا ہے کہ انکی غرض شرکت یہ تھی کہ ایشیا میں پہونچکر کسی حصۂ ملک کو اپنے قبضہ میں لائیں اور اسی غرض سے اپنی یورپی جایداد کو نہایت ارزان قیمت پر فروخت کرکے شرکت کی تھی

اوس زمانہ کی ایشیائی تجارت اور صنعت تمام دنیا مین بہت مشہور تھی۔
لڑنے والے بوڑھے آدمیون کی شرکت کچھ روپیہ پیسے کے لالچ اور کچھ اس غرض
سے تھی کہ اُن مقامات کے روبرو اپنی جان دین جہان حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا
وعلیہم السلام نے اونکے اعتقاد کے بموجب اپنی جان دی تھی۔ یہان تک کہ تمین
مردون کا لباس پہنکر اور جنگی ہتیار داد زار سے آراستہ ہوکر بلا اظہار اپنے
جنسیت کے شریک فوج ہوئین اور شروع سے آخر تک انھون نے وہان اہالی
فوج کی ناجائز خواہشون کو پورا کیا۔ جس خدمت کو انھون نے اپنی نجات کے
لئے سمجھا تھا اوس خدمت کے بجا آوری مین نہایت سخت اور نفرت انگیز
گناہون کے مرتکب ہوے۔ افعال قبیحہ واعمال شنیعہ معمولی بات تھی۔
اور ایک دوسرے کو دیکھکر خواہ فطرتی ضرورت سے مجبور ہوکر عام طور سے
ایسے افعال کے مرتکب ہوتے تھے۔ غرض روز بروز کثرت لوگون کی اس
قدر ہوتی گئی کہ مجبوراً افسران بالادست کو سوچنا پڑا کہ اگر یہی کثرت ہو تو کیا
عجب کہ کثرت ہی باعث ہلاکت ہو اس لئے مناسب سمجھا گیا کہ ایک گروہ
غیر تربیت یافتہ کا جس مین ۳ لاک آدمی ہون ہرمٹ کے ماتحتی مین قبل سے
روانہ کیا جاے یا ہرمٹ کی جگہہ پر گالٹر مایوالٹر مقرر ہو جسکو عدم سے اطاعت
کی وجہ سے اور نیز اس وجہ سے کہ وہ محض قسمت آزمائی کے لئے نکلا تھا
منی لس (بے زر) کہتے تھے۔ غرض یہ گروہ ہنگری اور بلگیریا ہوکر قسطنطنیہ
کی جانب بڑھا اور چونکہ اپنی تقدیس اور نیک ارادہ سے سمجھے ہوئے تھے کہ

خداوند یسوع مسیح کل ہماری ضرورتوں کو رفع کریگا لہذا انہوں نے رسد کا مطلق بندوبست نہ کیا۔ مگر ان کو بہت ہی جلد معلوم ہوگیا کہ سامان ضروری کے بہم پہونچانیکا یہ طریقہ نہیں ہے۔ آخر کار انہوں نے قرب وجوار کے ملکوں پر لوٹ مار شروع کر دی اور جو کچھ رسد کہ معجزات اور کرامات سے ملنے کی امید تھی وہ لوٹ مار سے ملنے لگی۔ مگر چونکہ فوجی تربیت سیکھی نہ تھی اور لوٹ مار اُن باشندوں کو جنکے ملک سے ہو کر گزرتے تھے پسند نہ تھی اس لئے انھین باشندوں نے راہوں مین ہزارون مقدس سپاہیون کو تہ تیغ کر دیا۔

جو فوج پیچھے آرہی تھی وہ تربیت یافتہ تھی اور وہ بحیرۂ قسطنطنیہ سے گزر کر ایشیائے کوچک کے میدان مین جمع ہوئی۔ اس مجمع عظیم کی تعداد سات لاکھ تھی۔

(۱) پس پہلا جنگ کروسیڈ جیسا کہ اوپر بیان ہوا کہ ۱۰۹۶ء مین ہوا۔ اس مہم مین علاوہ اور لوگون کے والیان ملک مین سے کونٹ آف ورمنڈوائس برادر بادشاہ فرانس۔ ڈیوک آف نارمنڈی۔ آرل آف فلینڈرس۔ آرل آف ٹولوز۔ ڈیوک آف لورین مع برادران۔ آرل آف کارٹرس وبلاس۔ کونٹ آف سنٹ پال۔ انکے سوائے اور بھی بہت سے والی ملک تھے۔ قیام گاہ افواج عام طور سے قسطنطنیہ ہی تھا۔ ۱۰۹۷ء مین شہر نائس کو محاصرہ کر کے قبضہ مین لائے اور سلیمان کو شکست دیکر گوڈفری کے ماتحتی مین فوج جانب مشرق روانہ ہوئی اور بلڈون یکے از برادران ڈیوک آف لورین نے اڈاسا فتح کیا۔ آخر ۱۰۹۸ء مین شہر انطاکیہ کو قبضہ مین لائے

مگر قلعہ مخالف گروہ کے ہاتھون مین رہا۔ کہتے ہین کہ عربون کی چھ لاکھ فوج کو جو اس قلعہ کی محافظت مین پڑی تھی شکست دیا۔ مگر اس قدر پامالی اور خستہ حالی ہوئی کہ جب تھوڑے دنون کے بعد یعنی ۱۰۹۹ء مین یہ یشلیم پر چڑھائی کی تو دس لاک فوج کی مجموعی جمعیت مین سے بیوان حصہ باقی رہگیا تھا۔ چالیس روز تک یروشلیم کا محاصرہ رہا بعدہ عیسائیون کی فتح ہوئی اور نہایت بیرحمی سے کل مسلمان اور یہودی جو بیت المقدس مین تھے بالاتفاق عورت و مرد بوڑھے بچے اور جوان تہ تیغ کئے گئے صرف عیسائیون کی محافظت رہی۔ یورپین شائستگی کے ایسے اور بھی بہت سے نمونے دنیا مین گزرے ہین۔ چونکہ اس نمایان فتح کا بانی مبانی گاڈفری ڈیوک آف لورین تھا اس لئے جوش خوشی مین اوس کو تخت یروشلیم پر بٹھایا اور اوسنے سلطان مصر کے ایک بھاری فوج کو عسقلان مین شکست دیکر اپنے جدید تخت و تاج کو اور زیادہ مضبوط کر لیا تھا۔ مگر اوس کا تخت و تاج چند روزہ تھا۔ پوپ نے اپنے وکیل کو وہان کا مذہبی سردار مقرر کیا جسنے ملک و مذہب دونون کی حکومت اپنے دست اختیار مین لی۔ اور گوڈفری کو صرف جافہ کی حکومت اور یروشلیم کے لوٹ کھسوٹ مین کچھ استحقاق دیا۔

جب اسطرح کسیقدر مطلع صاف نظر آیا تو عیسائی کچھ کچھ واپس اپنے وطن کو روانہ ہوے مگر جس قدر ادھر سے جاتے تھے اوس سے بدرجہا زیادہ ملک

یورپ سے اپنے ہم مذہبوں کی فتح و کامل غنیمت کی خوشخبریاں سنکر چلے آتے تھے - جو عیسائی یروشلیم - انطاکیہ - اڈیسہ اور طرابلس مین اقامت گزین ہوتے تھے اون کو مجبوراً ترکون کے مقابلہ مین انہین نوآمد عیسائیون پر بھروسہ کرنا پڑتا تھا اور انہین کے زور بازو سے قیام اختیار کیا تھا - اس طرح پہلے کروسیڈ کا خاتمہ ہوا - پھر تھوڑے ہی عرصہ مین مسلمانون نے بیت المقدس کو دوبارہ فتح کرلیا - اور عیسائیون کو وہانسے نکال دیا -

۲ دوسرا کروسیڈ برنارڈ نامی پادری کے نافہمانہ جوش مذہب کا نتیجہ تھا جسنے گلی کوچون مین وعظ کرکے لاکون عیسائیون کی جانین گنوائی - یہ ایسا مقبول تھا کہ اسکے نام کا ایک سلسلہ ابتک قائم ہے - اس مرتبہ کے کروسیڈ مین شہنشاہ کونرڈ سوم اور لوئی ششم بادشاہ فرانس نے متحد ہوکر ۱۱۴۶ عیسوی مین تین لاک تجربہ کار افواج سے حملہ کیا - مگر یہ شہنشاہی کرّوفر ترکون کے ہاتھ سے بمقام اکونیم تباہ ہوگیا اور بمشکل انطاکیہ جان بچا کر بھاگا - اسیطرح بادشاہ فرانس کو سخت ہزیمت اوٹھانی پڑی کیونکہ جب شام کے عیسائیون نے پہلوتہی کی تو فرانسیسی فوج نے دمشق کا محاصرہ اٹھا دیا - محاصرہ اوٹھا دینا تھا کہ فوج فرانسیسی ہزارون مصیبتون مین پھنس کر ترکون کے ہاتھ سے ضائع ہوگئی - اکثر جگہ اسی طرح عیسائی مقامات و ممالک کے بچاؤ کے لئے جب عجلت سے کام لیا گیا وہی عجلت باعث ہلاکت خود ثابت ہوئی - سلطان صلاح الدین جسکو انگریز اور دیگر عیسائی مصنفین اپنے بگڑے ہوئے لب

لہجے صلادن اور سولڈن لکھتے ہین فوج پر وشلیم کو بمقام صبیریہ شکست دیکر اور گی نامی کو جسنے بڑے شوق اور غرور سے تاج شاہی زیب سر کیا تھا مقید کرکے رایت فتح و نصرت کے ساتھ ۱۱۸۷ء مین داخل بیت المقدس ہوا

۳ تیسرا کروسیڈ ۱۱۸۸ء مین ہوا یعنی جیون ہی صلاح الدین نے طبل کامیابی بیت المقدس مین بجایا سلاطین عیسویہ کے دلون مین فوراً طبع آزمائی کا پھر شوق ہوا اور پہلے کروسیڈ کی طرح جی توڑ کر بہت سے والیان ملک شریک ہوے تھے جنکے نام والقاب یہ ہین

۱ شہنشاہ فریڈرک بربروسا۔	۲ فریڈرک ڈیوک آف سوابیہ
۳ لیوپولڈ ڈیوک آف آسٹریا۔	۴ برٹ ہولڈ ڈیوک آف موراویا۔
۵ ہرمین مارکوئس آف بیڈن۔	۶ کونٹ آف ناسائو ———
۷ کونٹ آف تھیورنجیا ———	۸ کونٹ آف مسین ———
۹ کونٹ آف ہالنڈ ———	ان والیان ملکت کے سوا ساتھ

نامی رؤسا اور شہزادے تھے۔ اور بہت سے بشپ بھی ہمراہ تھے۔

اس مرتبہ فریڈرک شہنشاہ مقام اکونیم مین سلطان سے مقابل ہوکر کسیقدر کامیاب ہوا مگر اوس کا بیٹا دوسری جانب مسمی گرے ملکر جو پہلے سلطان صلاح الدین کے ہاتھ مین قید تھا محاصرہ شہر ٹالمی مین مدتون ناکامی سے کوشش کرتا رہا اور کچھ نہ ہوا۔ اسی اثنا مین دو اور بادشاہون نے بڑے ذوق و شوق اور کروفر سے مسلمانون کی طرف نظر توجہ کی یعنی فلپ ثانی والی فرانس۔

اور رچرڈ اول والیِ انگلستان۔ اِن سب کی مجموعی فوج قابلِ جنگ تین لاکھ سے زاید تھی۔ اِس عظیم الشان مجمع کے ساتھ پھر شہر ٹالمی کا محاصرہ کیا گیا۔ اور بہت بڑی کشت وخون کے بعد جس مین فوج محاصرہ کا زیادہ تر نقصان ہوا وہ شہر فتح ہوگیا لیکن اِن برائے نام فاتحان کی فوجی پامالی ایسی تھی اور جہاں کاری کچھ ایسے تھے کہ فلپ تو فوراً بھاگ کھڑا ہوا چارناچار رچرڈ کو تنہا رہنا پڑا۔ شہر تو پہلے ہی لیلیا گیا تھا مگر یہ فتح بالکل روکھی سوکھی تھی بجز نام فتح کے اور مال وزر یا حکومت یا اراضی کچھ ہاتھ نہ لگا بلکہ جو پامالی افوج ہوئی اوس کا کوئی صلہ نہ ملا۔ مگر فلپ کے مقابلہ مین رچرڈ کو اپنے ملک مین مخنر کرنے کا بہرحال موقع تھا۔ اب رچرڈ کا حال سنیئے کہ متعدد مقابلون سے فوج چھٹ چھٹ کر انگلیون پر گننے کی رہگئی۔ آب وہوائے ملک نے تندرستی مین سخت خلل ڈالا۔ آپس کی کشاکشی اور باہمی رنجش نے بالکل بیکار کردیا تھا اور ان اسباب سے فوج کا وہی حال ہوا جو دھوپ نکلنے سے شبنم کا ہوتا ہے۔ جب رچرڈ نے یہ حال دیکھا تو مثل اور اپنے پیشرؤن کے بیک بینی و دو گوش گھر کی راہ لی۔ آمد کے وقت جسطرح ایک جم غفیر ساتھ تھا واپسی کے وقت بجز رنجٹ والنڈو کے اور کوئی رہبری نہ کرسکا۔ یہانتک کہ آسٹریا پھونچکر قید سلاسل مین مسلسل ہوگیا اور جب تک ایک بہت بڑی رقم

معاوضہ مین انگلستان سے نہ پہونچ لی شیر انگلنڈ کی آسٹریا کے

کٹھرے سے رہائی نہ ہوئی۔ شام سے نکلنے کے پہلے رچرڈ نے صلاح الدین سے صلح کر لی تھی ورنہ شاید یہانتک نوبت ہی نہ پہونچتی۔

رچرڈ کے چلے آنے کے بعد سلطان صلاح الدین نے انتقال کیا۔

سلطان صلاح الدین کا انتقال مسلمانون کے بہت بڑے زوال اور زوال کا باعث ہوا۔ کیونکہ اسکو فنون حرب وضرب مین کمال تھا اور تمام یورپ کی متحدہ ومتفقہ افواج کو جنمین صدہا اولوالعزم اور نامی جنرل تھے اپنی تنہا قوت سے پسپا پامال کرتا تھا۔ یورپ مین اس نامور بہادر کے خبر انتقال سے بڑی خوشی ہوئی۔ کیونکہ جس کے اشارون سے اون کی گران قدر فوجون کی ہزیمت ہوتی اوسکا وجود باقی نرہا۔

۴ چنانچہ بعد اس افسوسناک واقعہ کے شہنشاہ ہنری ششم ۱۱۹۵ء مین چوتھے کروسیڈ کی بناڈالی۔ اور چونکہ مطلع صاف تھا کئی چھوٹی چھوٹی لڑائیون مین عیسائیون کو کامیابی ہوگئی۔ مگر شہنشاہ کی موت سے بیت المقدس چھوڑ سبھون نے جرمنی کی راہ لی۔ اور بیت المقدس مین بدستور ہلالی جھنڈا جو مسلمانون کا فوجی نشان تھا خدا کے فضل وکرم سے لہراتا رہا۔

۵ پانچوان کروسیڈ پوپ ان نوسنٹ سوم کے حکم سے ۱۱۹۸ء مین ہوا۔ مگر جو لوگ اس محاربہ عظیم مین شریک رہے مدت تک فضول کوششیں واپسی بیت المقدس کی کین مگر کچھ بھی پیش نہ گئین۔ کیونکہ اگرچہ جان ڈی نیول جو بیڑہ جہازات کی رہنمائی کرتا فلیندس مین ساز وسامان مہیا کرکے

ٹالی مین اوسوقت پہونچا جبکہ دوسرے خنجر مثل سیمین والی مانٹ فورٹ ریمنارڈ والی ڈیمپیر وغیرہ قبل اوسکے موقع پر پہونچ چکے تھے لیکن مقابلہ ایسا سخت واقع ہوا کہ غالب حصہ اک عظیم الشان گروہ کا تباہ ہو گیا۔ اور جب یہ حال دیکھا گیا تو بقیہ حصہ سے کچھ چلدیئے اور کچھ وہین کے عیسائی ۔ شہزادون اور رئیسون سے ہوئی جو اور لڑائیون مین مصروف رہے۔ ۱۲۰۲ء مین بیلڈوِن کونٹ آف فلینڈرس نے مسلمانون سے جنگ کرنیکے لئے ایک بڑی فوج تیار کی۔ مگر خوش قسمتی سے جنگ کا آغاز خود اون کے ہم ملت عیسائیان یونان سے ہو گیا۔ جب اس مشکل کامیابی کے ساتھ قسطنطنیہ پہونچی تو وہان اوسنے فریب اور دغابازی سے چند چالاکیان اچھی کین یعنی ایک دعویدار حکومت سے کامیابی کی طمع دیکر اپنے حریف کو مروا ڈالا اسیطرح دوسرے مدمقابل کو اوسی قاتل دعویدار کے ہاتھ قتل کیا۔ اور جب مخالف کی قوت ٹوٹ گئی تو فوج کو شہر مفتوحہ کی لوٹ کی طمع دیکر آپ تخت پر بیٹھا۔ کامیابی تو ہوئی لیکن اصل غرض بالائے طاق رکھی رہی۔ اور بہت ہی کم فوجی جنرل ایشیا مین قدم رکھ سکے سب یورپ کے یورپ ہی مین رہگئے۔

۶ چھٹوان کروسیڈ ۱۲۲۸ء مین ہوا۔ اس مہم مین عیسائیون کے قبضہ مین شہر دمیتا آگیا تھا مگر جب فریڈرک ثانی نے اِدہر سے زور کیا تو فوراً قبضہ شہر سے دست بردار ہو گئے۔ دوسرے سال شہنشاہ فریڈرک نے سلطانِ مصر

برادرِ سلطان صلاح الدین مرحوم سے دس برس کے لئے صلح کی اور صلح کی رو سے
پروشلیم اوسکے حوالہ کیا گیا۔ لیکن بیت المقدس کے ایک دوسرے اور
زبردست دعویدار کھڑے ہوگئے (یعنی تاتاری) انہون نے صلح و معاہدہ
سے تو غرض نہین رکھی مگر عیسائیون کو فوراً بیت المقدس سے رخصت کردیا
ان تاتاریون نے جو چنگیز خانی سیلاب کے پہلے نکلے تھے تمام صوبہ جوڈیا
وغیرہ پر قبضہ کرکے عیسائیون کو ایسا مجبور کیا کہ بجز شام کے ساحلی مقامون
کے اور کہین قدم نہ جما سکے۔ قریب سنہ ۱۲۴۰ء کے باسی کڑہی مین پھر اُبال
آیا۔ یعنی رچرڈ آرل آف کارنوال برادرِ ہنری سوم والی انگلستان ایک
فوج جرار لیکر داخل ملک فلسطین ہوا مگر یہان امید کے خلاف کچھ اور ہی
نقشہ نظر آیا اور ہانپتے کانپتے صلح و پیمان کرکے اُلٹے پاؤن جہاز پر سوار
ہوا ٹلی پھونچی کیونکہ اِسکے سوا اور کوئی چارہ ہی باقی نہ تھا۔

۷ ساتوان کروسیڈ زیر فرمان و علم بادشاہ لوئی نہم ہوا جس کو
سنٹ لوئی بھی کہتے ہین کیونکہ سنٹ یعنی ولی اللہ کا خطاب اوس وقت
دیا گیا جبکہ اوسنے جوش مذہب کا بمقابلہ اہل اسلام اظہار کیا۔
سنہ ۱۲۴۹ء مین شہر دمیاط پر اس کا قبضہ ہوگیا مگر کبھی کبھی دو ایک شہر پر شروع
شروع مین قبضہ ہو جانا کوئی تعجب کی بات نہ تھی بلکہ فوج حملہ آور کے حوصلے
بڑہتے اور جب لوٹ کر تشریف لیجاتے تو اپنے کامیابی اور لوٹ مار کی
لمبی چوڑی رام کہانی اپنے اہل ملک کے روبرو سناتے اور وہ بادشاہ کی

بہادری اور جوش مذہب کے متعلق قصیدے پیش کیا کرتے چنانچہ کئی ملکوں میں شرمندگی مٹانے کے لئے اب تک کروسیدیوں کے کارنامے بطور گیت کے گائے جاتے ہیں حالانکہ بالکل خلاف واقعہ ہے۔ جب سنٹ لوئی نے دمیاط پر قبضہ کرلیا۔ اوس وقت قبل اسکے کہ عرب کچھ پیش قدمی کریں قدرت سے بیماری افواج میں پھیل گئی۔ ہرچند رفع آزار کی کوشش کی مگر کچھ نہوا مجبوراً لوئی بہادر نے گھر کی راہ لی اور بھاگنے میں جلدی تو بہت کی مگر عربوں کے تعاقب سے بچا نہ چوٹا۔ اور ۱۲۵۰ء میں قریب منصورہ کے شکست کھا کر مع کل رؤسا و مصاحبین کے گرفتار ہوگیا۔ گرفتار ہونے کے بعد جب کوئی چارہ باقی نہ رہا تو مہلت جنگ کا خواہاں ہوا۔ اور دس برس کی قید لگائی۔

سلطان مصر نے معمولی فیاضی کے ساتھ اپنے قیدی اور اوسکے دیگر مصاحبین کو تھوڑے سے زر فدویہ پر صلح کر کے چھوڑ دیا۔ زر فدیہ کے ضرورت اس وجہ سے سمجھی گئی کہ مفت رہائی میں تفاخر کا موقع رہا کرتا ہے۔

مذہبی جوش اور قوت کے ساتھ مسلمانوں پر حملہ کرنا اور شکست کھا کر صلح کا خواہاں ہونا عیسائیوں کی معمولی بات ہوگئی تھی اُدھر باوجود اس سخت خونریزی کے جو عیسائی سلاطین ذرا سا قابو پانے پر کرگزرتے تھے سلاطین اسلامیہ کا مذہبی احکام کی رو سے دستور ہوگیا تھا کہ باوجود خونریزی اور مذہبی گستاخیوں کے امن و امان اور صلح کے خواہاں ہونے پر وہ لوگ عیسائیوں کو معاف کردیا کرتے تھے۔ چنانچہ ساتویں کروسید میں جس نور

شور سے سنٹ لوئی نے حملہ کیا تھا اور بیقدر ندامت کے ساتھ صلح ہوا۔ اور دس برس کی رخصت لی۔

۸ اور آٹھوان کروسید ۱۲۶۸ھ مین اوسی ناشکر گزار بادشاہ نے پھر شروع کیا اس مرتبہ اپنے ملک کے جنوبی حصہ سے ایک جرار فوج ہمراہ لیکر افریقہ مین پہونچا اور کارتھیج کے کھنڈرون کے پاس فروکش ہوا۔ کیونکہ ٹیونس کے عیسائی بادشاہ سے امداد لیکر آگے بڑہنے کا ارادہ تھا مگر عربون نے فوراً محاصرہ کرلیا۔ اور اوسیکے ساتھہی ساتھہ متعدی بیماریون نے فوجپر ہاتھہ صاف کرنا شروع کیا بیماری سے تباہی زیادہ ہوئی یہانتک کہ خود لوئی اسی بیماری مین مبتلا ہوکر جانِ زار جان آفرین کو سپرد کردی۔

اسکے بعد بادشاہ سسلی (صقلیہ) نے قوت آزمائی شروع کی اور ایک بہت بڑا جنگی جہازات کا بیڑہ لیکر فلپ سے آملا۔ یہ فلپ جسکو دلیرانہ اور بہادرانہ کارروائیون سے بولد یعنی جری کہتے تھے۔ لوئی بادشاہ ٹیونس کا بیٹا اور جانشین تھا۔ ان دونون کی متحدہ افواج سے مسلمانون سے مقابلہ ہوا۔ مگر کبھی عیسائیون کو فتح نہ ہوئی اور پامالی ہوتے ہوتے پریشان ہوکر حسب معمول صلح کے خواہان ہوے۔ سلطان نے۔ اپنے دستور کے موافق زیادہ خونریزی جائز نہ سمجھہ کر اون کی استدعا کو مان لیا اور صرف مان ہی نہ لیا بلکہ ایسے شرایط صلحنامہ کے لکھے کہ عیسائیون کے حق مین بہت مفید ہوئے اور صلح کرکے دونون شاہزادے ٹھنڈے ٹھنڈے گھر کو سدھارے۔

پرنس ایڈورڈ شہزادہ انگلستان جو اس صلح کے ایام مین ٹیونس ہوکر تھا براہ تری شہر تعلیمی پہونچا جہان اوسنے تین سو انگریزی اور فرانسیسی فوج کو اوتارا اور بندوق دارون سے محاصرۂ شہر کو محفوظ رکھا۔
لیکن اس اثنا مین انگلستان کے بادشاہ نے انتقال کیا تھا اور یہی وارث تخت تھا اس لئے بیت المقدس کی راہ چھوڑ کر انگلینڈ روانہ ہوگیا۔
سنہ ۱۲۹۱ء مین سلطان مصر نے شہر تعلیمی پر قبضہ کرکے لوٹ لیا اور عیسائیون کو شام کے باہر نکال دیا۔ اسکے بعد پھر کوئی کروسیڈ نہین ہوا۔ اگرچہ کئی پوپون نے بہت زور لگایا۔ خاصکر نکولس چہارم نے سنہ ۱۲۹۲ء مین۔ اور کلیمنٹ پنجم نے سنہ ۱۳۱۱ء مین۔ مگر لوئی کے بہت پہلے جنگ ہنی کی خواہش یورپ مین بالکل جاتی رہی تھی اور چونکہ تھوڑے سے عیسائی فلسطین مین آکر آباد ہوے تھے انکو مجبوراً مسلمانون کے ساتھ شادی بیاہ کر لینے پڑتا تھا اور اس طرح جو اولاد ہوتی تھی وہ نصف عیسائی اور نصف مسلمان خیال کئے جاتے تھے جو بہت جلد بھول گئے کہ ہم کون ہین اور کہان سے آئے تھے۔
جب تاتار اور تعلیمی مسلمانون کے قبضہ مین آگئے تو عیسائی بالکل مسلمانان شام سے مل گئے اور ایک مقام بھی عیسائی مفتوحات سے عیسائی بادشاہون کے قبضہ مین باقی نرہا۔
اور خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ آج بیت المقدس کی پاک زمین پر مسلمانون

کا ہلالی جھنڈا لہرا رہا ہے اور یہ ارضِ مقدس سلطان عبدالحمید خان خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کے زیرِ فرمان ہے۔

اور ہم مسلمانوں کی دلی دعا یہی ہے کہ تا قیامت کل خدا تعالےٰ کے مقدس مقامات اور اوقاف مسلمانوں ہی کے اہتمام میں رہیں

حسن

پہلا حصہ

دنیا میں کونسا علم سب سے زیادہ مفید ہے

پہلا نمبر

ہم دیکھتے ہیں کہ بہ نسبت لباس کے زیور کی طرف لوگوں کی طبیعت کا میلان زیادہ ہے وہ اپنے بدن خوشنما بنانے کو گوندتے ہیں اور اوپر مختلف قسم کے نقش اٹھاتے ہیں۔ یہ بات صاف ہے کہ نہ سرد ہوا سے بچنے کی تدبیر سوچتے ہیں نہ جاڑے سے اپنے بچاؤ کی فکر کرتے ہیں۔ ہیوٹ نام ایک مشہور مسافر کہتا ہے کہ امریکہ کے وحشی رنگ خرید کر اپنے بدن بوقلمون بنانے کو بڑی چاہ سے دس بارہ روز محنت کرنے کے علاوہ سردی کے موسم میں جاڑے کے صدمے اوٹھاتے ہیں مگر اوس روپیہ کو گرم لباس خریدنے میں صرف نہیں کرتے وحشی قوموں میں بہ نسبت کپڑے کے کلنج کے دانے قیمتی ہوتے ہیں۔ کوئی اونہیں کرتا یا قمیص دیتا ہے نہیں پہنتے اور مثل دیوانوں کے عجیب طور سے لپیٹتے ہیں اونکا خیال اپنے آپ کو سجانے کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔ اوپر کی مثالوں سے اس بات کا تصفیہ کہ لوگوں کی توجہ بہ نسبت ضروری اور مفید کاموں کے زینت کی طرف زیادہ رہتی ہے نہایت سہولت سے ہو سکتا ہے۔ وحشی قوموں کی زندگی کو میلان سے یہ بات ٹپکتی ہے کہ غالباً صرف زیور ہی سے اولاً لباس

پوشیکا خیال لوگون کو آیا ہوگا۔ زمانہ موجودہ مین ہم اپنی قوم کے بہت سے لوگون کو دیکھتے ہین جنکی طبیعت کا زیادہ میلان خوش وضعی خوش لباسی کی طرف ہے۔ یہ کپڑا صحت بدن کے لئے مفید ہے یا نہین پائدار ہے یا نہین۔ نہین دیکھتے اور اوس کا استعمال اپنے آپ کو خوبصورت بنانے کو کرتے ہین۔

اوپر کی مثالون کو ہم علم کے ساتھ بھی تطبیق دے سکتے ہین۔ جس علم کی تحصیل سے ناموری ہوگی۔ لوگون مین اعزاز ہوگا ہم اوسی علم کی تحصیل مین مصروف رہتے ہین اور اس بات کا تصفیۃ العمل کہ ہماری زندگی کے لئے کونسا علم مفید اور کس کس علم کی تحصیل سے ہماری زندگی سرسبز اور شاداب رہیگی ہم نہین کرتے ہین۔ یہ کہنا کہ ناموری اور شہرت کا خیال صرف اگلے زمانہ کے لوگون کو تھا اب زمانہ نے اس لغو خیال کی بیخ کنی کردی ہے اور زمانہ موجودہ مین چند لوگون کے سوا اور لوگون کے دلون مین اس خیال کے ریشے پائے نہین جاتے ذرا دشوار ہے۔ یونانیون کے مدرسون مین خصوصاً علم منطق علم عروض۔ علم موسیقی۔ اور علم طبعی پڑھایا جاتا تھا۔ گر سقراط کے زمانے سے پہلے علم طبعی کا استعمال بالعمل نہین ہوا تھا۔ اب یون کہو کہ لوگ اپنی زندگی کی آسایش کے لئے مفید علم انتخاب نہین کرتے تھے ہمارے کالجون مین عربی۔ یونانی۔ عبرانی۔ سنسکرت اور فرنچ

زبان پڑھائی جاتی ہے مگر آیندہ زندگی کے کاروبار کے لئے دس لڑکون سے ایک لڑکے کو بھی یہ زبانین مفید نہین پڑتین - کیا امورات خانگی اور اپنی جائداد اور اسٹیٹ کے انتظام مین کیا دکان کے حساب لکھنے اور دیکھنے مین جن زبانون کو ہمنے سالہا سال محنت کرکے حاصل کیا تھا ہماری زندگی کے لئے کارآمد نہین ہوتین - ان زبانون کا استعمال نہین ہوتا اس لئے تھوڑے عرصہ مین نسیاً منسیاً ہوجاتی ہین - پس ہم دریافت کرتے ہین کہ کیون والدین اپنے بچون کو یہ زبانین سکھلاتے ہین ؟ صرف اس لئے کہ لوگون مین اون کی عزت ہو - لوگ اونکو عالم کہین اور عام جلسون مین صدر کرسیون پر بیٹھے ہوے اونہین دیکھین - بچون کو زربفت اور کارچوبی لباس پہنانا اور بدون فیصلہ کئے تعلیم دینا دونون خیال ایک ہی مخرج سے نکلے ہین گو اون کی صورتین مختلف ہین -

انگلنڈ کے طریقہ تعلیم النسوان مین ہزارہا بیجا تکلفات بھرے پڑے ہین - عورتون کو گانے بجانے اور مصوّری کے علاوہ خاص انداز سے بولنے اور چلنے کی بھی تعلیم دی جاتی ہے - خیال کرو کہ ان تمام باتون کو حاصل کرنے کو کتنا عرصہ درکار ہوتا ہوگا - انگلنڈ کی مستورات کو جرمن - اٹالین - اور فرینچ زبان کی کیا ضرورت ہے ؟ ہمنے کبھی نہین سنا کہ مذکور الصدر زبانون مین جو کتابین تصنیف اور تالیف

ہوئی ہین جن کے مطالعہ سے کسی عورت کو عملی فائدہ ہوا ہی ۔ انگلنڈ
مین بعض رسومات مستحکم ہوگئی ہین ۔ بدون ان زبانون کے حاصل
کیئے کوئی عورت اعلیٰ درجہ کی عورتون کی سوسیٹیون مین معزز نہین
سمجھی جاتی گو آپس مین اختلاط اور میل جول رہتا ہی ۔ صرف حقارت
کا خوف اور خودنمائی اور شہرت کا جوش ہزارہا عورتون کو ان زبانون
کو حاصل کرنے پر مجبور کرتا ہی بدون اسکے اور کوئی ظاہری سبب
سمجھ مین نہین آتا ۔

علم اور لباس کے عملی فائدون کی بہ نسبت لوگون کے خیالات
خوبصورتی کی طرف زیادہ قوی رہتے ہین ۔ اس امر کو واضح طور سے
بیان کرنا زیادہ مفید ہوگا کیونکہ بدون توضیح کیئے یہ امر ذہن نشین
نہوگا ۔ زمانہ قدیم سے تو زمانہ موجودہ تک ہر انسان کے خواص پر
غور کرتے ہین تو یہ بات ظاہر ہوتی ہی کہ ہر متنفس اپنے اغراض اور
اپنے حاجتون کو پورا کرنے کی فکر نہین کرتا بلکہ جماعت اور قومی خواہشات
اور حاجتون کو رفع کرنے مین مصروف رہتا ہی ۔ گو بات معقول اور
اوسکو بہی معقول دکہائی دیتی ہو پر وہ نہین کرتا اور وہی بات کرتا ہی
جسکا رواج جماعت اور قوم مین ہو اور جسکو جماعت یا قوم پسند کرتی ہو
انسان ہر وقت اس دہن مین کہ جماعت کے لوگون کے دلون
کو مسخر کیا جاے جس سے قومی اعزاز حاصل ہوگا اس لیے اوسکو مطمئن

رکھتا ہی اور اس کی مرضی یا رسم و رواج کے برخلاف کوئی کام نہین کرتا
بعض لوگون کے عندیہ مین صرف حاکم ہی لوگون کو مسخر کرسکتے ہین - حاکم ہی
مراد خواہ بادشاہ ہو یا نواب - پارلیمنٹ ہو یا مجلس شوریٰ گو کچھ بھی ہو
صرف حکومت ہی کے زور سے انسان کی تسخیر ہوسکتی ہی - یہ رائے
نہ صرف کمزور ہی بلکہ بے بنیاد ہی - ہم اس ظاہری حکومت سے انکار
نہین کرتے مگر مثل اسکے اور بہت سی حکومتین ہین گو اصطلاحات مین اسکو
حکومت نہین کہتے ہین نہ اس حکومت کے وسیع اختیارات ہین بایں ہمہ
حکومت کا اثر ہر خاندان مین ہر جماعت اور ہر انجمن مین پایا جاتا ہی
حتی الامکان ہر ایک مرد اور اسیطرح ہر ایک عورت اپنی آزادانہ
حکومت کے اُدھیڑبُن مین رہتا ہی اور اپنے تئین حاکم آزاد بنانے
کی سعی کرتا ہی اور اس تماش کے نواب اور بیگمات دنیا مین بہت
ہوگئے ہین اور ہین اونکا مشار بدون اسکے کہ لوگون کے دلون مین ہماری
وقعت ہو اور لوگ ہمکو تعظیم دین اور نہین ہوتا - ایسے لغو تفکرات
مین انسان کی زندگی کا بہت سا حصہ صرف ہو جاتا ہی - امیرانہ لباس
سے - امیرانہ وضع اور آرایش مکان سے مہمان نوازی سے اور اسیطرح
اپنے علم و فضل کے غرّے اور دبدبے کے بتانے سے اپنے سے کم درجہ
لوگون پر حکومت اور بزرگی کا سکہ جمایا چاہتا ہی - حکومت کی خواہش
نہ صرف مہذب قومون مین ہی بلکہ نیم وحشیون اور وحشیون مین بھی

ہر گو حکومت کا طرز اور حکومت کی صورت مختلف ہر۔ یہ بیجا اور لغو
خواہش بھی انسان کو اپنی حالت اور اپنی حفاظت پر غور کرنے کی
مہلت نہیں دیتی۔ باقی آیندہ

حسام الدین مدرس ایف سی انسٹیٹیوشن۔ بمبئی

قرآنِ مجید کی ترتیب

۱ — **فطرت** - خدا کا کام - **قرآن** - خدا کا کلام - اور اِن دونوں پر ایمان لانا اِسکا نام **اسلام** ہے - حق و باطل کی تمیز اور فارمان قوم کی جہان بین نے اسلام کی افضلیت اور سچائی مین کچھ شبہہ باقی نہین رکھا - مفسرین کی تفسیرون - علماے متقدمین و متاخرین کی تصانیف اور بزرگان دین کی تحقیقات نے وہ تمام خدشات لوگون کے دلون سے مٹا دیئے جو جہالت کے باعث اونکے متعصب دلون مین جاگزین تھے - اسلام کی خوبیان صرف اسلامی سوسائٹی تک محدود نہین بلکہ علماے مسیحی نے منصفانہ راے آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی نسبت ظاہر فرمائی ہے اوس سے وہ تمام اعتراضات جو تعصب باطنی اور تعصب مذہبی کے آئینہ ہین بالکل مٹ گئے —

۲ — قرآن خدا کا وہ بے مثل کلام ہے جسنے اوسکو اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے زبانِ فیض ترجمان سے خلق اللہ کو پہنچایا - اور اوسمین تمام دینی و دنیوی بہبودیون کا دستور العمل - معاش و معاد کی تدبیرین توحید و خدا پرستی کی پاک تاثیرین - آداب و اخلاق کی درستی کے مصالح - خوف و رجا کی حالت - عذاب و ثواب کے اسباب - دوزخ و بہشت کے کیفیات - امور سلطنت و جہانداری کے قواعد - سیاست

مدن کے ضابطے۔ رفاہ عام کے طریقے۔ قومی ہمدردی کی تعلیم۔ ہمسایہ کے ساتھ سلوک۔ حکمت فلسفہ۔ منطق وغیرہ تمام علوم وفنون کا بیان شرح وبسط سے کرکے اوسکو تمام دین ودنیا کی بھلائیوں کا ملجا وماوا قرار دیا۔

۲۔ قرآن دینی ودنیوی مقاصد کا وہ جامع ومعنی قانون ہے جسکی ترمیم یا تنسیخ کی ضرورت (۱۳) تیرہ سو برس ہوے نہ اب تک ہوئی اور نہ آیندہ قیامت تک ہوگی۔ اور کیونکر ہو۔ اگر یہی ہو تو کلام خدا و کلام بشر میں کیا فرق رہجاوے۔ قرآن کی بے انتہا برکتیں اور لازوال رحمتیں اس امر کی محتاج نہیں کہ انسانی قوت بیان کا دسترس اوسکے نورانی اور پاک چہرہ پر تحمیدی کلمات کے ذریعہ سے ہوسکے۔ عرب کی ابتدائی حالت اور قرآن کی فوری اثر کو جب ہم غور کی نگاہوں سے دیکھتے ہیں تو نہ ہمکو صرف ایک معمولی حیرت بلکہ استعجاب کا بہت بڑا طلسم دکھائی دیتا ہے۔ وہ وحشی قومیں جنکا خونریزی ایک ادنی شعار اور کینہ پروری ایک خاص شیوہ تھا وہ قومیں جو ایک خفیف سی مخاصمت پر اس درجہ برانگیختہ ہوجاتی تھیں کہ جنکی خانہ جنگیاں صدیوں تک فرو ہونے کا نام نہ لیتی تھیں۔ جہالت خانگی گھٹی میں پڑی تھی اور بت پرستی و وحشیانہ حرکتیں فطرت ثانی ہورہی تھیں۔ تہذیب وشائستگی کا نشان کوسوں تک مفقود تھا۔ اور حق

پسندی کی ہوا بھی چھو نہ گئی تھی قرآن مجید و فرقان حمید کی تعلیم اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی سچی پرجوش تلقین نے اون کی ایسی کایا پلٹ کردی کہ دفعتاً وہ تمام فرقہ چاہِ ضلالت و گمراہی سے نکلکر اسلام کے خوشنما منظر مین اپنے ایک خدا پر جان دینے والے اور اپنے سچے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے کی منادی بلند کرنے کے لئے اطراف کے ملکون مین پھیل گئے۔ خوش اعتقادی اور مستقل ہمت کے ارادون نے اونکو چشم زدن مین شہنشاہ عالم کردیا۔ قیاصرہ۔ فارس۔ مصر۔ اندلس۔ کی عظیم الشان سلطنتین اون کے ارادون کے ساتھ اون کے قدمون کے نیچے تھین۔ اونکو اپنی سچی خدا پرستی پر پورا یقین۔ اور اپنے رسول مقبول اُلوف التحیۃ والثناء کے کلام پر دلی اعتماد تھا۔ ملک گیری اونکے ہوائے نفسانی کا نتیجہ نہ تھا۔ بلکہ اشاعت کلمۃ اللہ کا صلہ تھا۔ آخر دلی لازوال نعمتون کی خوبیون نے ایسا سحر نما اونکے دلون کو مسخر کرلیا تھا کہ دنیا کی طرف اونھون نے نظر اوٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ وہ دنیا کو ہمیشہ ایک زال بیوا سمجھتے رہے۔ اور "الدنیا جیفۃ وطالبہا کلاب" پر کاربند رہے۔ آرایش و تکلفات دنیا اونکی نظرون مین محض سراب تھے۔ اور ظاہری آرام و چین "الدنیا سجن المؤمنین وجنۃ الکافرین" کے خیال سے حباب آسا عزم فتح گیری نے اونکے دلونپر دنیا کی بے ثباتی کا پورا نقش جما دیا تھا اور وہ خوب سمجھ گئے تھے کہ یہ زوال پذیر دولت کل کہان تھی اور آج

کسکے پاس ہی۔ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور کلام معجز نظام کے اثر نے اونکی سدرہ شکار ہستون کو آلایش دنیا سے بالکل محفوظ رکھا۔ اور اون کی سچی خدا پرستی نے اونکو دنیا کی طرف جھونکن بھی رخ نہ کرنے دیا۔

بیشک خوش بیانی بھی ایک زبردست قوت ہی۔ لیکن کلام پاک کی فصاحت و بلاغت نے فصحاے عرب کو اس امر کا قائل کر دیا تھا کہ قرآن کلام خدا ہی۔ ایسے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جو محض اُمّی ہو اوسکا یہی ایک معجزۂ رسالت کیا کم ہی کہ اوسکا کلام فصاحے عرب کے مقابلہ مین باوجود بے علمی کے ہر امور پر فوق لیگیا۔ اور اوسکے انتظام سیاست اور قواعد تمدن نے جہلاے عرب کو اون کی زندگی کا مطلب اور اونکی ہستی کا سبب بخوبی ذہن نشین کر دیا۔ عرب کی بادیہ گرقومین کیا امیرالقیس ایسے فصحاے عرب کی طلاقت لسانی کے قائل نہ تھین ؟ نہین ! نہین !! ضرور تھین ۔ لیکن رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی پرجوش تلقین سچی خدا پرستی کی رہبر تھی اسلئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یوماً فیوماً کامیابی۔ اور آپ کی تقریر کا برقی اثر فوراً محسوس ہوا۔

عرب مین قرآن کے نازل ہونے اور خدا کو اپنی تعجب انگیز حکمت کا اظہار اوس ملک مین اس وجہ سے اور زیادہ منظور ہوا کہ جہان دنیا مین فصحاے عرب کی بلاغت اور فصاحت کے جھنڈے گڑے ہوے تھے وہان شرک و

بدعت وغیرہ رسوم وافعال قبیحہ مین بھی اوسکا نمبر سب سے اول تھا۔ اور تہذیب نفس وخداپرستی مین بالکل پیچھے۔ فصاحت کا جواب تو ایک اُمّی کی خوش بیانی سے دیا گیا۔ اور جہالت کا شرمناک دھبہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے مٹایا گیا۔ اور افضلیت مین اونکا پایہ اعزاز تکمیل رسالت سے بڑھایا گیا۔ چند روز بعد وہی جاہل اور وحشی قومین تہذیب وشایستگی کے نورانی لباس سے آراستہ ہوکر دنیا مین حکمران ہوئین۔ اور تمام علوم مروجہ کے حق مین اون کی تالیفون نے نفس مسیحائی کا کام کیا۔ اور علوم جدیدہ کے اختراع نے اون کی لیاقت کو تمام دنیا مین مسلم کرادیا۔

بیشک غیر اقوام کو ابتک اسبات کا تعجب ہے کہ بمقابلہ انبیاے ماسبق علیہم السلام کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی چند روزہ تعلیم نے لاکھون آدمیون۔ ہزارون قریون۔ اور متعدد ملکون پر پورا قبضہ کرلیا۔

تواریخ سے یہ بات بخوبی ثابت ہے کہ انبیاے متقدمین علیہم السلام کے سیکڑون برس کی عمر پائی لیکن اون کی امت عشر عشیر بھی شاہراہ ہدایت پر نہ آئی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ۶۳ برس کی عمر مین ملک عرب اور بعد آپ کے قریبًا تمام یورپ۔ ایشیا۔ افریقہ کے کل ملکون مین اسلام رائج ہوگیا۔

اسلام کی حقیقت اور سچائی کا اعتراف دیگر مذاہب مین بخوبی کرلیا گیا۔

مین بحیثیت ایک محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ اسلام کی سچائی مین سرگرم اور فرقہ حنفیہ کے پاک مشرب مین کاربند ہون اور کافرہون اگر اسلام کو ہر امور مین غیر مذاہب

پر ترجیح نہ دُون - لیکن مین یہ ضرور کہونگا کہ قرآن کی ترتیب موجودہ زمانہ حال کے بہت ناموزون ہی - اور اوسکے مخلوط مضامین کم بینون کی نظرون سے ضرور محفوظ ہین -

یہ ایک تحریک ہی جسکو مین موثق دلایل سے ثابت کرتا ہون ممکن ہی کہ میری راے ناقص غلط ہو اور یہ بھی ممکن ہی کہ جو مین عرض کرون قوم اوس کو گوش دل سے سنے -

گو یہ مین بخوبی جانتا ہون کہ میرا ارادہ بجز موخر و مقدم سورتون کے دوسرا نہین - اور جو نص قرآنی مین کوئی نقص پیدا نہین کر سکتا مگر ہمارے پیشوایان مذہب کا تعصب اون کو خاموش نہ رہنے دیگا اور کفر و الحاد کے فتوون سے میری عزت افزائی مین پہلوتہی نہ کی جاے گی - لیکن میرا قومی جوش اب مجھکو معترضین اور مخالفین کی زبان درازی برداشت کرنے کی اجازت نہین دیسکتا - اور میری مستقل ہمت ان تمام مصائب کو انگیز کرنے کے لئے بہت خوشی سے اونکا خیر مقدم کر رہی ہی ؎

صدہ سے خاشاک میرے سر پہ وہ پھینکے تو سہی
میرے آنکھون مین وہ مژگان میرے سر پر گیو

قرآن کے منزل من اللہ ہونے مین کسی مسلمان کو انکار نہین اور جسکو کچھ بھی شبہہ ہی وہ مسلمان نہین - ہر مسلمان اس بات کو عمدہ طور پر جانتا ہی کہ قرآن متعدد "سورتون" مین بروقت ضرورت اور مقتضاے محل نازل ہوتا رہا ہی

جس مین کہین تو مسلمانون کو صبر کی ہدایت ہوتی تھی۔ کہین جہاد کی ترغیب کہین شہدائے غزوات کے مرتبے بیان ہوتے تھے۔ اور کہین غازیان عدو شکار کی تعریف۔ اوس کی سورتین جو مضامین کے ہیڈنگ (سرنامے) ہین اوس مین شان نزول اور مقام صدور کا اظہار ہی۔ اسقدر بیان سے ہمارے مسلمان بھائیون کو معلوم ہوگیا ہوگا کہ قرآن مجموعی طور سے ایک مرتبہ نازل نہین ہوا تھا بلکہ رفتہ رفتہ۔ پس اس سے یہ بات عمدہ طور پر ثابت ہوگئی کہ ترتیب کلام مجید خدا کا کام نہین بلکہ دماغ بشری کا نتیجہ ہی۔

ہمارے پیارے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی بھائیون کا یہ اعتقاد کامل ہی کہ کلام مجید کی ترتیب خلیفہ ثالث حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کے دست مبارک سے ہوئی اور اسی وجہ سے آپ کا لقب "جامع القرآن" ہی۔

یہ بات پایہ تحقیق کو پہونچ چکی ہی کہ بروقت ترتیب کلام مجید حضرت خلیفہ ثالث نے بہت سے آیات جو محل خاص کے واسطے مخصوص۔ یا مطلب واحد کی وجہ سے بلا ضرورت۔ یا تکرار مضمون کے باعث قابل اندراج نہ تھین نکال ڈالین۔ اور انتخاب مین صرف اونہین آیات کی ضرورت سمجھی گئی جو خاص اغراض کے واسطے موزون۔ یا ایک مطلب جداگانہ کے سبب لابد تھین۔ اور یہ جمہور کا اتفاق اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ وغیرہ کی تصدیق تھی اور دیگر انصار و مہاجرین و تابعین کے نزدیک مسلم۔

انتخاب میں صرف اس امر کا التزام ملحوظ رکھا گیا کہ دینی یا دنیوی مقاصد کے متعلق کوئی فروگزاشت نہ ہونے پاوے۔

حضرات خلیفۂ اول و دوم کے زمانۂ محمود میں ترتیب کلام پاک کی اس وجہ سے نوبت نہ آئی کہ پے در پے محاربات اور عظیم الشان جہادات نے کسیکو اس طرف متوجہ ہونے کی مہلت یا فرصت نہ دی۔ حضرت خلیفۂ ثالث کا زمانہ نہایت پر امن زمانہ تھا اور عالمگیر فتوحات نے سرکشوں کی دماغی نخوتوں کو بالکل سرد کر دیا تھا۔ اطمینان کے باعث حمیت اسلامی۔ جوش مذہبی اور طاعت الٰہی میں انحطاط شروع ہو گیا تھا اور نیز یہ بھی احتمال تھا کہ ابتدائے زمانہ کے سبب وہ کلام پاک جو لوگوں کے دلوں پر مثل گنج توحید محفوظ ہے متواتر سستی اور کاہلی سے کہیں ضایع نہ ہو جاوے۔ دور اندیشی سے بہت سے حفاظ اس نازک وقت کے واسطے تیار کر لئے گئے تھے اور آپ خود بھی ایک زبردست حافظ تھے۔ پس اون منتشر جواہرات کا مجتمع کرنا جنکے ایک ریزے کی قیمت کونین کی قیمت سے بھی بہت زیادہ تھی اشد ضرور ہوا۔ اور اون منتخب بکھرے پھولوں کا یہ ایک مختصر گلدستہ "کلام مجید" کے نام سے تیار ہوا جسکو آج ہم سینہ سے لگائے پھرتے ہیں اور جو ہمارا ایمان ہے۔

لیکن آپ کو یہی ایک کام نہ تھا۔ بلکہ حدیثوں کی ترتیب۔ روزہ۔ نماز۔ حج زکات وغیرہ تمام امور دینی و دنیوی کا ایک مکمل دستور العمل مرتب کرنا

تھا۔ اون اہم اور ضروری امور کے ہجوم سے اسکی ترتیب کا خیال نظر انداز ہوگیا اور جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ صفات باری اور ذات قہاری کی کیفیت ایکجا۔ اور تمجید مین اخلاق کا مضمون شامل ہوگیا۔

یہ خیال کہ جو بزرگان دین سابق مین کر گئے ہین وہ "الوحی من السما" سمجھا جاے اور اونکی راے خطا و سہو سے پاک سمجھی جاے۔ "الانسان مرکب من الخطا والنسیان" ایک مشہور اور مستند مقولہ کو بالکل بلا ضرورت اور بیکار کیے دیتا ہی جسکی وقعیت سے از روے نیچر کوئی بشر انکار نہین کرسکتا۔ ہمارے علماے مذہب کے نوانے دل تعصب کی خوفناک روشنی سے تاریک ہوگئے ہین اور وہ ایک حرف بھی کتب مصنفہ کا (گو وہ درحقیقت غلط ہی کیون نہو) قابل تغیر یا تبدل خیال نہین کرسکتے۔ خدا کی لازوال بخششون کا کفران نعمت کرکے عقل ایسی راہبر کامل کو جسنے او نہین خداشناسی مین مدد دی بالکل فضول بناے دیتے ہین۔ افسوس ہی کہ جنکا اعتقاد یہ ہو کہ عقل کو مذہب مین کچھ دخل نہین۔ وہ مذہب کبھی روز دنیا مین سرسبز رہسکتا ہی۔ مخالفت کو نہ پوچھیے کیسی عمدہ بات کیون نہو ممکن نہین کہ یہ ہمارے بغلی گھوسلے ہمکو چین سے بیٹھنے دین۔ اور ہمارے کام مین رکاوٹ نہ پیدا کرین۔ پس میرا یہ کہنا کہ اگر پیشوایان مذہب نے کسی راے مین کوئی غلطی کی ہو یا کسی بات کا خیال نظر انداز کیا ہو غیر ممکن نہین ہی۔ اور یہ ثقیل کلمہ ضرور ہمارے متعصب مسلمان ہی بھائیون کو گران معلوم ہوگا۔ لیکن اوسکے ساتھ ہی اگر وہ اس بات کا خیال کرین گے کہ کیا حضرات خلفاے اول و دوم صلعم

مین اتنی عقل - مادہ - لیاقت - نہ تھی جو کلام مجید کو جمع کرنے یا اسکے اور اجرائے احکام مین بمقتضائے عقل کام لیتے - جو حضرت خلیفہ ثالث نے کیا - تو ہمکو امید ہی کہ تمام بھائی مسلمان ہمارے ہمزبان ہونگے اور کچھہ خیال کرکے دل مین سکوت اختیار کرینگے -

مین اسکو بھی ایک تائید ایزدی تصور کرتا ہون کہ اسکا خیال وفعتاً میرے دل مین پیدا ہوا - اور ملہم غیبی نے میرے ناپائدار اور غیر مستقل ارادون کو مستحکم کیا - ہندوستان ایسے مختلف الاقوام ملک مین قرآن مجید کی ترتیب موجودہ نامکمل اور ایک طور پر آدھوری ہی - مین اسکی ترتیب اپنی فہم ناقص کے مطابق ہر سبجکٹ (مضمون) پر کرنا چاہتا ہون - تحمید باری صفات باری - اخلاقی - تمدنی - معاشرت - واقعات - فرایض وغیرہ ہر مضمون کو جداگانہ چھانٹ کر ایک جگہہ مجتمع کرونگا - اور اونکے مضامین کو فصل و ابواب پر منقسم کرونگا - ہر مضمون کے شروع مین ایک مدلل اور پرجوش تحریر سے مخالفین کے اون تمام اعتراضات کے جوابات نہایت شرح وبسط سے دیئے جاوینگے جو اوس حصہ پر عائد ہوتے ہین - اور اسلام کی حقیقت اور سچی خدا پرستی کی دعوت - عام منطقی دلائل - زمانہ حال کے فلسفی سے دیجاویگی - صرف اسپر اکتفا نہ کیا جاویگا - بلکہ اوسکا بامحاورہ اردو وانگریزی ترجمہ بھی اون لوگون کی تسکین کے لیے جنہون نے اسلامی احاطہ مین آنکھہ نہین کھولی - یا جنپر آفتاب اسلام کی شعاعین نہین پہونچین - یا جنکو بسبب عدم واقفیت علوم عربیہ کے

اسلام کی بزرگیان معلوم نہین ہوئین - نہایت تسکین بخش لیاقت سے پڑھیگا
اسطور پر گویا ہندو - عیسائی - یودہ - سکھ وغیرہ تمام دیگر مذاہب کو دعوت
اسلام دیجاویگی - اور اگر خواہش کی گئی تو "تفسیر اکسیر اعظم" کے منتخب اور ضروری
نوٹ جو دینی اور دنیوی مقاصد باب رحمت ہونگے حاشیہ یا ضمیمہ کے طور پر
شامل کئے جاوینگے - اور کل علامات قرأت ایسے سہل الوصول طریقہ سے
مقرر کی جاوینگی کہ ابجد خوان اور معمولی لیاقت کا آدمی بھی بلا استعانت
دس سے مستفید ہو سکے اور توشۂ آخرت جمع کر سکے -
ظرین خیال فرما سکتے ہین کہ اس اہم اور ایمانی کام مین کسقدر دیدہ ریزی -
نفشانی - عرق ریزی کی ضرورت ہوگی لیکن چونکہ مین بجانب اللہ اس کی
یل کا قصد رکھتا ہون جسنے میرے دلمین اس قسم کی تحریک کی - وہی
یسکو اختتام پر بھی پہونچاویگا - التعی منی والاتمام من اللہ -
وجود اسکے ہمنے محض ثواب اور ہندوستان کے افلاس پر نظر کرکے اس
را لوجود ہدیہ کی قیمت عید ۱۲ ماہوار مقرر کی ہی جس مین محصول ڈاک بھی
ل ہی - ہر ماہ مین بقدر ایک ربع کے مع اوسکے زوایہ کے نذر ناظرین
گا - اور عند الخواہش المضاعف -
ستظر ہین کہ کون رئیس اسکی تکمیل کا متکفل ہو کر توشۂ اخروی اور ستحسن
ورسول حاصل کرتا ہی -
اسکو بھی دیکھتے ہین کہ ملک مین اسلامی جوش کسقدر ہی اور کسقدر اس متبرک

ہدیہ کی خواہش ہوتی ہو۔
ہمارا قصد ہو کہ خدا کا نام لیکر جنوری سنہ ۱۸۹۱ عیسوی سے اپنے فرائض کی بجاآوری اور ارادہ کی تکمیل مین سرگرم ہون۔ معزز ہمدردون کو لازم ہو کہ فوراً درخواست خریداری روانہ فرماوین۔ پانسو درخواست آنے پر فوراً کام جاری کردیا جاویگا۔ اور یہ خدا کا بیش قیمت اور انمول کلام اس نئی ترتیب کے لباس مین نذر قوم کیا جاویگا۔
(رفیع الدین احمد سعدی کاکوروی)

حسن ۔ حضرت سعدی کاکوروی کا مضمون بالا جو ہمارے پاس بغرض اشاعت پہونچا بجنسہ درج کردیا گیا۔ راقم مضمون نے اختلاف کے وجوہ بیان نہین کئے اور نہ موجودہ مرتب قرآن مجید کی صاف طور سے برائیان بیان کین۔ جسے شاید کسی آیندہ زمانہ کے لئے اٹھا رکھا ہو۔ ہمسے درخواست اظہار رائے کی گیئی مگر ہم نہین سمجھ سکتے کہ بغیر وجوہ اختلاف بیان کئے ہوے ہم اپنی مفصل رائے کیونکر دین۔ مگر اسقدر ضرور کہین گے کہ کاکوری کے سعدی صاحب شاید اسلامی مستند کتابون سے فائدہ نہین اٹھانا چاہتے انکو بعض انگریزی مصنفون سے تائید اختلاف ہوئی ہو۔ یہ سچ ہو کہ موجودہ قرآن شریف اوس ترتیب سے نہین ہو جسطرح نازل ہوا تھا بلکہ حضرت جامع القرآن کی قابل وقعت اور پائدار احسان کی عملی کوششون کا بیش بہا نتیجہ ہو۔ ہم حسب بیان بالا

یہ نتیجہ نکالنے پر مجبور ہوئے ہین کہ اس خیال کی تحریک انگریزی متعصب تصانیف سے پیدا ہوئی۔ لہذا ہم بھی مسروست مسلمانون کی مستند کتابون کو بالائے طاق رکھکر انگریزون کی تصانیف پر سرسری نظر ڈالتے ہین۔ ہمارے روبرو ایک انگریزی قرآن مترجمہ راڈول۔ ایم۔ اے۔ او سی ترتیب کا موجود ہی جسطرح شاید حضرت کاکوی نے تجویز کیا ہی۔ یعنی سورۂ علق سے شروع کیا اور سورۂ مائدہ پر ختم کیا۔ یہی تجویز کسیقدر اختلاف کے ساتھ مسر ولیم میور سابق لفٹنٹ گورنر الہ آباد کی تھی اور انھون نے اپنی کتاب لائف آف محمدؐ مین ایسا ہی ذکر کیا ہی۔ ڈاکٹر ویل کا بھی یہی مسلک ہی۔ مگر ان لوگون کو اہل اسلام کسیطرح کوئی وقعت نہین دیسکتے ان لوگون نے صرف تاریخوار ترتیب کا لحاظ رکھا ہی۔ ان متعصب عیسائیون کو موجودہ مستقل قرآن شریف مین جو اونکے لئے ایسا ہی سرمایۂ رشک و حسد ہی جسطرح ہمارے لئے فخر و عزت ایک رخنہ پیدا کرنے کی تدبیر سوجھی جس مین وہ کسیطرح کامیاب نہین ہوسکے۔ خود انگریزون مین جملہ تراجم قرآن سے سیل کا قرآن زیادہ مستند سمجھا جاتا ہی جو عربی اور اصلی قرآن کے موافق ترتیب دیا ہوا ہی اگرچہ مسلمانون کے نزدیک اسکی بھی کوئی وقعت نہین اور صاف طور سے بتلا دیا گیا کہ کئی جگہہ سیل نے معنی سمجھنے مین فاش غلطی کی ہی۔

موجودہ قرآن شریف جسکو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جامع القرآن نے ترتیب دیا کسیطرح

نازیبا نہین ہی۔ اور جو عیب مخالف کی طرف سے موجودہ تدوین مین نکالا جاتا ہی وہ عیب بمقابلہ صدہا خوبیون کے ہیچ ہی۔ قرآن سے ہمکو کوئی سلسلہ وار تاریخ بنانا منظور نہین ہی اور نہ ہمکو اس مخصوص فائدہ کی غرض سے اوس کی از سر نو ترتیب سے کوئی معتدبہ سود و بہبود حاصل ہوسکتا ہی بلکہ ہمکو ضرور ہی کہ ایک قصہ یا ایک واقعہ اور ایسے ہی اور باتون کو ایک جگہ تکمیل کے ساتھ دیکھین۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صرف اسی غرض سے مختلف مقامات سے جو سابقہ ترتیب مین تھین آیتون کو چنکر واقعات کی رو سے مسلسل کیا۔ باوجود اس ترتیب کے پھر بھی ایک موقع کی آیتون کا وجود دوسرے مواقع پر ملتا ہی مگر وہ دوسرا موقع اُن آیتون کے لئے بہ نسبت پہلے موقع کے زیادہ تر موزون تھا اور اسوجہ سے وہین مدوّن ہوئین۔

اِس ترتیب مین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کوئی آیت کوئی لفظ یا کوئی حرف کسی مقام سے نہین اُڑایا جیسا کہ فریقین کی مستند کتاب شہادت دیتی ہی۔ سعدی کا کوروی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر وہ دھبہ لگاتے ہین جو قطع نظر غیر مستند اور ناقابل التفات ہونے کے مضحکہ انگیز ہی۔ علماے عیسوی نے اپنے حتی الوسع نہایت چھان بین کرکے متفق اللفظ ہوکر موجودہ قرآن شریف کو کامل قرار دیا۔ علماے اہل تشیع بھی علی ہذا متفق ہین۔ بعض برائے نام حال کے مولویون نے محض نفسانیت اور اختلال پیدا کرنے کے لئے مسلمانان سابقین پر گستاخی سے کہ اپنی زبان سے تحریف یا کمی بیشی کا الزام

لگایا۔ ؎ ہر کس از دستِ غیب مالہ کند ✤ سعدی از دستِ خویشتن فریاد
مگر کسی طبقہ نے اون کو وقعت نہین دی۔ ہان اونپر افسوس کرنیوالے
البتہ باقی رہگئے کہ جس کتاب کے محفوظ رہنے کا غرور مسلمانون کو ہی اور جس کو قطع
نظر اپنے علماء کے ہر واقف کار شخص غیر مذہب سچے دل سے کامل اور
صحیح قرار دیچکا ہی اوسکے مخالفت مین کمزور اور رکیک دلیلین اون زبانون
سے نکلی ہین جو کہتے ہین کہ اسلام سب سے بڑا ہی مگر الحمد للہ ہم مسلمان ہین
ہم اپنے شہرت پسند دوست سعدی کا کوردی سے اس قدر ضرور متفق
ہین کہ موجودہ قرآن شریف اس ترتیب سے نہین ہی جیسا کہ حضرت ابوبکرؓ
وحضرت علیؓ وغیرہ نے سلسلہ وار جمع کیا تھا۔ بلکہ موجودہ تدوین کی جب
اشد ضرورت ہوئی تھی جیسا کہ قرآن کی تاریخ سے ظاہر ہی تو حضرت
عثمانؓ نے حضرت زیدؓ ابن ثابت سے اوسکو ترتیب دلایا۔ مگر ہم اوسکے
اس امر مین بالکل متفق نہین ہین کہ پہلی ترتیب مین سے عثمانی تدوین مین
کچھ کمی بیشی ہوئی۔ سوائے اسکے کہ آیات و سورۃ کی جگہون مین تبدیلی
کرکے ایک ضروری مناسبت باہمی پیدا کردی گئی۔ ہمکو خوف ہی کہ
حضرت کا کوردی جی سنّی مذہب اور حنفی مشرب ہونیکا دعوے کرتے ہین
اپنے مذہب مین کسی مستند عالم کو ان کو نہ پائین گے بلکہ یقیناً عیسائی یا اور
غیر مذہب کے نامور علما کو جنھین اسلام کی مقدّس کتاب مین خنہ
اندازی کرنا اپنے مذہب کی خدمت بجالانا ہی اپنا ممد و مددگار نہ پائینگے

اگرچہ غیر مذہب کی تائید یا تردید ہمارے لئے متمسک نہیں مگر چونکہ ہمنے فرض کرلیا ہی کہ اِس وادی پر خار مین سعدی کا کوروی کے قدم رکھنے کے لئے انگریزی مخمل کا فرش بچھا گیا ہی۔ اس لئے ہم ایک نامور انگریز ہی کی تحریر کا یہان حوالہ دیتے ہین۔ جی۔ ایم۔ راڈویل اپنے ترجمہ قرآن کے دیباچہ مین لکھتا ہی :۔

یہ سچ ہی کہ جس طریقہ سے زیدؓ نے (بغیر کسی قسم کی اصلاح کے) ہوے یا قرب کی آیتون کے ساتھ مناسبت پیدا کئے ہوے یا محذوف عبارت کو لکھے ہوے یا ان تفصیلی عبارتون کو دور کئے ہوے جنسے مانی اسلام پر برائی کا اثر پڑتا تھا) صرف آیتون کے جمع کرنے اور بہ تبدیل مقام لکھنے پر اکتفا کیا وہ ثابت کرتا ہی کہ اونھون نے ترتیب مین نہایت احتیاط کی۔ اور اوس مقدس کتاب (قرآن) کی نہایت تعظیم وتکریم کرتے تھے اور جو پوری کتاب کی کامل جامعیت اور معتبری ظاہر کرتا ہی۔

ہمنے بہت اختصار کے ساتھ سعدی کے مضمون پر نوٹ دیا ہی اگر کوئی صاحب زیادہ وضاحت اور تہذیب سے کوئی مستقل مضمون اِس بارہ مین لکھین گے تو ہمکو درج رسالہ کرنے مین کوئی عذر نہ ہوگا۔

ذیل کی تحریر ہمارے نوجوان امیر عالیجناب راجہ کشن پرشاد صاحب بہادر نبیرہ مہاراجہ مہاراجگان نرندر پرشاد بہادر مرحوم پیشکار سرکار عالی نے بغرض اشاعت بھیجی ہے۔ ہم شکریہ کے ساتھ درج رسالہ کرتے ہیں۔ ہم اپنے اس ملک دکن کے قدیمی امرا کے لٹریچر پر جو خاص اونکے قلم سے نکلتے ہیں خصوصیت کی نگاہ رکھتے ہیں کیونکہ یہ اونکی طبع آزمائیکا قریب قریب ابتدائی زمانہ ہے اور جہانتک ہمارے اختیار میں ہے ہم اونکی اس مہذبانہ اور حوصلہ افزا خیالات کی اشاعت کی کوشش کرینگے۔ امرائے حیدرآباد جو ضروری لیاقتوں سے بہرہ ور ہیں عام طور سے اپنے خیالات کے افشا کرنیکا کوئی موقع نہیں پاتے تھے جسکی کئی وجہیں تھیں۔ راجہ صاحب کی یہ دوسری تحریر بالکل اخلاقی ہے اور ہم اس ابتدائی خیالات کے بعد رفتہ رفتہ امید کرسکتے ہیں کہ راجہ صاحب اور کارآمد مضامین سے اپنے دوسرے ہمچشموں کو بھی ترغیب تحریر مضامین مختلفہ دینگے۔ جو اس زمانہ میں امرا کے لئے ایک بڑا جوہر ہے۔

یہ نہایت خوشی کی بات ہے کہ راجہ کشن پرشاد صاحب بہادر اپنے اوقات گرانمایہ کو بہت عمدہ مشغولیت میں صرف کرتے ہیں۔ اونکا یہ اخلاقی مضمون صاف بتلاتا ہے کہ اونکی موجودہ سوسائٹی اخلاق کی درستی پر بہت رجوع ہے جو حقیقت میں پولٹیکل۔ سوشیل اور مارل زندگیوں کی جڑ ہے۔

حسن

خیر برغیر

دنیا میں ہر مذہب کے پیشواؤں نے مختلف قسم کے عبادات الٰہی کا طریقہ نکالا ہے جو اگرچہ طرز عمل میں باہم متفرق ہو مگر مقصود اصلی ہر مصنف عبادت کا تحمید الٰہی ہے جس سے پیشوایان مذاہب نے دینی امور کی بھی اعلیٰ درجہ کی سربراہی رکھی ہے اور جو ابنائے جنس کے فائدہ رسانی میں نہایت درجہ ممد و معاون ہے مگر معمولی نظر میں عبادت کے دو بڑے شعبے ہیں اول وہ جسکا نفع ذات خاص پر محدود ہو۔ دوسرا وہ جسکا نفع ابنائے جنس کے متعدد افراد تک پہونچے۔

پہلا شعبہ مقبول اور معمول خلایق بلا امتیاز مذہب وملت ہے۔ اسی لئے ایسے شخص کو جو فائدہ رسانی خلایق پر کمر بستہ ہو کر تکمیل فرایض ذاتی پر مقدم سمجھے اور علی العموم خیر الناس من ینفع الناس کے مبارک اور موزون القاب سے یاد کرتے ہیں۔ پس خیر ایک ایسی عمدہ شے ہے کہ ہر خاص وعام کے لئے ایک نفع عظیم ہے۔ کیا دنیا کے لئے کیا عقبیٰ کے واسطے۔ دنیا کے لئے نیکنامی کا ذخیرہ ہے۔ آخرت کے واسطے توشۂ عقبیٰ۔ یہ خیر جسکا بیان ہوا کوئی مستثنیٰ خیر نہیں۔ خواہ امیر ہو یا فقیر۔ یہ ایک قدرتی بات ہے کہ خدا نے ہر ایک کے دل میں اسکا بیج بویا ہے۔ مگر افسوس ہے اور ہم ایسے ناقدرے ہیں کہ اوس کی کاشتکاری نہیں کرتے کہ جسکے نہال ہرے بھرے اور بار دار ہونے سے ہزارہا مخلوق کو نفع پہونچے۔ کہ جسکے دعاؤں کا پھل ملے اور اون اعمال حسنہ کی اشاعت عمدہ نمونہ قایم کرکے ہر طبقہ میں پھیلائیں جس شے سے ہزارہا مخلوق کو نفع پہونچتا ہے

اور اوس سے اپنی نیکنامی کا نتیجہ نکلتا ہی تو پھر کیون ایسی نیک بات پر
کمر نہ باندہین اور عزم جزم کے ساتھہ اوسکی چمک دمک نہ دکھلائین - خیر کیا ہی ؟
جس سے غیر کو نفع پہونچے - یون تو مشہور ہی کہ خیرات گھر سے شروع ہوتی ہی
اور چراغ گھر مین پہلے جلتا ہی بعدہ مسجد مین - لیکن بلا لوث اور بلا امید معاوضہ
منفعت یا خدمت - غیر ہی پر خیرات ہوتی ہی اور اصلی اور سچی خیرات درحقیقت
وہی ہی جو شخص بلا توسل کے ساتھہ عمل مین آوے - پس نفع کا پہونچانا یا پہونچنا
ایسی چیز ہی کہ جیسا چاہین نفع پہونچا سکتے ہین - اوسکے بھی کئی اقسام ہین
زر سے زور سے فعل سے قول سے - انسان کا مجموعی گروہ مختلف
حالتون کے افراد پر مشتمل ہی - اور ہر فرد کے لئے باقتضاے حیثیت شخصی تکمیل
فرایض لازمی ہی ضروریات بھی علیٰ ہذا القیاس مختلف الاقسام ہین - کہین زر
کی ناپرسانی ہوتی ہی تو فعل کی قدردانی - کہین اعمال - کہین اقوال - اس لئے
ہر شخص اپنے ذاتی حیثیت کی رو سے پابند اولے فرایض ہی اور سبکو کچھہ نہ کچھہ
ضرور کرنا ہی - زر ایک ایسی چیز ہی کہ جسکے بغیر کوئی کام آسانی سے نہین
نکلتا - اس کی جسقدر تعریف کی جاوے تھوڑی ہی - مگر زر سے نفع پہونچانا
دولتمند کا کام ہی - اس زر کے ذریعہ سے جس قسم کی نیکی اور بھلائی کرنا
چاہے ممکن ہی - جو دولتمند نہ ہو زور رکھتا ہو تو اپنے قوت بازو سے غیر کو
نفع پہونچا سکتا ہی - مثلاً کسی ضعیف کو ظالم و جابر کے قبضہ مین دیکھے اور ہلاکت
کا اندیشہ ہو تو ممکن ہی کہ اپنے قوت بازو سے اوس بیچارے مظلوم کا معاون

ہو کر مدد دے اور ظلم سے بچا دے یا ہلاکت سے نجات دے فعل سے وہ بات
ہو کہ اپنے برتاؤ کو درست کرے یعنی ہر کسی سے خواہ دوست ہو یا دشمن
خوش اخلاقی سے پیش آوے ایسی نیک چلن سے چلے کہ ہر ایک فعل اوسکا غیر
کے نزدیک مقبول ہو اور بھلائی کے ساتھ دیکھا جاوے ؎ لطف کن لطف
کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش ؎ انسان بالطبع ناقل و عامل حرکات غیر ہوتا ہے جب
کوئی فعل کسیکو کرتے ہوے دیکھتا ہے اور مستحسن معلوم ہوتا ہے تو خود اوسکو عمدا کرنے
کی تحریک قدرتی ہوتی ہے اس طرح نیک چلن حضرات اپنے معمولی طریقہ
مستحسن روش سے اپنے قرب و جوار کے ملنے والے لوگون کو نادانستہ نہایت
عمدہ اخلاقی سبق روزمرہ دیتے ہین اور وہ لوگ اسیطرح دوسرون کو جسکا
نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ تمام طبقہ مہذب اور شایستہ اعمال و خیال کا ایک مجموعہ
ہو جاتا ہے اور صدہا ملکی اور اخلاقی فائدے حاصل ہوتے ہین۔ قول کے ساتھ
بھلائی کرنا یہ ہے کہ کسیکی طرف سے کلمۃ الخیر کہدے۔ خصوص ایسے نیک باتون
کا خیال بادشاہون کے مصاحبین اور اُمرا اور مشیران باتدبیر۔ امرائے
عظام کے لئے نہایت ہی ضرور اور واجبات سے ہے۔ جو مزاج دان سلاطین
و رؤسا، متلون المزاج ہوتے ہین۔ کیونکہ اونکے ذریعہ سے ہزارہا مخلوق
خدا مستغیث مظلوم مفلس محتاجون کا کام نکلتا ہے۔ اکثر وارد مدار اونہین لوگون
کے عرض معروض پر ہے۔ علیٰ ہذا بُرائی کا اثر بھی اونہین لوگون کے باعث
ظہور مین آتا ہے۔ جب کسی مستغیث کے حق مین خواہ دولتمند ہو یا غریب مشیر اور

مصاحبین بھلائی کے لئے متفق اللفظ ہو کر کلمۃ الخیر کہتے اور اوسکی خوبیان ظاہر کرتے ہین تو ضرور حاکم وقت کے دلپر اوسکا اثر ہوتا ہی۔ کیونکہ ایک تو اونکے مراتب اعلی کی نظر سے دوسرے مشاورت اور مصاحبت کے خیال سے اونکا کہنا بیکار نہین جاتا۔ علی ہذا اگر کسیکی بُرائی اور بدی بیان کرین تو اوسکا بھی اثر ہو جاتا ہی۔ ہرچند حاکم وقت انصاف اور عدل پروری سے اوس بُرائی کو برا ہی سمجھے اور دشمنی و لگاو ٹکا خیال بھی کرے تاہم اندیشہ ہی کہ کبھی نہ کبھی اوسکا اثر پڑ جاوے۔ خاص کر اون مواقع پر جہانکے فرمانروا تابع قوانین ملکیہ نہ ہون اور ارشاد سلطانی فرمان ربانی کی طرح ناطق ہو اس لئے ضرور ہی کہ مصاحبین سلاطین راہ حق سے کبھی متجاوز نہ ہون ؎ ہر کہ خواہد آن کند کہ او گوید ✦ حیف باشد کہ جز نکو گوید۔ مگر یہ بھی اوسکے ساتھ لازم و ملزوم ہی کہ جیسے نیکی کرنے سے نیکنامی کہلاتا ہی اور اوسکا نتیجہ دونون جہان مین حاصل ہوتا ہی۔ ویسا ہی بُرائی کا انجام بھی بُرا ہوتا ہی۔ اور جزا و سزا ضرور ایک روز کے لئے موجود ہی ع نتیجہ کار بد کار بد ہی۔ خیرات بالعمل کی مثال یون ہی مثلاً کوئی اپنے سے حاجت رکھتا ہو اور وہ حاجت برآری اپنے سے ممکن نہو اور کسی غیر سے برآمد کار کی امید ہو تو حتی الامکان سعی کرے اور اوس کو فائدہ پہونچا وے = الدال علی الخیر کفاعلہ = سفارش حقیقت مین بڑی ٹیڑھی کھیر ہی جن حضرات کو مساعدت زمانہ سے افضلترین حضرات کا تقرب حاصل ہوتا ہی اونکو بہت سے موقعے حاجت روائی کے بھی

ملتے ہین مگر اس فرض کے تکمیل مین وہ بہت سی وہمی کمزوریون سے قاصر رہتے ہین کبھی خیال ہوتا ہے کہ سفارشون سے موجودہ اعزاز و تقرب مین فرق آجائیگا اور کبھی حاجتمند کے اور اپنے حیثیتون کا مقابلہ کرتے ہین کبھی اپنے ذاتی رتبہ سے کم اشخاص سے جسکو براہ راست تعلق کسی کام کے کرنے یا نہ کرنیکا ہوتا ہے سفارش کرنے مین دریغ کرتے ہین اور اپنی تضحیک سمجھتے ہین حالانکہ کسی حالت مین حضرات سفارش کنندہ کے ذات پر اوسکا اثر نہیں پڑسکتا تاہم وہ مختلف رکیک خیالات سے ایسے عمدہ مواقع کو ہاتھ سے کھو دیتے ہین اور بجاے سفارش کے بحالت لاچاری کچھ اپنے ذات سے کرو دینے پر مجبور ہوتے ہین گے برآورون کار امیدوار ہ بہ از قید بندی شکستن ہزار ہ گرہ کشائی حاجتمند کی اور بات ہے اور اپنے گرہ سے کچھ دیکر پیچھا چھوڑانا اور بات ہے — اگر بنظر انصاف تواریخ پر نظر ڈالی جاے تو معلوم ہوسکتا ہے کہ اس میدان دشوار گزار فیاضی و فائدہ رسانی مین ہر زمانہ اور ملک کے جوانمردون نے بڑے بڑے دور کی مسافت طے کی ہے۔ اور اپنے اسماے گرامی روزگار کے صفحات لیل و نہار پر بہ آب زر لکھہ گئے ہین۔ چونکہ مجھکو یہان مختصر مثالین دینا منظور ہین اور پرانی ضرب المثال سے دل بھر گیا ہے اس لیے یہ تھوڑے تاریخی واقعات پر اکتفا کرتا ہون۔

(۱) سر ولیم میور لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی کے بھائی نے اپنی تمام جایداد کو مرنے کے وقت تعلیم اہل وطن کے لئے وقف کر دیا تھا جو دس پندرہ

لاکھ سے زیادہ شمار کی جاتی ہے۔

(۲) زمانہ گزشتہ مین زبیدہ خاتون خلیفہ ہارون رشید نے مسافرین عرب اور حجاج بیت اللہ وزایرین مدینہ منورہ وعتبات عالیات وغیرہ کے لئے جہان پانی نہ ملنے کی وجہ سے ہزارون جانین تلف ہوا کرتی تھین اور مصیبت اوٹھاتے تھے ایک وسیع نہر تعمیر کی جو آجتک تشنہ کامان قوافل حجاج خاتون کے فیضانہ خیر ونعم رسانی سے شیرین کام ہین۔ چنانچہ حال کی بات ہے جو صفحہ پیشین پر یادگار رہے گی:۔ کہ نواب کلب علیخان مرحوم والی دارالریاست مصطفےٰ آباد عرف رامپور نے بھرمذکور کو جو بسبب امتداد زمانہ دراز کے شکست ہو کر ترمیم طلب تھی اور جس سے حجاج وغیرہ کو اکثر دقت دستیابی آب ہوا کرتی تھی ایک لاکھ روپیہ سے زاید جیب خاص سے اعانت اوس بھر کی مرمت کی فخریۂ اخبار مین یہ بھی ایک مثال چھوڑ گئے:۔ کہ جامع مسجد دہلی جو مرمت طلب تھی اوسکے لئے پانچ لاکھ روپیہ وقف کر دیا۔

(۳) اسی ملک دکن کی تاریخ مین۔ خواجہ جہان وزیر سلاطین بہمنیہ کا نام بھی بڑی عزت سے لیا جاتا ہے:۔ جسنے علاوہ فرایض منصبی وزارت کے اپنی کل جائداد کی آمدنی سے ایک عالیشان مدرسہ بنایا۔ اور بڑے بڑے علمائے کامل کو طلب کیا جس مین ایک مولانا جامی علیہ الرحمہ بھی ہین (؟) اور کئی ہزار طلبا کا تکفل مع خورد وپوش کیا جاتا تھا۔ اہل تاریخ نے لکھا ہے کہ تین لاکھ سے زیادہ اوس مدرسہ کا خرچ تھا اور بنائے عمارت مدرسہ مین بھی قریب

کروڑ روپیہ کے صرف ہوا تھا۔ چنانچہ آجتک وہ عمارت اپنے بانی کی یادگار اور اوس کی فیاضی اور ہمدردی پر گواہ اور صادق ہی۔ انتہاے ہمدردی کے لئے کیا یہ امر کافی نہین کہ ایک شخص جسنے منصب وزارت دکن کو تین پادشاہون کے زمانہ مین ادا کیا اور جس ملک کی آمدنی سات کرور سے زیادہ اندازہ کیگئی ہو اوس کی وفات کے وقت صرف چند دیگہا ئی مسی اور فرش مدرسہ اور کچھ قلیل سرمایہ مدرسہ کے خرچ کا باقی رہگیا تھا۔ باقی کل اوس نامور وزیر کی آمدنی بہبودی اہل ملک و نیکنامی دارین ہی مین صرف ہوگئی۔ اسیطرح اور ونکے خصائل ذمیمہ جو بدنفس جفا جو بدخوی بھی ہوے ہین۔ جن سے زمانہ خود الامان کہتا تھا اور تنگ آگیا تھا اونکا مختصر حال بیان کرنا خالی از لطف نہین ہی۔ یون تو بہت سارے اسکے واقعات مل سکتے ہین۔ مگر مین اسی خطۂ دکن کے سلاطین ماضیہ کے ایک پادشاہ کا ذکر کرتا ہون۔ یعنی سلطان ہمایون شاہ ظالم جو سلاطین بہمنیہ کے سلسلہ مین تھا۔ بلا تخصیص جرم و گناہ ہزارہا مردم کو تہ تیغ بیدریغ کرتا تھا۔ علی الخصوص اکثر سادات۔ اور اونکی اولاد صغار و عورات کو معرض ہلاکت مین ڈالتا تھا مورخین نے لکھا ہی کہ آخر ظلم و قتل و بیرحمی سے اوسکے یہانتک نوبت پہونچی کہ اسیر دام نفس امارہ ہوکر اہل و عیال برہا یا پردہ وہ بدافعالی کی کہ جسکا ذکر نہ بان قلم کی تہذیب سے باہر ہی۔ ایک مورخ لکھتا ہی کہ اوس پادشاہ کا ظلم یہانتک پہونچ گیا تھا کہ اہل دربار و مصاحبین خاص جو حاضر

ہوتے تھے وداعی رخصت ہوکر وصیت ضروری کردیتے تھے۔ اور جو واپس آتے تھے تو زندگی تازہ سمجھتے تھے۔ صرف ایک ہی لفظ سے اوسکے ظلم کا اندازہ ہوسکتا ہے جس سے زمانہ کے تاریخی صفحات پر اوسکا نام ظالم پکارا گیا اور مشہور ہے جو کبھی کسیکے مٹائے سے مٹ نہیں سکتا۔ مولانا نظیری اوس وقت کے شاعر نے اوس ظالم بادشاہ کی جو تاریخ وفات لکھی ہے اوس سے اوسکے تمام رعایا اور اہل ملک کے خیال کا قیاس معلوم ہوجاتا ہے وہ اوس کی مرگ کو جبکہ اوس کا بیٹا سلطان محمود شاہ سریر سلطنت پر حکمران تھا۔ مرگ ہمایون سے یاد کرتے تھے

قطعہ تاریخ　ہمایون شاہ مرد و رحمت عالم ٭ تعالی اللہ زہے مرگ ہمایون ٭
جہان پر فروق شد تاریخ فوتش ٭ بہم از فاروق جہان آرید بیرون ٭

کیا خیر کیا شر جو کچھ ہے زندگی کے ساتھ تعلق ہے۔ جب انسان اس دنیاے فانی سے گزرتا ہے یہی دو باتیں چھوڑتا ہے۔ خیر و شر۔ جو باخیر ہوگا اوسکا نام خیر کے ساتھ لیا جاویگا جو باشر ہوگا اوسکا نام نامی برائی کے ساتھ لیا جاویگا۔ تاریخ پچھلے کارناموں کا آئینہ اور مابعد زمانہ کا اتالیق ہے وہ اخیار و اشرار کا ایک مرکب مجموعہ کہلاتا اور عبرت انگیز منظر سامنے کرکے ہدایت نیک کرداری کی کرتا ہے اور جن لوگوں نے اپنی چلتے آتش فتنہ و فساد برپا کی یا دیدہ و دانستہ حق العباد پر دست ظلم دراز کیا یا کسی نہ کسیطرح خلق آزاری و ایذا رسانی کی اون کے بدنتائج انتباہاً ہمارے آنکھوں کے روبرو پیش کرتا ہے۔ تواریخ کے دیکھنے سے یہ بات ثابت ہے کہ اہل روما اور یونان میں پہلے کیسے کیسے خوبیان اور خصلتیں تھیں کہ عوام

کی طرف نیکی اور نفع رسانی کا خیال ہوتے ہوے اپنی قوم اور ملکیونکو نفع پہونچانے مین نہایت مستعد تھے۔ اور بھلائیکا عزم جزم ایسا تھا کہ کسیطرح پست نہ ہوا تھا۔ مگر افسوس ہے اور قیامت کی بات ہے کہ اب وہ شجر خیر غفلت کی آگ سے جل رہا ہے اور بے آبی اور بیخبری سے خشک ہونیکے قریب پہونچا ہے۔ اگر ہم خیال کرین کہ وہ کوئی اور انسان تھے۔ اور ہم کوئی اور ہین۔ نہین۔ وہی انسان ہم بھی ہین۔ مگر اونکے پُرزے قول وفعل جرأت وہمت یہ سب نیکی اور بھلائی کرنے مین صرف ہوا کرتے تھے اس لئے وہ اونہین تک زندہ ہا اب چونکہ ہماری غفلت اور جہالت اور کم جرأتی اور کم ہمتی نے ایسا ہمکو مجبور کر رکھا ہے جیسے ایک توانا اور قوی خم جسم کا اچھا خاصہ شخص گرسنگی سے جان بلب ہو رہا ہے اور پکانے پر حس وحرکت کرنے کی خواہش کرتا ہے۔ لیکن گرسنگی کا غلبہ ایسا اوسپر طاری ہے کہ وہ ہل نہین سکتا اور نہ کچھ اوس سے ہو سکتا ہے۔ اس طور سے اب وہ عزم خیر مُردہ ہوتا چلا۔ غرض ان واقعات متذکرہ سے معلوم ہو سکتا ہے کہ دنیا ایک میدان ہے جو کھرے کھوٹے اچھے بُرے سخی بخیل ہمدرد وخود غرض وضیع وشریف خلیق وبدخلق مین امتیاز کر دیتی ہے اور اچھی طرح سے زمانہ کی دوربین لگا کر دیکھیے تو یہ شعر بڑے بھاری قلم سے نورانی حرفون مین لکھا ہوا نظر آتا ہے ؎

ہر آنکہ تخم بدی کشت وچشم نیکی داشت دماغ بیہودہ پخت وخیال باطل بست

کشن پرشاد عفی عنہ

اسپین اور اہل عرب

آج اتنا قریب قریب سب ہی جانتے ہین کہ آٹھ سو برس تک ملک اسپین مین مسلمانون کی حکومت بڑی شان و شوکت اور رعب و جلال سے قایم رہی مگر یہ شاید بہت کم لوگ جانتے ہونگے کہ اس سلطنت کے اصول کیا تھے اور وہانکے اولوالعزم شہنشاہون نے خود کیسی ناموری حاصل کی اور اسلام کو کیا کیا ترقیان دلائین اس قسم کے واقعات کا معلوم ہونا کتب خانۂ تواریخ پر منحصر ہی۔ مگر افسوس اردو مین ابھی تک　　تاریخ کی کوئی کتاب موجود نہین ہی کہ ہم ذرا تفصیل کے ساتھ اپنے مذہبی کارنامون سے واقف ہوسکین۔ اگر یہ سامان ہی تو عربی مین یا انگریزی مین۔ عربی اول تو لوگ کم سمجھ سکتے ہین۔ اور جو سمجھنے والے ہین تو انکو وہ کتابین دیکھنا بھی نصیب نہین ہوتین جن سے اون واقعات کا کچھ پتہ لگے جن کی آجکل ضرورت ہی۔ انگریزی مین اسپین کی بہت سی تاریخین ہین مگر اہل عرب اور مسلمانون کی حکومت کا حال جس تفصیل سے کانڈی نے لکھا ہی اور کسی تاریخ مین کم ہوگا۔ اول تو یہ تاریخ خود ہماری عربی تاریخون سے انتخاب کرکے لکھی گئی ہی دوسرے یہ کہ کانڈی خود اسپین کا رہنے والا ہی اوسکو تمام مورخون سے اس بات کا زیادہ موقع ملا ہوگا کہ مورخون کے دعوؤن کی تحقیقات خود اپنے وطن کی سرزمین سے بھی کرالے۔ کیونکہ زمین اسپین کا ہر ہر حصہ اسلامی تاریخ کے بہت سے واقعات اپنی زبان حال سے بتا رہا ہی۔ علاوہ براین سب سے زیادہ لطف کی بات یہ ہی کہ کانڈی کا جب لی تعصب موج یورپ

مین جسقدر چاہیے ڈھونڈ ہیے بہت کم نظر آئیگا —

یہ تاریخ تین جلدون مین ختم ہوئی ہی - اور ہر جلد تقریباً (۴۰۰) سو سے کچھ کم و زیادہ صفحون پر تمام ہوگئی ہی - اور پوری تاریخ صرف اسلامی حکومت کے حالات مین ہی —

صرف اس تاریخ کی وقعت ظاہر کرنے کے لئے دو لڑائیون کا حال ہم اپنے طور پر اس کتاب سے نقل کرکے لکھتے ہین :- ایک تو پہلی لڑائی جس نے اسپین کی قسمت کا فیصلہ مسلمانون کے حق مین کیا تھا - دوسری وہ پچھلی لڑائی جس نے عربون کو مایوسی کے ساتھ تخت و تاج اسپین سے جدا کرنا کیسا بلکہ مین اسپین سے رخصت کیا تھا - دونون لڑائیان اپنے موقع پر نہایت لطف کی اور نہایت ہی مؤثر ہین —

سنہ ۹۱ ہجری زمانہ خلافت ولید بن عبدالملک مین والی افریقہ موسی بن نصیر نے دارالخلافت دمشق سے منظوری حاصل کرلینے کے بعد کچھ فوج اپنے غلام طارق بن زیاد کے سپرد کی اور حکم دیا کہ اوس اسا سے اوتر جائے جو درمیان مین حائل ہی اور بلاد اسپین مین جہاد شروع کرے - طارق نے سمندر سے اوترتے ہی اوس پہاڑی پر قبضہ کیا جو آجتک اوسکی جانب منسوب اور جبل الطارق کے نام سے یاد کی جاتی ہی —

ان دونون گوتھک نسل کا شاہ وان راوق اسپین مین حکمران تھا جس کے افسر کو تدبیر نے اس شکست کے بعد جو خط شاہ راوق کو لکھا تھا وہ ایک

---

* اس تاریخ کا ترجمہ اردو ہمارے پریس مین شایع ہوگا چار جلدون مین قیمت فی جلد ۴ —

مرثیہ تھا جو سلطنت اسپین کے اسباب زوال دیکھکر لکھا تھا۔ یہ خط دیکھتے ہی شاہ راذق کے ہوش اوڑ گئے اوس نے لڑائی کا سامان شروع کیا۔ لوگون مین قومی جوش پیدا کرکے اتنی فوج جمع کرلی کہ شاہی خزانہ کے آسلحہ اوس کے لئے کافی نہ ہوئے تھوڑے ہی عرصہ مین کچھ زیادہ نوے ہزار فوج خاص گوتھک جھنڈے کے نیچے جمع ہوگئی۔ اسلحہ کی کمی سے یہ انتظام کیا گیا کہ اگلی اور پچھلی صف والے زرہ بکتر اور چار آئینہ وغیرہ سے آراستہ تھے اور اونکے ہاتھون مین حسب رواج تک تیر کمان اور منجنیق ہی تھے۔ ڈھال اور تلوار اور تبر سب کے پاس تھے اور جنکے پاس تلوارین نہ تھین اونکے ہاتھون مین چھوٹے چھوٹے ہتوڑے اور تیر اور لاٹھیان تھین یہ فوج بڑے تزک و احتشام سے مسلمانون کے مقابلہ کو روانہ ہوئی تمام اعیان سلطنت اور رؤساے ملک شاہی جھنڈے کے نیچے تھے اور بادشاہ کے غیرت دلانے سے ایسا جوش سب کے دلون مین پیدا ہوگیا تھا کہ گویا انمین سے ہر شخص عربون کے خون کا پیاسا تھا۔ جاتے جاتے یہ فوج سدد نیا کے میدان مین پہونچی۔ طارق کو جب بیشمار فوج کا حال معلوم ہوا تو بھی اوسکے استقلال مین کوئی ذرا بھی فرق نہ آیا۔ طارق کی ہمت فقط اس خیال سے مضبوط رہی کہ عرب شمار مین جتنے کم ہین بہ اعتبار بہادری و استقلال بدرجہا اس سے زیادہ بڑھے ہوئے ہین۔ مگر طارق نے اب یہ انتظام کیا کہ مسلمانون کے گروہ جو ادھر اودھر کے اضلاع پر تاخت و تاراج کررہے

تھے اور ہر طرف قبضہ کرتے چلے جاتے تھے اون سب کو ایک جھنڈے نیچے جمع کر لیا۔

اِن تمام کوششوں سے عربی نشان کے نیچے بیس ہزار سے کچھ زیادہ فوج جمع ہو گئی۔ کیونکہ اس لڑائی مین ایک ایک مسلمان کے مقابل چار چار اہل اسپین تھے۔ اِن بیس ہزار عربون کو لیکر طارق شاہ راورق کے مقابلہ کے لئے آگے بڑھا۔

میدان غاولیب مین دونون فوجون نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ اہل اسپین بڑی حسرت سے دیکھہ رہے تھے کہ افسوس یہی لوگ ہمین اپنا غلام بنانے اور ہماری زمینون پر قبضہ کرنے کے لئے آئے ہین۔ مسلمان اپنی کمی اور اس دشمن کے دریاے مواج کو دیکھہ دیکھہ تقدیر کا دامن پکڑ لیتے تھے کہ دیکھئے یہ کس کے حق مین فیصلہ کرتی ہے مگر پھر اپنی بہادری اور اپنے استقلال کا خیال کر کے تازہ دم ہو جاتے تھے۔

جس روز دونون فوجون کا سامنا ہوا ہے اتوار کا دن تھا۔ اور ماہ مبارک رمضان المبارک کے ختم ہونے کو صرف دو روز باقی رہگئے تھے۔ دونون فریق کے ہجوم سے زمین کانپنے لگی۔ قرنا اور طبل اور صدہا قسم کے جنگی باجون کی آوازین ہوا مین گونج رہی تھین۔ اور گویا جان فروش فوجین اپنی ناموری کی بات پر آپ ہی مبارکباد کے شادیانے بجا رہی تھین۔ رات تو ایک بیقراری کے انتظار مین گذری آخر صبح ہوئی۔ دونون فوجین

شاید رات کے اندھیرے مین آرام سے ہو گئی تھیں۔ کہ تڑکے ہی دونون طرف سے حملہ ہوا۔ اور عرب واہل اسپین دونون اشعار رجز پڑھتے ہوئے ایک دوسرے پر جا پڑے۔ ایک وضع اور ایک ہی رنگ سے شام تک چلا کی۔ نہ کوئی دل ہارنا تھا اور نہ کوئی تھکنے کا نام لیتا تھا۔ کچھ آسمان ہی کو دونون کی جانبازی پر ترس آگیا کہ اوسکے پہلو بدلتے ہی رات نے دونون فوجون کو جدا کر دیا۔ مگر اللہ رے ذوق وشوق کہ دونون طرف کے سپاہیون نے ساری رات میدان جنگ ہی مین گزار دی کہ اب فیصلہ ہی کر کے فرودگاہ کو جائین گے۔ بڑے استقلال کے بعد جنگ آزماؤن نے صبح کی۔ ادہر مسلمان نے سحری کھانے سے فراغت پائی۔ اُدہر آسمان پر سفیدہ صبح ظاہر ہوا۔ اور دونون فوجون کے سپاہی تیرون کی طرح ایک دوسرے کی طرف دوڑے۔ آج بازار جنگ کل سے زیادہ گرم تھا۔ مگر لڑتے لڑتے آج بھی شام ہو گئی مگر قسمت نے کچھ بھی فیصلہ نہ کیا۔ چاہتے تو نہ تھے مگر رات نے مجبورا دونون کو جدا کیا۔ تیسری صبح کو طارق سپہ سالار فوج عرب تڑکے اوٹھا۔ دیکھا تو تھکے ہوئے اہل عرب آج اوس گرمی سے اپنی صفین نہین درست کرتے ہین جسا کہ پہلے دو روز تک ہوا کیا تھا۔ یہ دیکھ کے طارق کے دل مین خیال گزرا کہ شاید مسلمانون کی صفون مین کچھ فرق آگیا ہے اور اونکے دل ٹوٹ گئے ہین۔ گھوڑے پر سوار ہو کر وہ اپنی صفون کے آگے آیا۔ ادہر اودہر صفون کے برابر گھوڑا دوڑاتا چلا گیا اور پھر عین وسط مین ٹھیر کر اپنے سوارون کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا "اے اہل اسلام! اگر

فاتحان ارضِ مغرب! اگر بھاگ کے جانا چاہو تو کہاں جاؤ گے؟ یون بے پیچھے سمجھے بھاگنے کا کیا انجام ہوگا؟ تمہارے سامنے یہ دشمن ہین! تمہارے پیچھے دیکھو سمندر ہے! اس غیر سرزمین پر تمہارا کوئی مددگار کوئی پناہ دینے والا نہین ہے! ہان اگر تمہین مدد مل سکتی ہے تو دو چیزون سے یا تو خود تمہاری جرأت و بہادری تمہاری مدد کر سکتی ہے اور یا وہ سب کا مددگار خدا ہو سکتا ہے۔ بڑھو! اے بہادرو بڑھو! اے مسلمانو بڑھو! دیکھو جو کام تمہارا سردار کرے تم بھی کرو" یہ کہہ کے طارق نے گھوڑے کو ایڑ بتائی اور ایک جاندار تیر کی طرح اہل اسپین کی صفون پر جا پڑا جو آگے آیا اوسے مار کر گرا دیا۔ جو دہنے بائین راستہ مین پڑا اوسے کاٹ کر ڈالا یون نہین مارتا اور کاٹتا خاص گوتھک جھنڈے کے نیچے پہونچگیا۔ وہان شاہ راورق تزک و احتشام سے کھڑا ہوا تھا اوس کی وضع اور لباس اور اوسکے گھوڑے کے ساز و سامان سے طارق نے پہچان لیا کہ شاہِ اسپین یہی ہے۔ اتنا جانتے ہی طارق نے بڑھ کے ایک نیزہ مارا۔ اور ایک ہی کاری ضرب مین شاہ راورق کو گھوڑے سے مار کر گرا دیا۔ مسلمان سپہ سالار نے اسی پر اکتفا نہین کیا بلکہ نہایت پھرتی سے راورق کا سر کاٹ کے اپنے نیزے پر رکھ لیا اور زور سے تکبیر کہہ کے حملہ کر دیا۔ اس وقت اہل اسپین مخبوط الحواس ہو رہے تھے اون کو بن نہین آتا تھا کہ کیا کرین۔ ادھر مسلمانون نے طارق کی یہ جرأت دیکھ کے زور سے حملہ کیا اور اسپین والون مین سے جو سامنے آیا قتل کیا۔ اہل اسپین بڑی بے سروسامانی سے بھاگے۔ اور مسلمانون نے میدانِ جنگ سے بہت دور دور تک تعاقب کر کے

قتل کیا۔ آجتک کوئی اندازہ نہین کرسکا کہ اُس لڑائی مین کتنے آدمی قتل کئے گئے۔ صرف خدا ہی کو معلوم ہے کہ اونکا شمار کسقدر ہے۔ صدہا سال تک اوس میدان مین مُردون کی ہڈیان پڑی رہین۔ اور عرصہ تک گِدّون کا ہجوم رہا کیا۔

میدان عادلیت کی فتح ۱۰ شوال ۹۱ھ کو ہوئی جس کے بعد مسلمانون کا قدم سرزمین اسپین مین جم گیا۔ اور بڑھتے بڑھتے وہ ملک فرانس کی سرحد تک سرزمین طے کر گئے۔ اور آٹھ سو برس تک وہان کا جھنڈا بڑی شان و شوکت سے قایم رہا۔ پہلی لڑائی تو تمام ہوئی اب ہم اوس پچھلی لڑائی کا ذکر کرتے ہین۔ جب قسمت نے اِس سرزمین کی حکومت کا مسلمانون کے خلاف فیصلہ کیا ہے۔

مسلمانون نے جسوقت اسپین کو لیا تھا۔ اوسوقت تمام دارالخلافہ قرطبہ قرار پایا تھا۔ مگر جسوقت یہ ملک اونکے قبضہ سے نکلا ہے اوسوقت باہمی مخالفتون اور عداوتون کی وجہسے وہ حکومتین الگ قایم تھین۔ اور اونکے قبضہ مین بھی بہت تھوڑی ہی زمین تھی۔ کیونکہ دوسرے کی لڑائی اور عداوت مین عرب کی قوت اس درجہ ٹوٹتی گئی کہ شاہ کیسٹل ایک حکمران عیسائی کی قوت ترقی کرتی گئی۔ اور روز بروز اکثر بلاد عربون کی حکومت سے نکل نکل کر مسیحیون کے قبضہ مین ہوتے گئے۔ آخر شاہ کیسٹل نے دونون کو لڑاکے ایک ہی قوت باقی رکھی جسکا دارالسلطنت غرناطہ تھا۔ غرناطہ کے تخت پر پچھلا حکمران محمدؐ ابو عبداللہ الزغیر تھا ابو عبداللہ ایسا پست ہمت اور دل ہار دینے والا شخص تھا کہ تقدیر کو اوس کا ہم کے

لئے اوس سے زیادہ مناسب کوئی حکمران نہین مل سکتا تھا کہ اسلامی دولت کو زوال پہونچایا جاے اور تمام واقعات جو قوت کر گھٹانے کے لئے شاہ کیسٹل کے ظہور مین آئے اون کے بیان کرنے کی ہمین اسوقت کچھ ضرورت نہین۔

غرض ۸۹۷ھ ہجری کے ابتدائی مہینون مین اہل غرناطہ اور تمام رعایاے شاہ عبداللہ الزقیر پر لڑائی کی ہیبت طاری ہوگئی۔ وان فرنندو شاہ کیسٹل چالیس ہزار پیادے اور دس ہزار سوارون سے اضلاع غرناطہ مین داخل ہوا۔ اور بڑھتے بڑھتے آکے خاص دارالخلافت غرناطہ کا محاصرہ کرلیا۔

محمد ابوعبداللہ الزقیر نے گھبراکے اپنے شہر کے تمام عمائد اور بہادرون قاضیون اور فقہا کو جمع کرکے اس بارہ خاص مین اونسے مشورہ کیا۔ مشہور و معروف قصر حمرا مین یہ لوگ جمع ہوے تھے۔ وزیر ابوالقاسم عبدالملک نے اُٹھ کے پہلے اس بات کی کہ ہمارے پاس غلہ وغیرہ کسقدر ہے تاکہ معلوم ہو کہ محصور رہکے ہم کب تک لڑسکتے ہین۔ اس نے بتایا کہ جو کچھ غلہ اور سامان امرا اور تاجرون کے پاس ہے اوسکے علاوہ خاص شاہی کمیسریٹ مین اسقدر ہے۔ پھر ایک رجسٹر پیش کیا جس سے معلوم ہوا کہ فوج شاہی کے علاوہ ہمارے شہر مین اتنے لوگ ہین جو اسلحہ سے کام لے سکتے ہین۔ یہ رپورٹ پیش کرکے وزیر ابوالقاسم کہنے لگا۔ مین جانتا ہون کہ ان لوگون کا شمار بہت زیادہ ہے مگر یہ لوگ ہمارے کس کام آسکتے ہین؟ ان کی مسلح بندی سے سلطنت کو کچھ فائدہ نہین پہونچ سکتا ہے۔ ان لوگون کا یہ حال ہے کہ صلح و امن کے زمانہ مین تو بڑے بہادر نظر آتے ہین اور اونچے بنے پھرتے ہین

مگر لڑائی کے وقت اِدھر اُدھر دیکھنے لگتے ہیں جب اِن لوگوں کا یہ حال ہے تو سوائے اِسکے کہ ہمارا کھانا اور ہمارا سامان رسد غارت کریں اور کس کام آئیں گے۔ یہ خوراک ہمارے تجربہ کار سپاہیوں کو دیجائے تو اونکے دل قوی ہونگے اور وہ اطمینان سے مقابلہ کرسکیں گے" یہ تقریر سنتے ہی بہادر سردار فوج موسیٰ بن ابی نصانی طیش میں آکے اُٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔ "نہیں نہیں ہمکو اِن لوگوں کی جانب سے کسی قسم کی بے اعتمادی نہیں ہے۔ اگر ہم انہیں عقلمندی اور ہوشیاری سے لڑائینگے تو یہ لوگ بڑے کام آئینگے۔ ہمارے وہ بہادر سوار جنہیں فوج اندلس (اسپین) کے باغ کا پھول کہنا چاہیئے۔ ہمارے وہ پیادے جو سواروں سے بھی اچھا کام دیتے ہیں۔ ہماری وہ جنگ آزمودہ فوجیں جو لڑائی کی مصیبتیں برداشت کرنے کی عادی ہورہی ہیں۔ کچھ انہیں پر ہماری قوت کا دارومدار نہیں ہے بلکہ اون سب کے علاوہ ہم اپنی وفادار رعایا میں سے چُن کر بیس ہزار ایسے نوجوان میدان جنگ میں کھڑے کردیسکتے ہیں۔ جنکے دلوں میں لڑائی کی آگ بھڑک رہی ہے۔ وہ لوگ اِس لڑائی میں تجربہ اُٹھا کے بڑے بڑے عمدہ سپاہیوں سے اچھا کام دے سکیں گے۔ تم دیکھ لینا کہ آزمودہ کار اور بہادر سپاہیوں کی طرح انھوں نے نہایت بہادری سے اپنے سینے دشمن کے سامنے کردیئے۔"

یہ سُنکر محمد ابو عبداللہ الزقیہ شاہ غرناطہ تمام اعیان دولت کی طرف خطاب کرکے کہنے لگا "اے عمایدِ غرناطہ! تمہیں سب سلطنت کے ممبر ہو۔

خدا نے چاہا تو ہم تمہاری ہی مدد سے اُن تمام باتون کا انتقام لین گے جو ہمارے اسلام کو برداشت کرنا پڑی ہین ۔ ہمارے قرابتدارون اور دوستون کی جانکا بدلہ ہماری عورتون کی تباہیکا معاوضہ اب تمہارے ہی ہاتھ ہی ۔ مین اس معاملہ مین کچھ نہین کرسکتا ۔ صرف تمہاری ہی بہادری پر منحصر ہی ۔ اب شہر کی حفاظت اور ہماری آزادی کا بچانا تمہارا ہی کام ہی ۔"

تمام شیوخ غرناطہ اس شاہی اسپیچ (تقریر) کو سُن کے روانہ ہوئے کہ لڑائیکا سامان کرین ۔ رسد اور ہر قسم کی ضرورتون کا اہتمام وزیر ابوالقاسم نے اپنے ذمے لیا ۔ اور حکم دیدیا کہ جتنے لوگون کا نام رجسٹر مین لکھا ہی سب اسلحۂ جنگ سے آراستہ ہوکر حاضر ہون ۔ سردار موسی بن ابیل الغسانی سپہ سالار فوج قرار دیا گیا ۔ شہر کی حفاظت اور نگہداشت اُسنے اپنے ذمے لی ۔ موسی غسانی کے ماتحت تعلیم بن رضوان ۔ اور اوسکے ماتحت محمد بن زیاد اور عبدالکریم الصغرا افسران فوج مقرر کئے گئے ۔ شہرپناہ کی حفاظت انہین لوگون کے سپرد تھی مختلف اطراف مین حسب ضرورت یہ سب لوگ مامور کردیئے گئے تھے ۔ القصہ اور سرخ برجون کی گڑھیان اونھین قاضیون کے قبضہ مین رکھی گئین جو پیشتر سے اونپر حکمران تھے ۔

اِس مین کوئی شک نہین کہ اِسوقت اسپین بھر مین صرف ایک شخص تھا جسکی ہمت ۔ شجاعت ۔ غیرت ۔ تمام باتونپر صرف اوسی زمانہ مین نہین بلکہ اسپین کو اپنی پوری آٹھ سو برس کی اسلامی سلطنت مین ناز ہوسکتا ہی ۔ وہ یہی موسی

غسانی تھا۔ اوسنے بڑی بہادری سے شہر غرناطہ کی نگہداشت کی۔ اوسنے شہر کے پھاٹک پہلے مہینے مین بند رکھے۔ اور لڑائی یون جاری رہی کہ شاہ کیسٹیل کے جو گروہ لڑنے کو آتے تھے۔ اونکے مقابلہ کے لئے روزانہ تین ہزار شہر سے باہر نکلتے تھے۔ اِن سوارونکے پہونچنے مین دوسری غرض موسیٰ کی یہ تھی کہ قرب و جوار کے کوہستانی اضلاع سے جو رسد شہر غرناطہ مین آیا کرتی تھی۔ وہ حفاظت سے نکال لائی جاے۔ موسیٰ نے ایکبار اس مہم پر سردار محمد ظہیر الدین عطار کو روانہ کیا۔ محمد ظہیر الدین پندرہ سو سوارون کو لے کے پہاڑون کی جانب روانہ ہوا۔

شاہ کیسٹیل کی طرف سے متواتر فوجین آتی تھین۔ اور محمد ظہیر الدین بڑی جرأت اور شجاعت سے پسپا کر دیتا تھا۔ اسمین کوئی شک نہین کہ ان لڑائیون مین بہت سے بہادر مسلمان نذرِ اجل ہوگئے۔ مگر شاہ کیسٹیل کے سپاہیون کا نقصان اِس سے بدرجہا بڑھا ہوا تھا۔ قصبہ پٹال کے قریب محمد ظہیر الدین نے ایک سخت مقابلہ کیا۔ مگر باوجود ان سب باتون کے اصل مین شاہ کیسٹیل کے لوگون نے غرناطہ والون کو بہت نقصان پہونچایا تھا۔ کیونکہ تمام کوہستانی مقامات جہانسے غرناطہ مین رسد آیا کرتی تھی عیسائیون نے تاخت و تاراج کرکے تباہ کر دیئے اور اسیوجہ سے بارہا اِن مقامات مین دونون طرف کی فوجون کا مقابلہ ہوگیا مگر نتیجہ اِن لڑائیون کا یہی ہوا کہ اُن تمام مقامات مین خون کا سیلاب آگیا اور زمین کشتون یا دم توڑنیوالے زخمیون کی لاشون سے پٹ گئی۔

بہادر سپہ سالار غرناطہ موسیٰ غسانی خود ایسا جانباز تھا اور اسکے ہمراہی سوار ایسے بہادر تھے کہ اوس شاہ کیسٹل کے ہمراہیون کو سستانے یا دم لینے کی مہلت بہت کم دیتے۔ ان سوارون کی مرکہ آرائیون اور سخت حملون سے عیسائیون کے دل مین رعب بیٹھ گیا۔ خود موسیٰ ایک شجاع تھا کہ بارہا اُسنے اپنے گھوڑے کو ایڑ بتائی اور ماتا قتل کرتا ہوا دہشت زدہ ہمراہیان شاہ کیسٹل کے لشکر گاہ تک گھسا چلا گیا۔ اور بہتون کو اپنے نیزے سے مار کر گرا دیا۔ حتی کہ بعض عیسائی خاص اپنے خیمے کے سایہ مین اوسکے ہاتھ سے مارے گئے۔ مسلمانون کے اور سردارون نے بھی ایسی ہی بہادری دکھائین۔ غرض ان لڑائیون سے غرناطہ کے سوارون نے ثابت کردیا کہ اپنے قدیم فاتح بزرگون سے شجاعت مین وہ کسیدرجہ بھی کم نہین ہین۔

مسلمانون نے اپنے حملونسے اسقدر عاجز کردیا کہ مجبوراً اہل کیسٹل نے اپنی حفاظت کے لئے اپنے لشکر گاہ کے گرد ایک دیوار سی کھینچ لی۔ اور چونکہ دیوار کی مضبوطی پر اعتبار نتھا۔ اسلئے اوسکے نیچے چارونطرف کھائی بھی کھدوالی۔ جس سے یہ کہنا چاہیئے کہ محاصرہ کرنیکے عوض شاہ کیسٹل کی فوج خود محاصرہ مین آگئی۔ مگر عیسائی بھی بڑی جرات سے مقابلہ کررہے تھے۔ لڑجھگڑکے پھر اونھون نے غرناطہ کا محاصرہ قایم کرہی لیا۔

موسیٰ بن ابیل نے اہل کیسٹل کی یہ کارروائی دیکھکے بادشاہ ابوعبداللہ الزغیر سے یہ التجا کی کہ محاصرہ کرنیوالون کو اجازت دے۔ بادشاہ نے جب منظور

کرلیا تو ایک روز معہود کو ٹرکی نماز کے وقت اپنے تمام سوارون اور پیادون کی ایک بڑی جماعت لے کے وہ شہر سے نکلا۔ یہ فوج اس تزک و احتشام سے روانہ ہوئی کہ کوس کی آواز گونج رہی تھی اور طبل جنگ بجتا جاتا تھا۔ اسی سامان سے یہ لوگ شاہ کیسٹیل کے لشکر پر جا پہونچے۔ مگر نجلاف سابق عیسائیون نے اس موقع پر سستی نہین کی۔ بلکہ فورًا لڑنے پر آمادہ ہو گئے۔ بہت سخت لڑائی ہوئی۔ غرناطہ کے سوارون نے تو بیمثل شجاعت دکھائی۔ مگر پیادے نہ لڑسکے۔ اہل کیسٹیل کے پہلے ہی حملہ کی تاب نلاسکے اور بڑی بدحواسی اور بے ترتیبی سے بھاگے آخر سب مسلمانون کو بھاگ کے شہر مین پناہ لینا پڑی۔ عیسائیون نے خاص غرناطہ کی دیوارون کے نیچے اوسکا تعاقب کیا۔

سپہ سالار موسی جب ناکام واپس آیا ہے تو اوسکی یہ کیفیت تھی کہ غصہ کے مارے جان سے بیزار تھا۔ بڑی ناامیدی سے ایک زخم خوردہ شیر کی طرح غرناطہ مین آیا کہ پھر کبھی ایسا حملہ نہ کرونگا۔ اُدھر عیسائیون کو موقع مل گیا کہ بڑھ کے اون مقامات پر قبضہ کرلیا جہان غرناطہ والون کے طلیعہ کی فوج رہا کرتی تھی اوسی جگہ پر اپنی مورچہ بندیان کرلین۔ موسیٰ بن ابیل نے حکم دیدیا تھا کہ پھاٹک مضبوطی سے بند کرلئے جاوین۔ پیدل فوج پر تو بالکل اعتماد نہین رہا پھر کس فوج کو لے کے مقابلہ کو نکلے۔

اب اہل کیسٹل روز بروز اپنی تدبیرون مین کامیاب ہونے لگے

شہر کے ناتجربہ کار نوجوانوں کی نسبت وزیر ابوالقاسم نے جو رائے دی تھی وہی سچ ہوئی آخر اونہیں نے دغا دی اور اب منتشر ہونے لگے۔ وزیر نے یہ تمام حالات شاہ ابوعبداللہ سے بیان کئے۔ اوس نے پریشان ہوکے پھر تمام اراکین دولت شیوخ اور عمائد شہر کو قصر حمرا میں جمع کرکے مشورہ کیا اور کہا "اب عیسائی لوگ جب تک شہر پر قبضہ نہ کرلین گے محاصرہ سے باز نہ آئین گے۔ ایسے نازک وقت میں کیا تدبیر کیجائے؟"

خود شاہ ابوعبداللہ کا حوصلہ اسقدر پست ہوگیا تھا کہ اسکے سوائے اوس کی زبان سے اور کوئی جملہ نہ نکل سکا۔ تمام شیوخ کی یہی رائے قرار پائی کہ اب شاہ کیتل سے صلح کرلی جاوے۔ اِس موقع پر بہادر سپہ سالار موسیٰ بن ابیل سے نہ رہا گیا۔ جوش میں آکے اوٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا "مجھے ابھی امید باقی ہے ہمکو یون ہمت نہ ہارنا چاہیئے بلکہ مناسب یہی ہے کہ ہم آخر تک مقابلہ کرین"۔ مگر اس عام مجمع مین یہ ایک رائے جس کی تائید مین کسی کی زبان سے کوئی لفظ نہ نکلا کیا سرسبز ہوسکتی تھی۔ یہی قرار پایا کہ خود وزیر اعظم شاہ کیتل کے پاس جاکے مدارج صلح طے کرلے۔

وزیر ابوالقاسم غرناطہ کا ایک سن رسیدہ اور نیک نام شخص تھا۔ ایلچیون کی وضع بناکے غرناطہ سے نکلا اور شاہ کیتل کے دربار مین حاضر ہوا وہان اوس کی نہایت تعظیم و تکریم ہوئی۔ معمولی مزاج پرسی کے بعد صلح کی گفتگو شروع ہوئی۔ مختلف تجویزون اور دیر تک کے مباحثہ کے بعد شاہ کیتل

اس پر راضی ہوا کہ " دو مہینے تک نہ دریائی راستہ سے اور نہ خشکی کی راہ سے کوئی کمک شاہ غرناطہ تک نہ پہونچ سکے۔ بعد دو مہینے کے مدینہ غرناطہ کی یہ گڑھیاں مع شہر کے بُرجوں اور قلعوں کے شاہ کیتھل کے سپرد کر دی جائیں۔ اِس کے علاوہ شاہ ابو عبداللہ عہد کرے کہ ہمیشہ شاہ کیسٹل کی اطاعت اور فرمانبرداری کرے گا۔ نیز اوس کی رعایا اور خود اوسے شاہ کیتھل کو اپنا حاکم تسلیم کرنا ہوگا۔ تمام عیسائی قیدی بلا کسی معاوضہ کے چھوڑ دیئے جائیں۔ اور اوس وقت شہر غرناطہ کے اعلےٰ اور معزز خاندانوں کے تین سو نوجوان شاہِ کیتھل کے سپرد کر دیئے جائیں تاکہ مذکورہ تمام امور کی تعمیل کے لئے وہ بطور ضمانت کے رہیں۔ جس تاریخ عہد نامہ ہوا اوسکے بعد سے بارہ دن کے اندر تمام امور کی تعمیل ہو جائیگی۔" غرناطہ کے مسلمان باشندے بلا کسی مزاحمت کے اپنے گھروں میں رہیں گے اور اپنی جائداد و نیز امن و امان سے قبضہ رکھیں گے۔ بالکل اوسیطرح جس طرح پہلے رہتے تھے۔ اونسے اسلحہ اور گھوڑے کوئی نہ چھینے گا۔ اونکے مال و اسباب میں سے کوئی چیز نہ لی جائے گی۔ اپنے مذہب پر نہایت آزادی سے قایم رہیں گے۔ خواہ علانیہ خواہ پوشیدہ کسیطرح اون کی مزاحمت کی کوشش نہ کی جائے گی۔ اپنے مساجد پر بے روک ٹوک وہ قابض رہیں گے۔ اپنے دینی رسوم اپنے مذہبی اور قومی زبانِ عربی کے بارہ میں شاہ کیتھل کی جانب سے وہ کوئی مخالفت نہ پائیں گے۔ اونہیں کی شریعت کے مطابق اونپر حکومت کی جائے گی۔ اونہیں کے ہم مذہب قاضی

اوپر حکمران رہیں گے۔ قاضیوں کو شاہ کیتل مقرر کریگا اور وہ مسلمانوں کی حکومت کرینگے اور سلطنت کے مشیر رہیں گے۔ مالگزاری پر کوئی اضافہ نہ ہوگا۔ جسقدر سنت اور شرع محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے ثابت ہے یعنی جسقدر اور جس طرح ہمیشہ اپنے قومی بادشاہوں کو مالگزاری ادا کرتے رہے ہیں۔ اب بھی ادا کریں گے۔ ہمیشہ تین برس کے بعد ایک مہینہ کی مالگزاری اوپر واجب الادا نہ ہوگی۔"

یہ عہدنامہ تھا جو بذریعہ وزیر ابوالقاسم کے شاہ غرناطہ محمد ابوعبداللہ الزقیر اور شاہ کیتل کے فی مابین قرار پایا۔ یہ عہدنامہ بائیسویں محرم ۸۹۷ھ ہجری کو لکھا گیا۔

وزیر ابوالقاسم جب اس عہدنامہ کو لکھا کے شہر غرناطہ میں واپس آیا اور شاہ ابوعبداللہ کے دربار واقعہ قصر الحمرا میں مجمع عام کے سامنے سنایا تو جتنے لوگ بیٹھے ہوئے تھے سب کے آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہوگئے ایک آٹھ سو برس کی باجاہ و جلال سلطنت کے لئے یہ ایک ایسی ذلت کا سامنا تھا۔ کہ۔ بادشاہ۔ تمام مشیوخ۔ اور کل قاضیوں اور عمائد کے سر جھک گئے۔ اور کسیکو اتنی تاب نہ رہی کہ کوئی لفظ زبان سے نکال سکے۔ وہ قصر الحمرا جو خدا جانے کیسے کیسے رعب و داب کے نمونے ظاہر کر چکا تھا۔ اوسپر ہر طرف ایک حسرت کا سکوت طاری ہوگیا۔ کچھ دیر کے بعد غرناطہ کا باغیرت بہادر موسیٰ بن ابیل الغانی اوٹھ کھڑا ہوا اور تمام شیوخ غرناطہ کی طرف خطاب

کرکے کہنے لگا :-

" ہائے ! اے اہل غرناطہ ! بچون اور نازنین عورتون کے سامنے یہ بیفائدہ کا رونا موقوف کرو - آؤ ہم سب جوانمرد بنجائین - اپنے دلون کو تسلی دین یونہین جسطرح کہ عورتین آنسو بہاکے دل کی بھڑاس نکال ڈالا کرتے ہین بلکہ اس طرح کہ اپنا خون بہاتے رہین - اس وقت تک جب تک کہ ہمارے بدن سے خون کا پچھلا قطرہ ٹپکے - ہمارے دلون مین جو نا اُمیدی پیدا ہوگئی ہی - ہمارا خون جو ٹھنڈا پڑگیا ہی تو اوسپر افسوس کرنے کے جوش مین ہم بڑھین اور دشمنون کے نیزون پر اپنے بہادرون کے سینون کی قربانیان چڑھاوین - آؤ ہم سب کٹکے مرجائین جیسا کہ ہمین شایان ہی - مین تمہارے ساتھ چلنے کو موجود ہون - اے بھائیو - ایسے پرجوش ویسے جوبے ہمتی اور واپس آنے کا نام تک نہین جانتا - میدان جنگ کی معزز اور ناموری کی موت سے ہم کیون منھ پھیرین - ہمارے لئے مناسب ہی کہ اوس دوسرے عالم مین اون لوگون مین شمار کئے جائین جو اپنے ملک کی حفاظت مین جان دینے پر آمادہ ہوگئے - نہ اون لوگون مین جو سستی اور افسردگی سے کھڑے دیکھا کئے اور اونکے وطن پر غیر ملک کے لوگون کا قبضہ ہوگیا - اور آخر نہایت حسرت کے ساتھ اونھین اپنے ملک کی تباہی اپنی آنکھون سے دیکھنا پڑی -

" اگر حقیقت مین ایسا ہی کہ ہمارے دل نا اُمید ہوگئے ہین - اور ہمارے دلون مین وہ جوش بالکل نہین رہا ہی جو ہمین اپنے گھرون کے بچانے کی آخری کوشش

کے لئے قدم بڑھانے پر مجبور کر دے۔ تو اب یہ کرنا چاہیئے۔ کہ ہر شخص کو اوسکے حال پر چھوڑ دین جو مردانگی اور جرأت دکھانا چاہتا ہی اوسے داد شجاعت دینے اور بزدلی اور ذلیل غلامی کے آگے غیرت گیر جوے کے آگے اپنی گردن جھکا دینا گوارا کرتا ہی اوسے اوسی غلامی ہی کی زندگی اختیار کرنے دو۔ مین دیکھتا ہون کہ ایک سرے سے سب کا جوش پھیکا پڑ گیا ہی۔ سب کے دل افسردہ ہو گئے ہین۔ اور سلطنت کے بچانے کی اب کوئی تدبیر نہین باقی مگر ہان ابھی ایک مقام ہی۔ جہان شریف اور بہادر آدمی کو پناہ مل سکتی ہی وہ موت کے دامن مین پناہ لے سکتا ہی۔ مین بہ نسبت اون آنے والی غمناک حالتون کے اپنی آنکھ سے دیکھنے کے لئے زندہ رہنے کے ابھی اسی وقت اس آزادی ہی کی حالت مین مرجانا پسند کرتا ہون۔

"کیا تمہین یقین ہی کہ اہل کیٹیل نے جو اقرار کئے ہین اون پر ہمیشہ قایم رہین گے؟ اونکا بادشاہ جو فتح حاصل کر چکا ہی کیا وہ اتنا ہی بڑا فیاض فتحمند ثابت ہوگا جیسا کہ پہلے ایک سے بد تر دشمن تھا؟ یقین مانو یہ ہرگز ممکن نہین ہی۔ دیکھو۔ اپنے آپ کو دھوکہ نہ دو۔ یہ عیسائی ہمارے خون کے پیاسے ہین۔ ہماری قربانیان یہ اپنے آرزو مین پوری کرین گے۔ یہ بدشگونیان۔ بداسلوبیان۔ جو ہمین نظر آرہی ہین انکا انجام صرف موت ہی۔ ہماری بری قسمت جن امور کی تکمیل کر رہی ہی۔ وہ نہایت ہی خوفناک ہین ہمارے گھرون کا لٹنا۔ ہماری مسجدون کی توہین۔ بی بیون۔ اور بیٹیون

کی بے حرمتی اور مصیبت ہر قسم کی خرابیان غیر منصفانہ احکام۔ انتقام لینے کے برتاؤ۔ ظالمانہ معاوضہ۔ غرض یہ ظالم کفار کوئی بات اوٹھا نہ رکھینگے یہ تمام باتین اسقدر قریب ہین۔ کہ ہم خود اون کو اپنی آنکھون سے دیکھینگے نہین وہی لوگ دیکھینگے جو اس وقت اوس عزت کی موت سے ڈرتے ہین جسکو مین تجویز کرتا ہون لیکن مین اپنی نسبت خدا کی قسم کھاکے کہتا ہون کہ ہرگز نہ دیکھون گا۔"

اتنا کہہ کے اس بہادر سپہ سالار نے اتنی امید سے کہ شاید کوئی ساتھ دینے پر آمادہ ہو جاے۔ چارون طرف دیکھا۔ مگر افسوس عشرت پسندی نے اسقدر حوصلے پست کر دیے تھے۔ اور ایسا بودا بنا دیا تھا کہ سب نے سر جھکا لیا۔ اور اوس مجمع مین ایک بھی نہ نکلا جو غیرت مند موسیٰ کی امیدون کو تھوڑا بہت قوی کر دیتا۔ مگر موسیٰ نے اپنے دل کو ابھی مایوس نہ ہونے دیا۔ پھر اوسی پر جوش لہجے مین گفتگو شروع کی۔ کہنے لگا۔

"اس مین ذرا بھی شک نہ کرو کہ موت ہر شخص کو آنے والی ہے خصوص ہر وہ شخص جو اس قصر مین بیٹھا ہے۔ کیونکہ اوس سے تو موت بالکل قریب ہے۔ اور جب یہی ہے۔ تو ہماری زندگی کا جسقدر حصہ باقی رہگیا ہے۔ اوسکو اپنے دشمنون سے انتقام لینے اور اپنے ملک اور دین کی حمایت ہی مین کیون نہ صرف کرین؟ میرے بھائیو! آو ہم اپنی آزادی کی حفاظت مین اپنی جان دیدین۔ ہماری مادری زمین سے جو خاک ہمارے جسمون کے بنانے کے لئے نکلی تھی پھر اوسی مین مل جاے۔ اگر ہم

مین سے کسیکو گوشۂ قبر بھی نصیب نہو تو کچھ پروا نہین۔ جنت اوسکو اپنے گھر مین لے لیگی۔ شرفاے شیوخ غرناطہ اگر اس بہادری سے اپنے ملک کی حفاظت مین اپنی جانین دیدین گے تو اگر اونکی اس بہادری کو کوئی شخص نامناسب کہے گا تو وہ خدا کا گنہگار رہو گا۔"

موسی اتنا کہکے خاموش ہوگیا۔ مگر افسوس وہ تمام لوگ جو گردن جھکائے ہوئے تھے وہ بھی خاموش ہی رہے۔ آخر موسی کا دل ٹوٹ گیا۔ اور تمام شیوخ علما۔ امرا۔ اور اراکین دولت جو بیٹھے ہوے تھے اونکی پست ہمتی اور بیغیرتی گوارا کر لینے کو دیکھکے اوسنے اونکی طرف سے پیٹ پھیر لی۔ اور بڑی نا امیدی بڑی شکستہ دلی۔ بڑی حسرت اور مایوسی کے ساتھ قصر حمرا سے نکل کے چلا گیا اور محل شاہی کو اوسی بے عزتی کے سکوت مین چھوڑ گیا۔ بہادر موسی بن ابیل الغانی کی نسبت مورخین کی زبانی اتنا حال معلوم ہوا ہے کہ یہان سے یعنی قصر حمرا سے سیدھا وہ اپنے گھر گیا۔ اسلحہ سے آراستہ ہوا۔ اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور شہر غرناطہ کے باب البیرا سے نکلا چلا گیا۔ اس کے بعد نہین معلوم کہ کیا ہوا اور کہان گیا۔ خدا جانے زمین کھا گئی یا آسمان کھا گیا۔ پھر اوسکی صورت نظر نہ آئی

موسی کے جانے کے بعد دیر تک دربار مین سناٹا رہا۔ آخر وزیر نے کہا " اب خوف ہے کہ موسی نے جو جوش پیدا کر دیا ہے اس کی وجہ سے بلوہ نہ ہو جاے لہذا مناسب ہے کہ شاہ کیتل کو اطلاع کی جاے کہ وہ فوراً شہر غرناطہ پر قبضہ کر لے۔ تاکہ جو کچھ خرابی ہو اوسیکے زمانہ مین"۔ شاہ کیتل نے فوراً منظور کر لیا۔

بدنصیب شاہ محمد ابوعبداللہ الزقیر نے حکم دیا کہ دوسرے روز صبح تڑکے اوسکے تمام اعزہ اور اقربا اور کل متعلقین پو پھٹتے ہی شہر چھوڑ کے چلے جائین اور انقشار اس کا راستہ لین۔ اور ایک وزیر ابن تمیرہ اس خدمت پر مامور ہوا کہ شہر پر عیسائیون کا قبضہ کرا دے۔

صبح کی بدنصیب گھڑی آ پہونچی۔ محمدؐ ابوعبداللہ الزقیر سوار ہوا اور فوراً طبل و کوس اور تمام جنگی باجون کی آواز کان مین آئی۔ جس سے معلوم ہوا کہ شاہ کیتل غرناطہ کی طرف بڑھا چلا آتا ہے۔ شاہ ابوعبداللہ اپنے پچاس سوار ون کے ساتھ استقبال کو نکلا۔ جب دونون بادشاہون کا سامنا ہوا۔ شاہ ابوعبداللہ نے گھوڑے سے اوترنے کا قصد کیا۔ مگر شاہ کیتل نے اس ارادے سے باز رکھا۔ آخر ابوعبداللہ نے بڑھ کے شاہ کیتل کے داہنے ہاتھ پر بوسہ دیا اور نہایت غمگینی کے لہجے مین یہ الفاظ زبان سے نکالے:۔

"ای قوی اور طاقت ور بادشاہ۔ ہم اب تیری رعایا ہین۔ یہ شہر اور تمام ملک ہم تیرے سپرد کرتے ہین۔ کیونکہ خدا ہی کی یہ مرضی ہے۔ ہمین یقین ہے کہ تو رعایا کے ساتھ شریفانہ اور فیاضانہ برتاؤ رکھے گا۔"

یہ کلمات سن کے شاہ کیتل پر ایسا اثر پڑا کہ جو بلا وجب اقرار شاہ ابوعبداللہ کے قبضہ مین رہتے اوپر گئے اور شہر اضافہ کر دیئے اور تسلی دلا کے کہا کہ "آپ جائیے اور اطمینان سے ان مقامات پر حکومت کیجیے" ابوعبداللہ نے شکریہ ادا کیا۔ غرناطہ کی قسمت شاہ کیتل کے ہاتھ مین دی اور اوسکی عمارتونکو

حسرت آلود نگاہون سے دیکھتا ہوا افشار اس کی جانب روانہ ہوا۔

ابو عبد اللہ اسکے بعد نہایت غم واندوہ کی حالت مین رہا کرتا تھا اور اپنی یہ بدبختی اوس سے دیکھی نہین جاتی تھی۔ یہ غم اس حد تک ترقی کر گیا کہ وزیر یوسف ابن تمیرہ سے دیکھی نہ گئی۔ اوس نے راے دی کہ جس قدر مقامات آپکے پاس باقی ہین اون کی حکومت آپ شاہ کیسٹیل کے ہاتھ بیچ ڈالئے اور افریقہ مین چل کے آپ قسمت آزمائی کیجئے۔ اسی راے پر عمل کیا گیا۔ اور باقی سب مقامات جو ابو عبد اللہ کے قبضہ مین تھے اونکو شاہ کیسٹیل نے اسّی ہزار ڈکاٹ (ایک سونے کے سکّہ) پر خرید لیا۔ اور شاہ ابو عبد اللہ نہایت نامرادی سے افریقہ مین اوتر گیا۔

یہ پچھلا کارنامہ تھا جس نے مسلمانون کو اسپین سے باہر کیا۔ اور جس کے چند ہی روز کے بعد "اللہ اکبر" کی آواز اوس ملک مین ایسی موقوف ہوئی کہ پھر نہین سنی گئی۔ اگرچہ شکستہ دیوارون پر یہ لفظ لکھا ہوا کہین کہین اب بھی نظر آجاے گا۔

نجم الاخبار اٹاوہ

ضمیمۂ رسالۂ حسن

ہم ذیل مین اجرتی اشتہار بجنسہ درج کرتے ہین مینیجر رسالۂ حسن

تدبیرِ نوجوانی یعنی

پیر کو کرتا ہی یہ روغن جوان

یہ روغن قوتِ باہ کے لیے حکم اکسیرِ اعظم کا رکھتا ہی جس سے پیران ہفتاد سالہ تک یکسان نفع ہوتا ہی اسکے استعمال مین کسی قسم کے پرہیز کی ضرورت نہی نہ آبلہ وغیرہ کا کچھ خطرہ رگ و پٹھہ کو جیسا بخش استحکام بخشتا ہی اور ہر قسم کے امراضِ نامردی کو خواہ وہ کسی سبب سے ہون بجز خلقی اور مادرزاد نامردی کے اپنی معجزنما تاثیر سے رفع کرتا ہی اور صرف ایک ہفتہ کے استعمال سے فایدہ کامل ہوتا ہی۔ ترکیب کا خاصہ ہمارا تیل کرتا ہی۔ قیمت فی شیشی صہ محصول ۱۴ر۔ اور ہر ایک شیشی مین ایک تولہ روغن رہتا ہی

دوائے عجیب یعنی کشتۂ زمرد

زمرد کا کشتہ۔ جو باجزای مناسب تیار کیا گیا ہی چار حصہ چاول کے برابر خوراک ہوتی ہی قیمت فی خوراک ۱۴ پانچ روز یا گیارہ روز کی خوراک مین بفضلہ فایدہ کلی ہوتا ہی **خواص آن** برای قوت باہ اور تمام امراض متعلقہ اوسکے خواہ وہ کسیقسم کے ہون اور سوداک کہنہ ہو خواہ جدید دافع جریان۔ مقوی دماغ و اعضای رئیسہ دافع اوجاع و ضیق النفس و سرفہ کہنہ خواہ جدید خشک ہو یا تر۔ اور لاغری مین بن ابو رفع دماغی سفیہ مین تو حکم اکسیر کا رکھتا ہی یعنی کیسی ہی مریض کی حالت دی ہو کر خراب ہو گئی ہو بفضلہ صحت ہو گی۔

اکسیرِ حیات۔ یعنی عرق بنجاہ امراض ضعف بصر و دماغ و صفاے خون و انواع درد و اقسام تب۔ جگر یا۔ چوتھیا۔ دق۔ استسقا طحال آتشک سوداک۔ جریان سفید دانع۔ نامردی۔ بواسیر خونی و بادی۔ اور شراب خواری اور چاند و نوشی سے جو خشکی لاغری اور ضعف جگر وغیرہ لاحق ہوتی ہین سب کو بغیر پرہیز رفع کرتا ہی ایک بوتل ایکماہ کو کافی ہی قیمت فی بوتل صہ محصول ۱۴ر۔

عجیب چیز۔ تحلیل بواسیر خونی و بادی و تحلیل درد مثانہ کے لئے عجیب چیز ہی پہلے ہی روز لگانے

ضمیمۂ رسالۂ حسن

کے استعمال سے دردِ وجریان خون دفع ہوتا ہی اور تین ہفتہ مین بفضلہ دردِ مسہ بالکل دفع ہوجاتی ہے اور پھر کبھی عود نہین کرتے وزن عرق ۶ ماشہ قیمت صہ محصول ۴ر —

جہان نما — اس عرق کے لگانے سے آنکھونکی روشنی تیز ہوتی ہی۔ پھولی۔ درد۔ دھندلاپن چشم جملہ بیماریون کو دفع کرتا ہی۔ قیمت صہ محصول ۴ر وزن عرق ۶ ماشہ۔

خضاب نایاب

بیشکل رنگ ڈھنگ ہی نادر خضاب ہی ؎ گویا کہ آمد آمد فصل شباب ہی

جیسی کہ عوام مین خضاب سی وقتین واقع ہوتی ہین ہر شخص پر ظاہر ہین یعنی چوتھے آٹھوین روز مہندی لگاکر باندہنا اور بعد دو تین گھنٹہ کے پھر وسمہ لگاکر باندہنا اسمین قریب ۶ گھنٹہ کے وقت ضایع ہوتا ہی اور بال سیاہ ہونیکے سوا اور کوئی فائدہ نہین اور نقصان بہت۔ ظاہر ہی کہ مہندی اور وسمہ کا پانی جب دماغ مین جذب ہوگا تو اوس سی سوا نقصان کے اور کوئی فائدہ نہین جیسا کہ ایام سرما مین مثل سردی وغیرہ کے جس قدر کہیے بجا ہی۔ انہین وقتونکے سبب سے یہ خضاب نایاب تیار کیا گیا جسکی قدر تعریف کیجاہی بجا ہی۔ ناظرین سی امید ہی کہ قیمت بہیکار طلب کرین اسمین کوئی مبالغہ نہین۔ تھوڑی تعریف اسکے اجزا کی ظاہر کرتا ہون —

واقع بالخویہ خارشت سر ضعف دماغ۔ علاوہ برین خوشبو مین بانظیر مثل کیوڑہ باعث فرحی مفرح دماغ ہی بالون مین سختی نہین آنے دیتا بلکہ ملایم رکھتا ہی سیاہی مین بالون کو مقابل اصل بالونکے کرتا ہی دوسرے روز بطور روغن چنبیلی لگاتا ہوتا ہی کسی چیز سے باندہنے کی ضرورت نہین دوسرے تیسرے روز لگاوے تو بال مثل اصل بالونکے سیاہ ہونگے کوئی تمیز نہ کرسکیگا کہ یہ خضاب ہی۔ ایک بوتل مین ۱۲ روپے بھر یعنی ڈیڑھ پاؤ ہوتا ہی قیمت فی بوتل عہ۔ علاوہ محصول نصف شیشی سفید چہار شیشی ۱۸ اس سی کم غیر ممکن ہی۔

میرے شفاخانہ مین علاوہ اِس کے ہر قسم کا علاج ہوتا ہی۔

اطلاع ضروری واضح ہو کہ بہت سی سندی خطوط یعنی سرٹیفکیٹ جو صاحبان یورپین ہمارے دان نے میری عمدہ علاج کی ثبوت مین عطا فرمائی ہین اور نیز ہندوستانی خطوط صحت قریب ہزار بارہ سو کے موجود ہین جو شاید اور کارخانون مین نہ ہونگے۔ چاہیئے کہ طلب فرما کر ملاحظہ ہون میری ادویہ سے ہزارون نے صحت پائی ہی اور بغیر سفارش بہت سون کے سارٹیفکیٹ موجود ہین آدھ آنہ ٹکٹ بھیجکر طلب کرین کیونکہ بعض حکیمون نے اپنی شہر کی رئیسون سے خوشامد کرکے سرٹیفکیٹ بنائے ہین پس میری سرٹیفکیٹ اور اون حکیمون کی سرٹیفکیٹون مین بڑا فرق ہی لازم ہی کہ پہلے سارٹیفکیٹ منگا کر ملاحظہ فرمائین تاکہ دھوکا نہو۔

ایک طویل فہرست ادویہ کی جو اخبار مین گنجایش طبع نہین کہتی اور جس سے لطف زندگی تا دمِ مرگ انسان قایم رہتا ہی۔ قابل ملاحظہ ہی جو صاحب چاہین کاشانہ سے طلب کرین مفصل کیفیت ادویہ کی فہرست سے ظاہر ہوگی۔

المشتہر حکیم ابوالحسن شفاخانہ حکیم صفدر حسین صاحب شہر بنارس محلہ دالمندی

مجرب آزمودہ شرطیہ دوائین

امراض ذیل کی ادویہ شفاخانہ زبدۃ الحکما ڈاکٹر محمد نبی اڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور مین جو ۱۸۷۲ء سے جاری ہی ملتی ہین مفصل فہرست و سارٹیفکیٹ ٹکٹ آدھ آنہ سے مل سکتی ہین۔

طلا جو استعمال بچہ پن کے نقص گون کی طوبات و بگاڑ دور کرتا ہی فیتولہ للعہ۔

سرب واقع نامردی۔ رقت منی۔ جریان۔ سرعت انزال۔ احتلام دایمی قبض ضعف اعضائے رئیسہ و معدہ۔ تاریکی چشم۔ درد سر وغیرہ جو کثرت مسکرات و اقسام فواحش سے کرکے اشتہا ضعف

ضمیمۂ رسالۂ حسن

جگر و سستی لاحق ہو دور کرتا ہے فی بوتل للعہ ر —

سنوک و قرحہ - نیا ہو یا پرانہ علی العموم ۲۸ گھنٹہ میں اپنا اثر شروع کر دیتا ہے فی تولہ صہ ر

ہیر ائیل خوشبودار - بالوں کو سیاہ کرتا ہے - نزلہ زکام - ریزش و سر ضعف دماغ و بصر کو مٹاتا ہے فی شیشی ۱ے

حب آتشک - بلا منہ آئے وفی دوست دور کرتا ہے پھر ہوتا نہیں دو ہفتہ للعہ ر

کحل الجواہر - سرمہ مقوی بصر حافظ بینائی دافع نزول و دہند جالا خارش پانی جاتا ہے ر

عجیب الاثر سنون - دانت کا ہلنا کیڑا لگنا بدبو میل خون جانا مسوڑوں کی خرابیاں ۴ تولہ عصا

حب بواسیر - بادی خونی مسوں کی ٹیسیں قبض کو مفید دو ہفتہ عصا —

حب ذیابیطس - بار بار آنا پیشاب کا و پیاس و کمزوری و لاغری کو دافع ہے فی تولہ ۱ے

حب قاہر مقام - افیون و چاٹو و بلا ضرر و ہر نشہ چھوڑ جاتی فی تولہ صہ ر —

عرق مار اللحم انگوری - مفرح مولد خون - مقوی دماغ ضعف جگر و دل و دماغ و معدہ و درد سر تاپک تلی وجع مفاصل لاغری ضیق النفس سرفہ کہنہ بیقاعدگی ایام حیض لقوہ فالج رعشہ فی بوتل عصا ۳ بوتل سے کم —

رد و غن اعجاز - ناسور بگندر نالو کا سوراخ خنازیر بد کیڑے زخموں کے کالی کہانسی فی ایام حمل خسرہ چیچک کو دفع کرتا ہے ۲ تولہ عصا —

رسالہ دافع آتشک و سنوک رسالہ ہیضہ رسالہ بواسیر مضرات مسکرات رسالہ حافظہ صحت سالانہ

عصا ۱۰ ر ۱۰ ر ۹ ر ۰۹ ر عصا ۱۲ ر

المتمم

زبدۃ الحکماء ڈاکٹر غلام نبی ایڈیٹر رسالہ حافظہ صحت الہ ہو

اشتہار

(۱) اس رسالہ کی قیمت مع محصول ڈاک سالانہ ۵ ماہانہ ۰۸/

(۲) کم آمدنی والے یعنی جنکی تنخواہ ڈیڑھ سو سے زاید نہ ہو " لہ/ " ۱۲/

(۳) جو مناسب اعلیٰ مضمون زیر عنایت فرمائینگے اونکو ایک اشرفی نذر دیجائیگی۔

(۴) دفتر میں مضامین ہر مہینے کی ۲۰ تاریخ تک پہونچ جائین۔

(۵) ناپسند مضمون نہ طبع ہوگا نہ واپس۔

شرح دستخط

حسن بن عبداللہ المخاطب بہ نواب عماد نواز جنگ بہادر

ذیل کی کتابین ہمارے دفتر میں موجود ہین

(۱) ترجمہ تاریخ افغانستان۔ مصنفہ بی۔ اے۔ ڈاکٹر پرسٹرائٹ لا قیمت ۴۰

(۲) پنجونکی پر دو خطوط بقلم ڈاکٹر ہارنلی کی کتاب کا ترجمہ۔ سن ایڈمنڈ بورڈ مین صاحب نے کیا ہے اور انعام پایا ہے " ۰۸/

(۳) زراعت دکن مصنفہ حسن بن عبداللہ المخاطب بہ نواب عماد نواز جنگ بہادر " ۱۲/

اجرت طبع

ہمارے مطبع مین تجارتی اور معمولی حسب ذیل اجرت پر اشتہار طبع ہوتے ہین :-

اجرت فی سطر فیماہ ایک سال کو لئے نیم آنہ۔ شش ماہ کیلئے ۱/ سہ ماہ کیلئے ۲/

مگر ایکروپیہ سے کم کا اشتہار درج نہوگا۔

المشتہر

محمد عبدالصمد خان

مہتمم

حیدرآباد دکن

اطلاع ضروری

ف ۱ ۱۸۸۸ء تو ختم ہوگیا اور ۱۸۸۹ء کے دو ہفتہ باقی ہین ۔ مگر اکثر حضرات نے زر چندۂ رسالہ حسن سے منیجر کو مشکور نہین فرمایا ۔ امید کہ بہت جلد منیجر کو شکریہ کا موقع دین گے اور جن حضرات نے زر چندہ ارسال فرمایا اونکا نام گرامی مع شکریہ ذیل مین درج کیا جاتا ہے

ف ۲ اس رسالہ کی قیمت خریداران ممالک محروسۂ سرکار عالی زر مبادلہ اور خریداران ممالک انگریزی بذریعہ منی آرڈر ارسال فرماکے منیجر کو ممنون فرمائین ۔

ف ۳ ناظرین اپنے تبادلۂ مقامات سے دفتر کو اطلاع فرماتے رہین ۔ بسا اوقات عدم واقفیت مقام سے رسالہ نہین پہونچتا ہے یا واپس آتا ہے ۔

ف ۴ اگرچہ رسالہ حسن چند اخبارات کے معاوضہ مین بھیجدیا جاتا ہے ۔ مگر یہ نہین ہوسکتا کہ تمام ہندوستان کے اخبارات کا معاوضہ اس رسالہ سے ہوسکے ۔ مگر اکثر صاحبان مطابع اخبارات ارسال فرماکے معاوضہ مین رسالہ حسن طلب کرتے ہین ۔ ہم اون حضرات کا معاوضہ بھی قبول کرینگے ۔ جو صاحب اپنے اخبار مین ماہواری ایکبار رسالہ حسن کا اشتہار جو عند الطلب علیحدہ مرسل ہوگا طبع فرمائین ۔

رسیدزر

جناب ڈاکٹر سید احمد خان بہادر کے سی ایس آئی ۔ ال ۔ ال ۔ ڈی ... موضع	جناب ابراہیم احمدی اسسٹنٹ انجنیر ... لدھ جناب غلام حسین صاحب مرفسر ... سے
جناب دنر کمرشیل اسسٹنٹ کمشنر مدراس ع	جناب سیف الحق صاحب ادیب ... صد
جناب ہنری نیس پرنس آف آرکاٹ ۔ صد	جناب مولوی خواجہ محمود صاحب ڈپٹی کلکٹر آگرہ ع

جناب راجہ کشن پرشاد بہادر پٹیکار ۔۔۔ ۹
جناب سید محمد عبدالقادر صاحب وکیل ۔۔۔ ۹
جناب بیرسٹر ظہور علی صاحب مددگار ۔۔۔ ۹
جناب رام لال پورنمل ساہو ۔۔۔ ۹
رام چندر راؤ تعلقدار ۔۔۔ ۹
جناب بیرسٹر ظہور علی صاحب مددگار ۔۔۔ ۹
کپتان لیکین صاحب مددگار ۔۔۔ ۹

اشتہار باغستان

ہمارے باغ واقع منیر آباد مین ایشیا اور یورپ کے مشہور مشہور اور دور دور سے آئے ہوئے مختلف قسم کے پودے موجود ہین جنکی نظیر شاید تمام ہندوستان مین شاید بہت کم ہوگی ۔ یہان پر چند پودون کے نام مع تعداد و اقسام لکھے جاتے ہین جو صاحب شوق و خواہش کرین طلب فرمالین ۔ جو پودے تیار نہون ۔ تاریخ اطلاع سے دو ماہ کے اندر بھیجدئے جائین گے ۔ کرایہ باربرداری ذمہ خریدار ہوگا ۔

(۱) قلمی پیوندی آم	۴۴ اقسام	فی ۱۲	
(۲) سیب	۳۳ اقسام	فی ۱۲	
(۳) شفتالو	۱۰ اقسام	" ۸	
(۴) آلو بخارا	۹ "	" ۸	
(۵) انار	۵ "	" ۴	
(۶) شہتوت	۲ "	" ۴	
(۷) پیر (انگریزی میوہ)	۶ "	" ۴	
(۸) زردالو	۵ "	" ۴	
(۹) جام (امرود)	۷ "	" ۴	
(۱۰) سنترا	۱۲ "	" ۴	
(۱۱) چکوترا	۵ "	" ۴	
(۱۲) انجیر	۵ "	" ۴	
(۱۳) انگور	۵۲ "	" ۱۰	
(۱۴) دارچینی (چینی)	۵ "	" ۴	

اسکے سوا اور بھی جھاڑین جنکے نام سب

المشتہر

منیجر باغستان

کانپور گوڑ منیر آباد پور گنگا پر

النّاسُ بالّلباسِ

وضع کے اصل معنی کسی شئے کے بناوٹ کے ہین - جب کوئی شئے کسی خاص طرح پر بنائی جاتی ہے وہ اوس کی وضع کہلاتی ہے - انگریزی زبان مین اوسکو **فیشن** کہتے ہین - فیشن کا ترجمہ ہماری زبان مین - قطع - صورت - حالت بھی ہوسکتا ہے - جو اصطلاحی معنون کے سوا اور حالتون مین وضع کے ہم معنی ہین - جو چیز ہماری زندگی بسر کرنے مین ہم کو آرام دیتی ہے - ہمارے جسم اور ہماری روح کو دسپ وی حالت مین فائدہ اور آرام پہنچاتی ہے - اور لوگون کی نظرون مین ہم کو خوشنمائی کا جامہ پہنا دیتی ہے - اوسمین ایک وضع ہوتی ہے - انسان جس کو خدا نے اور جانورون کی طرح ایک ہی حالت پر رہنے کے واسطے پیدا نہین کیا - جون جون علم و دولت مین ترقی کرتا جاتا ہے وضع کی تبدیلی مین بھی کوشش کرتا رہتا ہے - اوس نے صرف اپنی ہی بنائی ہوئی چیزون مین دست اندازی نہین کی بلکہ خدا کی پیدا کی ہوئی چیزون کو بھی جیسا جیسا موقع پایا صلاح دی اور دیتا ہے - کوئی شخص اپنے ناخن اوسی حالت پر نہین رہنے دیتا - اور بالون مین تو نت نئی موشگافیان کی جاتی ہین - مرد اپنے بالون کو طرح طرح کا ترشواتے ہین - عورتین اپنے بالون مین زیادتی پسند کرتی اور ہر ممکن تدبیر سے اون کو درست رکھتی ہین - مرد اور عورت کبھی کبھی اپنے بالون مین وسمہ یا حنا لگا کر رنگتے بھی ہین -

ڈاڑھی کے رکھنے یا وبال سمجھکر اوس کے خیر باد کہنے کی صورتین بھی کچھ تھوڑی نظر نہین آتین - عورتین اپنی جسمانی خوشنمائی کے واسطے کچھ تکلیف بھی اوٹھاتی ہین - علی العموم اون کے کان چھیدے جاتے ہین اور بہت سے ملکون مین ناک بھی - قدیم زمانہ کے مصری اور سینا اور ملک کے لوگ اپنے جسم پر سخت سے سخت تکلیف گودنے کی اوٹھاتے تھے اور اب بھی ہندوستان کی بہت سی قومین اپنے چہرے اور ہاتھون پر نیلے نیلے خط و خال گودواتے ہین - ہندوستان کی رانیان اور ٹھکرانیان اپنے دانتون پر پکی بیڑی رکھکر ہمیشہ کے واسطے سیاہ کرلیتی ہین اور اکثر ماڑواڑی عورتین اپنے دانتون کو سونا چڑھواکر کندنی کرلیتی ہین - چین کی عورتین اپنے پانون چھوٹے کرنیکے واسطے شکنجے مین کھینچتی ہین - یہ چند مثالین اس بات کی ہین کہ بعض قدرتی چیزین بھی اپنی اصلی حالت پر نہین رہنے پاتین - پھر جو چیز کہ انسان کی بنائی اور ایجاد کی ہوئی ہے اوس کی وضع اور قطع تو ہمیشہ تبدیل ہوا ہی کرتی ہے - مکان - لباس - سواری - کھانے کے طریقے - اور اوسکے برتنون اور دوسری چیزون کا استعمال - گھر کے اور سامان کی چیزین جنکو ہم اثاث البیت - اقمشہ - اور سامان آرایش یا فرنیچر کہتے ہین ہمیشہ تبدیل ہوا کرتی ہین - جو ملک جسقدر شائستگی اور دولت مین اپنا نام بلند کرتا ہے - اوسیقدر وہان اون چیزونکی

تب ہی بھی جلد جلد ہوتی ہے۔ اور جو چیز جسقدر کم پائدار ہوتی ہے۔ اوسیقدر اوس مین تبدیلی بھی جلد ہوتی ہے۔ مثلاً مکان کی قطع کی نسبت لباس مین جلد فیشن بدلتا ہے۔ فرانس جو اپنی شائستگی مین اعلےٰ درجہ کا سمجھا جاتا ہے۔ اوس کی ایک نقل مشہور ہے۔ کہ ایک دوست نے اپنے دوست کو بغل مین ایک چھوٹا بکس دبائے ریل پر سے اُترتا جاتے دیکھکر پوچھا کہ کیون یہ بکس لیکر دوڑتے ہو؟ اوس نے کہا کہ اس مین پیاری بی بی کی نو خرید ٹوپی ہے اور جلد جانے کا سبب ہے کہ مکان پہونچنے تک کہین فیشن تبدیل نہ ہو جاے۔ شاید اس نقل مین مبالغہ ہو اور شاعرانہ اور ظریفانہ طبیعت سے کام لیا گیا ہو مگر اس سے اوس ملک کا خیال جو وہان کی حالت کا عکس ہے ظاہر ہوتا ہے۔ مکانون کی قطع۔ درختون کے سایے اور چھوٹے چھوٹے جھونپڑون سے بڑھکر عمدہ عالیشان ہفت منزلہ کوٹھون تک پہونچ گئی۔ پچھلی حالت اب تک دیہاتون اور جنگلون مین پائی جاتی ہے۔ اور آخری حالت ہند مین جے پور یا یورپ مین پیرس کی عمدہ عمدہ عمارات اور دہلی مین لال قلعہ اور اوس کے دربار خاص اور انگلستان مین ویسٹ منسٹر اور کرسٹل پیلس کے دیکھنے سے ظاہر ہوتی ہے۔ ہندوستان مین بھی پچھلی حالت بہت نظر آتی ہے چنانچہ تھوڑی سی تبدیلی تو نواب شجاع الدولہ کے فیض آباد کے سنگھرسے اور لکھنؤ کے قیصر پسند اور دلکشا

دنسبخش سے خوب تمیز کی جا سکتی ہے۔ کہ ایک کے نقشہ کو دوسرے سے
کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ جنوبی ہند میں کوئی اورنگ آباد جا کر لوکھنڈہ
مبارک کی عمارت دیکھے جو حضرت آصف جاہ کے یا نواب نظام علیخان
بہادر کے عہد میں ایسے مکانات بنے اور اب حضرت بندگانی متعالے
مدظلہ العالی حضور شاہ دکن کے چوتھے مسرت محل وغیرہ عمارات واقع
حیدرآباد کو دیکھے تو بہت فرق معلوم ہوگا۔ گو مالیت کے لحاظ سے دونوں
یکساں قیمتی ہیں۔ سواریوں کی حالت جبکہ گھوڑے اور گدھے
جنگل سے پکڑ کر استعمال میں لائے گئے تھے ریلوے ٹرین تک پہنچی
ریلوی ٹرین کا فیشن خیال کیجئے کہ بیل کی گاڑیوں سے لیا گیا ہے
کھانے کا طریقہ جنگل میں رہکر پتوں کی پتلوں سے سنہری روپہلی
الگڑا پیلیٹ اور چینی کے برتنوں تک پہونچ گیا ہے۔ جو قوم اس زمانہ
میں سب قوموں سے علم و دولت میں زیادہ ہے وہی اعلا درجہ کی
ترقی کی چیزوں کا استعمال کرتی ہے۔ زمین کی چوکی سے میز تک کھانا
رکھنے کے واسطے مستعمل ہوئی۔ ہندو عموماً ابھی چوکے میں کھاتے
ہیں۔ گو مجھکو معلوم ہے کہ ۹ برس ادھر جب ہز ہائینس مہاراجہ
وزیانگرم کے بیٹے کی برات جیپور گئی تھی تو برانیوں نے مہاگنی کی
عمدہ میزوں پر کھانا کھایا تھا اگرچہ برتنوں کی جگہ وہی پتوں کی
پتل اور دونے تھے جو اوس زمانہ کو یاد دلاتے تھے جب کہ برتن

بنائے کا علم انسان کو نہ آتا تھا۔ ہندوستان کے مسلمان عموماً دستر خوان پر کھانا چنتے ہین۔ عرب اور ترک اور مصر مین جہان بہ نسبت یہانکے کچھ ترقی ہوئی ہے ڈیڑھ فٹ اونچی سبز پر جس کو خوان کہتے ہین کھانا رکھکر زمین پر گرد بیٹھ کر کھاتے ہین۔ عموماً یورپین سے مع مخاص خاص ترکی لوگون کے ایسی ترقی کی ہے جو اس زمانہ مین سب سے بڑھکر ہے۔ اُن کے یہان عموماً میز پر کھانا کھایا جاتا ہے۔ یہ فیشن زمین کی چوکی سے تبدیل ہوکر یہان تک آگیا کہ انگلیون سے کھانا کھانے اور ہاتھ اور دانت سے پکڑ کر ٹکڑا گوشت کا نوچنے کی جگہ چمچے۔ کانٹے۔ چھُریان۔ ایجاد کی گئین۔ مگر ایک طریقہ چینیون مین ہے کہ وہ بجاے چمچے کے پیالیون سے چاول کھاتے ہین اور اپنے ہاتھ صاف رکھنے کے واسطے انگلیان نہین بھرتے۔ ہند کے مسلمان بھی کھیر اور دودھ چاول کھانے مین چمچے کا استعمال کرتے ہین۔ مگر بجز چند لوگون کے اور دن کو عموماً چمچے۔ کانٹے۔ چھُری پر ابھی اعتراض ہے۔ مگر حیدرآباد کے امیر اس اصلاح مین ہندوستان کے تمام حصون سے بہت آگے بڑھ گئے ہین۔ گھر کی آرائشی چیزون مین ہزارون چیزین ایسی ہین جو برابر تبدیل ہوتے ہوتے اب ہمارے ملک کی کم چیزین باقی رہ گئی ہین اور اگر اسی ملک کی ہین تو قطع دوسرے ملک کی ہے۔ پیڑھی کی جگہ کرسیان عموماً استعمال مین آنے لگی ہین

چراغ جس سے طرح طرح اُجالا تو ہوتا تھا مگر مکان سیاہ ہو جاتا تھا۔ تبدیل ہوتے ہوتے ہینکس کروسائن آئل لیمپ تک پہونچ گیا ہے اور ہوا سے بچانے کے واسطے کاغذ یا کپڑے کی جگہ پنکھا پروف یعنی بجلی کی ٹوپی جالیدار ایجاد ہوئی ہے۔ یہ تو ہم لوگوں کا حال ہے۔ مگر جس قوم نے اور زیادہ ترقی کی وہاں گیاس اور اب اس سے بڑھکر بجلی کی روشنی جاری ہوئی ہے۔ کپڑا رکھنے کے واسطے گٹھری۔ پھر پیٹاری پھر صندوق۔ پھر جاہدانی جو اس زمانہ کے پورٹ مینٹو کے موافق ہوتی تھی ایجاد ہوئی۔ اور آخر عمدہ الماریاں دراز دار بنائی گئیں جس میں خاص خاص قسم کے کپڑوں کے رہنے کے طریقے ایجاد ہوئے اور اب جو لوگ شائستہ کہلاتے ہیں اون میں اُسی کا استعمال ہوتا ہے گٹھری سے الماری تک جس قدر تبدیلیاں ہوئی ہیں قابل غور ہیں لباس کی وضع تو اس قدر تبدیل ہوئی ہے کہ کچھ حد ہی نہیں۔ کپڑے ہمیشہ پٹتے رہتے ہیں اور بوسیدہ ہو جانے کی وجہ سے اس میں موقع تبدیلی کا زیادہ ملا۔ یہ امر ذرا زیادہ غور کے لائق بھی ہے۔ گو دنیا کی تمام چیزوں میں ملک اور اُس کی آب و ہوا کے لحاظ سے ایجاد کی جاتی ہے مگر کپڑا جس سے انسان کا جسم آب و ہوا کی آفتوں۔ فصل کی گرمی سردی سے محفوظ رکھا جاتا ہے۔ نہایت غور سے ایجاد کیا جاتا ہے۔ اور وہ ہر ملک کی تاثیر کے لحاظ سے بنایا جاتا ہے۔ کابل سے سرد ملک

ہین ایسی سمور کی ٹوپی کی حاجت ہو جسپر بڑے بڑے بال ہون لیکن مغربی وشمالی بانگال یا جنوبی ہند کے اضلاع مین اُس کی حاجت نہین ہو۔ امیر شیر علی خان کو اونچی لمبی سمور کی ٹوپی۔ اور واجد علی شاہ کے دربار کی جھولے دار ٹوپی جو کریب سے بنائی جاتی تھی جس کو بہت لوگون نے دیکھا ہو اس کا شہرہ ہو۔ کابل مین اس کی اشد ضرورت ہو کہ سر گرم رہے اور برف کی آفتون سے محفوظ رہو۔ یہان اس کی حاجت ہو کہ دماغ ہمیشہ تازہ اور ٹھنڈی ہوا پاکر دل کو شگفتہ رکھے۔ یہی ایک چیز ہو جو ملک کے لحاظ سے برتی جاتی ہو۔ مگر قطع جو تبدیل ہوتی رہتی ہو اُس مین اس کے خیال کی کچھ حاجت نہین ہوتی۔ ہم اگر سمور کی چوکوشیہ ٹوپی نہین تب بھی ہمین گرمیون مین مضیدہ نہو گی اور اگر کابل والے کریب کی اونچی ٹوپی پہنین تو انھین بھی آرام نہ دے گی۔ لیکن ہلکی ٹوپی ہم کسیطرح کی بنائین ہمارے کار آمد ہوگی۔ پہاڑی سرد ملک والون کو سمور کی اور مندے ہی کی ٹوپی چاہیئے گو کسی قطع اور وضع کی ہو۔ رہی قطع اوسکی تبدیلی ہمیشہ سے مثل اور چیزون کے ہوتی رہی ہو اور ہو گی۔ مین اسوقت شاہ عباس "دی گریٹ صفوی" دارائے ایران کی تصویر دکھانا چاہتا ہون کہ اونکا لباس۔ اور اونکا عمامہ سولھوین صدی عیسوی مین کیسا تھا۔ اور اب اُسی ملک کے بادشاہ شاہ ناصر الدین کا لباس اُوننیسوین صدی مین کیسا ہو؟ اِن دونون کا مقابلہ کرنے سے

فرق معلوم ہوتا ہے۔ اگر پہلے کے سر پر عمامہ تھا تو دوسرے کے سر پر ٹوپی ہے جو ٹپک کہلاتی ہے۔ اِس سو ڈیڑھ سو برس کے اندر جو تبدیلیاں اودھ یا حیدرآباد میں ہوئی ہیں میں اُنکو بھی ظاہر کرنا چاہتا ہوں۔ نواب ابو المنصور سعادت خان بانی حکومتِ اودھ سے لیکر واجد علی شاہ تک میں کچھ نہ کچھ اختلاف ہوتے ہوتے اِتنا بڑا فرق ہوگیا۔ کہ اول کا لباس جامہ اور مندیل ہے۔ اور آخر کا چھکلیا انگرکھا اور گول ٹوپی۔ یا حیدرآباد کے شاہی خاندان کو دیکھیئے کہ حضرت آصف جاہ اول کے وقت کا جامہ اور انکا ٹرکی کوٹ کسقدر ایک دوسرے کے مخالف ہے۔ یہ صورت زمانہ کے اِنقلاب کے ساتھ وضع کا اِنقلاب بھی بتاتی ہے۔ اوس زمانہ کو چھوڑ کر جب لوگ جنگل کے پتون۔ درختون کی چھالون۔ اور جانورون کی کھالون سے جسم چھپاتے تھے۔ ہندؤن کی شائستگی کا زمانہ قابلِ دید ہے۔ مشہور ہے کہ راجہ بکرماجیت جو حضرت مسیح علیہ وعلیہم السلام سے قبل کی صدی میں تھے۔ صرف دھوتی اور ایک کرتا پہنتے تھے جس کے سامنے بند لگے ہوتے تھے۔ وہ کرتا کمر سے کچھ نیچا ہوتا تھا۔ اب دیکھیئے کہ مسلمانون کے میل جول سے اُن کے لباس مین بجز پردہ کی سمت کے مسلمانون کے لباس سے کوئی اِمتیاز باقی نہین رہا۔ اِس پر بھی اعتراض ہوتا تھا کہ یہ لوگ ترک ہوگئے۔ مگر اب تو اوسی کی تبدیلی کو لوگ غلطی سے اپنی پُرانی وضع کی تبدیلی خیال کرتے ہین اَب مین مُسلمانون کے لباس کا حال بیان کرنا چاہتا ہون کہ اوسمین

کیا تبدیلی ہوئی ہے؟ چادر اور کفنی کا جواب بھی اکثر ہندو یا مسلمان فقیروں کے استعمال میں ہے کچھ ذکر نہ کرونگا کہ وہ کیونکر جاری کی گئی۔ کیونکہ اس بیان میں بہت سے پرانے مردے اوکھاڑنے پڑینگے۔ مگر میں صرف ضروری باتوں کا اظہار چاہتا ہوں۔ چادر اور کفنی کی اصلاح کے بعد کرتے کا فیشن جاری ہوا۔ کرتا اور تہ بند یا دھوتی تھی جسکی جگہ پائجامہ ہوا۔ پائجامہ کا رواج ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے وقت تک اچھی طرح نہ ہوا تھا۔ اور یہ لباس۔(پائجامہ) عجمیوں سے لیا گیا تھا۔ اوس وقت جوتا مسلمانوں میں لباس کا جزء نہ سمجھا جاتا تھا۔ مگر حضرت صلے اللہ نے اسکو بھی جزو لباس فرمایا۔ اور جوتا پہن کر نماز بھی جائز کردی۔ ہندوستان یا کہین کے مسلمان جو اکثر فرش پر پالتھی مار کر بیٹھتے ہین کچھ تو فرش کے لحاظ اور کچھ ہندوؤن کی رسم کی پابندی سے جوتا اُتار ڈالتے ہین۔ مگر ہندو اور مسلمانون کی رسم کے بڑے واقف کار سر جان لارنس سابق گورنر جنرل ہند نے بذریعہ ایک رزولیوشن کے ۱۸۶۸ عیسوی مین جوتا پہنے رہنے کی اجازت آفیشل اور ڈیمی آفیشل جلسون مین دیدی۔ جو لوگ گورنمنٹ ہوس یا گورنری دربار مین شریک ہوے اونھون نے جوتا نہین اوتارا۔ خاصکر انگریزی جوتے کی قید بھی ہی۔ اور اوسکا اُتارنا وقت سے بھی خالی نہین۔ مسلمانون مین تو بالکل جوتا اُتارنا تعظیم مین داخل نہین رہا۔ حضور عالی پرنس آف ویلس جب

سلطان ٹرکی اور خدیو مصر سے ملے تو گو حضور عالی شاہزادہ ویلس نے تعظیماً ٹوپی اُتاری تھی۔ مگر سلطان اور خدیو جوتا اور ٹوپی دونوں پہنے رہے۔ حضور شاہزادہ ویلس کی ملاقات میں ہندوستانی رئیسوں نے بھی جنکی یہ وضع قطع ارپاگئر تھی جوتا یا ٹوپی کچھ نہ اُتارا۔ محمد علی (شاہ) جب برلن کے صلحنامہ پر دستخط کرنے گئے تو انھیں بڑی دقت کا سامنا تھا کہ سب کی تعظیم بلکہ خوشامدگو دل سے منظور تھی۔ لیکن انھوں نے جوتا یا ٹوپی نہیں اُتاری۔ چنانچہ گرافک اور السٹریٹڈ لنڈن نیوز کے ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہے۔ یہ اس وجہ سے تھا کہ مسلمانوں میں زمین سے کسی چیز کا اُتارنا داخل تعظیم نہیں ہے۔ حیدرآباد میں تو اب اسکا ذکر بھی نہیں ہوتا کہ جوتا کہیں اُتارا بھی جاتا ہے۔ وہ ولیسرائے ہز رائل ہینس ڈیوک آف کناٹ ہز رائل ہینس پرنس وکٹر ان سب کے دربار ان سب کے ڈنر پر بہت سے مسلمانوں کو شرکت کا موقع ملا۔ جہاں پر مسلمان مع اپنے پگڑی ٹوپی اور جوتے کے شریک ہوئے تھے باوجودیکہ وہ لوگ ٹوپی اُتار لیتے تھے لیکن شمالی ہندوستان میں بجز خاص خاص مقامات کے مسلمان جوتا یا ٹوپی اس وجہ سے اُتار لیتے ہیں کہ کہیں ملاقات کا کمرہ جوتے کے مقدمے کا اجلاس گاہ نہ بن جائے۔ یہ بات تو جوتا پہننے کے متعلق تھی مگر یہ کہ جوتے کی کیا کیا قطع تبدیل ہوئی قابل سننے کے ہے۔ عرب میں پہلے اس کی وضع لعینہ ایسی

ہی جیسی دیہات مین بعض عورتین پہنتی ہین اور جسکو سکہ تری چپل یا بندی کہتے ہین - جس مین اوپر صرف تسمہ اور نیچے تلا ہوتا تھا - دہلی کی جامع مسجد مین جہان اکثر لوگون کے خیال کے موجب مغلیہ بادشاہون کے وقت سے بعض عرب کے تبرکات احتیاط کے ساتھ رکھے ہین اسپر بھی ایک جوتا بھی رکھا ہی جسکی زیارت کی جاتی ہی اور کہتے ہین کہ وہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا جوتا ہی - ہندوستان مین گھیتلا سلیم شاہی آپا شاہی جوتا کفش اور زیرپائی - گول پنجے کا جوتا رائج تھا - اور اب اوس کے بعد انگریزی بوٹ کا رواج ہوگیا جسکا دادا لمبا تلا جوتا جامہ اور پگڑی کے ساتھ پہنتے تھا اوسکا باپ گول پنجے کا جوتا انگرکھے پاجامہ اور عمامہ کے ساتھ پہننے لگا - اور اب پوتا چکن شیروانی اور انگریزی بوٹ گول ٹوپی کے ساتھ زیب جسم کرتا ہی - عرب کے مسلمان جب عجمیون اور کیا نیون سے ملے تب اسکے لباس مین تبدیلی شروع ہوئی - عمامہ کی جگہ ۵۲ھ ہجری مین جو امیون مدی علیوی کے مطابق ہوتا ہی خلیفہ منصور نے ایک لمبی گول ٹوپی ایجاد کی جو بانس کی تیلیون سے بنائی جاتی تھی اور اوسپر سیاہ رنگ سیاہ کپڑا ہوتا تھا - اُسی قسم کی ٹوپی اب انگلستان مین تھوڑے فرق کے ساتھ جاری ہی جو بیورلیبیٹ کہلاتی ہی اور بڑے بڑے معزز جلسون مین پہنی جاتی ہی - اس کے بعد تاتاری مسلمانون نے

سرخ ٹوپی ایجاد کی اور شاہ اسمٰعیل خضری نے اوس کی قطع کو کسقدر تبدیل کرکے خوب رواج دیا جس سے وہ لال سر والے یعنی قزلباش مشہور ہوئے ایک سرخ ٹوپی اب ٹرکی مین بہت رائج ہی اور ہندوستان کے مسلمان بھی اکثر اوسکا استعمال کرتے ہین - ہندوستان مین بھی متعدد قطع کی ٹوپیون نے رواج پایا - مثلاً دوپلڑی - چوگوشیہ - پنج گوشیہ - مندیل - تاج - اوگرل ٹوپی جاری ہوئی - نیشاپور ہی خاندان لکھنؤ مین جن لوگون نے میرزا مایلیا اور میرزا والاجاہ سے مغفرت و مقدس اور باعلم لوگون کو دیکھا ہوگا وہ جانتے ہین کہ اُن مین ایک ٹوپی جو اسکاچ کیپ کے مشابہ ہی رائج تھی اور اب تو بہت لوگ اُسکا استعمال کرنے لگے ہین - کرتے سے چپکن جاری ہونے کا سبب صرف یہ تھا کہ جب عرب کے لوگ عجمیون سے ملے اور اُن کے چست لباس کارآمد دیکھے تو اوسکو اختیار کیا - ہان ایک لباس اور بھی جاری ہوا تھا جسکو جامہ کہتے ہین - اور جو ہندوستان مین قریب قریب بالکل متروک ہوجانے کے باوصف ہمارے محبوب البلا دحیدرآباد مین اب بھی بعض قدیم شرفا کا گویا اصلی لباس ہی اور اکثر شادی بیاہ کے موقع پر دُولہا دُولہا کا مکلف لباس ہوتا ہی - یہ لباس مصر مین بھی تھا - مُلک مصر کے قدیم قبرستان مین پادشاہون کی تصویرین دیکھی گئین تو بعضون کی اِسی لباس مین پائی گئین - اس کے بعد چپکن کا رواج ہوا - چپکن بھی اب موقوف ہوگئی اور اچکن اور چغہ اُس کی جگہ عموماً ہم لوگون مین مُروّج

ہے۔ مگر حیدرآباد میں کچھ اور زیادہ ترقی ہوئی ہے اور شیروانی عام طور سے استعمال کی جاتی ہے۔ جو اچکن اور کوٹ کے بیچ میں ہے۔ لیکن فرق اس ہے کہ اور حصص ہندوستان میں اب لوگوں کے دل اسقدر ٹھنڈے ہو گئے ہیں کہ اون میں اس ترقی اور تبدیلی کا مادہ بھی کم ہو گیا ہے۔ اب وہ مضبوطی سے اس نمائش خواہش پر جمے ہیں کہ کوٹ کی جگہ شیروانی اور پوستین البتہ جاڑے میں استعمال کرتے ہیں مگر پوری چھانٹ کاٹ کا خیال نہیں کرتے ہیں۔ شیروانی یا پوستین اور اچکن میں صرف یہ فرق ہے کہ گویا اچکن کے دامن کاٹ دیتے ہیں۔ آستین وہی سیدھی خول بنائی جاتی ہے اور اوس کی پوری تبدیلی میں وہ سخت اعتراض کرتے ہیں۔ جو اس کے خلاف کرتا ہے اوسکو قدیم رسم کا توڑنے والا کہتے ہیں۔ حالانکہ رسم ہمیشہ ہر وقت اور ہر زمانہ کے اقتضا سے یوں ہی توٹتی چلی آئی ہے۔ ہر پشت میں پہلی پشت کی رسم توڑی گئی۔ رسم کے توڑنے کا سبب یا تو یہ ہوتا ہے کہ قوم میں خود علم و ہنر کی ترقی ہو جائے یا وہ کسی ایسی قوم سے ملے جو علم و دولت و ہنر میں اُس سے زیادہ ہو اور اوس کی چیزوں کی یہ قوم نقل اُتارے۔ بالفعل ہمارا ساتھ ایک ایسی قوم سے ہوا ہے جو علم میں۔ ہنر میں۔ دولت میں۔ تجربہ میں۔ ہم سے زیادہ ہے۔ اوسکی ہم نقل کر سکتے ہیں اور کرتے بھی ہیں۔ اوس کی نکالی ہوئی اور بنائی ہوئی چیزیں ہمارے کام میں آتی ہیں۔ لباس جسکا یہاں ذکر ہو رہا ہے اوس میں

کپڑا جو مقدم چیز ہے ہم اوسی سے لیتے ہین - لیکن یہان یہ خیال نہ کرنا چاہیے
کہ یہ بات بغیر اعتراض کے رائج ہوگئی تھی - ایک زمانہ ایسا تھا کہ ایسے کپڑے کی
نسبت بھی اعتراض ہوتا تھا فتوے دیئے جاتے تھے کہ جب مردے کو انگریزی
کپڑے کا کفن دیا جائیگا تو وہ جہنم مین جائے گا - لیکن رفتہ رفتہ یہ خیال
جو بجاے خود ایک غلط اعتقاد تھا مٹ گیا - اب یورپ کے جولاہے بھی
مثل مسلمان جولاہون کے پاک خیال کرلئے گئے - اب صرف دوسرا جزو لباس
کا باقی رہا - یعنی اوس کی قطع - اس پر ہماری قوم بہت مضبوطی کے ساتھ
رُکی ہے - اسوقت اگر جولاہون کی ملی نا جہنم کی کنجی سمجھی جاتی تھی تو اب
یورپ کی قطع پر کاٹنے والی قینچی دوزخ کی بیڑی خیال کی جاتی ہے - جولاہے
اپنی ہوشیاری سے میدان جیت گئے - اب درزی میدان مین آئے ہین
دیکھیے کیا ہوتا ہے - ہین تو وہ بھی حق پر - یقین ہے کہ جیتین گے کیونکہ جہانتک
کچھ بھی غور کرنے کا مادہ لوگون مین باقی تھا - اور تعصب کو مٹا چکے تھے
وہان وہ فتحیاب ہوگئے - ترکی مین - مصر مین لوگ اُن کی تقلید کرنے لگے -
چنانچہ سلطان اور خدیو کی تصویر سے ظاہر ہوتا ہے اور ہندوستان مین بھی
کچھ لوگ ایسے نظر آنے لگے ہین - خاص کر حیدرآباد مین تو بہت زیادہ اُن
کی کامیابی کے وجوہ صاف ہین کہ وہ کپڑے کی قطع جسم کی مناسبت سے
کرتے ہین - آستین ہاتھ کی قطع کے موافق ہوتی ہے - پیٹھ کے جوڑ کوٹ مین
اسیطرح کے ہوتے ہین جو انسان کی پیٹھ مین ہوتے ہین - اب صرف وہ صفت

تعصب یا ضد کی جو اکثر انسانون مین ہوتی ہی اوس کو روکتی ہی جس دن وہ رفع ہوئی اور غور ہوا اوسی روز قطع بھی بدلجائیگی۔ شاید اس رائیکے مخالف کہین گے کہ وہ ضد یا نفسانیت سے نہین کہتے بلکہ سچائی سے اِن پر معترض ہین۔ مگر تجربہ سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ نئی چیز پر اعتراض کرنے والے جو قدیم رسم کے پابند ہین اپنی غلطی کو اپنی سچائی سمجھتے ہین۔ اس کا سبب یہ ہی کہ اُن کی ہٹیلی عادت اُن کو دوسری راہ پر چلنے کی مزاحم ہوتی ہی۔ مگر جب عام طور سے دیکھ لیتے ہین کہ کوئی حرج نئی ایجاد مین نہین ہی تو وہ خیال بدلجاتے ہین اور یہ کچھ لباس ہی پر منحصر نہین ہی اور عمدہ باتون مین بھی یہی ہوتا ہی یہان تک کہ دوسرے لوگ تو موجد کے دشمن بھی ہوجاتے ہین۔ اُسکو بیوقوف خیال کرتے ہین۔ ہمارے ڈیوکس اسوجہ سے پاگل ٹھہرائے گئے تھے کہ وہ دھوئین کے زور سے گاڑی کا چلانا چاہتے تھے جسکو لوگ سچ نہ جانتے تھے۔ مگر آخر کو وہی رائے عزت سے قبول کی گئی جب پتھر کے چھاپہ کی جگہ سیسے کے حروف ایجاد ہوے تو بڑے بڑے عقلمند معترض تھے کہ لڑائی کے واسطے گولیان کہان سے بنین گی۔ مگر آخر کو وہ مان گئے کہ حروف بھی روز بروز زیادہ ڈھلتے جاتے ہین۔ اور لڑائیان بھی خوب ہوتی رہتی ہین۔ مگر سیسے کی کمی نہین ہوئی۔ پھر ایسی نئی ایجاد مین لوگ مخالف کیون نہ بنین ورنہ جو فائدہ اور عمدگی چوڑیدار پایجامہ مین دھوتی یا کلی دار پاجامہ کے مقابلہ مین تھی وہی اب پتلون مین بمقابلہ اس

پاجامہ کے پائی جاتی ہی بشرطیکہ پالتھی مار کر بیٹھنے کی ضرورت کو مستثنیٰ کر دیا جاے - حال آنکہ یہ پالتھی مار کر بیٹھنے کی تکلیف بھی صرف نہایت تنگ پتلون مین ہوتی ہی نہین تو لوگ بیٹھتے بھی ہین - بعض لوگ کہتے ہین کہ لباس کے واسطے جس ملک کی تقلید کی جاے وہان کی زبان بھی جاننا چاہیے - اس سے اگر انگریزی زبان دانی مراد ہی تو مین کہتا ہون کہ ہندوستان مین اب انگریزی زباندانی نہ صرف لباس کی غرض سے بلکہ عمدہ طرح زندگی بسر کرنے کے واسطے بھی ضرور ہی - مگر لباس کو زبان دانی سے کچھ تعلق نہین ہی - ہم دور کیون جائین اپنے ہی ملک مین نہ دیکھ لین بہت سے ہندو جو عرب کا چغہ اور عمامہ استعمال کرتے ہین وہ عربی نہین جانتے بلکہ بہت سے مسلمان بھی عربی زبان نہین جانتے مگر عمامہ اور چغہ اور صدری کا استعمال کرتے ہین - انگلستان کی لیڈیان جو فرانسیسی ڈریس پسند کرتی ہین - سب فرانسیسی زبان نہین جانتین - بعض کہتے ہین کہ یورپین حکام اس لباس مین ہم کو پسند نہین کرتے - مگر مین اس کے خلاف ہون - گو ممکن ہی کہ بعض یورپین افسر اس کو ناپسند کرین جیسا کہ بعض انگریزی زبان کے اعلی تعلیم کے خلاف ہین - بعض ہندوستانیون کی ترقی کے خلاف ہین - مگر عموماً یہ بات نہین ہی جن لوگون نے گورنری دربار مین ہندوستانیون کو اس لباس مین دیکھا ہوگا وہ خیال کرسکتے ہین کہ یہ لباس وہان کی حاضری کو روک نہین سکتا - اس سے بڑھکر ایک

امر اور ہی جس سے گورنمنٹ ہند اور ہز اکسلنسی صاحب کمانڈر انچیف بہادر اور تمام لوکل گورنمنٹوں کی رائے ظاہر ہوتی ہی کہ جب کوئی وردی گورنمنٹ تجویز کرتی ہی اوس میں کہیں ہمارے یہاں کا چھہ کلیہ چپکن یا غرارہ دار پائجامہ داخل نہیں کرتی۔ تمام ہندوستانی فوج کی وردی اس کا ثبوت ہی کہ ہمارا مروجہ لباس کام کا نہیں سمجھا گیا۔ اور کل وردیاں یورپین طرز سے بنتی ہوئی پائی جاتی ہی۔ بعض لوگ نئے زمانہ کی تقریر کے طور پر یہ کہتے ہیں کہ نیشن کی محبت یا پیٹریاٹک ہونے کے واسطے ہم کو ایک ڈریس بھی ہونا چاہیئے۔ ہاں سچ ہی لیکن ہمارا کون ڈریس ہی ہمارے نیشن کا ایک ڈریس نہیں ہی۔ یہاں تو اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ ہی۔ جو لوگ کچھ بھی شائستہ ہوتے جاتے ہیں اور اپنا ڈریس تبدیل کرتے جاتے ہیں ایسی حالت میں اور بھی حاجت ہی کہ اس طرف توجہ کی جاوے۔ ہمارے بنگالی بھائی ہم سے زیادہ ترقی کر گئے ہیں۔ آج ایک نو تعلیم یافتہ بنگالی کو دیکھ کر ذرا اور پچاس برس اوس طرف کی تصویر سے لباس ملایا جاوے تو خاطر خواہ فرق محسوس ہوگا شاید ہی کہ دس فیصدی اجیوکیٹڈ بنگالی ہم کو اس وقت نہ ملیں گے جو بجاے دھوتی کے پتلون عام جلسوں میں نہ استعمال کرتے ہوں۔ پارسیوں نے بھی ہم سے زیادہ ترقی کی ہی۔ اُن کا لباس بھی بدل گیا۔ پرانا لباس بڑے بڑے مرقعوں میں دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ کسقدر فرق اب کے ڈریس اور اوس وقت کے ملبوس سے ہی۔ کوئی پونی بمبئی جاوے اور دو تین

کسی پارسی خاندان کی دیکھے تو فوراً تمیز کر سکے گا کہ تیس برس اسطرف لباس کی قطع کیا تھی اور اب کیا ہے دوسرے اور ان دونو مین کسقدر بین فرق ہے۔ شاید کہا جاے گا کہ ہماری قوم مین تعلیم بھی ابھی اس قدر نہین ہوئی۔ یہ سچ ہے لیکن تعلیمیافتہ لوگ بھی عموماً ابھی اس طرف مائل نہین ہوئی اسی کا تو تعجب ہے۔ ہمارا موجودہ ڈریس جو ڈھیلم ڈھالا ہے جس سے چلنے پھرنے۔ سواری اور ستعدی مین جسقی نہین ظاہر ہوتی بالکل قابل ترمیم ہے اور کم سے کم اس قدر ہونا چاہیئے کہ تھوڑی سی ترمیم کے بعد انگریزی قطع سے لیا جاے۔ بے شک ہر نئی چیز کے ابتدا کرنے مین کسی نہ کسی حد تک تکلیف اور مضایقہ کو ضرور دخل ہوتا ہے۔ اور ایک جانب سے ہنسی اور دوسری جانب سے شرم کا تقاضا بھی ناگزیر ہوتا ہے۔ لیکن آگے چل کر وہی ہنسی والے اسکو آپ اختیار کرنے لگتے ہین۔ انگریزی عملداری کے آغاز مین جو لوگ تھانہ داری اور کوتوالی کے عہدے قبول کرنے سے اپنے مذہب کی توہین اور اپنی کسرِ شان سمجھتے تھے۔ اب اون کے پوتے کانسٹبل کے عہدے کو اپنی عزت جانتے ہین اور اسی کمائی سے اپنے مذہبی نیک کام بھی انجام دیتے ہین۔ پہلے خیال تھا کہ لندن جانے والا ضرور کرسٹان ہو جاتا ہے۔ مگر اب ہم دیکھتے ہین کہ شیعہ سنّی دونون فرقہ کے مسلمان بلکہ ہندو قوم کے اشراف و اعیان بھی جنہین مسلمانونکی صحبت بعض امور مین نہایت درجہ کا پرہیز ہے اور اون کی عورتین بھی

نہایت شوق سے گئین۔ اور اطمینان سے رہکر واپس آئین۔ لیکن باوجود
اِس کے مسلمان وہی مُسلمان رہے اور ہندو وہی ہندو۔ جو لوگ بہادر
اور مردِ میدان ہین وہ بہادری سے میدان مین آسکتے ہین اور بغیر دوسرون
کی ہنسی کے خیال کے اپنے کانشنس کی پیروی مین سرگرم رہتے ہین

اقبال علی

حکومت

بالخاصہ بنی آدم ایک دوسرے سے جدا رہنا یا اپنے ہی ذات خاص کے لیے کسی ایسے کام کا پسند نہین کرتے جسکا فائدہ اُسکے ہمجنسون کو نہ پہونچے یہ ایک ایسا واقعہ ہی جسکو دنیا کے مسلسل تجربہ نے ثابت کردیا۔

جب کبھی انسان کا کوئی گروہ کسی خاص مقام مین آباد ہوتا ہی تو فطرتی دستور کے موافق کچھ نہ کچھ قواعد مرتب کر ہی لیتا ہی جو باہمی فوایدپر مبنی ہوتے ہین اور انہین کے موافق عملدرآمد ہوتا ہی۔ اور اس سے معلوم ہوتا ہی کہ انسان کا کسی خاص مقام مین ایک جمع اس التزام سے قایم ہونا کوئی نئی یا اتفاقی بات نہین ہی بلکہ موروثی اور قدرتی ہی۔ لیکن چونکہ انسان اور اوس کی ذات۔ قوم۔ ملک و مذہب مختلف الاقسام کے ہوتے ہین۔ اس لئے اس کی وجہ سے اوسکے انتظامات اور قوانین بھی مختلف ہوتے ہین۔

منجملہ ان اقسام کے اوس کی ہر قسم پر گفتگو کرنے کی تو چندان ضرورت نہین۔ مگر یہ جاننا ضرور ہی۔ کہ انسان کے۔ اخلاقی۔ دماغی۔ اور جسمانی حالتون مین بہت بڑا اختلاف ہی۔ اور اس قسم کے کل اختلافون کی وجہ سے مختلف سوسائٹیان ہوتی ہین۔ مختلف قوانین ہوتے ہین۔ جنکے ذریعہ سے حکومت کی جاتی ہی۔ اپنے اپنے حالتون کے موافق انسان کے مختلف گروہون نے علمی لیاقت۔ اور تاریخی شہرت و شہادت وغیرہ حاصل کئے ہین۔ پس ہر گورنمنٹ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ منجملہ اور علوم فنون

کے خود گورنمنٹ ایک ایسا علم ہے جسکے قواعد مقرر ہین - اور وہ دو طرح ہین
ایک ناقابل تبدیل دوسرا ناقابل تبدیل -
حکومت کے فرائض مین محکوم رعایا و ملک کے اخلاقی اور خارجی حالتون
کا دیکھنا اور اوس کی درستگی پر پوری قوت سے مائل ہونا داخل ہے -
اور کفایت شعاری (سیاست مدن) گورنمنٹ کا ضروری جزو ہے -
جس کے بغیر انتظامات ملکیہ بیکار ہوتے ہین -
سوسائٹی کے طریقہ عمل کی نسبت کہ کس طرح کا ہو اور اوس کے
قواعد کیا ہون کسی خارجی علم کی ضرورت نہین ہوتی بلکہ ملک کی حالت
پر کل انحصار ہوتا ہے - مثلاً جو گورنمنٹ کا طرز حکومت انگلستان مین
ہوگا وہی طریقہ کسی دور دراز کے دوسرے ملک مین مناسب نہین ہوسکتا
تاریخ سے یہ بات اچھی طرح ثابت ہوگئی ہے کہ ایک قوم کے قانون
جو ایک زمانہ مین مناسب حال ہوتے ہین وہی قانون اوس قوم کے لئے
دوسرے زمانہ مین ٹھیک نہین ہوتے -

(۱) گورنمنٹ کسکو کہتے ہین

جب یہ امر تسلیم کرلیا گیا کہ انسان مدنی الطبع ہے تو پھر یہ سوال ہی بیجا
ہوگا کہ انتظام و حکومت کے لئے کچھ قواعد ہونا چاہیئے یا نہین - اور حکومت
کے وجود یا عدم کا بھی مسئلہ ایسے موقع پر فضول ہے - مگر ہان خاصہ گورنمنٹ
اور اوس کے اغراض و مقاصد پر بحث ہوسکتی ہے - گورنمنٹ کے وجود

کو ماننا ہوتا ہے۔ مگر اوس میں اِس سوال کی گنجایش نہیں ہوتی کہ اُسکو قایم رہنا چاہیئے یا نہیں بلکہ یہ دیکھنا چاہیئے کہ کس طرح وہ گورنمنٹ ہو جس سے فائدہ کے ساتھ کار برآری کی جاے۔ اس لئے پہلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ گورنمنٹ کسکو کہتے ہین:۔

کسی سوسائٹی کے باضابطہ چلانے کے لئے جو قواعد مقرر کئے جاتے ہین اونہین کو قانون کہتے ہین۔ اور جس شکل یا واقعات سے اِن قوانین کا استعمال ہوتا ہے اوسکو گورنمنٹ کہتے ہین۔ ممکن ہے کہ دو ملکون کا ایک ہی ضابطۂ قانون ہو۔ اور پھر بھی دونون کی گورنمنٹین بالکل جدا ہون۔ یا برخلاف اِس کے کہ دو ملکون کی گورنمنٹین ایک ہون مگر قوانین مین اختلاف ہو۔ چنانچہ اِس زمانہ کی جدید ریاستون مین یہ اختلافات کے ساتھ گورنمنٹین موجود ہین۔

پس لفظِ گورنمنٹ سے تین جُدے جُدے مفہوم ہوتے ہین:۔

۱ گورنمنٹ ضابطہ و قانون بناتی اور اوسکا تحفظ کرتی ہے۔

۲ گورنمنٹ وہ شے ہے۔ جس سے احکام قوانین کا نفاذ ہوتا ہے۔

۳ گورنمنٹ اوس مجموعۂ انتظامی کا نام ہے جو حکومت کرتا ہے۔

۲ مقاصدِ گورنمنٹ

اگر مقصد گورنمنٹ تاریخ سے دریافت کرنا چاہین تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ حاکم کے حقوق اور فوائد۔

مگر عقل مین یہ بات نہین آتی کہ گورنمنٹ کا مقصد حاکم کا فائدہ ہی بلکہ اس سے زیادہ وسیع اور عمدہ غرض ثابت ہوتی ہی۔ گورنمنٹ کے معنی عرصہ دراز سے عام بھلائی اور بہبودی کے لئے جلتے ہین۔ بلکہ اگر سچ پوچھا جاے تو گورنمنٹ کے معنی سب سے بڑی نیکی کے ہین —

اگر اس امر کی تحقیقات کی جاے کہ وہ کون کون بھلائیان ہین جو گورنمنٹ کے وجود سے ہوئین یا ہونی ممکن ہی تو منجملہ اورون کے دو ایسی بھلائیان ہین جس کا کوئی شخص انکار نہین کرسکتا۔ اور وہ دونون محض انسان کے وجود پر مبنی ہین —

۱ عامہ خلائق کے معاملات تمدنی وغیرہ کا سلجھنا —

۲ عامہ خلائق کا تمدنا ترقی کرنا —

یہانتک گورنمنٹ کے فوائد معلوم ہوے یعنی معاملات کا انصاف اور ملک کی تمدنی ترقی —

انصاف یعنی عدالت مین گورنمنٹ کا محدود فرض ہوتا ہی اور تمدنی ترقیات مین غیر محدود۔ عدالت کا اقتضاء ہی کہ وہ ایسے قواعد بناے اور عام رعایا سے اوس کو تسلیم کراے کہ ایک دوسرے پر ناجائز طریقہ سے کوئی اثر نہ پہونچا سکے اور تمدنی ترقیات کے لئے ضرور ہی کہ افراد قوم سے اون کامون مین زور کے ساتھ مدد لے جس سے بڑے بڑے فوائد مرتب ہون۔ یعنی قواعد اس قسم کے بناے جائین کہ ہاتھی

اتفاق - محنت - تقسیم دفاتر متحدہ کوشش اور قومی کام کے بے انتہا فوائد حاصل ہون - اس لحاظ سے گورنمنٹ دو صیغون مین تقسیم ہوجاتی ہی - اوّل عادلانہ اس مین دیوانی اور فوجداری مقدمات کے متعلق بحث ہوتی ہی - دوئم انتظامیہ جس کا تعلق کل مال - محصول چنگی - کرورگیری - وغیرہ یعنی سوسائٹی کے متعلق کل باتین جنکا تعلق دیوانی اور فوجداری مقدمات سے نہین ہی -

مگر چونکہ یہ دونون شاخین قوانین کے ماتحت اور اوسیکی پابند ہوتی ہین اس لئے وضع قانون دونون پر بالاتر ہی -

اگرچہ مذکورہ بالا بیان اغراض گورنمنٹ پورا کرنے کے لئے بہت ضروری ہین مگر صرف اسیقدر کافی نہین ہین -

جہان گورنمنٹ ہوگی وہان اوس کی ابتدا و انتہا از روے پیمایش اراضی خواہ شمار آبادی جسپر اوس کی حکومت ہی ضرور ہوگی اور اوسی حساب سے ہر ایک ملک خواہ گورنمنٹ کی ایک حد ہوگی خواہ وہ حد بندی از روے تقسیم قدرتی ہو خواہ انسانون کی آبادی پر منحصر ہو -

ملاح جو سمندر مین کام کرتے رہتے ہین اگرچہ اونکے مقامات پر کوئی گورنمنٹ مالکانہ قبضہ نہین کرتی اور نہ اوس کا اظہار کرتی ہی مگر وہ بھی کسی نہ کسی گورنمنٹ کے ماتحت ہوتے ہین - اور اوسی گورنمنٹ کے قواعد کی پابندی کی جاتی ہی - اس مجموعی حالت کا نام - سلطنت - حکومت

خلافت ۔ اور اوس کے اقسام کے لحاظ سے ۔ شہنشاہت ۔ جمہوریت
بادشاہت وغیرہ کہتے ہین ۔ غرض نام کوئی رکھا جاے مفہوم سب
کا ملک کی مجموعی حالت ہی ۔

اِن مجموعی حالتون کے اتحاد سے گورنمنٹ کا ایک اور مقصد
پورا ہوتا ہی یعنی ایک ملک کی حفاظت بمقابلہ کسی دوسرے گورنمنٹ
کے ہوتی ہی ۔ اور یہی غرض ملک مین فوجی تعلیم وغیرہ کی ہوتی ہی
اِس لئے گورنمنٹ کا تیسرا بہت بڑا مقصد اپنے ملک کی محافظت بمقابلہ
دوسرے گورنمنٹ کے ثابت ہوتا ہی ۔ جس سے اوس ملک کے ہر فرد
بشر کی حفاظت ہوتی ہی ۔

ہر شخص جو کسی سلطنت کا رعیت ہونا قبول کرتا ہی اوس کی حفاظت
گورنمنٹ ملک کے ذمے ہو جاتی ہی ۔ جہان بادشاہت ہوتی ہی وہان کی رعایا
تمام شاہی فوج کی بدولت حفاظت مین رہتی ہی اور جہان بادشاہت نہین
ہوتی بلکہ جمہوری سلطنت ہوتی ہی تو ہر ایک اہل شہر جو رعایا کی حیثیت
مین نہین ہوتے استحقاق محافظت خود از جانب فوج سلطنت جمہوریہ کے نہین
مگر گورنمنٹ کے ایسی کام ختم نہین ہوے ۔ اِن سب کے سوا
گورنمنٹ کا ایک ضروری کام رعایا و ملازمین کو اعزاز تقسیم کرنا ہی ۔ تقسیم
خطابات اور تمغون کی نسبت کچھ ہی کیون نہ خلاف رائے دی جاے مگر تاریخ
سے ثابت ہو گیا ہی کہ تقسیم اعزاز نے انسانی سوسائٹی مین بڑا تغیر پیدا کیا ہی ۔

بعض آدمیون کو روپیہ سے زیادہ اعزاز کی ضرورت ہوتی ہی۔ اگر ان لوگون کو کسی ایسی خدمت کے صلہ مین اعزاز ملا ہی جو اُنھون نے حقیقت مین پوری کی ہی تو یہ انعام اور خطاب نہایت صحیح ہوگا جس سے صاحب انعام کو اپنے خدمت اور انعام کی قدر ہوگی جو اکثر مرتبہ بغیر کسی کافی استحقاق کے بھی ملجاتا ہی - بلکہ قومی خدمت گزاری اور قومی قدردانی کا حال معلوم ہوگا۔ اور اگر ایسا انجام حسب بیان سابقہ بلا استحقاق نہین ہی تو عام طور سے اوس کی شہرت بھی ہونی چاہیئے - پس گورنمنٹ کے چار مقاصد معلوم ہوئے۔

اول عدالت جس مین دیوانی اور فوجداری کے مقدمات فیصل ہون۔

دوم تمدنی ترقیات اور بہبودی عام رعایا۔

سوم فوج سے محافظتِ ملک۔

چہارم تقسیم اعزاز۔

اِنھین چار مدون سے گورنمنٹ کا کل کام نکلتا ہی - مگر وضع قانون اِن مدون سے مستثنی ہی - جو سب پر حاوی ہی - جس ذریعہ سے ملک مین انتظام ہوتا ہی وہ قانون ہی - اور یہ چار مدّون کا نفاذ قانون اور حاکم کے ہوتا ہی - اس لئے وضع قانون گورنمنٹ کے لئے سب سے بڑی بات ہی۔

مختصر الفاظ مین یہ کہا جاسکتا ہی کہ گورنمنٹ کا ایک ہی مقصد ہی اور وہ یہ ہی کہ عمدہ قوانین بنانا اور جاری کرنے کے قبل اوسکے ہر پہلو کو دیکھ لینا چاہیئے اور بعد نفاذ کے اوس کے تحفظ مین زور دینا چاہیئے

پھر حسب اقتضائے طبایع اہل ملک ترمیم و تنسیخ ہوتی رہے گی ۔
مگر یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ گورنمنٹ شروع سے اب تک غیر مکمل طور سے کامیاب ہوئی ہے ۔ کیونکہ انسان خود مکمل نہیں ہے اوس کے قوانین ہمیشہ محتاج تکمیل رہتے ہیں ۔ اور ضروریات آیندہ کے لئے کوئی قانون حاوی نہیں ہوسکتا ۔ لیکن اس غیر مکمل حالت میں بھی راہ راست کا سراغ ملا ہے ۔ پس گورنمنٹ کو ہمیشہ غیر مکمل حالت ہی میں سمجھنا چاہیئے مگر اوس کے ساتھ یہ بھی اطمینان ہے کہ مثل اور فنون کے ایام گزشتہ کے ساتھ ساتھ اس میں ترقی اور تکمیل ہوتی رہے گی ۔ جو گورنمنٹ یا قانون کی سلسلہ وار تاریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتی ہے ۔
گورنمنٹ کی تاریخ مثل اور چیزوں کی تاریخ کے پڑھنے کی کیوں خواہش ہوتی ہے ۔ صرف اس لئے کہ اوس میں گورنمنٹ کا وجود اوس کی ترقی ۔ اوس کی تکمیل ۔ انحطاط ۔ پھر اوس کا کسی دوسری شکل میں متشکل ہونا ۔ پھر عمدہ قواعد بنانا وغیرہ ۔ ایسے دلچسپ حالات میں کہ خواہ مخواہ گورنمنٹ کی تاریخ کی جانب لوگوں کا رجحان ہوتا ہے ۔
اگر ہم ترقی کے خیال سے چشم پوشی کریں ۔ یا بھولجائیں کہ کیونکر ترقی گورنمنٹ کے طرز میں ہوتی ہے تو یقیناً ہم گورنمنٹ کی تاریخ اچھی طرح سمجھ نہ سکیں گے ۔ یا اون تغیرات کو نظر انداز کریں جو وہ رفتار زمانہ کے ساتھ انسان کے پولٹیکل معاملات پر سختی سے حملہ

ہوتا ہی۔ تب بھی اس فن کی تاریخ ہماری سمجھ مین نہ آئے گی۔ ہمیشہ کے تغیر و تبدل سے ایک بات مستقل طور سے قایم ہوتی ہی اور آخر کو اوس مین استقلال بھی پایا جاتا ہی۔

۳ گورنمنٹ کی بنیاد

ہم اوپر بیان کر چکے ہین کہ انسان مدنی الطبع ہی۔ اوس کی خاصیت ہی کہ وہ اپنے ہمجنسون سے ملکر رہے اور یہی خاص وجہ ہی کہ گورنمنٹ کے قیام کی نہایت سخت ضرورت ہوتی ہی۔ مگر بنیاد کے لحاظ سے دو مختلف حالتون کا بیان کرنا غیر ضروری نہ ہوگا۔ ایک بنیاد تاریخی بلحاظ واقعات دوسری بنیاد منطقی بلحاظ علم سیاستی۔

تاریخ جہان تک ہمکو مدد دے سکتی ہی ہمکو معلوم ہوسکتا ہی کہ گورنمنٹ کا وجود ابتدا مین فوجی رہنمائی کی حیثیت مین تھا۔ یعنی جو شخص جنگ کے قابل ہوتا یا قوت و جنگ کی ذمہ داری کرتا وہی مجسم گورنمنٹ ہوتا۔

حکومت خاندانی وہ گورنمنٹ ہی جبکہ اعیان حکومت خاندان ایک بڑے رکن کو خواہ وہ باپ ہو یا بھائی دیدی جاے۔ بعض مرتبہ اس خاندانی حکومت کا ایسا اثر ہوا ہی کہ اوسکو وسعت ہوتے ہوتے قبیلہ قبیلہ پر صادق آتا ہی۔ چنانچہ اس طریقہ پر اب تک بہت سی قومین مثلاً عرب وغیرہ اوسی قدیم رسم کے پابند ہین۔ اور یہ طرز حکومت خاندانی

عمدہ گورنمنٹون نے بھی خبکو شایستگی مین اس وقت بڑا رتبہ حاصل ہی قایم رکھا ہی - مثلاً جس ملک مین کوئی بادشاہ حکومت کرتا ہی تو اوس کی جانشینی وہی شخص کرتا ہی جو خاندان مین سب سے بڑا ہوتا ہی - یہ طرز حکومت خاندانی جو زمانہ قدیم سے جاری ہی - اب تک اوسکا کچھہ بقیہ حصہ چلا جاتا ہی - اسکے قدیم اور ٹھیک ہونے مین کوئی شک نہین کیونکہ باپ ہی کے زیر نظر بچون کی نگہداشت و پرورش ہوتی ہی جو بچپن کا قاعدہ ہی لیکن اس طرحکا کوئی حاکم جو خاندانی حکومت کے طریقہ سے حکمرانی کرے اگر یہ سمجھے کہ کل رعایا اوس کی فرمانبردار اور اوسی کے حکم پر چلنی والی ہی تو حقیقت مین اوس کی کوئی حکومت نہ ہوگی اور وہ اس زمانہ کے طرز حکومت کی راہ سے بالکل بیگانہ سمجھا جائیگا - کیونکہ حاکم کو حکومت اپنی مرضی کے موافق نہین کرنی ہوتی بلکہ ملک کے قواعد اور رسم و رواج کے لحاظ سے فرمان روائی کرتا ہی اور اگر حاکم ان صفات کے ساتھہ حکومتی خاندان کا افسر اعلی ہی تو یہ ایک اتفاقیہ بات ہوگی ورنہ خاندانی حکومت اوس معنی مین اب مفقود ہی -

برخلاف اس کے فوجی سردار جو ازروے تاریخ ابتدا مین اصل حکومت کرنے والا اور اپنے مجموعہ اور گروہ کو پورے طور سے ہدایت کرنے والا ثابت ہوتا ہی صحیح حاکم پوری قوت کے ساتھہ تسلیم کیا گیا ہی - اور خاندانی حکومت کرنے والے اور فوجی قوت سے حکومت کرنے والے

مین یہ فرق رکھا گیا ہی کہ اول الذکر ارزوے رشتہ بر سر حکومت سمجھا جاتا ہی اور موخر الذکر کے پاس حقیقی عہدہ رہتا ہی - فوجی افسر سب کے پہلے مسند حکومت پر سرفراز ہوتا ہی خواہ اوس کو رشتہ خاندان سے رہا ہو یا نہین - اور اس لئے حکومت کی ابتدا فوجی افسر سے ثابت ہوتی ہی - جس مین حکومت اور وقت کی تبدیلیون کے ساتھ تبدیلی ہوتی رہی اور اسی رفتار کے ساتھ یقین ہی کہ فوج کا سپہ سالار شائد نادر پادشاہ ملک ہو سکے گا -

مگر منطقی بنیاد حکومت کے بارہ مین تاریخی بنیاد سے جدی ثابت ہوتی ہی - اس کا تعلق ملکی اخلاق سے ہوتا ہی اور یہ سوال پیدا ہوتا ہی کہ حاکم کی حکومت کے لئے کونسی ابتدا اور کونسی بنیاد ہی -

اس موقع پر اختلاف آرا رہوتا ہی - ایک فریق جو شاہی حکومت کا قائل ہی وہ کہتا ہی کہ حکومت کے لئے ہمیشہ سے بادشاہ کا وجود لازمی ہی - دوسرا فریق جو جمہوریہ سلطنت کا طرفدار ہی اوس کا بیان ہی کہ جو کام ایک بادشاہ کی حکومت سے نہین ہوا وہ جمہوریہ حکومت مین ہو گیا - لیکن ایک اور تیسرا خیال ہی جو کہتا ہی کہ حکومت کا انحصار ملک کے حالات اور آدمیون کے خیالات پر ہی اور اوس کے لئے کوئی کلیہ ایسا نہین ہی جو تمام ملکون اور وقتون مین یکسان تسلیم کیا جاے - گورنمنٹ کوئی خارجی جسز نہین ہی بلکہ اوسکا تعلق اوس ملک کے ہر حالتون سے بالکل

لگا ہوا ہے اور وہ کسیطرح اپنے ماتحت ملک کے رسم و رواج و عادات باشندگان اور دوسرے قدرتی حالات اور مواقعات سے جدا نہیں ہو سکتی اور طرز گورنمنٹ میں ان اُمور کا لحاظ امر ضروری ہے۔ یہ اصول گورنمنٹ عقل اور تاریخ سے مضبوط اور ثابت ہوتے ہیں۔ اصول کی رو سے سلطنت جمہوری نہایت عمدہ ہے۔ مگر جہاں نصف وحشی آبادی ہو وہاں خود مختاری نہایت کامیابی سے چلے گی۔ گورنمنٹ محکوم کی حالتوں کے موافق ہوتی ہے۔ اگر وہ صحیح المزاج لایق اور تعلیم یافتہ ہیں تو ان کو روز افزوں ترقی کے ساتھ ہر سال گورنمنٹ میں انتخاب کی ضرورت ہوگی ورنہ تلوار ان کی راہ راست کے لئے ضروری سمجھی جاتی ہے۔ پس حکومت کے دو طریقے ہیں۔ ایک جمہوری۔ اور دوسرے خود اختیاری۔ جمہوری سلطنت کا ادعا ہے کہ وہ لوگوں کی مرضی کے موافق ہوتی ہے۔ خود اختیاری گورنمنٹ کا بیان ہے کہ وہ حکومتی ضرورتوں سے ہوتی ہے۔ جس میں ایک شخص کی ماسے کی کمالیت بھی تسلیم کرلی گئی ہے۔ مگر ایک طریقہ ان دونوں کے بیچ میں ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جس میں جمہوریہ اور خود اختیاری حکومتوں کے عنصر ملے ہیں۔ اور جسکا دارو مدار مقام حکومت کے حالات اور باشندوں کے طبایع پر ہے۔ پس جو ملک اور قوم کے مناظر ہماری آنکھوں کے روبرو ہمیشہ رہتے ہیں انہیں کے موافق حکمرانی عقلاً اختیار کیا جاسکتی ہے اور بالکل خود

مختاری یا بالکل جمہوری سلطنت عام طور سے مفید نہین خیال کی جاسکتی مگر حالات ملک اور وقت سے گورنمنٹ یا تو خود مختاری اختیار کرتی ہی - یا جمہوری طریقہ - ملک کی جہالت ناشائستگی اور وحشت یا علوم وفنون کی ترقی وصلح پسندی اور کاروبار تجارت وصنعت وغیرہ کی وسعت گورنمنٹ کو ایک راہ اختیار کرنے پر مجبور کرتی ہی - عمدہ قانون کے ہونے سے خود مختار سلطنت اچھی طرح حکمرانی کرسکتی ہی - مگر خوف یہی رہتا ہی کہ قوت حاصل ہوجانے پر ظالم و بیانصافی کی طرف رجحان ہوجاتا ہی اور اسی لئے بادشاہون کی خودرائی اور بے انصافی وغیرہ روکنے کے لئے چند قواعد پابند کرنے کو بنائے جاتے ہین -

۴ اقسام گورنمنٹ

عام طور سے گورنمنٹ کی تین قسمین بیان کی جاتی ہین :-

اول بادشاہت جسمین ایک شخص اپنی مرضی سے حکومت کرے -

دوم امارت - جسمین چند امرائے ملک ملکر حکومت کرین -

سوم جمہوری - جسمین کل رعایا ملکر حکومت کرے -

اگرچہ یہ اقسام گورنمنٹ عام طور سے کہے جاتے ہین - مگر مشکل سے کوئی ایسا ملک ملے گا جہان خالص طور سے بادشاہت یا امارت یا جمہوری رہی ہو - سلطنت جمہوری کے اچھے برے ہونے کی نسبت بہت کچھ لکھا پڑھا گیا ہی - اور قدیم سلطنت جمہوری کی مثال بلد بارمپیٹی کی گمر

ہی۔ لیکن اس امر کا لحاظ نہین کیا گیا۔ کہ حقیقت مین جمہوری سلطنت اپنے اصل معنی مین کبھی نہین ہوئی صرف اوس کے نام سے تاریخ آشنا ہی۔ اور اوسی نام پر بڑا شور وغل مچایا جاتا ہی۔ اصل یہ ہی کہ ہر سلطنت جمہوریہ مین جو زمانۂ سابق مین تھین۔ غلامون کی کثرت تھی۔ اور غلام کا لفظ انہین پر صادق آتا تہا جو ملکی حقوق سے خارج کر دیئے جاتے تھے اور بقیہ لوگون مین سے منتخب اشخاص حکومت مین حصہ پاتے تھے۔ یہی حال قریب قریب بادشاہت کا ہی۔ کوئی زمانہ یا کوئی ملک ایسا نہین گذرا جب کہ کل لوگ کسی ملک مین ایک بادشاہ کے مرضی کے تابع رہے ہون۔ امرائے وقت اور متوسلین حکمران ہمیشہ عام متابعت سے علحدہ رہے اور اونکے حقوق عام رعایا سے افضل ثابت ہوے بلکہ بعض اوقات امرا وغیرہ کو مساوات کا درجہ حاصل ہوا ہی۔

ہر بادشاہ کے لئے ایک کونسل یا دیوان رہا ہی جو اوس کے خالص مرضی کو ایک معتدل حالت مین لاکر چلاتا رہا۔ گو رکاوٹ کیسے ہی خراب درجہ کی رہی ہو جیسا کہ روس مین۔ مگر یہ ضرور ہی کہ بادشاہ کی خالص مرضی بالکل خود مختارانہ کہین نہین رہی۔ اوس کی حکومت اکثر پر ہوتی تھی مگر کل پر نہین۔ کبھی کوئی بادشاہ ایسا نہین ہوا جس نے یہ دعوی کیا ہو کہ سب کے سب کلیتاً بلا واسطہ اوسی کے تابع رہے ہون۔ روس و روم مین گاہ گاہ ایسی حالت پہونچ گئی ہی کہ سلطان کے بانی ان

نے کلیتاً کل باتون کو اپنے خاص زیر نگرانی رکھنا چاہا مگر پھر ایسے واقعات پیش ہوے کہ جس سے خود مختارانہ کارروائی رُک گئی - ان باتونسے معلوم ہوا کہ گورنمنٹ کی تقسیم محض معنی کے اختلاف ظاہر کرنے کو ہے ورنہ قریب قریب ایک دوسرے سے ملتی ہین - کہین بادشاہت کہی جاتی ہے اور کہین امارت اور کہین جمہوری - اب یہ دیکھنا چاہیئے کہ ان مین باہمی فرق کیا ہے - بادشاہ تمام قوم اور کل سلطنت کا مالک اور وکیل ہوتا ہے - اوس سے کل انتظام سلطنت متعلق رہتے ہین - کل اختیارات کا وہی صدر رہتا ہے - صلح و جنگ کا اوسیکو اختیار رہتا ہے - وہ ایک چشمہ ہے - جہان سے اعزازی تمغے سبکو ملتے ہین - بادشاہت کے منصب ایسے صاف صاف ہین کہ جہان بادشاہت نہین ہوتی وہان عارضی طور سے بادشاہ کے فرایض پورے کرنے کو کوئی شخص مامور ہوجاتا ہے - مثلاً پریسیڈنٹ - وغیرہ -

ممالک دیگر سے تعلقات رکھنے مین بادشاہ اپنے ملک و قوم کا وکیل ہوتا ہے اور ملکی معاملات مین انتظامیہ کارروائی اوسی سے متعلق ہوتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ بادشاہت موروثی ہوجاتی ہے - کیونکہ انصاف ہونا لازمی ہے خواہ سلطنت اور ملک کی کوئی حالت ہو اور اوس مین کیسے ہی تغیرات کیے جائین مگر عدالت کی کارروائی مستقل طور سے برابر ہونی چاہیئے - اور اس لئے مستقل طور سے ایک شخص کو ہمیشہ

قایم رہنا چاہیئے۔ جس کے نام سے انتظامی امور کا نفاذ ہو۔ اور اسی لیے کہا جاتا ہے کہ بادشاہ کبھی نہیں مرتا۔ قوم کا استقلال۔ عدالتی کارروائی کا استقلال و قیام سمجھا جاتا ہے۔ برخلاف اسکے جب کوئی فوجی شخص حکمران ہوتا ہے تو اوس کے مرنے پر بقیہ لوگون مین حکومت کے لیے بڑے بڑے جھگڑے ہوتے ہین اور جب انمین سے کوئی شخص اپنے آپ کو مالک بنا لیتا ہے تب کہین انتظام از سر نو شروع ہوتا ہے۔

اس معنی مین بادشاہ کی قوت اور اختیار کے نسبت ایک سوال ہوتا ہے کہ اگر بادشاہ مستقل طور سے امور انتظامیہ کا مدبر قرار کیا جاتا ہے تو اوس حالت مین وہ بادشاہ با اختیار رہے گا۔ مگر حکومت نہ رہے گی۔ اگر بادشاہ اپنی مرضی کے موافق کارروائی ملکی مین دخل دیتا ہے تو جو خیالات رعایا کے اوس کی نسبت پہلے قایم کیے گئے ہین وہ باقی نہ رہین گے۔

کیونکہ یہ ایک عام مقولہ ہے کہ بادشاہ سے غلطی نہین ہوتی اسکا مطلب صرف یہ ہے کہ بادشاہ کے فرایض براہ راست رعایا سے متعلق نہین ہوتے بلکہ اوس کے فرایض اوسکے مفصل سے متعلق ہوتے ہین جس کی غایت یہ ہوئی کہ وہ صدر امور انتظامیہ ملکیہ ہوتا ہے اس لیے انتظامی حالتون کی غلطی اور صحت سے اوس کو براہ راست تعلق نہین ہے لیکن جب وہ براہ راست دخل معاملات انتظامیہ ملکیہ مین دیگا تو قانون

کی غلطی محض قانون تک محدود نہ رہے گی بلکہ اوس کے دخل دینے سے غلطی کا اطلاق اوسپہ ہو جائیگا - اور جب تک وہ اپنے اختیارون کو براہ راست مکی معاملات تک نہ پہونچائیگا اوسوقت تک کوئی غلطی قانونے غلطی سمجھی جائے گی -

جب بادشاہ قوم متحدہ کا ایک صدر تسلیم کیا گیا تو اُمرا ماتحت اختیارات اور مدارج پر قابض سمجھے جائین گے - بادشاہ تمام ملک کا مالک ہوتا ہے - امرا درجہ وار فوج وغیرہ کے حصون پر حکومت کرتے ہین - یہ تعلقہ اور جاگیر معاوضہ خدمت فوجی دیجاتی ہے -

امارت کے تین درجے ہین :-

اول - سلطنت کے کسی ایک حصہ کی حکومت -

دوم - بادشاہ کی ماتحتی مین کسی عہدہ کی نظامت -

سوم - تمام ملک کی فوج مین سے کسی حصہ فوج کی کمانڈ (حکومت)

زمانہ گزشتہ مین امیرون یعنی جاگیردارون کو زمین دیکر صرف فوجی امداد کے لئے رکھتے تھے اوران لوگون نے اپنے اپنے زمانہ مین بڑے بڑے کارنمایان کئے - جس سے یہ طریقہ روز افزون ترقی پکڑتا گیا - مگر جس ملک مین یہ گروہ اُمرا یعنی امارت موقع اور وقت کے مناسبت سے اپنی اصلی حالت امارت سے متجاوز ہو کر حکومت کلی تک پہونچ جاتا ہے - اور جہان بجائے اسکے کہ امیرون سے معاوضہ مین فائدہ پہونچے اور تمام سوسائٹی کی طرف سے

دکا لتاً پیش ہون وہ خود عہدان حکومت اپنے ہاتھون مین لے لینگے
اور اسطرح حکومت امارت کی بنیاد ڈالینگے اوس وقت وہ ملک نہایت
درجہ کی سخت بلاؤن مین مبتلا ہوجائیگا اور اوس ملک کی تباہی فوراً
ہوجائے گی۔ کیونکہ چند خاندان کا برسر حکومت ہوجانا سلطنت کی
تباہی کی بڑی دلیل ہوتی ہے۔ جس ملک مین بادشاہ اور امرا بھی ہون
وہ اوس حالت سے بالکل جدا ہے جب کہ صرف امرا کی حکومت باقی
رہجاوے۔

اب جبکہ سوسائٹی کی کیفیت حکومت شخصی اور حکومت اُمرائے
ملکی بیان کی گئی تو اب صرف جمہوریہ حکومت کا بتلانا باقی رہگیا ہے۔ جس طرح
شخصی اور امرا کی حکومت کی تباہی کہ مقاصد ان دونون کے تمدنی ترقیات
اور عام بہبودی خلائق ہے اوسیطرح جمہوریہ کا بھی یہی مقصد ہے۔
یہ سوال اکثر کیا جاتا ہے کہ بجاے اس کے کہ ایک ملک کی حکومت ایک
شخص یعنی بادشاہ کے ہاتھ مین رہے۔ لوگون کو اپنے ہاتھ مین حکومت لینے
کا کیون شوق رہا کرتا ہے۔ اس کا جواب بھی بہت آسان ہے۔ کہ جب کہ عام
معاملات مین ایک شخص کی راے سے ناجائز دست اندازی ہوتی ہے۔ رعایا
کے ملکی اور قومی فوائد کو خطرہ رہا کرتا ہے۔ اور موجودہ وقت سوسائٹی کے
کامیابی اور ناکامی پر ہر ایک شخص کی عزت وحرمت جان ومال کا انحصار
ہے تو اوس وقت ہر شخص کو اپنی راے دینے اور قومی معاملات مین شرکت کرنیکا

حق حاصل ہوتا ہے وہ چاہتا ہے کہ گورنمنٹ کی رفتار اوس کی رائے کے موافق ہو۔ خواہش یہی کی جاتی ہے کہ لوگون کی خواہش پوری کی جاے جس کی اور کوئی وجہ بجز اسکے نہین ہے کہ وہ "لوگون کی خواہش" ہے۔ اس سے زیادہ ایک اور بات مقبولیت کی یہ ہے کہ علی العموم ایک یا چند اہل غرض منتخب شدہ لوگون کی رائے بہ نسبت کثیر التعداد لوگون کی رایون کے جو معاملات ملکی سے دخل رکھتے ہین زیادہ ترجمانے کے قابل ہوتی ہے اگرچہ یہ لازمی بات نہین ہے مگر امکان سے خارج بھی نہین اور نہ جمہوری سلطنت کے قیام کی یہ کوئی معقول وجہ قرار دی جاسکتی ہے۔ کہ لوگون کی رائے حکومت چلانے کے لئے سب پر فایق سمجھی جاے۔ قانون مرضی کا تابع نہین ہوا کرتا مگر قانون کا فرض ہے کہ وہ انسان کی ضروریات اور حوایج کی تلاش کرکے اون کو پورا کرے۔ اس لئے انسان کی مرضی قانون نہین ہوسکتی کہ کاروبار کا انحصار اوس پر کیا جاے۔ ممکن ہے کہ ایک شخص کسی غرض سے پاگل ہو گیا ہو اوس کی رائے غرض آمیز ہونے سے فائدہ بخش نہ ہوگی۔ اسیطرح ایک گروہ کسی خاص جوش یا کیفیت سے اوسیطرح راہ راست سے بہک جاے جس طرح ایک منفرد شخص اچھے کو برا یا برے کو اچھا کر دیتا جسطرح بادشاہ یا ارکان کے اختیار مین نہین ہے اوسیطرح عام رائے بھی ایسا پورا تغیر پیدا نہین کرسکتی۔ لیکن اگرچہ عام رائے قطعی عمدہ اور سب

سے اچھا فیصلہ کرنے پر قادر نہو۔ مگر تاہم بہت سے معاملات ملکی عام
راے کے محتاج رہتے ہین۔ جن لوگون کو خدا نے عقل و تمیز دیا ہی اور مختلف
طریقون سے اونکے فوایدپیچیدہ ہین اور سرکار کو اپنے تمدنی اور ملکی فوایدہ
کی غرض سے محصولات ادا کرتے ہین وہ یہ بھی جانتے ہین کہ کون کون باتین
رکاوٹ کی ہین۔ کہان سے کون شئے نکالدینی چاہیے۔ اور اس طرح سے
اکثر صحیح اور ضروری نتایج نکالنے پر قادر ہوجاتے ہین۔ بہ نسبت اون
لوگون کے جو محض سوچا کرتے ہین اور جنکو قوت مدرکہ اچھی دی گئی ہی مگر
اونپر کسی قسم کا دباؤ نہین پڑا۔ تجربہ سے معلوم ہوا ہی کہ دباؤ بڑا محرک
اور معلم ہی۔ قریب قریب کل ملکون مین ایسے قوانین جاری کئے گئے تھے
جو عام باشندون کو نہایت مضر اور تکلیف دہ تھے اون کی اصلاح اور ترمیم
عملدرآمد ہونے کی قابلیت انہین عام راؤن سے ہوئی ہی۔ چنانچہ
انگلستان۔ فرانس۔ جرمنی۔ اور امریکہ کے قوانین جو شروع مین عام
قیاس کے خلاف تھے بعد کو بتوسط یا بلا توسط عام راے درست ہوکر
آجتک نہایت خوبی اور عام اطمینان کے قابل چل رہے ہین۔
اگر ہم انگلستان کے قواعد کو جو ولیم کے پہلے اور برّ اعظم یورپ کے قوانین
کو فرانسیسی رولیوشن کے پہلی تاریخون مین دیکھین اور صرف قوانین
ملکی ہی نہین بلکہ رسم و رواج آزادی اور پابندی وغیرہ۔ تو معلوم
ہوگا کہ عام راے سے کسقدر اس مین صفائی اور درستی آگئی ہی۔

عام رائے کے معنی اگر صحیح طور سے استعمال ہو تو غیر طرفداری کے ہین - اور معاملات ملکی مین غیر طرفداری سب سے بڑا جوہر ہی - باوجود اِن سب باتون کے عام رائے کو ہم حکومت چلانے کے لئے قابل نہین سمجھتے - کیونکہ اگرچہ یہ تمدنی حالتون کے درست کرنے کا زبردست آلہ ہی جس سے آزاد خیال لوگون کو انکار نہین مگر حکومت کے لحاظ سے جس مین کل باتین آخر مین عام مرضی پر منحصر ہو جاتی ہین عام رائے مناسب نہین ہوتی جو اگرچہ ایک وقت مثل اعلےٰ درجہ کے خود مختارانہ سلطنت کے مناسب وقت خیال کی جاے - مگر زمانہ کے تغیر سے سوسائٹی کا تغیر لازمی ہی - اور اس لئے پیچیدگی کا بڑھنا ضرور ہی اوس وقت عام رائے عموماً مفید غرض نہ ہوگی -

۵ باضابطہ اور پنچایتی حکومت

یہ تسلیم کر لیا گیا ہی کہ عمدہ گورنمنٹ کے لئے تین اجزا کی ضرورت ہوتی ہی

اول - بادشاہ اور عدالت -

دوم - گروہ اُمرا -

سوم - حقوق اور فوائد عام رعایا -

اب یہ خیال ہوتا ہی کہ آیا کوئی طریقہ ایسا عمل مین آسکتا ہی کہ سلطنت مین اِن تینون اجزا کا شمول عمدہ طور سے رہے اور سلطنت کو کسی اتفاقیہ خرابی سے حفاظت ہو -

واضح ہو کہ عمدہ گورنمنٹ وہ کہلائی جاسے گی جسکے یہان آزاد۔ روشن ضمیر خوش اطوار رعایا ہو گی۔ جو اپنے فرایض کو بخوبی سمجھکر کامل آزادی کے ساتھ پورے طور سے قواعد کی پابندی کرے گی۔ حقیقت مین اگر ایسی حالت ہو تو گویا وہ گورنمنٹ اپنے جملہ مقاصد مین کامیاب ہو گئی۔ جسکے لئے یہ ضرورت نہین ہی کہ وہ مجرمون کو سزا دے بلکہ یہ ضرور ہی کہ ایسے قواعد جاری کرے کہ جرایم کا انسداد ہو جاے۔ تمام رعایا کو اچھی طرح دلنشین کر دے کہ جرایم قانونی اور دیگر افعال بد نہایت خراب اور بدنام کنندہ ملک ہین اور خوش اطوار اور نیک کردار لوگون کے ساتھ کامل آزادی اور صفائی کے ساتھ برتاؤ ہو گا۔ اور جرایم کے مرتکب ہمیشہ اور بہت جلد اپنے کیفر کردار کو پہونچین گے۔ یہ سچ ہی کہ انسان کو اس قدر مختلف خیالات اور خواہشات رہتے ہین جس سے اوس کی حالت محض مصنوعات کے موافق ہمیشہ کے لئے ایک ڈھنگ پر قائم نہین رہسکتی بلکہ نیکی و بدی کا ہونا اقتضاے بشریت ہی مگر عمدہ گورنمنٹ کے سلسلۂ انتظام پر انسان کے فطرتی افعال بہت کچھ منحصر ہین۔ اوس کو اپنی طرف سے اچھی طرح تیار رہنا چاہیئے۔ خواہ رعایاے ملک بالکل حسب خاطر نہون وہ خود رفتہ رفتہ بپابندی قواعد اور ترغیب و تعزیر گورنمنٹ نیک کردار ہو جائیگی۔ پس کونسا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے کہ کل فریق سلطنت کا فائدہ ملحوظ رہے اس سوال کا جواب تجربہ پر منحصر ہی۔ جو کچھ اصول و قواعد سے مستخرج

ہو مگر یہ ضرور ہے کہ گورنمنٹ محض کتابوں میں پڑھنے یا صرف خیال پر منحصر نہیں ہے۔ بلکہ گورنمنٹ سرتاپا عمل انتظام پر منحصر ہے اور انتظام گورنمنٹ مقامی حالتوں اور رعا کی عادتوں پر موقوف ہے۔ یہ سچ ہے کہ پولیٹکس کا علم ہوتا ہے مگر حکومت تو محض تجربہ پر منحصر ہے بارہا آزمایش ناکامی ہوئی ہے مگر بار بار کی آزمایش سے ایک نہ کامیابی بھی ہوتی ہے اور پھر وہی اصول گورنمنٹ کے قرار پاتے ہیں۔ پس گورنمنٹ کے تین اجزا یعنی بادشاہ۔ امرا۔ رعایا۔ ہیں۔

بڑی بڑی تقریریں اور تحریریں اس امر کے بیان میں پیش کی گئی ہیں کہ ان تینوں گروہ کا اتصال کسی طرح ممکن نہیں ہے۔ مگر انگلستان کے طرز حکومت نے جو عرصہ دراز سے جاری ہے کل تقاریر و تحاریر کو روک دیا۔ جہاں ان تینوں کا پورا اتحاد کمالیت اور آزادی کے ساتھ ہے۔ گو اس کو عام طور سے کامل نہ کہا جاے مگر طریقۂ کارروائی بلحاظ حالاتِ ملک و رعایا اس طرح رکھی گئی ہے کہ انگلستان نے اپنی ناموری و عزت و عظمت کو ایک چھوٹی اور حقیر حالت سے تمام دنیا میں پھیلایا۔ اس باضابطہ حکومت کا یہ نتیجہ ہے کہ آج انگلستان کی ماتحتی میں ضرب المثل بڑی بڑی نوآبادیاں اور ہندوستان ہے۔ انگلستان کی حکومت بمقابلہ کسی دوسرے بادشاہ کے صرف برابر نہیں ہے بلکہ تنہا انگلستان بمقابلہ کل سلطنت ہاے یورپ کے ہے۔ جو تاریخ جغرافیہ

سے ثابت ہی۔

اب انگریزی طرز حکومت کا کسیقدر مختصر بیان کیا جاتا ہی۔

سب سے پہلے یہ ہی کہ بادشاہ موروثی مالک مملکت ہوتا ہی۔ اور وہی پہلا شخص ہوتا ہی جس کے نام سے کل عدالت اور انتظام کا کام ہوتا ہی وہی سرچشمۂ اعزاز و امتیاز ہوتا ہی۔ صلح و جنگ کا اوسیکو اختیار ہی بادشاہ کو پورا اختیار ہی کہ ہوس آف لارڈز اور ہوس آف کامنز کے پاس کردہ قوانین کو منسوخ کردے۔ لیکن یہ حق قانونی ہوتا ہی محض اختیاری نہین ہی اور اسوقت دونون فریق کو اپنے عذرات بیان کرنے کا پورا موقع ملتا ہی۔ اور بادشاہ اپنی مرضی کے موافق عملدرآمد نہین کرتا بلکہ قانون کے موافق۔ جو صرف رعایا کے حق مین مفید نہین ہی۔ بلکہ بادشاہت کے حق مین۔ کیونکہ اس سے جو خراب نتیجہ بادشاہ اور رعایا کے مابین بدمزگی کا ہوتا ہی وہ رُکا ہوا رہتا ہی بجاے اس کے کہ وہ ہنگامہ پردازیان ہون جن سے بادشاہ کی جان معرض ہلاکت مین ہو جاے کم سے کم اوس کو تخت سے علیحدگی پر مجبوری ہو۔ ایسی حالت مین بادشاہ کے خاص مشیر علیحدہ یعنی تبدیل کردئے جاتے ہین۔ اور لوگون کی مرضی کے موافق وزارت کے تبادلہ سے بادشاہ کا وجود گویا از سر نو قایم ہوتا ہی اور معلوم ہوتا ہی کہ ایک نیا بادشاہ تخت پر بیٹھا ہی۔ اس عمدہ اور قابل تعریف طریقہ

سے بادشاہ کے سر پر سے جوابدہی اُتر جاتی ہی۔ اور صرف بُرائی کی ذمہ داری وزارت پر رہتی ہی اور اس سے ہمیشہ کی تبدیل ہمیشہ کی مضبوطی کے ساتھ ہوتی ہی۔

پس جب کبھی ضرورت ہوئی تو بادشاہ کی وزارت تبدیل کر دے مگر حکومت کبھی تبدیل نہین ہوسکتی۔

انگلستان کے طرزِ حکومت سے ہمارے اکثر ناظرین واقف ہونگے کہ۔ حکمران۔ پارلیمنٹ۔ یا دوسرے لفظون مین محض پارلیمنٹ حکومت کرتی ہی۔ پارلیمنٹ کے دو طبقے ہوتے ہین۔

اول ہوس آف لارڈز۔ یعنی طبقۂ امراء جس مین اکثر موروثی جاگیردار و رُؤسا ہوتے ہین۔

دوم ہوس آف کامنز۔ یعنی طبقۂ شرفا۔ جو عام لوگون کی طرف سے منتخب ہوکر وکالتاً پارلیمنٹ مین نشست کرتے ہین۔

جو قانون بنائے جاتے ہین۔ اونکی بناء ہوس آف کامنز مین ہوتی ہی۔ مگر دونون طبقون کی منظوری کے بعد حکمران وقت سے نفاذ کی اجازت لی جاتی ہی۔ غرض ایک قانون کے بننے مین تین اجزائے حکومت کی منظوری ضروری ہی۔ بادشاہ کو اختیار ہوتا ہی کہ قانون پیش کردہ کو فسوخ کر دے۔ اوس کو صلح و جنگ کے بھی اختیارات ہوتے ہین۔ مگر زمانۂ دراز سے کوئی بادشاہ ذاتی اقتدارات پر عمل آور نہین ہوا

دونوں ایوانوں یعنی پارلیمنٹ کی منظوری پر بادشاہ کا بھی صاد ہوتا ہے۔
اور اس لحاظ سے انگلستان کی حکومت میں ہر سہ اجزائے سلطنت۔
یعنی رعایا۔ امراء۔ اور بادشاہ۔ کافی طور سے شریک ہوتے ہیں۔
لیکن چونکہ ہوس آف کامنز کو ہوس آف لارڈز سے زیادہ قوت ہے
اگرچہ ماتحت ہے اس لئے یہ کہنا نازیبا نہیں ہے کہ انگلستان میں
ایک قسم کی جمہوری سلطنت ہے۔
چونکہ طرزِ حکومتِ انگلستان سے ہمارے ناظرین کو یقیناً واقفیت ہے
اس لئے ہم یہاں پر اسی اختصار کے ساتھ اس دلچسپ مضمون کو ختم
کرتے ہیں۔ شاید کسی وقت تفصیل کے ساتھ لکھ سکیں گے فقط

حسن

بقیہ سفر نامۂ نیلگری

(ملاحظہ ہو حسن نمبر ۱۰ جلد ۲)

۲۸ رمضان المبارک ۱۳۰۶ ہجری پنجشنبہ

آج آٹھ بجے بیدار ہوا۔ مطلع صاف ہے۔ آفتاب روشن ہوا سردی کم ہے۔ برک فاسٹ ۱۲ بجے ہوا۔ آج پولو میچ ہے گورنرس ٹیم اور چانسلر (نظام) ٹیم کھیلیں گے۔ میں نے ہر دو ٹیم کے ممبروں کو اطلاع دی کہ جو ٹیم بازی لیجائیگا اوس کو ایک کپ (پیالہ) قیمتی ماصہ دونگا۔ چنانچہ کپ بھی۔ پی۔ آر کمپنی واقع مدراس کی شاپ سے آچکا۔ دوپہر کے بعد مہتمر کا جواب شکریہ آمیز پہونچا۔ آج تین بجے کو اٹ ہوم (دعوت) اور ٹنس (قسم کھیل) پارٹی مقرر تھی۔ اور ٹنس گرونڈ صفا اور آراستہ کیا گیا ہے۔ اور سامان اکل و شرب بھی مہیا کیا گیا ہے۔ وائیٹر گارڈ سے بیاڈ بھی آیا ہے۔ ایک سو سے زیادہ یورپین کی دعوت ہوئی ہے۔ لیڈی کمانڈر انچیف اور دیگر معزز لیڈیون کے جواب اثبات بھی آچکے ہین۔ گورنرس ٹیم کے سکریٹری نے چٹھی لکھی کہ ہم بوجہ میچ کے ایوننگ پارٹی مین نہین آسکتے ہم کو اس دعوت سے بڑھکر خوشی اوس وقت ہوگی کہ ہم آپ کا کپ جیتین الغرض کل تیاریان ہوچکی تھین کہ ۴ بجے سے غلیظ ابر نمودار ہوا اور نہایت شدت سے بارش ہونے لگی۔ جس سے مہمانون کے آنے کی امید بالکل منقطع ہوئی۔ ساڑھے پانچ تک بارش ہوتی رہی تمیس گرونڈ

بالکل گل آلود ہوگیا۔ ۶ بجے کے قریب ایک ڈاکٹر لیڈی اور ایک جنٹلمین پہونچے۔ بیانڈ شروع ہوا بعد چاے خوری کے گلگشت کو نکلے تھے کہ پھر پانی شروع ہوا۔ اور ساڑھے چھ کو کہین کم ہوا۔ مہاراجہ وزیانگرم۔ کے۔ سی۔ آئی۔ ئی۔ ساڑھے چھ بجے تشریف لاے ہمراہ پریوٹ سکریٹری اور اسٹاف ڈاکٹر اور منیجر آف دی ہوس جو یورپین تھے موجود تھے۔ مہاراجہ نہایت خلیق اور ملنسار ہین گاڑی سے اُترتے ہی بڑے تپاک سے شیک ہینڈ کیا اور بہت دیر تک بات چیت کرتے رہے۔ ۷ بجے مہاراجہ رخصت ہوے۔ ابر گھرا ہوا ہی۔ بیانڈ کو رخصت دیدی گئی۔ کیونکہ کسی کے آنے کی امید بوجہ بارش نہ رہی تھی۔ ساڑھے سات کو ڈنر ہوا۔

۳۰ رمضان ۱۳۰۶ھ ہجری جمعہ

آج ساڑھے نو بجے بیدار ہوا۔ سردی کم ہی۔ دو تین روز سے روز پانی برستا ہی اب بارش کا موسم شروع ہوگیا ہی۔ اکثر لوگ چلے جا رہے ہین چنانچہ گورنر صاحب ضلع کنجام کے دورہ کو گئے ہین۔ اور مہاراجہ پدوکوٹہ۔ اور راجہ صاحب ونکٹ گیری۔ اور اکثر یورپین عہدہ داران پہار کے نیچے چلے گئے ہین۔ نین پہر کو آخر شرطین اور اسپورٹس تھی۔ مگر تین بجے سے بارش شروع ہوگئی۔ اگرچہ ساڑھے ۴ کو ترشح کچھ کم ہوا لیکن ابر محیط تھا۔ پونے پانچ کو مین مع ہمراہیان شرط گاہ جانے سوار ہوا راستہ مین معلوم ہوا کہ بوجہ

بارش بشرط موقوف کی گئی لہذا مین اسپنسر اور بیڈم پیل وغیرہ کی شاپون کو گیا اور کچھ سامان خرید کیا۔ ساڑھے چھ کو مکان کو واپس آیا۔ ۸ بجے ڈنر ہوا۔ بہت سی چٹھیان بلدہ کو عید کی مبارکبادی مین لکھا۔ ساڑھے نو بجے مین اور ڈاکٹر صاحب اعلی روم مین بال کی دعوت مین جاکر شریک ہوے اور پونے تین بجے واپس آئے۔ یہ جلسہ بجلیرس (ناکتخدا مردون) نے ناکتخدا ایسٹریون کو دیا تھا۔

غرہ شوال المکرم ۱۳۱۰ھ ہجری شنبہ

آج ۶ بجے بیدار ہوا۔ اگرچہ ابر و باران نہین ہے لیکن سردی زیادہ ہے اور ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے۔ آج عید الفطر ہے۔ مراد علی صاحب اور میر صفدر علی صاحب عید کی نماز کو گئے تھے۔ چونکہ اب بارش تین پہر کو روزانہ ہونے لگی ہے اس لئے اخیر شرطین جو باقی تھین آج صبح کے دس بجے ہوئین۔ مین شب کو بال مین جا کر ۳ بجے واپس آیا تھا۔ اس لئے بوجہ تھکاوٹ کے جا نہ سکا۔ علاوہ اس کے آج عید کا دن تھا معمولی رسوم عید کے ادا کرنا تھا۔ بہرحال نہایت خوشی سے عید کے معمولی رسوم ادا کئے گئے۔ نواب وقار الامرا بہادر کی بھی دعوت تھی اور نواب صاحب مدوح ساڑھے سات کو رونق بخش ہوے اور ساڑھے نو بجے رخصت ہوے۔ پنوز بیگم اور کاظم علی صاحب و مسیون تھٹر کو کئی جگہ بند و بست سابق سے ہی ہو گیا تھا۔ مین آج مدراس پریسیڈنسی کے سررشتۂ مال کی تاریخ کو

نہایت شوق و دلچسپی سے دیکھتا رہا اور جسکو چند روز سے مطالعہ کرتا ہون۔

۲ رشوال ۱۳۱۲ ہجری یک شنبہ

آج نو بجے بیدار ہوا۔ سردی بالکل نہین ہے۔ چونکہ آج روز یکشنبہ ہے۔ توپ جو روز ۱۲ بجے چلتی تھی آج دس بجے چلی۔ ساڑھے گیارہ کو نواب وقار الامرا بہادر حسب وعدہ برک فاسٹ پر تشریف لائے۔ ہمارے بنگلہ سے دو میل فاصلہ پر نہایت پر فضا جنگل مین پہلے ہی سے پکنک کے تیاری کرائی گئی تھی۔ ہم گاڑیون مین سوار ہو کے وہان گئے۔ دسترخوان بہت لطافت سے چنا ہوا تھا۔ مگر نشیب ہونے کی وجہ سے سردی بہت تھی اور تمام زمین نم اور اوسپر غفص سیاہ جھاڑ و کا تھا۔ تھوڑی دیر ٹھہرنے کے بعد معلوم ہوا کہ سردی ٹلوون سے سیر مین بڑھتی ہے۔ اس لئے چند گھاس کے گٹھے فرش کے نیچے بچھائے گئے۔ اسپر بیٹھنے سے سردی کچھ کم معلوم ہوئی۔ ۱۲ کے بعد کھانا ہوا۔ قریب دو بجے وہان سے واپس چلے۔ اور سیدھے نواب وقار الامرا بہادر کے دولت سرا پر آئے۔ ڈاکٹر یوسف علی صاحب کا مزاج نادرست ہونے کی وجہ سے پیدل سیمیون کے ہمراہ مکان کو چلے گئے۔ جو وہان سے ۳ میل تھا۔ ۵ بجے بعد چاء نوشی کے مین مکان کو واپس آیا۔ غلام رسول اور میرزا کاظم علی ہمراہ تھے۔ ۹ بجے ڈنر ہوا۔

۳ رشوال ۱۳۱۲ ہجری دوشنبہ

آج نو بجے بیدار ہوا۔ کسیقدر سردی ہے۔ مطلع صاف ہے شب مین یہ بات قرار پائی کہ چہار شنبہ کی صبح کو یہان سے بنگلور کی طرف کوچ ہو۔ اور منسٹر صاحب کا

تار آیا کہ آپ بنگلور سے میسور ہوتے جائیے۔ آج پولو میچ ہے۔ اگر شام کو بارش نہ ہو تو لطف ہوگا۔ مگر بسبب بارش پولو نہ ہو سکا۔ آجکا تمام دن بڑی بے لطفی و کلفت سے کٹا۔ میں تمام روز بستر سے اٹھ نہ سکا۔ آج شب کو چند یورپین کو ڈنر کی دعوت تھی ہے۔ ساڑھے سات سے مہمان آنے لگے۔ اور ۸ بجے ڈنر کے میز پر گئے خفیف سی ترشح تھی۔ اور سردی بھی زاید تھی۔ دعوتیوں کے اسماء یہ ہیں:۔

ہز اکسلنسی اجوئی وکیل۔ لارڈ بشپ انگلنڈ۔ کرنل مارڈ اونس۔ کرنل ہارجس۔ مسس آسٹلن۔ مسس فولگار۔ چونکہ میز پر جائے کم تھی۔ اس لئے صرف ڈاکٹر صاحب شریک ہوئے تھے۔ دس بجے برخاست ہوئی۔

۴ شوال سنہ ۱۳۰۶ ہجری　　سہ شنبہ

آج ساڑھے آٹھ بجے بیدار ہوا۔ سردی خوب ہے۔ مقیاس الحرارت ۶۳ درجہ پر ہے اور ابر محیط آسمان ہے۔ طبیعت بہت سست ہے۔ فی الواقع اب بیان کی آب و ہوا اچھی نہیں۔ مزاج تمام دن مضمحل رہتا ہے۔ اور اب ہمارے قیام میں ایک ہی دن باقی ہے۔ کل بیان سے کوچ ہوگا۔ اور بنگلور جائیں گے۔ تمام دن کہیں باہر نہ جا سکا۔ رات کو ۸ بجے ڈنر کھایا۔ دس بجے شب کو چپراسی اور دو مغلانی باورچی اور ایک انگریزی باورچی اور فراش و رحمان علی وغیرہ لوگ مع سامان راہی مثابا روانہ ہوئے۔ یہ لوگ مع سامان بنگلور جائیں گے۔ ۱۲ بجے آرام ہوا چونکہ میں کل میسور سے رخصت ہوتا ہوں۔ اور میسور موسم سرما میں گورنر مدراس کا دارالحکومت ہے۔ اس لئے مجھے اکثر یہاں حکام مال سے ملنے اور یہاں کے

مالی قوانین کے دیکھنے کا اتفاق رہا۔ اس موقع پر مدراس پریسیڈنسی کے قوانین مالی کا کچھ بیان کرونگا۔

غالباً یہ قوانین ہمارے ممالک تلنگانہ کے لیے بہت کچھ مفید ہونگے فقط

تاریخ انتظام محاصل اراضی احاطۂ مدراس

ریونیو بورڈ یعنی مجلس مالگزاری بندوبست مالگزاری مع اور ابواب کے مجلس مالگزاری کے اقتدار مین ہی۔ مجلس مذکور کا اول فرض منصبی یہ ہی کہ محاصل کی تحصیل وقت پر کی جاوے۔ علاوہ اس کے یہ کام بھی ہی کہ ملک کی آبادی۔ کشتکاری۔ برآمد اور درآمد صحت اور ترقی کے نسبت مفصل کیفیت مرتب کرکے رکھے۔ مجلس مذکور خاص خاص قدرون کی احتیاجات کا بندوبست کرتی ہی۔ نابالغون کی جائداد کو کورٹ اوف وارڈ کی حیثیت سین اپنے تفویض مین رکھتی ہی۔ جو عطیہ رقوم کہ وقف ہوتے ہین اون کو برموقع تصحیح کرتی ہی اور کشتکارون کے مقدمات جو سرکاری فیصلہ سے قبل رکھتے ہین اون کو مجلس مذکور طے کرتی ہی۔

ایک قاعدہ کے روسے مجلس مذکور کے ممبرون مین مختلف کام کی حیثیت سے اونکے سرانجام دہی کے لیے تین مختلف طریقے مقرر ہین۔ جو کام ایک یا دو ممبر یا علیحدہ علیحدہ انجام دیتے ہین وہ اور ممبرون کے روبرو بھی پیش ہوسکتے ہین اور اسطرح گو ممبرون کی کونسل کے موافق کسی ایک کام کے انجام دہی کے لئے بورڈ مین بھی کام کیا جاسکتا ہی۔

افسران اضلاع ہر ایک کلکٹر کی تفویض مین (جو مجسٹریٹ کا کام بھی کرتا ہی) ایک ایک ضلع دیا جاتا ہی۔ جسپر اوسکا بڑا ذمہ دار رہتا ہی اوسکے ماتحت سب کلکٹر و دیگر۔ ڈپٹی کلکٹر۔ رہتے ہین۔ کلکٹر مذکور اون جملہ اشخاص پر حکومت اور نگرانی کرتا ہی جو بندوبست محاصل مین ملازم ہین۔ کلکٹر اوس صدر خزانہ کا ذمہ دار ہی جہان

تعلقہ کا خزانہ بھیجا جاتا ہے اور جس جگہ اسٹام کا بڑا ذخیرہ فروخت کرنے کے واسطے جمع رہتا ہے۔ کلکٹر کو یہ بات بھی دریافت کرنی پڑتی ہے کہ آیا ہی محصل اراضی وقت پر جمع ہو گیا ہے یا نہیں۔ اور جو رقم مالگزاری رعایا سے باقی رہگئی ہو اس کی ادائی کے لئے تجویز مناسب عمل میں لائے۔ کلکٹر مذکور نا بالغ کی جائداد کا بندوبست کرتا ہے اور سرحدی تنازع کا فیصلہ کرتا ہے۔ اور معاملات دیہات۔ بدمعاملگی کے مقدمات بھی اسی سے فیصل پاتے ہیں۔ زمیندار اور کاشتکار کے درمیان جو مقدمات ہوتے ہیں اونکا فیصلہ بندوبست و میونسپلٹی اور لوکل فنڈ جو شارع عام و تعلیمات ابتدائی وغیرہ کے لئے جمع کئے جاتے ہیں اون کی نگرانی کلکٹر مذکور ہی کرتا ہے۔ اور کلکٹر بحیثیت ایجنٹ مجلس مالگزاری رقوم اوقاف کے برمحل اخراجات کا ذمہ دار رہتا ہے بحری اضلاع میں بحسری کر ڈپٹی گری پر اوسکا اقتدار ہے۔ علاوہ اسکے اپنے اضلاع میں کلکٹر کو یہ بھی ضرور ہے کہ اون اضلاع کے باشندوں کے خیالات دریافت کرے کہ گورنمنٹ کی کارروائی اور پالیسی کی نسبت کسطرح کے ہیں۔ اور پولیس تعلیمات تعلیمات۔ حفظان صحت اور متفرق ابواب میں گورنمنٹ کو صلاح دیتا ہے۔

علاجات کے کل اخراجات کا ایک پانچوان حصہ عدالت فوجداری میں صرف ہوتا ہے اور باقی خرچ محاصل اراضی کے حساب میں محسوب ہوتا ہے۔ مگر گنجام اور وزگاپٹم کے ایجنسی میں پانچوان حصہ خاص مددگاروں اور سب مجسٹریٹ کی تنخواہ عملہ اور سامان کی بابت محاصل اراضی میں سے لیا جاتا ہے۔ اور باقی کل رقم اخراجات عدالت فوجداری میں صرف ہوتی ہے۔ کلکٹر ضلع کے اقتدار میں یہ بات ہے کہ کسی ملازم کو جو ٹیکی تنخواہ بلا

تحصیلدار۔ اور کلکٹری کے سررشتہ دار سے کم درجہ کا ہو معطل یا موقوف کرسکتا ہے اور جائداد مذکور دپر اور اشخاص کی مامورین بھی اپنے اقتدار سے کرسکتا ہے۔

کلکٹری کے سررشتہ دار۔ اور سب ڈپوٹین سررشتہ دار کی ماموری کے واسطے مجلس مالگزاری کی منظوری ضرور ہے۔ اور تحصیلدار اور ڈپٹی تحصیلدار کے تقرر کے واسطے گورنمنٹ کی اجازت درکار ہے۔ تحصیلدار۔ اور ڈپٹی تحصیلدار صرف گورنمنٹ ہی کے حکم سے موقوف ہو سکتے ہیں۔ مگر کلکٹر ایسے ملازمون کو کسی بدرویشی کے باعث پندرہ تنخواہ کے لئے معطل یا تبادلہ کرسکتا ہے۔ مگر درجہ کم نہیں کرسکتا۔ لیکن ایسے عہدہ دار کو لورڈ بن اپیل کا اختیار رہتا ہے۔ کلکٹر اپنے اقتدار سے سررشتہ دار تعلقہ کو موقوف کرسکتا ہے مگر اس امر کی اطلاع گورنمنٹ کو کرنی ضرور ہے تاکہ کلکٹر کے اختیارات فوجداری منسوخ کئے جاسکیں۔ کلکٹر کو اس امر کا اختیار ہے کہ اپنے ماتحتوں پر جرمانہ کردے مگر دس روپیہ سے زیادہ جرمانہ بغیر منظوری مجلس مذکور نہیں کرسکتا۔ سب کلکٹر۔ جو مجسٹریٹ کا کام بھی کرتے ہیں اون کی تفویض میں بہت سے کام ہوتے ہیں

اور مددگاران کلکٹر کی نسبت زیادہ مقتدر رہتے ہیں۔ اون کے ماتحت میں سررشتہ دار کئی محرر اور ملازم رہتے ہیں۔

کلکٹر کا صدر مددگار یہ دو باتیں تعلقون کا کام اپنے تفویض میں رکھتا ہے۔ اور یہ کام اپنے ذمہ داری سے کرتا ہے۔ دو خاص مددگار (اسپشل اسسٹنٹ) وزگاپٹم اور گنجام کے ایجنسی گورنر کی ماتحتی میں کام کے لئے مخصوص طور پر

مقرر رہتے ہین - جب کوئی مددگار کلکٹر قانون اور زبان کے امتحان مین کامیاب ہوتا ہی تو اوس کے تفویض مین ایک یا دو ضلع دیدیے جاتے ہین اور جب تک امتحان مین کامیابی حاصل نہین کرلیتا ہی اوس وقت تک کسی عہدہ دار اعلی کے پاس کارآموزی کے واسطے بھیجدیا جاتا ہی -

اکیس خزانے اضلاع مین رہتے ہین اور ہر ایک خزانہ کے واسطے ایک یا دو ڈپٹی کلکٹر درکار ہین - کیونکہ اوسط حاصل ضلع وار مع لاکھ روپیہ ہی اور اخراجات بھی معتدبہ ہی - ڈپٹی کلکٹر کا یہ بھی فرض ہی کہ کلکٹر اور اونکے مددگارون کو انتظام محاصل مین اور عدالتی کارروائی مین امداد دے - مگر ڈپٹی کلکٹر مدراس جو کہ مجسٹریٹی فرایض ادا نہین کرتا اس سے مستثنی ہی -

پچاس ڈپٹی کلکٹر مستقل ہین - اور ضرورت کے وقت عبوری کلکٹر بھی رکھ لیے جاتے ہین -

ایک ضلع کئی تعلقون پر تقسیم کیا گیا ہی - اور وہ تعلقے تحصیلدارون کے تفویض مین دیے گئے ہین - ایک ضلع کے تعلقون کا شمار سوائے اضلاع مدراس اور نیلگری کے کہین تین (۳) اور کہین دس (۱۰) اور کہین اس سے زیادہ ہی -

ایک اوسط درجہ کے تعلقہ کا رقبہ سات سو میل مربع ہی - اوس مین دو گانون ہوتے ہین - اور ایک لاکھ پچاس ہزار آبادی ہوتی ہی - اور خاص حالات کے قریب ہوتا ہی - تعلقے اپنے عمدگی کے لحاظ سے پانچ درجون کے ہین -

تحصیلدار کے عملہ مین ایک سررشتہ دار کے محرر منتظم مالگزاری اور نوکر وغیرہ

ہوتے ہین ۔ تعلقہ کے خزانہ کا چارج سررشتہ دار کے پاس رہتا ہے ۔ اور تنخواہ جیسا
رجسٹر اور ماہانہ تختے بھی سررشتہ دار کے زیر داری سے تیار ہوتے ہین ۔
محرر دیہات مین آٹھ یا نو ہوتے ہین ۔ حساب ۔ بلنس ۔ خلاصہ تنخواہ ۔ زراعت
تخمینجات بابتہ موسم و دیگر ابواب محاصل ۔ سلک اور رجسٹر وغیرہ تیار کرتے ہین
تحریرات کا کام اور عدالتی کارروائی کو سرانجام دیتے ہین ۔ اور دفتر کے اسٹامپ
وغیرہ اپنے تفویض مین رکھتے ہین ۔ قانونگوے گرداور جو شمار مین تین یا چار ہوتے
ہین تعلقات کے حصے اون کے تفویض مین دیئے جاتے ہین اور وہ ایک گاؤن
سے دوسرے مین دورہ کرتے پھرتے ہین ۔ اور اس بات کو دیکھتے رہتے ہین
کہ دیہات کے افسرون کا کام بخوبی انجام پا رہا ہے اور ایسے لوگل تحقیقات کرتے
رہتے ہین جو تحصیلدار کے کار آمد ہوتے ہین ۔ ہر ایک تحصیلدار سب مجسٹریٹی کا کام
بھی دیتا ہے ۔ اس حیثیت مین اوس کی ڈپٹی تحصیلدار اور سب مجسٹریٹ مدد
کرتے ہین ۔ یہ ڈپٹی تحصیلدار اور سب مجسٹریٹ بڑے بڑے قصبون مین
مقرر ہوتے ہین ۔ افسران مذکورین سے بعض کے تفویض بڑی بڑی خانگی
جائدادین جو تحصیلدار کے سرکاری اقتدار مین نہین ہوتین کر دیجاتی ہین ۔
اور ہر ایک افسر مذکور کے تحت ایک چھوٹا عملہ ہوتا ہے ۔ للوعلک للوعلک
ان جملہ تعلقات کے عملجات کا اصل خرچ حال کے حساب کے لحاظ سے
افسران دیہات ۔ بندوبست مالگزاری کے انتظام کی اصل گاؤن کے ملازمین
سے حاصل ہوتی ہے ۔ ہر ایک ہندوی گاؤن مین بارہ ملازم ہوتے ہین جو بارہ

بلوتے کے نام مشہور ہین - یہ بارہ ملازم تمام خدمتگاری کا کام کاسرانجام دیتے ہین
اون کی فہرست یہ ہے - انمین سے پانچ سرکاری کام انجام دیتے ہین اور انتظام
مالگزاری کے رکن سمجھے گئے ہین - چودھری - کرنم - (یا محاسب) صراف - پنڈتی
تلاری - کمہار - ترکھان - جوہری - نجار - حجام - دھوبی - رمال - انمین
سے چودہری سب سے بڑا افسر ہے - گورنمنٹ کی طرف سے سردار سمجھا جاتا ہے
محاصل جمع کرتا ہے اور دیوانی اور عدالتی اقتدارات بھی اوس کو حاصل ہوتے
ہین - مجسٹریٹ کی حیثیت مین وہ لوگون کو لڑائی دنگہ کی بابت سزا دیتا ہے اور
کی حیثیت مین دو قومات کے مقدمے اور شخصی ملک کے جھگڑے جو قیمت مین دس
روپیہ سے زیادہ نہین ہوتے طے کرتا ہے اور اوسکے فیصلہ کا مرافعہ نہین ہوتا
فریقین کی رضامندی پر دیوانی مقدمات سو روپیہ تک فیصل کرتا ہے - فریقین
کی رضامندی پر وہ پنچایت مقرر کرسکتا ہے - جو مقدمات کو بغیر لحاظ رقم اور
نیز بغیر مرافعہ کے طے کر دیتی ہے - چودہری کے پاس گاؤن مین سب سے بڑا
حصہ اراضی کا ہوتا ہے - اور گاؤن کے باشندو پر اوسکا بڑا اثر ہوتا ہے -
چودہری گاؤن مین سرکار کی طرف سے وکیل ہوتا ہے - اور مالگزاری کی رقم
اول اسی کے ہاتھ سے وصول ہوتی ہے - جج کی حیثیت مین وہ منصف سمجھا جاتا ہے
بعض اضلاع کا یہ دستور ہے کہ وہان منصفی اور منی گاری علیحدہ علیحدہ ہوتی ہے
اور بعض وقت ایسا ہوتا ہے کہ ایک گاؤن مین کئی منی گار مقرر ہوتے ہین -
چودہری کے فرایض ضابطہ یازدہم بابتہ ۱۸۱۶ء مین مندرج ہین -

کرنم دیہات کا ہی سب ہوتا ہی اور وہ علاقہ دیوانی کا ایک اعلیٰ عہدہ دار سمجھا جاتا ہی
صراف صرف بعض دیہات مین موجود رہتا ہی - اوس کا کام یہ ہوتا ہی کہ رعایا
جو رقم چودہری کو دیتی ہی وہ اوس رقم کو پرکھ لیتا ہی - اراضی کی آبپاشی
خواہ وہ بذریعہ تالاب ہو یا بذریعہ نہر نیر گنٹی سے سرانجام پاتی ہی - بعض
دیہات مین آبپاشی ہوتی ہی لیکن نیر گنٹی وہان نہین ہوتا تو اوس حالت مین
گاؤن کا چپراسی آبپاشی کا کام دیکھتا ہی یا خود کاشتکار لوگ اوسکا بندوبست
کرتے ہین - تلاری چودہری کے ماتحت ایک چپراسی کا کام کرتا ہی - اوسکا
کام پر اکثر نیچ قوم کے لوگ مقرر ہوتے ہین بعض وقت تلاری کو نگہبانی کا کام
دیا جاتا ہی اور باقی جملہ ملازم صرف پیشہ ور لوگ ہوتے ہین - جنکا ہونا گاؤن
کے باشندون کی حاجت برآری کے واسطے ضرور ہی - سرکار نے گاؤن کے
عملہ مین تغیر تبدل کیا ہی اوس کے لحاظ سے ان ملازمین کے تعین مختلف کام
دیے گئے ہین - اور اون کے نام بھی مختلف رکھے گئے ہین - جس صورت مین دیہات
کی کوئی خدمت موروثی ہوتی ہی تو اوس شخص کے فوت ہونے کے بعد دیسی قانون
کے موجب اوسکے وارثون کو وہ خدمت ملتی ہی - مگر اس مین فرق اتنا ہی ہی کہ
ہندو قانون کے موجب اوس جائداد کے ٹکڑے نہین کئے جاتے ہین - چودہری
کرنم - نیر گنٹی - اور تلاری کے خدمتون کے سوا اور خدمات مین دیہات والے
خود اپنا بندوبست کر لیتے ہین - اور اگر ضرورت پڑے تو کلکٹر کو درخواست
دیکر فیصلہ کرا دیتے ہین - مگر خدمات مذکورہ پر کلکٹر حقدار خود معین کر دیتا ہی -

امید واروں کے انتخاب میں کلکٹر حتے المقدور دیسی قانون کو پیش نظر رکھتا ہے عورتوں یا نابالغ امید واروں کے عوض گماشتے مقرر کئے جاتے ہیں۔ مگر اس تقرر میں کلکٹر کی منظوری ضروریات سے ہے۔ تبنی کرنے کی منظوری یا نامنظوری سب قانون کی جاتی ہے۔ اگر کسی شخص کو دعوی ہو تو وہ اپنا دعوی کلکٹری میں پیش کرسکتا ہے اس مقدمہ کے تصفیہ کے لئے کلکٹر فریقین کے نام اور گواہوں کے نام طلب نامہ بھیجکر روبرو بلاتا ہے۔ اگر اس طلب نامہ پر کوئی شخص حاضر نہو تو اوس کو سزا دیجاتی ہے۔ ان مقدمات پر قانون دیوانی کے دفعات نافذ نہیں ہوسکتی اور ڈگری یا سب کو خرچہ نہیں دیا جاتا ہے۔ اور سرکار ہند نے ایسے دعاوی میں کورٹ فیس معاف کی ہے۔ تین ماہ کے اندر ایسے مقدمات کا مرافعہ ہوسکتا ہے۔ تعلقہ کے حاکم نے جس مقدمہ کا فیصلہ کیا ہو اوس مقدمہ کا مرافعہ کلکٹری یا مجلس مال میں فریقین کرسکتے ہیں۔ کلکٹر کے فیصلہ پر مجلس مال گذاری میں مرافعہ ہوسکتا ہے اور مجلس مذکور کے فیصلہ پر گورنمنٹ میں اپیل ہوسکتی ہے۔ اس ضابطہ کی تعمیل کرانے کے لئے کوئی قانون مقرر نہیں ہے اور کسی شخص کو بیدخل بھی نہیں کیا جاسکتا مگر یہ بات ہے کہ تحصیلدار کے احکام کے مخالف کبھی نہیں کئے جاتے۔ کلکٹروں کو اسبات کی فہمایش کی گئی ہے کہ اگر کسی شخص کا قبضہ تین برس سے زاید عرصہ سے چلا آتا ہو تو اوس کی بیدخلی کرنے میں نہایت احتیاط کرنی چاہیے۔ لیکن وہ اپنے دفتر میں اس بات کو لکھدیتا ہے کہ فلان شخص نے فلان شخص کے مقابل دعوی پیش کیا تھا تاکہ بے قابض کے مرنے پر سابق کا دعویدار اپنا قبضہ کرلے۔ کلکٹروں کو

اختیار ہو کہ بدرد شی کے باعث دیہات کے ملازمون کو برطرف کردے اور ایسی صورت مین اوسکا وارث اوسکا قایم مقام ہوگا بشرطیکہ وہ بدرد شی کے جرم مین شریک نہ ہو۔ اور اگر یہ بات ممکن نہو تو مجرم کے رشتہ دار تک جسکو شخص مقرر کیا جاسکتا ہو۔ دیہات کے اور ملازمین جنکو سرکار سے کچھ تعلق نہین ہو۔ دیہات والون سے اپنی محنت کی اجرت وصول کر لیتے ہین۔ جن عہدہ سرکاری ملازمین کو سرکار نے زمانہ سابق مین زمینین دیدی ہین اونکا قبضہ بحال رکھا جاتا ہو۔ مگر اب سرکار ان لوگون کو زمین یا وظیفہ نہین دیتی۔ دیہات کے سرکاری ملازمین کو سرکار کی طرف سے زمینین دی جاتی ہین۔ یہ زمینین اکثر بغیر محصول دیجاتی ہین اور بعض وقت خفیف محصول لیا جاتا ہو۔ اس محصول کا نام جوڈی رکھا گیا ہو بعض وقت دوسرے کاشتکارون کے اراضی کا اون کے محصول کے نام سے معین کر دیا جاتا ہو بعض وقت علاوہ سرکاری محصول کے کاشتکارون سے غلہ یا نقد روپیہ ملازم کو دلوایا جاتا ہو۔ اور بعض وقت سرکار نقد تنخواہین دیتی ہو۔ جس صورت مین کہ تنخواہ کے عوض زمین دی جاتی ہو تو اکثر جھگڑے واقع ہوتے ہین لیسے مقدمات کو کلکٹر ۱۸۳۱ء کی چھٹر ایکٹ کے مطابق فیصلہ کرتا ہو اور اکثر مقدمات مین صرف اس بات کا فیصلہ کرنا پڑتا ہو کہ اراضی متنازعہ فیہ مدعی کے قبضہ مین دلائی جاوین۔ یا یہ کہ شخص قابض سے اوس زمین کو محصول مدعی کو دلایا جاوے اور اس بات کی تحقیقات نہایت دشوار ہو کیونکہ یہ بات سرکاری عمل دخل کے زمانہ کے پیشتر سے تعلق رکھتی ہو۔ یہ امر نہایت غور طلب ہو اور اکثر

ایسے مقدمات مین فریقین کے بیانات کو دیکھکر فیصلہ کیا جاتا ہے۔ گورنمنٹ جو اب حال مین اراضی اور نقد روپیہ ملاکر دیہات کے سرکاری ملازمین کو دیتی ہے اوسکا خرچہ ~~ملاکر~~ روپیہ سالانہ بیٹھتا ہے۔

گورنمنٹ نہین چاہتی ہے کہ دیہات کے ملازمین کو انعام کے طور سے زمین دیکاوے یا کاشتکار لوگونکو میراثی دیوے اور حتی الامکان سرکار ان لوگون کو نقد ماہوار دینا پسند کرتی ہے۔ ۱۸۶۴ء مین ایکٹ بھی سرکار نے اس غرض سے نافذ کیا تھا کہ کاشتکارون سے ایک آنہ فی روپیہ لیکر دیہات کے سرکاری ملازمین کا خرچہ ادا کرے۔ محکمۂ انعام سے یہ قانون قرار پایا ہے۔ کہ اراضی انعام پر خفیف محصول لگایا جاوے۔ اور بعض صورتون مین اراضی انعام پر محصول بالکل نہین لیا جاوے۔ ان قاعدون کے جاری کرنے سے دیہات کے سرکاری ملازمین کی اجرت مین بڑا تغیر واقع ہوا۔ اور اراضی کے عوض مین نقد ماہوارین معین کی گئین۔ اور اس موقع پر اون کی دہارن مین بھی بڑا تغیر ہوا اور جو بیجا زمین دیہات کے ملازمین وصول کر لیتے تھے اوس کے واسطے ایک عمدہ بندوبست کیا گیا۔ اس بارہ مین مختلف اضلاع مین مختلف اقسام سے کارروائی کی جاتی تھی ابھی تک اسکا تعلق محکمۂ بندوبست سے تھا۔ لیکن آیندہ محکمۂ مذکور سے کچھ علاقہ نہ رہیگا۔ جس رقم سے دیہات کے سرکاری ملازمین کی تنخواہین دی جاتی ہین اوسکو ولیج سروس فنڈ کہتے ہین۔ اس رقم مین وہ تمام خفیف محصول جمع کیے جاتے ہین جو صرف اراضی انعام سے وصول ہوتے ہین۔ ایکٹ چہارم بابت ۱۸۶۴ء

کے محصولات اور اون اراضی کے محصولات جو سابق مین انعام بھی اور اراضی خالصہ مین شریک کی گئی ہین اسی مد مین شریک کئے جاتے ہین - اس تغیر و تبدل سے جو نتیجہ پیدا ہوا ہے وہ ذیل کے دو مثالون سے ظاہر ہے - فرض کرو کہ ایک دیہات کے ملازم کے پاس سرکاری زمین تھی اور وہ اوسکا کچھ محصول نہین دیتا تھا اور اگر دیتا بھی تھا تو نہایت خفیف رقم اوس سے وصول ہوتی تھی لیکن اب بہ قاعدہ کی رو سے سرکار اوسکو نقد تنخواہ دیا کرے گی اور وہ زمین بھی اوس کے حوالہ کر دے گی مگر اوس زمین کو اوس کی خدمت سے کچھ تعلق نہوگا - اور اوس زمین پر سرکار مالگزاری لگائیگی مگر اوسی مالگزاری کی رقم کا پانچ آٹھوان حصہ ہوگا - کم محصول لینے کا صرف یہ باعث ہے کہ ان اراضی پر مدت سے اونکا قبضہ چلا آتا ہے - اور لوگ ان اراضی کو اپنی ذاتی جائداد سمجھنے لگے ہین - دوسری مثال یہ ہے کہ فرض کرو کہ ایک دیہات کے ملازم کو ایک اور کاشتکار کے زمین کا محصول مقرر کر دیا گیا ہے تو اوس صورت مین وہ کاشتکار تمام محصول دیہات کے ملازم کے حوالہ کر دیگا اور ملازم مذکور پانچ آٹھوان حصہ اوسکا سرکاری رقم مین جمع کر دیگا اور باقی تین آٹھوان حصہ خود لے لیگا اس مین اوس کاشتکار کو کچھ نقصان نہوگا - دیہات کے سرکاری ملازمین کے فوت کے وقت تقسیم جائداد کے بیجا اصول رہے یا اور بیضابطگیون کی وجہ سے بہت دعویدار پیدا ہو جاتے ہین بعض مقامات مین فوت شدہ ملازم کا وظیفہ دعویدارون پر تقسیم ہو جاتا ہے حالانکہ صرف ایک آدمی دیہات کا کام دیکھتا ہے جسوقت اس رقم کے بھی دعویدار موجود ہون اور یہ ثابت ہو کہ سالہا سال سے وہ اس رقم کو پاتے ہین گو اس طرح کی

تقسیم وطیفہ اولاً کسی غلطی سے ہوگئی ہو تو اون سب کو رقم جمعبندی کا ۲/۳ حصہ عطا کیا جاتا ہے۔ ان قواعد وضوابط کی تصریح بخوبی کی گئی ہے بہت سی حالتوں میں ایسا کیا جاتا ہے کہ اگر کوئی شخص سرکار کی طرف سے دیہات کے کام پر صرف یک سال ہی رہا ہو تو اوس کا استحقاق ویسا سمجھا جاتا ہے جیسا کہ وہ سرے سے ملازمین کا اور جو کئی سال تک سرکار کی نوکری بجالائے ہیں ایسے حالتوں میں جس کا اوپر بھی بیان آچکا ہے باشندگان دیہات کے جنس ملازم مذکور کو نہیں دیجاتی بلکہ سرکار ایک آنہ فیروپیہ خود لیکر افسران دیہ کو ماہوار میں دیدیتی ہے۔ علیحدگی کی ترمیم کے وقت پر چھوٹے چھوٹے دیہات ملا دیئے جاتے ہیں تاکہ عملہ کا خرچ کم ہو جائے لیکن ملاتے وقت اس بات کا لحاظ ضرور کیا جاتا ہے کہ دیہات کا اشتراک اسقدر نہ کیا جائے جس سے انکے باشندوں وغیرہ کو تکلیف ہو ایک منصف اور تلاوری ہر ایک کاون کے واسطے مقرر کیا جاتا ہے اور حتی الامکان باشندگان دیہہ کی راے دیہات کے دینے میں لی جاتی ہے۔

ترمیم کے وقت ملازمین کا شمار کم ہو جاتا ہے مگر اون کی تنخواہوں میں ترقی کر دیجاتی ہے۔ جب ترمیم مذکور تمام وکمال ہو چکتی ہے تو ظاہر ہے کہ بہت سے زمینی جھگڑے اوٹھ کھڑے ہوتے ہیں جنکا تصفیہ حسب ایکٹ ۶ بابت ۱۸۳۱ء عیسوی کے کیا جاتا ہے۔

ترمیم کی حالت میں بھی وہ خدمات موروثی رہینگے جو اشتراک سے پہلے موروثی تھے۔ اور قایم مقامی کے مقدمات حسب ایکٹ مذکور قابل سماعت ہونگے۔

جس اضلاع مین اس طرحکی ترمیم ہوچکی ہی یا پوری ہی وہ یہ ہین - گوڈاواری - کرنول
نانولی - نسلم چنگلپٹ - نیلور - ترچھاپلی - گنٹور - نیلگری - گربہ - کنارا جولی
اور گنجام - بلہاری - اور کڈپہ شمالی - اور کومباٹور - مین ترمیم ہونے والی ہی
باقی کے اضلاع مین پرانا قاعدہ جاری ہی - تنخواہ کی شرح جو ترمیم کے وقت کیجاتی
ہی مختلف مقامات پر مختلف ہی - کرنول گوداواری اور ترچھاپلی مین جو ماہوارون
کی شرح مقرر کی گئی ہی وہ بطور نمونہ کے لکھی جاتی ہی -

منیر الملک

ممتاز انگلو انڈین

(نمبر ۱)

سر اکلینڈ کالون

مرحوم آنریبل جان رسل کالون صاحب سابق لفٹنٹ گورنر ممالک شمال و مغرب کے پانچویں صاحبزادے آنریبل سر اکلینڈ کالون حال لفٹنٹ گورنر شمال و مغرب و چیف کمشنر اودھ ۱۸۵۸ء مین ہیلبری کالج کی طرف سے ہندوستانی سول سروس کے رکن مقرر ہوے تھے۔

سر اکلینڈ کی ہندوستانی زندگی کا ابتدائی حصہ ممالک شمال و مغرب مین گزرا جہان کہ اسسٹنٹ مجسٹریٹ اور اسسٹنٹ سٹلمنٹ آفسر کی خدمات انجام دیتے رہے اور اوسی زمانہ مین اون اعلی درجہ کی معلومات و وسیع تجارت کی بنیاد قایم ہوئی جنکے لحاظ سے وہ حال کی افیشیل لایف مین ایک جلیل القدر معتمد عوام و سلطنت اور تجربہ کار مدبر خیال کئے جاتے ہین۔

صاحب موصوف جنکی قابلیت صوبجات متحدہ کے باہر بھی تسلیم ہوچکی تھی ۱۸۶۴ء مین گورنمنٹ ہند کی جانب سے اول ہوم اور بعد کو فارین سکرٹری مقرر ہوے

اس آخر الذکر صیغہ مین انھون نے سر ہنری ڈیورنڈ کے ساتھہ کام کیا جنکی قابلیت پر وہ نہایت اعلی خیالات رکھتے ہین۔ لیکن سر اکلینڈ کی مالی قابلیتون نے گورنمنٹ شمال و مغرب کو اونکی طلبی پر پھر مجبور کیا۔ اور ۱۸۷۶ء مین وہ محکمہ بورڈ آف رونیو الہ آباد کے سکرٹری مقرر ہوے جہان کہ اونھون نے نایاب تحقیقات

سرانجام دین - جو اس درجہ مقبول ہوئین کہ اوسوقت سے ترقیون کا سلسلہ برابر جاری رہا - ۱۸۷۸ء سے ۱۸۷۹ء کے مابین سکرٹیری محکمہ مال ہونے کے علاوہ سرجان اسٹریچی کے سکرٹیری گورنمنٹ بھی مقرر ہوے تھے - اوسی زمانہ مین پونا اور احمد نگر مین بہ انتظامی اراضی کی وجہ سے گورنمنٹ بمبئی کے تحت مین بھی اونکے قابل قدر تجربون کی آزمایش کا موقع ملا تھا -

سرایولن بیرنگ نے جو اپنے قرابتدار وایسرائے لارڈ نارتھ بروک کے زمانہ مین سراکلینڈ کے فنانشل تجربون کا اندازہ بخوبی کر چکے تھے جبکہ مالی امور مصر کی سرانجام دہی مین مصروف تھے - گورنمنٹ ہند کو سراکلینڈ کالون کے روانہ کیے جانے کی ترغیب دی -

حقیقت یہ ہے کہ سراکلینڈ کی موجودگی مصر نے وہان کی مالی حالت مین قاعدہ اور انتظام پیدا کی - اور جب سرایولن بلا لیے گئے اور ہندوستان کے فنانشل منسٹر مقرر ہوے تو سراکلینڈ کالون ایک فرینچ ہمصفیر کے ساتھ اون کے عہدہ کے خدمات بھی ادا کرتے رہے - اور جو عزت کہ مصر کو یورپ کے بازار تجارت مین اس وقت حاصل ہے وہ زائد تر اخین یورپین منتظمین کی بھی خواہی کی شکور ہے عربی پاشا کی مشہور لڑائی کے زمانہ مین سراکلینڈ کالون نے جو اوسوقت تھے قاہرہ مین تھے اور حضور ملکہ معظمہ کے ریپریزینٹیٹو سرایے مالٹ بھی رخصت پر تھے نہایت قابل تعریف کام کیے - ۹ر ستمبر کی صبح کو جبکہ عربی پاشا کے ساتھیون کی تعداد سر اوٹھا چلی تھی اونکی دلیرانہ صلاح یہ ہوئی کہ قبل اسکے کہ عربی

پاشا کا کوئی عذر سنا جاوے خدیو کو اپنی حکومت کا اعلان تمام فوج میں گشت کرا دینا اور باغیوں سے اونکی تیغ و سپر طلب کر لینا چاہیے۔

کچھ شک نہیں کہ اگر اس مدبرانہ صلاح پر عمل کیا جاتا تو مصر کی لڑائی کو ذرا بھی طول نہ ہوتا اور خود عرابی پاشا جو اپنی خام خیالی کے نتایج سے خوف زدہ ہو گئے تھے راہ راست پر آجاتے۔ مگر بدقسمتی سے ایسا نہ ہو سکا اور وہی نتیجہ ہوا جسکو سب لوگ جانتے ہیں اور یہاں اس بات کا بیان کرنا کہ جب تک عرابی پاشا کو شکست نہیں ملی خدیو مطمئن رعایا سے طول عمل ہے۔

سر ایکلیسنڈ کا لون کو لہ باری مکان رہنے کے وقت بھی موجود تھے جس سے سر ایکیپ سیمو (ایڈمائرل) کو بیش قیمت پولیٹیکل مشوروں کی مدد ملی۔

امن قایم ہونے پر صاحب موصوف جو اسی زمانہ میں آرڈر آف سینٹ میکایل اینڈ سینٹ جارج کے نامزد ہو چکے تھے ہمارے فارین آفس اور خدیو کی خاص خواہش سے واپس آکر گورنمنٹ مصر کے مشیر مال مقرر ہوئے جہاں کہ وہ انھیں اپنی مشہور قابلیتوں کے صرف کرنے کا موقع ۱۸۸۳ء تک حاصل رہا۔ جب کہ وہ ہندوستان میں سر ایولن بیرنگ کی جگہ پر طلب کر لئے گئے تھے سالہائے گزشتہ میں سر ایکلیسنڈ کی مستقل لیاقتوں کا بخوبی امتحان ہوا۔ اور ۲۱ نومبر ۱۸۸۳ء کو انھوں نے سر الفرڈ لایل سے ممالک متحدہ کی لفٹنٹ گورنرشپ کا چارج لے لیا۔ اور بعد ایک ہفتہ کے جو تقریر یہاں اسپیشل الہ آباد یونیورسٹی فرمائی گئی تھی وہ اہم اور دلچسپ تھی۔

ہمنے ایک سرسرآور وہ مگر ان دوست انگریز کی فضیل لایف بیان کرکے اپنے ناظرین کو یقین دلایا ہی کہ ہندوستانی سول سروس کے انگریز اراکین اون تمام اہم خدمات کی سرانجام دہی مین نایاب ہوشیاری اور ایمانداری صرف کرسکتے ہین جو تاج برطانیہ اونکو سپرد کرتا ہی اور سر اکلینڈ کالون کی خدمات مصر اور ہندوستان - اور سالانہ بجٹ کی تیاری ہمارے یقین کی شہادتین دے رہی ہی - یہ سر اکلینڈ کالون ہی کی رحم دلی اور ہمدردی تھی جس نے ایکبار جبکہ گورنمنٹ ہند کی مالی ضرورتون کے پورا کرنے کی غرض سے لگان اراضی کی زیادتی تجویز ہوئی - حکام کے ہاتھون اور ارادون کو اپنی مدبرانہ فصاحت سے روک دیا تھا -

علاوہ ان بھلائیون کے جو بلحاظ فنانشل منسٹر اور سکریٹری گورنمنٹ عمل مین آئین صاحب موصوف ہم ہندوستانیون مین اشاعت علوم و روشنضمیری کے بھی سچے حامی ہین - جیسا کہ اون کی عام تقریرونسے واضح ہوتا ہی - وہ ہمارے قومی تعلیم گاہ محمڈن - ایگلو - اورنٹیل کالج علیگڈہ کے وزیٹر بھی ہین - جہان کہ گذشتہ سال تشریف لے گئے تھے - اور ہماری تعلیم کی بابت جن خیالات کا اظہار ہوا تھا ثابت ہوتا ہی کہ بحیثیت صوبجات متحدہ کے حاکم اعلی ہونے کے صاحب موصوف کو حضور ملکہ معظمہ کی عامۂ رعایا کی بہبودی ملحوظ ہی - اور اسوقت تک عہد حکومت ممالک شمال و مغرب نہایت انصافانہ حکمت عملی پر مبنی رہا ہی - جہانتک ہم دیکھتے ہین اون سے زیادہ کوئی شخص یہ نہین چاہتا ہی کہ نوعمر ہندوستانی جو اس تعلیم

تربیت کے تیس سال کے عرصہ مین پیدا ہوے اور جو ایک "جزوِ اعظم" ہین قدردانی کی جاوے۔ اور جیسا کہ ۱۲ ڈسمبر ۸۴ء کے پاپونیر مین ایک مدبرانہ تحریر کے ذریعہ سے اس خصوص مین بہت سے فیاضانہ خیالات کا اظہار بھی ہوا تھا لیکن اس سے یہ لازم نہین آتا ہے کہ کانگریس کی فوج نے جن جن طریقون سے کارروائی کی یا "جتنے آلاتِ حرب وہ استعمال" مین لائی ہے اون سب کو وہ پسند کرتے۔

ایسے وقت کہ "ہندوستانیون کا خیال آگے کو بڑہتا جاتا اور اس شوق وخواہش مین تھا کہ اپنے دائرۂ افعال کو وسعت دے اور جو کام اوسکے حصہ کا ہے۔ کرے۔ آمدورفت کی بڑی آسانیون کے اثر سے بہت جلد پختگی پاکر انگلستان کے حالات سے واقف ومشتاق ہوکر اور اون موقعون سے پرہمت بنکر جو سالہاے امن وآزادی سے اوس کو حاصل ہوے تھے۔ آخر کار اپنی قوتون سے واقف ہونے مین اپنے تیقن کامیابی کو محسوس کر ہی چلا تھا کہ اتنے مین چند دانشمند۔ خیرخواہ۔ محب وطن۔ اور نیک نیت حضرات ایک قدم آگے بڑہا کے نہین بلکہ ہندوستان مین جمہوری اصول کے عملدرآمد۔ اور پارلیمنٹری طرز حکومت کے اجرا کے خواہشمند ہوکر کہ جس کو خود انگلستان نے بتدریج اور زمانہ دراز کی محنتون سے حاصل کیا ہے ایک نامعلوم مقام مین جست لگانے" مستعد ہوے۔

---

* یہ مضمون جس کی ہیڈنگ تھی کہ "اگر یہ اصلی ہے تو اس کے کیا معنی ہین؟" بے انتہا مقبول ہوا تھا۔ اور ہندوستان وانگلستان مین بڑی اشاعت ہوئی تھی۔

بہت بڑے ہنگامے اور دعوے سے یہ خواہش اگر کسی ایسے ملک میں کی جاتی جہان کہ عامۂ رعایا کو حد و د آزادی و اطاعت مین تمیز ہوتی۔ وہ اوس طرز حکومت کو جسکے اجرا کی خواہش کی گئی ہی سمجھ سکتے۔ اور سب سے بڑکر مخالف پولٹیکل فریق اوس حیثیت مخالفانہ کی ذمہ داری برداشت کر سکتے جسے انھون نے اختیار کیا ہی۔ کچھ مضایقہ نتھا۔ مگر ہندوستان مین صرف انگریزی تعلیم یافتہ لوگون کی جانب سے جو ابھی تک قلیل تعداد مین ہین اور جنکو عام رائے سے کوئی نسبت نہین ہی ایک خواہش کی گئی اور اوس مین غیر انگریزی تعلیم یافتہ فرقے کی شرکت کے جد وجہد مین ایسے طریق عمل اختیار کئے گئے جو سرے سے خلاف کانسٹیٹیوشن ہونے کے علاوہ اس ملک کے لئے اجنبی اور مضر نتایج پر مبنی تھے۔

"کون دانشمند خیال کر سکتا ہی کہ دولت برطانیہ اس عظیم الشان سلطنت کی نظام حکومت و انتظام کو جسکے لئے وہ خدا اور سویلزیشن دونون کے روبرو جوابدہ ہی ایک قلیل گروہ کے دست قدرت مین سپرد کر دینے پر قناعت کریگی؟ کسی انتظام مین اصلاح یا فروگزاشت کا رفع ہو جانا۔ اور ایک بھلائیکا جو سابق سے چلی آتی ہی زاید عرصہ تک جاری رہنا موجودہ طریق حکومت کے اعلی اور نمایان اوصاف مین داخل ہی۔ مگر جمہوری اصول کے عملدرآمد یا اوسکی اشاعت سے فی الحال کے سادہ دل ہندوستان مین بجز اس نتیجہ کے کچھ حاصل نہین ہو سکتا کہ شاہی حقوق و عزت کے ساتھ گستاخی اور بدادبیکا

برطانوی جس کو یہاں کی تمام رعایا صدیوں سے باادب تسلیم کرتی چلی آتی ہے اور انگلستان کی نسبت بھی مسٹر جسٹس مسکارتھی ایم۔ پی رسالہ نارتھ امریکن ریویو کے اپنی سال گذشتہ ایک نمبر میں بیان کرتے ہیں کہ وہاں "شاہی گورنمنٹ کے خلاف کبھی کوئی شورش نہیں ہوا اور نہ بظاہر اسباب جمہوری طرز حکومت کے اصرار اور دعووں کا کوئی زمانہ آئیوالا کچھ شبہ نہیں کہ ہمارے سابق مدبر ویسرائے کالنڈن کے سٹیشن ہوس میں یہ فرمانا کہ "موجودہ حاکمانہ طرز سلطنت ہندوستان کے لئے بہت زمانہ تک کافی ہوگا" نہایت ٹھیک ہے۔ پس ہمکو اور اون لوگوں کو جو اپنے آپ کو ہمارے سچے دوست ہیں اوس خدا رس اور نیکدل گروہ پر کامل اعتبار کرنا اور اوسکا مشکور ہونا چاہیئے جس کی صدیوں کی بہتیری کوششوں نے ہماری آنکھوں کو روشن اور ہمارے طالع خفتہ کو بیدار کردیا ہے اور کچھ لوگ ہم میں سے عقلی معلومات کے بڑے حصہ سے آشنا ہو چلے ہیں گو اونمیں عملی درجہ کا آغاز نہیں ہوا ہے۔

ہم اپنے دوسرے نمبر میں ہنری وڈورڈ کی سوانح عمری سے بحث کرینگے جس نے ہندوستان اور مخصوص بنگال میں بڑے تعلیمی کام کئے ہیں۔

محمد اصغر حسین